UNIVERSAL
LIBRARY
OU-234396
UNIVERSAL
LIBRARY

بعون خلاق کون و مکان فضل خالق زمین و زمان جل شانہ

۸۵

ترجمہ سیر المتاخرین

مطبع منشی نولکشور میں طبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر ہی ایسے پاک پروردگار کا جسنے مجھسے ذرۂ بیمقدار کو یہ عزت عطا فرمائی کہ باوجود ہیچمدانی کے مورد عنایات
صاحب فضل وکرم سرچشمۂ لطف ونعم جناب فیضمآب خداوند نعمت ابر نیسان کرمت خورشید اشتہار فلک اقتدار
حاتم سخاوت رستم شجاعت لجائی غریبان ومرجع دانشمندان ہر دیار خدیو دل آگاہ نزدیک ودور **جناب منشی نولکشور صاحب**
ثریا جاہ مالک مطبع اودہ اخبار نور اللہ شموس اقبالہ کا ہوا تفصیل اسکی یون ہی کہ سنہ ۱۸۱۲ عیسوی کو یہ عاصی کوکل پرشاد
ولد گوردیال قوم سری ہا ستب کھرہ بتلاش معاش دلخستہ شہر فیض بہر لکھنؤ مین وارد ہوا اول جناب معلی خطاب قدردان
نوع بشر مروج علم وہنر پنڈت شیونرائن صاحب ڈپٹی انسپکٹر سررشتہ تعلیم مدارس ضلع لکھنؤ کے دامن دولت مین الجھا
چندے آسایش کی صورت ہوئی ناگاہ گردون دون نے رشک کھایا تفرقہ ڈالا جناب ممدوح بتقریب سیر وطن کشمیر کو
نہضت فرما ہوئے راقم بھی طالع برگشتہ کی ناسازگاری سے وطن لوٹ جانے کو طیار ہوا کہ جناب منشی صاحب
مقدم الذکر نے مسافر پروری فرمائی سیر المتاخرین کے ترجمے کا ارشاد صادر ہوا قید تردد آزاد کیا ترجمے کا نام لینا
چھوٹا موہمہ بڑی بات ہی حق تو یون ہی کہ مسافر نوازی منظور ہوئی ورنہ اپنی لیاقت جسقدر ہی ظاہر ہی حال الامر فوق الادب
کہکر قلم اوٹھایا سرسری جو معلوم ہوا نامۂ اعمال کے مانند کاغذ سیاہ کیا یارب اپنے فضل وکرم سے اس تحفۂ محقر کو منظور
خداوند نعمت فرما تاکہ مترجم کو سرخروئی ملے **قطعۂ تاریخ** آغاز ترجمے مین یہ دلکو ہوا خیال تاریخ ایسی لکھو

حصے مین اسکی خوشبو تک نہو — اس ملک کے جانورون مین فیل عجب کوہ پیکر بمثال ہی تیس برس کے بعد جوان اکیسویں برس کی عمر طبعی پاتا ہی اسکی مادہ اٹھارہ مہینے کے بعد جنتی ہی یہ جانور جنگل کے سوا شہر و بستی مین جفتی نہین کھاتا مگر شاذ و نادر — اگر ایسا ہو تو منحوس جانتے ہین — اگر جنگل ہی سے حاملہ آئے تو البتہ بستی مین وضع حمل کرتی ہی — گردن بھی عجب قوی تن جانور ہی آسکے چاردن پیر ہاتھی کیطرح اور گردن شیر کی سی اور آنکھ مونہہ کان بیل کے رنگ پر ہوتے ہین بہ نسبت دوسرے جانورون کے اسکا بدن نہایت سخت اور درشت ہوتا ہی اس جانور کو ہاتھی کے ساتھ سخت عداوت ہی ایک سینگ پیشانی پر بطور آلہ جنگ کے رکھتا ہی جسکے وسیلے سے ہاتھی کا پیٹ چاک کر ڈالتا ہی اکثر دوسرے جنگلی جانورون پر غالب ہی — اسکا بھی تولد و تناسل جنگل ہی مین ہوا کرتا ہی گرفتاری دقت سے ہوتی ہی شاذ و نادر پادشاہ اور امرا کے قید مین پھنستا ہی — گاہ بیش صحرائی نہایت جراتی اور تنومند ہوتا ہی اگر شیر سے بھڑ جائے جان سے سیر کرے کبھی کبھی امرا لوگ اس جانور کی لڑائی کا تماشا کرتے ہین خواہ ہم جنس یا شیر سے لڑاتے ہین — گجراتی بیل نہایت جفدر اور صباگ ہوتا ہی کہتے ہین کہ گجرات احمد آباد کی ولایت مین اکثر راہ زن لوگ انہین بیلون کو ارابہ مین جوت کر مسافرون کی لوٹ مار کیا کرتے ہین یہ جانور اوس ڈپٹ سے تیز رو ہوتا ہی کہ گھوڑے کا سوار پاس نہین جا سکتا — ارابہ جسے بہل اور رتھ کہتے ہین مخصوص اسے ہندوستان کے حکما نے ایجاد کیا ہی بڑی عیش و آرام کی سواری ہی سایہ دار نشیمن کے ڈول کا بناتے ہین دو تین آدمی سوار ہو کر قطع منزل کر سکتے ہین دو تین آدمی باہم سوار ہو سکتے ہین

ذکر بعض مقالات و علوم مردم ہند

شیخ ابو الفضل محرر اکبر نامہ نے تیسرے دفتر مین جسکا نام آئین اکبری ہی یہان کے باشندون کے علم اور رسوم کا ذکر کمال تحقیق سے تحریر کیا ہی جسکی ہنسا اوسکی دریافت کی ہوا اوس کتاب کو ملاحظہ کرے — اس مقام پر کسیقدر مشتاقون کے واسطے خلاصہ اظہار ہوتا ہی حقیقت آفرینش کی اٹھارہ ہزار قسم اور اس سے بھی زیادہ شمار کیا ہی اور تعجب انگیز حکایتین مرقوم ہوئی ہین اور ہر بار انیگ نئی رنگ سے ہستی کے غنچے کھلے ہین یہان پر وہ ایک قسم بیان ہوتی ہی جسپر اعاظم ہنود قائل ہین — وہو ہذا — اول جس تعین پر کہ حضرت وجود نے تعلق پکڑا اور خاص جلوہ دکھلایا — اوسکا نام رہا ہی شاید کہ عقل اول سے مراد ہو — القصہ اوس سے چار شخص نے وجود قبول کیا — سنک — سنندن — سناتن — سنکمار — ہر ایک کو پیدائش خلقت کا اشارا ہوا — مگر چونکہ ہر ایک کو ذات قدسی سے بکثرت توجہ تھی اس کام کی طرف توجہ نکی — اوسوقت دوبارہ اپنی پیشانی سے مہادیو کو ظاہر کیا ازبسکہ اسکے وجود مین جلال کی کثرت دیکھی پیدائش کی صورت اسمین بنائی پس دس نفر دیگر ظاہر کیے غالب کہ عشور عشرہ سے مدعا ہو پس ازین اپنے پیکر سے ایک جوڑا عورت و مرد کا پیدا کیا — من و ست روپا نام — من نام مرد اور — ست روپا عورت

بجای آدم اور حوا کی نام مقرر کیے پس پیدایش کی آغاز ہونی شروع ہوئی — بعض اسپر قائل ہین کہ اول تعین عورت کی ہیکل پر ہوا جسکا نام مہا لچھمی ہی ظاہر اقوت اور مشیت سے مراد رکھی ہو — بعضون نے آفتاب کو سیدہ آفرینش سمجھا ہی — اسکا سبب یہی ہی کہ ایسے بڑے ستارے کو موالید ثلاثہ مین قوی التاثیر جانتے ہین — کم عقلون نے سمجھا ہی کہ عالم علوی مین بھی اسکی رسائی ہوگی اور ایک عالم اوسکا آثار ہی — حکمای ہند کے نزدیک پانچ عنصر ہین چار عنصر مہورہ پر ایک عنصر آکاس — نامے کو بدھامے اور اس عنصر کو ہر جگہ اور ہر شخص پر محیط سمجھتے ہین — آسمان کے قائل نہین دایرون پر شمار ہی — منطقہ کو بارہ حصہ کرکے ہر حصہ کا نام بطور معتقدان عربی کے علاحدہ علاحدہ مقرر کیا ہی اور حصہ کو راس کہتے ہین — ستارون کو اجسام سفلی اور آفتاب سے نور پانے والے جانتے ہین — ہر ہفت ستارون کے نام مقرر کردیے ایام ہفتہ سے نسبت دیتے ہین اور سورج کو نور بخت اور پیوند نفس قدسی کو ہر ایک کے ساتھ سمجھتے ہین — بعضے ستارون کو نفوس بشری سمجھتے اور کہتے ہین — کہ عنصری حال کے تعین گلانی اور ہوای نفسانی کے فرو کرنے سے اس مرتبۂ عالی کو پہونچے — زمین کو کول تصور کرتے ہین لیکن یہ بھی اعتقاد ہی کہ کرۂ زمین مین سات بڑے جزیرے ہین اور ہر جزیرے کا محیط ایک ایک دریا ہی ان سبھون کے نام بھی مقرر ہین — اونہین جزیرون مین سے یہ ایک جزیرہ ہی جسمین ہند اور چین — عرب — عجم — فرنگ ترکستان آباد ہی یہ قول متقدمینون کا ہی — تمام عالم کے تین حصہ کیے ہین حصۂ بالا سرگ لوگ نام کو نیکیا مون کا محل پاداش سمجھتے ہین اور حصہ درمیانہ اکثر انکے مقالات یونانیون کے طور پر ہین — اور کیا عجب کہ زمانہ آخرین کے نئے عقل لوگ اپنی تفکری یا برہمنان نے عقل کی پیروی سے اسطرح پر تعبیر کرتے ہین اور عالم کو سہ گونہ حصہ کا ہی بھولوک نام کو اور نیز دیگر جانداران بنی آدم کا جای قیام اور حصۂ پاتال کو پاتال ایسے بدکارون کی سزا کا محل جانتے ہین — درصورت تسلیم ممکن ہی کہ مبدع حقیقی نے ہر بار نئے طور پر آفرینش کائنات کی فرمائی ہو اسی سے چگونگی احوال حقیقت مین مختلف قول بیان کیا ہی — خلاصہ یہ ہی کہ سلسلۂ پیدایش مین ایک مرد ایک عورت سے قائل ہین — بعد پیدا ہونے آدمی زاد کے جسوقت کسیقدر کثرت انمین ظاہر ہوئی برہمانے انکو چار قسم کرکے ہر چار طرف نامزد کیا — ان سب کے سردار کو جو صاحب علم و فضل اور زاہد اور باطاعت تھے برہمن نام رکھا اور صاحبان تہور اور شجاعت کو چھتری — اور صاحبان تجارت اور زراعت اور صناعت شریفہ کو بیس — اور اہل حرفہ رزیلکو شودر کا لقب دیا برہمنون کا نام تحصیل علم اور عبادت اور علم سے فیض پہونچانا اور تپشیا کرنا اور دوسرون کو خدا کی راہ دکھلانا اور چھتری کا مشغلہ خراج ستانی اور سروری اور رعیت پروری اور ملک داری اور برہمنون کی حفاظت اور خدمت کرنا اور بیس کا پیشہ کشتکاری اور سوداگری اور دیگر صنائع شریفہ مین مشغول ہونا اور شودہ کا کاروبار کمینہ صنعتین اور ہر سہ فرقۂ بالا کی خدمتگذاری مین مشغول ہونا مقرر ہوا

اوتار

جو فرقہ ہنود مین خدا کے مشہور ہی فی الحقیقت ہندؤون کا اعتقاد یہی ہی شاذ و نادر کوئی بد اعتقاد ہو درحقیقت نے اصل فقط ایک شبہہ ہی جو کلام قدما کی باریکیون کے دریافت کرنے مین متاخرین کو عائد ہوا حقیقت حال اسکا یہ ہی کہ ہر دور مین جیسے یہ لوگ ست جگ — تریتا — دواپر — کلجگ کہتے ہین دس گیارہ وجود مختلف صورتون پر خاص اپنی اپنی قدرت دکھلانے کو ظاہر ہوئے اور کارہاے دشوار کو انجام دیا — ہر ایک اونمین سے اپنے عہد مین ایک نام سے موسوم ہوکر فرمان روا ہوا اور دیگر خلائق فرمان پذیر رہے ہین — محققان ہند کا یہ قول ہی کہ خداوند بیچون اوس امر کے واسطے جسکا فائدہ آفریدہ کو ملے پیکر عنصری کو اپنے نور سے شرف بخشتا اور اوسکے حال پر توجہات کما ینبغی روا رکھتا ہی اوسکے وسیلے سے ایسے امور کو ظہور دیتا ہی جو انسان کی آنکھون مین ایک عجائبات سا معلوم ہوتے — کسیطرح کا غبار اوسکے دامن حال پر نہین بیٹھتا اگرنہ عقلای ہند اوسکی طرف رجوع لاتے ہین — اور جو کہ کسیقدر موجودات مین اپنی فروغ قدرت سے کچھ جھلک چھوڑتا ہی اور اوس جھلک سے شکر فکاری کی قدرت اونمین آجاتی ہی اوسے انش اوتار کہتے ہین — اور کسی موجود کو نور فروغ الٰہی سے محروم نہین سمجھتے انس اوتار شمار ہین — اور پورن اوتار ہر چار جگ مین دس مرتبہ ہوا ہی اور آج تک اسی دور مین نو اوتار ہوئے ہین — اول مچھ اوتار جو پیکر ماہی مین عجائبات آثار اور انوار کردگار کا مظہر ہوا کہتے ہین کہ پایان دکن ملک درامین واقع شہر بہدروانی زمانہ ست جگ مین پھاگن شوکل پچھ اکادشی کو واقع ہوا راجہ من جسنے دو لک برس دنیا سے ہاتھ جھاڑ کر ریاضت گیری کی تھی ایک مرتبہ دریای کرت مالا مین اشنان کرتا تھا ناگاہ ایک مچھلی اوسکے ہاتھ لگی اوسنے کہا کہ مجھے نگاہ رکھہ ایک راندن ہاتھ مین تھی آخر رونا شروع کیا تب راجہ نے گھڑے مین چھوڑا جب وہان بھی سمائی نہوئی کنوئین کی چاہ ہوئی جب کنوے مین بھی کوئی صورت آسایش کی نہوئی تالاب بزرگ مین پہونچایا وہان بھی وہی شور کھایا تب بحر گنگ مین پہونچائی جسوقت وہان بھی ندرائی دریاے شور مین لاڈالا یہان بھی اوسنے بڑے زور و شور سے ہاتھ پیر نکالا تمام دریا پر محیط ہوئی تپ تو راجا کے دلمین یہ لہرا اوٹھی کہ یہ موج کسی دوسرے ہی قلزم سے ہی پس ثنا و صفت مین ترزبان ہوکر جویاے اسرار ہوا — جواب پایا کہ دریاے خدائی کا ناخدا ہون اس جانور کو اپنے بعض آثار کا مظہر بنایا تا کہ تیری اور چند دیگر برگزیدگان درگاہ کی رستگاری ہو — آگاہ ہو کہ بعد ایک ہفتہ کے دریاے جلال موج زن ہو تمام جہان عالم آب ہو جائیگا پس تو فلانی کشتی پر مع دیگر دیوتاؤن اور اوویہ کے بیٹھنا اور اوس کشتی کو اس شاخ سے جو کہ مچھہ سے نمودار ہی متعلق کر — بسترہ لاکھہ ۲۸ ہزار برس پانی کا طوفان تھا بعدہ پوشیدہ ہوگیا — **گورم اوتار** یہ اوتار دور ست جگ مین واقع ماہ کاتک سکل پچھہ دوادشی کو کچھوے کے قالب مین ہوا — سبب اس اوتار کا یہ ہی کہ دیوتا و دان

نے یہ ارادہ کیا کہ دریاے شیر سے مروغن کے مانند آبحیات نکالین متھانی کے جگہ مین منہ کو جو کل پہاڑون سے بزرگ ہی دیوتا لوگ مستعمل کرتے تھے لیکن یہ پہاڑ بسبب گرانی کے دریا مین جھک جاتا اسی سبب سے نیچے پہونچا تھا — پس ایزد بیچون نے اوس صورت کو جلوہ گر فرمایا اوسنے اوس پہاڑ کو اپنے کندھے پر اوٹھالیا دیوتاؤن نے اپنا کام دل حاصل کیا — اس کارشگرف سے چودہ رتن برآمد ہوئے — لچھمین — یہ عروس کی شکل سے ظاہر ہوئی — گوستیہ من — گوہر روشن بے بہا — پارجاتک برچھہ — عجب طرحکا درخت جسکے پھول کبھی پژمردہ نہون اوسکی بو نے تمام دنیا کو معطر کیا بعض کا یہ عقیدہ ہی کہ جو خواہش ہو اس سے برآمد ہوا اوسیکا نام کلپ برچھہ بھی ہی — سراپا دہ دہنتر — حکیم جسکے داہنے ہاتھہ مین جونک اور بائین مین پرتھی اور بیماروں کو تندرست اور مردہ کو زندہ کرتا تھا — چندرمان — جو تمام عالم کو روشن کرتا — کام دھین — مادہ گاو جو تمنا ہوا وسکی پستان سے برآمد ہو — ایراپت ہاتھی جسکے چار دانت تھے — سنکھہ — سفید مہرہ خاصیت اسکی یہ کہ جسکے پاس ہو وہ ہمیشہ فتح مند رہے — بکھہ — یعنے زہر جانگزا امرت — یعنی آبحیات — رنبھا — یعنی زن خوشخو — اس — گھوڑا ہفت سرکا — سارنگ — جھنک یعنی کمان جسکا تیر جہان پر جاوے اور ہرگز خطا نکرے — جسوقت اسقدر گرانمایہ اشیا ظاہر ہوگئی وہ صورت زیر زمین ناپدید ہوئی مگر ابھی تک زندہ سمجھتے ہین **باراہ اوتار** ست جگ مین کانپک جینے کی پورنماشی کو مہاورت شہر مین اودھ اور مصرکھہ کے نزدیک ظاہر ہوا — کیفیت یہ ہی کہ کسی ڈھب سے دیتون کے گروہ مین سے بڑی مدت تک حق تعالی کی عبادت اور بدن کے گلانے مین بسر کی ایک روز ذات مقدس نے کسی طرز پر اوسپر جلوہ گر ہوکر فرمایا کہ تیری خواہش کیا ہی — وہ دیت اس گفتار دل آویز سے پگھل گیا — لکو کہا جانوران جانستان کا نام لیکر کہا کہ انکے گزند سے رہائی پاؤن اور تمام آفاق کی سروری میرے ہاتھہ ہو — خواستہ خدا تھوڑے ہی زمانہ مین کامرانی حاصل ہوئی حکومت عالم علوی کی کسی اپنے خویش کو دی — دیوتا برہما کے ساتھہ بشن کے حضور مین دوڑے اور چارہ کار کے متجی ہوے چونکہ بروقت خواہش حفاظت گزند جانداران سے نام باراہ کا اس پیراہ دیت نے نہ لیا تھا — جواب ہوا کہ عنقریب ہم بصورت باراہ ظاہر ہوکر اوسکے پنج ہستی کو جڑسے اوکھاڑینگے پس ازان تھوڑی مدت کے بعد اوس صورت نے جلوہ فرمایا اور پاتال مین اوسکے تخت پر جا دوڑا اور اوسے سناسنخانہ عدم کو روانہ کیا — اسکے ظہور کی مدت ایک ہزار سال کی کہتے ہین — **نرسنگھہ اوتار** یہ ایک ایسا پیکر تھا جسکا آدھا دھڑ کمر سے اوپر شیر کے ہمسر تھا اور نیچے کے طرف انسانی تھا ست جگ جینے بیساکھہ شکل چھہ چرد ہی کو ہرن پور مین جسکا نام مشہور ہی نزدیک آگرہ کے ظاہر ہوا وجہ اسکی یہ ہوئی کہ ایک شخص ہرن کشب نام دیت نے

مدت تک نفس وتن کی گدارش کی تا آنکہ ایزد بیمال نے اوسپر جلوہ فرما کر تمنائے دلی دریافت کی اسسے اول عرض کیا کہ آرزو یہ ہی کہ میری موت نہ دنمین ہو نہ رات مین اور ہر ایک جانستان سے محفوظ رہون بعد ازان عالم بالا اور پائین کا مستدعی ہوا — بارے عرض قبول ہوئی اب کیا پونچھنا تھا دیوتاؤن کو اطاعت کرنی پڑی — بدنہاد دن سے زمین پر بار ہوا — اوسوقت بزرگ لوگون نے برہما کے وسیلہ سے بشن کے حضور مین چارہ جوئی کی — خواہش مستغیثون کی برلائے کا وعدہ ہوا لکھا ہی کہ اوس دیت کے ایک لڑکا تھا پرلادہ نام مانند خداشناسون کے حق پسند کیا اور باپ کے برخلاف پاپ پن کی تمیز کر کے راہ تنک مین قدم رکھتا اوسکا باپ ہر چند ہر طرح کے آزار پہونچاتا اور اوسے اس چال چلن سے تخویف کرتا مگر ثابت قدمون کا پیر ہٹانا ہر نے سروکار کا کام نہین ہرگز اوس نیک روش نے اپنے گمراہ پدر کے طریقے مین قدم نہمارا تب اوس راہ فراموش نے کہا کہ اپنے پروردگار کا پتا دے اوسنے کہا ہر مقام پر جلوہ گر ہی زمین و آسمان اوسیکے جلوۂ تجلی سے پُر ہی — اور مزید سمجھانے کے لیے کہہ اوٹھا کہ اس ستون مین بھی اوسکا ظہور ہی — اس پتے کے سنتے ہی اوس گردن زدنی نے ایک ہاتھہ شمشیر کا اوس ستون پر مارا سر بدست قدرت الٰہی سے صورت مذکورۂ بالا پیدا ہوئی اور اوس بیدرد کا سینہ و جگر پھاڑ ڈالا — اوسوقت نہ دن تھا نہ رات دونو وقت ملتے تھے — پس اوس دستگیر بیچارگان نے پرلاد سے خواہش دلی استفسار فرمائی اوس سربلند عالی فطرت نے کسی فراز و نشیب کی طرف سر نکیا اپنی زندہ دلی سے جیون مکت کی خواہش ظاہر کی ظہور اس صورت کا سو سال تک رہا

باون اوتار تریتا کے زمانہ مین واقع ماہ بھادون سکل پچھہ دوادشی شہر ہون بھدرا مین ساحل نربدا پر کشب بن پرجاپتی برہما کے مکان مین ادت کے پیٹ سے پیدا ہوا اس اوتار نے ایکہزار برس فرمان روائی کی — کیفیت اسکی یہ ہوئی کہ ایک شخص بل نام قوم دیت نے تینون لوک کی سلطنت حاصل کرنے کے واسطے ریاضت کی خداوند تعالی نے اونکی آرزو پوری کی بڑی عظمت کی خلافت حاصل ہوئی۔ دیوتاؤن کو صاف کر کے اوسیطرح فرمان روائی پر معاف کیا اور ہر قسم کی جگ کین — لیکن چونکہ اس طریقہ مین دیوتاؤن کی صدقہ دینے مین اوسے نہ بجالایا — دیوتاؤن نے اوسکے اندام بنیان خلافت کے لیے حضرت بشن جی سے التماس کیا اونہون نے انجام کام سے آگہی دیکر بولا کے تسکین دلی عطا فرمائی — اور اوسی سال اور مہینے مین چہرہ ہستی روشن فرمایا جسوقت وہ نور حقیقت حسب رسم بشریت کے تابع ہوا حکیم بردواج کی خدمت مین استفادہ لینے لگا اور اپنے استاد کے ہمراہ راجہ کے جگ مین جو بمقام کرکمت مقرر ہوئی تھی گیا راجہ نے بموجب شان شہریاری کے اسکی خواہش دریافت کی اسنے کہا کہ اے راجہ اپنے تین پیر کی چوڑائی کے برابر زمین کا طلبگار ہون اسپر راجہ سراپا غضبناک ہو کر بولا کہ مجھہ ایسے سرفراز سزاوار اراجگان والا تبار سے نے سر پر کی ایسی

فقیر خواہش چاہتا ناسزاوار ہی خیر چارناچار راجہ نے قبول کیا اوس شخص نے اول مرتبہ اپنا قدم بڑھایا کہ طبقۂ زمین اور پاتال پامال ہوا دوسرے پیر نے ایسی فراخی دکھلائی کہ طبقۂ بالا مین تنگی نظر آئی اب تیسرے قدم رکھنے کو راجہ نے اپنے تئین دست بستہ حوالہ کیا ازبسکہ راجہ نیکوکاری مین برگزیدہ تھا اوسنے سر کو بی سے معاف کرکے حکومت پاتال کی نامزد کردی پرسرام اوتاریہ اوتار پیکر انسانی مین ہوا جمدگن برہمن کے گھر مین اور رینکا عورت کے شکم سے تریتا جگ جینے بیساکھ سکل پچھ ترودسی موضع رنگتا متصل آگرہ کے ظہور ہوا — کارت دبرج نام ایک لنگوٹیا بولادیت فرمانروائی مین بیٹھا اور اپنے ہاتھ نہونے سے بیدست دپاہو کر دست بستہ کوہ کیلاش پر پہونچا عبادت کرنے لگا — مہادیو نے دست شفقت سے اوسے سرفراز فرمایا اور ہاتھون ہاتھ اوسے ہزار ہاتھ عطا فرمائے اوسوقت تینون لوک کی راجگی پراسکی دسترس ہوئی اب دیوتاؤن پر دراز دستی کرنے لگا جورو بدعت کیطرف ہاتھ بانون پھیلانے لگا آخر اوسکے ہاتھ سے تنگ ہوکر ہرایک دست بدعا ہوا کای اشیراس موذی کے سرپنجہ سے بچا لو خدا کی درگاہ مین یہ ملتمس مقرون باجابت ہوئی — کہتے ہین کہ جمدگن سری مہادیو کا مظہر اور رینکا ادت سے جو تمام دیوتاؤن کی مان ہی اس سے پانچ لڑکے پیدا ہوئے۔ پانچوان پرسرام کیلاس پہاڑ پر مہادیو جی کی خدمت مین ادب آموزی کرتا تھا اور باپ اوسکا جمدگن جنگل مین عبادت سے دلشاد تھا ایکروز کارت دبرج سرکار کے عیش مین پھنسا تھا قضارا راجہ اوسکے گوشۂ عبادت کے جانب جا نکلا اور بھوکھا اور پیاس کے بجھانے کے واسطے لرکھرانے لگا اوسنے جیسی خورش بادشاہون کی ہوتی ہی خوردنی اور نوشیدنی اور گوناگون جواہرات وغیرہ حضور مین حاضر کیے راجہ کو تعجب ہوا فرمایا جب تک حقیقت حال سے آگاہ نہونگا واللہ اس سامان مین ہاتھ نہ ڈالونگا اوسوقت اوسنے کہا کہ اندر راجہ جو عالم علوی کا فرمانروا ہی مجھکو گاؤ کامدھین عطا فرمائی ہی — اس شگفت ماجرا سے راجہ کے دلمین حرص پیدا ہوئی اسکی خواہش مین جیسے کلبلایا آخر نہ رہا گیا کہہ بیٹھا — اوسنے جواب دیا کہ: اجازت اندر کے میری یہ خواہش عدیم الحصول ہی دنیا کے شکوہ و دبدبہ سے ایسی چیز نہین حاصل ہوسکتی راجہ کو اس کلام سے بیکار غصہ آیا آمادہ پیکار ہوا یہان تک کہ لڑائی مین پیش قدمی کی فیما بین سے خنگ درپیش ہوئی مگر کچھ پیش نہ گئی — آخر رات کو چھپ کر آیا اور جمدگن کا کام تمام کیا مگر گاؤ سے کمین نشان نملا — رینکا نے پرسرام اپنے لڑکے کو بلا کر رسم کریا کرم بجالائی اور خود حسب آئین مروجہ آتش محبت مین جلکر خاک ہوگئی اور پرسرام گوشمالی پر آمادہ ہوا کہ یہ شخص اپنی قدرت ابداعی سے راجہ کی لڑائی کو گیا الیس مرتبہ چڑھائی ہوئی آخر کار راجہ کے دلمین ایسا رعب ہوا کہ اپنا قالب نقد روح سے خالی کیا دیوتاؤن کو فرمان روائی حاصل ہوئی — دنیا کے خزانہ جو اکٹھے ہوئے تھے کار نیک جگون مین صرف کیے بعدہ ہر طرف سے اپنا ہاتھ ہٹا کر تنہائی اختیار کی معتقدان ہند کے نزدیک ابھی تک سوی پرسرام مہندرا پہاڑ پر زمین کوہکن مین زندہ ہین رام اوتار کیفیت اسکی یہ ہی کہ ایک شخص راون نام راکس جسکا سلسلہ

دو پشت سے برہما تک پہونچتا ہی تھا اسکے دس سر اور بیس ہاتھ تھے جسوقت اوسکی فرمان بری سے دیوتا عاجز ہوئے حسب رسم ماضی اوسکی سرزنش کے مستدعی ہوئے انجام کار ترتیا جگ مین چیت سوکل پچھ نومی کو اودھ مین راجہ جسرت کی کوسلیا رانی سے رام نام آثار مقدس کا ظہور ہوا۔ اور مدت تک دشت نوردی اور پاکیزہ مقامات کی زیارت مین بسر کیا آخر کار راون کو روانۂ عدم کرکے گیارہ ہزار برس حکمران رہے اور اچھے اچھے آئین جاری فرمائے **کرشن اوتار** — چار ہزار کسیقدر زیادہ گذرا ہوگا کہ اوگرسین نامے جادو ہر زبانی کرتا تھا اوسکا تختگاہ متھرا تھا اوسکا لڑکا کنس بڑا چیرہ دست ہوا اپنے باپ کو حکومت سے برطرف کرکے خود خلافت کرنے اور ظلم و جفا کی راہ مین قدم دھرنے لگا اور نیز جراسندہ اور سس پال دیتون نے ظلم رانی اختیار کی زمین گناہون اور جفایون کے بار سے گھبرا گئی گاؤ کے قالب مین جاکر بشن کے حضور مین فریاد ہوئی وہان سی کشن کے حوالہ ہوا۔ ادھر نجومیون نے کنس کو خبر دی کہ اسی نزدیکی مین ایک شخص پیدا ہوا اور تیرا جان و مال نابود کرے اوس پر نابالغ نے اس صدا کے سنتے ہی نئی بدعت پیدا کی کہ جو نیا لڑکا پیدا ہوتا اوسے مروا ڈالتا ہر سال صدہا خون کر ڈالے تا آنکہ اوسکی بہن دیوکی کا عقد بسدیو جادون کے ساتھ ہوا اس درمیان مین آواز ہوئی کہ اسکا آٹھوان لڑکا تیرے جام حیات کو چھلکا دیگا — کنس نے اس راز کے کھلنے سے اون دونون عورت و مرد کو بند خانہ مین قید کیا جو لڑکا اونسے پیدا ہوتا اوسے نہانخانۂ عدم کو بھیجتا تا آنکہ بطن دیوکی سے نور سری کشن کی ہوئی اوسوقت بیدار بختی نے چوکیدارون کو خواب غفلت مین بے خبر کیا اور محبس کی زنجیرین اور دروازے کھل گئے وہ نور خدا سخن سرا ہوا کہ جمن پار اسیوقت نندا ہیر کے مکان مین لڑکی ہوئی ہے اوسے لیجا خانۂ خواب مین سرشار مین مجھے وہان پر پہونچا دو اور لڑکی کو لے آؤ جسوقت بسدیو اوس کام مین متوجہ ہوا دریا جمن پایاب ہوگیا آخر بموجب فرمانے کے تعمیل ہوئی — نوین برس مین کنس کی گردن توڑی اوگرسین کو قید سے رہائی دی خود تخت حکومت پر بیٹھا اکیسو پانچ برس عالم افروز رہا سولہ ہزار اکیسو آٹھ رانیان اسکے تھین اور ہر ایک سے دس لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور باوجود کثرت زنان کے ہر ایک عورت یہ جانتی تھی کہ آج کی رات مہی کشن مجھی سے ہم بستر رہا **بودھ اوتار** — دور کلجگ مین واقع مہینے بیساکھ سکل پچھ ستمین کو شہر گیا مین راجہ سدھودھن کے گھر مین مایا کے برج حمل سے طلوع ہوا چونکہ لڑائیان بہت ہوئین سری بشن نے چاہا کہ انسانی پیکر ہوکر پیدا اور جگ کی نکوہش کرے اس سبب سے یہ ظہور ہوا اور سو سال تک دنیا مین جلوہ افروز رہا **کلنکی اوتار** — آخر زمانہ کلجگ مہینے ماگھ سکل پچھ دسمی کو شہر سنبھل مین بشن جن برہمن کے جورو جسوتی سے برآمد ہوئی اور سو سال پایدار رہے — کہتے ہین ایسا زمانہ آویگا کہ صاحب انصاف راجہ نہوگا اور بدکاری کثرت سے شروع ہوگی غلہ کی گرانی ہوعمر کوتاہ در بیس ہو تیس برس سے زیادہ زندگانی دفعتہ مرے موت کی گرم بازاری رہے

اوسوقت ایزد بیہمال چارۂ کار کیواسطے پیکر انسانی مین متوجہ ہوکر جہان کو انصاف سے آباد کرے — بعضون نے اس دس اوتار پر چودہ اور بڑھاکر چوبیس لکھے ہین اور ہر ایک کا کازنامہ تحریر کیا ہی اور قسم قسم کی صورتین جادی اور سونے سے بناکر پرستش کرتے ہین — مگر جین — بودہ — پوران اوتارمین نہین — المختصر اس ملک کے رہنے والون کا اعتقاد یہ ہی کہ ایجاد خلقت کا وسیلہ برہما ہی اور بوسیلۂ الہام کے ایک کتاب جسکا نام بید شریف ہی زبان برہما سے مرتب ہوئی بعدازان پیروان برہما نے اوسکی تفسیرین لکھین اور چھ کتابین بنائین اونکو کھٹ درسن یعنی چھ قسم کا علم کہتے ہین انکو شاستر اور کتاب کو بید کہتے ہین بعض کا کلام ہی کہ حکیم بیاس نے چار جزو کرکے ہر ایک کا ایک خاص نام تعین کیا یعنی رگ بید — ججر بید — سام بید — اتھرین بید — بعض کا یہ مقال ہی کہ برہما کے چار مینے تھے یہ کتابین مذکورۂ بالا ترتیب ہوئین — خبر اول تفسیر — نیلے شاستر ہی مؤلف اسکا گوتم رکھہ — دوسرا پشکہک شاستر اسکا مؤلف کنا دنامے دانشمند ہی — تیسرا سانکہ شاستر موجد اسکا کپل ہی — چوتھا پاتنجال شاستر محرر اسکا پتنجال ہی — پانچوان بیدانت شاستر جسکو بیاس جی نے تالیف کیا چھٹا میمان شاستر جسکی ایجاد حکیم چھمن نے فرمائی — علاوہ ان شاسترون کے اور بھی شاستر ہین مثلاً دھرم شاستر جو کہ اہل ہنود مین بمرتبۂ علم فقہ کے ہی اسکے ذریعہ سے اعمال اور افعال اور عبادت اور ریاضت اور برت اور خیرات اور گناہون کی چارہ سوزی اور توبہ مع دیگر معاملات چار دن برن کے دریافت ہوتے ہین — کرم بیاک شاستر اسمین وہ علم ہی جسکے دریافت ہونے سے انسان آلام بدنی اور عارضون کی کیفیت معلوم کرسکتا ہی کہ یہ مرض فلانی گناہ کے مکافات مین ہوا جو اگلے جنم مین سرزد ہوا تھا اور اگر یہ عمل کرے تو شفا پاوے اور اٹھارہ پران یعنی تواریخ مشتمل ہی بیان حال نفوس قدسیہ اور عالم ملکوت اور شرح پیدایش جہان اور وقوع قیامت اور نیز دیگر رنگا رنگ کردار نیک اور سخاوت اور عدالت اور عابدون کی حکایات اور فرمانروایان والاشکوہ کی روایات سے — بیاکرن وہ علم ہی کہ کلمہ اور کلام اور ترکیب حروف اور حسن بیان اور ترکیب نظم ونثر اور عبارت کی استخوان بندی وغیرہ کو درست کرے — جیوتک بدیا یعنی طبابت جس سے بدن کی صحت اور مرض کا حال دریافت ہو اور تدبیر ازالۂ مرض کی اوسکے ذریعہ سے کیجاوے — جوتک بدیا یعنی علم نجوم استخراج ہونا اس علم کا آفتاب سے جانتے ہین — سامدرک بدیا یعنی علم قیافہ کہ نفس بشر کا حال خال اور خطوط پیشانی اور کف دست کی لکیرون سے واضح ہو — لیلاوتی ایک کتاب ہی علم حساب کی تشریح مین اسے بیاکرن جوتک کہتے ہین — شگن بدیا وحش وطیور کی آوازون سے فال لینا — اس علم کا رواج اکثر میوات اور پانی پت کے اطراف مین ہی — سرپدیا اس علم کے عالم بذریعہ تنفس احوال خیر وشر کا دریافت کرسکتے ہین — اگم بدیا ہزارون قسم کے جادوگرون کے بیان مین مثلاً جن وآسیب رذون کا معالجہ کرنا — اندرجال بدیا یعنی طلسمات اور کیمیا

اور سیمیا اور خلع بدن کا علم دس بدیا یعنی دھاتون کا مارنا اور نیز کیمیا گری وغیرہ — کامرو بدیا اس علم سے سانپ اور بچھو وغیرہ بشترین جانورونکا زہر دور کرنا بوسیلہ منسون ہوتا ہی اور نیز جاننا اصل ہر سانپ کی — سرپ بدیا انواع تیراندازی کا دریافت کرنا — ترپن پرچھا لعل ہر وارید وغیرہ جواہرات کا شناخت کرنا اس سے متعلق ہی — مانک بدیا کارخانۂ عمارات کی شناخت اور خاصیت تعمیرات کا واقف ہونا — گج شاستر ہاتھیون کی عمر طبعی اور اوسکی بیماری کا علاج کرنا اور حفظ صحت وغیرہ کا جاننا — کج ساسان موتر یعنی گھوڑے کے عیب و ہنر اور معالجات اور امراض اور عمر اور رنگ وغیرہ مین بلکہ بہم پہونچانا — گاندھرپ بدیا جو کہ تیسرے بید سے ظاہر ہوئی یعنی موسیقی اس علم مین سازون کا بجانا اور تال سم سے واقف ہونا اور روش رقص سے آگاہی پانا جسے سنسکیت کہتے ہین نٹ بدیا یعنی بازیگری جو کہ ایک تعجبات کے تماشے دکھلائے مانند رسی پر چڑھنا اور غلطک کھانا معلق لٹکنا — رسک بدیا جس سے زن و مرد کے اقسام کی کیفیت روشن ہو — کام شاستر یعنی کوک عورت و مرد کی نزدیکی کے چوراسی قاعدون کو جاننا اور اوسکے سود اور نفع کو پانا اور عورت کو عاشق اور فریفتہ اپنا کرنا

ذکر احوال درویشان ہند اور اونکے اقسام کا

اول قسم سناسیون کی ہی اس گروہ مین بعض حالت خاموشی مین سر پر بعض دونو ہاتھ آسمان کیطرف اوٹھائے ہین کوئی درخت سے معکوس لٹک کے عشق حقیقی کی آنچ سے بدن کو دہکائے ہین کوئی آسمان کی جانب سورج آنکھ ملاتے ہین کوئی رات دن پیرون سے کھڑے جی بہلاتے ہین اس قسم مین بہت طرح کے ہین مگر طول داستان قلم کا جی چھوٹا ہوا جاتا ہی — دوم قسم جوگیان اہل ہند کا اعتقاد ہی کہ بعض ان ریاضت کیشون سے ریاضت ہوا پر اڑتے ہین — خشک دامن دریا کے پاٹ سے گذرتے ہین جس نفس کے سبب سے عمر مین خلع روح کرکے دوسرے بدن مین اپنی روح کو پہونچاتے ہین علم کیمیا اور سیمیا سے واقف کار ہین اور تسخیر قلوب مین نادرۂ روزگار — سومین بیراگیان انکی بہت قسمین ہین ہر ایک اپنے شواؤن کے نام سے معروف ہی اکثر راگ وغیرہ زبان ہند مین خدا اور اپنے مرشد کی تعریف و ثنا مین گانے کو عبادت جانتے ہین بعض کو وجد آتا اور بعض جلہ نشینی اور بعض کتب بینی مین بسر کرتے ہین — چوتھے اودا سی بابا نانک کے معتقدین سے ہین اوسکے رسم کے بموجب آفریدگار تعالی کی ستایش کرتے ہین اپنے مرشد کے اشعار کو پڑھنا اور گانا خلاصۂ عبادت ہی — پانچوین جتی اور سریورہ — یہ سخت ریاضت کرتے ہین — جتی کہ چالیس روز تک روزہ رکھنے اور کھانے پینے سے جو موجب قوام بدن ہی کلی احتراز رکھتے ہین — برسات کے چار مہینے ایک جگہ پر مقیم رہتے ہین اور کہین حرکت نہین کرتے ہین کہ ایسا نہو کسی جاندار کو ایذا پہونچے خلاصہ انکی عبادت ہر ایک جاندار کے جان کی حفاظت ہی جو تا بھی اس ڈر سے نہین پہنتے اور اس خوف سے کہ نوان تالاب کا

نمیر کرانا بھی نے محل جانتے ہین — اور چراغ بھی رات کو نہین روشن کرتے اور آگ بھی نہین جلاتے اور کھانا بھی اپنے لیے نہین پکاتے اور کنوئین سے پانی نہین نکالتے اور آب دنان مریدون کے مکان سے لاکر خورش کرتے ہین — رات کے وقت ہرگز نہین کھاتے اور قسم شیرینی سے کچھ بھی نہین تناول فرماتے کیونکہ انکے اعتقاد مین یہ بھی جاندارون مین داخل ہی اور سوای پارچۂ ضروری زیادہ ملبوسات کو بار عظیم سمجھتے ہین — اہل برہمن مع اپنے مریدون کے اس فرقہ کو دہریے اور ملحد سمجھتے ہین — اور کہتے ہین کہ صانع کے قائل نہین — مگر یہ کلام محض لغو اصل ہی اگر ایسا ہوتا تو ریاضت شاقہ کی سختیان کیون جھیلتے چونکہ برہمنون کے معتقد نہین شاید کہ یہ اقرار مخالفانہ مقام تعصب سے ہو برہمنون کو اسقدر اس فرقہ سے نفرت ہی کہ کہتے ہین اگر کسی طرف سے کوئی متوالا ہاتھی مردم کش آتا ہو اور دوسری جانب سریورہ آئے اوسوقت ہاتھی کے روبرو رخ کرنا بہتر ہی نہ سریورہ کے جانب — اور نیز برہمن ہر ایک دوسرے فرقہ والے کو جسنے اپنی رائے سے کوئی مذہب اختراع کیا ہو قبول نہین کرتے صرف اوسی قدیمی بنیادون پر جو از روی وید کے مخترع ہوئے ہین معتقد ہین — اگر کوئی دوسرا مخالف مذہب چاہے کہ اس مذہب سے مشرف ہو ہرگز قبول نہین کرتے — اس مذہب مین چار آشرم ہین — اول برہم چرج یعنی کنوارا ہو اور علوم صوری اور معنوی کی تکمیل کرے — دوم گرہست یعنی کنوارا ہو کر متعلقات دنیوی مین مصروف ہو — سوم بان پرست یعنی جب شب شباب گذرے اور بڑھاپے کا ٹرکا نمودار ہو اور کوئی گل امید چمنستان مراد مین نہ کھلا ہو یعنی اولاد نہو — ترک تعلقات فرماکر مع اپنے سوے کے گوشۂ صحرا مین خدا کی یاد کرے اور میوہای صحرائی کے سوائے دوسری غذا نہ کھائے — چہارم سنیاسی یعنی اپنے تئین کل امور سے معذور کرکے حق تعالی کے دھیان مین دل لگائے — رہنے والے اس ولایت کے وہی چار برن ہین جنکا ذکر مفصل پیشتر ہوچکا یعنی برہمن بیش چھتری سودر — الغرض یہان کے آدمی سپہ گری مین بڑی جہالت رکھتے ہین جانبازی کا موقع نہین پہچانتے اور دشمنون کے مغلوب کرنیکا قاعدہ بھی نہین جانتے — لیکن قوم چھتری جو کہ اسوقت مین راجپوت کے نام سے معروف ہین اور اکثر کھتری یہ البتہ نہایت بیخوف اور جان سپاری مین چست و چالاک ہین — اہل ہنود کی عورتین اوسے بھی زیادہ سرگرم وبا وفاری ہین جو کہ اپنے شوہر کے مرتی ہی اپنے تئین جیتے جی اوسکے لاش کے ہمراہ جلا دیتی ہین اور تمام عمر غم کے جلنے بھننے سے باز رہکر ٹھنڈے ٹھنڈے راہ رفاقت مین قدم بقدم چل دیتے ہین — دوسری ولایت والی مردون کے داغ لگاتی ہین — کہ اسکے اگر بعد مرجانے شوہر کے کوئی عورات محبت کی آگ سے سلامت زمین تو تا بہ حیات کھانے پینے پہننے اوڑھنے عیش و عشرت اور آرائے سے محروم رہتے ہین کسی سنگار سے غرض نہین گویا جیتے جی مرجاتی

دوبارہ شادی کا نام نہین لیتین گو کیسی ہی جوان ہون حتی کہ اگر شب عروسی مین کسیکا شوہر آغوش قضا مین ہمکنار ہو تمام عمر بیاہ کر شادی سے برکنار رہین — اس امر کا مرتکب ہونا برخلاف رسم و آئین کے گویا عقبے کی روسیاہی خریدنا ہی — تمام ہندوستان مع صوبۂ تلنگانہ دکھن کے جسکی تفصیل اس کتاب مین نہین لکھی مشتمل ہی بائیس صوبون اور بانوے سرکار اور چار ہزار ایکسو باون محال پر اور آمدنی اسکی آٹھ ارب ارسٹھ کرور چھبیس لاکھ انسٹھ ہزار یا ننسو ستر دام ہین — بموجب آئین اکبری کے پندرہ صوبہ ہین جنکا حال بھی از روی کتاب مذکور کے مسطور ہوا — بعد اکبر کے بعض صوبون سے کسیقدر محالات علحدہ ہو کر بنام مزد صوبہ مقرر ہوئے مانند ٹھٹھہ اور کشمیر اور اوڈیسہ کے اور عالمگیر اورنگ زیب کے عہد سے جسنے اکثر دکن کو فتح کیا چار صوبہ حیدرآباد — بیجاپور اورنگ آباد — ارکاٹ — زیادہ ہوئے اسطرح پر بائیس صوبہ کا شمار ہی — صوبجات دکن کا حال جیسا ہی معلوم — لہذا تحریر نہوا اور احمد نگر کا حال آئین اکبری مین نہین یہ بھی اس کتاب سے مرفوع القلم ہوا — جسے ان صوبجات کی کیفیت سے اطلاع ہو وہ حال مذکور درج صحیفۂ ہذا فرما کر راقم کو مشکور کرے

ممالک محروسۂ ہندوستان کا بیان بموجب تحریر شیخ ابوالفضل کے آئین اکبری سے

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے چالیسوین جلوس تک دو ہزار سات سو ستینتیس قصبات ایکسو پانچ سرکار دنمین تھے بادشاہ نے ان سبکو بارہ حصہ کرکے ہر حصہ کا نام صوبہ مقرر کیا اور ہر صوبہ کہ آباد اور خوش مقام پایا اپنے آباد کیے ہوئے کو صوبہ مقرر فرمایا جب برار — خاندیس — احمد نگر فتح ہوا پندرہ صوبہ ہو گئے — کسیقدر ہر ایک کی کیفیت لکھنا ہی آسامی صوبجات یہ ہی — بنگالہ — بہار — اودہ — الہ آباد — مالوہ — احمد آباد — برار — خاندیس — احمد نگر — اکبر آباد — شاہجہان آباد — دہلی — اجمیر — ملاہور — ملتان — کابل —

صوبۂ بنگالہ — اقلیم دوم سے ہی طول مین بندرچاٹگانون سے تلیاگڈھی تک — اور عرض مین چار سو کوس شمالی پہاڑ سے سرکار مدارن کے آخر تک اسکے پورب طرف سو کوس پر دریاے شورا اور اوتر دکھن مین باختر پہاڑ ہی — صوبۂ بہار ایک ولایت بہاٹی نام ہی اسی سے ملک کا شمار کیا جاتا ہی یہان پر آب کا درخت کسیقدر آدمی کے قد سے چھوٹا یا برابر ہوتا اور عمدہ طرح سے پھیلتا ہی اسی سے ملا ہوا ہی ایک وسیع ملک آوتوس تیرہ ہی یہان کے راجہ کا رای نایک خطاب ہوتا ہی اور اراکین دولت کے نام پر لفظ نراین کا ضرور اضافہ ہو دو لاکھ پیادے اور ہزارہا تھی اسکے یہان ہین گھوڑا یہان کمیاب ہی اسکے اوتر طرف گوچ ہی اسکا سردار لاکھ پیادہ ہزار سوار رکھتا ہی کامروپ کا مرو بھی کہتے ہین حسن اور جادو مشہور ہی وہان کی جادوگریان ایک تعجب انگیز حکایات ہین — لیکن تحقیقات کرنے سے وہان کے حکام کے زبانی معلوم ہوا کہ اسکی کچھ اصل نہین اگلے زمانہ مین

شاید کسیقدر کچھ ہو اسیکے ہم پہلو آشام کی ولایت ہی وہان کا راجہ بڑا پرشکوہ لکھتے ہین جسوقت راجہ عازم ملک بقا ہو ضرور ہی کہ اوسکے خواص اور رانیان زندہ درگور اوسکے ساتھہ ہون — اسی سے ملا ہوا تبت اور بائین طرف ختا جو عوام مین ماچین کے نام سے معروف ہی — خان بالغ سے جو ایک مقام دارالملک ہی دریاے شور تک چالیس منزل برابر ایک نہر تراشی ہی اور اوسکے دونو کنارون کو پتھر اور چونہ سے مستحکم کیا ہی کہتے ہین کہ سکندر رومی انہین حدود سے اوس ملک کو گیا اور یہ بھی مشہور کرتے ہین کہ ایک راہ ہی جو چار ماہ تک مین طی ہو اس صوبہ کے پورب اور دکھن کے درمیان مین ایک وسیع ملک ہی بندر چاٹگانون جو اسلام آباد مشہور ہی اوسکی سرحد پر ہاتھی بہت ہوتے ہین اور گھوڑے — اونٹ کم اور گران قیمت — گاے اور بھینس بھی نہین ہوتی — یہان ایک جانور ہوتا ہی ابلق چہرہ اوسکا گاے اور بھینس سے مشابہ اوسیکا دودھ مصرف مین آتا ہی — مذہب یہان کا برخلاف ہندو اور مسلمان بلکہ تمام مذہبون کے ہی لکھا ہی کہ جوڑا یا بہن تک بھائی کے عقد مین آتی ہی صرف حقیقی ماں سے پرہیز ہی — دانش اندوز اور رشحت گیش کو ولی کہتے ہین اور اونکے احکام کی تعمیل کرتے ہین — رسم یہ ہی کہ کچہری مین سیاہ عورتین حاضر ہوتی ہین مرد اداسی کو رنش کو نہین آتے بیشتر سیاہ رنگ ہوتا ہی — اس گروہ سے نزدیک بیگو ہی جسے چین کہتے ہین اور اکثر گذشتہ تواریخ مین دارالملک چین لکھا ہی اور فیل اور پیادہ اور فیل سفید یہان ہوتا ہی اس ولایت کے ایک طرف ننگ سی ہی اسمین یاقوت اور الماس اور طلا اور نقرہ اور تانبا اور بارود اور گوگرد کی کانین ہین — ننگ کو قوہ گھسہ سے کانون پر لڑائی ہوتی ہی اور الوس پتہ سے بھی ادرس ہوجاتی ہی — بنگالہ کا اصلی نام بنگ ہی گذشتہ فرمانروایون نے بیس گز چوڑا اور دس گز لنبا ایک خیابان بنایا تھا جسے آل کہتے ہین پس آل کے ملنے سے بنگال ہوا اور آخر مین ملا کر بنگالہ کر دیا گرمی یہان کی معتدل اور جاڑا کم ہی — برکھہ یعنی ثور کے درمیان مین بارش شروع اور آخر ملا یعنی میزان تک ہوتی ہی — اکثر مقامات پر پانی سے زمین ڈوب جاتی ہی — ناورآمد و رفت ہونے لگتی ہی بیشتر آخر بارش مین خرابی ہوا سے خلق اللہ کو عظیم ضرر پہونچتا تھا — بنگالی اسطرف کے آمدورفت سے ڈرتے تھے — اب پچاس ساٹھہ برس سے وہ شورش موقوف ہی ندی نالے اس ملک مین شمار سے افزون لکھتے رہے ہین — اسوقت کہ سرکار انگلشیہ نے ہندوستان کے شہرونکا نقشہ دکھن اور دہلی وغیرہ کل معمورہ کا لکھا دریافت ہوا کہ اس سرزمین مین سب چھوٹی بڑی ملیان ساڑھے چار سو اور دو بڑے چشمے ہین — سب سے افضل دریا اس ملک مین گنگا جی ہی جسکا منبع ناپیدا ہی ہندؤن کا اعتقاد ہی کہ مہادیو جی کے جٹا سے جاری ہی اور شمالی پہاڑون سے گرتی صوبۂ دہلی — آگرہ — الہ آباد — بہار مین گذر کر اس صوبہ مین آتی ہی — کہتے ہین کہ ایک شخص بھاگیرتھہ نام نے سری مہادیو کو اپنی عبادت سے خوشنود کرکے بزرگون کی رستگاری کے واسطے

گنگا جی کی درخواست کی اور کیلاش سے جو سری مہادیو جی کا استھان ہی گنگا کو اپنے ساتھ لیا لیکن مراد حاصل
کیونکہ اونکے بزرگون کے ہڈیون تک گنگا جل کا پہونچنا سو برس سے کسیقدر زیادہ مدت پر معین ہی — سوا اسکے
بہت سی عجائبات روایتین سری گنگا کے اوصاف مین منقول ہین جو کہ پرانون سے ظاہر ہی — گو کسی مخالف
مذہب کو فسانہ معلوم ہو القصہ یہ دریا قصبہ سوتی کے نیچے جہان پر شاہ مرتضی انندی کی مزار ہی دو حصہ ہوکر
ایک جنوب کے جانب بہ نکلا ہی جسکا نام بھاگیرتھی ہوا اور دوسرا بڑا شعبہ مشرق کو چلکر تیس چالیس کوس کے
بعد اوسمین سے ایک شاخ جنوب کی طرف کلبکلی نام ہوکر بہی اور وہان سے چلکر لورب رخ بندرجات گانون کے
قریب دو شعبہ ہوکر دریاے شور مین ملتا ہی اور وہ دونو شعبہ دکھن رخ موضع ندیا کے قریب باہمدگر ملکر ہوگلی
کلکتہ سے ہوکر دریاے شور مین جاگرتا ہی — دوسرے دریاے برہم پتر جو تاسر کوچ سے نکلکر سرکار بارہ بھوین
پہوچکر وہان کل زمین اور کھیتون کو سیراب کرتا ہوا دریاے شور مین ملجاتا ہی — اکثر وہان کی کشتکاری ہوتی
ہی اسقدر اقسام شالی ہوتا ہی کہ اگر ہر قسم سے ایک ایک دانہ لیوین ایک گھڑا بھر جاوے — سال مین تین
مرتبہ تک تخم ریزی ہوتی ہی — یہان کی کھیتون کو کمتر نقصان پہونچتا ہی — جسقدر بارش کی کثرت ہو جڑ پھپکتی
ہی کہ خوشہ پانی سے اوپر ہی رہتا ہی — اکثر تجربہ والون نے تیس گز تک نشو ونما پایا ہی — رعیت وہان کی
فرمان پذیر ہی اور مالگذار یہان کے لوگون کی خورش چاول اور مچھلی اور ترکاریان اور گیہون اور جو ہین اسکے سوا
اور کوئی غلہ گوارا نہین — عورت و مرد برہنہ رہتے ہین سواے لنگ کے نہین چھپاتے — عمارت کا دستور یہ ہی
کہ نرکل اور بانس سے بناتے ہین اور اکثر پانچہزار روپیہ سے زیادہ خرچ مین طیار کرتے ہین اس خرچ کی عمارت
مدت تک پایدار رہتی ہی اور بوسیلہ کسبی کے مخصوص ایام برسات مین ہوتی ہی لڑائی اور باربرداری اور سواری
اور تیزروی کیواسطے رنگارنگ کشتیان بناتے ہین خشکی کے واسطے سنگھاسن جسے پالکی کہتے ہین رکھتے ہین
اس سواری مین لیٹنے بیٹھنے سونے کی آرام ہی بعض فیل سوار بہی ہین — پیشتر گھوڑے کا رواج نہا مہابت جنگ
مغفور کے عہد مین اس سواری کی کثرت ہوگئی — چٹائی یہان کی نے نظیر خصوص سیتل پاٹی ابریشمی بافتہ کو
پامال کرتی ہی — دریا کی مجاورت سے نمک حاصل ہوتا ہی — دوسرے ملکون کی اشیا اس صوبہ کے بندرگاہ مین
بکثرت آتی ہین مرچ اکثر پیدا ہوتی ہی لاہور تک آتی ہی **سرکار رجنت آباد** پرانا شہر ہی اس صوبہ کے
بادشاہون کا دارالملک لکھنوتی کورہ کے نام سے مشہور تھا جب ہمایون بادشاہ نے اسکو فتح کیا اسی نام سے
نامزد کیا — گرن قلعہ نہایت طویل اور عریض جسکی ایک دیوار کے نیون کی اینٹون سے شہر مرشد آباد اور مالدہ
و پورنیا کی عمارات طیار ہوین — ابتک اکثر عمارتین مانند مسجد اور مقبرون کے گذشتہ زمانہ سے یادگار ہین
سرکار محمود آباد جب کہ شیر شاہ نے یہان کے مرزبان پر چیرہ دستی کی تھی اوسنے اکثر اپنے ناتھیون کو

اسی جنگل مین چھوڑ دیا تھا تب سے ہاتھیون کی کثرت ہوگئی اور سرکار حنیف آباد مین بھی ہاتھی کی کثرت اور جنگل کا ہجوم ہی **سرکار رہوگلا** ہوگلا ایک قسم کی گھاس ہی عرض مین دو تین انگل اور طول مین دو گز قطعی سے زیادہ — اس سے چھتری بناتے ہین برسات مین اوسکے نیچے بڑی آسایش سے گذرانتے ہین — یہ سرکار اوسی کے نام سے مشہور دریاے بھاگیرتھی کے کنارے پر ہی شہر کے گرداگرد درختون کی قطار ہی — اس دریا مین دو تین مرتبہ بھاٹا راتدن مین آتا ہی اور مہینے کے دو تین روز کے اطراف مین بڑی شہرت سے بھاٹا آتا ہی جسکی تموج کا شور چند گھڑی تک نادیدہ کا نون مین سماتا ہی اور ایک سلسلہ وار موج اسطرح پر لہراتی ہی کہ تمام دریا کی چوڑائی مین ایک گز کی بلند معلوم ہوتی ہی اوسوقت کنارے ناوون کو کھول کر دریا کے درمیان مین رکھتے ہین تاکہ کہین تموج کی لہر سے کنارے کی زمین پہوچکر نہ ٹوٹ جاوین — اکبر بادشاہ کے عہد سے شجاع الدولہ مغفور کی صوبہ داری تک سلطنت محمد شاہ بابری کے اوسط مین ایک بڑا بڈھوا آیا اکثر اراضی کو جو ہوگلی اور ہجلی کے گرد نواح مین نکسار ہین خراب کر ڈالا — ابوالفضل لکھتا ہی کہ اکبر کے اٹھائیسوین سال جلوس مین عجیب سیلاب کا جوش ہوا تمام سرکار مین پانی دوڑ گیا وہان کا مرزبان کشتی پر سوار ہوا اور اوسکا لڑکا پرمانند رای چند متعلقون کے ہمراہ تنجانہ پر چلا گیا اور ایک سوداگر تالارے پر گیا ڈیڑھ پہر تک وہ زور شور رہا کہ ہوا اور ابر کی ہواداری سے مکانات اور کشتیان ڈانوان ڈول گرنے اور پھرنے لگین مگر تنجانہ اور تالارا موجۂ قیامت سے کنار عافیت مین رہا دو لاکھہ جاندارون کا حرف زندگانی اس صحیفۂ طوفانی مین نقش بر آب ہوا اور سوای اسکے اور بھی ایک مرتبہ محمد شاہ بابری کے عہد مین اس طغیانی سے ابر و باران کی شدت ہوئی کہ ایک جہاز مرمت کے واسطے خشکی پر تھا وہ بہ کر کوسون پر جا لگا اور وہ بھی بہتے بہتے ایک پیپل کے درخت مین تین کوس پر اٹکا تھا اب خیال کرنا چاہیے کہ کسقدر اس بارش سے حضرت ارواح کے لیے ابروئی ہوئی ہوگی **سرکار گھوراگھاٹ** اس سرکار مین ٹانگن گھوڑا اور ابریشمی کپڑا کثرت سے ہوتا ہی ہندی میوہ نبعت خصوص لٹکو جو اخروٹ کے برابر انار کے مزے کا ہوتا ہی کسیقدر چاشنی لیے ہوے اور تین دانہ تخم کے اوسمین ہوتے ہین — **سرکار باریک آباد** گنگا جل کپڑا وہان پر اچھا بنا جاتا ہی اور میوہ کو لا بکثرت **سرکار ربارو** ہا بیان درخت سطبر بہت ہوتے ہین جنکی کشتیان اور جہاز بناتے ہین لوہے کی کھان بھی ہی — **سرکار سنارگانون** خاصہ کپڑا اور پگڑیان معروف ہین — **سرکار سلہٹ** میوہ کو لا — دہلی کے سنگترون کی صورت اور نارنگی سے ہمرنگ مگر اوس سے بڑا نہایت لذیذ اور خوش مزہ ہوتا ہی اسکے روز ہی توت کے روبرو انگور پر تاک نہین شمالی پہاڑون کے نیچے سلہٹ سے ترہٹ تک جسکے اوس پار گنگا کے آٹھہ سرکارین ہین اس میوۂ خودرو کے ہزارہا درخت ہین **چاٹ گانون** دریاے شور کے کنارے ایک بڑا شہر ہی درخت بہت

عمدہ عمدہ ہوتے ہین وہان کے بنگالی اکثر حج کو جاتے ہین — **شریف آباد** یہ بھی سرکار ہی یہان ایک قسم کا بیل سفید رنگ اونٹ کے قرینے کا ہوتا ہی جسپر پندرہ من بوجھ بار کرتے ہین — **سرکار ساٹ گانون** یہ بندرون مین سے ہی انار یہان کا عمدہ ہوتا ہی — **سرکار مداران** اس سرکار مین ایک موضع ہریہ ہی بیشتر الماس کی کھان اسمین تھی مگر اب نہین سنتے ہین صوبۂ اوڑیسہ ایک جدا ملک آبنے ہوا یہا نکی ساز گار اور آئین پانچ سرکار ہی — **سرکار جالیسر** — **سرکار بھدرک** — **سرکار کنک** — **سرکار گلنگ و مدمات** — **سرکار راج مہندرا** — بعد ازان صوبہ بنگالہ کے تابع ہوا لیکن ناظم حضور سے مقرر ہوتا تھا ظہارا ایسو ۲۳ تیئس قلعہ سخت وہان ہین اوسکے مرزبان کو کیج بتی کہتے تھے برسات کا موسم جاڑے سے زیادہ اور گرمی جاڑے سے کم ہوتی ہی — اکثر زراعت شالی کی ہی باشندون کی خوراک چاول اور مچھلی اور بگن ہین بعضے کہتے ہین کہ چاول پکاکر ٹھنڈے پانی مین رکھتے اور دوسرے روز کھاتے ہین مرد و عورتون کے مانند بدن مین صندل لگاتے اور زیور پہنتے ہین اور عورتین بجز پردہ پوشی مقام مخصوص کے کچھ نہین پہنتین اکثر درختون کے پتے سے پوشش بناتے ہین — دیوار اور احاطہ اکثر بانس کے ہوتے ہین بعض مکانات سنگین اور بلند بھی ہین بنگالی لوگ بھی اس سرزمین کی زبان نہین سمجھتے ایک عورت تھوڑے دنون مین کئی شوہر کرتی ہی اور تاڑ کے پتے پر فولادی قلم سے تحریر کی کارروائی ہوتی ہی اور قلم کی گرفت مٹھی سے ہی — کاغذ اور سیاہی شاذ و نادر صرف کرین باہمی لین دین کوڑی پیسے سے ہوتا ہی دریاے شور سے گڈھے کھود کر نکالتے ہین — چار کوڑی کو گنڈہ کہتے ہین اور پانچ گنڈے کو بوڈی اور چار بوڈی کو پن اور سولہ پن کھاون اور دس کھاون کا ایک روپیہ ہوتا ہی کٹک ایک سنگین قلعہ ہی درمیان دو ندیون جھانڈا کے جسکی پرستش ہندو لوگ کرتے ہین بعد گڈھ جوڑی کی نام سے مشہور ہی اور قلعہ بارہ بھاٹے مین دار الحکومت ہی اوس قلعہ مین جب بارش ہو ہر طرف پانچ پانچ چھ چھ کوس تک پانی ہو جاتا ہی راجہ مکندیو نے ایک عمارت نو منزلہ بنائی ہی اول فیلخانہ اور اصطبل دوم توپخانہ اور شاگرد پیشہ کے رہنے کو تیسرا بیتاقدار اور دربانون کے لیے چوتھا کارخانہ کو پانچوان مطبخ چھٹا دولتخانہ پر بزرگ ساتوان خلوتخانہ آٹھوین حرم سرا نوین آرامگاہ — اوسکے دکھن طرف بتخانہ ہی بامستان سے پورب بخ شریر سوتم مین دریاے شور کے کنارے ہی جگن ناتھ جیکا مندر جہان سری کشن اور بلبھدر اور اوسکی بہن کی تصویرین صندل سے بنائی ہین — علماے ہند کہتے ہین کہ اس سے پیشتر چار ہزار برہمال کچھ زیادہ ہوتا ہی کہ نیلگر پربت کے اندر من راجہ نے کسی دانا برہمن کو اس مراد سے بھیجا کہ کوئی عمدہ سرزمین شہر آباد کرنے پسند کرائے اوسنے تلاش اور تردد کی راہ لی سمندر کے کنارے عمدہ زمین پائی اوسے اور زمینون سے تو لنے لگا ناگاہ کیا دیکھتا ہی کہ ایک کوا دریا سے اشنان کرکے خدا کی تعریف مین مصروف ہوا برہمن اوسکی

کارسازی سے متعجب ہوا چونکہ جانوروں کی زبان جانتا تھا فوراً اوسمین سائل ہوا اوسنے جوابدیا کہ مین دیوتاؤن
مین سے ہون ایک عابد کی بددعا نے مجھے اس قالب مین پہنسایا اور ایک رہنما نے ایسی ہدایت کی کہ خداوند عالم اس
جگہ پر اپنی نظر خاص رکھتا ہی جو کوئی کسیقدر عرصہ اس سرزمین مین بسر کرے اور پرستش ایزدی پر کمر باندھے جلد مُراد دلی کو
فایز ہو اوسوقت سے کتنے برس گذرے کہ اسیطور سے رہائی کا جویان ہون کبھی تو گوہر آرزو ہاتھ لگے گا چونکہ تیرا گوہر
عقل تمیز کی روشنی سے منور ہی چندے نظر غور فرما اور اس عرصہ پر قضا کا انوکھا بین دریافت کر۔ سیر برہمن کو بھی تھوڑے
زمانہ مین جوکانون سے سُنا تھا آنکھون مین نظر آیا راجہ کو آگاہ کیا ایک بڑا شہر عظیم الشان آباد ہوا اور خاص عبادت کی جگہ
مقرر ہوئی ایک رات کو راجہ عدل و انصاف کرکے خواب راحت مین مصروف تھا کہ بشارت ہوئی کہ فلانے روز دریا کنارے
جاکر انتظار کر ایک لکڑی لمبائی مین ۵۲ انگشت اور چوڑائی مین ڈیڑھ ہاتھ کی تمھارے آوے گی اوسے اوٹھاکر کسی
کوٹھری مین دروازہ بندکرکے سات روز تک محفوظ رکھہ آٹھوین روز نکال کر معبد مین رکھہ اور محراب عبادت بنا۔
راجہ نے بیداری مین وہی تماشا دیکھا اوسکا نام جگناتھ رکھا اور اوس صورت کو زر و جواہر سے مرصع کرایا خاص و عام
کی پرستش گاہ ہوئی کثرت سے اوسکی کرامات بیان کرتے ہین۔ سلیمان گردانی کے نوکر کالاپہاڑ نام نے جب اس ملک پر
فتح پائی اس لکڑی کو آگ مین جلاکر دریاے شور مین ڈالدیا۔ عہد اکبری مین معاش طلبون نے شہرت دی کہ دوبارہ
اوس لکڑی کو نکالا ہی اسطرح سے بہت سے فسانے بیان کیے المختصر ان تینون مورتون کو دنمین چھ مرتبہ
اشنان کراتے اور ہر مرتبہ نئی پوشاک پہناتے ہین پچاس ساٹھ برہمن کھڑے ہوکر خدمتگذاری کرتے ہین اور ہر مرتبہ
بڑی شان و شوکت سے نوبید لگاتے ہین جسکے الوش مین بیس ہزار آدمی کا مطلب ہوجاوے اور سولہ بہیہ کا
رتھہ بناتے اور اوسپر سوار کرتے ہین جو کوئی اوسکو کھینچے گناہ سے پاک ہو سختی روزگار سے محفوظ رہے اور جگناتھ جی
کے نزدیک ایک اور مندر آفتاب سے منسوب ہی اس ملک کے بارہ برس کا خراج اوسکی تعمیر مین خرچ ہوا بلندی
دیوار کی ڈیڑھ سو ہاتھ اور چوڑائی ۱۹ ہاتھ ہی تین دروازہ ہین پورب کی طرف دو ہاتھیون کی صورت دلپذیر بنائی ہی
بنائی ہے کہ گویا ہر ایک اپنے جرثوم مین ایک ایک آدمی پھانسے ہی اور پچھم رخ دو سوارون کی تصویر ہی مع ساز و
سامان اور اوتر طرف دو شیر جنکی ہیئت سے یہ ظاہر ہی کہ ہر ایک نے ایک ایک ہاتھی شکار کیا اور اونپر چڈھے بیٹھے
ہین۔ اور روبرو ایک ستون سیاہ پتھر کا آٹھہ پہلو پچاس گز کا لمبا ہی جب اوسکے زینون سے چڑھکر اوپر پہنچو
ایک عمدہ صحن ملتا ہی اور ایک طاق سنگین معمور ہی اوسی مین خورشید کو مع دیگر ستارون کے نقش کیا ہی اور اوسکے
گرد ہر قسم کے پرستار عجب قسم سے زیر زمین استادہ و نشستہ ہین خندان اور گریان اور حیران نظر آتے ہین بعد خیناگر
اور عمدہ نادر جانور جنکی ہستی بحر خواب کے خیال مین نہین آتی بنائے ہین۔ کہتے ہین کہ اکیذار اکیسو کئی برس گذرے
کہ راجہ بیرسنگھ دیو نے اس بنیاد کو سرانجام کیا اور ایک طرفہ اپنی یادگاری چھوڑی اسکے گرد و پیش اٹھائیس اور بھی

بتخانے ہین اوسکے قریب دروازے کے اوپر چھہ اور گرد و نواح مین ۲۲ ہین انکی بھی اکثر روایتین ہین چند لوگون کا یہ قول ہی کہ کبیر موحد کا اسی جگہ پر دیہانت ہوا اوسنے بت سے خداشناسی کے حقائق فرمائے ابھی تک اوسکا پنتھ دنیا مین جاری ہی بلند نظری اسقدر تھی کہ ہندو و مسلمان اپنا دوست جانتے تھے جسوقت روح مبارک نے عالم قدس کا عزم کیا برہمنون کو کریا کرم کی دُھن ہوئی اور مسلمان دفن کرنے کو آمادہ ہوے ۔ القصہ صوبہ بنگالہ مع اوڈیسہ کے ۲ سرکار اور ساٹھ سوستاسی محال، اور مالگذاری ۵۹ کرور ۴ لاکھ ۵۹ ہزار ۱۹ دام رکھتا ہی یہ سب نقد ہی بیشتر قوم کایتھہ کی زمینداری ہی سلاطین بابری کے عہد مین تا انجام سلطنت ہر صوبہ مین فوج مقرر تھی اور عمدہ سلطانی خبرگیری اور انتظام پر امور تھا اور ۲۳ ہزار ۳ سو ۳۲ سوار اور ۸ لاکھ ایک ہزار ڈیڑھ سو پیادہ اور اسو ہاتھی اور ۴ ہزار ۲ سو ۶ توپ اور ۴ ہزار چار سو کشتی رہتی تھی حالانام ہر ایک فرمانروا و اکابر کے بمبر شمار اور تعداد سلطنت کے جدول مین لکھی جاتی ہین تا کہ کسی طور کی غلطی نہ ہو

جدول راجگان قوم کہتری

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ راجہ سکھدت	۲۱۸	۷ ہر دوہ سنگھ	۹۷	۱۳ ہر شدھر کہ	۹۱	۱۹ ہر گھو ملیہ	۷۹
۲ انتک بھیم	۱۷۵	۸ ہر موہن دت	۱۰۲	۱۴ راجہ ہر کہ	۲۱۰	۲۰ ہر جگ جیون	۱۰۸
۳ رن بھیم	۱۰۸	۹ ہر نود سنگھ	۹۷	۱۵ ہر اودے سنگھ	۸۵	۲۱ ہر کالو دید	۸۵
۴ کنج بھیم	۸۲	۱۰ ہر شنکر سین	۹۶	۱۶ ہر بشو سنگھ	۸۸	۲۲ کالو دیو	۹۰
۵ دیودت	۹۵	۱۱ ہر ترپیت	۱۰۱	۱۷ ہر نیہ ماتھہ	۷۱	۲۳ بجی کرن	۷۱
۶ جگ سنگھ	۱۰۷	۱۲ ہر بھوپت	۶۰	۱۸ ہر کھدیو	۸۳	۲۴ ہر شب سنگھ	۸۹

چوبیس تن قوم کہتری نسلا بعد نسل یعنی بیٹے اور پوتے دو ہزار چار سو برس تمع فرمانروائی سے تخت وتاج کو روشن رکھا

جدول فرمانروایان قوم کایتھہ

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ راجہ بھوج کوریا	۷۱	۴ سمند بھوج	۴۸	۷ ہر راجہ کرر	۴۹		
۲ ہر لال سین	۷۰	۵ ہر راجہ جرپت	۵۴	۸ ہر راجہ لکھن	۴۳		
۳ ہر راجہ مادھو	۶۷	۶ ہر راجہ پربھو	۴۶	۹ ہر راجہ بھوج	۴۹		

انھون نے پشت در پشت ۴۸۰ برس کارفرمائی کی بعدہ دوسری قسم کے کایتھون کا تسلط ہوا

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ ہر راجہ دسور	۸ و ۹	۲ ہر جامنی بھان	۶۶	۳ ہر راجہ انردھ	۷۱	۴ ہر پرتاب دور	۵۸

۵ ہر راجہ

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۵۔ راجہ بھودت	۶۱	۶۔ راجہ رکھدیو	۵۲	۷۔ راجہ گردھر	۷۱	۸۔ راجہ پرتھی دھر	۶۰
۹۔ راجہ ششٹ دھر	۵۱	۱۰۔ راجہ پربھاکر	۵۸	۱۱۔ راجہ جیدھر	۶۰		

یہ گیارہ نفر نے ۶۳۷ برس بطناً بعد بطن تخت آرا رہے بعد کا لنا بوس کے خاندان مین اقبال نے پیش قدمی فرمائی

۱۔ راجہ بجھو پال	۵۵	۲۔ راجہ وترپال	۹۵	۳۔ راجہ دیو پال	۸۳	۴۔ راجہ بھونپال	۷۰
۵۔ راجہ دھنپت پال	۴۵	۶۔ راجہ نگس پال	۷۵	۷۔ راجہ جی پال	۹۸	۸۔ راجہ راجپال	۹۸
۹۔ راجہ بھوگپال برادر راجپال	۱۰۵	۱۰۔ راجہ جگپال و دھرگپال	۷۴				

اس خاندان مین ۱۹۸ برس دس نفر کی کار پردازی رہی پھر دوسری قوم کا تیمہ نے دسترس پیدا کیا

۱۔ راجہ سکھ سین	۳	۲۔ راجہ ہلاول سین	۵۰	۳۔ راجہ لکھن	۷	۴۔ راجہ مادھو سین	۵۶
۵۔ راجہ کیشو سین	۱۵	۶۔ راجہ سداسین	۱۸	۷۔ راجہ توچھہ	۳		

۱۰۶ برس تک سات راجاؤن نے شش جہت دنیا مین دس سلطنت کو ہر مفت بنایا

اکسٹھ ۶۱ نفر ابتدای جلوس مکھدت کھتری اول راجہ سے ظہور اسلام تک بنگالہ مین اور نمونا بادشاہان دہلی کے زیر حکومت مین ۴۳۰ برس فرمان روائی رہی اور ۵۹۸ ہجری سلطان قطب الدین کے عہد سے اب تک بنگالہ مین اسلام کا ظہور ہوا اوسوقت سے تغلق شاہ تک ۱۷ نفر اکیسو ۵۶ برس سلاطین دہلی کے زیر حکومت فرمان روا رہے بعد ازان ابتدای ۷۳۸ ہجری سے ملک فخر الدین سلاحدار کے تسلط سے داؤد خان تک ۲۲۴ حاکم خود سر ہو کر بادشاہ رہے اور پھر ابتدای ۹۹۵ ہجری مین امرای اکبری نے داود خان کو موم کے مانند آتش تیزی سے نابود کر دیا اور ابتدای ۹۹۹ اکیسو ۷۹ برس دہلی کے فرمان دار رہے پھر ابتدای ۱۰۱۳ ہجری سے آج تک ۱۱۹۷ ہجری اور ۲۳ برس گذرے ہین ملک مذکور کمپنی انگلسیہ کے قبضے مین ہے

جدول فرمان وای اہل اسلام

نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ
۱۔ ملک فخر الدین سلاحدار	۲ برس چند ماہ	۲۔ سلطان علاء الدین	ایک برس چند مہینے	۳۔ شمس الدین بنگالہ	۱۶ برس چند مہینے
۴۔ سکندر ولد شمس الدین	۹ برس چند ماہ	۵ غیاث الدین ولد سکندر	۷ برس چند مہینے	۶ سلطان السلاطین ولد غیاث الدین	۱۰ برس
۷۔ شمس الدین ولد سلطان السلاطین	۳ برس چند ماہ	۸۔ کامنی لومی	۷ برس	۹۔ سلطان جلال الدین	۱۷ برس
۱۰۔ سلطان احمد ولد جلال الدین	۱۶ برس	۱۱۔ ناصر غلام	۷ روز اور بقول بعضے ۱۲ ماہ جو کہ شمس الدین بنگالہ کے اعتقاد مین تھا		دو برس
۱۳۔ باربک شاہ	۱۷ برس	۱۴۔ سلطان یوسف	۷ برس چھہ مہینے	۱۵۔ سکندر شاہ	نیم روز
۱۶۔ فتح شاہ	۷ برس ۵ مہینے	۱۷ باربک شاہ	۲ روز	۱۸ فیروز شاہ	۳ برس

نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ
۱۹ر محمود شاہ ولد فیروز شاہ	ایک برس	۲۰ر مظفر حبشی	۳ برس ۵ ماہ	۲۱ر سلطان علاء الدین	۲۷ برس ۹ ماہ
۲۲ر مظفر شاہ ولد علاء الدین	۱۱ برس	۲۳ شیر شاہ		۲۴ ہمایون بادشاہ	
۲۵ شیر شاہ دوسری مرتبہ		۲۶ر محمد خان		۲۷ بہادر شاہ ولد محمد خان	
۲۸ جلال الدین خان لڑکا شیر خان شاہ		۲۹ غیاث الدین		۳۰ تاج شاہ	
۳۱ سلیمان		۳۲ بایزید		۳۳ ۔ داؤد	

سلطان قطب الدین ایبک سے لیکر داؤد شاہ تک پچاس نفر ۵۰ سو اسی برس بنگالہ کی فرمان روائی کی اور سمین نے سلطان قطب الدین ایبک کے زمانے سے محمد تغلق شاہ تک ۱۷ نفر نے اکیسو ۲۱ برس دہلی کی اطاعت مین بسر کی اور ۳۳ نفر نے فخر الدین سلاحدار کے وقت سے داؤد افغان تک ۲۲۴ برس خود سری کی اور بعد داؤد کے عالمگیر ثانی تک ۱۷۹ برس بنگالہ نے سلاطین دہلی کی اطاعت کی آج کہ ۱۱۹۷ سنہ ہجری مین ابتدای سلطنت شاہ عالم بابری ولد عالمگیر ثانی سے ۲۴ سال گذرتے ہین کہ بنگالہ سلطان دہلی کی حکومت سے باہر ہی قبضۂ انگریزی مین آگیا پہلا راجہ جراجودھن دہلی مین آیا اور چار ہزار نو سو چونتیس برس گذرے کہ مہابھارت کی لڑائی مین فوت ہوا۔ اور آخرین راجہ توجہ کا جسوقت پایۂ زیست لبریز ہوا رای لکھی کے لڑکے کو بادشاہی ہوئی اوسوقت مین بنگالہ کا دارالملک شہر نیا تھا نہایت عقل خیز سرزمین تھی ابھی تک اوس جزا مین دانش و تمیز کے آثار پائے جاتے ہین نجومیون نے اوسی زمانہ مین اوبار کی آمد سے اطلاع دی تھی اور محمد بختیار خلجی سے اس امر کا ظہور بیان کیا راجہ نے اونکے باتون کو خواب خیال سمجھا یہ دو رہین لوگ اپنی راہ لگے دو دراز نکل گئے اوسوقت قطب الدین ایبک ہندوستان مین شہاب الدین غوری کی طرف سے مامور تھا اوسنے اپنے نیزوی خلجی سے ملک بہار کو فتح کیا جب بنگالہ مین آیا راجہ کشتی پر سوار ہوکر بھاگ گیا اسنے شہر مین قبضہ پاکر خوب لوٹ کی اور اوس شہر کو ویران کرکے لکھنوتی آباد کی جو کہ اب قلعہ کوڑہ کے نام سے مشہور ہے اور اوسوقت سے بادشاہان دہلی کے زیر حکومت ہوا راجہ توجہ کے مرنے کو اسوقت مین کہ آخر شوال اور ۹۷ سنہ الہجری مین چار سو ستر برس گذرتے ہین سلطان تغلق کے عہد مین قدر خان حاکم بنگالہ تھا ملک فخر الدین سلاحدار نے دنیوی للچ سے اپنے ولی نعمت کو مار ڈالا اور اپنے نام بزرگی حاصل کی دہلی کی اطاعت سے روگردان ہوگیا ملک علی مبارک جو قدر خان کے منظور نظر تھا سلطان علاء الدین کے اتفاق سے فخر الدین کی لڑائی کو اوٹھ کھڑا ہوا اور اوس نعمت فراموش کو عین کارزار مین زندہ گرفتار کرکے نیست کردیا حاجی الیاس علائی بنگالہ کے امرا سے تھا اسنے چند آدمیون کو متفق کرکے علاء الدین کو ہلاک کیا اور اپنا لقب شمس الدین مقرر کیا اسکو بھنگرہ بھی کہتے ہین سلطان فیروز اسکی گوشمالی کو عازم ہوا اور سخت آویزش پیش ہوئی چونکہ برسات کی فصل نزدیک تھی صلح کرکے معاودت کی جب شمس الدین کا زمانہ آخر ہوا لشکر کے سرداروں نے اوسکے بڑے بیٹے کو اسکندر شاہ کا خطاب دیکر

جانشین کیا سلطان فیروز کمر بنگالہ جاکر صلح ہو جانے سے واپس آیا جب سلطان غیاث الدین بنگالہ کا تخت دہلی بیٹھا خواجہ حافظ شیرازی نے ایک غزل حضور مین بھیجی جسکا ایک شعر یہ ہی ؎ شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود شمس الدین کے زمانہ مین اوسکے پوتہ کانسی نام نے چیرہ دستی کی دولت واقبال اوسکی طرف ہو گیا جب اوسکی عمر کا دن شام ہوا اوسکے لڑکے نے مسلمان ہوکر سلطان جلال نام پایا اس ملک کی یہ رسم تھی کہ کئی ہزار پیادہ پاپک دولتخانہ کے گرد پہرہ دیتا تھا ایک رات کو کسی خواجہ سرا نے پیادون کی شہ سے بادشاہ کی بساط زندگانی لپیٹ دی اپنا خطاب بارباک شاہ مقرر کیا اور فرمان دہی پر اپنا رخ کیا ایک سال کے بعد مظفر نام حبشی غلام نے پائیون کی مدد سے اسکی جان لی اور خود سریر آرا ہوا — علاو الدین مظفر کے نوکرون مین تھا اسنے بھی پیادون سے ملکر اوسکو ہلاک کرکے تخت آرا ہو بیٹھا زمانہ کی کجبازی سے چند روز تک اس سرزمین مین سرہنگون کی بن آئی تھی اسنے تخت پر بیٹھتے ہی عدل و معدلت کی راہ پکڑی سرہنگون کے سزا کی بعد نصیب شاہ اوسکا لڑکا باپ کے مانند داد و دہش مین مصروف ہوا بھائیون کی پرورش زیادہ تر ملحوظ تھی جب بابر بادشاہ کی آویزش مین ابراہیم لودی کا زمانہ آخر ہوا اوسکے لشکر کے سردار نصیب شاہ کے پاس پناہ جو ہوئے — ہمایون بادشاہ نے شیر شاہ جہانگیر کے ہاتھ سے حکومت بنگالہ کی چھینکر قلی بیگ کی حوالہ کی جب شیر شاہ نے دوبارہ حکومت ہمایون سے لیلی قلی بیگ کو قول دیکر بلایا اور عہد شکنی کرکے اوسکی جان لیلی سلیم شاہ کے عہد مین محمد خان اوسکا نوبش پرستاری کو داد گری ہمدوش رکھتا تھا جب ممریز خان کشمکش مین مرگیا خضر خان باپ کی جگہ پر کاربرداز ہوا اور بہادر شاہ خطاب مقرر کیا اکبر جب چنگل اجل مین ممریز خان نے جان دی — بہادر شاہ کے بعد اوسکا بھائی جلال الدین پاست کا مالک ہوا تاج خان سلیم شاہ کے امیر نے اسکی جان ماری اور سلیم شاہ کے بعد خود تخت نشین ہوا بعدہ اوسکا چھوٹا بھائی سلیمان کرزانی اگرچہ خیال بادشاہی کا رکھتا تھا مگر مصلحتاً اکبر بادشاہ کے نام کا خطبہ سکہ جاری کیا بعدہ اوسکے لڑکون بایزید اور داؤد نے اپنے نام کا سکہ و خطبہ مروج کیا آخر امرای اکبری نے اونکو مغلوب اور مقتول کرکے بنگالہ کو فتح کرلیا یہ حال اکبرنامہ وغیرہ کتب سیر مین مفصل مندرج ہی

صوبۂ بہار

دوم اقلیم سے دراز ہی تلیا گڈھی سے لیکر دریاچہ کرم ناسہ تک جو سرکار رہتاس کے تابع ہی اکیسو بیس کوس — اور چوڑائی مین ترہت سے اوتر کے پہاڑون تک اکیسو دس کوس تک ہی اسکے پورب بنگالہ اور سیھم الہ آباد اور شمالا اودہ اور جنوبا کوہ برزگ واقع ہی اس صوبہ کے عمدہ دریاؤن مین گنگا اور سون اور گنڈک ہی کہتے ہین کہ گڈھ کے نزدیک ایکھی پوتہ نی سے دریاے سون اور زبدا اور چھلا جوش مارتے ہین گنگا اور سون کا پانی نہایت مزہ دار اور گوارا ہی — گنگا تو اوتر کے پہاڑون سے اور سون جنوبی پہاڑون سے خلکر منیر کے پاس گنگا مین ملتا ہی اور گنڈک

اور سے نکلکر جاجی پور کے قریب گنگا سے ملحق ہوتا ہی — جاجی پور کی آب ہوا مین یہ ایک خاصیت ہی کہ وہان کے باشندے اکثر آماس گلو مین گرفتار رہتے ہین اور بعض کمبخت اس علت سے انسان کی صورت بگڑ جاتی ہی ایسا ہی کوئی محفوظ رہجاتا ہی سالگرام سیاہ رنگ پتھر ہوتا ہی جسے فارسی مین کسوٹی کہتے ہین ہندو لوگ اوسکو آثار ایزدی جانتے اور اوسکی پرستش کرتے ہین اگر مدور اور خرد اور روغنی ہو بہت مقبول سمجھتے ہین اور مختلف رنگون مین ہر قسم کے نام اور خاصیت علحدہ علحدہ بیان کرتے ہین چونکہ سونے کا الحاق اوسپر ہوتا ہی اس لالچ سے اوسکو نکالتے ہین اکثر ایک سوراخ رکھتے ہین اور بعض زیادہ اور چونکہ بطلا سے خالی اور نے سوراخ ہوتے ہین برہمنون کا مذہب ہی کہ جو بت ٹوٹتا ہو اوسے پھر نہین پوجتے مگر اس پتھر کو باوجود کہ شکستہ ہو پوجتے ہین ان دونو دریا کے درمیان مین شمالاً اور جنوباً جاتے کوس تک یہ پتھر پیدا ہوتے ہین — کرم ناسا جنوبی پہاڑون سے نکلکر گذر چوسا کے مقام پر دریاے گنگ مین گرتا ہی اوسکا پانی نہایت پاک سمجھتے ہین — سون بھی دکھن سے کوہستان پلاؤن کے دہانے مین جوش کرتا ہی اور عظیم آباد پٹنہ کی آبادی سے گذر کر دریاے گنگ مین ملحق ہوتا ہی اوسی جگہ ایک پل ہی اکبر کے عہد کا بنا ہوا اور آج تک کہ ۹۷ سنہ الہجری گذرتے ہین برپا اور قائم ہی — چھوٹی ندیان اس صوبہ مین بیشمار ہین — تابستان مین گرمی ہوتی اور زمستان بہت کبھی کبھی دو مہینے پٹنہ کی پرون کی ضرورت ہوتی ہی برسات چار مہینے ہوتی تھی مگر اب دو سال سے بمشکل ڈیڑھ مہینے برسنے کے بھی لالے ہین بس شدت قحط سے نوع بشر کی خواری اور جانفشانی صاف ظاہر ہی اللہ تعالی اپنے بندون پر رحم فرماوے کشتکاری خوب ہوتی ہی خاصکر شالی کہ مانند دشل اوسکے کہین نہین کسی ہی نام سے بنارس سے مرشد آباد تک پیدا ہوتا ہی۔ پان کے لیے مخصوص مگہی ہی یہان کا پان بہت نازک اور خوشرنگ اور پتلا اور خوشبو اور مزہ دار ہی دہلی اور لاہور اور جہانگیر نگر اور مرشد آباد تک بطور تحفہ کے لیجاتے ہین اکثر اسقدر مسافت طی کرنے مین سالم رہتے اور کسیقدر ضائع ہوجاتے ہین — امرت بھیلا اور کجلا نام طوطی نہایت عمدہ اور کثرت سے ملتی ہین اگر پالین اور کوشش کرین جلد شیرین آواز گویا ہوجاتا ہی شیشے کے برتن اور حقہ جو کہ فرنگ سے آتا ہی طیار کرتے ہین کہ تمام ہندوستان مین اوسکے برابر نہین ہوسکتے — بہار کی سرکار مین موضع راج گرگان کے پاس ایک پتھر مانند بلور کے ہی چھوٹے ٹکڑے اسقدر ہین کہ دانہ تسبیح اور حقہ اوس سے بناتے ہین اور موضع ارول اور بہار مین کاغذ بہت عمدہ ملتا ہی اگر کوئی روپیہ خرچ کرے شاید کہ اوس سے بھی افضل بہم پہونچے — یہان پر ایک معبد گیا نام ہی برہمن لوگ اوسکو برم گیا کہتے ہین اسقدر معظم سمجھتے ہین کہ اپنے گذشتہ بزرگون کی رستگاری اوس مقام پر پرستش کرنے سے سمجھتے ہین اور اس بہانہ سے وہان کے برہمنون کو جو مجاور ہین نقد و جنس ملتا ہی اس صوبہ اور نیز صوبہ بنگالہ مین ایک میوہ کٹھل نام نہایت کلان اور مزہ دار پیدا ہوتا ہی — بعض اسقدر گران اور بڑے ہوتے ہین کہ ایک آدمی سے نہین اوٹھ سکتے ترہت بہت دنون سے جاے دانش خیز ہی ہنوز باوجود ہزارون خرابی کے

اکثر علوم وہان پر شائع ہین — رہتاس ایک درہ ہی پہاڑ کی بلندی پر بہت اونچا جہان پر نہایت سختی سے گذارہ ہوا وسکا گھیرہ دس بارہ کوس کا ہی بعض جگہ اس پہاڑ پر کھیتی ہی بیشتر یہان پر ایک باغ تھا انگور انار سرو شریفہ نیشکر عمدہ عمدہ قسم کا پیدا ہتا تھا گراب خراب ہوگیا ہی جابجا ندیان جاری ہین پانی اسقدر نزدیک ہی جس مقام تین چار گز کھودین پانی نکل آئے بہت سے پرگنہ اس سرکار سے متعلق ہین جمع اس صوبہ کی جو کہ عہد اکبری مین تجویز ہوئی اور ہنوز دفترون مین لکھی جاتی ہی ۴۲ کرور ۹۲ لاکھہ ۱۹ ہزار ۴ سو ساڑھے چار دام اسمین سے شعبطی اکیسو ۲۸ بیگہ زمین پیمایش ہوئی اور چار لاکھہ چوالیس ہزار اور اکیسو بیس بیگہ اوسکا روپیہ ۷ کرور ۲۶ لاکھہ ۸۱ ہزار ۷ سو چوہتر دام نقدی اور ایک کرور ۹۲ لاکھہ ۳۷ ہزار ۶ سو ساڑھے بیس دام اونمین سے ۴۲ لاکھہ ۷۶ ہزار اکیسو بہتالس دام سیورغال کے یومیہ ۱۱ ہزار چار سو پندرہ ہزار ۴ لاکھہ ۴۹ ہزار ساڑھے تین سو پیادہ اور سو کشتی — اس کلام مین کہ جمع صوبون کی تنقیح کی ہی بڑی شک ہی اور عبارت مین عجب طرح کا خبط ہی

صوبہ الہ آباد

دوم اقلیم سے لنبا ہی جونپور کی سمجھولی سے جنوبی پہاڑ تک اکیسو ساٹھہ کوس اور چوڑا ہی چونسا کے گھاٹ سے گھاٹم پور تک اکیسو بائیس کوس اسکے چوحدہ ہین شرق رویہ بہار اور شمالی اودہ اور جنوبی باندہو اور غربی آگرہ ہی — اس صوبہ کے بڑے دریاؤن مین گنگا اور جمنا اور نیز دیگر دریا مانند رند — گین — سرجو — برنہ وغیرہ کے ہین اور ہوا سازگار اور رنگا رنگ کے گل وغنچہ اور میوہ نے شمار اکبر کے وقت سے خربزہ اور انگور کثرت سے ہونے لگا سابق مین اسکا نام پیاک تھا اکبر نے الہ اباس رکھا آخر کو الہ آباد معروف ہوا یہان کا قلعہ سنگین مع محل اور مکانات وغیرہ کے اکبر کی تعمیر ہی اس جگہ کو تمام عباد تگاہون کا بادشاہ سمجھتے ہین قلعہ اوس جگہ پر ہی جہان گنگا اور جمنا باہم ملحق ہوئے ہین اور اہل ہند کے اعتقاد مین تین دریا کا مجموعہ ہی اور وہ تیسرا سرستی ہی لیکن ظاہر نہین — بنارس بڑا شہر ہی دونديون برنہ اور آنسی کے درمیان مین گذشتہ زمانے مین للکا نام کاشی تھا کہتے ہین کہ اگلے وقت یہان پر ایک مندر تھا جسکا طواف کعبہ کیطرح پر کرتے تھے اور نا حج کے وہان پر تعمیل ہوتی یہ بہت دنون سے ہندوستان کا دار العلم ہی گروہا گروہ بنی نوع دور دراز ملکون سے آکر یہان پر علم حاصل کرتے ہین اور جان ومن کو گداز کرتے ہین — سنہ ۴۰۰ ہجری مین سلطان محمود غزنوی کے آنے سے کسیقدر مذہب مین مخالفت ہوئی جب سنہ ۱۰۳۳ مین دوبارہ بادشاہ آیا اول گوالیار کا قلعہ فتح کیا اور صلح کرنی پھر قلعۂ کالنجر کا عزم کیا وہان کے حاکم نندا نے دو تین ہوا تھی کیا مجبور ونیاز ظاہر کیا بلکہ ایک شعر بھی مین کلکر سال کی جب اوسکا مضمون ترجمہ ہوا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اوس قلعہ کی حکومت مع دیگر چودہ مقامون کے اوسکو مرحمت کی — جونپور عظیم الشان شہر ہی اس شہر کو سلطان فیروز [illegible] اپنے بیٹے فخر الدین کے

نام جونہ آباد کیا طول مین ایکسو ۹ درجہ اور ۶ دقیقہ اور عرض مین ۲۶ درجہ ۱۱ دقیقہ ہی چنارہ قلعۂ سنگین ہی پہاڑ پر نہایت بلند اور مضبوط دریاے گنگ اوسکے نیچے سے جاری ہی — کالنجر یہ بھی قلعۂ سنگین پہاڑ کی بلندی پر تعمیر ہی اسکے آغاز کو کوئی نہین جانتا اسکے اندر بہت سے مندر ہین ایک مندر مین کال بھیرون کی مورت ہی اٹھارہ ہاتھ کی لانبی — اس قلعہ مین جابجا چشمے جوش مارتے ہین اور اکثر تالاب ہین درختان آبنوس اور خودرو میوہ بہت ہین اور لوہے کی کان بھی ہی وہان سے بیس کوس پر الماس کی کھان ہی — راجہ کیرت سنگھ وہان کا حاکم وہانکے چند قطعۂ زمین مین جواہرات رکھتا تھا — وہ برہمن دانا نیک خصلت خوش اخلاق اور ملوطے ایسے کہ جو کچھ سوال کرین فورًا جواب دین — وجنیاگری مین بخشو نام نہایت بے مثل اور دور دیس تک حسن افروز نغمہ سرا — سلطان بہادر گجراتی نے دوستی کرکے ان دونون سے ایک درخواست راجہ کے پاس بھیجی راجہ نے اپنی مردمی سے بخشو کو روانۂ دربار کیا اور بیشتر شاہ نے اوس جادو نفس کو طلب کیا جب قاصد محرومانہ لوٹا قلعہ کو جاکر گھیر لیا اور محصورین پر زندگی وبال کی راجہ نے بپاس ناموس جوہر بیدریغ شاستروں مین مروج ہی شعار دیو ان کو آتش غیرت سے جلا کر خاک کا ڈھیر کردیا اور خستہ عقلی سے ناپایدار زندگی پر دل باندھکر غبار آلود نیستی ہوا — شیر شاہ کو تو یہ جلدی تھی کہ قلعہ مفتوح ہوا تشہاری کے وقت ایک چنگاری باروت مین پڑگئی وہ لی اڑ گئی اور شیر شاہ کے خرمن ہستی کو جلا دیا — کہتے ہین قصبۂ مودھا مین ہر ایک چھوٹا بڑا نہایت حسین ہی — دس سرکار اور ایکسو شصت پرگنہ اور ۲۱ کرور ۴۲ لاکھ ۲۰ ہزار آٹھسو ۱۹ دام اور ۱۲ لاکھ پان — اوسمین سے ایکسو اکتیس زمین کی تخمیطی نپی ۳۹ لاکھ ۶۸ ہزار ۱۸ بیگہ ۳ بسوہ اسکا روپیہ بیس کرور ۲۹ لاکھ ۱ ہزار ۳ سو ۲۴ دام اور ۴۶ پرگنہ نقدی محصول اوسکا ۹۴ لاکھ اور بسلغ ۶ ہزار ۴ سو ۱۸ دام سیور غال و مدی ۱۱ ہزار ۳ سو ۷۵ سوار دو لاکھ ۳۷ ہزار ۸ سو متر پیادہ اور ۳۲۳ ہاتھی — سرکار الہ آباد پندرہ محال — سرکار غازیپور شرقی اونیس محال — سرکار بنارس شرقی — آٹھ محال — سرکار جونپور شمالی اکتالیس محال — سرکار مانکپور چودہ محال سرکار چنارہ جنوبی ۱۳ محال — سرکار ٹھٹھہ کورجنوبی — سرکار کالنجر جنوبی سرکار کوڑہ غربی — سرکار کڑہ غربی — جونپور کے فرمانروایان کی تفصیل اس جدول سے ظاہر ہوگی لقب اسکا سلطان الشرق مشہور ہی

سلطان الشرق ۱۹ برس	۲ مبارک شاہ	بہ برس کچھ زیادہ	۳ سلطان ابراہیم	۵ مہینے	
۴ سلطان محمود	ایک برس کچھ زیادہ	۵ محمود شاہ	۲۱ برس چند مہینے	۶ حسین شاہ	۱۹ برس

ان چھ آدمیون نے ۹۷ برس چند مہینے فرمان روائی کی بیشتر یہ ملک بادشاہان دہلی کے تصرف مین آیا جب سلطان محمود بن سلطان محمد بن فیروز شاہ کے تاج و تخت زیر حکومت ہوا ملک سرور خواجہ سرا کو جسے اسکے بزرگون نے خانجہانی کا خطاب دیا تھا سلطان الشرق کا لقب مرحمت فرماکر جونپور کا حاکم بنایا یہ شخص جونپور مین

جاکر بردباری اور پردلی اور انصاف مین روزگار بسر کرتا رہا اور اسی مشغلہ مین سفر آخیر پیش آیا اوسکا لڑکا متبنیٰ مبارکنام بزرگوار زمانہ کی اعانت سے وارث حکومت ہوا اور سکہ خطبہ مین تجدید کی بہلول خان سلطان محمود کے امرائے عظام مین تھا خبر پاتے ہی اوٹھہ دوڑا دریاے گنگا کے کنارے دولشکرون سے آویزش ہوئی انجام کو دونو نامراد اپنی اپنی طرف کو واپس ہوگئے جب سلطان مبارک شاہ گذر گیا اوسکا چھوٹا بھائی ابراہیم گدی پر بیٹھا اسنے داد و دہش اختیار کی اور زمانے کے سرکشون کی پامالی کرکے آبادانی کی آتش کا جویان ہوا ہر پیشہ کا رواج دیا اسکے عہد مین قاضی شہاب الدین ملک العلما بڑا نامور ہوا اوسکا زادبوم دہلی ہی وہان پر صاحبان علوم نقلی وعقلی کو جمع کیا اور بروقت پہونچے صاحبقران امیر تیمور گورکان کے اپنے اوستاد مولانا خواجگی کے ہمراہ جو کہ خلیفہ نصیر الدین چراغ دہلی کا ہی جونپور آیا اور وہان پر نشو و نما پاکر محسود زمانہ ہوا شاہ مدار جو کہ اولیاے ہند کا سردار ہی اوسکا ہمعصر تھا جیسا کہ رسم ہی کہ ظاہری عقلا کو صاف باطنون سے سرگرانی ہوا کرتی ہی قاضی کو بھی مشرب خیر اندیشی تیرہ تھا جب ابراہیم کا عہد منقضی ہوا بھیکھن خان اوسکا بڑا لڑکا سلطان محمود کے نام سے تخت نشین ہوا جو نکہ بدکار تھا سلطنت سے خارج کیا گیا اوسکے بعد حسین خان اوسکا بھائی تاج و تخت کا مالک ہوا اسنے اپنے سلوک سے زمانہ کو سازگار کیا زمانہ اوسکی ثنا و صفت مین مصروف ہوا بس دولت دنیا کا نشۂ چڑھ گیا سلطان بہلول سے مقابلہ کیا آخر کو شکست کھاکر پریشان ہوا سلطان بہلول کا لڑکا باربک جونپور مین قایم مقام ہوا جب بہلول نے جام فنا کھینچا سلطان سکندر لودی نے تخت خلافت کی بنیاد بڑھائی سلطان حسین بار بک سے متفق ہوکر چند بار لشکر فراہم کرکے دہلی کو آیا اور اسی کے ذات سے شرقیون کی حکومت خاتمہ ہوا

صوبہ اودہ

دوسری اقلیم سے ہی سرکار گورکھپور سے قنوج تک ایکسو پینتیس ۱۳۵ کوس لنبا اور شمالی کوہ سے سدہ پور صوبہ الہ آباد تک ایکسو پندرہ کوس چوڑا ہی اسکے پورب طرف پہاڑ اور اوتر پہاڑ اور دکھن بانکپور اور پچھم قنوج ہی — آب ہوا عمدہ جاڑا اور گرمی معتدل — دریاے کلان سے سرجو گھاگھرا — گومتی — روہی ہی گوناگون آبی جانور ہوتے ہین — کشتکاری بھی اچھی ہوتی ہی خاص کر کھد اس جا دل کھینچے ہین کہ تمام ہند ستان سے پیشتر اس صوبہ مین تخم ریزی ہوتی ہی قدیم نام اسکا اجودھیا ہی شہرہاے ہندوستان سے عظیم الشان طولاً ۱۸ درجہ اور ۶ دقیقہ اور عرضاً ۲۷ درجہ ۲۲ دقیقہ کہتے ہین کہ زمانۂ گذشتہ مین ۱۴۸ کوس لنبا اور ۳۶ کوس چوڑا آباد تھا اور اسکو ایک پاک مقام سمجھتے ہین — اکثر شہر کی خاک بیزی کرکے سونا نکالتے ہین راجہ رام چند خلف راجہ دسرتھ کا زادبوم ہی جسے ہندو مظہر آثار خدا جانتے ہین اور مانند داستان حمزہ کے بلکہ اوس سے بھی زیادہ عجائب بیان اوسکے نسبت بیان کرتے ہین ترینا کے زمانہ مین جسے ہندو لوگ بعد ست جگ کے جانتے ہین اور اوس ایام کی تعداد ۱۲ لاکھ ۹۶ ہزار برس ہی کیا عجب کہ راجہ موصوف ظاہر و باطن کی ریاست رکھتا ہو جسقدر اوسکی کیفیت ہندوؤن کی کتابون سے دریافت ہوئی کیفیت سے خالی نہین خداجوئی اور اخلاق شایستہ اور حق طلبی کا بمرتبۂ اتم خوگر تھا

شہر ایک کوس پر دریاے گھاگھرا قلعہ کے نزدیک سرجو سے ملتا ہی اس شہر مین دو قبر چھپہ یا سات گز کی لنبی ہین عوام لوگ شیث اور ایوب پیغمبر کی مزار جانتے ہین بعض کا قول ہی کہ کبیر موحد کی تربت سکندر لودی کے زمانہ مین واقع رتن پور بنی تھی یہ شخص اکثر خدا شناسی اور تصوف کی حقیقت اشعار ہندی مین نظم کرتا رہا ۔ بہرائچ دریاے سرجو کے کنارے معمور ہی نہایت عمدہ سبز و زار سالار مسعود غازی اور رجب سالار اس جگہ مدفون ہین ۔

اکبر بادشاہ کے وقت مین محمد حسین خان نے جو کہ بادشاہ کا روشناس تھا مخدوم الملک خیرابادی سے سوال کیا کہ سالار مسعود غازی کیسا آدمی تھا اوسنے جواب دیا کہ ایک پٹھان تھا جسنے شہادت پائی باقی اور ہندوستانی مسلمان اوسکے بڑے معتقد ہین اور دور دراز سے اوسکے مزار کی زیارت کو آتے اور محفلین کرتے ہین قول معتبر یہ ہی کہ محمود غزنوی کے امرا مین سے زندگانی کو مردانگی سے تمام کیا اور ہمیشہ کیواسطے نام نیک حاصل کیا ۔ دوسرے سلطان فیروز حاکم دہلی کے باپ نے ظاہر و باطن کی آراستگی حاصل کی اس شہر کے نزدیک دیوکن نام موضع مدت سے بیسون کی ٹکسال ہی ۔ اوترکے پہاڑون سے اکثر چیزین مانند کونٹ گھوڑون اور سونا اور تانبا اور سُرب اور مشک اور چونر اور شہد اور چوک وغیرہ کے آدمیون کی پیٹھ یا گھوڑے اور بکرون پر لاد کر لاتے ہین ۔ اور مشک سونٹھ اور سرخ مرچ اور مجیٹھ اور سہاگا اور زنجبیل اور موم اور پشمینہ اور بازا اور جرہ وغیرہ بہت آتے ہین ۔ نیم کھار مصر کھنہ ایک نامور مقام ہی بزرگ تیرتھ دریاے گومتی وہان سے نکلی ہی اور اکثر عبادت خانہ معمور ہین برہما ورت کنڈ نام حوض ہی اوسکے درمیان سے پانی جوش کھاتا ہی اور ایسا زور شور ہی کہ آدمی نہین ٹھہر سکتا جو کچھ اونمین چھوڑو باہر اوبل آتا ہی کہتے ہین کہ اوسی قرب مین ایک نہایت تنگ دہانہ کا چشمہ ہی ایک گز چوڑا اور چار انگل گہرا برہمن لوگ وہان پر منتر پڑھ کر پوجا کرتے ہین ہر چند چاول وغیرہ اونمین چھوڑین مگر نشان نہین رہتا ۔ لکھنو بڑا بھاری شہر ہی دریاے گومتی کے کنارے پر نہایت خوش سواد شیخ مینا جسکی ولایت کا گمان اکثرون کو ہی اسی سرزمین مین مدفون ہی ۔ بلگرام قصبہ خوش ہوا ہی یہان کے باشندے خوش فہم اور علم موسیقی کے شایق اور نیک منظر ہین ۔ پانچ سرکار ۱۳۷ پرگنہ اس صوبہ مین ہین زمین پیمایشی ایک کرور ایک لاکھ اکہتر ہزار ایکصد اسی بیگہ جسکی جمع ۲۰ کرور ۷۰ لاکھ ۵۹ ہزار ۱۷۲ دام ہین اسمین سے ۸۵ لاکھ ۲۱ ہزار ۵۸۰ دام سیورغال یومی ۷ ہزار ۶ سوار اور ۵۸۲ پیادہ اور ۵۹ ہاتھی ہین

صوبۂ اکبرآباد

دوم اقلیم سے ہی گھاگھرا پورآلہ آباد سے پانچ کوس تک ۵ کوس لنبا اور مشرق سے چندیری مالوا تک شرقی گھاگھرا پورشمالی دریاے گنگ جمنا چندیری غربی پلول ہی بہت سے دریا ہین اور سب مین عمدہ دریا جمنا اور چنبل ہی جمنا شمالی پہاڑ اور چنبل جاصل اور مالوہ سے نکلتے ہین اور کالپی مین آکر جمنا سے ملجاتی ہین جابجا جنوبی پہاڑ آب و ہوا کی خوبی مین مثل ہین کھیتی اچھی سیوہ اور گلاب

کے پھول اور خوشبو کے روغن اور برگ پان عمدہ میسر آتے ہین خربزہ اور انگورا اور جگہہ کی نسبت یہان اچھا ہوتا ہی
اگو خوش ہوا شہر جمنا کے کنارے معمور ہی دریاے جمنا شہر کے درمیان سے پانچ کوس روان ہی دونو طرف عمدہ عمدہ
عمارتین اور رنگ برنگ کے باغ آباد ہین اکبر بادشاہ نے سنگ سرخ سے ایک قلعہ بنایا ہی اوسمین عمدہ مکانات
نقش و نگار سے بنے ہوئے ہین اول مین یہ ایک گانون تھا بابا سکندر لودی نے اسکو پاے تخت مقرر کیا اور اکبر نے
تمام و کمال آرایش کی شیخ ابو الفضل اکبر نامہ کے مصنف کا زادبوم ہی اوسکے بڑے بھائی فیضی اور ابو الفیض
وغیرہ بزرگون کا مانند شیخ علاء الدین مجذوب اور میر رفیع الدین صفوی اور سید اجل علامہ قاضی وغیرہ کا مرقد ہی
اگرے شہر سے نزدیک جمنا کنارے رنگتا نام موضع ہی ہنود کی پرستش گاہ — فتح پور ایک گانون تھا بابا سنگری
نام سے ۱۲ کوس دار الخلافت سے دور اکبر بادشاہ نے اسے شہر بنا کر ایک قلعہ بھی پتھر کا تعمیر کرایا اگرچہ دولتخانہ
شاہی اور زنانہ مکانات اکثر امراے پہاڑ پر تعمیر ہین مگر جنگل اور صحرا مین بھی اکثر مکانات کے آثار ہین جب حکم بادشاہی
[illegible] آباد ہوا تھا — [illegible] ایک تالاب بارہ کوس کا ہی اوسکے کنارے پر
اکبر بادشاہ نے صفہ اور منارہ بنوا کر چوگان بازی کا میدان مقرر کیا تھا ہاتھیون کی لڑائی بھی وہین پر دیکھا کرتا تھا
اوسکے قریب لال پتھر کی کھان ہی جسقدر چاہیے ستون اور تختہ جدا کرکے نکال لیوین — اگلے زمانہ مین بیانہ ایک
عظیم الشان شہر تھا اسمین قلعہ بھی بنا ہوا تھا اکثر آثار قدیمہ اور عمارات کے پائے جاتے ہین اکثر لوگ وہان پرانی اینٹون
کے ہتھیارا اور تانبے کے برتن پاتے ہین اور منارہ بھی نہایت اونچا ہے آب یہان عمدہ ہوتا ہی جسکا وزن ایک سیر
سے زیادہ ہوا اور شکر نہایت سفید نیل عمدہ یہان پر بھی عمدہ عمدہ لوگ مدفون ہین — تین کوس پر بھیم نام غار ہی
پانی سے بھرا ہوا اوسکی گہرائی کوئی نہین جانتا ہی فیروزہ اور تانبے کے کان وہان پر بتلاتے ہین ظاہرا اوسکے
نکالنے مین دخل سے زیادہ خرچ ہوا اس سبب سے آج تک کسی نے ہاتھ نہین ڈالا — متھرا جمنا کنارے معمور ہی
سری کشن کا جنم بھوم اسے بھی راجہ رامچند کے مانند ہندو لوگ مظہر اتم جانتے ہین بلکہ رام سے بھی زیادہ اور اوسکے
بھائی بلبھدر کو رام کا قایم مقام سمجھتے ہین — کالپی جمنا کنارے معمور یہانکی بصری مشہور — شرقیون کے عہد مین
دہلی کی خراج گذاری تھی جب قادر خان کے دلمین ولولہ اوٹھا بادشاہ سے منحرف ہوگیا سلطان ہوشنگ نے
مالوہ سے آکر گوشمالی دی اور سلطان محمود شرقی نے قادر خان کے لڑکے نصیر خان سے لے لیا قنوج گذشتہ
زمانے مین ہندوستان کا دار الملک تھا — گوالیار نامور قلعون مین ہی اوسکے دروازے پر ایک پتھر کا ہاتھی
اور اندر عمدہ عمدہ عمارتین ہین آب و ہوا یہان کی موافق اکثر کلانوت خوش گلو اپنے کمال کے کامل یہان پیدا
ہوئے اونمین سے تانسین مشہور ہی لوہے کی کھان بھی ہی بیراٹھہ مین تانبے کی کھان نہایت سود مند ہی
ایکمن مٹی سے ۳۵ سیر حاصل ہوتا ہی چاندی کی بھی کھان بتلاتے ہین مگر کسیکو فائدہ نہین ملا — نارنول کے

مقام پر ایک کنوان ہی اکثر لوگ پرستش کرتے ہین جب جمعہ کے روز اماوس ہوتی ہی آفتاب نکلتے ہی وہ کنوان اسقدر لبریز ہوتا ہی کہ بدون رسی کے سلسلہ کے پانی پانا آسان ہی — سنگھانہ اور اودیپورا اور کوٹ پوتائی مین تانبے کی کھان اور قصبہ کانوری مین ندیان سرد اور گرم اکثر ہین ۱۳ سرکار اور ۲۰۳ پرگنہ زمین ہموده دو کرور اٹھتر لاکھ ۶۲ ہزار ۱۸۹ بیگہ ۱۱ بسوہ جمعی ۴ کرور ۶۲ لاکھ پچاس ہزار تین سو چار دام انمین سے ایک کرور بیس لاکھ پانچ ہزار سات سو ساڑھے تین دام سیورغال یومی پچاس ہزار چھ سو اکاسی سوار اور پانچ لاکھ شصت ہزار پانسو ستتر پیادہ اور دو سو ہاتھی

صوبۂ مالوہ

دوم اقلیم سے ہی کڑہ سے بانسوارہ تک دراز دو سو پینتالیس کوس اور چوڑا چندیری سے ندربار تک دو سو تیس کوس شرق باندھون شمالی تا جنوب بگلانہ غربی گجرات اور اجمیر جنوبی پہاڑ — دریاے نربدا سپرا — کانی مسند پیتیہ گودی ان دونون مین تین کوس سنہ ہی صاف وسبک سے کنارون پر خودرو بید اور رنگین پھول اور خوشبو اور پرسیاوشان اور سایہ دار درخت اور گلاب اور سبزہ زار اور عمارتین بلند — آب وہوا معتدل جاڑے مین لباس پنبہ اور گرمی مین آب شورہ کی کم ضرورت ہوتی ہی چار مہینے برسات مین گلابی جاڑے کی کیفیت ہوتی ہی کہ رات کو بالاپوش کی حاجت ہو اس صوبہ کی زمین بہ نسبت اور سرزمین کے کسیقدر اونچی اور سب مین کھیتی ہوتی دونو فصل عمدہ ہوتی ہین خاصکر گیہون اور پوستا اور افیم اور انب اور خربزہ اور انگور مقام حاصل پور مین ایک سال مین دو مرتبہ انگور ہوتا ہی — پان عمدہ کپڑے اچھی بناوٹ کے موجود ہین — یہان کے کسان اور رشیے بھی ہتیار باندھتے ہین اس ملک کا دارالملک اوجین ہی سپرا کے کنارے پر معمور ہے عجائبات مین کہتے ہین کہ کبھی کبھی دودھ جوش کرتا ہی لوگ لیجاتے ہین اور اپنے مصرف مین لاتے جب کبھی ایسا اتفاق ہو راجہ کے حق مین عمدہ شگون ہوتا ہی اسکے نزدیک برہمنون کے تین سو ساٹھ مندر عبادتگاہ ہین شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ مین ایسا لکھا ہی کہ پینتالیسون سال الٰہی کو موجب حکم مجھے دکھن کے سفر کا اتفاق ہوا جب وہان پہونچا ماقبل اوسکے ۱۶ فروردین کے ہفتہ کو چار گھڑی رات گذرنے پر دودھ کا جوش ہوا ہندو مسلمان چھوٹے بڑے گھڑون مین بھر لائے اوسی قریب مین ۳۶۰ عبادتگاہ برہمنون کے ہین اور اوسی شہر کے نزدیک کالنادہ نام ایک مقام ہی اوسکا احاطہ نہایت دلکشا حوض لبریز گرد مکانات گذشتہ زمانے کا یادگار ہی — گڈہ ایک علحدہ ملک ہی درخت زار جنگلی ہاتھی بہت — وہان کے کشتکار محصول جگہہ پر ہاتھی دانت دیتے ہین اور وہین کے زراعت سے دکن اور گجرات کو آسودگی ہی — چندیری گذشتہ بڑے شہرون مین سے ہی یہان پر قلعہ سنگین اور چودہ ہزار پتھر کے محل کلان اور اکیسو چوراسی بازار اور اکیسو ساٹھ سرای اور بارہ ہزار مسجد ہین — نومین نام قصبہ ہی دریاے پتھہ کے کنارے جل مانس اوسمین سے ظاہر ہوتے ہین اور ایک ایسا بڑا مندر ہی کہ اگر اوسمین نقارہ بجاوین آواز باہر نجائے — سرکار تیجاگڈہ کے جنگل مین جنگلی ہاتھی کثرت سے ہین — منہ وایک شہر بارہ کوس کی

گہرائی کا ہی اوسکے قلعہ مین ایک منارہ ہی ہشت منظری چندگاہ حاکم کی نشستگاہ رہا پرانی عمارتین ہین سلاطین خلج کی قبرین اکثر بنی ہین — ایک تعجب کی یہ بات ہی کہ موسم گرما مین سلطان محمود ولد ہوشنگ کی قبر کی کندیدگی سے عرق نکلتا ہی سادہ لوح فریفتہ ہوتے ہین — تمر ہندی مانند تاکل کے اور اوسکا مغز سفید ہوتا ہی ہندی نزادون کا قول ہی کہ پارس پتھر یہان پر پیدا ہوتا ہی جسکے چھونے سے لوہا سونا ہوجاتا ہی کہتے ہین کہ قبل راجہ بکرماجیت کے راجہ جگدیو نہایت نیکو گا تھا اسکی تلاش مین بہت سی پونجی صرف ہوئی ایک کھرپہ سونے کا ہوگیا مگر پتھر نملا آخر مانڈن آہنگر سے چارہ جوئی کی اوسنے پتھر کو حاصل کیا اور اوسکے ذریعہ سے بیشمار سونا طیار کرکے بادشاہ کے حضور مین نذر کیا اوسی سونے سے بارہ برس مین قلعہ طیار ہوا اور حسب تمنائے آہنگر قلعہ کی دیوار مین اکثر سندان کی تصویر بنائی گئین ایکروز نزد اکنارے راجہ نے جشن کیا اور برہمنون کے دان مین اوس پتھر کو دیدیا برہمن نے حقیر سمجھکر نہایت رنج سے دریا مین پھینکدیا اور جب اوسکی خاصیت معلوم ہوئی حسرت اور افسوس کرنے لگا — اوس مقام پر اس قدر عمق ہی کہ ہنوز اوسکا اندازہ کوئی نہین پاتا ہی — قصبہ دھار راجہ بھوج کا دارالحکومت تھا — یہان پر تاک دو فرتبہ پھیلتا ہی اول مرتبہ شیرین تر — سرکار منڈیہ مین جنگلی ہاتھی بکثرت اور روزہ مار مین خربزہ اور انگور نہایت عمدہ ہوتا ہی — ۱۲ سرکارین اور تین سو ایک پرگنہ ہین پیمودہ زمین ۴۲ لاکھ ۶۶ ہزار دو سو اکیس ہزار بیگہ اور ۶ بسوہ جمع ۲۴ کرور ۶ لاکھ ۹۵ ہزار ۲ دام اوسمین سے ۱۱ لاکھ پچاس ہزار ۴ سو تین دام سیورغال یومی ۲۹ ہزار ۶ سوار سٹھ سوار اور چار لاکھ ستر ہزار تین سو اکسٹھ پیادہ اور نوے ہاتھی ہین

جدول فرمانروایان

نام	سال وماہ	نام	سال وماہ	نام	سال وماہ
۱ دھلن جی	سو برس	۲ چندر جیت	۸ برس ۷ ماہ ۳ روز	۳ سالباہن	۷۹ برس
۴ نرباہن	سو برس	۵ ست راج	سو برس		

فرمانروایان قوم پنوار

۱ اودت پنوار	۸۶ برس	۲ برہمراج	۳۰ برس ۷ مہینے	۳ ات برمہ	۹۰ برس
۴ دشنگ سیدھر	۸۰ برس	۵ رجی چند	۱۰ برس	۶ ہمیر تھمہ	سو برس
۷ گندھرپ	۳۵ برس	۸ بکرماجیت	۱۰۲ برس	۹ چندر سین	۸۶ برس
۱۰ کھرگ سین	۸۵ برس	۱۱ چترکوٹ	۱ برس	۱۲ کرم چند	ایک برس
۱۳ کنک سین	۸۳ برس	۱۴ چندر پال	سو برس	۱۵ مہندر پال	۷ برس
۱۶ ابجے نند	۶۰ برس	۱۷ بھوج	۰ برس	جملہ ستر آدمی قوم پنوار کے ایک ہزار سات برس حاکم رہے	

مقام پر ایک کنوان ہی اکثر لوگ پرستش کرتے ہین جب جمعہ کے روز اماوس ہوتی ہی آفتاب نکلتے ہی وہ کنوان اسقدر لبریز ہوتا ہی کہ بدون رسی کے سلسلہ کے پانی پانا آسان ہی — سنگھانہ اور اودیپور اور کوٹ پوتائی مین تانبے کی کھان اور قصبہ کانوری مین ندیان سرد اور گرم اکثر ہین ۱۳ سرکار اور ۲۰۳ پرگنہ زمین پیمودہ دو کرور اٹھتر لاکھ ۶۲ ہزار ۱۸۹ بیگہ ۱۸ بسوہ جمعی ۵۴ کرور ۶۲ لاکھ پچاس ہزار تین سو چار دام اسمین سے ایک کرور بیس لاکھ پانچ ہزار سات سو ساڑھے تین دام سیورغال یومی پچاس ہزار چھ سو اکاسی سوار اور پانچ لاکھ شتتر ہزار پانسو ستتر پیادہ اور دو سو ہاتھی

صوبۂ مالوہ

دوم اقلیم سے ہی کڑہ سے بانسوارہ تک دراز دو سو پینتالیس کوس اور چوڑا چندیری سے ندربار تک دو سو تیس کوس شرقی باندھون شمالی اور جنوبی بکلانہ غربی گجرات اور اجمیر جنوبی پہاڑ — دریاے نربدا سپرا — کالی مسند — پیمہ گودی ان دونومین تین کوس سے ہی صاف وسکا کنارون پر خودرو بید اور رنگین پھول اور خوشبو اور پرسیاوشان اور سایہ دار درخت اور گلاب اور سبزہ زار اور عمارتین بلند — آب ہوا معتدل جاڑے مین لباس پنبہ اور گرمی مین آب شورہ کی کم ضرورت ہوتی ہی چار مہینے برسات مین گلابی جاڑے کی کیفیت ہوتی ہی کہ رات کو بالاپوش کی حاجت ہو اس صوبہ کی زمین بہ نسبت اور سرزمین کے کسیقدر اونچی اور سب مین کھیتی ہوتی دونو فصل عمدہ ہوتی ہین خاصکر گیہون اور پوستا اور اونکھ اور آنب اور خربزہ اور انگور مقام حاصل پور مین ایک سال مین دو مرتبہ انگور ہوتا ہی — پان عمدہ کپڑے اچھی بناوٹ کے موجود ہین — یہان کے کسان اور رنیے بھی ہتیار باندھتے ہین اس ملک کا دارالملک اوجین ہی سپرا کے کنارے پر معمور ہے عجائبات مین کہتے ہین کہ کبھی کبھی دودھ جوش کرتا ہی لوگ لیجاتے ہین اور اپنے مصرف مین لاتے جب کبھی ایسا اتفاق ہو راجہ کے حق مین عمدہ شگون ہوتا ہی اسکے نزدیک برہمنون کے تین سو ساٹھ مندر عبادتگاہ ہین شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ مین ایسا لکھا ہی کہ پیتالیسوین سال الٰہی کو بموجب حکم مجھے دکھن کے سفر کا اتفاق ہوا جب وہان پہونچا ماقبل اوسکے ۱۶ فروردین کے ہفتہ کو چار گھڑی رات گذرنے پر دودھ کا جوش ہوا ہندو مسلمان چھوٹے بڑے گھڑون مین بھر لائے اوسی قرب مین ۳۶۰ عبادتگاہ برہمنون کے ہین اور اوسی شہر کے نزدیک کالنادہ نام ایک مقام ہی اوسکا احاطہ نہایت دلکشا حوض لبریز گرد مکانات گذشتہ زمانے کا یادگار ہی — گڈہ ایک علحدہ ملک ہی درخت زار جنگلی ہاتھی بہت — وہان کے کشتکار محصول جگہہ پر ہاتھی دانت دیتے ہین اور وہین کے زراعت سے دکن اور گجرات کو آسودگی ہی — چندیری گذشتہ بڑے شہرون مین سے ہی یہان پر قلعہ سنگین اور چودہ ہزار پتھر کے محل کلان اور اکیسو چوراسی بازار اور اکیسو ساٹھ سرای اور بارہ ہزار مسجد ہین — نومین نام قصبہ ہی دریاے بیتھہ کے کنارے جل مانس اوسمین سے ظاہر ہوتے ہین اور ایک ایسا بڑا مندر ہی کہ اگر اوسمین نقارہ بجاوین آواز باہر نجائے — سرکار بیجاگڈہ کے جنگل مین جنگلی ہاتھی کثرت سے ہین — مندو ایک شہر بارہ کوس کی

گہرائی کا ہی اوسکے قلعہ مین ایک منارہ ہی ہشت منظری چندگاہ حاکم کی نشستگاہ رہا پرانی عمارتین ہین سلاطین خلج کی قبرین اکثر بنی ہین — ایک تعجب کی یہ بات ہی کہ موسم گرما مین سلطان محمود ولد ہوشنگ کی قبر کی کندیدگی سے عرق ٹپکتا ہی سادہ لوح فریفتہ ہوتے ہین — تمر ہندی مانند تاکل کے اور اوسکا مغز سفید ہوتا ہی ہندی نژادون کا قول ہی کہ پارس پتھر یہان پر پیدا ہوتا ہی جسکے چھونے سے لوہا سونا ہوجاتا ہی کہتے ہین کہ قبل راجہ بکرماجیت کے راجہ جگدیو نہایت نیکنام گذرا تھا اسکی تلاش مین بہت سی پونجی صرف ہوئی ایک کھرپہ سونے کا ہوگیا مگر پتھر نملا آخر مانڈن آہنگر سے چارہ جوئی کی اوسنے پتھر کو حاصل کیا اور اوسکے ذریعہ سے بیشمار سونا طیار کرکے بادشاہ کے حضور مین نذر کیا اوسی سونے سے بارہ برس مین قلعہ طیار ہوا اور حسب تمنائے آہنگر قلعہ کی دیوار مین اکثر سندان کی تصویر بنائی گئین ایکروز نوروز کے کنارے راجہ نے جشن کیا اور برہمنون کے دان مین اوس پتھر کو دیدیا برہمن نے حقیر سمجھکر نہایت رنج سے دریا مین پھینکدیا اور جب اوسکی خاصیت معلوم ہوئی حسرت اور افسوس کرنے لگا — اوس مقام پر اس قدر عمق ہی کہ ہنوز اوسکا اندازہ کوئی نہین پاتا ہی — قصبہ دھار راجہ بھوج کا دارالحکومت تھا — یہان پر تاک دو مرتبہ پھیلتا ہی اول مرتبہ شیرین تر — سرکار منڈیہ مین جنگلی ہاتھی بکثرت اور درہ مار مین خربزہ اور انگور نہایت عمدہ ہوتا ہی — ۱۲ سرکارین اور تین سو ایک پرگنہ ہین پیمودہ زمین ۴۲ لاکھ ۶۶ ہزار دو سو اکیس ہزار بیگہ اور ۶ بسوہ جمع ۲۴ کرور ۶ لاکھ ۹۵ ہزار ۲۵ دام اوسمین سے ۱۱ لاکھ پچاس ہزار ۴ سو تین دام سیورغال یومی ۲۹ ہزار ۶ سوار سٹھ سوار اور چار لاکھ ستر ہزار تین سو اکسٹھ پیادہ اور نوے ہاتھی ہین

جدول فرمانروایان

نام	سال وماہ	نام	سال وماہ	نام	سال وماہ
۱ دھنڈن جی	سو برس	۲ چندر جیت	۸ برس ۷ ماہ ۳ روز	۳ سالباہن	۷۹ برس
۴ نرباہن	سو برس	۵ ست راج	سو برس		

فرمانروایان قوم پنوار

۱ — اودت پنوار	۸۶ برس	۲ برہمراج	۳۰ برس ۷ مہینے	۳ — ات برمہ	۹۰ برس
۴ — دشنگ سیدھ	۸۰ برس	۵ — جی چند	۱۰ برس	۶ — ہمیر تھمہ	سو برس
۷ — گندھرپ	۳۵ برس	۸ — بکرماجیت	۱۰۲ برس	۹ — چندر سین	۸۶ برس
۱۰ — کھرگ سین	۸۵ برس	۱۱ — جیر کوت	۱ برس	۱۲ — کرم چند	ایک برس
۱۳ — کنک سین	۸۳ برس	۱۴ چندر پال	سو برس	۱۵ — مہندر پال	۷ برس
۱۶ — بجے نند	۶۰ برس	۱۷ — بھوج	۰ برس	جملہ ستر آدمی قوم پنوار کے ایک ہزار سال اون برس حاکم رہے	

قوم الوس تونور

نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ
۱۔ جیت پال	۵ برس	۲۔ رانا راجو	۵ برس	۳ رانا باجو	ایک سال ۳ روز
۴۔ رانا رجاجو	۱۰ برس	۵۔ رانا جیدھر	۳۰ برس	۶۔ رانا بہادر	۵ برس
۷۔ رای مکنل	۵ برس	۸۔ رای سکن پال	۵ برس	۹ رای کرت پال	۵ برس
۱۰۔ رای سیکیپال	۶۰ برس	۱۱۔ کنور پال	ایک سال	جملہ گیارہ نفر ایکسو ۴۲ برس ۳ روز حکومت کی	

الوس چوہان

۱۔ راجہ جگدیو	۱۰ برس	۲۔ جگناتھ برادر جگدیو	۱۰ برس	۳ ہردیو ۵ برس
۴۔ باسدیو	۱۶ برس	۵۔ سری دیو	۵ برس	۶۔ دھرم دیو ۱۴ برس
۷۔ پہل دیو	۱۰ برس	۸۔ مانک دیو	۹ برس	۹ اکرت دیو ۱۱ برس
۱۰۔ پھتور	۲۱ برس	۱۱ باسدیو	۹ برس	گیارہ نفر چوہان کے ایکسو چالیس برس شمع افروز حکومت رہے

مسلمان و ہنود کی حکومت

۱۔ شیخ شاہ	۷۰ برس	۲۔ دھرم راج	۲۰ برس	۳۔ علاء الدین ولد شیخ شاہ ۲۰ برس
۴۔ کمال الدین	۳ برس	۵۔ جیت پال	۲۰ برس	۶۔ ہیمر چند ۲۰ برس
۷۔ ہر چند	۲۰ برس	۸۔ کیرت چند	۲۰ برس	۹ اوگر سین ۱۳ برس
۱۰ سورج نند	۱۲ برس	۱۱ بیر سین	ایک برس	گیارہ آدمی ایکسو نوے برس گلستان سلطنت کی باغبانی کرتے رہے

۱۔ جلال الدین	۲۲ برس	۲۔ عالم شاہ	۲۴ برس	۳۔ سکٹ سنگھ	۶ برس
۴۔ بہادر شاہ	چند مہینے	۵۔ دلاور خان غوری	۲۰ برس	۶۔ ہوشنگ شاہ	۳۰ برس
۷۔ محمد شاہ	ایک برس	۸۔ سلطان محمود	۳۴ برس	۹۔ قادر شاہ	۶ برس
۱۰۔ شجاع دل خان	۱۲ برس	۱۱۔ باز بہادر	غیر معلوم جلال الدین سے لیکر شجاع دل خان تک دس نفر نے ۱۵۶ برس سلطنت کی		

کہتے ہین کہ اسوقت سے کہ آدھادنی قعدہ گذرا اور سنہ ۹۷۱ ہجری مین ۳۵۵۴ برس اور پانچ مہینے ۲۷ روز پیشتر ایک شخص مہاباہ نام آگ جلاکر اپنے مذہب کے موافق معبود کی عبادت کرتا تھا پژوہندہ لوگون کو اعتقاد آتا اوسکے گرد جمع ہوکر پروانہ کے مانند جان کی پروا نکرکے نور حقیقی کی لو مین جل جاتے تھے اسی عرصہ مین گروہ لودہ جسے سیودہ کہتے ہین جل اوٹھی دلمین باتا کی آگ بھڑک اوٹھی حاکم کے پاس جاکر فریاد کی کہ اس آتش مزاج نے لاکھون جانداروں کو مانند پتنگے کے جلا ڈالا بہتر ہی کہ اس آتشکدۂ جانسوز کی چنگاریان بجھائی جاوین اور مدسم موقوف ہو۔

وہان سے خاطر خواہ حکم ہوا لوگون کو اس سوختہ سے ممانعت ہوئی بیچارے دل جلے آتش حسرت پر سوزان دست بدعا ہوئے کہ کوئی ایسا زبردست آتش مزاج ظاہر ہو کہ بودھیون کے فساد کی آگ بجھائے آخر کار جلال ایزدی نے اپنا جلوہ دکھلایا اوسی آتشکدہ سے ایک نورانی طلعت نمود ہوئی جسکی پیشانی رخشانی سے لمعۂ حقیقی پیدا تھی ہاتھ مین تلوار لیے ہوئے تھوڑے دنون مین فرمان روا ہوا اوس مذہب کی اشتعالک کی اسکا ہٹن جی نام ہوا دکھن سے آکر مالوہ مین تخت آرا ہوا اور عمر دراز نصیب ہوئی جب اوسکے پانچون لڑکے ستراج کی کوئی اولاد نہ ہی بزرگون نے ادت نام نواسے کو جانشین کیا اور سردار اور مرزبان اس الوس کا ہوا جب ہیمر تھہ نے کسی لڑائی مین جان نثار کی گندھرب نام کے حصہ مین تاج و تخت آیا اسکی نسبت ایسا اعتقاد ہی کہ یہ وہی ہیمر تھہ ہی جو گندھرب کے پیکر مین آیا تھا اپنی داد و دہش سے خلایق کو آباد کیا اوسکے لڑکے بکرماجیت نے متصل اطراف ہندوستان کے زیر حکومت کیے ہندی دفترون مین اسکے سال جلوس اب تک لکھے جاتے ہین اس راجہ کے واقعات عمری مین عجب عجب نادر حکایات ہین جسکے مضامین پر سحر کا خیال ہوتا ہر چندر پال نے کل ہندوستان کے راج حاصل کیے بچے مند شکار دوست تھا اکبار روز شکار کھیلنے مین بونہ کے نزدیک ایک طفل نوزادہ پایا اوسکو فرزندی مین قبول کیا اور نسیم نام رکھا جب وہ مرگیا حقیقی لڑکا بھوج نام خرد سال تھا تاج نشین ہوا آخر دکھن کی لڑائی مین مارا گیا اور ۱۴۱۵ سنہ بکرمی مین بھوج نے اورنگ اقبال پر قدم رنجہ فرمایا اکثر اطراف فتح کر لیے داد و دہش مین روزگار بسر کیا اسکے عہد مین والا فطرتون اور دانشمندون کی گرم بازاری ہوئی پانسو آدمی منتخب ہر علم و فن مین لاجواب حاضر درگاہ رہتے تھے اس جماعہ کی سرداری پربرج اور دھن پال کرتے تھے جسوقت بھوج کے مشکوے دولت مین لڑکا پیدا ہوا ایک بڑی خطا ہوئی کہ نجومیون نے اوسکا زایچہ دیکھکر تیر نحس بیان کی اور اس نحوست کے اندیشہ سے وہ زندہ درگور کیا گیا اوسوقت حکیم برزج نے جو اوسوقت گنام تھا اوسکا زایچہ بناکر ژرف نگاہی سے یہ امر معلوم کیا کہ یہ شخص عمر دراز اور فرمان روائے عالم صاحب جاہ و حشم ہوگا پس اوس زایچہ کو راجہ کے رہگذر مین چھوڑ دیا راجہ کی نظر پڑتے ہی جوش پدری نے سر اوٹھایا اور حق اور باطل کو دریافت کرکے اوس گنج نہفتہ کو مرقد سے نکالا بعض کہتے ہین کہ آٹھہ برس کی عمر مین بھوج نے اوسکا قتل کرنا چاہا رازداروں کو سپرد کیا کہ در پردہ اس کے پردۂ حیات کو پارہ پارہ کرڈالو جلادون نے رحم کھایا در پردہ سازگاری کی رخصت کے وقت اوسنے ایک خط راجہ کے نام لکھنا کیا کہ راجہ کو دیدینا اوسکا خلاصۂ مضمون یون تھا کہ کیونکر آدمی کی طبیعت یہ قبول کرتی ہی کہ اپنے شبستان امید کے نور چراغ کو کشتہ کرے اور خونریزی بیگناہان مین ساعی ہو تونے ہمارے قتل کا ارادہ اس سبب سے کیا کہ تیرا تاج و تخت سلامت رہے خیال کر کہ تجھسے پیشتر بڑے بڑے سلطنت ہوئے مگر جب چل بسے خالی ہاتھ حسرت و حرمان کے سوا کیا لیگئے فقط جب راجہ نے یہ مضمون عبرت خیز مطالعہ کیا نہایت رنج و افسوس پیدا ہوا جب معلوم ہوا کہ راجہ راہ راست مین آیا جان بخشی کا ماجرا کہہ سنایا راجہ نے

شکر ادا کیا اوسے اپنا جانشین بنایا جب اوسکے لڑکے جو چند کی زندگی آخر ہوئی اسکی قوم مین کوئی صاحب لیاقت نرہا تب جیت پال قوم تونور نے قدم بڑھایا جب کنور پال کی نوبت مین اخیر وقت آیا فرقۂ چوہان کے نصیب جگے بالدیو چوہان کی حکومت مین غزنی سے شیخ شاہ نے آکر مالوہ فتح کیا جب اسکی شیخی کرکری ہوئی اوسوقت علاء الدین بچہ تھا آخر وہرم راج سود جو اسکا وزیر تھا بادشاہ بنا جب علاء الدین نے بلوغ کی حد پر قدم رکھا ایران پر جھگڑے ہوئے دہرم راج مارا گیا جیت پال خاندان بالکد یو چوہان مین کمال الدین کا نوکر تھا اسنے آقا کشی کی برسین کے عہد مین کسی بدنژاد شبان نے چند بداصلون سے محبت کرکے شکارگاہ مین گھات لگاکر جان کا شکار کھیلا اور اپنا نام جلال الدین رکھا راجہ پرسین نے اپنے لڑکے کو راجہ کامرو کے یہان بیاہا تھا راجہ نے اوسے اپنا ولیعہد بنایا اوسکے مرنے کے بعد گھرگسین جانشین ہوا اور مالوہ پر چڑھا عالم شاہ کا سر اوتارا سکت سنگھ کے وقت مین دکھن سے بہادر شاہ تاجی نے آنکر انکو پایان عدم کی راہ بتلائی اور دہلی پر چڑھائی کی وہان پر سلطان شہاب الدین نے گرفتار کیا سلطان غیاث الدین بلبن کے وقت سے سلطان محمد ولد فیروز شاہ تک کچھہ فتور نہوا جب یہ بھی ملک بقا کو متوجہ ہوا دہلی کی بادشاہی مین بڑا فتور صادر ہوا دلاور خان غوری کہ جسکا مالوہ کا تھا خود سر ہوگیا بادشاہ نے اس سبب سے کہ عین ناکامی مین وفاداری کی تھی چار آدمیون کو چار ملک عطا فرمائے ظفر خان کو گجرات اور خضر خان کو ملتان اور خواجہ سرور کو جونپور اور دلاور خان کو مالوہ اوسکے بعد ہر ایک نے سروری اختیار کی بعدہ اوسکے لڑکے الپ خان کو ہوشنگ کے خطاب سے تخت نشین کیا کہتے ہین کہ اسکے فرمانے سے باپ کی زہر سے زندگانی تلخ ہوئی اور لڑکے کی حق مین نفرین ابد رہی سلطان مظفر گجراتی اوسکی آویزش کو اوٹھہ کھڑا ہوا اور اسے قید کرکے اپنے بھائی نصیر خان کو سرداری عطا کی اس شخص نے رعیت کی رعایت کچھہ نہ کی رعایا پر دست درازی کرنے لگا موسی کو جو ہوشنگ کا چچازاد بھائی تھا ٹھہرایا سلطان مظفر نے ہوشنگ کو قید سے نکالکر اپنے لڑکے کے ہمراہ اوس ملک کو روانہ کیا تھوڑے زمانہ مین چیرہ دست ہوگیا جب مظفر نے اس دنیاے دون سے کوچ کیا ناشکری سے گجرات پر چڑھائی کی اور جیسا کا تیسا واپس آیا چند مرتبہ سلطان احمد گجراتی سے لڑا اور شرمندۂ شکست کھاتا رہا فریب کی جو سوجھی کلروانیون کے لباس مین جانب نگر کو روانہ ہوا وہانکے کارفرمانے چند کارپردازون کے ساتھہ آکر اس ناکارہ کو قید کرکے پیادہ پائی شروع کی اثناے راہ مین کہا کہ ہاتھیون کے شکار نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا اگر لوگ آویزش پر آتے ہین اول تیرا کام تمام ہوتا ہی پس شایستہ ہاتھیون کو منگوا کر اسکے روبرو چھوڑ دیے اوسنے رہائی پائی اور مبارک شاہ ولد خضر خان حاکم دہلی اور سلطان ابراہیم شرقی اور سلطان احمد دکھنی سے اکثر جنگ آزمائیان رہین جب ملک ہستی سے قدم اوٹھایا امرا نے بموجب وصیت کے اوسکے لڑکے نصیر خان کو محمد شاہ کے لقب سے جانشین کیا محمود خان ولد ہوشنگ نے ساتی کو بلایا اور اوس زرطلبگار نے روپیہ کے لالچ سے

بادشاہ کو شراب مین زہر پلایا امرانے یہ صلاح کی کہ مسعود خان اوسکے بیٹے کو وارث کرین کسیکو محمود خان کے بلانے کے واسطے بھیجا اسنے جواب دیا کہ دنیا سیر اول سرد ہوگیا اگر مصلحت ہو میرے پاس اسی جگہ پر چلے آؤ یہ لوگ خام طبعی سے اوسکے گھر چلے گئے اوسنے قید کرلیا اور اپنے دوستون کی مصالحت سے مالوہ پر قابض ہوگیا اور سلطان محمود لقب مشہور ہوا سلطان محمد ولد مبارک شاہ فرمانروائے دہلی اور سلطان احمد مرزبان گجرات اور سلطان حسین شرقی اور رانا کونبھا سے لڑائیان کین خواجہ جمال الدین استرآبادی سلطان ابوسعید مرزا کیطرف سے مع عمدہ تحفجات کے اوسکے روبرو اور اوسکے افزایش مراتب ہوئی سلطان محمود دوسری مرتبہ اپنے قریبون سے ناکام ہوا مگر سلطان مظفر کی دستگیری سے کل آئی آخر بے پروائی اور خودرائی سے راناکے پنجہ مین گرفتار ہوا اوسنے مردمی کے راہ سے مالوہ کو رخصت دی آخر سلطان بہادر گجراتی کے قید مین جانبر نہ جاتے ہوئے فوت ہوا اور مالوہ مین گجراتیون کا دخل ہوا شیر شاہ کے وقت مین اگر بابر بادشاہ کو دیکھا اور اوس ملک کی حفاظت شجاعت خان کے نام مقرر ہوئی — آخر سلیم شاہ کے عہد مین شجاعت خان کی شجاعت نے سر نکالے اور مبارز خان کے وقت مین مستقل ہوگیا اوسکے بعد بایزید بایزید بہادر کے خطاب سے جانشین ہوا تا آنکہ تیغ اکبری نے مالوہ بھی سر کیا

صوبۂ خاندیس

یہ نام پرانا ہی جب اکبر بادشاہ کے عہد مین شیخ ابوالفضل ولد مبارک کی کوشش سے قلعہ اسیر فتح ہوا اور بادشاہ نے اس ملک کو دانیال شاہزادہ کے حکومت مین عطا فرمایا اسکا نام دوان دیس ہوا دوم اقلیم سے ہی درازی اسکی پورگاؤن سے جو کہ ہڈنہ مین ملا ہی ملک تک ہی جو احمد نگر سے ملحق ہی اور چوڑائی جامود سے کہ برار سے ملا ہوا ہی تال تک ہی جو مالوہ سے متعلق ہی پچاس کوس اور بعض جگہ پچیس ہی پورب برار اور ترمالوہ دکھن جانیا پچھم مالوہ کے جنوبی کوہستان دریا بکثرت — تاپی برار اور گوندوانہ سے نکلتا ہی اور دریاے نربدا بھی اوسی طرف بہا ہی اسی پورنے بھی کہتے ہین اور چوپرہ کے پاس گرنے روان ہی ہوا بے معتدل ہی — زمستان کی فصل متوسط ہی اکثر جوار کے کھتیان ہوتی ہین بعض مقامات پر شالی تین تبہ کاٹا جاتا ہی چاول عمدہ میسر آتا ہی میوہ ہندی اور پان کی بہت افراط ہی — ایرج نام ایک قلعہ دارالحکومۃ کا ہی ایک بڑے اونچے پہاڑ پر اوسکے گرد مین قلعہ مضبوط معمور ہین اوسی کے نیچے برہان پور ایک عظیم شہر آباد ہی اس سے تین کوس دریاے تپتی کے کنارے پر چوڑائی مین ۲۱ درجہ اور چالیس دقیقہ بہت سے باغ ہین وہان صندل بھی ہوتا ہی ہر قسم کے آدمی آباد ہر ہمیشہ کا گرم بازار ہی موسم گرما مین گرد و غبار اور برسات مین کیچڑ دلدل کا انبار ہوتا ہی عادل آباد ایک عمدہ قصبہ ہی اوسکے قریب تالاب ہی پرستش گاہ ہنود کہتے ہین راجہ جبرت پر راجہ رامچندر جی والی اودھیا اسی مقام پر عالم آخرت کو کوچ فرمایا تمام سال لبالب رہتا ہی سیکڑون بیگہ زمین اوس سے سیراب ہو جس جگہ سے کہ دریاے تپتی سے پورنا ملتی ہی اوسکو متبرک معبد جانتے ہین اور جگل تیرتھ اوسکا نام رکھا ہی وہین پر ایک تصویر مہادیو جی کی ہر کہتے ہین کہ ایک اندھا مہادیو کی صورت اپنے پاس رکھتا تھا اور ہر روز اوسکو پوجتا اس مقام پر وہ مورتی ہوئی

سراسیمگی مین ڈھونڈھنے لگا آخر کار مایوس ہوکر اوس مورت کی صورت بالو سے بنائی اور بلند جگہ پر رکھکر نیازمندی کرنے لگا تقدیر سے وہ پتھر ہوگئی اور ہنوز موجود ہی اوسکے پاس ایک چشمہ جوش کھاتا ہی اوسے گنگا جانتے ہین کہتے ہین کہ ایک مرتاض قوم ہنود و قدرت خدا سے ہر روز دریاے گنگ جو مشہور ہی اوسکے اشنان کو جاتا اور پھر لوٹ آتا ایک رات کو ماوس دریا نے خواب مین بشارت دی کہ عبث قطع مسافت کی محنت تکرنا چاہیے اب مین خود تیرے ویرانہ مین آتی ہون الغرض جب کہ چشمۂ خورشید لہرایا دریاے گنگ کو موج مین پایا کہ ہنوز وہی جوش و خروش ہی جابود پرگنہ پیل ڈہ ال کے نزدیک پہاڑ پر ایک قلعہ ہی نہایت بلند آمرنی قصبہ بہت آباد اوسکے قریب ایک حوض ہی اوسمین سے گرم پانی نکلتا اور لوگ پرستش کرتے ہین — چوپڑہ قصبۂ کلان ہی اوسکے اطراف مین رامیسر نام معبد ہی دریاے کرنی اور تپتی اوسی مقام پر باہم گرتی ہین لوگ دور دراز سے اوسکی پرستش کو آتے ہین اور بھانیسر کے قریب قلعہ ملکاند کبھی فاروقیون کا بنگاہ تھا ہر چند یہ قلعہ زمین پر ہی مگر بغایت مضبوط بتیس ۳۲ پرگنہ متعلق ہین تمام زمین کشتکاری سے بھری ہی — اکثر دیہات اوسکے مانند شہر کے ہین کسان لوگ مطیع اور کارگذار بوم گوالی اور بھیل اور گوند جمع اوسکی ایک کرور چھبیس ۲۶ لاکھہ ستیالس ہزار ۶۲ نگہ ہی جب اسیر فتح ہوا اوسپر دس پندرہ زیادہ ہوئے پر نگہ کے چوبیس دام مقرر ہوئے اب اس حساب سے ۵۴ کرور ۵۲ لاکھہ ۴۹ ہزار دو دام اکبری ہوئے پچھلے وقتون مین یہ سرزمین اکثر خراب تھی اکثر باشندے قلعہ اسیر مین رہتے اور اس جگہ کو استھامان کہتے اور زمینداری گری کرتے کہتے ہین کہ ملک راجی تہمتن بیاک بہادر نا کامی کی گردش سے بندر چھوڑ کر یہان آیا اور موضع کردیائی تھانیسر مین چھاونی بنائی اور بومیون سے آزردہ ہوکر دہلی چلا گیا اور فیروز شاہ کی خدمت مین مشرف ہوا شکار افگنی مین بڑا قدر انداز تھا بادشاہ نے پسند فرمایا جب اوسکی خواہش پر انعام کا وعدہ ہوا اوسنے اوسی گانون کو طلب کیا اور اپنی تدبیر سے اور بھی دیہات حاصل کیے اور اکثر خرابہ اور ویرانون کو آباد کیا ۸۴۳ھ ہجری کو تھانیسر کے مقام مین سرکشی کی عادل شاہ خطاب کرکے خود سر حکمرانی کرنے لگا سترہ برس اسی برخلافی مین بسر کی بعدہ اوسکا لڑکا غزنی خان نے وارث ہوکر نصیر شاہ لقب مقرر کیا اوسوقت سے اس سرزمین کا نام خاندیس مقرر ہوا چالیس برس چھ مہینے چھبیس ۲۶ روز فرماندہی کرتا رہا بعدازان اوسکا بیٹا میران شاہ کارپرداز ہوا اکثر اسکا نام عادل شاہ کہتے ہین تین سال آٹھ مہینے ۲۳ روز زندگی کی بعدہ اسکا بیٹا مبارک شاہ چرکھندی سلطان بنے سترہ برس چھ مہینے اونیس روز حکمرانی کی اوسکے بعد عادل شاہ عیسی نام حسن خان نے باپ کی ریاست مین چھیالس برس آٹھ مہینے دو روز کارپردازی کی اور برہانپور آیا قلعہ اسیر کو فتح کیا اور سلطان احمد گجراتی کا جسکا تعمیر کیا ہوا احمد آباد ہی داماد بنا جب اسنے دنیاے دون سے مفارقت کی اوسکا بھائی داؤد شاہ سات برس ایک مہینے سترہ روز کارفرما رہا عادل شاہ بن حسن خان گجرات مین پناہ لیگیا سلطان محمود نے مسماۃ مبنکرہ

راجی رقیہ دختر سلطان مظفر کے لڑکے کو اسنے پناہ دی اور مدد کرکے ملک بھی واپس دلایا ۱۳ سال داد گری کی میران محمد شاہ حسنی دولڑکے تھے اوسکو مبارک شاہ سلطان بہادر سے دوستی ہوئی اپنا ولیعہد کرلیا محمود نے اپنے بھتیجے اور لڑکے کو اوسکے سپرد کیا اوسنے مرتبہ کا پاس کرکے بلا تکلیف رسانی حکومت خاندیس کی اوسکے سپرد کی محمود کو گجرات کی سلطنت حاصل ہوئی سولہ برس دو مہینے تین روز سربراہی کرتا رہا جب اوسکی حیات کا جام لبریز ہوا ملک کے سرداروں نے اوسکے لڑکے ملک راجی احمد کو سردار بنایا میران شاہ نے اوس سے چھینکر خود سروری اختیار کی ۳ برس ۶ مہینے ۵ روز ملک داری کی پس ان اوسکے لڑکے میران محمد نے سر اوٹھایا نو برس نو مہینے پندرہ روز سربسر کیے جب اسکا وعدہ پورا ہوا اوسکا چھوٹا بھائی راجی ملیخان سلطنت کے بڑے مرتبے پر پہونچا اور عادل شاہ خطاب ہوا دکھن کی لڑائی مین شہنشاہ اکبر کی فوج کے ہاتھون ہزاگیا اور برہان پور مین دفن ہوا اکیس برس تین مہینے بیس روز کی حکومت کا مزہ چکھ لیا پھر اوسکا لڑکا خضر خان بہادر شاہ کے لقب سے جانشین ہوا ادبار کے دن نزدیک آگئے تھے پینتالیسویں سن جلوس اکبر مین ملک چھین گیا جسکا حال مفصل اگر زمین تحریر ہے

صوبۂ برار

اصلی نام اسکا ورد انت ہی ورداندی ہی اور دانٹ کنارے کو کہتے ہین دوم اقلیم سے ہی درازی مین سالہ سے بیراگڈھ تک دوسو کوس اور چوڑائی مین مدرسے ہنڈیہ تک ایکسو اسی کوس تک ہی پچھم بیراگڈھ ملا ہوا شہر سے شمالی ہنڈیہ جنوبی تلنگانہ پچھم سنگرآباد ہی دو جنوبی پہاڑون کے درمیان مین واقع ہی ایک کا نام بندہ اور کا ویل اور نرنالہ اور میل گڈھ برار کہتے ہین دوسرے کو بھیا ماہور اور رام گڈھ اوسکی بلندی پر آب و ہوا اور کھیتی عمدہ اور اکثر ندیان ہین عمدہ دریا ونمین گنگا۔ گوتمی جسے گودا وری بھی کہتے ہین ہندوستانی گنگا کو مہادیو سے منسوب کرتے اور اوسکے عجائبات بیان کرتے ہین۔ سیہیا پہاڑ کے نزدیک سے جوشکھا کر احمد آباد سے ہوتے ہوئے برار مین پہونچتی ہی یہان سے تلنگانہ کو رجوع ہوتی جب برسیت برج سنگھ مین آتی ہی دور دراز سے آدمی عبادت کو آتے ہین دیگر دریاتا ہے اور مشنی مین اسکی بھی پرستش کرتے ہین دیگر دیول گانون سے پورنا ندی اور اوس سے دس کوس پر دریاے تاپی اور اوسی گانون مین ایک ندی میانام جوشی مارتی ہی اس ملک مین چودھری کو دیس مکھ اور قانونگو کو دیس پانڈیہ اور مقدم کو پٹیل اور پٹواری کو کل کرنی کہتے ہین یہان کا پایہ تخت الیچ پور نام آباد ہی یہان ایک قسم کا بنفش گل خوشبودار ایک طرح کا پھول ہی جسکا نام بھوٹین چنپہ ہی بنگالہ مین بھی ہوتا ہی ہندکی فصل تابستان مین جو ایران کا شروع بہار ہی اول زمین سے پھول اوگتا ہی اور ایک جگہہ سے چند مرتبہ نکلتا ہی جب پھول تمام ہوچکے تکلین سونٹھہ کی پتیون کے طور پر شروع برسات تک سرسبز رہے اور جاڑے مین خشک ہو بلکہ نشان تک روی زمین پر ناپدید ہو۔ پھر وہی بہار کے موسم مین یعنی شروع بیساکھہ سے اوگنا شروع ہو اوسکے سات کوس پر ایک بڑا عظیم قلعہ کا ویل نام ہی اوسمین ایک چشمہ ہی جسمین ہتھیار کو بار بار دیتے ہین نیند بھی

سنگین قلعہ ہی اوسکے پشت پر تین طرف سے دو ندیون نے گھیرا ہی — کھیرلہ پتھر کا حصار ہی زمین پر یہ ایک چھوٹی پہاڑی ہی
اسکی بھی پرستش ہوتی ہی اوسکے چار کوس پر کوان ہی جس جانور کی ہڈی اوسمین چھوڑو پتھر ہوجاوے اور وہ مانند کوڑی
کے ہی اور اوسکے پورب طرف زمیندار ہی دو ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ اور اکیسو سے زیادہ ہاتھی کا مالک ہی اور اوسکے
الیسان کے کونے مین ایک زمیندار ہی دو سو سوار پانچہزار پیادہ کا مالک ہی اور شمال مین ایک زمیندار دو سو سوار اور
پانچہزار پیادہ رکھتا ہی اکثر انمین کوندگی قوم ہی انکی زمین مین جنگلی ہاتھی کثرت سے ہین ہمیشہ مالوہ کے حاکم کے فرمان بردار
رہتے ہین — نرنالہ ایک بڑا قلعہ ہی پہاڑ پر بنا ہوا بہت سے عمارتین اوسمین معمور ہین اوسمین ایک زمیندار ہی دو سو سوار
اور پانچہزار پیادہ اور دوسرا زمیندار پچاس سوار اور تین ہزار پیادہ رکھتا ہی دونو اولوس گونڈ سے بالا نور کے نزدیک رہتے
اوسکے گرد و قسم قسم کے خوشرنگ پتھر نکلتے ہین اوس سے چھ کوس پر اکبر کے لڑکے سلطان مراد نے بنگاہ
قیام کیا شاہپور نام — سیل گڈھ کے قریب ایک چشمہ ہی لکڑی وغیرہ جو کچھ اوسمین گرے پتھر ہوجاتا ہی کام نام پرانا پتھر
اوسکے قریب مین ایک زمیندار ہی اوس گونڈی ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ اوسکی خدمت مین ہین — پیر اگڈھ
مین الماس کی کان ہی عمدہ پارچہ وہان پر مصور بنتے ہین اور جنگلی ہاتھی بہت ہین ایک اور زمیندار ہی جسے
بنجارہ کہتے ہین اکیسو سوار اور ہزار پیادہ اوسکے پاس ہین — ماہور نام قلعہ پہاڑ پر ہی اوسکے نزدیک درگا کا مندر ہی
اور اوس ملک مین چکندھیا کہتے ہین وہان بھینس بہت عمدہ ہوتی ہی بعض بعض ایک من دودھ سے بھی زیادہ دیتی ہین
بسکوراجا کہتے ہین سوار اور ہزار پیادہ پر حکمران ہی — مانک ورک نام پہاڑ پر قلعہ ہی اوسکے گرد جنگل ہی بنگالہ کے
نزدیک آگے قطب الملک کے قبضے مین تھا کچھ دنون سے برار کے زیر حکومت ہوگیا اوسکے گرد فولاد کی کھان ہی اور
نیز ایک کھان عمدہ پتھر کی ہی اوسکے برتن بناتے ہین — رام گر قلعہ ہی پہاڑ پر جسکے گرد جنگل اور ہاتھی بہت ہین
مندا پتہ ملکہ بڑا ہی جیسے برہمن گیا کہتے ہین تین جگہہ مین کہ جہان پر دان پن کرنا ہندو لوگ اپنے بزرگون کی رستگاری کا
سبب سمجھتے ہین — بہار کی گیا برہما سے تعلق ہی اور ہندو جس گیا کو زمانہ حال سے متعلق کرتے ہین وہ بیجاپور مین ہی
وہان پر ایک حوض چشمہ کے طور پر ہی نہایت گہرا چوڑائی اور لمبائی مین ایک کوس اوسکے گرد اونچا پہاڑ آب شیریں رکھتا ہی
— کہتے ہین کہ اگر اوسکے درمیان اور کنارون سے لیوین تو آب شیرین میسر آتا ہی اور آبگینہ اور صابون اور شورہ
اوس سے ظاہر ہو بہت کچھہ اوس سے حاصلات ہوتا ہی اور پہاڑ پر ایک چشمہ ہی اوسکا دہانہ گاو کے مونہہ
کے مانند ہی اوسمین سے پانی اسمین نہین ہوتا جب دوشنبہ کے دن اماوس ہوتی ہی اس بڑے حوض مین پانی
جمع ہوتا ہی بندر اوس زمین مین نہایت بین اوسی نزدیکی مین ایک ایسی زمین ہی جسے دالیہ کہتے ہین گردہ
راجپوت سے اکیسو سوار اور ہزار پیادہ اوسکے ساتھہ ہی اور سرکھہ بوی اوسکا صاحب سو سوار اور ہزار پیادہ رکھتا ہی —
کھالہ ایک مضبوط قلعہ ہی پہاڑ پر ٹپال نگری اوسکے مضافات سے ہی چوبیس تنجانے پہاڑ کی گھاٹی مین بنائے ہین

دوسرے اور بہت سے زمیندار ہین — تیرہ سرکار اکیسو بیالیس پرگنہ ہین چونکہ اس ملک کا بیگھہ دہلی کے آٹھ بیگھہ کے برابر تھا در اصل جمع ساڑھے تین کرور بیگھہ تھے جسکے پچاس اور چھہ کرور دام ہوتے ہین بعد نے شیرشاہی نے اضافہ کرکے ۳ کرور ۷۵ لاکھہ ۲۵ ہزار ۳ سو پچاس بیگھہ کیے سلطان مراد کے زمانے مین ۲۶ لاکھہ ۳۷ ہزار چار سو چوّن بیگھہ تھے کل ۶۴ کرور ۲۶ لاکھہ ۳ ہزار دو سو ۷۲ دام دہلی کے تھے —

سرکار کاویل — سرکار نیاز — سرکار گھوگھہ — سرکار پرنالہ — سرکار کنبہ — سرکار باسم — سرکار باہور — سرکار مانک درگ — سرکار ماتھری — سرکار نانگانہ — سرکار رام گر — سرکار مھگر — سرکار پٹنالہ

یہ ولایت دکھن کے مرزبان کی تھی سلطان محمود کے زمانے مین پانچ سردارون نے سرکشی کرکے اوسکو قید نکیا فتح اللہ خان عماد الملک کاڈنکا بجا زمانے نے چار ہی برس کی مہلت دی آخر کار جب بوج کی نوبت آئی اوسکا لڑکا علاء الدین کار فرما ہوا چالیس برس تک کاربار کرتا رہا بعد ازان اوسکا بیٹا دریا خان تخت آرا ہوا پندرہ برس کے بعد وفات پائی برہان نام اوسکے لڑکے نے خرد سالی مین یہ عظمت حاصل کی اکثرون نے برائے شہی اختیار کی آخر کار مرتضیٰ نظام الملک نے چیرہ دستی کی اور احمد نگر پایہ تخت قرار پایا —

صوبۂ گجرات

اقلیم دوم سے دراز ہی برہان پور سے جگت تک تین سو دو کوس اور چوڑا جالور سے دمن گنگا تک دو سو ساٹھہ کوس اور ایدر سے دمن دکھنیات تک ستر کوس — اسکے پورب خاندیس اور ترجالور اور ایدر دکھن بندرگاہ دمن اور کھنبایت پچھم جگت جو دریاے شور پر واقع ہی اسکا جنوبی پہاڑ عمدہ دریاؤن مین دریاے شور یا سابرمتی — پاترک — مہندری — نربدا — تپتی سرتی — دو چشمے ہین کہ امنے تین گنگا جمنا کہتے ہین ہوا معتدل ریگستان کے سبب سے برسات مین کیچڑ نہین ہوتی اکثر تحریری جوار اور باجرے کی ہوتی ہی اور خورش کا مدار اسی پر ہی ربیع کی فصل شاذ نادر گندم اور کسیقدر جو مالوہ اور اجمیر سے آتا ہی اور دکھن سے چاول کھیت اور باغ کے چاروطرف تھوہڑ لگاتے ہین جسکا عمدہ حصار ہوجاتا ہی اور اسی سبب سے یہ سرزمین سخت گذار ہی آب وغیرہ کے درخت اس کثرت سے ہین کہ کل سرزمین گویا ایک باغ ہی — پٹن سے بڑودھہ تک سو کوس کی درخت لگے ہوئے ہین اکثر انمین کچی ہی شیرین ہوتے ہین انجیر اور خربزہ شیرین بہت لذیذ ہوتا ہی — ان دونون موسم مین دو مہینے میوہ اور پھولون کی کثرت ہوتی ہی درختون کے گنجان ہونے سے جانورون کا شکار کھیلنا دشوار ہی جنگلی چیتے بکثرت ہین اکثر گھر پیل اور دیوارین چونہ کی پختہ اور بعض نادر دیوارین ایسی کہ درمیان سے خالی پوشیدہ راہ بنا رکھتے ہین اکثر بہل کی سواری ہی — نقاش اور خاتم بند وغیرہ اہل پیشہ

کثرت سے ہین صدف مین ایسا نقش بناتے ہین کہ عمدہ عمدہ خطوط ظاہر ہون اور قلمدان اور صندوقچہ وغیرہ بنتے ہین — چیرہ — فوطہ — جامہ دار مخمل — زربفت — خارا وغیرہ اور رومی فرنگی اور ایرانی وغیرہ کپڑون کی تقلید کرتے ہین ہر طرح کے ہتھیار خصوص تیر و کمان عمدہ بنتے ہین جواہرات کی خرید و فروخت بکثرت ہی ولایت روم اور عراق اور فرنگ سے نقرہ آتا ہی اول دار الخلافت مقام پٹن تھا اور چند جانپا نیر اور آجکل احمد آباد ہی عمدہ طرح کی آبادی بسابرمتی کے کنارے پر آباد ہی جسکی چوڑائی ۲۳ درجہ ہی آب و ہوا بہت اچھی اکثر ملکون کا اسباب یہان پر بہم پہونچتا ہی جو کہ دوسرے ملکون مین شاید کہ نہ میسر ہو — قلعہ یہانکا عمدہ اوسکے گرد ۳۶۰ معمورہ ہین جسے پورہ کہتے ہین اور ہر ایک بجاے خود ایک شہر کا نمونہ ہی ہنوز جو راسی پورہ آباد ہین اونمین ایک ہزار سنگین مسجد اور ہر ایک مین عمدہ منارے اور کتابہ ہین پورۂ رسول آباد مین شاہ حاکم بخاری کا مزار ہی بنوہ نام قصبہ احمد آباد سے تین کوس پر ہی قطب عالم پدر شاہ عالم کا مقبرہ ہی اور نیز دیگر بزرگ بھی وہان پر مدفون ہین باغون کی کثرت ہے قطب عالم کی درگاہ پر تخمیناً ایک ہاتھ ٹکڑا پڑا ہوا ہی کوئی لکڑی کوئی پتر لوہا کہتا ہی اور تین کوس پر موضع سرکھیج مین شیخ احمد کتھو اور سلطان احمد مدفون ہین — نیل ایسا عمدہ ہوتا ہی کہ اکثر جگہ جاتا ہی اوس سے بارہ کوس پر محمود آباد سلطان محمود کا تعمیر کرایا ہوا عمدہ عمدہ عمارتون سے معمور ہی اوسکے پاس دیوار بنائی گئی ہی آدہ آدہ کوس پر باغ اور سرائین ہین ادسی مین آہو وغیرہ عمدہ عمدہ شکار رکھے گئے ہین مرزبان اندلوسی کا برادر اسن نام عہد اکبری مین تھا بس ریاضت گر اول غلہ کو کودیتا تھا اور اونکے سرگین سے دانہ چنتا تب اپنی غذا کرتا برہمنون کے ملت مین یہ عمل نہایت عمدہ اور پرگدنب ہی اور اوسکو ادلوس راٹھور مین بہت بڑا شخص جانتے تھے — پانسو سوار اور دس ہزار پیادہ اوسکی خدمت مین تھے — کھوکہ کا بندرگاہ اور کنہایت اسی سرکار مین ہی ہر قسم کے سوداگر کا فرودگاہ عمدہ عمارتین کھوکہ سے جہاز لاتا ہی اور وہین لنگر ہوتا کشتیان جنکو ناوری کہتے ہین — کنہایت کو جاتی ہین گرمی مین اچھی نرگا دہوتے ہین تین سو روپیہ سے زیادہ کو جوڑی ملتی ہی اسکی نیکدقتی اور تنومندی بارکشی عمدہ قسم کی ہوتی ہی — خانوادہ اگلے وقت مین علحدہ ملک تھا اوسمین ایک ہزار دوسو موضع متعلق تھے لنبائی بیست کوس چوڑائی مین چالیس کوس دس ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ تھے آجکی دو ہزار سوار اور تین ہزار پیادہ اوسکے زیر حکومت اور وہ حاکم گجرات کا نیازمند ہی قبل اسکے اوس جھالہ اور اب سرکار احمد آباد کا ایک پرگنہ ہی ہین مین دو قلعہ ہین اینٹ اور پتھر کے طولاً اکیسو سترہ درجہ اور دس دقیقہ اور عرضاً ۲۳ درجہ اور ۳۰ دقیقہ وہان پیل عمدہ ہوتا ہی کہتے ہین کہ دوپہر مین پچاس کوس طے کر جاتا ہی — یہان کے فطنی مشہور ہی — سدہ پور دریاے سرستی کے کنارے پر قصبہ ہی اوسے معبد سمجھتے ہین

برگرگذشتہ شہروں سے ہی تین سو سمندر اور ہر ایک بتکدہ کے پاس ایک تالاب اور برہمنوں کی آبادی ہی — جانپر پہاڑ
قلعہ ہی بہت اونچا ڈھائی کوس تو نہایت دشواری سے طی ہوتا ہی چند جگہ پر دروازہ اور ایک جگہ ساٹھ گز کے قریب
کاٹ کر تختہ بند کیا ہی بروقت ضرورت کھول لیتے ہین یہان میوہ عمدہ ہوتا ہی — سورت مشہور بندرگاہ جسکے
پاس سے دریاے تپتی نکلتا ہی اور سات کوس پر دریاے شور سے ملتی ہوتا — رامیسر اوس کنارے پر بندرگاہ ہی
اگلے وقت بڑا شہر تھا جسکے تابع کہدیوی اور بیسار تھی میوہ بہت مخصوص الناس بکثرت ارزن جوشبو ہر قسم کا
پیدا ہوتا زردشتی مذہب والے فارس سے آکر یہان آباد ہوئے انکی کتاب ژند پاژند ہی اوہ دفن ہوتے ہین —
بھروچ مین ایک عمدہ قلعہ ہی دریاے نربدا اسی مقام پر ہوتے ہوئے دریاے شور مین جا گرتا ہی یہ مقام عمدہ بندرگاہ
مین ہی اسکے توابع مین گادی اور گنڈھار اور بھاجھوت اور بھکور بندرگاہ ہین — قصبہ ہالنسوت کے نزدیک
ایک شکارگاہ بیس کوس کی لانبی اور چودہ کوس کی چوڑی آہو وغیرہ جانوردن سے بھری ہی نہایت سبز و شاداب
دریاے نربدا کا کنارہ ہموار زمین — سورتھ جد املک اور اوسکی حکومت کنلوت مین پچاس ہزار سوار اور ایک
لاکھ پیادہ کی سرداری تھی کھوکھ سے آرام رائی تک سو اسو کوس لنبا اور سردار سے دیو تک تہتر کوس چوڑا ہی اسکے
شرق رویہ احمد آباد اور شمالی ولایت کچھ اور جنوب و غروب مین دریاے شور واقع ہی دریاے ہوا عمدہ میوہ انار
انگور اور خربزہ کی پیداوار ہی اس سرزمین کے نو ٹکڑے ہین اول جسکا نام سورتھ ہی جسکی راہ بسبب کثرت درخت
اور کوہسار کے کسیکو نہ معلوم ہوئی ناگاہ کسی مرد مجرد کا گذر ہوا اور اوسی سے راز کھلا — سنگین ایک قلعہ ہی
چونہ گڈھ کے نام سے مشہور سلطان محمود نے اپنے زور بازو سے دستر سی پیدا کی اور اوسکے پایان مین ایک
پتھر کا قلعہ بنایا وہ بھی آٹھ کوس کا گھیرا ہی آج کل خراب ہوا مگر آبادی کے لایق ہی اور اوسی قرب جوار مین
قلعہ کرنال ہی اوسمین مذہب جین کا عبادتگاہ اور اکثر جینی ہای روان ہین اور بندر کوندی گولیات یہی ہی
اوسی نواح مین دو موضع ہین اوسیکے نام سے یہ بندرگاہ مشہور ہین اور چونہ گڈھ کے عرض مین ایک جزیرہ ہی سیال
نام چار کوس کا لنبا چوڑا اوسی سے ملا ہوا ایک جنگل ہی تیس کوس اکثر میوجات خودرو اور ندیان جاری کسیقدر
گوبی لوگ رہتے ہین اس سرزمین کو اگر کہتے ہین — موضع ٹونگا گوشا کے پاس پہنا ورندی دریاے شور مین ملتی ہی
یہان مچھلی ایسی نازک ہوتی ہی کہ اگر تھوڑی دیر دھوپ مین رکھین گل جاے — عمدہ اونٹ کوٹ سے زیادہ اور
اونچے راس کا گھوڑا یہان ہوتا ہی اور دوسرے مین بھی اسیطور پر — دریاے شور کے کنارے پر پٹن شہر ہین
قلعہ سنگین ہی جسے پٹن ہنومنات کہتے ہین یہ بھی ایک بندرگاہ ہی — اوسکے قصبہ مین ۹ قلعہ سنگین زمین پر
معمور ہین دریاے شور کے تین کوس مین تلوار عمدہ بنتی ہی اوسی قرب مین ایک کنوان ہی جسکے پانی سے
تلوار کی آبداری بڑھتی ہی — منگلور اور دیو پور اور گوری نار اور احمد پور اور مظفر آباد مین دریاے سرستی سومنات سے

نکلکر آئی اور معبود ہوئی انمین سی سومنات اور براسجی اور کوری کو نہایت متبرک سمجھتے ہین — چار ہزار برس سے کسیقدر زیادہ عرصہ ہوتا ہی کہ چھپن کرور جادوان نے ہنستے ہنستے دریاے ہرن اور سرستی مین اپنے گوہر حیات کو رایگان کیا **واقعہ** لاچار سری کشن پٹن سومنات سے آدہ کوس پر بہالکا تیرتھ آیا اور پیپل کے درخت کے نیچے دریاے سرستی کے کنارے ڈوب گیا برہمن لوگ دونو جگہون کو پاک عبادتگاہ فرض کرتے ہین — اس سرزمین مین چوارتین مرتبہ ہوتی ہی اسی کے پاس دو حوض ہین ایک کو گنگا اور دوسرے کو جمنا کہتے ہین اندرہی سے پانی جوش کہاکے ندی سا بہ نکلتا ہی ان دونو چشمون کی مچھلیان تین آنکھ کی ہوتی ہین تیسری آنکھہ پیشانی مین منگلور کے درمیان مین ہوتی ہی — ہراوار اوس زمین کو کہتے ہین جسے سمندر کی لہر گھیر لیتی ہو — کہتے ہین کہ سال مین ایکمرتبہ روز معین مین آب شیرین آتا ہی ایسا کہتے ہین کہ گذشتہ زمانے مین کسیکو گنگا جل کی احتیاج ہوئی کسی مرتاض نے زمین کیطرف اشارہ کیا اشارے کے ہوتے آب شیرین بلبلاتا نظر آیا تب سے اوسے روز میٹھے پانی کا جوش ہوتا ہی — دونو کنکن مین راجپوت ہین انہین کی حکومت ہی ایک جماعہ امیر ہی جسکو باریہ کہتے ہین — تیسرے مین اونچہ قلعہ پہاڑ کے نزدیک واقع ہی اور اوسی پہاڑ پر دوسرا قلعہ اگرچہ آباد نہین لیکن لایق آبادی کے ہی اس زمین پر چین والون کا معبد اور کوکھنڈ واقع ہی جزیرہ مبرم کسی زمانہ مین بیت الحکومۃ تھا اسکے درمیان مین ایک پہاڑ ہی جسکی لنبان اور چوڑائی نو کوس کی ہی دریاے میدار کے درمیان قوم کول اس جگہ رہتے ہین چوتھے بندر مہوہ اور طلاجا مین والی لوگ رہتے ہین — پانچوین جگہ مین جسے دوارکا کہتے ہین کرشن نے متھرا سے آکر دارالسلطنت بنایا اور اوسی جگہ دنیا سے چل بسا برہمنون کی بزرگ عبادتگاہ ہی — جزیرۂ سنگو دھار چار کوس کا عرض وطول ہی — آرام را[illegible] کے نزدیک ایک جزیرہ ہی ستر کوس لنبا چوڑا آدھ کوس تخمیناً ایسی سنگین زمین ہی کہ اگر اوسکو کھودین اوسکے چارو طرف دریاے شور کا شور ہو ملک ایاز سردار محمود گجراتی نے چوتھائی حصہ اوسکا کھودا تھا کہ بندر آرام راے نے اکثر بنادر کی سرکوبی کی — بادبل قوم وہان مقیم ہین — چھٹون مین راستہ پر بڑا پہاڑ ہی اور درختون کا انبوہ اور درہ شمار ساتوین مین باکھلہ رہتے ہین اس ولایت مین کاٹھی بکثرت ذات کے اہیر سائیسی کا پیشہ کرتے ہین مہمان دوست اور عیار ہوتے ہین ہر مذہب کا پکایا کھانا کھاتے ہین اور کثرت سے حسین ہوتے ہین جاگیردار سے اول روز اسطرح سے پیمان لیتے ہین کہ عورت و مرد کی بدکاری سے خبر نہو — کاٹھی مین دوندھی کنارے ایک فرقہ ہی اہیر جسکو پونجہ کہتے ہین — آٹھوان جھانجیر بندرگاہ ہی دریاے شور کے ساحل پر وہان قوم واجی کی سکونت ہی — نوین مین جاران اور بھاٹ کی اقامت ہی قوم جارن کی موجودگی ہندو لوگ یون بیان کرتے ہین کہ مہادیو نے اپنے عرق پیشانی سے ایک شخص جارن نام پیدا کیا اور اوسکو اپنی سواری کے نرگاؤ کی نگہداری پر مقرر کیا کہتے ہین کہ یہ شخص شعر کہتا اور تعریف کرتا اور ماضی اور استقبال کے حال سے امر و نہی کرتا تھا پس اوسکی نسل کو اوسیکے نام پر کہتے ہین اور پرسیس کرن

وقت جنگ وجدل کے دلاوری کے قصے بیان کرتے ہین کسیقدر غیب گوئی سے نصیبہ ہی — ہندوستان مین کوئی ایسا ہی بزرگ شخص ہوگا جسکے ہمراہ اس فرقہ کے دو چار شخص نہون اور بھاٹ بھی آفرین خوانی اور معرکہ آرائی وغیرہ مین نے مثل اگرچہ بہ نسبت جاران کے بھاٹ لوگ زیادہ معتبر ہین لیکن معرکۂ شمشیر مین جاران کی تیز دستی مشہور ہی بعض ایسا کہتے ہین کہ جاران نے بموجب خواہش خداوند تعالے کے فوراً وجود پکڑا اور بھاٹ مہادیو کی پیشانی سے ظاہر ہوا — سرکار احمدآباد اور مہی اور سورٹھہ کے درمیان چار نوارہ ہین ایک لشتگاہ ہی نوے کوس لمبی اور ساٹھ کوس چوڑی اوسے رن کہتے ہین — اکثر بارش باران سے دریا کا جوش ہوکر اس زمین کو گھیر لے اور بعد برسات کے پانی بھی کم ہوا اکثر جگہ خشک ہوکر نمک نکلتا ہی — اور پرگنہ جھالاوارہ مین اسکا محصول جمع ہو — اسکے پورب رخ احمدآباد اور پچھم کی طرف ولایت کچھہ ہی ڈھائی سو کوس لمبا اور سو کوس چوڑا اور پچھم ہی مین سندہی جہان اکثر جنگل اور ریگستان گھوڑا عمدہ ہوتا ہی تازی جانتے ہین اور اونٹ بھی اچھا میسر آتا ہی اوس سرزمین کا سردار جادوان کے خاندان سے ہی — اس الوس کی سیاہ برس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ ہی مردم نیک رد بلند قد ودراز ریش شہر بھنج دارالحکومت ہی یہان دو مضبوط قلعہ ہین اوسکے جنوب کے طرف ایک بڑا زمیندار جام نام ہی اوسکی زمینداری مین اوسکے خویش بکثرت ہین عمد اکبر سے پیشتر دو مہینے کی لڑائی کے بعد ولایت سے جام کو نکالا اور وُہ درمیان ولایت جیتوہ اور بادھل اور جاران اور تونبیل کے سورٹھہ مین اقامت گزین ہوا اسکے علاوہ اور بھی عمدہ زمین حاصل کی شہر نوانگر آباد کیا جسے چھوٹا کچھہ کہتے ہین قابل زراعت بہت سی زمین رکھتا ہی نوانگر مین حاکم رہتا اور سات ہزار سوار آٹھہ ہزار پیادہ کا سردار ہی اونٹ اور بکری بہتر ہوتی ہی — میکنبج جسے پاک کہتے ہین اسکے درمیان ہوکر دریاے ہنڈری نکلتا ہی یہان کا جدا حاکم ہی دونگرپور اور بالوہ اور سوبانسوالہ بھی علیحدہ حکومت مین ہی سرکار پٹن بھی جدا ملک دارالحکومت قصبہ سروہی ہی ایک قلعہ ہی الوگڈہ نام بارہ گانون اوسمین آباد اور چراگاہ عمدہ اور نیز ایک ولایت ہی جسکی ترقی دریا اور شمالی مندو اور جنوبی دوب تک اور غربی چانپانیر ساٹھہ کوس لنبا اور چالیس کوس چوڑا وہان چوہان کی زمینداری ہی اور جاے حکومت قصبہ موہان — فیل صحرائی بکثرت ہی — سرکار سورت اور ندربار کے دریامین کوہسار ہی آباد بکلانہ نام راٹھور کی زمینداری شفتالو سیب انگور انناس انار لیمو کی پیداواری ہی اور سات مشہور قلعہ ہین اونمین سے مولیر اور سالیر بہت خوش قطع — ندا اور نادوت کے درمیان کوہستان ہی ساٹھہ کوس لنبا اور چالیس کوس چوڑا قوم راجپوت اولوس کو ہل رہتے ہین — اس سرزمین کا پانی نہایت ناقص چاول اور شہد عمدہ ہوتا ہی توسکار اور انگیسو اٹھانوے پرگنہ اس صوبہ مین ہین انمین سے تیرہ بندرگاہ جمع تینتالیس کرور اڑسٹھہ لاکھہ دو ہزار تین سو اکیاون اور ایک لاکھہ باسٹھہ ہزار چھہ سو اٹھائیس محمودی اور سہ ربع بندرگاہون کے حاصلات پیایش ہوے

سوائے سورت کے جسمین نقد اکیس کرور اونہتر لاکھ چھبیس ہزار تین سو ستر بیگھہ تین بسوہ اوسمین سے چار لاکھ بیس ہزار دو سو چوہتر دام سیور غال اور زمیندار کے سر سٹھیہ ہزار تین سو بچھتر سوار اٹھاسی ہزار نو سو پیادہ ہین

جدول فرمانروایان قوم سلنگھی

نام	سال ومہ	نام	سال ومہ	نام	سال ومہ
۱۔ بسراج	۶۰ برس	۲۔ جگراج	۳۵	۳۔ بھیم راج	۲۵
۴۔ بھوردیو	۲۹	۵۔ بھی سنگھ	۲۵	۶۔ رنبادت	۱۵
۷۔ سامنت	۴				

کل سات نفر نے ایکسو ترانوے برس گلزار حکومت کی باغبانی کی

جدول دیگر

۱۔ مولراج	۵۶	۲۔ چاپند	۱۳	۳۔ درگھہ	۱۱ — ۶
۴۔ بھیم	۴۲	۵۔ سدھراج	۵۰	۶۔ کمارپال	۲۹۔
۷۔ اجل مول	۲۰				

انھون نے دو سو اکیس برس جہانداری کی مزے لوٹے —

جدول دیگر

۱۔ بیسا	۶	۲۔ کرن	۳۱	۳۔ جی پال	۳۰
۴۔ ہردمول	۳۲	۵۔ ارجن دیو	۱۰	۶۔ مکند دیو	۱۹

اکیسو اٹھائیس سال دولت واقبال نے یاوری دی اور قوم بھگیلہ کی کامرانی رہی

جدول دیگر

۱۔ سارنگدیو	۲۱	۲۔ بلدیو	۳۴	۳۔ سلطان مظفر نائک	۴۔
۴۔ سلطان احمد	۳۲	۵۔ محمد شاہ	۲۰	۶۔ قطب الدین	۷ — ۶
۷۔ داود شاہ	— ۶ ماہ	۸۔ محمد	۵۵	۹ سلطان مظفر	۱۵
۱۰۔ محمد شاہ	۱ — ۶	۱۱ سلطان محمود	۱۸	۱۲ نصیر خان	— ۴ ماہ
۱۳ سلطان بہادر	۱۱۔	۱۴ سلطان احمد		۱۵۔ سلطان مظفر	۱۲

پندرہ نفر نے دو سو ستائیس برس گیارہ مہینے تخت آرائی کی

ہندی کتابون مین ایسا لکھا ہی کہ ۱۲ سنہ بکرمی مطابق ۵۴ سنہ ہجری کو اول اول ہنسراج نے شمع حکومت روشن کی گجرات بطور خود جدا سلطنت ہوگئی راجہ سری تھورویو قنوج والے نے سامنت سنگھہ ماتحت کو اوسکے اعمال کے یاداش مین مار ڈالا اور گھر بار تاراج کردیا اسکی بی بی حاملہ تھی جاتا چار جسطرح ہو سکا

یہانسے پیراوٹھائے گجرات جاپہوچے یہ مصیبت کے مارے بیابان بیکسی اورخواری مین بحالت بیقراری خیمہ
ناگاہ تقدیر کے راستے سے ایک راستباز سیل دیونام وہان پرآگذرا اوسکی تنہائی پردل کو دردآیا کسی ہمراہی اوسکے
ساتھہ دینے کو فرمایا اوسنے رادہن پورلیجاکر پرورش کی جب وہ بیابان زاد بڑا ہوا کمینون کی ہم نشینی سے
رہزنی اوردل آزاری اختیار کی بدمعاشون کا ہجوم ہوا گجرات کا خزانہ قنوج جاتا تھا انکے ہاتھہ لگا — تقدیر
مین کچھہ نیکی بدی تھی جانپا بقال موافق ہوا تلوار پر رجوع ہوا پچاس برس کی عمر مین فرماندہی ملی پٹن اوسنگا
بسایا ہوا ہی — کہتے ہین کہ راجہ کو دارالسلطنت کے لیے بڑا تردد اور جستجو تھی انہل نام چرواہے نے کہا کہ مینے
بہت عمدہ زمین پائی ہی اگر میرے نام سے معمور ہو تو نشان ملا دون اقرار ایفای عہد ہوا اوسنے ایک ایسا درخت
زار بتلایا جس مقام پر ایک خرگوش کتے سے لڑکر جیتا تھا راجہ نے اوس سرزمین کو آباد کرکے انہل پور نام رکھا
نجومیون نے التماس کیا کہ دوسزار پانسو برس اور سات مہینے نو روز کے بعد یہ آبادی ویران ہو — خراب ہونے
پر نہروالہ نام ہوا چونکہ اوس ملک کی زبان مین عمدہ کو پٹن کہتے ہین لہذا اسی نام سے مشہور ہوا — راجہ سوانگی
کی لڑکی دہلی کے راجہ دنڈک کے لڑکے سے منعقد ہوئی حاملہ ہوتے ہی وضع حمل کے نزدیک بیمار ہوکر مرگئی پیٹ
پھاڑکر بچا نکالا گیا اوس وقت چندرمان سولوین منزل مین تھا جسے اہل ہند مول کہتے ہین بیس اوسکا نام
مولراج رکھا گیا سامت سنگہ نے اپنی فرزندی مین قبول کیا اور پرورش پر نظر کی جب بزرگ ہوا بیراہون
کی سازش سے قدم قدم پر ناہنجاری کرنے لگا راجہ کی لغزشین دیکھیے مستی مین سلطنت اسکے نام کرتا
جب ہوش آتا واپس کرلیتا اس اولٹ پھیر نے اس شوریدہ سر کو عاجز کردیا بدسرشتی سے ولیعہمت کی
بدخواہی مین سر اوٹھایا آخر کو مارڈالا خود سریرآرا ہوا — جامند کے عہد مین واقعہ ۴۱۶ھ ہجری مطابق ۱۰۲۴ء
بکرمی کو سلطان محمود غزنوی نے یہان چڑھائی کی لیکن اپنی طرف سے حاکم مقرر کرنے مین اچھا نہ سمجھا
کسی راجہ کی اولاد مین تصرف کرادیا سالانہ پیشکش مقرر ہوگیا سندکی راہ سے واپسی کی سبیل ہوئی تعجب کی
بات سنیے بادشاہ نے اپنی بیاہی ہوئی راجہ کی چاہ مین اوسکی نسل سے کسیکو قید کرلایا جب کسیقدر عرصہ گذرا
راجہ نے اوس قیدی کو کسی دوراندیشی سے طلب کیا جب وہ نزدیک پہوچا راجہ خود پیشتر روانہ ہوا تاکہ بدسرشتون کی
پہوچ نہونے پاوے جس روز کہ ملاقی ہون گے راجہ تھوڑی دیر کسی درخت کے نیچے سوگیا بخت خفتہ نے ایسا
چشم زخم پہوچایا کہ نظر نملا سکا یعنی کسی شکاری مرغ نے راجہ کی آنکھین شکار کین اندھا ہوگیا اوسوقت
روشندلون کے یہ مدنظر تھا کہ اندھے کو حاکم نہین بناتے تھے فوج نے اوسی قیدی کو آزاد کرکے جو بیار سلطنت کا
سروآزاد بنایا اور اوس فاختائی اندھے کو طوق پہناکر قید کیا کمارپال سولنکھی نے جان کے خوف سے جی چرا
بنجرا کی راہ پکڑی جب بھی سنگھہ نے قالب عنصری سے انتقال کیا کمارپال نے صحرانوردی سے آکر گجرات کی حکومت کی گاگشت کی

راجہ جے پال نے محسن کشی کرکے دنیا اور عقبی کی نفرین پائی — لکتمول لاولد تھا لاجرم قوم باکھلہ سے کسیکو تبنی کیا جسوقت کرن نے عروس سلطنت کو ہم آغوش کیا کہ سلطان علاء الدین کی فوج گجرات مین فتحمند آہوچی کرن شکست پاکر دکھن کو بھاگا — اگرچہ قبل ازین معز الدین سام اور قطب الدین ایبک بھی اس طرف آئے تھے لیکن سلطان علاء الدین کے زمانے مین سلطنت دہلی سے شامل ہوا اور محمد بن فیروز شاہ کے عہد مین نظام مستوفی جسے رہتی خان کہتے تھے نیابت کرتا تھا جب اوسکے ظلم و جفا دلنشین ہوئے اوسکی برخاستگی عمل مین آئی وجیہ الملک نانگ کا بیٹا ظفر خان مقرر ہوا وہ اول ہی کسی لڑائی مین جان بحق ہوا یہان تک دہلی کی ماتحتی خیال کرنا چاہیے ظفر خان کا لڑکا تاتار خان نام نہایت بدبخت اور تباہ سرشت تھا جسوقت کہ سلطان محمد مراد اور سلطان محمود نے تخت دہلی پر قدم رکھا روزگار نے نیا رنگ دکھلایا ظفر خان کنارے بیٹھا تاتار خان نے ساز و سامان جمع کرکے دہلی کی راہ لی اور تحقیقاً باپ کے اشارے سے مسموم ہوکر مرا — اوسوقت ظفر خان نے گوشۂ امن سے نکلکر پایۂ تخت پر پانون رکھا اور سلطان مظفر کے خطاب سے مشہور ہوا حکومت اوس ملک کی بوس نایک کو ملی — وجیہ الملک کے باپ کو قوم برہمن سے نکالا تھا تاتار خان کے لڑکے احمد نام نے دادا کا نام مٹاکر حکومت حاصل کی اسنیکا بسایا ہوا احمد آباد ہی دوستون کی ابلہ فریبی سے آزادانہ زندگی کرتا تھا جشن کے روز اپنے بارہ نفر چچاؤن کو ہلاک کیا بعدہ دادا کو جان سے آزاد بخشی اور ہمیشگی کی پیشمانی ہاتھ لگی آخری وقت تک نیک کرداری اور معدلت پروری مین گذرانی جب داؤد کو اوسکی نالائقی کے سبب سے کنج خمول دکھلایا گیا فتح خان کی سرداری ہوئی سلطان محمود کا لقب مقرر ہوا یہ شخص سخاوت اور دادگری مین نامور ہوا ملک شعبان عماد الملک نے نادر مددگاریان کین آغاز دولت مین حاسدون نے خداوند نعمت اور اس خیرخواہ دولت کو مارنا خیال کیا اول نسبت ایسے خیراندیش کے حضور مین بدنیتین ظاہر کین دنیادارون کو تو اتنا خیال برا ہوتا تھا اوس یکتائے عصر کو زندانی کیا نزدیک تھا کہ اوسکا کام تمام ہوجائے عبد اللہ خان داروغہ فیلخانہ نے جسکی رسائی بادشاہ تک تھی عرض کیا کہ وہ شخص بالکل عیوب سے پاک ہی بلکہ تہ اندیشون کے بسبب جھگڑے اوٹھائے ہوئے ہین آخر سلطان نے اوسکو رہائی دی اسکے چھوٹتے کمینون کے دلمین یہ ارادہ بندھا کھلے بندون پر لڑنے کو آمادہ ہوئے آخر داروغۂ فیلخانہ نے چند خواص اور فیلبان پرشکوہ کی جماعت سے بدسرون کے خرمن حیات کو پایمال کیا اور کج اندیشی کا نتیجہ ہاتھون ہاتھ ملگیا بعدازین امرا کی دستگیر پسر مظفر خان متوفی کا بیٹا جانشین ہوا سلطان مظفر خطاب ملا بادشاہ سلیمان جاہ شاہ اسمعیل جعفری نے عراقی تحفہ بھیجے اسنے بھی نازیبائی ظاہر کی جب فوت ہوگیا اوسکا بیٹا سلطان سکندر مسند آرا ہوا عماد الملک نافرجام نے اوسکا کام تمام کیا اور اوسکے بھائی نصیر الدین خان کو تخت نشین کیا امرا گجرات مین لگے اوسنے بادشاہ کو لکھا کہ اگر فوج سرکار مددگار ہو تو پ کا بندرگاہ مع اوسکے مضافات اور چند کرور تنکہ کے نذر ہو چون کہ ناشکرا تھا عرض قبول ہوئی اسوقت مین

سلطان مظفر کا لڑکا بہادر بابریون کے استدعا سے وہان پہوچا امرا اس سے متفق ہوگئے باپ کے وقت مین بھائی کے رشک سے نہ سکا سلطان لودی ابراہیم کے پاس دہلی آیا یہان صحبت ناچاق ہوئی جونپور کے امرانے اپنا سردار بنایا اسوقت مین گجرات سے ہواخواہون نے عرضداشت ارسال کی وہ بھی ولی خواہش سے آنکر کامیاب ہوا اور آبیاری جود وعطا سے گلزار جہانداری کی رونق بڑھائی — ہمایون بادشاہ بعض سبب سے لڑکھڑا ہوا مگر شکست کھاکر دبک بیٹھا جب اوسکی ہستی تمام ہوئی خاندیس کا حاکم میران محمد جسے اپنی زندگی مین بادشاہ نے جانشین کیا تھا امرانے اوسکے نام کا خطبہ غنیمت مین پڑھا لیکن وہ گجرات بھی نہ پہونچا کہ پیغام اجل آپہنچا سلطان مظفر کا نبیرہ محمود جونپا دل مین قید تھا واداکے جگہہ پر مسند آرا ہوا ہربان نام نے اوسکے نزدیکیون سے متفق ہوکر مار ڈالا اور بادشاہی طلب کے حیلہ سے بارہ امیرون کی جان لی اعتماد خان نے پیش بینی کی حاضر نہوا صبح رشتہ دارون کو جمع کرکے چڑھا اور اوس کشتنی کو بداندیشی کا ثمرہ چکھایا رضی الملک نام سلطان احمد کے نسل سے تھا سلطان احمد خطاب دیکر سروری دی جب سلطان کلان ہوا اعتماد کو دوسرا اندیشہ ہوا کسی اپنے ہمدم کے خانۂ قریب مین لیجاکر مار ڈالا دوسرے کسی دسال کو لیکر قسمیہ ظاہر کیا کہ سلطان احمد کا لڑکا ہے اور اوسے بادشاہ بنایا سلطان مظفر خطاب دیا تا آنکہ قبضۂ اکبری مین آکر یہ ملک بھی دہلی کے زیر حکومت ہے

صوبۂ اجمیر

۱۶۸

دوم اقلیم سے ہی موضع بھکر اور مضافات انبیر سے بیکانیر جیسلیر تک لنبائی مین اکیسوا ر ستھہ کوس اور سرکار ابیر آخری سے بانسوارہ تک ڈیڑھ سو کوس چوڑا ہی پورب اکبرآباد اور تر دہلی کے قصبات جنوبی گجرات پچھم دنیال پور ملتان ہی ریگستان کے سبب سے پانی دور ہی کھیتی کا مدار بارش پر ہی جاڑے کی فصل معتدل اور گرمی اکثر سے ربیع کم ہوا اور جوار — لمدرہ — موٹھہ کثرت سے ساتوان یا آٹھوان حصہ غلہ کا دیوان کو دیتے ہین اور نقد کم عام لوگ جھوپڑون مین گذراوقات کرتے ہین دکھنی پہاڑ اور دیگر مقام دشوار گذارون مین کل سرکارون مین سرکار چیتور رانا بیس کوس چوڑا اور چالیس لانبا ہی تین قلعہ ارسن نامور ہین — کونبھہ مانڈل دارالحکومۃ ہی مضافات کوکنڈہ سے موضع چاور مین جسد کے کھدان اور مانڈل کے توابع ہین دافعہ جیتن پور تانبہ کے کدان ہین اگلے وقت مین سردار بومی کو راول کہتے تھے اب کچھہ دنون سے رانا کہتے ہین کہلوب کے قوم سے اپنے تئین نوشیروان عادل کی نسل مین جانتے ہین انکے بزرگون کا بزرگ نیرنگی روزگار سے ولایت برار کو گیا پرنالہ کی مرزبانی پائی چھہ سو برس پیشتر پرنالہ کو غنیم نے گھیر لیا اکثر جان سے گئے بانا نام ایک خرد سال کو اوسکی مان اس آشوب سے بچاکر مندلیک بھل راجہ کے پاس پناہ لی یہ لڑکا جب جوان ہوا بیل چرانا اور شکار کھیلنا پیشہ کیا آخر کو جوانمردی کے نام سے مشہور ہوا راجہ کے معتمدون مین ہوا جب راجہ نے سفر آخرت طی کیا اوسکے چار بیٹے جانشینی کے واسطے گفتگو کرنے لگے آخر یہ مصلحت ہوئی کہ بانا ہمیشے کلان ہی اوسکی صلاح پر چلنا ہونا چاہیے اور بانا اسی مصلحت کو

قبول کرتا تھا اگر دزاون چاردن مین سے ایک کی انگلی سے خون نکلا اوسنے بانا کی پیشانی پر قشقہ کھینچا باقیماندہ
تینون بھائیون نے بھی تلک کردیا بانا کے حصہ مین سلطنت آئی وہی رسم ابتک ہی جو راجہ ہوتا ہی خون کا قشقہ
اوسکے کھینچتے ہین الغرض بانا نے ان چار و بیچارون کو اس ششدرگاہ کے چھکے پنجے سے رہائی دی اگر ذرصحرا نوردی
مین برہنج نام ریاضتگر کو جانور بھجکر جاتا کہ گوشۂ کمان سے تیر چلاوے مرتاض نے صفاے دل سے اوسے منع کیا
تب توشرمندہ ہوکر خدمت مین دوڑا اور کبھی کبھی اوسکی پرستاری کو جاتا اوس مرتاض نے کسی اندر یوند جہانبانی
سے مسرور کیا اسی بارہ مین تعجب انگیز داستان بیان کرتے ہین جب موضع سیسودا مین جارہا اس سبب سے
سیسودہ نام مشہور ہوا چونکہ شروع مین کوئی برہمن انکا تیمار کرتا تھا بعضے لوگ اسکو اوسی گروہ سے سمجھتے ہین
جب رتن سین کا زمانہ آخر ہوا ارسین مسند حکومت پر زینت افزا ہوکر رانا کے خطاب سے مشہور ہوا اسے دسوین
پشت رانائی حاصل ہوئی اکبر بادشاہ کا ہمعصر ہی گذشتہ حالات جاننے والے یون بیان کرتے ہین کہ سلطان
علاءالدین بادشاہ دہلی نے سنا کہ راول رتن سین حاکم موار کے پاس پدمنی تھی اسے خواہش ہوئی اوسنے انکار کیا
رتن سین چتور مین محصور ہوا سلطان نے مدت تک رنج اوٹھایا مگر اس سودا ے خام مین کچھ سود ہاتھ نہ لگا
آخر راجہ سے صلح کی اور مہمانی مین جاکر سلطان نے یہ حق ادا کیا کہ راجہ کو قید کرکے روانہ ہوا کہتے ہین کہ اوسوقت
سو سوار ہمرکاب تھے اور تین سو خدمتگار وغیرہ جب تک راجہ کے خدم حشم جمع ہون حضرت راجہ کو اوڑالاے اور اک تنگ
جگہ پر قید کرکے طلب مقصود مین کوشش کی راجہ کے کارپردازون نے عرض کیا کہ سلطان ہمارے راجہ کو تکلیف نہ دے
ہم لوگ عروس مع عاکو مع دیگر اہل حرم کے حاضر کرتے ہین اور نیز قطعۂ عرضی پدمنی کیطرف سے مشعر نیازمندی واظہار
اشتیاق تحریر کی بادشاہ تو اسکے منتظر تھا دل بگھل گیا کہتے ہین کہ سات سو جرار زنانہ کے طور سے ڈولون مین
سوار ہوکر راہی درگاہ ہوئے ظاہر کیا کہ رانی مع چند پرستار کے آتی ہی جب نزدیک گئے عرض کیا کہ خواہش رانی کی
یہ ہی کہ اب اخیر ملاقات راجہ سے کرلے سلطان نے بدمستی سے اجازت دیدی اوسیوقت لباس زنانہ سے نکل کر راجہ کو
سوار کرایا اور چل دی چند راجپوت لوگون نے خوب جانفشانیان کین اس مرتبہ گورا اور بادل نے نقد روح نثار کیا
راجہ سلامت چتور مین آیا سلطان لاچار ہوکر دہلی واپس گیا اور از سر نو اوسی اندیشہ مین آکر چتور کو گھیرا اور
عدم حصول مدعا سے اوکتا کر چلا گیا راجہ بار بار کے رگڑے جھگڑے سے دق ہوگیا تھا خیال کیا کہ اس مرتبہ
سلطان سے ملاقات کرے یقین ہی کہ بر سر رحم ہو آخر ایک مرتبہ کسی کمینے کے ساتھ سات کوس پر جاکر سلطان سے
ملاقی ہوا اوس نامرد نے کام تمام کرایا اور اوسکی جگہ ہزار سین کو حکومت ملی اور سلطان نے پھر چکر قلعہ کو گھیرا
جنکے لیے یہ فساد اوٹھا تھا اونھون نے پروانہ وار شمع حیات کو حیا کی تجلی سے جلاکر خاکستر کردیا رتن سین کا
لڑکا جسمیر اوس کو ہمستان مین رہتا تھا جالور کے حاکم سلطان مالدیو چوہان کو چتور کی ایالت عطا ہوئی اوس سے

ملک کی آبادی ہوسکی لیذا جیسے کیلاکر اپنا دارالامارہ بنایا اور اوسکے وہ ولایت معمور رہوئی جب وہ مرا اوسکے لڑکے رانا ہوئے اس سرزمین کی وسعت سولہ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ ہین لیکن اکثر وہ زمین بے آبی ہی جیسا کہ کسی وقت مین ایک لاکھ اسی ہزار سوار ملازم تھے

ماڑواڑ

سو کوس لنبا اور ساٹھ کوس چوڑا ہی۔ سرکار اجمیر اور جودھپور اور سروہی اور ناگور بیگا اسی مین داخل ہی یہ سیقدر مدت سے یہ الوس راٹھور کا بنگاہ ہی جسوقت معز الدین سام نے رائے پتھورا کی لڑائی سے فراغت پاکر راجہ جی چند والی قنوج پر چڑھائی کی راجہ بھاگتے وقت پاسبال فنا ہوا اور اوسکی نسل بھی لگد کوب پریشانی ہوئی اوسکا بھتیجا سیہما شمس آباد مین رہتا تھا وہ بھی مع اکثر متعلقون کے ملک جاودانی کو سدھارا اور اوسکے تینون لڑکے سوتیلے۔ اسو تھاما۔ آج گجرات کو لمبے ہوئے سوجت کے نزدیک دریا کنارے مقیم ہوئے یہان برہمن کی بستی تھی قوم مینہ سے آزردہ اسوقت مین بھی غارت کو آئے ان مسافرون نے باہر نکلکر مردانگی کی داد دی غنیم نے شکست پائی اوسوقت برہمنون نے انکو بزرگ سمجھا اور خاطر داری کی بارے کسیقدر ناکامی کی گرد انکے دامان حال سے دور ہوئی جب دنیاوی اسباب قبضے مین آیا تیز دستی کرکے ولایت کھر کو قوم کول سے لے لی اوسوقت سے انکی نسل اس مقام پر پایدار ہوئی سوتیک نے جدا ہوکر مینون سے ایدر پر قبضہ کرلیا اور آج سکلانہ کو قطرہ زن ہوکر گولیون سے ملک حاصل کرلیا۔ اسو تھاما ماڑوار چلا گیا اسکا کام روز بروز ترقی پہوا اسیکی سولوین پشت مین نالدیو بھی نزدیک تھا کہ شیر خان اسکی لڑائی مین جان سے سیر ہوا اس ولایت مین اکر قلعہ بٹن اجمیر اور جودھپور اور بیکانیر اور جیسلمیر اور رام کوٹ اور الوگڈھ اور جابو بستی ماڈولی سرکار ناگور کو کہتے جہان قوم ماڈہ ہون گے سات سرکارین اور اکیسو ستانوے پرگنہ اس صوبہ مین ہین زمین دو کرور چودہ لاکھ پینتیس ہزار اکتالیس بیگہ سات بسوہ جمع ۲۸ کرور ۸۴ لاکھ ۵۵۷ دام ہین جس مین سے ۲۳ لاکھ ۲۶ ہزار ۳۰۳ دام سیورغال یومی ۸۶ ہزار پانسو سوار اور تین لاکھ سینتالیس ہزار پیادہ راجپوت

صوبہ دہلی

تیسرے اقلیم سے ہے پلول سے لودیانہ تک دریاے ستلج کے ساحل پر ہے اکیسو پینسٹھ کوس لنبا اور سرکار ریواری سے کمان پہاڑ تک اور اکیسو چالیس کوس چوڑا اور نیز حصار خضر آباد تک اکیسو تیس کوس تک ہی اور رخ اسکے دار الخلافۃ اگرہ شرق اور شمال سے ملا ہوا نجیر آباد مین صوبہ اودہ شمالی کوہستان جنوبی صوبہ آگرہ اور اجمیر غربی یہان کے عمدہ دریا گنگ اور جمن ہین اون دونون دریا کا نشان بہین اور دریا بہت کثرت سے ہین۔ شمالی پہاڑون سے نکلے آب و ہوا معتدل زمین ارعض جگہ مین تین فصل ہوتی ہین میوجات اور زنگارنگ کے پھول اور بلند عمارت سنگین اور چونہ امینٹ کی بنی ہوئی ہین جنکے دیکھنے سے قصور آرام کے آثار نمودار ہین دہلی بہت پرانے شہرون مین ہی اول اسکا نام اندرپت تھا طول مین اکیسو چودہ درجہ اور

اور تیس دقیقہ اور عرض مین اٹھائیس درجہ پندرہ دقیقہ بعض نے اقلیم دوم سے خیال کیا ہی مگر لغزش کھائی ہی اسکا
سرآغاز جنوبی پہاڑ ہی سلطان شمس الدین اور قطب الدین قلعہ پتھورا مین بسر کرتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن نے
دوسرا قلعہ بنایا اور عمارات دلکشا اچھے محل پر تعمیر کرائے معز الدین کیقباد نے دریاے جمن کے کنارے پر کیلو
نام شہر آباد کیا امیر خسرو نے اپنی مثنوی قران السعدین مین بہت کچھہ اسکی تعریف کی ہی الحال اوسی مقام پر
مقبرہ ہی اوسی جگہ پر سلطان علاء الدین نے سری نام شہر مع قلعہ کے آباد کیا تغلق شاہ کا یادگار تغلق آباد ہی
جسے اوسکے لڑکے سلطان محمد نے ایک شہر بنا دیا اور ایک بڑی عالیشان عمارت تعمیر کی جسمین ہزار ستون
سنگ رخام سے بنا کر لگائے گئے اور سلطان فیروز نے ایک شہر اپنے نام کا آباد کیا اور دریاے جمن سے نہر کاٹ کر اسکے
قرب مین لایا فیروز آباد ہے اور تین کوس پر دور مکان جہان نما نام آباد کیا تین چوکڑی تہ خانہ بنائے تھے کہ بیبیان
ساتھہ سوار ہوکر گشت کرتا دریا کی طرف پانچ جریب ہے اور جہان نما سے دو کوس اور پرانی دہلی سے پانچ کوس
ہمایون نے اندرپت قلعہ بنایا جسکا نام دین پناہ ہوا شیر خان نے سلاطین دہلی کو اوجاڑکر خداگانہ دو سرا شہر بسایا
اور سلیم شاہ اوسکے بیٹے نے سنہ ۹۵۳ ہجری مین سلیم گڑھ کی بنا ڈالی جو کہ ہنوز دریاے جمنا کے درمیان قلعہ شاہجہان
کے مقابل کھڑا ہی اگرچہ اکثر بادشاہان نے اپنی اپنی یادگار کے لیے نئی نئی صورتون پر شہر آباد کیے مگر ہندوستان
تختگاہ دہلی ہی مشہور ہوا تا آنکہ سنہ ۱۰۴۷ ہجری مین صاحب قران ثانی شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے اپنے
سنہ جلوس مین شیر شاہ کی آبادی کے نزدیک شاہجہان آباد معمور فرمایا اوسوقت سے کل پرانے نامون کا نشان نہا
ایک قلعہ ہی سنگ سرخ سے تعمیر ہوا ہی اقسام عمارت رنگارنگ اور مکانات خانہ نیرنگ سے غیرت گلخانہ ارژنگ ہین
دریاے جمنا دکھن طرف قلعہ کے نیچے سے جاری ہوا اسکے لہرانے مین دونی آبادی ہوا اور شاہزادہ علیمراد خان کو فرمود
کہ ایک نہر کل کو جہان آباد مین لاوے اور شہر کی جسکی سیراب کاری سے دو چند ان ہوا اور غسلخانہ شاہی کی ہزار حوض کو
پانی پہونچا جہان باغ کی سرسبزی کا جو بن چمک جاتا ہی شہر پناہ سنگ و خشت سے تیار ہوا ہی دہم و شام دروازہ سنگ
[illegible]
شہر مین جامع مسجد جو کہ سنہ ۱۰۶۰ ہجری مین [illegible] سنگ سرخ سے بنوائی اوسکے [illegible]
پتھر سے لیے ہونا کو اپنے رنگ مین [illegible] پختہ اور استحکام اسدرجہ کی کہ روے زمین پر اسکا
جواب محال ہی مسجد اقصے کنارہ ہی اونچائی اور زیبائی مین [illegible] شہر نہایت وسعت رکھتا ہی
[illegible]

درگنجار حقیقت رس کی خوابگاہوں مین شاہجہان آباد سے سات کوس پر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بن خواجہ کمال الدین احمد اوشیکی قبر ہی — آج کل پرانی دہلی بالکل خراب اور مقابر آباد ہین خواجہ قطب الدین اوشی اور شیخ نظام الدین معروف اولیا اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اور ملک بارہبران اور شیخ صلاح اور ملک کبیر اولیا اور مولانا محمد جمالی عبد الوہاب و شیخ عبد اللہ قریشی و شیخ شمس ترک بیابانی اور شیخ شمس اودھ اور امیر خسرو وغیرہ اسی سرزمین مین ہین سلطان شہاب الدین غوری اور سلطان شمس الدین اور سلطان تغلق اور سلطان محمد عادل اور سلطان محمد فیروز اور سلطان بہلول اور سلطان سکندر لودی کے مقبرہ اسی مقام مین ہین اکثر زندہ دلون نے اپنی زندگی مین خواب راحت کے لیے عمدہ مقبرے اور باغات تعمیر کرائے اسلام آباد پہاڑ پر ایک چشمہ ہی نہایت ثروت ہمیشہ گرم پانی جوش کھاتا ہی اوسے پرہلاس کنڈ کہتے ہین اور عمدہ عبادتگاہ جانتے تسوامتر کمیشر نے تین بیگہ زمین پہاڑی گہری کھود کر عبادتگاہ بنائی تھی آج اوسکی گنگی کی شہادت دے رہی ہی — بداون گنبشتہ عمدہ شہرون مین ہی اکثر اولیاے اللہ وہان دفن ہین کسیقدر اس صوبہ کے شمالی پہاڑ لوکماون کہتے ہین سونے اور چاندی اور جسدا اور لوہا اور تانبے اور ہر تال اور سنکھیا کی کان ہے آہوے مشکین اور سرا گاو اور ریشم کا کیڑا اور باز اور شاہین وغیرہ دیگر جانور شکاری اور شمد اور کوت گھوڑا وغیرہ بکثرت ہین سرکار سنبہل مین شکار کی کثرت اور گرگدن یعنی گینڈا بھی ہوتا ہی یہ جانور پست قد ہاتھی کی صورت سے بے خرطوم پیشانی پر ایک شاخ ہوتی ہی اوسی سے دوسرے مخالف کو پھاڑ ڈالتا ہی اوسکی شاخ کا زہ گیر اور پوست کا دستہ واسطے تلوار اور پیش قبض وغیرہ کے بناتے ہین شہر سنبہل مین ہر مندل نام برہمن کی جگہ پرستش کی ہی کہتے ہین کہ کلنکی اوتار یہین پر ہوگا — ہانسی گنبشتہ شہر دہنمین ہی شیخ جمال خلیفہ شیخ فرید شکر گنج کی مزار ہی قصبۂ بہنہ کے نزدیک تالاب ہی پہاڑ کی بلندی پر ہمیشہ گرم پانی نکلتا ہی اکثر دن کو خیال ہوتا ہی کہ کان گوگرد کی نیز گنگی ہی — حصار فیروزآباد مین دریاے جمن کی نہر کاٹ کر لائی گئی ہی ایک مقاص کی استدعا سے یہ حرکت دریائی ہوئی ہی زیادہ تعجب یہ ہی کہ قصبۂ سرسا کے نزدیک ایک تالاب مین گم ہوجاتی ہی اوس حوض کا نام بندرا کہتے ہین اس دیار مین رود بار کم اور کنوین مین پانی بہت دور — سہرندنا مو شہر دہنمین ہی اور باغ حافظ رحمت کی سیر سے فرح تازہ حاصل ہوتی ہی — تھانیسر کو بزرگ مقام عبادتگاہ کا شمار کرتے ہین دریاے سرستی اوسکے قرب مین گذرتا ہی اوسکے پاس کرکھیت نام تالاب ہی جسکے غسل کے واسطے دور دراز سے آتے اور وہان پر خیرات اور پرستش کرتے ہین مہابھارت کی لڑائی اسی جگہ ہوئی ہی دوار کے نصف آخری حصہ مین واقع قصبۂ ستناؤں راجہ دسرت سریر آرا تھا نہایت داد گستر معدلت کیش تھا اوسکی خیر سگالی نے درتک اوسکے خاندان مین شکوہ جہانداری قایم رکھا اسکی آٹھوین پشت مین راجہ کرظاہر ہوا اوسکی یادگاری مین کرنگہیت ہی اور بعد چھٹی پشت کے چیتر برج نام لڑکا ہوا اور اوسکے دو لڑکے اول دہرتراشت جسکے ایکسو ایک لڑکے ہوئے جسمین بڑا جودھن تھا جو

دوسرا پنڈ اگرچہ دھرتراشت بڑا تھا مگر اندھے پنے سے پنڈ کو سلطنت ملی اسکے لڑکون کو پانڈوان کہتے ہین
پانچ فرزند تھے جدھشٹر ۱ بھیم سین ۲ ارجن ۳ نکل ۴ سہدیو ۵ جب راجہ پانڈ دنیاے دون سے سدھارا۔
دھرتراشت کو وراثت ملی مگر یہ نام کو راجہ تھا باقی کل کام حکومت کے جرجودھن کرتا تھا۔ ازانجاکہ دشمن
گذاری آئین سلطنت ہی جرجودھن ہمیشہ پانڈوان سے مخوف تھا اور انکی جانستانی کی تدبیر کیا کرتا جب دھرتراشت
کے دنیا ہین ہین لڑائی اور بیخ وکند درنظر بھی دیکھیے شہر برنادہ مین بھیجون کا رہنا قرین مصلحت سمجھکر لوگون کو حکم دیا کہ اونکے
لیے مکان سکونت تیار کردین کاریردازون نے بموجب تلقین اور تعلیم جرجودھن کے مکان مذکور لاکھہ اور راکھ
درپردہ بنا کر تیار کیا جب پانڈوان پہونچے مکر وفریب سے آگاہی پائی قضارا کوئی عورت مع پانچ لڑکون کے
ہمسایہ مین رہتی تھی پانڈوان نے اوسی مکان مین آگ لگاکر مع مادر عزیز کے راہ جنگل کی لی ہمسایون کے
سر پر آگ بجھی جرجودھن نے پانڈوان کا جلنا سمجھکر ٹھنڈک پائی خوشی کا جشن کیا اور یہ لوگ بعد کتنی سرگشتون کے
خرابہ سے آبادی مین آئے اور شہر کمپلا مین سکونت گزین ہوئے تھوڑے عرصہ مین انکی مردانگی اور بخشش اور کاکی
آوازۂ عام عالم مین پھیلا مگر کوئی انکی نسل اور خاندان سے ماہر نتھا تا آنکہ جرجودھن خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اونکے نہ جلنے
سے اوسکا دل آتش حسرت پر جل اوٹھا آخر فنون فریب سے نے رنگ کی حال سوجھی دوستی کے مضمونہ سے رودرو ملاکر
دہلی مع نصف دیگر ولایت کے اونکو عطا کی اور ہستناپور مع نیم دیگر حصہ کے خود لیا۔ نیک سگالی اور خیراندیشی سے
جدشتر کی مدد پر فضل باری ہوا اقبال و دولت سرگرم خدمتگزاری ہوا تھوڑے عرصے مین ہفت اقلیم مطیع ہوگیا
دوسرے بھائیون اور حاکمان زمانہ کو خدمت مین لایا جرجودھن انکا اقبال اور فروشکوہ دیکھکر بیتاب ہوا حسد کی
بیماری سے ہاتھہ ملتا پچھتاتا تھا آخر کو حیلہ سے محفل آراستہ کی اور پانڈوان کو اپنا مہمان بنایا اور اوسی سختہ کار خام طمع
نے چوپڑ کی بازی بچھائی اور فریب کے پانسے پھینکنے لگا ایسی گھات کی کہ چند دانو مین جسقدر پانڈوان کے پاس
مال واسباب تھا جیت لیا آخر کو اس شرط پر بازی ہوئی کہ اگر پانڈوان کی جیت ہو جسقدر ہارے ہون اونسے دون
وگرنہ بارہ برس جنگل مین گام فرسائی کرین بعدہ تیرھوین برس آبادی مین آوین مگر ایک سال تک اس صورت سے
رہین کہ کوئی نہ پہچانے اگر کوئی شناسا ہو تو نئے سرسے بارہ برس صحرانوردی ہون۔ یہ بیچارے قسمت کا اولٹ دیکھیے
ذرا نہ سمجھے اور یہ قول بھی ہار بیٹھے آخر کو جرجودھن نے بازی پاکر دنیاے مفسد کے چھکے پنجے سے نے ہوش خواب غرور
مین سرجوش ہوا اور فضل خداوند مطلق سے پانڈوان نے ایفاے عہد کیا تب جرجودھن نے نے حیائی شروع کی
فراوان گفت شنود رہی پانڈوان پانچ موضع پر خوشی تھے کہ اس خرخشہ سے دور رہین جرجودھن پانچ موضع
کے دینے مین بھی لاچار ہوا آخر کو کرکھیت کے مقام پر لڑائی شروع ہوئی جرجودھن مع اپنے یارون کے رگہای
جادۂ مستی ہوا اور جدھشٹر اٹھارہ روز کی لڑائی کے بعد فتح یاب ہوا۔ دوار کے اخیر ہونے مین اکیسویں ۳۶ برس اس

باقی رہے تھے کہ یہ جنگ عظیم درپیش ہوئی اسوقت کہ سنہ ۱۹۸ ہجری مین پانچہزار اوتیس برسین ہوتی ہین کہتے ہین کہ اس لڑائی مین گیارہ کوہنی لشکر کوروان کا تھا اور پانڈوان کی طرف سات کوہنی — ہر ایک کوہنی کی تعداد اکیس ہزار آٹھہ سو ستر ہاتھی تھے اور اس رنگ پر گردون سوار اور ساٹھہ ہزار تین سو دس سوار ایک لاکھہ نو ہزار ساڑھے تین سو پیادہ اسی لڑائی مین طرفین سے گیارہ آدمی زندہ رہے جرجودھن کیطرف سے چار آدمی جان سے سلامت جودھ کی پناہ مین آئے کرپاچارج برہمن جو دونوطرف کا اوستاد تھا دانش اور یکتائی مین منتخب تھا اسوتھاما ن ہمہ صفت موصوف کیرت پرمان جادو مردنامور اور دھرتراشت کی بہلبانی مین تھا اور پانڈوان کے آٹھہ آدمی اور پانچو بھائی سانک جادو اور جنجش سوتیلا بھائی اور کشن خیر بعدازین ۳۶ برس جدشترنے داد گری کی آخر کو عقل دوربین دنیائے دون کے محبت سے آشفتہ ہوکر خوامان حقیقت ہوئے ترک تعلق پیش نہاد ہوا پس اس عجوزۂ عروس ہزار مانوس کو چھوڑکر اپنے بھائیون کے ہمراہ تجرد کی راہ طی کرنا شروع کی — یہ کارنامۂ مردی آزما مہابھارت مین تحریر ہوچکا ترجمہ رام ماجہ کے نام سے زبان فارسی مین بموجب حکم اکبر بادشاہ کے ہوا اور فصل و باب کی جگہ پر بھکا لفظ ہی —

اول کوروان اور پانڈوان کے احوال مین

دوم جدھشترکے حکم سے بھائیون کا ملک گیری پر جانا اور جیسیر جگ کا اہتمام اور کورون کا قمار

سوم پانڈوون کی بیابان پیمائی حوادثات غربت کی مردی آزمائی

چہارم جنگل سے پنڈون کا شہر سراتھہ مین آنا اور ظاہر مین چھپا رہنا

پنجم ظاہر ہونا پانڈوان کا اور باوجود کیکے توسل کے اصلاح نہونا اور مقام کوروکیت مین لشکر کا جماؤ

ششم شروع جنگ زخمی ہونا بھیکھم کا اور مارا جانا اگردھرتراشت کے لڑکون کا اسمین دس روز کی جنگ و جدال کا قصہ ہے

ہفتم مشورت ہونا اور درونہ اچارج کو سرداری ملنا اور اسکا روز سیاہ دیکھنا اور عشرہ کی جنگ

ہشتم دوسرے روز کی کیفیت اور جرجودھن کا کرن کو سرداری بخشنا اور جدشٹر کا فرار ہونا اور دوسرے روز ارجن کے ہاتھ سے مارا جانا

نہم سیل پھلتوانی کا سردار ہوکر دار البقا کو جانا اور جرجودھن کا حوض مین چھپانا اور دریائے فنا کا سر سے گذرنا

دہم کارزار کا خاتمہ بالخیر کرت پرماکرپاچارج اسوتھاما کا جرجودھن کے پاس سے ان رزم مین آنا اور اوسکی نیم جانی مین پنچ خون کی صلاح کرنا

۱۱ طرفین کی عورتون کا واویلا کرنا اور جرجودھن کی مال گندھاری کا نفرین بھیجنا سری کشن پر

۱۲ بعد فتح جدشٹر کے کیفیت اور ترک دنیا کرنا اور بھیکھم اور بیاس اور کشن کی نصیحت گوئی سے تسلی ہونا

۱۳ بھیکھم کا صبر کرنا — دلمین آتا ہی کہ ۱۲ اور ۱۳ ایکہی پرب ہونا چاہیے کیونکہ دونون مین نصائح مندرج ہین اور نوین پرب کے دو حصہ ہونا چاہیے ایک سیل کی کیفیت مین دوسرا جرجودھن کی وفات مین —

۱۴ جگ اسمید مین

۱۵۔ دھرتراشٹر اور گندھاری اور کنتا والدۂ جدشٹر کی وارستگی اور پانڈون کا جانا اونکے دیکھنے کو
۱۶۔ شانزدہم جادوان اور کرشن کی پریشانی اور واقعات وفات کے اظہار مین
۱۷۔ ہفدہم راجہ جدشٹر کا مع بھائیون کے ترک سلطنت کرکے پہاڑون کو چلے جانا
۱۸۔ ہیجدہم کوہ ہمچل مین جان نثار ہونا پانڈون کا اور راجہ جدشٹر کا مع قالب عنصری کے عالم بالا کو جانا
خاتمہ جادوان کے حالات مین۔

جدول

اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ
۱۔ اگنپال	۱۸	۲۔ باسدیو	۱۹۔۱	۳۔ گھن سنگھ	۲۱۔۳
۴۔ پرتھمی پال	۱۹۔۶	۵۔ جی دیو	۱۸۔۱	۶۔ نرپال سنگھ	۱۴۔۴
۷۔ اورہ	۲۶۔۷	۸۔ بچھراج	۲۱۔۲	۹۔ انگ پال	۲۲۔۳
۱۰۔ رگھپال	۲۱۔۶	۱۱۔ بنگ پال	۲۴۔	۱۲۔ گوپال	۱۸۔۳
۱۳۔ سنگھن	۲۵۔۲	۱۴۔ جی پال	۱۶۔۴	۱۵۔ گھوس پال	۲۹۔
۱۶۔ انگ پال	۲۹۔۶	۱۷۔ تیج پال	۲۴۔۱	۱۸۔ ہمیس پال	۲۵۔۲
۱۹۔ اکرس پال	۲۱۔۲	۲۰۔ پرتھمی راج	۲۲۔۳	ان بیس آدمیون نے ۱۳۶ برس آٹھ مہینے کسیقدر زیادہ جہانداری کی	

جدول دیگر

۱۔ بل دیو چوہان	۶۔۱	۲۔ امرکہ	۵۔۲	۳۔ کھرگ پال	۲۰۔۱
۴۔ سنیسر	۷۔۴	۵۔ جی ہر	۴۔۴	۶۔ ناگدیو	۳۔۱
۷۔ پتھورا	۴۹۔۵	سات نفر نے پچانوے برس چھہ مہینے مزاج حکومت کی سرسبزی مین عرقریزی کرتے رہے			

جدول دیگر

۱۔ معز الدین سام	۱۴۔	۲۔ قطب الدین ایبک	۴۔	۳۔ آرام شاہ	ایک برس
۴۔ شمس الدین	۲۶	۵۔ رکن الدین فیروز شاہ	۲۰۔۶	۶۔ رضیہ	۳۔۶
۷۔ معز الدین رام شاہ	۲۔۱	۸۔ سلطان الدین مسعود شاہ	۴۔۱	۹۔ ناصر الدین	۱۹۔
۱۰۔ غیاث الدین بلبن	۲۰۔ چند مہینے	۱۱۔ معز الدین کیقباد	۳۔ چند مہینے	گیارہ نفر قوم غوری سے المستوکرہ برس چند مہینے حکمرانی کی	

جدول

۱۔ جلال الدین خلجی	۷۔ چند مہینے	۲۔ غیاث الدین بغلق شاہ	۴۔ چند مہینے	۳۔ شہاب الدین	۳ مہینے چند روز

۴۔ سلطان

اسامی	سال و ماہ	اسامی	سال و ماہ	اسامی	سال و ماہ
۴۔ سلطان قطب الدین	۴ سال ۱۰ ماہ	۵۔ ناصر الدین	۶ مہینے	۶۔ محمد تغلق شاہ	۲۸۔
۸۔ فیروز شاہ	۳۸ چھبیس	۹۔ تغلق شاہ	۵ مہینے ۲۰ دن	۹۔ ابوبکر شاہ	ایک برس چھ مہینے
۱۰۔ محمود شاہ	۷۔ ۶	۱۱۔ نصرت شاہ	ایک مہینے پندرہ دن	۱۲۔ سلطان محمود دوم	۶ برس سات مہینے
۱۳۔ سلطان محمود دفعہ سوم	۷۔ ۱۹	خاندان تغلقی میں ۹۶ برس خاندان حکومت قبضۂ اختیار میں رہی			

بہلولی لودھی

۱۔ رایات اعلیٰ فضل خان	۷۔ ۳	۲۔ مبارک شاہ	۱۳۔ ۳۔ ۱۶	۳۔ محمد شاہ	۱۰۔
۴۔ علاء الدین	۷۔	۵۔ بہلول لودی	۳۸۔	۶۔ سکندر لودی	۲۸۔
۷۔ ابراہیم لودی	۷۔	۸۔ بابر	۵۔	۹۔ ہمایون	۸۔ ۳
۱۰۔ شیر شاہ	۵۔	۱۱۔ اسلام شاہ	۸۔	۱۲۔ فیروز شاہ ولد اسلام شاہ	تین روز
۱۳۔ عدلی	۶ مہینے	۱۴۔ ابراہیم	۵ مہینے	۱۵۔ سکندر	۴ مہینے
۱۶۔ ہمایون کی تہ	۱۔ ۳				

واقعہ ہجرت ۲۹ بکرمی قوم تونور سے انگ پال نامے نے راج پاے دہلی کو آباد کیا ۴۴۰ بکرمی مین اوسی شہر کے قریب درمیان پرتھی راج تونور اور بلدیو چوہان کے جنگ ہوئی اور سلسلۂ سلطنت اس گروہ کے ہاتھ لگا۔ راجہ پتھورا کے عہد مین چند مرتبہ معز الدین سام غزنین سے ہندوستان مین آیا اور نے حصول مدعا واپس گیا ہندی کتابون مین لکھا ہے کہ سات مرتبہ سلطان نے چڑھائی کی اور ہر مرتبہ اپنے مونہہ کی کھائی آٹھوین مرتبہ ۵۸۳ ہجری مین تھانیسر کے قریب سخت محاربہ ہوکر تیہ ہوگیا راجہ راجہ چند نامور ملازم تھا ہر ایک کو سامنت کہتا تھا اس لڑائی مین ایسے شخص کوئی نتھے۔ راجہ دولت کے غرور مین مست سیاہ کے کاروبار سے غافل ملک سے بے خبر تھا لکھا ہے کہ راجہ جے چند راجگان ہندوستان کا فرمان روا فوج مین رہتا تھا دوسرے راجہ لوگ اسکی نیایش کرتے اسنے جگ راجسو شروع کی جو کہ اس جگ مین تمام راجاؤن کا حاضر ہونا اور دیگ شوق آتش افروزی وغیرہ خدمت کرنا فرض ہے اور اس مجلس مین اگر کوئی بھی کسی عمدہ راجہ کو پناہ دیتے ہین ہر ایک شوال مین راجہ پتھورا کو بھی طلب کیا اور یہ آمادہ تھا کہ کسی کی حمیت دلانے سے نہ گیا راجہ جے چند نے چڑھائی کرنا چاہی مگر کار پردازون نے بعد فراغ جشن ملتوی کرکے جگ مین راے پتھورا کی تصویر طلائی بناکر دربان کی جگہ پر نصب کی اس خبر سے راے جی پانسو سوار لیکر چڑھے اور ناگہان پہونچکر اپنی تصویر اوٹھوالی اور اکثرون کو زخمی کرکے عدم کے کام دل حاصل کیا راجہ جے چند کی کیفیت اپنے پتھورا کی جرأت اور شجاعت پر فریفتہ ہوگئی راجہ نے اس خبر سے آشفتہ ہوکر اوسے نکال دیا پتھورا یہ حال سنکر اوسکا مشتاق اور چانڈا بادفروش کو راجہ کے پاس بھیجا کہ کسی تقریب سے لڑکی کو لاوے اوسنے اپنی چالاکی سے مراد حاصل کرکے

مراجعت کی اور اودن اکیسو سامنت کو جو قلعون بلبوسات مین ہمراہ رکھتا تھا ایک نے دوسرے کے بعد اسی لڑائی کی جسکے مشاہدہ مین نگاہ پلٹے کھاتی تھی اول رای کھلوت نے میدان جنگ مین جو زور و رچنگ دکھلایا سات ہزار آدمی کو اپنے زور سر پنجہ سے دو چار عدم کیا بعد ازان نرسنگھ دیو اور چانڈو اور نندپر اور سار دھول سولنکھی اور بالھن دیو کچھواہہ مع دو نو بھائیون کے اول روز ایک نے دوسری کی بعد تعجب انگیز کارنامہ دکھلا کر جانبازی کی راجہ مع چاندا بادفروش اور دو بھائیون مجبوبہ خوش ادا کے دہلی آیا نصیبہ نے بشدت فریفتہ کر دیا بجز نوش و گفتار کے کسی امر کی خبر نہ رہی جب اکیسال اسی حال مین منقضی ہوا سلطان نے راجہ جی چند سے دوستی کی بعد لشکر فراہم کر کے آمادۂ پیکار ہوا اکثر مقامات فتح کر لیے یہان کسی کو یہ مجال نتھی کہ راجہ سے یہ خبر کہی آخر جیچند کو سات ڈیوڑھی سے پار کیا وہ حرم سرا مین پہونچا اور راجہ کو خواب غفلت سے بیدار کیا ہر مرتبہ کی فتح و نصرت سے مغرور تو تھا ہی کسیقدر لشکر جمع کر کے سہل انگاری سے نکل آیا چون اس مرتبہ کر دلاوران جانفشان ہمراہ تھے اور راجہ جی چند جو ہمیشہ مددگار تھا مخالف بنا راجہ گرفتار ہو گیا بادشاہ نے قید کر کے غزنین کی راہ لی چندا بادفروش وفاداری نے تعاقب مین روانہ کیا دربار سلطانی مین حاضر ہو کر مورد عنایت ہوا اور کسی طریقہ پر راجہ سے ملاقات کر کے یہ رائے دی کہ مین تیری تیراندازی کی تعریف دربار مین کرونگا جسوقت وہ تجھے بلا کر تیرا کمان جو اکرے اوسیکا نشانہ کیجیو آخر اسی عہد کے بموجب سلطان کو نشانہ کیا سلطانی تلنگواردن نے راجہ اور چندا کو بھی مار ڈالا فارسی کتب مین اسکے برخلاف راجہ کا مرنا موقع رزم مین تحریر ہے — جب ہیمان کی حکومت تمام ہوئی ہندوستان کا خلاصہ سلطان معزالدین غوری کے قبضہ مین آیا ملک قطب الدین غلام کو موضع کھرام مین مقرر کیا اور خود بدولت شہاب الدین غزنین چلا گیا اوسنے اسی سال مین دہلی وغیرہ اکثر مہال فتح کر لیے جب سلطان معزالدین محمد ولد غیاث الدین سلطان محمد نے فیروزکوہ سے واسطے ملک قطب الدین کے چتر وغیرہ سامان بادشاہی بھیجا وہ لاہور مین اورنگ آرا ہوا اور داد دہش مین ناموری پیدا کی آخر کو چوگان بازی مین جانبازی ہوئی امرا نے اوسکے بیٹے آرام شاہ کو تخت نشین کیا بعضے ملک قطب کے داماد اور پسر خواندہ ملک التمش کو چاہتی تھی آخر سخت آزمائی ہوئی آرام شاہ نے آرام بلخ کو تلخ کام بھاگا اسنے سلطان شمس الدین نام رکھا اسکا باپ بعض ترکستان کے قبیلہ مین ممتاز تھا بھائی اور بھتیجون کو ناتوانی سے ستایا جب کچھہ نہ بھائی اوس کا رنامۂ آگہی کو یوسف کیطرح فروخت کیا نیرنگی روزگار دیکھیے کسی کاروان کے ہاتھہ لگا اوسنے غزنین کا بازار دکھلایا سلطان معزالدین سام خریدنے مین رجوع ہوا سوداگر نے اس عزیز کی قیمت بڑھائی مشتاقون کی ہوس طبیعت گھٹائی سلطان نے حکم دیا کہ کوئی نخریدے قطب الدین جب گجرات فتح کر کے غزنین گیا اجازت لیکر گران قیمت سے خریدا اور بارلاولدی سے ہلکا ہو کر اسے اپنی فرزندی مین لیا جب خواجہ قطب الدین بہشت نصیب ہوا اوسکا لڑکا بانشینی مین وارث ہوا

دولتمندی کو طبیعت پرستی اور تالیف قلوب آسان سمجھے شاہ ترکان جو اسکی ناتھی امور ریاست کی منتظم ہوئی دنیا داری
نے اس سرگذشت سے ناموافق ہوکر سلطان شمس الدین کی لڑکی رضیہ کو بادشاہ بنایا سلطان نے بھی اسکو ولیعہد
کیا تھا یہ بھی روایت ہو کہ لوگون نے سلطان سے سوال کیا تھا کہ لڑکے کے ہوتے ہوئے لڑکی ولیعہدی پر شایان نہین
جواب دیا کہ لڑکے میخواری مین ایسے سرشار ہین کہ اس مرتبہ کی لیاقت نہین رکھتے — معزالدین بہرام شاہ کے
عہد مین چنگیز خانی سپاہ نے لاہور کو خراب کیا بداندیشون نے معزالدین مذکور کو قید کرکے جان سے مارا اور سلطان
علاءالدین مسعود شاہ کے زمانے مین مغلون کا لشکر بنگالہ مین آیا شاید کہ ولایت ختا یا تبت سے آیا ہوگا اودھ نے فوج
بھیجکر شکست دی ترکستان سے بھی لشکر آیا سلطان نے اوس طرف نہضت کی بیاہ کے کنارے مخالفون کے لوٹ
جانے کی خبر ملی یہ بھی دہلی کو معاود ہوا آخر کینون کی خوشامد مین ایسا پھسا کہ قید ہوکر محبس عنصری سے آزادی حاصل کی
ناصرالدین محمود آگاہ دل داد و دہش کرتا تھا اسکے عہد مین بھی پنجاب مین مغل آئے جب اسکے کوچ کا آوازہ آویزہ گوش ہوا
آویزش کی تاب نہ لاکر اولٹے پیرون واپس گئے طبقات ناصری اسکے نام پر لکھی گئی غیاث الدین بلبن کو وزارت کا مرتبہ
عطا فرمایا جو کہ باپ کا غلام تھا اور الف خانی خطاب ملا اوسنے بھی اچھے طریقہ سے اس منصب کے اہتمام مین سعی کی
جب ناصرالدین کا وعدہ برابر آیا کوئی وارث نتھا اس وزیر نیک تدبیر کو شاہی ملی اسے قدردانی اور رعایا پروری اور آدمیت
کے وسیلے سے چار چین گیتی کو سرسبز و شاداب فرمایا بدگوہرون کی بے آبروئی ہوئی نالایق دربار مین بار نہ پاتے تھے نیک خصلتون
کی گرم بازاری تھی — پنجاب اپنے بڑے لڑکے محمد کو تفویض کیا اسکو خان شہید کہتے ہین اسکی مردانگی اور بیدار مغزی سے
پنجاب مین امن و امان ہوا امیر خسرو اور امیر حسن اسکی ہمرکابی مین تھے — بے ساز و سامان جنگ کے چلا جاتا تھا ناگاہ
مغلون کا لشکر آپہونچا دیپالپور اور لاہور کے درمیان مین لڑائی کی سبیل ہوئی اسی راہ مین جان نثار ہوئے امیر خسرو قید ہوئے
آخر مکر و فریب کی بدش سے رہائی ملی چھوٹے لڑکے بغرا خان کو بنگالہ کی حکومت دی تھی آجکل اسنے نیرنگ دکھایا امیر خسرو
ولد خان شہید کو جسے ولیعہد کیا تھا ملتان روانہ کیا اور بغرا خان کے فرزند کو معزالدین کیقباد کا خطاب ملا سلطنت
دہلی کی اسکے قبضے مین آئی اوسکے باپ نے ناصرالدین اپنا لقب مقرر کرکے دہلی کی راہ لی اسطرف سے کیقباد نے
چڑھائی کی دو لشکر اودھ کے قریب دریاے سرجو کے کنارے جا اوترے آخر کو فیابین سے ملاقات ہوئی لڑکے کو بادشاہی
پر رکھکر باپ بنگالہ کو چلا گیا تعجب ہی کہ امیر خسرو نے اپنی کتاب قران السعدین مین اس ملاقات کی تعریف لکھی ہی
آخر کار اوس پدر آزار کا حال میخواری سے تباہ ہوا چند آدمیون نے اوسکے لڑکے کو شمس الدین کے خطاب سے سریر سلطنت
جانشین کیا اور اوس مخمور غرور کو دریاے جمن مین ڈبویا اور شمس الدین کو بھی گوشۂ خمول مین جگہ دی گروہ خلجی مین
حکمرانی پہونچی جلال الدین حکمران ہوا اپنی سادہ دلی سے نیرنگ سازون کا رنگ نہ پہچانا ملک علاءالدین نے جو اوسکا بھتیجا
اور پرورش کردہ تھا مقام کڑہ سے دکھن جاکر خوب دولت حاصل کی رودیہ کے پاتے ہی سرکشی کی سوجھی اور مناقبون کی

دراندازی سے سلطان کڑہ کو روانہ ہوا اوسنے اسکا کام تمام کیا اور اپنا لقب سلطان علاء الدین مقرر فرمایا تقدیر کی یاوری سے ایسی بڑی سلطنت حاصل کی عمدہ عمدہ رسم ورواج آغاز کیے چند بار مغل سے آکر فتحیاب ہوا اور مسروقے اپنے خمسہ کو اسی کے نام سے منتظم کیا اور اوسکے لڑکے خضر خان کے نامزد دیول رانی ہوئی بخت ناسازگار کی یاری کسی خواجہ سرا پر عاشق ہوا اوسیکی رایے پر کاروبار کا مدار ہوا اور اوسیکے سلسلہ سے خضر خان اور شادی خان اور مبارک صاحبزادگان قید ہوگئے جب بادشاہ مرا اسیکی سعی سے چھوٹے لڑکے کا سلطان شہاب الدین خطاب ہوا سلطنت ملی اوسنے اور بھائیون کے آنکھون مین سلائی پھیروادی خدا کی حمایت سے مبارک خان اس چشم زخم سے بچ گیا چند روز نگذرے تھے کہ اوس کور باطن کو نہانخانۂ عدم کی راہ دکھلائی مبارک خان کو تخت وتاج نصیب ہوا سلطان قطب الدین اپنا خطاب کیا گجرات اور دکھن فتح کیا حسن پرستی کا حسن دیکھیے حسن نام کمین قاتی کو معشوق بنایا خرد خانی خطاب عطا ہوا ہر چند خیر اندیشون نے اوسکی بدکاریان ذہن نشین کین مگر اوسنے اپنا برا بھلا نسوجھا وہ تو اپنی گھات مین لگا تھا جب داؤ پایا اوج زندگانی سے غار نیستی مین گرادیا اور ناصر الدین کے خطاب سے خود تخت آراہوا غازی الملک نے جو امراے خلاے کے بھائیون مین تھا اسکے حرف حیات کو صفحۂ وجود سے حک کیا اور بزرگان وقت کی مدد سے بادشاہی حاصل کی سلطان غیاث الدین تغلق لقب ہوا بنگالہ کی مہم کا انتظام کرکے دہلی آتا تھا محمد خان اوسکے لڑکے نے دہلی سے تین کوس پر ایک عمارت بنوائی اور پدر بزرگوار کو کمال اشتیاق سے اوس مکان مین لیگیا ناگاہ چھت گرنے سے پیمانہ حیات چھلک پڑا اگرچہ اسکی بیگناہی صاف معلوم ہوتی ہی مگر اسقدر خلجان ہی کہ ایسی عجلت مین اسطرح کا مکان بنوانا اور بڑے تپاک سے بادشاہ کو دہین پر لیجانا خالی علت سے نہو۔ جب سلطان محمد نے عقبیٰ کی راہ لی فیروز ولد رجب اسکا چچازاد بھائی بموجب وصیت کے مسند نشین ہوا عمدہ شایستگی سے کارپردازی کی اسکے مرنے سے ولایت ہند مین آشفتگی ظاہر ہوئی تھوڑے دنون تک تغلق شاہ اوسکا فرزند زادہ جانگزین رہا تھا کہ نالائقون کے ہاتھ سے سرگرم خواب آخرت ہوا دوسرے نبیرہ ابوبکر کو سلطنت ملی سلطان محمود کے عہد مین جلو خان پر مدار کار تھا اقبال خان کے نام سے یہ شخص ملقب تھا آخر بخت خفتہ کی مدد سے کچھ انتظام نکرسکا شورش اوٹھہ کھڑی ہوئی بعضون نے سلطان فیروز کو نصرت شاہی کے خطاب سے بادشاہ بناکر فتنہ کو جگایا ہموارہ دہلی کے قرب وجوار ہنگامۂ کارزار گرم رہا تا آنکہ ۸۰۱ھ مین امیر تیمور صاحبقران کا ورود ہوا سلطان محمود گجرات کو سدھارا اور ہر ایک جسکے جہان سینگ سمائے دبک بیٹھا جب صاحبقران لوٹا خضر خان جس سے بروقت آنے کے سلطان صاحبقران نے ملاقات کی تھی ملتان اور دیپالپور مین مقرر کیا دو مہینے تک دہلی ویران رہی نصرت شاہ جو دوانہ مین بھاگ گیا تھا دہلی مین حاکم ہوا اوسکے بعد اقبال خان کا اقبال چمکا نصرت شاہ میوات کو گیا بعد ازین سلطان محمود گجرات سے آیا اقبال خان نے خدمتگذاری مین کوتاہی کی سلطان ایکرات کو تنہا سلطان ابراہیم شرقی

کے پاس گیا اوسے بھی مددگاری کی توفیق نہوئی ناچار وہان سے بھی محروم چلا اقبال خان لڑنے کو اوٹھہ کھڑا ہوا مگر کچھہ نکر سکا خضرخان کی لڑائی مین گرفتار ہوا سرانکو پہوچا سلطان محمود نے دہلی فتح کی چند دنون تک دفع شورش مین مصروف رہا تا آنکہ حالت بیماری مین درگذرا خلجیون کی حکومت اسیکے ساتھہ نابود ہوئی چند روز تک عوام لوگ دولتخان کے گرد جمع رہے آخر خضرخان نے ملتان سے آکر دہلی فتح کی یہ خضرخان بیٹا ملک سلیمان کا ہی اور ملک سلیمان کو ملک دولت نے جو سلطان فیروز کے امرا مین ہی بتبنے کیا تھا اوسوقت سے عروج پاتے پاتے سلطنت کو پہوچا اس شخص نے اپنا نام رایات اعلے مقرر کیا تھا اور خطبہ صاحب قران کے نام پر جاری رکھا تھا بعدازان میرزا شاہرخ کے نام پڑھا جاتا اور آخر وقت مین اسکے نام پر دعا پڑھتے تھے اور بموجب وصیت کے اسکا لڑکا مبارک شاہ تخت آرا ہوا۔ جسوقت سلطان ابراہیم شرقی اور ہوشنگ کے باہمد گر آویزش ہورہی تھی کالپی کی طرف عزیمت کی دہلی کے قریب چند فریبیون نے نیمہ راہ سے عقبے کی راہ دکھلائی محمد شاہ کو جسے بعضے ولد فرید بن خضرخان کہتے ہین یا کہ مبارک شاہ کے لڑکے کو سرداری نصیب ہوئی سلطان علاء الدین صاحب رشد تھا مگر ناشایستگی اختیار کی آخر سلطان بہلول لودی نے سر اوٹھایا سلطان شہ لودی کا برادرزادہ ہی شاہوخیل کے فرقہ مین اسکا باپ بہرام مع پانچ لڑکون کے سلطان محمود کے عہد مین بلوت سے ملتان آیا تھا اور سوداگری کرتا اونمین سے سلطان شہ نے خضرخان کی نوکری اختیار کی اور اسلام خان کے نام سے ملقب ہوا سہرند اسکی تنخواہ مین مقرر ہوا بہلول اوسکے بھتیجے کا لڑکا سہرند مین آیا اوسکی فرزندی مین اعتبار پایا اسکا مولد ملتان ہی جس مہینے کہ وضع حمل کے دن نزدیک تھے چھت کی کڑی اسکی مان کے سر پر آن گری زندگی سے گذر گئی شکم چیر کے بچہ نکالا گیا قدرت خدا نے مرنے سے بچایا تھا جب جوان ہوا بزرگون کی جگہ پر مسند آرا ہوا ان اسقدر شایستگی کی کہ بتیمت کی جان نہماری اسّی برس کی عمر مین بیماری سے مرگیا کہتے ہین کہ ایک خدارسیدہ ولی اللہ کی نظر اسپر پڑی کہا کہ کوئی شخص اس کم قدر روپیہ سے سلطنت دہلی کی مول لیویگا ہمراہیون نے طنز وطعنہ کی راہ سے استہزا کیا اوراسنے بکشادہ پیشانی مبلغ موجودہ اوس درویش کے حوالہ کیے آخر کو کامیاب ہوا شرقیون کے ساتھہ چند مرتبہ لڑائیان ہوئین اکثر اجڑے گذرے چندان کہ جونپور بھی زیر حکومت ہوا اور شرقیون کی سلطنت آخر ہوئی اسنے اپنے لڑکے بارک کو جونپور مین مقرر کرکے دہلی کی راہ لی جسوقت کہ گوالیار کی لڑائی سے دہلی کو جاتا تھا قصبہ سکیٹ کے نزدیک بیماری مین مبتلا ہوکر گذر گیا اوسکے لڑکے نظام خان کے نام سکہ وخطبہ کا رواج ہوا سلطان سکندر لقب کیا شہر آگرہ دارالحکومتہ کو تجویز ہوا ۸۹۱ھ مین عجب طرح کا زلزلہ آیا بڑی بڑی عمارتین منہدم ہوگئین یہ شخص صورت وسیرت سے آراستہ تھا داد دہش مین مصروف رہتا جب آفتاب حیات متوجہ مغرب ہوا اوسکے بیٹے سلطان ابراہیم نے اوسکیطرف آرائی کی جونپور تک اسکے تصرف مین آیا جلال خان دوسرے لڑکے کو جونپور کی خلافت ملی آخر کو برخلاف ہوئی لڑائی مین جلال خان آوارہ ہوا گوالیار کے قلعہ دار کی پناہ مین گیا وہان سے بسبب نااتفاقی کے مالوہ

ہوتے گوندوانہ آیا ہوا خواہان درگاہ سے گرفتار کرکے سردربار اوسکا کام تمام کیا اسکے زمانہ مین اکثر امرا منحرف ہوگئے جیساکہ حاکم بہار دریاخان لوحانی اور اوسکے لڑکے بہادرخان نے اپنا سکہ خطبہ جاری کیا ودلت خان لودی کابل مین جاکر بابر بادشاہ کے پناہ مین گیا اور اوسے ہندوستان مین لاکر حسب دلخواہ مدعا حاصل کیا

صوبۂ لاہور

سوم اقلیم سے ہی دریاے ستلج سے سندہ تک اکیسو اسی کوس لنبا اور بہتیز سے چوکھنڈی تک چوڑا ۸۶ کوس ہی پورب رخ سہرند اور شمال کشمیر ہی جنوبی بیکانیر پچھم ملتان — چھ دریا کوہ شمالی سے نکلتے ہین — ستلج کا سرچشمہ کوہ کملورہی اور اسکے کنارے پر باچھوارہ اور لودھیانہ اور اسی مقام پر شاہ راہ اور چند کوس اس سے پیشتر چالگیا ہم اور بیاہ سے ملتا ہی بیشتر اسکا نام بیاساہی اوسکے سرآغاز کو بیاہ کنڈ کہتے ہین کوہ کلور کے پاس سلطانپور اسی دریا کے پاس ہی پھر اسکا نام راوی اور پھر ایراوتی ہوکر بھدرال سے جوش کھاتا ہی لاہور کا دارالملک اسکے کنارے پر چناب نام ہی چندر بھاگا — کوہ کھٹوار کی بلندی سے دو چشمہ کوار اوبلتے ہین ایک کو چندر دوسرے کو بھاگا کہتے ہین کھٹوار کے قریب ملکر چندر بھاگا نام ہوجاتا ہی — پھول پور اور سودہرہ اور ہزارہ سے گذرتی ہی بہٹ سے یہ حوض نکلا ہی پرگنہ سے اور کشمیر مین سری نگر دارالملک کے درمیان سے گذر کر ہندوستان مین آتی ہی بھیرہ اوسکے ساحل پر ہی سندہ سے نکلا ہی اسکا منبع کاشغر اور کشمیر بتلاتے ہین کسیقدر اٹک بنارس اور چوپارہ اور بلوچستان کے اطراف سے گذرتا ہی اگر اور ستلج اور بیاہ کے درمیان مین سدینا ے جسکا نام جالندھر ہی اور بیاہ اور راوی کے مابین کوہاری اور راوی اور چناب کے واسطہ کو رچنا اور چناب اور جہلم کو راچھت اور جہلم اور سندہ کے درمیان کو سندہ ساگر — ستلج سے بیاہ تک پچاس اور بیاہ سے راوی تک سترہ اور راوی سے چناب تک تیس اور چناب سے جہلم تک بیس اور جہلم سے سندہ تک اڑسٹھ آباد ملک ہی ہوا سازگار کہتے ہین زمین لاجواب — اکثر چاہی — موسم سرما مین سرد اگرچہ ایران اور توران کے برابر نہین لیکن ہندوستان کے دوسری جگہون کے بہ نسبت افزون — تورانی اور ایرانی اور ہندوستانی تحفجات فراہم خرپزہ تمام سال ہوتا ہی اول تور و جوزا ثانیاً سرطان مین خوش مزہ ہوجب میان کم ہو کشمیر سے آتا ہی بعدہ کابل اور بدخشان اور توران زمین سے اور کوہ شمالی سے تمام سال برف لاتے ہین اور گھوڑا عراقی کی صورت کا پیدا ہوتا ہی الحال سکھون کے تسلط کی وجہ سے ایسے نفایس کمتر رہگئے ہین بعض جگہ ریگ شوئی کرنے سے سونا چاندی تانبا جست پیتل سیسہ نکلتا ہی ہر قسم کے ہنرمند رہتے ہین لاہور عمدہ شہر ہی راوی اور بیاہ کے دوآبہ مین معمور آدمیون کی کثرت نہایت گذشتہ وقت مین لہاور کہتے تھے طول مین اکیسو نو درجہ بائیس دقیقہ اور عرض مین ۳۱ درجہ پچاس دقیقہ سلاطین بابریہ کے عہد مین وارک قلعہ خشت پختہ سے تعمیر کیا چونکہ چندروز دارالحکومتہ رہا عمدہ عمدہ باغ وعمارات پر بہار ہی ہر قسم کے آدمی ہر شہر کے رہتے ہین پہاڑ پر ایک قلعہ کوٹ کانگڑہ نام ہی بلندی کوہ پر شہر کے نزدیک

ایک بھوانی کا مندر ہی دور دراز سے زیارت کو آتے ہین کہتے ہین کہ روائی کی آرزو مین اس جگہ زبان کاٹ کر چڑھاتے ہین کسیکو تھوڑے وقت مین اور کسیکو ایک یا دو روز کے عرصہ مین زبان درست ہو جاتی ہی اگرچہ حکیم لوگ زبان کو پیوند جانتے ہین لیکن یہ حکمت تعجب انگیز ہی اس بھوانی کو مہادیوجی کی جورو کہتے ہین اور فرقۂ ہنود حق تعالی کی قدرت کو اسی نام سے نامزد کرتے ہین کہتے ہین کہ اس بھوانی نے نادیدنی کے دیکھنے سے اپنے تین ہلاک کیا اوسکا پیکر چار جگہ گرا سر اور بعض اعضا کشمیر کے شمالی پہاڑ مین کامراج کی طرف جسکا نام سارد دھا ہوا اور کسیقدر بیجاپور دکھن مین اونکا نام بلیجا بھوانی ہوا اور جسقدر پورب کیطرف نزدیک کانورو کے گیا کا مچھا نام پایا اور جسقدر اپنی جگہ پر رہا اوسکا نام جالندھری ہوا اور وہ سرزمین اسی مقام کو سمجھتے ہین نزدیک چند جگہ سے مشعل کی طرح پر شعلۂ نور نکلتے ہین بعض چربی کیطرح جلتے ہین لوگ اوسکی زیارت کو جاتے ہین اور ہر قسم کی جنس اوس شعلہ مین چھوڑتے ہین — اوسکی بلندی پر ایک بڑا اونچا گنبد بنا ہی — شاید کہ گوگرد کی کان ہین جسے لوگ کرامات خیال کرتے ہین شمس آباد کے نزدیک سندساگر کے درمیانہ مین بالمیک جوگی کا عبادتکدہ ہی جسے بالناتھ کہتے ہین ہندو تیرتھی اس مقام کو متبرک جانتے ہین خاصکر جوگی نمک سنگ یہان ہوتا ہی بیس کوس لمبا ایک پہاڑ ہی جس سے نمک کا ٹکڑ نکالتے ہین جسقدر حاصل ہو اوسمین سے تین حصہ نکلوانے والون کا ہو اور ایک حصہ مزدوروں کا — آدھے دام سے دو دام تک فی من خرید کرکے دور دراز روانہ کرتے ہین حق زمینداری فی من دس دام لیتا ہی اور اور سوداگر لوگ ستر من پر ایک وپیہ داخل کچہری کرتے ہین اکثر ہر من بلق اور سرپوش اور رکابی اور چراغ دان بناتے ہین پانچ دوابہ اور دو سو چوبیس کرنہ اس صوبہ مین بنی ہوئی زمین ایک کرور اور اکسٹھ لاکھ اور پچپن ہزار تین سو تینتالیس بیگہ اور تین بسوہ جمع پچپن کرور چورانوے لاکھ پچپن ہزار چار سو تین دام ہی جسمین سے اٹھانوے لاکھ پانچہزار پانسو چورانوے دام سیورغال یومی چون ہزار چار سو اسی سوار اور چالیس لاکھ چھبیس ہزار چھ پیادہ ہین

صوبۂ ملتان

اول و دوم اقلیم سے فراخ بلکہ زیادہ کیونکہ اٹھ اس صوبہ پر زیادہ ہوا ہی — فیروزپور سے سیوستان چار سو تین کوس اور چوتھے جیسلمیر تک ایکسو آٹھ کوس چوڑا ہی — دوسری طرف سے طول کچھ اور مکران تک چھ سو ساٹھ کوس ہی اسکے خاور رو بہ سرکار سرسند سے ملا ہوا اور شمالی دریاے شورین اور جنوبی صوبۂ اجمیر مین اور باختر اور کچھ اور مکران ہی لیکن آسانی کیواسطے دونو علحدہ لکھتے ہین گزین دریا وہی چھہ ہین دریاے بھٹ پرگنہ شور مین چناب سے ملتا ہی دو سو سات کوس نکلکر ظفرپور کے قریب راوی مین تینون ایک ہو جاتے ہین اور ساٹھ کوس چلکر اوچ کے قرب و جوار مین سندہ سے ملحق ہون اور بارہ کوس پر فیروزپور کے پاس بیاہ اور ستلج سے متفق ہون وہانسے یہ نام ہوتے ہین ہرہاری اور مدپور دیپالپور و ملتان کے پاس اون چار و سے ملجاتے ہین جو دریا سندہ مین گرے سندہ نام ہو جاتا ہی اور ٹھٹھہ مین مہران کوہ شمالی آب و ہوا صوبۂ لاہور کے مانند مع دیگر اکثر چیزون کے متفق مگر ملتان مین بارش کم

ہوتی ہی اور گرمی بہت یہ ہندوستان کے پرانے شہرون مین ہی طول الکیسو سات درجہ پانچ دقیقہ اور عرض اوتیس درجہ
باون دقیقہ ہی خشتین قلعہ اور بلند منارے حسن لطافت زیادہ کردیا — شیخ بہاء الدین زکریا وغیرہ اولیا یہان
مدفون ہین — بسکر عمدہ قلعہ ہی پرانی کتابون مین اسکا نام منصورہ لکھا ہی یہ سب چشمہ دریا اسکے نیچے سے
ملکر نکلتے ہین دو حصہ تو قلعہ کے دکھن طرف اور ایک حصہ ادھر برج سے نکلتا ہی میوے اچھے ہوتے
ہین بسومی اور بھکر کے درمیان ہین بڑا جنگل ہی تین مہینے موسم گرما مین لوٗہ چلتی ہی دریاے سندہ چند سال
کے بعد دکھن سے اوتر کو بہنے لگتی ہی آبادی بھی اوسکی تعاقب کرتی ہی اسی سبب سے دہان پر مکان لکڑی
اور پھوس سے بناتے ہین — اس صوبہ مین تین سرکار اور اٹھاسی پرگنہ ہین زمین پیمودہ تیتیس لاکھ تہتر ہزار
نوسو تیتیس بیگہ ۴ بسوہ جمع پندرہ کرور چودہ لاکھ تین ہزار چھ سو اونتیس دام اوسمین سے ایک لاکھ اونسٹھ ہزار
نوسو اڑتالیس دام سیورغال مع اٹھارہ ہزار سات سو پچاسی سوار اور ایک لاکھ پینسٹھ ہزار ساڑھے چھ سو پیادہ

جدول

اسامی	سال	اسامی	سال
۱ — شیخ یوسف	۲	۲ — سلطان محمود	معزول
۳ — سلطان قطب الدین پسر سلطان محمود	معزول	۴ — سلطان حسین ولد سلطان قطب الدین	ے
۵ سلطان فیروز	ایکسال	۶ — سلطان محمود ولد فیروز	معزول
۷ — سلطان حسین ولد محمود	ایکسال	۸ — شاہ حق	نامعلوم
۹ — کامران مرزا	نامعلوم	۱۰ شیر شاہ	〃
۱۱ — سلیم شاہ	〃	۱۲ — سکندر	〃

کسیقدر فرمانرہان دہلی کی زیر حکومت اور کسیقدر بزرگان سندہ کی زبردستی اور کچھ غزنویون کے قبضے مین تھا
جسوقت سلطان معز الدین سام کے قبضے مین ہوا ہمیشہ دہلی کی خراج گزاری مین رہا ۵۸۴ ہجری مین جب کہ
سلطان علاء الدین کی نوبت ہوئی بادشاہی کی شان وشوکت گھٹ گئی ہر طرف لوگ اپنی اپنی آرزو کے
حصول مین ساعی ہوئے چند مفسدون نے شیخ یوسف قریشی کو جو شیخ بہاء الدین زکریا کا مجاور تھا سردار
بنایا کہ بعد ازان اوسکا عزل ہوا اوسنے سخت دوڑ دھوپ کرکے حضور سلطان بہلول مین راہ پائی بہائی مرزا نے
قوم لنگاہان مین قاسم ہوئی اوسنے اپنا لقب سلطان محمود شاہ رکھا کہتے ہین کہ اس بوبی نے اول اپنی لڑکی اوسکو
عطا کی اور کبھی کبھی تنہا دیکھنے کو جایا کرتا تا آنکہ قابو پاکر کام تمام کیا سلطان قطب الدین کے عہد مین سلطان محمود
خلیجی مالوہ سے ملتان فتح کرنے آیا اور نے حصول مراد واپس گیا بعض کہتے ہین کہ قطب الدین نے اول اول قوم لنگاہان

سے تخت و تاج حاصل کیا۔ سلطان حسین کے عہد مین سلطان بہلول نے بارک شاہ کو شیخ یوسف کی مدد مین بھیجا مگر نامراد واپس ہوا جب ضعیفی نے زور دکھلایا بڑے لڑکے فیروز خان کو سلطان فیروز کے لقب سے جانشین فرمایا اعتماد الملک وزیر نے اپنے لخت جگر کی عداوت سے بوسیلہ زہر اوسکا کلیجہ پھاڑا سلطان حسین نے دوبارہ حکومت چمکائی اور محمود خان بن سلطان فیروز کو ولیعہد کیا جب سلطان حسین چونتیس برس کے بعد تخت گور کا محتاج ہوا سلطان نے کلانی پائی اسکے عہد مین چند مرتبہ مغلون نے سر اوٹھایا اور جیسے کے تیسے واپس ہوئے دراندازان نے بادشاہ اور جام بایزید وزیر کے درمیان مین غبار اوٹھایا اور ایسی خاک اوڑائی کہ گرز و شمشیر کی نوبت آئی۔ وزیر نے ملتان سے نکل کر دریاے شور کا راستہ پکڑا اور سلطان سکندر لودی کا خطبہ پڑھا جب وہ مرا اوسکے چھوٹے بیٹے کو سلطان حسین کے لقب سے تخت نشین کیا اور مرزا شاہ حسین نے ٹھٹھہ سے نکل کر ملتان لے لیا اور لشکر خان کو دیا مرزا کامران نے اس سے چھین کر تصرف کیا بعدہ شیر خان اور سلیم خان اور سکندر نے باری باری چیرہ دستی کی آخر نوعدالت ہمایون شاہ سے ہندوستان کی تاریکی دور ہوئی اوسوقت سے خراج گذاری کرنے لگے تا آنکہ نادر شاہ نے ہندوستان سے نکال کر ایران مین شامل کیا بعدازان ابدالی نے لوٹ مار مچائی آج کل کبھی سکھون کے ہاتھ مین اور کبھی احمد شاہ ابدالی کے بیٹے تیمور شاہ کے قبضے مین آتا ہی اسکا دارالملک کابل ہی

سرکار ٹھٹھہ

بہت دنون سے علحدہ صوبہ ہوگیا ہی بھکر سے کچھ اور مکران تک دو سو ساٹھ کوس لنبا اور مرین سے لاہری بندر گاہ تک یکسو کوس چوڑا اور مغرب قصبۂ چاندو تواریخ بھکر سے بیکانیر تک ساٹھ کوس ہی اسکے پورب رخ گجرات اور تر بھکر دکھن دریاے شور پچھم مکران اقلیم دوم سے ہی طول مین یکسو دو درجہ اور تیس دقیقہ اور عرض چوبیس درجہ دس دقیقہ ہی اول بہمن آباد شہر پایہ تخت تھا جسکے قلعہ مین اکیہتر چار سو برج ہین ہر برج مین ایک ایک جریب ہنوز اوسکے برج و بارہ کے اکثر نشانات پیدا ہین آج کل اوسکو ٹھٹھہ اور دیبل کہتے ہین۔ شمالی پہاڑ چند شاخ ہوکر ایک قندھار تک چلے گئے اور دوسرے دریاے شور سے قصبۂ کوہبار تک اور اسے رام گڈہ کہتے ہین آخر کو سیوستان مین ملحق ہوتا ہی اوسے لکھی کہتے ہین اوسکا بڑا اوس بلوچ ہی انکا نام کلمانی ہی کوئی بیس ہزار گھر ہون اونمین ہزار سوار جرار ہین اونٹ وہان پیدا ہوتا ہی دوسرا سہسوان ہی سنوی گڈہ تمک نوے کوس نوشخص کے مسکن تین سو سوار اور سات ہزار پیادہ اور اُسی پہاڑ کے نیچے ایک گروہ بادجون کا ہی طمری کے نام سے مشہور ہین ہزار مرد سواری مین فرد یعنی مل سکتا ہی اور ایک پہاڑ ہی جسکا ایک سرا بیچ اور مکران سے ملا ہی کلمانی لوگ اوسکو گارہ کہتے ہین چار ہزار بلوچ کا سکونت گاہ ہی جاڑے کی پوشاک پوستین ہی اور گرمی سیستان کے رنگ پر معتدل میوہ ہر قسم کا عمدہ خصوص انب اور جنگلی خربزہ خودرو ہوتا ہی پھول کمتر شت اونٹ عمدہ کشتی پر کاروبار کا مدار ہی چھوٹے بڑے چالیس ہزار ہون گے شکاری جانور و نمین گورخر۔ خرگوش

کوتھہ پاچہ — خوگ — ماہی وغیرہ بکثرت یہ ولایت غلہ ہی کسان سے سوم حصہ محصول کا لیتے ہین نمک اور کوئلے کی کھان ہی — شالی عمدہ اور بہت ہی ٹھٹھہ سے چھہ کوس پر سنگ زرد کی کھان ہی بس دراز اور کوتاہ اور مدور عمارتین بناتے ہین — خورش کا مدار جاول مچھلی پر ہی کشتیان لیکر دوسرے شہرون مین جاکر فایدہ اوٹھاتے ہین اور اوس سے روغن نکالتے ہین وہ کشتی کے کام مین آتا ہی بلوہ مچھلی خوش گواری مین لاجواب دریاے شور سے سندہ مین آتی ہی دہی بہت عمدہ ہوتا ہی چار مہینے تک بدمزہ نہین ہوتا — اوس شہر کے نزدیک بزرگ تالاب ہی بارہ راہین ہین اوسے منجور کہتے ہین اور پانی پر مکان بناکر اکثر ماہی گر رہتے ہین نادر واقعات سے جگرخوار کا احوال ہی اور یہ آدمی زاد ہوتے ہین کہ جادو اور نظر سے جگر نکال لیتے ہین بعضے کہتے ہین کہ کبھی ایسی حالت ہوتی ہی کہ جسپر نظر ڈالے طرفۃ العین مین اوسے چشم زخم پہونچائے اوسوقت انار دانہ کی طور پر آدمی زاد سے نکالتا ہی کسیقدر پکی پنڈلیون مین چھپا رکھتا ہی اسوقت مین جگر ربودہ بیہوش رہتا ہی جب چارہ کار سے نا امید ہون آگ پر چھوڑ دیتا ہی مانند طبق کے چوڑا ہوتا ہی اسوقت باہم ہمجنسون مین تقسیم کرکے کھاتے ہین اور اوس بیخود کی زندگانی کا پیالہ لبریز ہو جب جانین کہ دوسرے کو یہ سحر بتلادین اوسی گوشت کا ٹکڑا کھلادین پس جادو سکھلادین اگر کہین یہ شخص گرفتار ہو اسکی پنڈلیان چیر کر وہ انار دانہ نکالکر بیمار کو کھلاوین فوراً شفا پاوے اکثر عورتین ہوتی ہین ذرا سی دیر مین دور دراز کی خبر لادین پتھر دریا مین تیراتی ہین جو شخص یہ چاہے کہ اس فرقہ کو ایسی روش سے محروم کرے اوسکی دونون کنپٹی اور بندون پر داغ دیتے ہین اور آنکھون مین نمک چھڑک کر تہ خانہ مین چالیس روز تک لٹکا رکھتے اور نمک کا کھانا دیتے اور کچھہ افسون پڑہتے ہین اس زمانہ مین اوسکا نام ڈھیچہ ہوتا ہی اگرچہ اگلی قوت نہین رہتی لیکن جگرخوار کی پہچان رہجاتی ہی اوسکی دیدہ وری سے وہ بدنظر نگاہ پڑتی اور گرفتار ہوتی ہی اور جھاڑ پھونک یا کسی دوا کے استعمال سے صحت کرتی ہی — بیشتر یہ ملک سرکار صوبہ ملتان کا چہارم حصہ تھا حدود ملتان اور اوچ سے ٹھٹھہ تک شمال رویہ بڑے بڑے خاراکے پہاڑ اور اوسکے اندر بلوچ کے گروہ رہتے ہین اور جنوب کی جانب اوچ سے گجرات تک بالون کے پہاڑ بہتی کے مسکن ہین بھکر سے نصیرپور اور امرت کوٹ تک فرقہ سومرہ اور جارنجہ وغیرہ کی بود و باش ہی اس صوبہ مین پانچ سرکار تین کرور گنہ ہین جمع چھہ کرور اکسٹھہ لاکھہ باون ہزار تین سو نوے دام

جدول فرمانروایان

اسامی	سال و ماہ	اسامی	سال و ماہ	اسامی	سال و ماہ
۱ — ۶ — نفر سومکان یعنی اولاد سومرہ	پانسو برس	۲ — جام انار	۳ — ۶	۳ — جام خرما	۴ —
۴ — جام ماہنہ	۷ عدد	۵ — جام سماحی	۷ عدد چندماہ	۶ — جام صلاح الدین	۷ عدد چندماہ
۷ — جام نظام الدین و جام صلاح الدین	دو سال سے کسیقدر زیادہ	۸ — جام علی شیر سماحی	۶ — چندماہ	۹ — جام کران بن کاجی	۱۰ دن

اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ
افتح خان اسکندر	لغ چندماہ	۱۱ متعلق برادر فتح خان	مدت
۱۲ مبارک پردہ دار	۳ یوم		

اگلے زمانہ مین سبرس نام راجہ تھا دار الخلافہ مقام اویور — پورب رخ کشمیر تک رکھتا تھا اور پچھم کنار
اور جنوب دریای شور اور شمال پہاڑ تک — فارس سے بیورنا ولی مین جب لشکر آیا اوسی جھگڑے مین اس
دغا کی جھگڑے سے خلاصی ہوئی کسیقدر عرصہ تک فارسیون نے لوٹ کر کے واپس اپنی راہ لی راجہ کا کنور
بیٹھا اور دل رام نام وزیر کی روشنی عقل سے شبستان جہانداری کا اندھیارا دور ہوا ایک برہمن بیچ
جمرستان کا رہنے والا اس وزیر سے متفق ہوا اور اپنی چرب زبانی اور حرف سرائی سے قلیل عرصے مین
پائی جب وزیر نے ملک بقا کی راہ لی بیچ نے اسکی جگہ پر قیام کیا اس رہزن عقل نے راجہ کی بی بی سے طریقہ
موافقت پیدا کیا شبستان عفت کی رہزنی کی ہرچند اولیاے دولت نے خفیقت حال عرض کیا مگر
کچھہ بھی ہنظنہ نہوا آخر کار جب راجہ بیمار ہوا اس تبہ کار عفت شکن نے رانی سے متفق ہوکر لشکر کے سردار
کو واسطے صلاح ومشورت کے ایک ایک کر بلایا اور ہر ایک کے دشمنون کو وعدہ انعام سے رضامند فرما کر
جب سارے سردار سراے فنا سے سرا بستان بقا کو سدھارے اور راجہ نے بھی اپنے تکلو ان قدیم کی رفاقت
تخت حکومت پر قدم رکھا اور رانی کے ساتھہ کامرانی کرنے لگا آبادی ملک اور افزائش رعیت وغیرہ مین کوشش
کیج اور مکران پر چیرہ دستی کی عمر کے زمانے مین مغیرہ ابو العاص نے بحرین کی راہ سے ہندوستان پر چڑھائی
لڑائی ہوئی آخر کو مغیرہ مارا گیا — عثمانؓ کے عہد خلافت مین کسی عقلمند کو ہند کے دریافت حقیقت کے
اور لشکر کا جاوہ ہوا فرستادہ نے اسطرح آگہی دی اگر لشکر گران روان ہوقوت کے کم ہونے سے
نہوگا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے لشکر روانہ فرمایا کسیقدر سرحد بیلہ کی تصرف مین
حضرت کی شہادت کی خبر سنکر لشکر مکران کو چلا گیا معاویہؓ نے دو مرتبہ سندہ تک چڑھائی کی اور ہر مرتبہ
آب شمشیر پیکر ٹھندھے ٹھندھے مرکز اصلی کی راہ پکڑی بیچ نے چالیس برس حکمرانی کر کے عدم کی راہ لی
چھوٹا لڑکا سپس واہر وارث ہوا — ولید بن عبد الملک کے عہد مین عجاج امارت عراق کا حاکم تھا
جو چچازاد بھائی اور نیز داماد تھا سندہ کو بھیجا چند مرتبہ داہر سے آویزشین ہوئین آخر کو ۹۶ ہجری ماہ رمضان
روز پنجشنبہ کو عین لڑائی مین دنیا کے چشم زخم سے آنکھہ بند کر لی اور ٹھٹھہ طرفانی کے قبضہ مین گیا اور رانی
لڑکی کو جو قید مین تھی مع دیگر تحفجات کے خلیفہ کے پاس روانہ کیا — انھون نے حیلہ اندوزی سے عرض کیا
کہ محمد قاسم نے اول غنچہ عفت کی بو لے لی ہے خلیفہ نے اس بے ادبی سے غصہ ہوکر حکم فرمایا کہ چمڑے مین

درگاہ مین روانہ کرین — جسوقت قاسم نے چاہا تھا کہ راے ہرچند والی قنوج پر چڑھائی کرے یہ فرمان قضا عنوان پہونچا اور اوسی ہیئت حضوری خلیفہ مین آیا خلیفہ نے اوسی حالت مین اون لڑکیون کو دکھلایا انھون نے گماشکر ہی اپنے باپ قاتل کو اس حال مین دیکھا خلیفہ کی راے پر تعجب آتا ہی کہ خفیف سی بات مین بجز و گوشزد ہونے کے ایسے معزز کی قدر و منزلت خاک مین ملائی — بادشاہ عادل کی یہ صفت نہین کہ دوربینی نکرین اور دشمنون کے اغوا سے دوستون کی جان و مال کی نقصانی کرین القصہ محمد قاسم کے بعد چند دنون بنی تمیم انصاری کی اولاد اور بعد ازان اوس سومرہ کی فرمان روائی رہی بعدہ قوم سمہ کی حکومت ہوئی جو اپنے تئین نسل جمشید سے جانتے اور اپنے نام پر جام کا اضافہ کرتے ہین — جام بانبتہ کے عہد مین سلطان فیروز شاہ نے تین مرتبہ دہلی سے چڑھائی کی تیسری مرتبہ اوسے گرفتار کر لایا دہلی مین لاکر ملازمون کے تفویض کیا چونکہ اوسکی پیشانی سے خطوط کاردانی پڑھے اوس دیار کی ایالت پر ازسرنو نامزد کیا گیا جب جام تغلق نے اس دہر فنا سے کوچ کیا مبارک نام پردہ دار نے شور اوٹھا کر تخت آرائی کی اوسکے بعد سکندر ولد فتح خان مسند آرا ہوا اور تند اشاہ کے وقت مین شاہ بیک ارغون نے قندھار سے آکر میوہ فتح کی اور سلطان محمد اپنے بھائی کو وہان پر چھوڑ کر قندھار کو مراجعت کی جام مذکور نے اسکے سر پر لشکر کشی کی وہ اس لڑائی مین مارا گیا شاہ بیگ دوسری مرتبہ بس ولایت مین آیا سہسوان مع سند کے فتح کر کے آپنے آدمیون کو سپرد کیا جام فیروز کے عہد مین صلاح الدین نام آویزش مین اوٹھ کھڑا ہوا جب کچھ نہ بن سکا سلطان محمود گجراتی کی پناہ لی سلطان موصوف نے مہربانی کر کے کمک ساتھ کر دی ادھر دریا خان جو جام فیروز کا وزیر تھا اوس سے ملکیا پس ملک سندہ بے جھگڑے جام صلاح الدین کے ہاتھ آیا تھوڑے عرصے کے بعد دریا خان مذکور نے جام فیروز کی مدد سے ہمت مضبوط کی اور پھر حکومت اوسکی حاصل کی صلاح الدین نے دوبارہ گجرات پہوچ کر بادشاہ سے مدد حاصل کی اور ملک کا استرداد کیا فیروز قندھار کیطرف لشاہ اشاہ بیگ کے ہمراہ کمک دی سہسوان مین جنگ درپیش ہوئی صلاح الدین مع فرزند کے فدائے موت ہوا ریاست جام فیروز کو ملی سنہ ۹۲۶ ہجری مین شاہ بیگ نے تمام سندہ پر قبضہ کر لیا جام فیروز نے گجرات پہونچکر اپنے لڑکے سلطان بہادر کو دی اور اوسکے امرا مین داخل ہوا شاہ بیگ کو سندہ کی سند ملی یہ شخص مرزا ذوالنون سلطان حسین کے سپہ سالار کا بیٹا ہی قندھار اوسکی ماتحتی مین تھا جب شیک خان اورنگ نے سلطان حسین مرزا کے ارکون سے لڑائی کی یہ شخص عین معرکہ مین مردانہ جان فشان ہوا قندھار کی حکومت اسکے فرزند رشید کو ملی اسکے بعد سلطان حسن شاہ باپ کی جگہ قائم مقام ہوا اور سلطان محمد سے ملتان کو چھین لیا اسکے بعد عبد العلی ترخان کا بیٹا میرزا عیسی لیکن چون کہ اسکے مزاج مین ربودگی تھی امور ملکی مین نہ خیال کرتا مرزا جانی بیگ اسکا بیٹا منتظر تھا تا آنکہ تیغ اکبری نے وہان پر جلوہ دکھلایا اور مرزا جانی زمرۂ ملازمان دربار مین آیا

صوبۂ کابل

سوم اور چہارم اقلیم سے ہی بگلی بنیر سواد بجنور قندھار زابلستان وغیرہ سے ملکر ہی پشتیر زابلستان غزنویان کا پایہ تخت تھا بالفعل کابل ہی اس صوبہ سے کشمیر سوم و چہارم اقلیم سے ہی درازی اسکی فرویر سے دریاے کشن گنگ تک ایکسو بیس ۱۲۰ کوس اور چوڑائی دس کوس سے پچیس کوس تک ہی پورب رویہ پرستان اور دریاے چناب شرقی اور جنوبی بالہال اور کوہ جموشرقی شمالی تبت کلان مغربی بگلی اور دریاے کشن گنگ مغربی اور جنوبی ولایت گھکھر مغربی شمالی تبت خرد چار و طرف سے شمالی پہاڑ ہندوستان سے ۲۶ راستہ ہوکر گذر ہوتا ہی لیکن بگلی اور بنیر کی عمدہ راہ ہی بنیر کی راہ نزدیک تر اور چند شاخین رکھتی ہی تین عمدہ اکثر لشکر کی آمد و رفت مین پیستی اور بنیر ۔ اکبر بادشاہ کشمیر کی سیر کو اسی راہ بیر پنچال سے آیا اگر اس پہاڑ پر گھوڑا یا بیل ذبح کرین فوراً پانی اور بادل امڈ آئے اور برف باران ہوا ایسا دلکشا ملک ہی کہ اگر ایک باغ دلکشا یا کہ ایک قلعۂ گردون سا کہین سزاوار ہی سبزہ وحوش کی عشرت گاہ ہی اور گوشہ گزینون کی آرامگاہ پانی خوشگوار ہوا سازگار آبشارون کی لطافت برف وباران کی کثرت دیکھنے کے قابل ہی زمین آبی اور للمی صحرا بیابان روح افزا بنفشہ گلاب نرگس جودرو سے لخلخہ ساخزان مین بہار آشکار کثرت مین وحدت کا گرم بازار مکانات چوبی کی تعمیر چار چار منزل سے زیادہ حیرت کے محل دیوار کی جگہ پر چھتو سنین لالہ بوتے ہین نظارگیون کے ہوش کھوتے ہین زلزلے کی وہ کثرت کہ کاخ عنصری مین سہ منزلۂ دماغ ہل اوٹھے اسی لغزش سے مکانات چوبی بناتے ہین خشت وسنگ پر خاک ڈالتے ہین البتہ پرانے وقتون کے مکانات سنگین خراب پڑے ہین ہر قسم کے پشمینے بنتے ہین خاصکر شال کہ ہفت اقلیم مین تحفہ جاتی ہی اس مرز بوم مین شومی کے آثار یہان کے باشندے تبہ کار ہین تعجب یہ کہ باوجود انبوہ مردم اور قلت سرمایہ چوری اور گداگری کم ہی شاہ آلو اور شاہتوت کثرت سے ہوتا ہی خربزہ ۔ سیب شفتالو زردآلو بہت عمدہ انگور اگرچہ بکثرت مگر ہمیزہ درخستان توت پر پھیلتے ہین توت کا خرچ خورش کم کرم پیلہ کے واسطے رکھتے ہین اور تخم ککڑ اور چھوہارا تبت سے لاتے ہین ۔ اکثر برنج اور شراب اور مچھلی کی خورش ہی ترکاریان خشک کرکے رکھ چھوڑتے رات کے پکائے صبح کو تناول کرتے ہین ۔ باوجود کثرت کے عمدہ شالی نہین میسر آتا گندم سیاہ رنگ اور چھوٹا کم ہوتا ہی مونگ نہین کھاتے چنا اور جو بالکل نادید پہاڑی بکری گوسفند کے مانند نہایت خوش مزہ اور ملائم ہوتی ہین اوسکا نام ہندو ہی پشمینہ پوشش ایک سال کے بنی ہوئی چند برس تک استعمال رکھتے ہین ٹانگن زور اور پہاڑ کے چلنے والے کثرت سے ہین ہاتھی اور اونٹ کا نشان نہین ۔ گاو سیاہ رنگ پشمی کا شیرور وغن عمدہ ہوتا ہی ہر قسم کے پیشہ ور موجود بازار نشینی کی رسم نہین اکثر مکانونمین خرید و فروخت رہتا ہی سانپ بچھو وغیرہ پہاڑ کے سوا بستی مین نہین ایک پہاڑ مہادیو نام ہی جہانتک اوسکی نظر آئے سانپ ظاہر نہین ہوتا ۔ کھٹمل مچھر مکھی پسو کے جھنڈ جھنڈ ٹمنو دار ہین غلیل کی کثرت سے کنجشک معدوم ہی اُس کمان کو ایکزہ بناتے ہین اور پنسنوئی مین سوار ہوکر تالابونمین شکاری جانورون کو مانند مرغابی وغیرہ کے ہوا سے کشتی مین لاتے ہین اور کبھی اپنے سرون کے

نیچے رکھ لیتے ہین کبھی دونون کا بھی شکار ہوتا ہی اور چیتے کو بھی صید کرتے ہین باربرداری کشتی یا آدمیون کے پیٹھ پر ہوتی ہی ملاح بڈھی نہایت گرم مزاج ہین برہمنون کی کثرت اگرچہ خاص زبان اس ملک کی دوسری طرز پر ہی لیکن علم و عقل کی کتابین سنسکرت زبان مین دوسرے خط سے لکھی اور پڑھی جاتی ہین اکثر توز پر جو کسی درخت کا پوست ہی لکھتے ہین اور نہایت پایدار ہوتا ہی سیاہی ایسی بناتے ہین کہ دھونے سے بھی نہ مٹے اگرچہ اگلے زمانہ مین ہندی دانشمندی کا رواج تھا لیکن آج کل تمام زمانہ کی عقلین وہان پر مجموع ہین مانند حکمت اور نجوم وغیرہ کے ہندیون کے مانند تقلید کرتے ہین اکثر سنی اور کسیقدر امامی اور نور بخشی — ایمان کے جھگڑے اکثر ہوتے رہتے ہین تورانی اور ایرانی گانے والیان بکثرت لیکن ایک ہی آہنگ سے گاتے ہین ہر ایک کا ایسا نالہ ہی کہ جگر مین نشتر مارتا ہی شایستہ کار اس سرزمین کا ایزدی نیایش ہی اور مخالف مذہب پر طعنہ نہین کرتے میوہ دار درخت لگاتے ہین جس سے سرمایہ حاصل ہو گوشت نہین کھاتے نکاح نہین کرتے اسطرح کے لوگ قریب دو ہزار کے ہونگے — اس ملک مین تولہ کے سولہ ماشہ اور ہر ماشہ کے چھ مترخ جانتے سونے کی مہر سولہ دانق کی اور ہر دانق چھ جو کے وزن کا ہوتا ہی دہلی کی مروج مہر سے چار سرخ زیادہ وزنی مین رب سا سلو چاندی کی قسم ہی نو ماشہ اور بیسو ہزارنامہ چار حصہ آدم اور دسکو کسیرہ کہتے ہین تارہ کالی اس سکہ کی آدھا چار حصہ اوسکے چار کسیرہ کو سامنو اور ڈیڑھ سا سر کو تنکا اور سو سا سلو کو ایک لاکھ فرض کرتے ہین اور اگہری حساب سے ہزار دام ہوتے ہین — کل اس ولایت کو ہندی اقلیم معبد تجاہی منجملہ ایک پینتالیس مقام کو مانا ہی سے اور چوسٹھ کو بشن سے اور اونتیس ۲۹ کو برہما سے اور دو کو دیگر معبد سے منسوب کرتے ہین

سری نگر

دار الملک ہی چار کوس لمبا دریاے بھٹ اور مازہ لچمہ کل اسکے درمیان سے روان ہی آخر کی ندی خشک ہو جاتی ہی اور دوسری کسیقدر کم کہ ناؤ نہین چل سکتی مدت سے یہ شہر آباد اور ہزارون قسم کے صناعون کا جاے قیام عمدہ شال بنی جاتی اور سقلابی پشم سے بناتے ہین نہایت ملائم پٹو وغیرہ طیار ہوتا ہی عمدہ تبت سے اون آتی ہی میر سید علی ہمدانی چند روز اس شہر مین رہا ہی انکی خانقاہ یادگار ہی پورب رویہ ایک اونچا پہاڑ کوہ سلیمان کے نام سے مشہور اور شہر سے ہوے دور بڑے ڈیرے تمام سال پانی سے لبریز ہین تعجب یہ ہی کہ اوسکا پانی مدتون تک گذرہ نہوے قصبہ بریک کے پاس ایک لمبا درہ ہی اور اسمین حوض جسکا عرض اور طول سات گز کا ہوگا قریب آدم کے برابر گہرا اسے پرستشگاہ جانتے ہین — تماشا یہ کہ گیارہ مہینے نے جیالون کے چشم کیطرح پانی ڈھلا رہتا ہی اردے بہشت ماہ الہی مین دو جگہ سے جوش کرتا ہی اول اوسکے ایک گوشہ مین ہاون کی صورت پر پہاڑ سند براری نام ہی جب یہ لبریز ہو دوسرے گوشہ سے ریزش ہو اوسکا نام سنہر بستی ہی — کہتے ہین کہ دو

حوض ہیں جن مین دو چشموں سے برابر پانی کبھی ایک پہر کبھی لحظہ بھر جوش مارتا ہی پس کمی شروع ہوتی ہی حتے کہ ایک گھنٹہ تک نہ رہے دن مین تین مرتبہ یہ آبزنگی دکھلاتا ہی صبح دوپہر شام کو لہراتا ہی لوگ دونو چشمون کے نام پر طرح طرح کے پھول چھوڑتے ہین جب پانی فرو ہو پھول ہر ایک کے وہین قایم ہوا وسکے قریب ایک دوسرا چشمہ ہی چھ مہینے جاتے رہے اور مقررہ کا شتکار لوگ وہان پوجا چڑھاوا پرستش کرتے اور کو سفند کو ذبح کرتے ہین تب پانی کا جوش ہوا اور کھیتیان سیراب کیے وہین یہ چشمہ گوگرناک ہی جسکا پانی نہایت سرد اور سبک اور ہاضم اگر گرم استعمال کرے فوراً سیر ہوا اور سیری مین استہا ہوا اور کچھ دور برسات چشمہ راحت افزا ہین درمیان مین ایک تہخانہ سنگین وہان پر شہری لوگ گرمی کے موسم مین اپنے چارو طرف آگ جلاکر بیٹھتے ہین اور اوسمین جل جانا دنیا و عقبی کی آبرو جانتے ہین اور ایک چشمہ سے پتھر نکلتے ہین اسکے اوتر طرف ایک پہاڑ مین لوہے کی کھان ہی اوسمین پانچ موضع برابر اسکے مضافات مین ہین اگلے زمانہ مین یہ بڑا شہر تھا اور بہت سے مندر معمور تھے زمین نہایت ہموار سبزہ دریا مین سے دونی بہار آب وہوا کی جانفزائی فصل بہاری کی گلچہ نمائی کیا کیا لکھے موضع بن پور دہی کے مضافات مین دس بارہ بیگہ زمین زعفران زار ہی اخیر ماہ فروردی اور کل اردے بہشت مین کاشتکار لوگ بذریعۂ ہل کے زمین نرم کرتے اور بذریعہ پھاوڑہ کے علیحدہ علیحدہ چمن بناکر تخم زعفران چھڑکاتے ہین ایک مہینے مین اسکو پہنچتا ہی آخر ماہ آلہی مین کامل ہوا ایک بالشت سے زیادہ دراز نہین ہوتا جڑ سفید رنگ ایک انگل کی ہوتی ہی پھول ظاہر ہوا آٹھ پھول تک ہوتے ہین اور ہر ایک پھول مین چھ پتیان بیضی ہوتی ہین اور اکثرون کے درمیان مین چھ بار تین نر و تین سرخ نکلتے ہین زعفران اسی سرخ بار سے مراد ہی جب تک آخر ہون جڑ پر سیدھی آتی ہی اور ایک مرتبہ نو بیسے چھ سال تک تخم ریزی کی حاجت نہین ہوتی پھول کھلا کرتے ہین اول سال مین کم دوم مین دہ سے اور سوم مین کامل ہوتا ہی اور درخت پودھے ہوتے ہین پیرو کے طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ اوکھیڑ اوکھیڑ کر لگایا کرتے ہین تاکہ کمی نہو اور موضع ریون مین ایک چشمہ اور حوض ہی اوسے معبد خیال کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ تخم زعفران اسی چشمہ سے نکلتا ہی تخم ریزی کے شروع مین اوس چشمہ کی پرستش کرتے ہین مادہ گاو کا دودہ اوسمین چھوڑتے ہین اگر یہ اوس حوض مین نہ تنشین ہوا چھا شگون سمجھتے ہین ورنہ بالعکس موضع کھیر پور مین تین سو ساٹھ چشمہ راحت افزا مین جنھین پرستش گاہ جانتے ہین اور اوسکے قریب مین نوی کھاتا ہی

مرداودن

تبت کلان سے ملحق اس جگہ پر بندو عمدہ بارکش ختا ہی اسکی قریب چیرکوٹ ناہ پہاڑ ہی وہان سانپ کی کثرت ہی اونکی بلندی پر کوئی نہین پہنچتا ایک سرا پہاڑ ایسا بلند اور دوسرا ایک عرض ہی کوئی اوسکی راہ نہین پاتا بلکہ بعض اوقات نظر نہین آتا اور کبھی کبھی اوسکے سر پر اور پہاڑی گھاٹیون مین بادل کی طرح مہادیو بولتے ہین اور کلستار کی مضافات بادل کے قریب ایک چشمہ ایک تہ اور پنچا جوش مارتا اوسکے گرد پتھر کے مندر بنے ہین جب بالی کمو مہادیو کی صورت پیدا ہوتی ہی اور اسیکے پاس ایک بڑا پہاڑ ہی اکثر بار سنگھار رہتے ہین اور ایک چشمہ کھاری پانی کا ہی

متین

پہلی اباد ایک بڑا بتخانہ تھا اور سپر ایک حوض جسکو اکثر لوگ چاہ بابل خیال کرتے ہین آج کل بجز بہاڑ کے کوئی علامت نہین اوسکے آگے
ایک چشمہ اور اوسپر حوض ہی مچھلیان بہت کوئی شخص بزرگ سمجھکر تکلیف نہین دیتا اسیکے پہلو مین ایک غار ہی جسکا عمق نامعلوم

کھاور مارہ

اس جلگہ ایک چشمہ ہی حیرت افزا اسکے کسی موضع مین واقع کمر کوہ بابا زین العابدین پیشی کا خوابگاہ ہی کہتے ہین کہ اگلے زمانے مین اسپر بہاڑ پر
پانی تھا جب بابا کا مقام ہوا پانی کی تراوش ہوئی بارہ برس اس خلوتکدہ مین رہے آخر کو پتھر سے دہانہ غار کا بند کر لیا پھر کسیکو خبر نہی

قصبۂ دچھن مارہ

دامن کوہ مین تبت کلان سے ملا ہوا ہی وہی اگلا چشمہ متر شح ہی تبت کلان اور
پرگنہ مذکور کے درمیان ایک غار ہی اسمین برف کی مورت امرناتھ جی کی ہی جسکو بزرگ معبد جانتے ہین — جب چاند
تحت الشعاع سے طلوع ہوا اوس غار مین حباب کے مانند بلبلا اوٹھتا ہی اور تا پندرہ روز تک چاند کیصورت پر
بڑھتا رہتا دس گز تک اوچھلتا ہی بعدہ کاہش ہوتی ہی جب چاند کی بالکل صورت نا پدید ہوا سکا بھی اثر نہین رہتا
اسی غار کے نزدیک امراوتی نام ندی ہی جسکی مٹی نہایت سفید بدن مین لگاتے ہین اس کوہستان کی برف کبھی
کم نہین ہوتی اس سبب سے جاڑے کی کثرت اور راہ روی کی دقت ہوتی ہی

واکھسامون کے دہیات مین ایک چشمہ ہی جوش کھاتے تیرہ ہو جاتا اور حس و خاشاک نکالتا ہی اوسوقت اوس
ملک مین برخلافی ہو — سنگ سلیمانی کے دوکھان مین جسکے برتن بناتے ہین

پرگنہ بھاگ مین قسم قسم کی روئیدگی ہی اس سے ملا ہوا ایک تالاب ہی جسکا ایک کنارہ شہر سے ملا ہوا اور اوس
طرف مین بکثرت کشتکاری ہوتی ہی اکثر لوگ اوسے کاٹ کر اور طرف لیجاتے ہین — سلطان زین العابدین نے
شہر سے پرگنہ تک اس نہال کے سد پتھر سے بنوادی تھی تخمیناً ایک کوس طول — اسی کے قریب ایک چشمہ ہی مریض لوگون
کا جاے غسل صحت **موضع ٹھنڈ** سات چشمہ ملکر عمدہ طرب افزائی دکھلاتے ہین سنگین مکانات گذشتہ
لوگون کے یادگار ہین

ایک ایسا چشمہ ہی کہ جاڑے مین گرم اور گرمی مین سرد رہتا ہی — موضع بازدال پور مین ایک جھیل ہی کوتل شاہ کوٹ
سے نکلی ہوئی اسکا نام شالہ مار ہی مچھلی کا شکار بکثرت اسمین موجود — دونو کنارون پر پنجرہ رکھدیتے ہین جب
پانی نہین رہتا مچھلی صید ہو جاتی ہی

رایشہ بلاری جسکا نام سوز یسر ہی اہل ہند کی عبادتگاہ کا چشمہ ہی اسکے اطراف مین پتھر کے معابد ہین —

مبکر یال نام چشمہ تمام سال خشک رہتا ہی جب کہ آذر مہینے کی نوین تاریخ جمعہ کے روز ہو جوش کرتا اور صبح سے

شام تک لہراتا ہی تبرکا اکثر عوام کا جماد ہوتا ہی — موضع دتیل مین ایک چشمہ مع حوض کے ہی جاہتمند لوگ اسمین اخروٹ چھوڑتے ہین اگر تیر تا رہی فال حسب مراد ہو ورنہ مایوس یہان پر **درگا** کا بتخانہ ہی جو شخص اپنے حال اور دشمن کی کیفیت سے اطلاع کا خواستگار ہو وہ چاول پکاکر دو کونڈے بھرے اور مُنہ بند کرکے وہان رکھدے — دوسرے روز عجز اور انکسار کرتے ہوئے اونھین کھولے جسکی طرف عمدگی ہوتی ہی اوسکے نام کا کونڈا گل زعفران سے بسا ہوا ہوگا اور سرزنش کے لیے دوسرا کونڈہ خس وحاشاک سے لبریز ہو — دوسرا عجب حال یہ ہی کہ جس مقدمہ مین زستی کی تحقیقات دشوار ہو دو نوفریق دو مرغ اس معبد مین بھیجتے ہین اور اونھین زیر کھلاکر رڈالتے ہین وہ دونوفریق انکو نوش کرین جو زندہ بچے وہ سچا ہو اور مُردہ جھوٹا کی راہ سے

دیزہ

سر چشمہ دریاے بھٹ کی سرزمین پر ایک جریب کا حوض ہی تعجب انگیز آواز سے شور کرتا ہی اسکی گہرائی بعلوم ہین نام اسکا دیزناک ہی پتھر کی چاردطرف دیوارین ہین اور پورب رویہ تہخانے —

موضع قیسر اس مقام مین نون سندہ نام چشمہ ہی موسم بہار چاندنی مین جوش کرتا گھڑی گھڑی مین بھرتا ہی

بالو مین بہلو نام حوض ہی بیس گز کا ایک شگاف ہی جسکے اندر سے پانی امڈاتا ہی گرد سبزہ زار درختان سایہ دار — جو کوئی اپنے حال کی نیکی اور بدی یا سال کی مآل کی کیفیت دریافت کرنا چاہے ایک رکابی چاولون سے بھر کر اوسکے کنارے پر اپنا نام لکھکر چشمہ کے اندر ڈالے تھوڑے دنون کے بعد خود بخود وہ نکلتی ہی اوسوقت اوسے کھولے اگر چاولون مین خوشبو ہو خجستگی ہوگی اگر کیچڑ ہٹی ہی وہ سال منحوس ہو —

پہاڑ کے دہانہ سے ایک ندی بکرومتی نام نکلتی ہی وہین پر ایک دوسو گز کی بلندی سے پانی گرتا ہی ہندی تپشیری لوگ اوس ٹیلے سے اپنے تئین گراکر بلندنامی حاصل کرتے ہین کہتے ہین کہ اسطرح کی جانفشانی سے مدعاے دلی حاصل ہو —

کوٹھار مین ایک ایسا چشمہ ہی کہ گیارہ برس خشک رہتا ہی جب برسیت سنگھ مین آئے پنجشنبہ کے روز جوش کرنے لگتا ہی سات روز خشک رہکر دوسرے پنجشنبہ کو پھر لبالب ہو سال بھر تک ایسی ہی حرکت رہتی ہی —

موضع مہلہامہ مین درختون کا ہجوم ہی عقار کی نشستگاہ کلگی بیان ملتی ہی — انمین جانورون کی خورش ہی —

موضع شکورہ کے قریب پہاڑ پر چشمہ سار خدارسیدون کا زیارت گاہ ہی اس کوہ پر برف کبھی نہین برستی —

واقع ناکار ایک چشمہ ہی نیلہ ناک نام جسکا حوض چالیس بیگہ کا ہی پانی نہایت صاف کبود رنگ اسے معبد سمجھتے ہین گرداسکے ہیزم کے درخت جلانے اور اسے شگون سمجھتے ہین — اخروٹ کے چار ٹکڑے کرکے چھوڑتے ہین اگر طاق اوپر رہے نیک ہی ورنہ بد اسطرح دو دو اگر نیچے بیٹھ جاوے برا ہی — اگلے زمانہ مین اسی حوض سے ایک کتاب برامد ہوئی جسکا نام نیل متہ ہی کشمیر اور معابد کے خواص اور کیفیت ہر ایک کی اوسمین مندرج ہی — کہتے ہین کہ اس دریا کے نیچے شہر معمور ہی — بدوشاہ کے عہد مین کوئی برہمن وہان جانا اور دو تین روز کے بعد واپس آتا اور

تحفہ جات لاتا اور عوام کو دیتا تھا —

موضع **پاروا** مین ایسا چشمہ ہی کہ اگر اتوار کے دن اشنان کرین کوڑھی تندرست ہو جائے — اسی کے قریب چراگاہ ہی جسکی گھاس جانور کو فربہ کرتی ہی **انچھہ** کے پرگنہ مین واقع موضع ہل تھل ایکدرخت لرزان ہی جسکی اگر ایک ڈالی بھی ہلا دو سارا درخت ہلنے لگے **لار** تبت کلان سے ملحق پہاڑ ہی نہایت اونچا جسپر چڑھنا آسان نہین اسکے دامن مین دو چشمے ہین ایک بحد سرد اور دوسرا گرم انہین پرستش کدہ جانتے اور استخوانی کالبد کو یہان جلاتے ہین — پہاڑ کے درمیان مین ایک تالاب ہی بڑی بڑی ہڈیان اور مردون کی راکھ وہان پر چھوڑتے ہین اگر اس چشمہ مین کسی جانور کا گوشت گرے فوراً برف وباران شروع ہو اور نیز ایک ندی ہی نہایت خوشگوار جسکا نام سندھ ہی تبت سے نکلی ہوئی پانی اسقدر صاف کہ مچھلی دکھلائی دے اور لوہے کی سینخون سے شکار کرلین —

دریاے بھٹ کے کنارے موضع شہاب الدین پورہ ہی نہایت عمدہ مقام چنار کے درخت عمدہ لگے ہین وہ دریا اسجگہ دریاے بھٹ مین ملتا ہی **میلہ مولہ** مین ایک قطعۂ زمین ہی قریب سو بیگہ کے برشکال مین کسیقدر سیلانی ہوتی اور خشکی مین کسیقدر تری رہجاتی ہی اکثر لوگ تخمیناً گز گز بھر کی لکڑیان اوسی تری مین گاڑتے ہین جب سوراخ ہو جائے ہاتھ ڈالکر مچھلیان نکالتے ہین اکثر تو چھوٹی مچھلیان نکلتی ہین اور بعض بعض دو دو سیر کی بھی —

موضع **شیب لو** مین ایسا عمیق حوض ہی جسکی گہرائی کا پتا نہین اسکی پرستش ہوتی ہی قریب اسکے چھوسیسر نام مہادیو سے منسوب ہی جو شخص پرستش کو جاتا ہی اوسکے کان مین آلات پرستش کی آواز آتی ہی مگر نہ معلوم کہان سے سرزد ہوتی ہی اور کہونہ لو مین جو تبت خرد سے ملا ہی بڑا تالاب اوسیسر نام ہی ۲۸ کوس کا گھیرا ہوا دریاے بھٹ اوسمین گرتا ہی اوسکے درمیان مین سلطان زین العابدین کا نشیمن ہی جسکا نام زین گنگ مشہور ہی — کہتے ہین کہ پتھر اور درختون کے ڈالون سے نادین بھر کر اوسی پانی مین ڈبوتے ہین اور تین چار مہینے کے بعد جب رسی کھینچکر نکالین مچھلیان کثرت سے شکار ہون مرغابیون کا بھی عمدہ شکار ہوتا ہی — موضع **احسن** مین گوزن کی کثرت ہی اور ہاتھی کے قریب خربزہ درخت پر ہوا اور درختون کے ساتھ خربزہ بھی ہوا کے زور سے ہلتے ہین — موضع پرسپور مین بھی زعفران ہوتا ہی یہان پر ایک بڑا تہخانہ تھا سلطان زین العابدین کے باپ سکندر نے ویران کیا اوسمین ایک تانبے کی تختی برآمد ہوئی تھی ہندی مین لکھا ہی کہ گیارہ سو برس کے بعد سکندر نامے اسکو گرا کر وبال حاصل کرے — پرگنۂ **کمراج** مین قوم چکان کی بستی راہ کانونامے ہی وہان ایک چشمہ خربا ک نام نہایت گوارا جسکے درمیان مین ایک سنگین مکان ہی یہان پر بھاری مچھلیان ہوتی ہین جو کوئی تکلیف دے وہ تصدیعہ سے تنبیہ ہوتا ہی گر گانوہ کے قریب سوم نام درہ ہی وہان پر دس جریب ایسی زمین ہی کہ جب مشتری برج اسد مین آئے ایک مہینہ تک وہ گرمی ہو کر درخت تک سوخت ہو دیگ مین غلہ رکھکر زمین پر رکھتے اور پک جاتے ہین وہین پر ایک چھوٹا سا قصبہ آباد ہی سکا

الکیدرہ کا شعر مین پیوستہ ہوتا اور پورب رخ پکلی سے ملحق ہوتا ہی وہان پر سونا ملے اس طریق سے کہ بکرے کا پوستین پشم دار گذر آب مین پتھر و نسے دبا کر بچھا دیتے ہین اور دو تین روز کے بعد دھوپ مین سکھلاتے اوسوقت سونا پاتے ہین اور جو دورہ راہ کہ ولایت واردی سے براہ دریا آئی ہی وہان بھی کسیقدر سونا حاصل ہوا اوسکے کنارے ایک سنگین مندر ہی جسکو سارد اکتے ہین درگا سے منسوب بڑا متبرک جانتے ہین اشٹمین سوکل پکھیہ کی ہر نہ کو جنش ہوتی ہی کل سرزمین جاگیر خالصہ کا حصہ اور زمین کی ضبطی اور داد ستد کی راہ رسم نہین کل اطراف سے قاضی علی نے چند برس وہان کا نرخ دریافت کر کے فراہم کیا بعد ازان اوسیکے موافق عہد اکبر مین درستی ہوئی اسطرح پر جمع سات کرور چھیالیس لاکھہ ستر ہزار چار سو گیارہ دام اواو کھد سے لیکر ابھمن تک پندرہ سولہ نفر ایکہزار دو سو چھیاسٹھ برس راجہ رہے بعد ازان مہتاراچھ کھنڈ نغایت جد شتر بائیس نفر پندرہ سو اونمیس برس فرمان روا رہے اسکے بعد پرماوت سے اودیراج تک چھہ آدمی ایکسو بانوے برس حکومت کرتے رہے پھر بیکر سے بالادت تک دس راجہ پانسو بانوے برس دس مہینے حکمران رہے پھر پرتاوت سے انبلا نند تک بارہ نفر دو سو ستاون برس پانچ مہینے بیس روز اور اونند سے اونت تک سترہ ذیحیات نے نواسی برس ایک مہینے سات روز اور جس کردیو سے دیورانی تک نو نفر نے چونسٹھہ برس تین مہینے چودہ روز اور سنکرام سے کونارانی تک ستائیس نفر نے نو سے اکاون برس چھہ مہینے سترہ دن حکومت کی اس رانی کی حکمرانی سے سلطنت ہنود کی نشانی کشمیر سے فانی ہوئی مسلمانی شکوہ جہانبانی کی نون پانی ہوئی — سلطان شمس الدین سلطان حمشید سلطان علاء الدین سلطان شہاب الدین سلطان قطب الدین سلطان سکندر علیشاہ اوسکا لڑکا سلطان زین العابدین سلطان حیدر شاہ سلطان حسن خان سلطان محمد شاہ اوسکا لڑکا فتح شاہ سلطان محمد شاہ دوسرے مرتبہ سلطان فتح شاہ سلطان ابراہیم سلطان بارک شاہ اسمعیل شاہ میرزا حیدر غازیخان حسن چک علی چک یوسف شاہ سید مبارک لومہ چک بازیو شاہ یعقوب شاہ بیچیس نفر دو سو بیاسی برس پانچ مہینے ایکدن کامران رہے جب اول مرتبہ رایات اکبری نے اس سرزمین پر گردن کشی کی راج ترنگنی نام ایک کتاب ہندی حضور مین لائے جسمین چار ہزار برس سے کسیقدر زیادہ کا حال مسند نشینی کا لکھا ہی — اس ملک مین رسم تھی کہ ملکران لوگ چند کمینون کو تاریخ نویسی پر مقرر کرتے تھے اس بادشاہ آگاہ دل نے زبان ہشیار سخنور اوسکے ترجمہ کو مقرر فرمائے کہ تھوڑے عرصہ مین شاہد مقصود نے منصۂ شہود پر جلوہ افروزی کی — کہتے ہین کہ اس پہاڑ کے چار و طرف پانی نے گھیر لیا تھا اور اسے ستی سر کہتے تھے ستی مہادیو کی بی بی کا نام ہی اور سر حوض کو کہتے ہین — معتقد ہین کہ ہر روز ربیع چودہ منوتر کا بانی حکومت اکبری کے چالیسوین برس ساتوین منوتر سے جو آغاز کشمیر کا عہد ستائیس مرتبہ چار دورہ مذکور ہوئے تیسرے دور سے ۲۸ اور چوتھے سے چار ہزار سات سو ایک برس منتہی ہوئے غیر مضبط سے کہ لکھا ہی اس کتاب کے لکھنے تک دورۂ چہارم سے چار ہزار آٹھ سو پینسٹھہ برس گذرے جسوقت کسیقدر

پانی سے برآمد ہوا اول کشپ پیشتری نے یہان پر برہمنون کو بسایا جب کثرت سے آبادی کی صورت ہوئی اکثر فرمان روایون کو لالچ نے گھیرا اوسوقت کارآگاہون نے ایک شخص کو مشورہ کرکے سردار بنایا اوسوقت سے راج کا سلسلہ قائم ہوا ہوتے ہوتے راجہ اوکھد کی نوبت ہوئی جوکہ جراسندھ راجہ بہادر کی لڑائی مین جو مقام متھرا کشن سے ہوئی تھی بلبھدر کے ہاتھہ سے مارا گیا بتھوڑے خویش کشن کے بزم عروسی کی ہوس مین قندھار کو سدھارے اوسوقت دامودر نے باپ کے انتقام پر لشکر کھینچا اور دریاے سندھ کے کنارے خوب زور شور دکھلا کر دریاے عدم کے کنارے لگا؛ وسکی عورت حاملہ تھی نجومیون نے تولد فرزند کی بشارت دی کشن نے اوس سرزمین کی مرزبانی اوسیکے نام عطا فرمائی بعدہ پینتیس آدمی فرمان روا رہے کہتے ہین کہ امراج اسقدر آباد تھا کہ جسمین چار کرور مکان معمور تھے ابتک علامات پدیدار ہین راست دروغ برگردن راوی — جب سررشتۂ فرمانروہی راجہ بنگ کے ہاتھہ آیا تو اسوک کے ہاتھہ لگا اسنے برہمنون کا مذہب مختل کرکے آئین چین کی اختیار کیے اسکا بیٹا راجہ جلوک نہایت عادل ہوا دریاے شور کے کنارے تک اسکا ڈنکا بجا لوٹتے وقت فتوح سے دانشمندون کو لایا اور سات نفر کو منتخب کرکے ایک ایک رتبہ بخشا ایک کو داوگری دوسرے کو دیوان تیسرے کو خزانچی چوتھے کو افسر فوج پانچوین کو منشی چھٹے کو سرسامان ساتوین کو ملکی حال کی اطلاع دہی پر مقرر فرمایا — کہتے ہین کہ بیتالگری جانتا ایک بڑا سانپ اسکا تابع تھا جب چاہتا اوسپر سوار ہوکر دریا کے اندر جاتا کبھی جوان کبھی بڈھا بنکر نکلتا اسطرح اکثر مشعبدے اسکے منقول ہین — اسکے وقت مین بودہ مذہب کو رواج ہوا اس شخص کو بعض لوگ اسوگ کی نسل مین جانتے ہین اور اکثر برخلاف ہین — یہ شخص کسی پیشیری کے سراپ سے سانپ کے قالب مین آیا راجہ کے وقت مین بھی برہمن لوگ قوم بودہ پر چیرہ دستی کرتے تھے انکے پرستش کدے تودۂ خاک ہوگئے راجہ مہرکل نہایت بیدرد ظالم تھا نیرنگی تقدیر سے اکثر اطراف عالم فتح کیے جسوقت ہستی دفتر کو لوٹا ایک ہاتھی پھسلکر لوٹ گیا راجہ کو یہ ادا بھائی فوراً ایکسو ہاتھی ڈھلوا کر نیست نابود کردیے اوسوقت سے اس مقام کا نام ہستی دھر ہوا — اسکے عہد مین گذر آب پر ایک پتھر سدراہ ہوا جسقدر سنگ تراش دان مین تراشتے رات کو برابر ہوجاتا کاریرداز تھک گئے اوسوقت آواز آئی کہ اگر کوئی پارسا عورت اس پتھر پر ہاتھہ پھیرے فوراً ہٹ جاے پس اوس سنگدل راجہ نے اکثر عورات کو بلایا ہر ایک نے سردست ہاتھہ بڑھایا سوت تو پہنچے جھاڑکر پیچھے پڑی تھی کسیکی تقدیر نے دستگیری نکی کہ وہ لخت کوہ سرکائے راجہ اس واقعہ سے سخت برہم ہوا عقل پر پتھر پڑے کہ عورتون کو زنا کی تہمت اور بچون کو حرامکاری کے حیلہ اور مردون کو ردا داری کے بہانہ سے قتل کیا کہتے ہین کہ تین کرور ذیحیات جان سے مارے گئے ایک کمہار کی عورت نے اوس سل کو ہٹایا آخرالامر راجہ ایک ایسے مرض جانکاہ مین گھلنے لگا کہ صورت افسانہ کی نظر نہ آئی لاچار اپنے تئین زندہ آگ مین جلا دیا

راجہ گوپادت نہایت آگاہ دل اور دادگر تھا اسکے قلمرو مین ذبح ذیحیات نہین ہوتا تھا کوہ سلیمان کا مندر جو آج تک پدیدار ہی اوسکے وزیر کا معمور کرایا ہی راجہ جدہ شٹر چند روز تک فرمانروہی کے اوائل مین دادگری کرتا رہا تھوڑے دنون مین طبیعت کا رنگ بدلا ہندوستان اور تبت کے راجون نے اسکے ملک کا عزم کیا آخر سرداران کشمیر نے اوسکو محبس دکھلایا راجہ کے عہد مین پانچ روز تک نہایت سختی سے برف گری کشتکار سی ڈوب گئی قحط نے پیر نکالے راجہ کا ایک وزیر تھا چندر نام دانشمند اخلاص نہاد۔ بدبہ شتون نے رشک کھایا بدانديشی سے سر اوٹھایا سخن چینی کرنے لگے ادھر اودھر کی باتین بنانے لگے راجہ کو بھی اگلا عہد و قرار بھولا اوسنکمرد کو مرتبہ سے گرایا چون کہ یہ شخص تقدیر کا پابند تھا نے اندیشۂ غم رہنے لگا اسپر بھی حاسدون کو چین نہ آئی دونی آگ بھڑکائی راجہ سے کہا کہ اسے کوئی اور خیال ہی راجہ اس خبر سے سراپا ناداں ہوا ایسے سردار کو سیر دار کھینچا مدت کے بعد اوسطرف گذر ہوا اوسکی استخوان پیشانی پر لکھا پایا کہ اول قید ہو بعدہ جان سے جاے پھر قالب پاے سلطنت ہاتھ آے راجہ اس سرنوشت سے متعجب ہوا اوسے اوٹھا کر کسی گوشہ مین رکھا آخر کسی رات کو روحانی پیکرون نے آکر اوسی قالب مین جان ڈالی اور تخت خلافت پر رونق بخش ہوا کار آگہی سے اپنے تئین کشیدہ کھاتا تھا سنگرودھن نے بلند نامی حاصل کی ہندوستان کو دریاے شور کے کنارے تک خس و خاشاک فتنہ و فساد سے پاک کیا جب راجہ ہرن کا پیمانۂ زیست لبریز ہوا کوئی لڑکا نتھا اس سبب سے کشمیری سردارون نے راجہ بکرماجیت کی طرف رجوع کیا۔ راجہ ماترگپت کشمیری برہمن تھا راجہ بکرماجیت نے اوسے مول لیا تھا اور وہ کاردنیوی مین مصروف رہتا بروقت رخصت کسیقدر زر خرچ دیکر مع فرمان سربمہر روانۂ کشمیر کیا وہ دل شکستہ روانہ ہو کر جب کشمیر آیا لوگون نے خط پڑھا لکھا تھا کہ نامہ برنے بڑی خدمتگذاری کی اور فراخور عزت سے محروم رہا لہذا بمجرد ورود فرمان ہذا وہان کی فرمانروائی اسکے حوالہ کرو بموجب حکم بیان تعمیل کی گئی راجہ پرورسین نے سپٹدت کی طرف غربت اختیار کی گوشہ گزینی کرتا تھا کسی خدارس نے مژدۂ سلطنت سُنایا اس خوشخبری سے نگرکوٹ آکر فتح کیا چون کہ راجہ بکرماجیت نے نقد جان متقاضی اجل کو واپس دیا تھا ماترگپت نے بھی ترک سلطنت کر کے بنارس مین گوشۂ قناعت اختیار کیا سری نگر جو آج وہان کا دارالملک ہی اسی کا نشانہ ہوا ہی اوسوقت مین چھتیس لاکھ مکانات اوسمین آباد تھے راجہ پرورسین بلند ہمتی سے گیارہ برس کا محصول سری نگر کے بابت ماترگپت کی پاس بنارس بھیجتا رہا اور اوسنے اپنی استغناے ذاتی سے اوس روپیہ کو لٹا دیا۔ راجہ رامادت نے اپنی عدل گیشی سے اکثر اطراف عالم مین سکہ چلایا اور کشوار کی نواح دریاے چناب مین کسی غار کے اندر جا کر ناپدید ہوا۔ راجہ بالادت ہندوستان پر چیرہ دست ہو کر دریاے شور تک حکمران ہوا راجہ چندرانند کے عہد مین ایک برہمنی داد خواہ ہوئی کہ میرے شوہر کو مار ڈالا اور قاتل کا پتا نہین راجہ نے حکم دیا کہ کسی پر دعوی ہی عورت نے جواب دیا کہ میرا شوہر

نیک خو فرشتہ اطوار تھا کسی سے عداوت نتھی جسکی طرف گمان ہو لیکن ایک پراشارہ ہوا جب وہ حاضر آیا اوسنے
اپنی بیگناہی کے واسطے آگ اور پانی کی سوگند کرنے کو طیار ہوا مگر مدعی نے بدین تصور نہ قبول کیا کہ ایسا نہو جادو کے
زور سے فریب کرے راجہ نے اس تفتیش اور تنقیح مین کھانا پینا چھوڑا کسی دانشمند نے یہ افسون بتایا کہ جو برہمن
مین دم کرکے پھیلاوے جسکا گمان ہوا وسے اوسپر چلادین بروقت گذرنے کے جسکے دو کف پا کے نقش نمودار ہون
وہی مجرم ہی الغرض اس نقشے سے نقش عمل درست ہوا چون کہ برہمن کا نقش حیات لوحۂ ہستی سے مٹانا جائز
نہین لاجرم پیکر نے سر لوہے کا بناکر قاتل کی پیشانی کو اوس سے نشانہ کیا — راجہ للتادنت نے نیروے
ایزدی سے اچھا شکوہ حاصل کیا ایران و توران و ہندوستان و خطا وغیرہ فتح کرلیا دادگری مین یکتا تھا شمالی
کوہ سے گذرا — کہتے ہین کسیکے سراپ سے پتھر ہوگیا اور بعض کچھ اور — راجہ جیانند نے بوزرگی حاصل کی
اکثر اقلیم فتح کیے واقع بنارس ننانوے ہزار نوسو ننانوے گھوڑے خیرات کیے اسی طرح اور بھی خواہشین
اہل سوال کی عطا فرمائین سالخوردون سے دریافت کیا کہ آیا راجہ للتادنت کا لشکر مراتھا یا مرا — جواب یا کہ میرے
لشکر مین اسی ہزار سکھیا ہے اور اوس معرکہ مین ایک لاکھ پچیس ہزار تھا — پس اس حساب سے اندازۂ جاہ و
حشم تصور کرنا چاہیے — جب راجہ دوز نکل گیا اسکے سالے جیچ نامے نے کشمیر مین خود سری شروع کی امرائے
راجہ نے بھی عیال و اطفال کے پیوند سے بیوفائی کی راجہ تنہا بنگالہ کو سدھارا اور وہان کے شاہ سے اپنی بنگاوہ فتح کی
جیچ نے عین معرکہ مین جان دی راجہ للتانند نے کمینون کی پرورش شروع کی مسخرون کی قدر و منزلت شروع ہوئی
عقلمندون نے کنارہ پکڑا وزیر جب کوئی تدبیر نکر سکا اپنا ساتھ لیکر گوشہ گیر ہو راجہ سنکر ورمنے گجرات اور سندھ تک قبضہ
کرلیا دکھن پر مصروف ہوکر اوسیکے مرزبان کو برقرار رکھا اگرچہ ابتدای سلطنت مین نیکرای مین قدم زن رہا لیکن
نشۂ دولت نے بیہوش کردیا آخر کو مخمور غرور ہوکر شیفتہ ہوگیا عہد راجہ مین جس گردیور برہمن کی سوا شرفی گم ہوگئی
برہمن نے غصہ مین آکر خودکشی کا عزم کیا چور نے اس راز سے ماہر ہوکر ظاہر کیا کہ اگر تیرا مال پیدا کردون کسقدر
تو لیگا برہمن نے جواب دیا جسقدر تیری مرضی ہو چور نے اشرفیان لا دکھلائین برہمن نے دربار مین آکر داد خواہی
کی حقیقت حال عرض کیا راجہ نے اوس چور کو طلب کرحکمدیا کہ نوے اشرفی دیوے مقصود اس کلام سے یہ ہے
کہ جسقدر تیری خواہش ہو حصہ اوسکا ہی سہدیو شاہ کے عہد مین میرزا مے احمدی مذہب جو اپنے تئین
ارجن پانڈو کے نژاد مین کہتا تھا نوکر ہوا اسیوقت مین مرزبانی قندھار کی بخشی دولجو نام نے دستبردی کی غارتگری
کرنے لگا راجہ پہاڑون کی کھوہ مین پناہ لیگیا اور رعایا سے بزور زر حاصل کیا اور اوس روپیہ کو اوسے دیکر حیلہ و فریب
کیے جاڑے کے ڈر سے مراجعت کی اکثر برف کے تلے دبکر ٹھنڈے ٹھنڈے عدم کو سدھارے — اوسی زمانہ
مین سنگھن دیو مرزبان تبت کے صاحبزادے نے لوٹ شروع کی جب راجہ کے ایام حیات پورے ہوئے رنجن دیو نے

سرزمین پر اپنا سکہ بٹھایا داد و دہش سے ناموری حاصل کی شاہ میر مذکور کو اپنا وزیر بنایا اوسکی ہمشیرہ سے بیمذہب ہوگیا جب راجہ تخت تابوت پر رونق بخش ہوا شاہمیر نے پانون نکالے راجہ کی بی بی کو مکر و فریب سے اپنے نکاح مین لایا۔ سنہ ۷۴۲ ہجری مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ مروج کیا اور شمس الدین لقب مقرر کیا کشمیر کے آنے سے پیشتر یہ بات عالم مین علم تھی کہ کشمیر کی سلطنت اسکے نام ہوگی جب اس عالم سے رحلت ہوئی۔ سلطان علاء الدین نے حکم دیا کہ ناپارسا عورت شوہر کی میراث نہین پاسکتی۔ سلطان شہاب الدین نے چیرہ دستی کرکے تبت اور نگر کوٹ وغیرہ شہر فتح کیئے سلطان قطب الدین کے عہد مین میر سید علی ہمدانی کشمیر کو آیا سلطان نے باعزت ملاقات کی۔ سلطان سکندر مغصب تقلید دوست تھا اکثر عمدہ عمدہ عمارتین گرادیے اور مخالفون کو نہایت پریشانی پہونچائی صاحبقران کے عہد مین جب ہندوستان کی کشایش ہوئی تھی دو در بخیر فیل اوسکو بھیجے اوسنے ملازمت کا حوصلہ کیا شاہراہ آگہی مین قدم رکھا محفل ہمایون مین ذکر ہوا کہ مرزبان کشمیر تیس ۳۰ ہزار گھوڑے پیشکش کو لاویگا آخر کو پوزش خواہ ہوا علی شاہ نے زین العابدین کو اپنی جگہ پر بٹھلاکر حجاز کی راہ لی ہرزہ گویون کی ہمزبانی سے پھر کشمیر کو متوجہ ہوا اور مرزبان جمو کی مدد سے اوس ملک پر دستر سی پائی زین العابدین پنجاب آیا اور حسرت کھوکھر سے موافقت پیدا کی علیشاہ نے لشکر بیشمار فراہم کرکے پنجاب کی راہ لی سخت معرکہ ہوا آخر کو غبار ہزیمت آئینۂ حال پر چھاگیا زین العابدین نے کشمیر کی حکومت پائی جسر تھہ کشمیر سے مرخص ہوکر دہلی کو عازم ہوا یہان بہلول لودی سے شکست پاکر کشمیر آیا اور زین العابدین کی مدد سے پنجاب پر دست بردی کی سلطان تبت اور سند پر متصرف ہوا یہ شخص دانشمند آگاہ دل تھا اسکے مزاج مین صلح کل بکثرت تھی اکثر اوسکو بندگان خداشناس سے جانتے اور اوسکے خلع بدن وغیرہ خوارق کے قائل تھے اکثر کہا کرتا تھا کہ قوم چکان کے عہد مین کشمیر حکومت ہندوستان کی بادشاہ کے قبضہ مین چلی جاویگی آخر چند سال کے بعد ایسا ہی ہوا افزونی رحم اور رعایا پروری کی رعایت سے گاؤکشی موقوف کی جرمانہ اور ٹکس وغیرہ رسم موقوف فرمائی طول جریب کسیقدر زیادہ کیا خرچ خود بدولت کا تانبے کی کھان سے تھا اکثر انصاف اپنے ہاتھ سے کرتا مشکلات کو حل فرماتا چورون کو باز بخیر کارعمارت مین بھیجتا اور مہربان دلی سے مردم کو باز رکھتا گوشت نکھاتا عربی فارسی کشمیری ہندی کے کتب کو ترجمہ کیا اسکے عہد مین ایران و توران کے سازندے کشمیر مین آئے منجملہ اونکے میان ملا موعودی شاگرد خواجہ عبد الغفار خراسان سے آیا اور ملا جمیل کو جو اس فن مین نے ہمتا تھا سلطان ابو سعید مرزا نے مع تازی گھوڑون اور بختی اونٹون کے خراسان سے بطور تحفہ کے بھیجا تھا۔ سلطان بہلول لودی حاکم دہلی اور سلطان محمود گجراتی نے اوس سے اتحاد پیدا کیا اور سلطان حسین لشکر کا جماد کرکے پنجاب آیا تاتار خان سے آویزش ہوئی لوٹ مار سے اوس ملک کی خرابی ہوئی۔ فتح شاہ کے

عہد مین میر شمس الدین جو شاہ قاسم انوار کے مریدون مین تھا عراق سے وارد ہوا نوربخشی نے تجلی پائی اوسکے بعد سنی شیعہ کی کہی سنی شروع ہوئی — محمد شاہ کے ایام مین تیسری مرتبہ کمک سے سلطان سکندر کے فیروزی ہوئی بابر بادشاہ نے ہندوستان فتح کیا — سلطان ابراہیم ابدال مالکری کے عہد مین ہمایون بادشاہ نے سنا کہ خفیف سے تردد مین کشمیر ہاتھ آجائیگا — شیخ محمد و علی بیگ و محمد خان و مجمو دخان کو اوس ملک کیطرف روانہ کیا اونھون نے چیرہ دستی کی لیکن وہان کے حاکم نے فریب دیا عمل نکر سکے پیشکش لیکر واپس آئے سلطنت تارک شاہ کے نام پر مقرر ہوئی — چوتھی مرتبہ محمد شاہ جنت آرامگاہ سیر آرا تھا جسوقت کامران مرزا لاہور مین تھا پیشتر جو لوگ گئے تھے اونھون نے دل نشین کیا کہ کشمیر تھوڑی سی محنت مین ہاتھ آئیگا اوسنے میرزا محرم کو کہ کو اوس گروہ کے ہمرکاب کردیا انھون نے کشمیر فتح کیا خوب پیشکش حاصل کی کثرت ستم سے رعایا نے تاکھایا چغتائیون نے جان بچاکر معاودت کی — سنہ ۹۳۰ ہجری مین بموجب حکم سلطان سعید خان کاشغری کے اوسکا لڑکا سکندر خان اور مرزا حیدر دس ہزار جوانان جرار لیکر تبت ہوتے ہوئے کشمیر مین آئے اور بیشمار لوٹ پاکر بعد صلح واپس ہوئے سنہ ۹۴۸ ہجری مین مرزا حیدر حسب الایمای ہمایون بادشاہ کے چند رمیدار کی رہنمائی سے کشمیر آیا کسیقدر تبت کلان کو فتح کیا — کاچی چک ہندوستان آیا اور شیر خان سے کمک پائی مرزا حیدر سے آویزش کی مگر حصہ مین شکست آئی — مرزا نے کشمیریون کو سختی اور ملایمی سے جیسے موقع ملا موافق کرلیا جیسا کہ کشمیری اوس روز تارک شاہ کا خطبہ پڑھتے ہین — مرزا حیدر نے ہمایون بادشاہ کے نام پر سکہ اور مہر کو زینت بخشی اوسوقت سے یہ ملک بابری کے قبضے مین رہا تا آنکہ احمد شاہ ابدالی نے لیا اور اب اوسکے قبضے سے نکلکر کشمیریون کے زیر اطاعت ہی کشمیری بطور خود حاکم ہین احوال اونکا مفصل معلوم نہین —

سرکار بکلی

۳۵ کوس لنبا ۲ کوس چوڑا ہی خاور رویہ کشمیر شمالی کنور جنوبی بنکا دلوس کمکہ پچھم اٹک بنارس امیر تیمور صاحبقران نے چند شخص وہان پر محافظ مقرر کیے تھے برف کثرت سے برستی ہی کبھی بہ نسبت موسم گرمی کے جاڑا زیادہ ہوتا ہی زمین اکثر ہندوستانی طور کی ہین دریا سے سیرابی ہوتی ہی کش گنگ — سندہ کھیت زمین اور دریا کشمیر اور ہندوستان اوزابلستان مین نونہین اکثر چنا اور جو ہوتا ہی — زرد آلو — اور چار مغز خود رو ہی اور میوہ کشمش اور پشم نہین ہوتا جانور شکاری اور اونٹ اور بیل اور بھینس اور میانہ بزاور ریچھ وغیرہ بکثرت یہان کے مرزبان کشمیر کے نیازمند تھے اونمین تین ولایت ہین بنیتر سواد — بجور اول سولہ کوس لنبا اور بارہ کوس چوڑا ہی اسکے پورب بکلی اوتر کنور اور کاشغر دکھن اٹک بنارس پچھم سواد ہندوستان ہی دوراہ ہین کریوہ سرخابی — کوتل ہندو — اگرچہ دونو سخت گذار ہین لیکن پہلی راہ نہایت

دسوار

دشوار — دوسرا ولایت چالیس کوس دراز اور پانچ سے پندرہ تک چوڑا پورب رو پیشور اور ترکنور اور کاشغر — دکھن بکرام پچھم بجور درہ بہت ہین اور انکے نزدیک کاشغر سے ملتا ہی قصبۂ منگلور مین حاکم کی نشستگاہ ہی ہندوستان سے یہان کے جانے کی دو راہ ہین گریوہ ملکند پنج اکثر جگہ موسم گرمی کم اور جاڑا کثرت سے ہوتا ہی برف جنگل مین زیادہ برستی ہی مگر فقط دو ہی تین روز اور باقی تمام سال پہاڑون پر تھوڑی برستی ہی موسم زمستان اور بہار اور بارش بموجب فصل ہندکے ہو بہار نہایت طرح دار ایرانی تورانی ہندوستانی پھول موجود بنفشہ نرگس خودرو جنگلون مین بھرا ہوا میوہای خودرستہ مین شفتالو ناشپاتی بہت عمدہ ہوتی ہی بازاورجرہ اور شاہین عمدہ لوہے کی کھان ۲۵ کوس لنبی اور پانچ سے دس کوس تک چوڑی اسکے چارون طرف سواد اوزشمال کو کنور اور کاشغر جنوب مین بکرام — باختریین کزونور بہ نسبت کابل کے یہان گل زیادہ ہی زرد آلو ناشپاتی نہایت لذیذ قلعۂ استوار جاہی نشستگاہ حاکم ہی امیر سید علی ہمدانی اسی مقام پر فوت ہوا اور بموجب وصیت کے خجانہ بخطلان کو بھیجا گیا اسکی ہوا سواد کی رنگ پر ہی لیکن گرمی سردی کسیقدر کثرت رکھتی ہی تین راہ سے زیادہ راہ نہین ایک ہندوستان سے نکلی ہی جسے دابش کول کہتے ہین اور دوشہر کابل سے ایک بسمج دوسرے کزونور کل سب سے آسان اور سہل گذار دابش کول ہی اسی سے یہ ملحق جنگل ہی دریاے کابل اور سندہ اور بہار سے ملا ہوا تیس گز لنبا اور بیس سے پچیس تک چوڑا — تمام یہ سرکار کھوہ اور جنگلون مین ہی کوہ یوسف زئی کے درمیان مین بنگاہ میرزا الغ بیگ کابلی کے عہد مین کابل سے یہان آیا داؤد سلطان سے جو کہ اپنے تئین سلطان سکندر ذوالقرنین کا دخترزادہ کہتا تھا حاصل کیا کہتے ہین کہ بادشاہ نے کسیقدر اپنے خویشاوندون کو اسی سرزمین مین چھوڑا تھا — ابتک کسیقدر وہی لوگ باقی ہین اور نسب نامۂ سکندری ہاتھہ مین رکھتے ہین عہد اکبری مین اکثر مدعیون کو نیستی کی راہ نمائی ہوئی بعضون کو محبس دکھلایا گیا چندے شرف ملازمت سے کامیاب ہوے

سرکار قندھار

تیسری اقلیم سے ہی فلات بخارا سے غور اور غرجستان تک تین سو کوس لنبا اور سندہ سے قرہ تک دو سو ساٹھہ کوس چوڑا ہی پورب کو سندہ شمال کو غور و غرجستان اور جنوب کو سوی اور پچھم قرہ اور شرق و شمال کے درمیان مین کابل اور غزنین ہی اگرچہ شہر مین برف کم برستی ہی لیکن کوہسار مین لنبل و نہار — اٹھارہ دینار کو تومان کہتے ہین اور فی تومان آٹھہ سو دام اور تومان خراسان کے تیس روپیہ اور تومان عراق کے چالیس — اکثر غلہ کی تول خروار سے ہوا اور وہ قندہار کا چالیس من اور ہندوستان کا دس من ہی قندھار دارالملک جسکا طول ایک سو ساٹھہ درجہ چالیس دقیقہ اور عرض تینتیس ۳۳ درجہ دو قلعہ مین گرما بکثرت اور سرما

کی قلت ہی دی اور بہمن مین بیج ڈالے بھر جاتے ہین تین چار برس کے بعد برف گرنے سے خوشیان ہوتی ہین سے
گل اور میوہ کثرت گندم اور جو سفید رنگ بطور تحفہ کے اکثر دور دراز ملکون کو جاتا ہی پانچ کوس پر ایک پہاڑ ہی
جسکا نام ازدرکوہ ہی اور ایک حیرت افزا غار مسمی بہ غار جمشید اسی پہاڑ پر ہی اونمین چراغ جلا کرتے ہین مگر گرفتگی ہوا کے
باعث سے اندازہ نہین ملتا اس سے آٹھ کوس پر فلات پہاڑ اور اوسکی گھاٹی مین غار سا نامی ایک غار ہی
اوسمین دو ستون خدا آفرین ہین ایک غار کے چھت سے ملا ہوا تیس گز اونچا پانی اوسپر سے گرتا ہی اور اوس حوض
مین کہ اوسکے نزدیک واقع ہی تراوش کرتا ہی دوسرا غار گیارہ گز اگلے زمانے مین کاریز کی کثرت تھی خربزہ بہت لذیذ
چشمہ شاداب لوہے کی کھان ہی اسی پہاڑ کے دامنہ مین ایک لوہے کا تنور اگلے لوگون کا بنایا ہوا ہنوز موجود ہی
غزنین اور قندہار گرم سیر ملک ہی دریاے ہند کی طولانی درمیان سے گذرتی ہی ایک طرف زمین داور سے ملا ہوا
اور دوسری طرف سیستان سے ملحق ہی دونو طرف پانی کثرت سے بھرا ہی کشتکاری ہر قسم کی فراوان پسر پہاڑ
ایک شہر تھا سلاطین غور کا آرامگاہ عمارات سابقہ سے اکثر آثار پدیدار ہین ہیرمند اور قندہار کے درمیان مین
میمند پرانے مشہور شہرون سے یادگار گندم اور جو کو سفید پری کہتے ہین داور کی زمین اقلیم سوم اور چہارم سے
اکٹھی ہے ایک بنارس سے ہند و کوہ تک ڈیڑھ سو کوس دراز اور قندہار کے قراباغ سے چغان سرائک سو کوس
چوڑا ہی اسکے پورب ہند اور پچھم اور اوتر ہند و کوہ اور غور درمیان شمالی بانی کے اندر بدخشان اور ہند و کوہ
اور جنوبی کے درمیانہ فرمل ہی۔ یہان کی آب و ہوا کی تعریف بیان قلم سے اشکال ہی باوجودیکہ زمستان اعتدال
سے زیادہ مگر کچھ نقصان نہین ہوتا گرم سیر اور سرد سیر اسطور پر کہ ایکدن مین ایک عالم سے دوسرے عالم
مین گذر ہو اسکے قریب ایلاق و قشلاق دو شہر واقع ہین جنگل اور پہاڑ مین برف کی بارش ہوتی ہی
اول مین دھنک سے اور آخر مین نلا سے زراعت عمدہ اوگتی ہی چار و طرف بڑے بڑے پہاڑ ہین غنیم کا
گذر مشکل ہی کابل و بدخشان و ہند و بلخ و کوہ واسطہ کے درمیان مین سات راہون سے تورانی آمد و رفت
رکھتے ہین لیکن سب سخت گذار ہین قندہار اور زمین داور اغلب ہی کہ سلاطین غوی کے اختیار مین تھی
گاہ گاہ بسبب حوادثات کے باہری قبضہ مین بھی آیا بعدہ سلاطین ایرانی کا غلبہ ہوا جو راہ کہ خراسان سے ہوتی
ہوئی قندہار مین پہونچتی ہی نہایت درست ہی ہندوستان مین پانچ راہین ہین دو کوتل کے بعد آباد پہاڑون مین
گذر ہوتا ہی بابر بادشاہ نے اس راہ کو نہین لکھا شاید اوس ایام مین یہ راستہ کھلا نہوگا راہ خیبر کی سابق مین نہایت
دشوار تھی آخر جلال الدین اکبر کے حکم سے ایسی آراستہ ہوئی کہ گاڑی بخوبی نکلجاے آجکے دن ایران و توران کی
شاہراہ ہی نادر شاہ کے بموجب حکم کابل وغیرہ کی فتحیابی کے بعد پٹھانون نے راہ خیبر کو اسقدر واشگاف کیا کہ
چالیس سوار پہلو بہ پہلو برابر چلے جاوین اسکے عہد مین اس راستہ کو جاروب سے اسقدر صاف رکھتے تھے کہ کنکری

مسافر کے پیر مین نہ گڑے اس اطراف مین گیارہ زبان کا رواج ہی - فرقہ اپنی زبان بولتا ہی ترکی مغلی فارسی ہندی - افغانی - بیراجی - گبری - ترسائی - لمغانی - عربی - ایماقی - بڑا اوبوس یہان کا ہزارہ اور افغان ہی چراگاہ یہانکی انہین دونون گروہ کے تصرف مین ہی - ہزارہ چغتائی لشکر ہی - منکوقاانے بلاکوخان کی مدد پر بھیجا تھا اوسنے اس گروہ کو اپنے لڑکے نکوکردار کے ہمراہ اونغلان سے اسطرف نامزد کیا غزنین سے قندھار اور ہمدان سے بلخ تک انکا بود باش ہی سو ہزار سے زیادہ مکان انکا تیسرا حصہ گھوڑے اور بکرے رکھتے ہین اور ہر ایک مغرور ہوکر گروہ گروہ ہوگئے ہین باہم ترک آشتی ہی - پٹھانون نے اپنے تئین بنی اسرائیل سمجھکر افغان نام نیاک کو بزرگ جانتے ہین کہتے ہین اوسکے تین لڑکے تھے ایک سرن الوس سریہی اوس سے منسوب دوم غرغشت جسکی نسل مین غرغشی ہین سوم پنی گروہ پنی اسی کی تسلسل مین ہی انہین تین شاخون سے فرقہ ظاہر ہوئے سب سے بزرگ فرقہ بٹریچ اور متوسط خرشین شیرانے اور مرگا سے محمد خوشکی کلانی خلیل محمد زئی داؤد زئی یوسف زئی کلیانی ترکلیانی یہ سب سرن سے ملحق ہین سورانی جلیم ورگ زئی آفریدی حکیانی چیکی گرانی اور مرمنسوب کاگرنا غرمتوالی یعنی بارن یہ سلسلہ غرغشی ہی غلزئی لودی نیازی لوحانی سور بروانی کلیور یہ پنی منسوب ہین - مست علی غورنجی افغانان منی سے ہی کہتے ہین کہ نسل پنی کوئی شخص آلودۂ عصیان ہوا جسوقت یہ نوبت پہونچی کہ راز سربستہ کا افشا ہوا اوسکا پیوند دیگر در پردۂ پردہ ناموس کی پردہ داری کی اوس سے تین لڑکے پیدا ہوئے غلزئی - لودی - سروانی بعض افغان کو قبطی کہتے ہین - جسوقت بنی اسرائیل بیت المقدس سے مصر مین آیا اس گروہ کا ہند مین گذر ہوا یہ داستان تحریر سے افزون ہی لیکن شادابی گلزار سخن کے لیے کسیقدر سحاب قلم کی بارش کی گئی - خواجہ خضری - قاقشال میدالی اورنگ کلٹکی الیسر ابچی بل بور جی نگدری ہیپودی سیدی بامی لقک انداز عرب کلہ بان فوق بامی وغیرہ جنگلی بہت ہین لیکن نہ اوس انبوہ سے عمدہ اکبری مین اکثر ملازمی مین مشرف ہوئے

شہر کابل

چوتھے اقلیم سے ہی طول مین اکیسو چار درجہ چالیس دقیقہ اور عرض مین ۳۴ درجہ ۳۰ دقیقہ اگلے عمدہ شہرون مین ہی کہتے ہین کہ پشنگ کے عہد مین بنیاد پڑی دوبڑی قلعہ - رکھتا ہی مغرب طرف اسکے قلعہ کوہچہ ہی فیض بخش شاید کسی اگلے زمانے والے نے تعمیر کیا ہو اسی نسبت سے اوس کوہچہ کو شاہ کابل کہتے ہین - ارک اس بستی کا اسی پر معمور ہی اور پنی کبھی اونسے جدا ہوکر اوسکا نام عقابین رکھتے ہین - کسیقدر قلعہ مین مشرف ہوئے اور جزوی فرمایش کرتے ہین اسکے دامن مین مکانات دلفریب اور چمنہای نازک روشن اور باغات دل آویز ہین - دو ندیان اس شہر مین ہین ایک للندر سے شہر مین ہوتے ہوئے گذرتی ہی

دریاے خطیان نام ہی دوسری موضع یعقوب دہلی دروازہ سے نکلکر معورہ مین پہونچتی ہی — اسے پل مستان کہتے ہین بہ نسبت اول کے یہ ندی زیادہ صاف گوارا ہی اور اوسی قرب مین ماہم انکا ندی نکلی ہی یہ معہد ہی کلکتہ نام پہاڑ سے ایک چھیل شہر کے رُخ لہراتی ہی عقلاے سابق نے کابل اور قندھار کو ہند کے دو دروازے مقرر کیے ہین ایک سے توران کی راہ ہی اور دوسری ایران کو اسکی حفاظت موجب امن ہند ہی اور انھین دونو راہ سے سفر بہتر اس اطراف مین بھی مانند سمرقند اور بخارا کے برگنہ کو لومان کہتے ہین اور اسکے ماسوا کوہ پرساور انکی بہار طرب افزائی مین نادر ہی یہان پر ایک معبد ہی کوراکھری نام جوگی لوگ مخصوص دور دراز سے زیارت کو آتے ہین لومان نیک نہال لمعانات داروغہ نشین سے اگلے زمانے مین ادینہ پور تھا آج جلال آباد ہی برف نہین برستی اور نہ اوس شدت سے جاڑا ہوتا کھیتی سرسبز ہوا نارنے دانہ ہوتا ہی جلال آباد کے پاس بابر بادشاہ سے یادگار باغ صفا ہی اور آدینہ پور کے قرب مین بھی اسی بادشاہ کا بنایا ہوا باغ وفا ہی دکھن طرف کوہ سفید عجب تماشا ہی برف کبھی کم نہین ہوتی اس حدود مین کوہچہ ہی جب کابل مین برف برسے اسپر بھی ضرور تراوش ہو لومان مندر مین بندر بکثرت دریاے علی سنگ اور النگار یکجا ہوکر آب باران سے ملتا ہی اور دریاے چغان سراے پورب اوتر ہوکر کنور مین آتا ہی بڑے پہاڑون مین برف بھری رہتی ہی اور دریاے علی سنگ مین لومی اوسکو کافر کہتے ہین — اوسی مقام پر قبر ہی اعتقاد لوگون کا یہ ہی کہ نوح کے باپ لامک کی ہی جسکو اولمک بھی کہتے ہین اکثر یہان کے لوگ کاف کی جگہ پر غین کا خرچ کرتے ہین وجہ تسمیہ لمغان کی یہی ہی — کوہستان بھی کافرون سے معمور ہی یہان کے لوگ بجاے چراغ کے چلغوزہ جلاتے ہین اوسی کی روشنی ہوتی ہی — ایک جانور روبہ پران نام ہوتا ہی زمین سے ایک گز اونچی پرواز کرتی ہی اور نیز ایک قسم کا چوہا ہوتا ہی جسمین مشک کی خوشبو نکلتی ہی — لومان لوگھر سے ایک موضع چرخ نامے ہی مولانا یعقوب چرخی وہین سے منسوب ہی اوسکے مواضع مشہورہ مین سجاوند کافرون کی نشستگاہ ہی لومان بنگش سات ہزار سوار ستر ہزار پیادہ مہمند ہزار نفر اوسمین سے پانسو سوار جلیل اور پانسو سوار اور چھ ہزار پانسو پیادہ داودزی تین ہزار سوار سینتیس ہزار پیادہ کلیانی پانسو سوار اور چار ہزار پانسو پیادہ محمدزئی چار سو سوار اور چار ہزار پیادہ مہمندی تیس سوار ساڑھے نو سو پیادہ صافی اکیسو سوار اور اکیڑ چار سو پیادہ خیل پچاس سوار ساڑھے آٹھ سو پیادہ غلزئی اکیسو سوار دو ہزار نو سو پیادہ — خضرخیل تیس سوار ساڑھے نو سو پیادہ شیرزاد بیس سوار چودہ سو پیادہ خوستینی دس سوار دو سو پیادہ خگی دو سو سوار چار ہزار پیادہ عبدالرحمانی سو سوار دس ہزار پانسو پیادہ — آفریدی پانسو سوار ڈھائی ہزار پیادہ — درک زئی پانسو سوار ساڑھے پانسو پیادہ — لومان کروز مین قلعہ مضبوط اور اکثر عمارات چومنزلہ —

غزنین

تیسری اقلیم سے ہی سلطان محمود اور سلطان شہاب الدین کا پایہ تخت رہا ہی اکثرون نے اسے زابلستان کہا اور بعض قندھار کو اسی مین داخل کرتے ہین حکیم ثنائی وغیرہ اولیا کا خوابگاہ ہی سمرقند اور تبریز کے مانند یہان بھی جاڑا ہوتا ہی ایک دریا شمال سے جنوب بکور دان ہی جسکی آبپاشی سے کشتکاری سرسبز و شاداب کاشتکاران کو بڑا تردد کرنا ہوتا ہی ہر سال نئی مٹی لاتے اور کھیتون مین ڈالتے ہین مشیر کابل سے اراضی پھیلتی ہی روئین کثرت سے ہوتا ہی یہین سے ہندوستان کو آتا ہی عہد بابری مین ایک قبر تھی کہ جسوقت درود پڑھتے اوسکو جنبش ہوتی عقل دور اندیش سے دریافت ہوا کہ دکاندارون کی فسونسازی ہی اور ایک حیشمہ ہی کہ اگر اوسمین قسم قسم کے قازورات سے چھوڑین فوراً برف و باران پدید ہو بہار و خزان یہان کی عمدہ ریاحین کی رنگ آمیزی نہایت مصفا تینتیس قسم کا لالہ ہوتا ہی اسمین سے ایک قسم ایسی ہی جسمین گلاب کی بو آتی ہی اوسکا نام بھی لالۂ گلبو ہی اور سوسن چاندنی بادجود کی کھاغین ہین اور پہاڑ کے نزدیک ریگستان ہی اوسکو خواجہ ریگ روان کہتے ہین موسم تابستان مین یہان نقارہ و ڈھول کی آواز معلوم ہوتی ہی

لومان ضحاک و بامیان

قلعۂ ضحاک پرانے وقتون کی یادگاری ہی اور حصار بامیان خراب یہان پر بارہ برار سمج جنگل کے درمیان مین کھوین کھودی ہین جنکا نام ہرزہ کج اور نقاشی ہی اگلے وقت یہان پر موسم زمستان آخر لیجاتے تھے — یہان پر تین بت ہین ایک مرد کی تصویر اسّی گز دراز قد دوسرے عورت کی تصویر پچاس گز لانبی اور ایک بچہ کی تصویر پندرہ گز کی طول مین ہی تعجب یہ کہ سمجی مین ایک قبر ہی اوسکے درمیان مین تابوت رکھا ہی اوسکی ابتدا کا حال معلوم نہین لیکن بہت خیال کرتے ہین — گذشتہ زمانے مین کوئی دوا ملکر سخت زمین مین دفن کر دیتے تھے سادہ لوح فریفتہ ہو جاتے اور اعتقاد ظاہر کرتے — بنیل لومان اس سے متعلق ہین اسکی جمع یا بادشاہ نے اپنے واقعات مین باوجود تمغا آٹھ لاکھ شہرجی لکھے جسکے تین لاکھ بیس ہزار روپیہ اکبر شاہی ہوتے ہین روپیہ کا نرخ چالیس دام — اکبر ۲۸ لاکھ دام ہوئے عہد اکبری مین جمع چھ کرور تہتر لاکھ چھ ہزار نوسو ترا سی دام مقرر ہوئے شاید یہ اوپر قلت آبادی سے ہوئے اور نیز پرشاور وغیرہ کو چھوڑ دیا ہی — اور نیز منتظمون کی ناکردہ کاری باعث ہوئی ہو

تذکرہ

۷۷ھ ہجری مین عبدالملک بن مروان نے امیہ بن عبداللہ کو حکومت خراسان سے خارج رکھکر حجاج بن یوسف ثقفی کو حوالہ کی اور عبداللہ بن ابی بکرہ کو سیستان روانہ کر دیا وہان سے لشکر جمع کرکے رتن بھیل مرزبان کابل کے لڑنے کو چلا چونکہ بھڑنے کی طاقت نتھی پہاڑون کی اوٹ سے راہ بند کی لشکر عرب پر سختی نازل ہوئی خورش کے نملنے سے عاجز ہوئے لاچار سات سو ہزار دام یعنی تین لاکھ روپیہ دیکر عبداللہ چل نکلا اور شریح بن ہانی آشفتہ ہوکر

باوجود کمسن سالگی کے اوٹھہ دوڑا حجاج نے اس خبر سے سرزنش کی اور سزاواری سے معزول کیا ۸۳ھ ہجری مین عبدالرحمن بن محمد اشعث کو رتبہ بھیل کے آویزش کو روانہ کیا اور سیستان مع اوسکے اطراف کے اوسکو عطا کیا۔ عبدالرحمن جب حدود کابل مین پہونچا بطرز اول اشنائے مین کسیقدر آدمی چھوڑ کر بڑی دستبردی کی اور اچھی لوٹ ہاتھہ لگی۔ دشواری کے سبب سے وہ ملک نگاہ نرکھہ سکا حجاج نے عدم معاودت کو سرزنش تحریر کی کہ ہرچند امسال تردد قرار واقعی ہوا لیکن اس معاودت کا جرمانہ یہ ہی کہ بمجرد پہونچنے تحریر ہذا معاودت کرے اور اوس ملک کو تصرف مین لائے اگر اوسو سہل انگاری سے دوسرے سال کی لڑائی کا خیال ہو تو اپنے تئین معزول سمجھے لشکر اپنا مرداسحق بن محمد کو سمجھکر اوسکے فرمان بردار ہون۔ عبدالرحمن دولت کے غرور مین آکر ایرانی لشکر سے ملگیا اور اہل کابل سے متفق ہوکر حجاج سے سامنا کیا اور بات قرار پائی کہ اگر فتح پائے کابل پر ہاتھہ نہ بڑھائے اگر ناکام ہو پناہ پائے حجاج اس شورش سے سخت برہم ہوا ظاہر و پوشیدہ مقام جنگ آراستہ ہوا عبدالرحمن نے فتح پائی حجاج بصرہ کو آیا دوبارہ لڑائی ہوئی اوس ناسپاس کی آبروریزی ہوئی قلعہ لہست مین جان اوسکا گماشتہ تھا پناہ گیر ہوا اوسنے حجاج کے خیال سے عبدالرحمان کو قید کیا چاہا کہ حجاج کے پاس روانہ کرے مرزبان کابل اس خبر سے مطلع ہوا اور حیلہ کرکے عبدالرحمن کو چھڑا کر اپنے ملک مین لایا چند مرتبہ اسکی مدد سے آویزش کی مگر کچھہ حاصل نہوا ۸۴ھ ہلالی مین رتبیل نے چکنی چکنی باتون مین اسے قید کرکے اوسکے حضور مین بھیجدیا اس بیچارے غربت کے مارے نے اثنائے راہ مین بلندی سے کود کر عدم کی راہ لی ۸۶ھ ہجری مین ہشام بن عبدالملک کی حکومت مین امیہ عبداللہ قشیری حاکم خراسان اور غور اور غرجستان اور ملک نیمروز نے کابل فتح کیا اور اپنا دارالحکومۃ مقرر کیا اوسوقت سے ہمیشہ بنی امیہ اور بنی عباس حاکم خراسان کے عہد مین رہا تا آنکہ سامانیون کے عہد مین التکین غلام اس خاندان کا جدا ہوکر غزنین اور کابل کو قبضہ مین لایا جب وہ فوت ہوا سبکتگین والد سلطان محمود کو سرداری ملی اسیطرح غزنویون کے تصرف مین آیا بعدہ غوریون کے ہاتھہ لگا اسکے بعد انکے غلامون اور اونسی خوارزمیون کو بعد چنگیزخان رہی وہان سے امیر تیمور صاحبقران اور اوسکے آل واولاد مین حکومت آئی کچھہ دنون نادری حکم بھی رہا اب تیمور شاہ بن ابدالی احمد شاہ کا دارالملک ہی چون کہ کسیقدر ہندوستان کے صوبجات کی کیفیت تحریر ہوچکی ہے اب کسیقدر فرمان روایان کا حال ابتدا سے پانڈوان سے تحریر ہوتا ہے

ذکر احوال فرمان روایان ہندوستان کا ابتدای راجہ جدشٹر پانڈوان سے

کتب تواریخ خصوص مہابھارتھہ سے جو جملہ کتابون سے معتبر ہی ایسا واضح ہوا کہ آخر زمانہ دواپر سے ہندوستان کی سلطنت پانڈوان اور کوروون کے خاندان مین تھی جب راج کی نوبت راجہ پچہ برچ پانڈون کو دادا کے ہاتھہ آئی حسب قاعدہ اپنے گذشتہ بزرگون کے عدل وانصاف کرکے عالم عقبے کی راہ لی اسکے کوئی وارث نتھا کاربردازون نے

باہم مشورہ کیا اور سری بیاس جی سے جسکے طول بقا اور نشو نما مین قدرت الہی پائی جاتی ہی رجوع کرکے اوسکے
ذریعہ سے مرحوم راجہ کی رانیون کے تین لڑکے پیدا کرائے روایت ہی کہ پہلی رانی نے اوس سراپا جلال کی تاب مشاہدہ
نلاکر اپنی آنکھ بند کر لی تھی اس سبب سے اوسکے نابینا لڑکا جسکا نام دھرتراشت رکھا گیا پیدا ہوا دوسری
رانی اوس خورشید طلعت کی شعاع سے زرد ہوئی اوسکا لڑکا زرد رنگ پانڈ نام ہوا تیسری نے بدرہم مین لونڈی سے
بدرہم کو ظہور ہوا چونکہ بڑے لڑکے دھرتراشت نے نور نظر سے چشم پوشی کی تھی اور بدر لونڈی کے پیٹ سے
نکلا لہذا پانڈ نے فرمانروائی مین سرخروئی حاصل کی اپنے خاندان کے بجھے چراغ کو از سر نو روشن کیا پسر راجہ نے
زور سر پنجہ سے سرکشان اطراف کا پنجہ پھیر از بردستی سے سارا ملک زیر کیا۔ طبیعت اسکی شکار دوست تھی
اکثر اوقات صید افگنی مین مصروف رہتا تھا ایکروز حسب معمود برسم شکار سوار ہوا ناگاہ دو آہو نر و مادہ
باہم قربت کرتے نظر آئے راجہ نے تیر دلدوز کو بقصد نشانہ زدن کیا کمان چلائی کہ وہ مارا عین وصل مین جدائی
ہوئی نر مادہ سے مفارقت نے تفرقہ ڈالا۔ درحقیقت یہ آہو نہ تھے کوئی تپیشری آہو کے قالب مین اپنی
عورت سے خوش فعلیان کرتا تھا۔ نزع کی حالت مین اوس حسرت زدہ کے زبان پر یہ چند الفاظ روان ہوئے
کہ اے خداوند جس رنگ سے اس نیرنگ ساز نے ہماری صحبت کے رنگ مین تفرقہ کی خاک اوڑائی اسی
حالت مین یہ بھی زمانہ کی دورنگی دیکھے اس بد دعا کے سنتے ہی بیدرنگ راجہ کے چہرے کا رنگ اوڑ گیا
بدحواسی کا دھوان نظرون مین چھا گیا۔ مگر کیا ہونا تھا تیر از شصت جستہ و کار از دست رفتہ کا معاملہ تھا۔
لاچار اپنی موت عورت کی نزدیکی سے سمجھکر تخت خلافت سے دوری اختیار کی جنگل مین جاکر عبادت کرنے لگا
ایکروز اپنی عورت کنتی نام سے کہا کہ جو شخص بے اولاد مرتا ہی وہی دوزخ جاتا ہی۔ اور ہمارے مذہب مین جایز ہی
کہ اگر بے اولاد یا خود رجولیت پر قادر نہو برہمن کے وسیلہ سے کشت مراد مین تخم ریزی کرائے جسطرح کہ لبسب اولاد
کے ہم تینون بھائیون کی ولادت بیاس جی کی بدولت ہوئی۔ اوس عورت نے جواب دیا کہ آپ سمشیر کا حلوہ
ادرتا مجھے گوارا ہی مگر غیر معہود کے زلال وصال سے سیراب ہونا ممکن نہین مگر چون کہ میرے تئین ایک ایسا افسون
یاد ہی کہ جسے چاہون عالم ملکوت سے بالون اور اوسکی مصاحبت سے اولاد حاصل کرون اگر تیری رضا ہو اس
ڈھب سے البتہ ممکن ہی۔ راجہ نے اس نوید سے دلشاد ہوکر اجازت دی۔ وہ خلوت مین گئی یہ بلوت مین یاسبانی
کو بیٹھا۔ قدرت الہی سے وہ عورت باور ہوکر باہر آئی راجہ کو خوشخبری سنائی۔ نو مہینے کے بعد لڑکا جنی جسکا نام
جدشٹر ہوا۔ اور دوسری بار بھی پہلی ترکیب سے باردار ہوگئی۔ بھیم سین نام قوی ہیکل لڑکا پیدا کیا۔ منقول ہی
کہ ایک مرتبہ اوس جنگل مین ایک شیر دلیر نمودار ہوا اوسکا خوف سارے بنی نوع کے دلون مین ساموی ہوا ہر ایک کے
لبون پر فریاد آئی۔ کنتی بھی گھبرا کر بھاگی اس سراسیمگی مین یہ بھی اوسکی بغل سے جدا ہوکر بڑے بھاری پتھر پر جا

اسکے صدمہ سے پتھر پر پتھر پڑے ٹکڑے ہوگیا۔ دیکھنے والون کی آنکھین پتھرا گئین۔ راجہ پانڈنے سمجھا کہ یہ لڑکا بڑا کوہ وقار زبردست شیر شکار ہوگا۔ تیسری مرتبہ ارجن کی ولادت بھی گذشتہ طریقہ سے ہوئی آسمان سے آواز آئی کہ فرمانروائے عالم علوی کی طرح اسکا حکم فرمانروائی عالم سفلی مین حکم ہوگا۔ اسکے ہاتھون سے یکقلم دشمنون کا سر قلم ہوگا۔ راجہ پانڈکے دوسری زوجہ سے دو لڑکے نکل اور سہدیو توام پیدا ہوئے یہ پانچون بھائی حسن سیرت اور صورت اور شجاعت اور دلیری مین یکتائے روزگار تھے راجہ کے خمسۂ حواس ان پنج برادر کے ساتھ نہایت درستی سے جنگل مین منگن تھے۔ ہستناپور مین جانداری کا کاروبار دھرتراشٹ جو نابصری کے میدان کا سوتھا کرتا تھا۔ جسوقت دھرتراشٹ کی بی بی حاملہ ہوئی وضع حمل کے وقت ایک لتھڑا گوشت کا پیٹ سے باہر نکلا۔ لوہے سے زیادہ سخت تھا۔ دھرتراشٹ کی بی بی سخت حیران ہوئی۔ چاہتی تھی کہ اوس پارۂ گوشت کو دور پھکوادے اوسوقت بیاسدیو نے آکر فرمایا کہ ہرگز اس پارچہ گوشت کو نظر سے دور نکر اس سے سخت جگر پیدا ہونگے بعد ازان بیاسدیو کے کہنے کے بموجب ٹھنڈھا پانی اوسپر چھڑکا فوراً سو ٹکڑے ہوگیا۔ پس ہر ایک ٹکڑے کو روغن کی ٹھلیا مین چھوڑکر علحدہ علحدہ بحفاظت تمام نگاہ رکھا۔ بعد دو سال کے جب اون کو کھولا ہر ایک سے ایک لڑکا برآمد ہوا سب سے بڑا درجودھن تھا کہتے ہین درجودھن نے نکلتے ہی زمین کو پھاڑکر گدھے کی طرح رینکنا شروع کیا اوس آواز سے شغال اور گرگس اور خر اور زاغ وغیرہ زمین و آسمان مین فریاد و زنان ہوئے اور ہوا مین غبار اوٹھا اس حالت سے تماشائیون کو حیرت ہوئی۔ ان سو لڑکون کے سوا دہ سری بی بی سے ایک لڑکا مجھہ نامے پیدا ہوا جملہ اولاد ایک سو ایک ہوئی۔ ان سب مین بڑا درجودھن روئین تن تھا کوئی حربہ اوسپر کارگر نتھا اوسکی شجاعت اور تہوری کا حساب ممکن نہین درحقیقت فرد تھا۔ جسوقت یہ بموجب دعاے بدکے راجہ پانڈ عورت کی نزدیکی کرنے سے عروس زیست کی ہمکناری سے دور ہوا چھوٹی بی بی اوسکے نغشہ کے ہمراہ سوختہ ہوئی۔ تپسری اور عبادتگار لوگ جو اوس جنگل مین تھے انہون نے پانچون لڑکون کو مع کنتی کے ہستناپور پہونچا دیا۔ اکثرون نے اون لڑکون کو قبول کیا اور بعضون کو انکار رہا خصوص راجہ دھرتراشٹ کا بڑا لڑکا درجودھن دون کی لیتا تھا کہ جب راجہ پانڈ بسبب غابد کی بددعا کی عورت کی نزدیکی سے دور رہا کیونکر ان کو اوسکا نتیجہ سمجھنا چاہیے۔ اوسی وقت اکاس بانی ہوئی کہ یہ نورستہ نہال پانڈکے ثمر ہین فرشتون کے ذریعہ سے عالم وجود مین آئے ہین۔ اس آواز کے ساتھی آسمان سے انکے سر پھولون کی بارش ہوئی اور عالم بالا سے نوبت اور نقارہ کے آواز بڑے غوغا سے عالمگیر ہوئے۔ تمامی سکان ہستناپور کے اس آواز سے حیران ہوکر ایمان لائے کہ بیشک یہ لوگ پانڈوان ہین بھیکھم پتامہ نے جو انکے باپ کا چچا تھا تعلیم اور ترتیب کرنا شروع کی اچھے اچھے اوستاد تربیت کو مقرر کیے۔ انھون نے بمقتضاے استعداد خداداد کے تھوڑی ہی فرصت مین ہر طرح کے علم و فن حاصل کیے اور فن سپہ گری کے کل جوڑ توڑ تیر ملوار کے داؤ گھات

حاصل کی خلاصہ یہ کہ ہلت مین اپنی ناموری کمال کو پہونچائی — جدشٹر نے محاسن اخلاق کی خوبیان حاصل کین — خوشخوئی نیکدوی کی عادتین کامل کین اشعار تھی عقل محتاج تدبیر غیر + بھرے دلمین تھے اوسکے افعال خیر + کسیکو نہ رنج اوس سے پہونچا کہین + نہ تھا اوسکو مطلق غم و رنج و کین + بھیم بہ نسبت جدشٹر کے خوبرو اور تنومند تھا جس درخت پر ہاتھہ لگایا اوسکی جڑ کھود ڈالی — زور سر پنجہ سے ہاتھی کا مونہہ پھیر دیا — گدا فگنی اور کشتی گیری مین نے نظیر تھا عجب پیچکا انسان تھا اشعار عجب شان و شوکت کا تھا یہ جوان + جسے دیکھہ جگر مین تھا آسمان + نہ تھا آدمی بلکہ تھا شیر نر + نہ تھے تیغ و گرز اوسپہ کچھہ کارگر + ارجن کی کمانداری اور تیر اندازی سے تیر و کمان تک تعجب سے انگشت بدندان تھے — اسکی شست دیکھکر قضا و قدر کا دل چٹکیون مین پسا جاتا تھا — کئی فن سے تیر اندازی کرتا جسوقت ایک تیر گوشۂ کمان سے کڑکڑاتا — وہ ہزار تیر ہوکر دشمن کی جانستانی کرتا — کبھی تیرون سے بادوباران کا سدراہ ہوتا — کبھی باد و خاک و آتش و ہوا تیر سے پیدا کرتا — قوت سحر اسقدر تھی کہ کبھی بلندی کبھی پستی کبھی لاغری اور فربہی دکھلاتا — کبھی ظاہر کبھی نظر سے پوشیدہ ہوجاتا — نکل اور سہدیو بھی جو دوسری مان سے تھے نیزہ بازی اور تیغ زنی وغیرہ فنون سپہ گری مین یکتا تھے — آپس مین ایکا ایسا تھا کہ پانچون بھائی اربعہ عناصر کی طرح ایک جگہ اوٹھتے بیٹھتے — بڑے بھائی جدشٹر کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے — اور اپنا خداوند مجازی سمجھکر اوسکے حکم سے سرمو انحراف نکرتے تھے — دنیا مین مشہور ہی کہ یوسف ساعزیز بڑے بھایون کے ہاتھہ سے کنوین جھانکا حسد کا مرتبہ ایسا ہی ہی کہ برادران توام کو دوسرے کا شکوہ و جلال نہین بھاتا — مطابق اسکے یہ حال ہی کہ جرجودھن انکی شان و شوکت پر حسد کھانے لگا — بھیم سین کی قوت و طاقت سے خوفناک ہوا — کانون سینہ مین خشم و عناد کی آگ بھڑک اوٹھی — بمقتضاے آئین بادشاہی کے پانڈون کی گرمی بازار سرد کرنا چاہا — بارہا خیال کیا کہ بھیم سین کی شمع حیات کو گل کرے — اکثر شیر و شکار مین زہر دیا — چند مرتبہ سوتا پاکر ہاتھہ پیر باندھ گنگا مین ڈالدیا — لیکن چونکہ ناخداے حقیقی کی حفاظت کا بادبان کھچا تھا — اوسکی بد مخالف کا کچھہ صدمہ نہ پہونچا — اور ہر مرتبہ بھیم سین ساحل عافیت پر جا لگا — چونکہ دھرتراشٹ نے جدشٹر کی حسن لیاقت دیکھکر ولیعہدی کا سرفراز فرمایا — اور سررشتۂ کار ریاست اسکے دست مین دیا — جرجودھن کی نار حسد اور بھی دہک اوٹھی — باپ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپنے مجھے سلطنت سے محروم کیا — مگر مجھسے جدشٹر کی فرمان برداری ہوتی نہین — خیر اپنی جان سے درگذر کرتا ہون — دھرتراشٹ نے اس کلام سے پاسخاطر فرماکر نصف ملک کی حکومت جرجودھن کو دی — اور جدشٹر کو حکم دیا کہ مع اپنے بھائیون کے شہر پرناوہ مین جاکر مقیم ہو — اب بیان پر یہ بیان کرنا ضرور ہوا کہ جرجودھن نے قبل پہونچنے پانڈون کے بلدۂ ماموره مین اپنے ہواخواہون کو حکم دیا تھا کہ گوند اور لاکھ سے مکانات تعمیر کرین جب پانڈو وہان مقیم ہون بروقت موقع آگ جلا کر راکھہ کے ڈھیر ہوجاوین — القصہ جب پانڈو

وہان پہونچے اعدا کی عداوت اور فریب سازی سے ماہر ہوکر پوشیدہ نقب طیار کی اور خود اپنے ہاتھ سے اوس مکان مین آگ لگا کر نقب کی راہ سے نکل گئے - ایک بھیل نام عورت مع اپنے پانچ لڑکون کے قضا کار آکر جل گئی - جاسوسون نے اون پانچون لاش کو پانڈون کے قالب سمجھکر درجودھن کو نوید سنایا - وہ حاسد جامہ مین پھولا نہ سمایا - پانڈون نے اوس مکان سے نکلتے ہی جنگل مین رکھون کے مانند تیر تھون اور ملک ملک کی سیر اختیار کی دیوبھوت کو مار ڈالتے تھے - کرگدن اور شیر کا شکار کھیلتے ہوئے کمپلہ شہر مین پہونچے وہان کا راجہ درو پد تھا اوسکی لڑکی نہایت حسین صاحب جمال تھی - اوس زمانہ مین اوس لڑکی کا سومبر تھا تمام راجہ کے راجہ یا بو بتقریب اس جشن شادی کے تشریف لائے تھے - راجہ درو پد نے ایک شہتیر میدان مین کھڑا کر کے ایک طلائی مچھلی اوسپر آویزان کی تھی اور شہتیر کے نیچے ایک دیگ کالان مین روغن بھر کر تابدان پر رکھا تھا اور ایک کمان نہایت بزرگی اور سختی مین رکھی تھی - شرط یہ تھی کہ جو شخص اس کمان کا چلا چڑھا کر اس ماہی کو بالائے چوب سے دیگ مین گرائے اوسکا قدنگ مراد نشانہ تمنا مین پہونچیگا یعنی عقد دختر عمل مین آئیگا - دوسرے راجہ شخص جمع ہوکر وفای عہد مین زور آزما ہوا مگر طالع ضعیف کی ناتوانی سے کچھ زور نچلا - پانڈو بھی کسی گوشہ مین تماشا کنان تھے - پس ارجن نے کمان کو اوٹھا کر شست مشت کی صفائی دکھلائی تیر کے چھوٹتے ہی مچھلی تڑپ کر دیگ دان مین آئی اور درو پدی کو جو راجہ درو پد کی لڑکی تھی اپنے عقد مین لایا - دیکھنے والون کے آنکھ مین سرسون پھولی مگر کسیکی یہ جرات نہوئی کہ ارجن سے آنکھ ملائے - عین معرکہ مین پانچ بھائی گئی اوس کی تقدیر مین یہ لکھا تھا کہ پانچ شوہرون سے دو چار ہو - آخر مین موجب ارشاد والدہ ان کے پانچو بھائی نے اوسے اپنی زوجیت مین قبول کیا اور ہر ایک نے ستر ستر روز کی نوبت مصاحبت کی مقرر کی - رفتہ رفتہ یہ خبر ہستنا پور مین پہونچی کہ ہنوز پانڈوان زندہ ہین اور درو پدی سے شادی کی ہے راجہ دھرتراشٹ نے انہین بلا کر ہستنا پور مین عاطفت فرمایا اور دوبارہ سلطنت کے دو حصہ کر کے آدھون آدھ کوروون اور پانڈون کو عطا فرمائی اور باہم محبت و اخلاص رکھنے کا عہد لیکر پانڈون کو اجازت دی کہ دریاے جمن کے کنارے شہر اندرپت مین مقیم ہون جسے اب دہلی کے نام سے مشہور کرتے ہین - راجہ جدشٹر اوس شہر مین پہونچتے ہی احکام حکومت مین مصروف ہوا تیغ کشور کشا سے اکثر شمالی ولایات تسخیر فرمائین جنھین فرمان روائی کی بو سمائی تھی اونسے فرمان پذیری کرائی جسوقت دولت و حشمت گران حاصل ہوئی راجسو جگ کا اقصرم کیا - راجسو جگ کے یہ قاعدے ہین کہ قسم قسم کے کھانے ہزارہا برہمنون کو کھلائے اور سونے چاندی کے برتن خیرات دیتے ہین - اور اقسام اغذیہ اور عطریات وغیرہ سے ہوم کرتے ہین - عمدہ جگ یہ ہوتی ہے کہ روے زمین کے راجہ لوگ شریک ہوکر آبکشی اور طعام وغیرہ اسطرح کی خدمتون مین مصروف ہوین - یہ عبادت اوسے نصیب ہوتی ہے جسکے زیر حکومت سارے

جہان کے حاکم ہون جسوقت راجہ جدشٹر نے جگ کا انصرام کیا راجہ جرجودھن بھی شریک ہوا اور اوسکی دولت خداداد کو دیکھکر ناسور کہن پھر بہ نکلا- تیغ عداوت نے پرانے زخمون کو اور بھی چرکا دیا- جسوقت رخصت ہوکر اپنی دارالخلافت ہستناپور مین پہونچا ہم نشینون مین بیٹھکر اور سارے قصہ کو سناکر دون دلوارہ اوٹھایا کہ راجہ جدشٹر کے زوال کی کوئی کامل تدبیر کرنا چاہیے- اون کجبازون نے کہا کہ جوئے کا نقشہ جماؤ- اوسانکو دغا اور فریب سے ایسی بازی دو کہ سارا کھیل بگڑ جائے- جب اسکے دل مین یہ چھلکے بچے کی ٹھہری- راجہ جدشٹر کو ہستناپور مین بلاکر لطف و مدارا سے پیش آیا رفتہ رفتہ مجلس قمار آراستہ ہوئی- دغا کے پانسے اپنا اولٹ پھیر دکھلانے کو کجی پر رجوع ہوئے- تقدیر مین تو یہ تھا کہ ملک مال ہارکر دشت ادبار کو سدھارے لاجرم باوجود عقل و تمیز کے آسمان کی پلٹی اسے نسوجھی سارے خزاین اور دفاین ملک و دولت ہار بیٹھا- کوئی چیز پاس نرہی- اس گھبراہٹ مین اسطرح عقل نے کچی کھائی کہ چارو بھائیون اور دروپدی کو اور پھر خود بدولت بھی اپنے تئین ہار بیٹھے- اوسوقت دوساسن جو درجودھن کا بھائی تھا دروپدی کو موکش محفل مین لایا اور چاہا کہ حسب الحکم درجودھن کے نئے نام ذونگ ہوکر دروپدی کو ننگا کرے اوسوقت یہ بیچاری ایام حیض مین بھی دروپدی نے اس ہفت نیرنگ کی پردہ دری دیکھکر در پردہ پردہ پوش خلق اللہ کے حضور مین اپنی عزت و ناموس کی پردہ سازی کو دعا کی- پردہ دار جہان نے اپنے فضل و کرم سے اسکا پردہ رکھا- جسوقت دوساسن ایک لپ اوتارتا- جامہ خانۂ غیب سے دوسرا تن زیب ہوجاتا- یہ ہاتھ ملنے پچھتاتا تھا اسکی پارسائی بڑی گاڑھی کی تھی آخر وہ پردہ در مُہہ گریبان مین ڈال کر رہگیا- نامحرم کو تن بدن کا راز نسلا- حاضرین محفل نے اس نادیدنی کے دیکھتے ہی آنکھہ بند کرلی- درجودھن اور دوساسن پر طعنہ کی زبان کھولی- مگر درجودھن کا دل تو کسی اور ہی طرف بڑھا تھا کسیکے کہنے سننے سے حوصلہ نہ گھٹا- دوبارہ اس شرط سے بازی لگائی کہ اگر جدشٹر کی جیت ہو جسقدر مال و اسباب ہارا ہی واپس لیوی- درصورت ہار کے بارہ برس جنگل مین مع اپنے بھائیون کے پوشیدہ رہے- اگر آخر اس معہودہ مین کہین سراغ کھلے- دوبارہ اوسقدر مدت تک پریشان ہوتیہان تو عقل و قسمت نے پیشتر ہی ہار مانی تھی- زمانہ گھات مین تھا- آخر بازی پائی- مع چارو بھائی اور دروپدی کے جنگل کی راہ لی- اوسوقت کرن نے اسطرح ٹھٹھا مارا کہ اے دروپدی پانڈون کی ہمراہی مین عبث جاتی ہی درجودھن کے حضور مین کیون نہین مقیم ہوتی- یہ راجہ تجھکو ایسے مرد کے حوالہ کرے- جو تیرے ساتھہ ہار جیت کا حیلہ نکرسکا پانڈو خواجہ سرا ہین انکی مصاحبت مین کیا ہاتھہ آتا ہی- عبث انکے ساتھہ خاک اوڑاوگی بہت سا پچھتاوگی پانڈو انکے استہزا سے شرمندہ تھے- بھیم سین نے چاہا کہ زبان درازون کی گوشمالی کرے مگر راجہ جدشٹر نے اجازت ندی- لاچار ایفاے شرط کو شہر سے جنگل سدھارے- کہتے ہین کہ اونکے قدم اوٹھاتے ہی زمین

لنپ اوٹھی برق چمکی - جنگلی جانور آبادی مین آئے - سربازار شغالون نے فریاد مچائی - گدہ دروازون پر نعرہ زن ہوئے - جنگلی درختون مین گل نیلوفر پھولے - دریانے جوش کھایا - بے موسم درختون پر پھل نمودہوئے - غرض کہ جتنے شگون بد تھے نظر آئے - المختصر پانڈو جنگل مین جاکر رہنے لگے - تھوڑے دنون بعد ارجن نے بزرگون سے عبادت عالم ملکوت مین جاکر سیر کی - اور پانچ برس تک اوس مقام پر تیراندازی کی ہنر سیکھتا رہا - ادھر پانڈون نے ہندوستان کی تیرتھ جاترا کی - بعدہ ارجن بھی آکر متفق ہوا - اس بیابان گردی مین عجیب عجیب طرح کی ایذا اور مشقتین پائین - تیرھوین سال شہر بیراٹھہ مین پہونچے - اور تبدیل نام کرکے راجہ بیراٹھہ کے ملازم ہوئے - جرجودھن کے آدمی ہر چند تلاش مین سرگرم رہے مگر انکا پتا نپایا - جب تیرہ سال گذر گئے - کھلے خزانے جرجودھن کو پیغام دیا کہ ہمارا نصف حصہ ملک واپس کرے - جرجودھن نے رجوع کی راہ سے قبول نکیا - انہون نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ اگر حصہ نہ دیوے تو رفع ضروریات کی مدد فرماوے تا پانچ گاؤ یعنی کیتھل - کرنال - اندری - بنادہ - اندرپت غنایت ہو - ورنہ لڑائی موجود ہے - جرجودھن نے جہالت کی موت تو پیچھے پڑی تھی کچھ نسنا - لڑنے پر کمر باندھی - اپنے دوستون کو جمع کیا - اسقدر لشکر فراہم ہوا کہ اوسکے برابر کسی معرکہ مین نہین لکھتے - مقام کورکھیت مین معرکۂ رزم ٹھہرا - اڑتالیس کوس تک صف کارزار آراستہ ہوئی - کورکھیت اب تھانیسر کے نام سے مشہور ہے - کہتے ہین کہ اس مقام پر فانی ہونے سے انسان آوا گون سے رہائی پاتا ہے سیدھا بہشت کو چلا جاتا ہے برہمانے اسی مقام پر ظہور پایا - اور خلقت کو پیدا کیا - غرضکہ طرفین سے مار دھاڑ کا ہنگامہ گرم ہوا زمین و آسمان مین ایک تہلکہ سا پڑا تھا

ذکر آغاز جنگ پانڈوان

پانڈون نے اپنے لشکر کے سات حصہ کیے - اول بھیم سین نے میدان مین جلوہ دکھلایا - صدائے نہیب سے میدان جنگ مین طرفہ خوف سمایا - ہاتھی گھوڑے ایک دوسرے پر گرنے لگے - دشمنون کا کلیجہ کانپا - بھیم نے گرز اوٹھایا - سوارون کو مع ارابہ خاک مین ملایا - ہاتھیون کو ٹیکا اسکے روبرو کوئی نہ ٹکا - کسیکو مشت سے زیر کیا - کسیکو جان سے سیر کیا - ارجن شیر زیان کے مانند میدان مین پھرتا تھا - دشمنون کی جمعیت مین پریشانی لاتا تھا - جدھر تیر خارا شگاف برسایا خون کا طوفان اوٹھایا - اسطرح جرجودھن نے بھی فوج آراستہ کی - ہاتھیون کے حلقہ پر گستوان سے آراستہ اونکے پیچھے پچاس سوار خود و بختر سے پیراستہ اونکے عقب سات پیادہ لڑائی کے آمادہ مقرر فرمائے - تاکہ جب ہاتھی مخالفون کے روبرو جنگ آور ہون پیچھے سے یہ لوگ پیشدستی دکھلاوین - اپنے لشکر مین بھیکھم پتامہ - دردنہ اچارج - کرن - دوساسن - شکن کو سردار بنایا - انہون نے میدان وغا مین آکر پانڈون کی صف برہم کی بھیکھم پتامہ نے وہ لڑائی روز آمائی کی کہ

کسیکے پیر نہ جمے - لکھا ہی کہ اسکے ہاتھون سے روزمرہ دس ہزار جاندار مارے جاتے تھے دس روز مین ایک لاکھ سے زیادہ آدمی اسکے ہاتھ سے مارے گے - ایسے معرکہ مین آشنا و بیگانہ کا کب خیال تھا - جو تھا خون سے لال تھا - آسمان یہ گردش دیکھکر لرزان ہوا ماہ و خورشید بچشم عبرت نگران ہوا - ازانجا کہ فتح و نصرت راجہ جدشٹر کے قسمت مین تھی درجودھن مغلوب ہوا - اٹھارھوین روز بھیم سین کے گرز نے سرکوبی کی اسنے قالب تہی کرکے نقد جان نذر کیا اپنے خرابی اعمال کو پہونچا اور پھر اوسکے مددگار بھائیون نے بھی اس اخیر وقت مین اوسکا ساتھ دیا ہر ایک نے ملک بقا کی راہ لی - کہتے ہین کہ اس کشت و خون مین اٹھارہ چھونی لشکر اٹھارہ روز کے عرصہ مین کام آیا - چھونی اکیس ہزار تین سو ستر فیل سوار اور اسیقدر ارابہ سوار اور ایک لاکھ چھانوے ہزار تین سو تیس اسوار اور تین لاکھ اٹھہتر ہزار پچاس پیادہ اور ایک چھونی کے عدد پانچ لاکھ ستیالیس ہزار اکیسو بیس نفر ہوتے ہین - اس حساب سے لشکر طرفین اکانوے لاکھ اٹھاسی ہزار اکیسو ساٹھہ نفر سوائے فیل و اسپ وغیرہ حیوانات کے فانی ہوئے - سوائے گیارہ نفر کے کوئی نہ بچا - انمین ایک کشن - اور پانچو بھائی پانڈوان اور سانگ جادو اور سات آدمی پانڈوان کے - کرو اوستاد کرپا چارج برہمن اور درونہ چارج کا لڑکا اسوتھامان اور کرت ورما جادو اور چھتش اور چار آدمی کوروں کے بچے - غرضکہ اوس وقت سے ابتک کہ ۴ ہزار ۸ سو ۶۵ برس گذرے ہین - کوئی دوسرا ایسا معرکہ نہین ہوا - ہر چند راجہ جدشٹر نے فتح پائی مگر اسقدر زدی حیات کے خون ہونے سے متاسف اور نیز ثباتی دنیا سے مغموم ہوکر عروس جہانبانی کی دلفریبی سے کنارے ہوا چاہا کہ ترک تعلق کرے لیکن بھیکھم پتامہ نے جو ہنوز مجروح نیم جان میدان رزم مین پڑا تھا سمجھا کر اس ارادہ سے باز رکھا - آخر خیرات و صدقہ بیشمار کرکے جہانداری مین مصروف ہوا اور ہستناپور سے اپنے چچا دھرتراشٹر کی خدمت مین اس لڑائی کی عذرخواہی کو حاضر ہوا اور بعد اجازت دارالخلافت کو معاودت کرکے امور سلطنت مین مصروف ہوا - کسیوقت بیاس دیو نے راجہ جدشٹر سے فرمایا تھا کہ اگر اسو میدہ جگ کیجاوے تیری نسو نسو جو خویش و اقارب کے قتل و خون سے ہوئی ہی دور ہوگی - ہندوستانی کے اعتقاد مین یہ جگ اسطرح پر ہوتی ہی کہ ایک راس گھوڑا ہمہ صفت موصوف جسطرح لکھتے ہین مطلق العنان رہا کرین اور اوسکے عقب سے بہادران تیغ زن روان ہون چار سوے عالم مین گھوڑے کو پھراوین - جس سرزمین پر وہ گھوڑا پہونچے وہانکا حاکم اوسکے استقبال کو نکلے - اگر کوئی منحرف ہوکر گھوڑے کو باندھے اوس سے لڑائی کرین جب تمام دنیا مین کوئی روکنے والا نظر نہ آئے تب جگ کا سرانجام ہوتا ہی - خیر راجہ جدشٹر نے گھوڑا چھوڑا تمام ممالک مین اوسکے قدم پہونچے کسی نے سرکشی کے راہ سے سر نہ اوٹھایا جہان پہونچا عزت و وقار پایا آخر کار جگ کا سرانجام ہوا - راجہ نے بیشمار نقد و جنس خیرات کیا - اسیکے وقت مین بروقت ہر بات ہوتی جو چاہئے ہوئی

پانی برسا - قحط و وبا عنقا تھے - زمین سرسبز خزانہ معمور - ہر طرف جنگل اور آبادی باغ باغ تھا -
چوری کے نام سے زر دھنا کا چور بھی پتھر سے پیسا جاتا ہر طرح عدل و داد تھا - اسّی ہزار برہمن روزمرہ اوسکی
سرکار سے فیض یاب تھے یہ راجہ نہایت راست گفتار تھا تمام عمر جھوٹھون دروغ نہین بولا - اپنے چچا
دھرتراشٹ کی خدمتگذاری اور رضاجوئی کو سعادت عظیم جانتا اوسکے لڑکون سے زیادہ آرام دیتا تھا جب
سطح پر سولہ برس گذرے ایکروز بھیم نے جو دھرتراشٹ کو ہرگز پیار نکرتا تھا بڑے زور سے تال مار کر کہا کہ
اب ہمین بازدکا دستر س تھا کہ دھرتراشٹ کے سو لڑکے مارے گئے - دھرتراشٹ اس کلمہ سے غمگین ہوا -
اور انکے ساتھ رہنا ناپسند کیا - فوراً مع اپنی بی بی گندھاری اور پدروادر کے جنگل مین جاکر عبادت خدا مین
مصروف ہوا - تین برس کے بعد تھانیسر کے تالاب پر اس شور زار نیستی سے پار لگا - بعض کہتے ہین کہ ہردوار
مین عالم بقا کو کوچ کر گیا - بیاسدیو نے کوردن اور پانڈون کا مفصل حال تحریر فرمایا جسکا نام مہابھارت ہی
ایک لاکھ اشلوک لکھا ہی اوسمین سے ۶ ہزار اشلوک آئین خداطلبی اور پرستش اور نصائح وغیرہ مین اور ۲۴ ہزار
لڑائی کے بیان مین ہین - بیاس دیو نے اس کتاب مین اپنے اور اپنے والدہ کی ولادت کا حال عجیب طرز سے
بیان کیا ہی مختصر سا ہم بھی لکھتے ہین وہ یہ ہی کہ چندیری مین ایک راجہ تھا ایکروز بعزم شکار جنگل مین سیر کرتا تھا
یکایک جس رانی سے بمرتبۂ کمال اخلاص تھا اوسکی یاد آئی شہوت کے غالب ہوتے ہی انزال ہو گیا راجہ نے اوس
منی کو کسی درخت کے پتے مین رکھکر شاہین کے حوالہ کیا کہ حرم سرا مین جاکر میری محبوبہ کے حوالہ کر - شاہین
وہ پتا اوٹھاکر محل کے پتے پر روانہ ہوا - راستے مین کسی شاہین کی نظر اسپر پڑی سمجھا کہ قسم اغذیہ سے لیئے
اڑا جاتا ہی وہ بھی جھپٹا باہم آویزش ہوئی نیچے دریاے جمن جاری تھا ہمدیگر کے دو دو چونچ ہونے سے وہ قطرات
منی مچھلی کے مُہ مین ٹپکے وہ مچھلی حاملہ ہوئی دو مہینے کے بعد کسی صیاد کے دام مین پھنسی جب شکاری نے پاک صاف
کیا اوسکے اندر سے ایک نر ایک مادہ دو لڑکے توام نکلے - ماہی گیر نے انکو راجہ کے حضور مین پہونچایا راجہ نے
لڑکے کو اپنے پاس رکھا - اور مین نام زد کیا جب جوان ہوا دریاے ستلج کے کنارے کی جاگیر اوسکو عطا فرمائی اسکے
نام کی مناسبت مین اوس ولایت کا نام ماچھی وار مشہور ہوا - رگبئی لڑکی اوس ماہی گیر نے پرورش کی
اوسکے بدن سے مچھلی کی بو آتی تھی لہذا نام اوسکا مچھودری مشہور کیا - بعض دوجن گندھا بھی کہتے ہین
یہ ایک چھوٹی سی ڈونگی لیکر ہر ایک صادر وارد کا بیڑا پار لگاتی اور کچھ مزدکی خواہشمند نہوتی جب وہ لڑکی بالغ
ہوئی ایک روز پاراسر مین میکیت بن بشست بن برمھا جو کہ منجملہ خدارسیدگان مین سے تھا دریا کنارے آگذرا
لڑکی کو دیکھکر اوسکے دلمین مباشرت کی لہر آئی - لڑکی نے عرض کیا کہ تیرے ارشاد سے مجھے انکار نہین مگر ان لوگون
نے جو یہان کھڑے ہین حجاب آتا ہی - پاراسر نے اپنی قوت باطنی سے ایسا ابر سیاہ ظاہر کیا کہ مردم چشم کو نظر کا

دیکھنا دشوار ہوا اور اوس عورت سے صحبت کی جب فارغ ہوا۔ اوسیوقت لڑکا پیدا ہوا۔ اور فوراً چودہ برس والون کے مانند ہوکر بعد تعظیم والدین کے رخصت ہوا۔ بیابان مین بیا دخداوند حقیقی مصروف ہوا۔ باپ نے اوسکا نام بیاسدیو رکھا۔ تصرفات باطنی کے وسیلہ سے کسیکو اس واقعہ کی خبر نہوئی۔ اور مچھودری کا غنچہ بکارت بھی ناشگفتہ رہا۔ بوے بد کافور ہوگئی۔ یہ جملہ باتین ایک پہر مین ہوگئین۔ ثانی الحال مچھودری راجہ سنتن کے عقد مین آئی۔ علماے ہند کا قول ہی کہ بیاسدیو جنگل مین عبادت کرکے متوسلان درگاہ ایزدی سے ہوا۔ اور نور حقیقی کے پرتو سے انکا شبستان دماغ ایسا روشن ہوا کہ کُل علوم ظاہری اور باطنی مانند طبعی ریاضی۔ منطق۔ مناظرہ وغیرہ حاصل ہوگئے اور بید کو جو برہما نے بموجب الہام کے کہا تھا اسنے چار حصہ کیے۔ رگ بید۔ سیام بید۔ اتھربن بید۔ اور جسقدر کتابین کہ برہما کے لڑکون نے بنائی اور وہ زمانہ کی گردشون سے ابتر ہوگئین تھین۔ اس شخص نے ازسرنو ترتیب کین کتاب مہابھارتہ اور بیدانت شاستر جسمین علم الٰہی۔ مناظرہ۔ منطق۔ ریاضی کا بیان نہایت شرح کے ساتھ ہی اسیکے تصنیف ہین۔ وحدانیت کی بہت عمدہ دلیلین اسنے بیان کین۔ فقہ اور حکمت اور نجوم وغیرہ اور تواریخ کی کتابین اسی نے ایجاد کین خلاصہ جسقدر اس شخص نے رسالہ اور مسئلہ لکھے قابل اعتبار ہین۔ بیاسدیو خلعت حیات جاودانی سے مشرف ہوکر بنور عالم علوی اور سفلی مین سیر کنان ہی۔ اور ماضی حال اور استقبال سے آگاہ۔ علماے ہند کا قول ہی کہ زمانہ کی گردش کا مدار چار دور پر ہی۔ اول ست جگ ۱۷ لاکھ ۲۸ ہزار برس اسکی گردش مین امیر و فقیر چھوٹے بڑے راست باز اور نیک خصلت پرہیزگار پرزور ہوتے ہین۔ اور اونکی زندگانی کی تعداد ایک لاکھ برس ہی دوم تریتا ۱۲ لاکھ ۹۶ ہزار برس۔ اس عہد مین بہ نسبت اول کے ہزار مکا دسوان حصہ رہتا ہی جیسے کہ عمر کُل دس ہزار برس رہجاتی ہی۔ سوم دواپر ۸ لاکھ ۶۴ ہزار برس بہ نسبت تریتا کے نوحصہ زائل ہوتے ہین عمر ہزار برس کی ہوتی ہی۔ چہارم کلجگ ۴ لاکھ ۳۲ ہزار برس اس عہد مین عمر و قوت اور نیکوکاری سے دسوان حصہ رہجاتا ہی۔ عمر طبعی سو برس کی ہوتی ہی۔ یہ زمانہ گذشتہ تینون دور سے نہایت زبون ہی اس زمانہ کے لوگ نیک خصلتون سے دور ہوتے ہین۔ اور برائیون کو بھلا جانتے ہین۔ پس معلوم کرنا چاہیے کہ ہر دور کے لوگ اپنے عہد کے مزاج سے کارفرما ہوتے ہین۔ پانڈو اخیر زمانۂ دواپر مین تھے۔ جب کسیقدر شروع کلجگ ہوا اہل عالم کی وضع اور طور مین خلل ہونے لگا۔ فساد کے علامات نمودار ہوئے دیکھیے اوسی زمانہ کا قصہ بیان ہی۔ شروع کلجگ مین کسی شخص نے ہستنا پور مین ایک پتھر کا مکان کسی دوسرے شخص سے خریدا۔ جب اوسکی تعمیر ازسرنو کرانے لگا بیشمار نقد دفینہ برآمد ہوا۔ مشتری نے اپنی حسن نیت سے فروشندہ کو اطلاع دے کر کہا کہ مینے فقط مکان مول لیا ہی تیرے نقد سے مجھے کیا غرض جل اٹھا روپیہ اوٹھالا۔ اوسنے کہا کہ مینے مکان کو مع حق مرافق فروخت

کیا تھا کچھ اوسمین نکلا ہی تو اپنے تصرف مین لا۔ میری کیا مینت ڈانوان ڈول ہی جو دوسرے کے مال مین دست درازی کرون۔ آخر اسی جھگڑے مین راجہ جدشٹر کے پاس آئے۔ راجہ نے دانائی سے دریافت کیا کہ غفلت کلجگ آنے والا ہی تو کسکی نیت درست رہیگی۔ اون لوگون کو حکم دیا کہ ابھی یہ روپیہ صیغۂ امانت مین جمع ہو آیندہ اسکا فیصلہ کیا جائیگا۔ جسوقت حضرت کلجگ کی گرم بازاری اور نیکی اور خوش خوئی نے بھاگنا شروع کیا وہ دونو متخاصمین برخلاف اول لڑتے بھڑتے آئے۔ فرشندہ کی یہ بازدوشی تھی کہ مینے مکان بیچا ہی نہ دفینہ تو عجب کھوٹے چلن کا انسان ہی کہ ٹکسال باہر گفتگو کرتا ہی۔ مشتری ڈینگ مارتا تھا کہ اے قلب ساز تیرے مونہہ زور کی کاسکے بیٹھنے والا نہین جب مینے مکان خریدا تیرا اوسمین کیا دخل یہ تیرا کلام سارا بے محل ہی۔ آخر راجہ نے فریقین کے بیٹے کھانے کا ہرا دریافت کرلیا۔ اوسی دن سے تمام جادوان اور سری کشن و بلبھدر کے ارتحال کی خبر گوش زد ہوئی بیس زندگانی ناگوار معلوم ہوئی۔ اب فکر کیا کہ اب فکر زاد راہ عقبی کیا چاہیئے

ذکر سلطنت پریچھت بن ابھمن بن ارجن

پس پریچھت بن ابھمن بن ارجن کو راج گدی عطا کرکے جیچھہ بن دھرتراشٹ کو وزیر مقرر کیا اور خود ترک سلطنت کرکے مع اپنے بھائیون کے درختون کی چھال بدن پر اوڑھکر جنگل کو سدھارے۔ شہر کے عورت اور مرد گریان اور پریشان ہمراہ چلے راجہ نے ہر ایک کا دلاسا کرکے رخصت کیا اور مع دروپدی اور پانچون بھائیون کے مشرق رخ سیر بنگالہ کرتے ہوئے دکھن مین آیا وہانسے گجرات اور یہان سے دوارکا مین آکر سری کشن اور بلبھدر کی یاد مین بہت رویا بعد اسکے ان بھائی اور ملتان اور پنجاب کی سیر کرتے ہوئے بدری پہاڑ پر جا عبادت کرنے لگا آخر کو ہمالیہ پہاڑ مین سما گیا۔ ہر ایک نے اپنے بدن کو برف مین گلا دیا مگر راجہ جدشٹر برف مین نہ گلا اور عنصری قالب مین بہشت جا پہونچا۔ نیکنامی جاوید اپنے حصہ مین لیگیا۔ کوروان اور پانڈوان کے ہمدگر ایام سلطنت ۳۶ برس رہی۔ اور متفرق کرکے درجودھن نے ۱۳ برس اور راجہ جدشٹر نے بعد بھارت کے ۳۶ برس حکمرانی کی جملہ ۱۲۵ برس ہوئے۔ جسوقت پانڈون اور کوروں کے باہمدگر رزم گاہ آراستہ تھی پانچون بھائی کی اولاد کام آچکی تھی پانڈون کو لاوارثی سے نہایت رنج و غم تھا۔ مگر خدا کے فضل سے مایوس نتھے۔ چونکہ مشیت ایزدی تھی کہ تھوڑے زمانہ تک اس خاندان مین بادشاہی رہے۔ ابھمن کی بعض عورتین حاملہ تھین۔ بعد انقضاے ایام معہود کے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام پریچھیت رکھا گیا **القصہ** پریچھیت نے تخت پر بیٹھکر داد و دہش مین مصروف ہوکر اپنے خاندان کا نام روشن کیا یہ بھی اپنے بزرگون کیطرح شکار دوست تھا۔ اکثر سیر و شکار مین بسر کرتا تھا۔ ایک مرتبہ عین شکار مین کسی آہو پر تیر مارا۔ اوس مجروح نے براہت اوٹھاکر پہاڑ اوٹھائے جو کڑی بھری۔ ادھر راجہ بھی سنبھلا اس دوڑ دھوپ مین لشکر سے دور ہو گیا

راہ کی گرمی سے پیاسا ہر طرف پانی کی تلاش مین دوڑا قضارا ایک فقیر عبادت کیش سے دوچار ہوا وہ اپنے بوریاے بے ریا پر بیٹھا خدا کی یاد مین تھا پیشانی نورانی سے فرخداوانی چمکتا تھا راجہ اوسکو دیکھتے ہی گھوڑے سے اوتر پانی کا طالب ہوا وہ خضر خصلت اپنے سرچشمۂ مقصود کے غوطہ مین ایسا تہ نشین تھا کہ اسکی آشنائی سے مطلق خبر نہوا راجہ نے اس بے اعتنائی سے تاؤ کھایا غصہ کی آگ بھڑکی کسی گوشہ مین ایک مردہ سانپ پڑا تھا گوشۂ کمان سے اوٹھا کر اوسکی گردن مین ڈال دیا اور اپنے گھر کی راہ لی۔ فقیر کو اس واردات سے کچھ آگاہی نہوئی اوسی حالت وجد مین بیٹھا رہا اس فقیر کا لڑکا سنگی کسی اپنی عبادتگاہ کے دوسرے مقام سے باپ کے دیدار کو آتا تھا راستہ مین کسینے گوش زد کردیا کہ پرچھیت راجہ نے تمہارے باپ کی گردن مین مرا سانپ پہنایا اسنے سنتے ہی پیچتاب کھایا دریا کنارے جاکر غسل کیا اور درگاہ باریتعالی مین مناجات کی کہ جسنے میرے والد کے گردنمین سانپ ڈالا ہو وہ ایک ہفتہ مین تچھک کے کال سے نیست ونابود ہو۔ ادھر یہ دعا قبول ہوئی اودھر وہ باپ کی خدمت مین سدھارا جاتے ہی جو دیکھا فی الواقع مخبر کا کلام بتصدیق پایا دیکھتے ہی نہایت زار زار رویا۔ سنگی نے اس شور سے آنکھ کھولی۔ اسنے عرض کی کہ اے پدر جسنے تیری گردن مین سانپ کو اولجھایا اوسے مینے بددعا دی ہی کہ تچھک مار اسکا بدلا لیوے۔ سنگی اس حال سے آزردہ ہوکر بولا کہ تو نے بُرا کیا ایسے نیک راجہ رعیت پرور کو سراپ دیا۔ کسی چیلہ کو بھیجا کہ راجہ کو خبر کردے۔ راجہ نے اس کیفیت سے گھبراکر ارکان دولت سے صلاح لی کہ عابد کی دعا ضرور اثر کریگی ساشتر زندگانی ہی آخر دریاے گنگ مین ایک ستون بنواکر اوسپر عمارت بنائی۔ اور مع مصاحبون کے وہان جا ٹھہرا کہ تچھک سانپ سے پناہ ملے۔ اور گرداگرد افسون گر اور جادوسازون کو مقرر کیا کہ بدون اجازت کوئی شخص نہ آنے پائے۔ اور دافع زہر ہار جسقدر دوا تھین اپنے پاس موجود رکھین۔ اور یاد خدا مین مصروف ہوا۔ جب چھ روز گذرے۔ تچھک مار انسان کی صورت نمودار ہوکر چلا۔ اثناے راہ مین دھنتر نام حکیم سے جسکے معجزۂ عیسوی کے اہل ہنود قائل ہین ملاقی ہوا سانپ نے اوس سے پوچھا کہ کون ہی کہان جاتا ہی حکیم نے جوابدیا مینے سنا ہی کہ کسی مرتاض نے راجہ پرچھیت کو یہ بددعا دی ہی کہ تچھک مار ساتوین روز اوسکو ڈسے گا لہذا جاتا ہون کہ چارہ کرون۔ اور ایسے راجہ رعایا پرور کو بچالون۔ تچھک نے جوابدیا کہ وہ سانپ مین ہون اگر تجھہ مین حفاظت کی قدرت ہی تو اس درخت کو مین اپنے زہر سے خشک کرتا ہون تو سرسبز کر۔ یہ کہکر ایک عظیم الشان درخت کو ایکدم مین خشک کردیا۔ حکیم دھنتر نے فی الفور اپنی دارو سے اوسے سرسبز کردیا بلکہ اسطرح کہ کسیقدر جو لوگ اوسپر لکڑی کاٹتے تھے وہ بھی اوسی کام مین مصروف نظر آئے۔ تچھک کو اس جادو سے حیرت ہوئی من مین سوچا کہ یہ بڑی بلا درپیش ہوئی اگر یہ گیا راجہ بچ جائیگا اور بددعا کا اثر نہوئے پائیگا پس بہتر ہی کہ اسے کسی حیلہ سے وہان تک نہ پہونچنے دیجئے یہ خیال کرتے ہی دھنتر کی تعریف کی اور کہا کہ تو اسوا سے جاتا ہی کہ اپنی خدمت کے

عوض مین دولت حاصل کرے پس جسقدر تمنا ہو مجھ سے لے اور اپنے گھر کی راہ پکڑ حکیم نے دلمین دہیان کیا کہ کیا معلوم میرا جادو دوان پر کارگر ہو کہ نہو۔ اور اگر اثر کر جاوے کیا جانے جسقدر تمنا ہی راجہ دیوے یا نہین دوسرے نقد حاضر کو امید پر چھوڑنا حمقا کا کام ہے پس تچھک سے کہا کہ تو کسقدر دیتا ہی۔ تچھک نے خوش ہوکر ایک عدد جواہر دیکر کہا کہ اس جوہر سے جو بائی کریگا وہ پاویگا علاوہ اسکے جسوقت میری یاد ہو فوراً حاضر ہون اور حکم ہم کو انجام کرون۔ حکیم اوس جوہر کو لیکر اپنے گھر سدھارا تچھک ہستناپور آیا۔ اور سب سامان حفاظت دیکھا کہ کوئی سوائے برہمنون کے نہین جانے پاتا۔ تچھک نے اپنی اولاد کو برہمنون کی صورت بناکر ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک پھل رکھدیا اور خود ایک چھوٹا سا کیڑا بنکر ایک میوہ کے اندر جا چھپا۔ یہ لوگ دربانون سے اجازت لیکر راجہ کی سبھا مین داخل ہوئے اور اونھین پھلون کو نذر گذرانا۔ راجہ نے سب میوہ امرا اور مصاحبون کو تقسیم کیا اور جسمین تچھک پوشیدہ تھا وہ اپنے واسطے رکھا تچھک اوس میوے سے چھوٹے کیڑے کی ہیئت مین نکلا راجہ نے اوسکو دیکھکر کہا کہ جس سات روز کا وعدہ تھا وہ گذر گئے اب شام قریب ہی یقین کہ عابد کا کہنا غلط نہو۔ کیا عجب ہی کہ یہ کیڑا تچھک ہی ہو۔ پس اوسکو اوٹھاکر اپنی گردن پر رکھا اوسوقت تچھک نے نہایت عظمت اور مہابت ظاہر کی اور راجہ کی گردن مین لپٹ کر اپنے تین سر بلند کیا اور گرد نمین کاٹکر اوڑ گیا۔ اور زہر کی تاثیر سے وہ مکان جل اوٹھا سب برہمن بھاگ نکلے۔ آخر مکان مع مکین کے جلکر خاک ہوگیا۔ اوس رات کو ہستناپور مین عجب کھل بھل مچی رہی صبح کو راجہ کی چتا دریاے گنگ مین ڈالدی چندروز اس ہنگامہ مین راجہ بھاگوت کی پوتھی جو ہنڈتون کے نزدیک نجات اور رستگاری کا وسیلہ ہی ستنا رہا تھا اس پوتھی کا جامع سکھدیو بن باسدیو ہی

اس راجہ نے ساٹھ برس حکومت کی

ذکر سلطنت راجہ جنمی ولد راجہ پریچھت

بعد وفات راجہ پریچھت کے راجہ جنمی سریر آرا ہوا اس راجہ نے چھوٹے سن مین ایسا بڑا ضبط و ربط فرمایا کہ کسیکو طاقت انحراف کی نہ تھی۔ کہتے ہین کہ تھوڑے دنون بعد اوتر کو چڑھائی کی اور بعد فتح و نصرت کے اپنی دار الخلافت ہستناپور کو لوٹ گیا۔ انھین دنون مین ایک عابد جرنگار نام راجہ کے دربار مین آکر کہنے لگا کہ جن راجاؤن نے تیرے ساتھ کسیطرح کی بدی نہین کی اونھین رنج پہونچانا اور اونکی املاک چھین لینا اور اس رکڑ جھکڑ مین بندہاے خدا کا مفت مین خون کرنا اور سردارون کو پامال کرنا بجز مظلمۂ روز جزا کے اور کیا فائدہ دیویگا۔ جس امر کی تجھے ضرورت اور فرض ہی اوسکی کچھ فکر نہین کہ دنیا و آخرت مین موجب سعادت ہو۔ راجہ کو اس مہم ضروری سے آگاہ کر عابد بولا تچھک نے تیرے باپ کو جو نہایت نیک اور بندہ نواز و دستگیر فقیر پرور تھا مارا تجھے اوسکی باداش مین پیروی کرنا چاہیے۔ اگر خون پدر کا انتقام لیا تا قیامت نام نیک کا سرانجام کیا

راجہ کا اس کلام کے سنتے ہی خون غیرت نے جوش کھایا عزم مصمم ہوا کہ سانپون کو روز سیاہ دکھلاوے پس پروہتان بید خوان اور افسون گران نے نظیر کو اکٹھا کیا مراد دلی کا جویان ہوا۔ اونکی جادوگریون سے عجب تہلکہ پڑگیا جدھر دیکھو سانپ چلے آتے ہین نے مارے موئے جاتے ہین۔ آتش سوزان پر پروانہ کی طرح کود کود کر جلتے ہین اول مرتبہ ۲۰ ہزار آکر جلے۔ پھر ایک لاکھ۔ اسکے بعد ۱۱ لاکھ بعد ازین ایک کرور۔ پھر نوبت بنوبت دس کرور آکر جل بھنے۔ ان سانپون مین اکثر گھوڑے کے ہم چہرہ۔ بعض ہاتھی کی سے سونڈ رکھتے۔ بعض مانند آدمیون کے ناک کان منہ رکھتے۔ بعض کے دو دو تین تین مونہ تھے۔ بعض ایک سے لیکر تین تین کوس تک کے طویل تھے۔ خلاصہ یہ ہی کہ اسقدر سانپون کی مری پڑی کہ اونکی چربی سے ندیان بہ گئین۔ آگ کے شعلہ سے آسمان دہک اوٹھا۔ انجام کو یہ حال ہوا کہ کہ سیکہ ناگ جسپر زمین کا بار ہی کنپ اوٹھا۔ اوسنے چاہا کہ دنیا کا بوجھ اپنے دوش سے اوتار کر اوس آگ مین جا جلے۔ لیکن چونکہ خواہش ایزدی نہ تھی کہ یکبارگی تختۂ زمین اولٹ جائے اور سانپون کا تخم نیست و نابود ہو جائے۔ استیک نام برہمن صاحب کمال راجہ کی محفل مین صادر ہوکر شفاعت خواہ ہوا۔ راجہ نے بموجب اوسکے التماس کے خون معاف کیا۔ بقیہ موذیون نے جان گزائی سے نجات پائی۔ بعض کا کلام ہی کہ تچھک نے بھی اس گلزار خلیل کے گل کھائے۔ اس دم کے بعد جشن عظیم برپا کیا ہزارون برہمنون کو دان پن سے امیر بنا دیا **القصہ** بعد فراغت امور جانبانی مین مصروف ہوا۔ کچھ زمانہ گذرتے ہی بیاسدیو آئے راجہ نے سوال کیا کہ اے حقیقت پژوہ ہمارے بزرگون نے باوجود دریافت ہونے نے ثباتی دہر کے کسلیے اپنے اقارب اور بھائیون سے لڑائی کی۔ بیاسدیو نے جواب دیا کہ شدنی نہین ٹلتی۔ راجہ نے کہا افسوس باوجود حاصل ہونے اسقدر مقدرت اور اختیار کے چارۂ تدبیر نکر سکے بیاسدیو نے کہا کہ خدا سے زیادہ کون ہی کہ کاتب تقدیر کے لکھے کو مٹائے بالفعل ایک ایسا امر تیرے ہاتھ سے سرزد ہونے والا ہی کہ تیرے کلنک کا ٹیکا لگائے اگر تجھسے ممکن ہو اوسکی مدافعت کی تدبیر کر۔ راجہ متحیر ہوکر بولا کہ وہ کون امر ہی خدا کے واسطے جلد آگاہ کر بیاسدیو نے کہا فلانی تاریخ کو ئی سوداگر ایک خوش وضع گھوڑا درگاہ شاہی مین لائیگا تجھے لازم ہی کہ اوس گھوڑے پر نگاہ نکر برتقدیر دیکھنے کے خریدنکر۔ اگر مول بھی لے سواری سے دور رہنا۔ ورنہ وہ گھوڑا تجھے ایسے جنگل مین لیجائیگا جہان ایک صاحب حسن عورت کا نظارہ ہو۔ تجھے لازم ہی کہ اوسکا فریفتہ نہو اگر اوسکے ساتھ عقد بھی کرے اور گھر لائے اوسکے حکم کا مخالف نہو۔ اگر حکم پذیر ہوا ایک بڑا گناہ تجھسے سرزد ہوگا۔ یہ کہکر بیاسدیو تو نظر سے غائب ہوگئے اور روز معہود کو سوداگر مع اسپ پری پیکر جسکے قدم قدم پر مردم دیدہ لوٹ پوٹ ہوا جاتا تھا حاضر ہوا۔ خلق اللہ تماشا کو ہجوم ہوا شدہ شدہ راجہ کو خبر ہوئی نے اختیار گھوڑے کے دیکھنے کو سوار ہوا۔ قضا تو اپنا چھلاوا دکھلا رہی تھی۔ راجہ نے دیکھتے ہی پسند کیا۔ جھٹ روے زمین سے اوچک کر خانۂ زین مین آیا۔ وہ عین جادو پلک مارنے مین نظرون سے غایب ہوا۔ جنگل سنسان مین جا پہونچا۔ راجہ متحیر لرزان تھا۔ ہر سو بدیدۂ تعجب نگران تھا۔ ناگاہ

ایک بعبت چاردہ سالہ سے دوچار ہوا۔ بجز دنگا، شرنگین آنکھون کا بیمار ہوا۔ اوسکی زلف سلسل مین ایسا پھنسا کہ پھر نہ سلجھا دہین پر عقد کیا۔ اور اپنے مکان پر لاکر ساری رانیون پر سردار کیا۔ حضرت عشق نے ایسا مغلوب کیا کہ اوسکی اطاعت سے باہر دم نہ مارتا۔ اتفاقاً ایک روز راجہ برہمنون کو طعام لذیذ پر حلاوت کھلا رہا تھا۔ ناگاہ وہی پردہ در زہد و ایمان نے پردہ سراپردہ سے باہر آئی۔ برہمنون کی جو نگاہ جا پڑی اوسکے عشق سے پیٹ بھر گیا۔ کھانے پینے سے آسودہ ہو گئے۔ راجہ کو غیرت نے آگھیرا نے اختیار ہو گیا۔ طرفۃ العین مین اوس گروہ کو آب شمشیر سے نہلا کر ٹھنڈے ٹھنڈے عقبے کو روانہ کیا۔ تقدیر کی کارسازی دیکھیے کیا اپنے مُنہ کی کھائی۔ دیدہ و دانستہ عقل جل گئی شکست فاش اوٹھائی۔ اب راجہ نہایت متاسف ہوا۔ چشم غمناک نے چشمہ چشمہ دریاے ندامت جاری کیے بیاسدیو بھی آن پہونچے فرمایا حضور کو تو بندہ نے اطلاع بھی دے دی تھی۔ کیون ایسے فعل کے آپ مرتکب ہوئے راجہ نہایت نادم تھا کیا کہتا۔ بکمال عجز و انکسار یہ چند کلمہ عرض کیے کہ اب بخشش کا امیدوار ہون۔ بیاسدیو نے فرمایا کہ کتاب مہابھارتہ سنا چاہیے اور خیرات کرنا۔ آخر راجہ نے کہ اب مذکور سنتا ہے جو باسدیو کا شاگرد رشید تھا سنی اور دفینے کے دفینے خیرات اور تصدق فرمائے۔ اوسوقت سے مہابھارت دنیا مین مشہور ہوئی راجہ نے بعد چند روز کے وہز نا پایدار سے عالم باقی کو رحلت فرمائی سلطنت اسکی ۴۸ برس رہی

ذکر سلطنت راجہ اسمند وغیرہ اولاد پانڈوان

چونکہ راجہ اسمند بن راجہ جنمی جند کے وقت سے احوال نسل پانڈوان کا بذریعہ کتب ہنود کے مفصل معلوم نہین ہوتا لہذا نام ہر ایک کا مع تعداد ایام سلطنت کے جو بعض کتابون سے معلوم ہوا درج ہوتا ہے۔ القصہ بعد رحلت کرنے راجہ جنمی جند کے راجہ اسمند جانشین ہو کر عدل و داد مین مصروف ہوا ۴۸ برس اور دو مہینے بادشاہی کی۔ اسکا لڑکا راجہ آدھن ۸۸ برس دو مہینے حکمران رہا۔ اسکا بیٹا مہاجی ۱۸ برس گیارہ مہینے فرمانروائی کرتا رہا۔ اسکا لڑکا جسرتہ ۷۵ برس دو مہینے عروس حکومت سے ہمکنار رہا۔ بعد ازان راجہ ڈشت ۷۶ برس تین مہینے۔ اور راجہ اوگرسین ۷۸ برس آٹھ مہینے۔ اور راجہ سورسین ۸۰ برس۔ اور راجہ شڈشت سین ۶۵ برس دو مہینے۔ اور راجہ برسمی ۶۹ برس پانچ مہینے۔ اور راجہ پرچھل ۶۴ برس سات مہینے اور راجہ سونجھہ پال ۶۲ برس ایک مہینے۔ اور راجہ نرہر دیو ۵۱ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ سوجرتھہ ۶۲ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ بھوپ ۵۸ برس تین مہینے۔ اور راجہ سوبن ۵۵ برس آٹھ مہینے۔ اور راجہ میدہادی ۵۲ برس۔ اور راجہ سرون ۵۰ برس آٹھ مہینے۔ اور راجہ بھیکھم ۴۷ برس نو مہینے اور راجہ پدارتھہ ۴۵ برس گیارہ مہینے اور راجہ دسوان ۴۴ برس نو مہینے۔ اور راجہ اُوتی ۴۴ برس دو مہینے۔ اور راجہ امتی برن ۵۱ برس اور راجہ دندپال ۳۸ برس نو مہینے۔ اور راجہ دربال ۴۰ برس تین مہینے۔ اور راجہ شباک ۳۶ برس۔ اور راجہ

۵۸ برس پانچ مہینے حکومت کرتے رہے۔ جب راجہ لھیمن کی خلافت ہوئی امور سلطنت مین سستی کرنے لگا۔ ایک قسم کا لاابالی پنا اختیار کیا یہ نہ سمجھا کہ غفلت ایک بڑی دشمن بادشاہی کی ہی۔ بادشاہ کو انصرام جہانبانی سے غافل ہونا اپنی کامرانی کی جڑ کھودنا ہی۔ الغرض اسکی غفلت اور کاہلی دیکھکر اراکین دولت بیجا آوری احکام سے روگردان ہوئے اور اوسکے وزیر سے ملگئے۔ وزیر چند روزہ دولت دنیا کی حرص مین بیوفا نمکحرام بنا راجہ کو ٹھکانے لگاکر خود سریر آرا ہوا۔ اس اخیر نسل پانڈون کے راجہ کی سلطنت ۴۸ برس گیارہ مہینے رہی۔ من ابتدای راجہ جدشٹر نعایت راجہ لھیمن انیکیزار ۸ سو ۴۶ برس مین ۳۲ آدمیون نے بطناً بعد بطن فرمان روائی کی

ایام سلطنت بسرواوزیر اور اوسکے خاندان کا

اس بسرواوزیر کے بھی وارثون کا حال بجز نام اور تعداد ایام حکمرانی کی معلوم نہین لہذا اوسی قدر لکھا جاتا ہی بعد مارڈالنے اپنے ولی نعمت راجا لھیمن کے بسرواوزیر فرمان روائی کرنے لگا ۱۰ برس چار مہینے حاکم رہا اسکے بعد راجہ سورسین ۲۴ برس آٹھ مہینے۔ اور راجہ بیرباہو ۵۲ برس دو مہینے۔ اور راجہ انانک ساہ ۴۷ برس نو مہینے۔ اور راجہ برجیت نن ۳۵ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ درپھہ ۴۴ برس تین مہینے اور راجہ موودہ پال ۳۰ برس نو مہینے۔ اور راجہ پورہت ۴۲ برس دو مہینے۔ اور راجہ سنجی ۳۲ برس تین مہینے۔ اور راجہ امرجودہ۔ ۲۷ برس چار مہینے۔ اور راجہ نین پال ۲۲ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ سروسی ۴۷ برس سات مہینے۔ اور راجہ پدارتھہ ۲۵ برس پانچ مہینے رہے۔ آخر جب راجہ بدہمال نے تخت حکومت پر جلوس کیا عیش و عشرت مین مصروف ہوگیا۔ بنگ کے نشہ مین مقدمات راج کی سرسبزی کا کچھہ دھیان نرہا۔ اپنی نکوہیدہ کاری وزیرون اور امیرون کو ناراض کردیا۔ انجام کار پرباہ نامے اوسکے وزیر نے وہی کام کیا جو اسکے اول زرگر نے اپنے آقاے نامدار سے کیا تھا۔ اور خود فرمان دہی پر مشغول ہوا۔ بدھمل کی حکومت ایک برس آٹھ مہینے ۔ ابتدلے راجہ بسرواسے بدھمل تک چودہ راجہ پانسو ایک برس تک حاکم رہے یہان سے دوسری قوم کی قسمت جگی شعر ولے نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا + خوابتھا جو کچھہ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

ذکر سلسلۂ پرباہ وزیر

راجہ پرباہ نے وزارت سے تخت پاکر ۳۵ برس۔ اور راجہ جنجاب نے ۲۷ برس ۷ مہینے۔ اور راجہ ترلوچن نے ۱۲ برس اور راجہ مہیپت نے ۲۵ برس چار مہینے۔ اور راجہ بھارمل نے ۴۳ برس آٹھ مہینے۔ اور راجہ سروپ دت نے ۲۸ برس تین مہینے۔ اور راجہ متر سین نے ۴۳ برس تین مہینے۔ اور راجہ سکھدان نے ۲۷ برس دو مہینے۔ اور راجہ جیپال نے ۲۸ برس دو مہینے۔ اور راجہ کلنک نے ۳۹ سال چار مہینے۔ اور راجہ کلمن نے ۶۴ برس۔ اور راجہ شرسرون نے ۸ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ جیون نے ۲۶ برس نو مہینے۔ اور راجہ مری چک نے ۱۳ برس ۷ مہینے

اور راجہ بیرسین نے ۲۶ برس دو مہینے راج کیا۔ جب راجہ ادھت کی نوبت آئی زمانہ نے ناسازگاری پر کمر باندھی۔ جوانی کا غرور فسق و فجور کا زور ہوا۔ عیش و عشرت مین حکمرانی بھولی۔ رات دن پری رخون مین بسر کرتا تھا جب اسکی نے پروائی اور سست رائی کا شہرہ ہوا۔ وزیر بیر بندھو نے راجہ کو تخت سے اوتار کر تحفۂ تابوت پر بٹھایا اور خود سریر جہانداری پر اجلاس فرمایا۔ اس راجہ نے ۲۹ برس گیارہ مہینے راج کیا۔ پریاہ کے وقت سے راجہ آدت تک ۱۶ راجاؤن نے ۴۳۶ برس حکومت کے مزے لوٹے بعد ازان آخر کار اس سلسلہ کا بالکل رشتہ ٹوٹا حیف ہے کہ ہمیر و دوگر کے

ذکر خاندان سندھ وزیر کی راجگی کا

راجہ دھندھر بعد قتل راجہ کے تخت آرا ہوا۔ ۱۴ برس چھ مہینے کے بعد عالم باقی کو راہی ہوا۔ اسکے بعد راجہ سین دھوج ۴ برس تین مہینے اور راجہ گینگ ۱۴ برس ۲ مہینے۔ اور راجہ مہاجودہ ۳۳ برس۔ اور راجہ ناتھ ۲۴ برس۔ اور راجہ جیون ناتھ ۵ برس ۷ مہینے۔ اور راجہ اودے سین ۳۷ برس ۵ مہینے۔ اور راجہ انند چل ۱۵ برس حکمران رہے۔ بعد ازان راجہ اچال نے تخت پر بیٹھتے ہی ملک ستانی پر کمر باندھی۔ بزور سرپنجہ اکثر ولایت پر دسترس ہوا۔ اب تو حضرت غرور نے کاخ دماغ مین قدم رنجہ فرمایا۔ لشکر کی کثرت اور حکمرانی کی نی حشمت سے مست ہوا مستی شروع کی فرعونی سوار ہوئی۔ ارکان دولت کو بیقدری سے رنجیدہ کیا۔ آخر کار سکونت نامے نے جو کوہ کمایون کے قلیل حصہ پر حکمران تھا اسکے وزیر اور مشیرون کے ملنے سے سر اوٹھایا باہد گر لڑائی ہوئی۔ راجہ راجپال نے عین لڑائی مین معرکۂ عقبے کی راہ لی۔ اس راجہ کی حکومت ۲۶ برس رہی اور اسکے خاندان مین راجہ دھندھر سے راجپال تک نو آدمیون نے ۳۴ برس راج کیے

ذکر عہد راجہ سکونت

اس راجہ نے جو تھوڑی سے سرزنش مین ایسی بڑی حکومت پائی۔ نشاۂ نخوت سے مخمور ہوا۔ اپنے اگلے زمانے یاد نرہے۔ پچھلے کارخانے بھول گئے اسکی ظلم رانی اور بدمزاجی سے امرائے سلطنت بگڑ گئے۔ حکام بیرونجات کے یہ اخبار گوش زد ہوا۔ راجہ بکرماجیت والی اوجین مع لشکر ظفر پیکر اندرپت کو روانہ ہوا راجہ سکونت نے جب یہ خبر پائی سکونت کی تاب نہ آئی فوراً سوار و پیادہ لیکر لڑائی کو آمادہ ہوا آخر کو جان دی چودہ برس کی بادشاہی مین ہمیشہ کی بدنامی اوٹھائی راجہ بکرماجیت نے فتح پائی

کیفیت ولادت بکرماجیت

اسکے حالات مین بہت سے اختلاف سنے گئے ہین۔ اکبرنامہ اور نیز دیگر تواریخ مین لکھا ہے کہ اسکا باپ دادا اوجین کا فرمان روا تھا اسکے باپ کا نام اگرسین تھا۔ اور سنگھاسن بتیسی کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ کسیوقت راجہ اندر نے عیش و عشرت کی محفل ترتیب دی تھی قضارا اوسی محفل مین اوسکا لڑکا گندھرب

کہاں حور پرشید اہوگیا + جوکہ اوس محفل مین شعلۂ جوالہ کیطرح ناچ رہی تھی - چون کہ وہ پری رو خود راجہ اندر کے منظور نظر تھی لڑکے کی نے ادبی نبھائی + نہایت غصہ سے بد دعا دی کہ اوسکے اثر نے عالم علوی سے سفلی کا نشیب دکھلایا - یہان آکر دن کو گدھے کی شکل اور رات کو آدمی ہوجاتا تھا - آخر دھارانگری کے نزدیک کسی تالاب مین رہنے لگا - دلمین کہا کہ اس شہر کے راجہ کی لڑکی کو عقد مین لایا چاہیئے تاکہ اس بلا سے نجات پاؤن - یہ اسی فکر مین تھا کہ کوئی برہمن اشنان کے واسطے تالاب پر آیا - گندھرپ سین نے آواز دی کہ اے برہمن مین راجہ اندر کا لڑکا اس تالاب مین ہون یہ میرا پیغام اپنے راجہ سے کہو کہ اپنی لڑکی مجھے بیاہ دے - اوسکے عوض مین جو مدعا ہو اوسکا انصرام کرون گا - اگر بر خلاف سوال کے کچھہ انکار کیا - اس شہر کو تہ و بالا کر دونگا - اوسدن برہمن نے اوس آواز پر کچھہ اعتماد نکیا - سُنی اُنسُنی کر گیا - جب دو تین روز اسیطرح آوازین سنائی پڑین - ناچار راجہ کو خبر کی - راجہ متحیر ہوکر تالاب پر آیا - اور اپنے کانون سے بیواسطۂ غیر سنا - راجہ نے کہا کہ اگر فی الحقیقت تو گندھرپ راجہ اندر کا لڑکا ہی - تو بہت جلد شہر کے گرد حصار آہنی طیار کر تاکہ تیری دست قدرت دریافت ہو - اور اپنی دختر نیک اختر کا عقد تیرے ساتھہ کر دون - گندھرپ سین نے فوراً بے وسائط مزدور اور معمار کے شہر کے گرداگرد آہنی حصار طیار کر دیا - تمام خلق اللہ کو تعجب ہوا - راجہ ایفاے وعدہ کو تالاب کے کنارے جاکر پکارا کہ اے گندھرپ سین ہمنے تجھے مانا اب اس تالاب سے باہر نکل تاکہ شرط پوری کیجاوے - گندھرپ سین اس صداے پر نوید سے گدھے کی شکل باہر نکلا - راجہ اس ہیئت مین دیکھکر نہایت شرمندہ ہوا - دلمین خیال کیا اگر لڑکی بیاہتا ہون شہر والے مجھے گدھا بنا دینگے - اگر انکار کرتا ہون یہ اپنی قدرت سے مجھے نابود کریگا - دو گونہ رنج و عذاب مین گرفتار ہوا - اقرار مین ذلت اور رسوائی کا خیال - انکار مین اپنی خواری اور نے آبروئی سے ملال - گندھرپ سین نے کہا کہ اے راجہ کچھہ خیال نکر یہ بھی مشیت ایزدی ہی دن کو گدھا رات کو آدمی ہوجاتا ہون - غرض کہ راجہ نے طوعاً کرہاً لڑکی سے شادی کر دی - اب یہ معمول ہوا کہ تمام دن گندھرپ سین طویلہ مین گھاس کھایا کرتا رات کو آدمی بنکر اپنی پری پیکر کو عیش و عشرت کے سبز باغ دکھلاتا - راجہ دھارا دشمنون کی طعنہ سے ہمیشہ اسی فکر مین رہتا تھا کہ کسیطرح میرا گدہ پن دور ہو - ایکروز حسب معمول گندھرپ سین رات کے وقت محل مین گیا تھا - راجہ نے قابو پاکر اوسکے خلعت خری کو جلا دیا - گندھرپ سین نے فی الفور مکان سے نکلکر راجہ سے کہا مصرع ملے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کر دیش - راجہ اندر نے مجھے جب بد دعا دی تھی یہ بھی کہا تھا کہ جب تراجامہ خری کوئی نابود کریگا تب اس جگہ آنے کی راہ پاویگا - قبل اسکے میرا ایک لڑکا بھرتری نام لونڈی سے ہوا تھا اب بھی تیری لڑکی حاملہ ہی - اس مرتبہ وہ نرہ شیر پیدا ہو جسے ہزار ہاتھی کی قوت حاصل ہو - قیامت تک ان دونو لڑکون کا نام یاد رہیگا - یہ کہکر بموجب وعدہ آسمان کو اوڑ گیا - راجہ کو یہ خوف ہوا کہ اگر ایسا

لڑکا پیدا ہوا تو ہماری راج کا ہیکلو رہنی ہی پس نگاہبان مقرر کیے کہ جسوقت وضع حمل ہو فوراً حاضر کرین تاکہ اوسکا کام تمام کیا جاوے - بیچاری لڑکی نے جب اس گ مفاجات کی خبر سنی دو طرح کی آگ بھڑک اوٹھی اول تو شوہر کی مفارقت دوسرے نابود ہونے کی خبر لڑکے کے پیدا ہونے سے رشتہ جگر ہوئی تھی ٹکڑے سرا پا جل اوٹھی - کلیجے مین جھوری پارلی - ٹھنڈھے ٹھنڈھے عدم کی راہ لی - یہان خدا کو تو ایسا منظور تھا کہ راجہ بکرماجیت بڑا زبردست کشور کشا فرمان روا ہو - وضع حمل کے دن قریب تھے کچھ آسیب نہ پہونچا زندہ نکل آیا - محافظون نے رونے کی آواز سنکر اوس لڑکے کو راجہ کے حضور مین پہونچایا - اور اوسکی ولادت اور مان کی ہلاکت کا قصہ مفصل بیان کیا راجہ کو اوسکی بے مادری پر رحم آیا - تربیت کی توجہ فرمائی دایہ کے سپرد کیا - بکرماجیت نام رکھا - اور بھرتری کی بھی پرورش کرنا شروع کی - جسوقت یہ دونون جوان ہوئے بکرماجیت کے ناصیۂ حال سے فیروزبختی کا ستارۂ روشن نظر آیا اور راجہ کا نواسہ بھی تھا لہذا راجہ نے ولایت مالوہ اوسکو عطا فرمائی بکرماجیت نے عرض کیا کہ مجھسے بڑا میرا بھائی بھرتری ہے اوسکے ہوتے میرے تئین فرمان روائی منظور کرنا شایان نہین امیدوار ہون کہ ایالت اوس جگہ کی اوسکے نام ہو - بندہ اوسکی وزارت مین سرفراز فرمایا جاوے - راجہ نے اوسکا التماس قبول کیا - اور دونوکو رخصت کیا - بھرتری نے اوجین پہونچکر اوجین کو دارالامارۃ مقرر فرمایا - بکرماجیت وزارت کے کاروبار کرنے لگا - دونون بھائیون نے اپنی زور جوانمردی سے اچھی حکومت چمکائی - اسکے عہد مین شہر اوجین تیرہ کوس طویں اور نو کوس عریض آباد ہوا راجہ بھرتری اپنی بی بی انگ سینا سے جسے پنگلا بھی کہتے تھے نہایت محبت رکھتا تھا - اکثر محل ہی مین رہا کرتا اور رانی کے ساتھ عشرت کیا کرتا - ملکرانی کے کامون مین کم خیال دوڑاتا کل کامون کا بوجھ بکرماجیت کے سر تھا یہ شخص خیرخواہی کی راہ سے ہمیشہ مشفقانہ نصیحتین کیا کرتا کہ بالکل امور جہانداری سے غافل ہونا اچھا نہین رانی نے بکرماجیت کی خلل اندازی سے متنبہ ہوکر بکرماجیت کو نکلوادیا - حقوق جانفشانی کی کچھہ یاد نہ آئی عورت کے حکم سے ایسے مرد بھائی کو اخراج کا حکم سنایا ؎ عزیزان راکند کید زنان خوار ٭ بکید زن شود دانا گرفتار ٭ بکرماجیت کے نکلجانے کے بڑی مدت کے بعد ایک برہمن نے بزور عبادت کہین سے امرت پھل حاصل کیا - اور راجہ کی نذر کو لایا - راجہ نے اوسے انعام سے سرفراز کرکے اوس پھل کو لے لیا - چونکہ رانی پر فریفتہ بشدت تھا وہ پھل اوسکو دیا - وہ زمانے کی آنور میرآخور سے بھی تھی - اوسنے وہ پھل اوسے عطا فرمایا - وہ نمکحرام ایک لاکھا بیسوا بازاری قحبہ پر دلدادہ تھا اوسنے اوس ثمرۂ حیات بخش کو اوسکی خدمت مین پہونچایا - اوس رنڈی نے دلمین خیال کیا کہ حیات ابدی مجھسی بدکار کو موجب وبال ہے اس تھوڑی سی عمر مین کیا تھوڑے گناہ کیے ہین کہ اور طول حیات کی آرزو ہو پس بہتر یہی ہے کہ اس پھل کو راجہ کے حضور مین پہونچاؤن تاکہ دونو مطلب ہون - اول انعام کثیر سے نہال ہون دوسرے اسکا نتیجہ نہایت نیک ہوگا کہ ایسے راجہ نیک مزاج کی طول زندگانی سے جمع کثیر خلق اللہ کو

منفعت پہونچیگی - پس اوس بیسوانے اوسی پھل کو دربار شاہی مین حاضر کیا راجہ نے دیکھتے ہی اول نظر مین پہچان لیا کہ یہ وہی پھل ہی - جسوقت اوسکی تحقیقات کی رانی خوف جان سے تھرتھرائی کوٹھے سے کود کر جہنم واصل ہوئی - راجہ کو اوسکی بدکاری پر کمال تاسف ہوا - اور بکرماجیت کے خارج کرنے سے نہایت متردد رہا - بعض کتابون مین اسکے برخلاف لکھا ہی - اور رانی کو صاحب عصمت تحریر کیا ہی ذکر ہی کہ ایکروز راجہ بھرتری نے شکار کو جاتے ہوئے کسی عورت کو اپنے شوہر کے ساتھہ ستی ہوتے دیکھا مراجعت کرکے رانی سے اوسکا جلنا بیان کیا - رانی نے جوابدیا کہ محبت کے وہ معنی ہین کہ شوہر کے مرتے ہی بلا کسی وسیلہ کے روح قالب سے پرواز کرے - راجہ نے اس کلام کو سنا آزمایش کا موقع ڈھونڈھا رہا ایکروز شکارگاہ سے چند آدمیون کو بھیجا انھون نے رونی شکل بنائے ہوئے شہر مین آکر رانی کو خبر بدسنائی اور تصدیق کے لیے خانہ خاصہ راجہ کا خون آلودہ دکھایا - رانی نے جو یہ راجہ کو مارڈالا ازبسکہ رانی عشق و محبت مین ثابت قدم تھی بمجرد سننے کے قالب خالی کر گئی اور اپنے دعوے کو نباہ گئی بعض نے لکھا ہی کہ راجہ بھرتری کی دو رانیان تھین یہ شخص دونون کی محبت مین گرفتار تھا - جو رانی کہ میرآخور کی محبت سے کوٹھے سے کود کر مرگئی اوسکا نام اننگ سینا تھا یہ نہایت بدکار تھی اور جسنے کہ راجہ کی خبر مرگ سنتے ہی جان سے نے اعتنائی کی اوسکا نام پنگلا تھا - خیر جسوقت سے ہو راجہ بھرتری نے اس واردات سے ترک سلطنت کیا اور منزل تجرد کی راہ لی - مادر اوس امرت پھل سے زندگانی جاودانی حاصل ہوئی - ابتک زندہ عرصہ جہان مین سیار ہی - الغرض جب راجہ بھرتری نے راج چھوڑا - اطراف عالم مین جن وعفریت کی کارروائی ہونے لگی اوجین مین سرپال نامے دیو تخت نشین ہوا اکثر باشندون کو خوردبرد کرگیا جو بچے اونھون نے شہر سے بھاگ کر جان بچائی جسقدر یہ شہر آباد تھا اوتنا ہی ویران ہوا - سچ ہی نے بادشاہ ملک نے سر ہوجاتا ہی - جسوقت اکثر اوجین کی رعایا اس دیو مردم خوار کی خورش ہوئی چند دانشمندون نے یون عرض کیا کہ روزانہ ایک نفر حضرت کے پیٹ بھرنے کو حاضر ہوا کریگا - اس اقرار کو اوس عفریت نے بھی قبول کیا حکم دیا کہ اپنی باری پر ایک شخص اوس روز تمام دن دربارداری کرے شب کو میری خوراک ہو - خیر اب یہ معمول بندھا جسکی باری آتی وہ باریتعالی سے آہ وزاری کرتا کہ جلد اس بارگران سے خلق اللہ کو ہلکا کردن تو درباری احکامات مین برابر ہوتا رات کو تختہ گور مین جا بیٹھتے لقمہ دیو ہوتے - جب ایک مدت اسی خرابی مین گذری ایک روز گجرات سے کسی بنجارے کا گذر ہوا اوجین کے قریب تالاب تھا وہان فروکش ہوئے بکرماجیت بھی انکے ہمراہ تھا - جسوقت عروس شب نے غالیہ سائی شروع کی حسب معمول شغالون نے ہاے ہاے اوٹھائی - اسمین ایک شغال نے کہا دوگھڑی بعد اس دریا مین ایک لاش آوے گی اوسکے پاس چار لعل گران قیمت اور ایک قیمتی فیروزہ ہی جو کوئی اوس لاش کو میری خورش کیواسطے باہر نکالے وہ سلطنت پائے راجہ بکرماجیت جانورون کی زبان سمجھتا تھا فوراً لب دریا آبیٹھا جیونہین وہ لاش روبرو آئی تیر کر باہر لایا لال و فیروزہ کے پانے سے تصدیق نوید ہوئی لاش وہین چھوڑ کر

اپنے بستر پر آ پڑا۔ دوسرے روز دم سحر اوجین کی سیر کو سدھارا۔ گلی کوچہ کی سیر کرتے ہوئے ایک کمہار کے دروازے پر پہونچا کیا دیکھتا ہو کہ اوسکے ایکطرف دروازے پر تجملات شاہی موجود ہین۔ ارکان دولت حاضر خاص و عام کا ہجوم ہو چاہتے ہین کہ کمہار کے لڑکے کو حسب دستور تخت خلافت پر بٹھائین۔ اور ایک طرف اوسکے والدین خاک اوڑا رہے ہین یہ غیر رنگ دیکھکر بکرماجیت چکرین ہوا کہ لڑکے کے راج ہونے سے ماں باپ کیون گریبان چاک کرتے ہین جب حال مفصل معلوم ہوا اسکے دلمین رحم آیا۔ کمہار سے کہا کہ تسکین رکھہ تیرے لڑکے کی جگہ مین جاتا ہون دیکھیے چرخ کسطرح گھومتا ہی اگر اسی مٹی کا خمیر ہونا لکھا ہی تو مجبور ہین ورنہ اوسکے جام حیات کو چھلکاتا ہون ہرچند لوگون نے مسافر کشی سے انکار کیا مگر آخرکار اسکی ہٹ سے لاچار ہوکر سوار کرالیا اور تخت پر بٹھلاکر حسب معمول فرمانروائی شروع ہوئی اسنے حکم دیا کہ ہر قسم کے کھانے شیرین و لذیذ طیار کراکر قلعہ کے دروازون پر رکھواد و اعیان سلطنت اسکی پیشانی لمعانی سے سرنوشت جہانبانی پڑھکر دعاے درازی دولت مین مصروف تھے ناگاہ شام نے اپنا کالا منہ دکھلایا۔ عفریت جو اپنے وقت پر آیا عمدہ عمدہ خورش کھائی نئے ذایقہ کی چاٹ پائی جب اندرون قدم رکھا بکرماجیت کو دیکھا اسنے اوٹھکر لڑائی زورآزمائی شروع کی کشتی کے فن مین مغلوب کرکے چاہا کہ اوس کشتنی کا بار سر اوتارے دیر تک عاجزی سے کہا جان کی امان دیجئے مہمان کشی نکیجے تمھاری ضیافت سے طبیعت شاد ہوئی اسکے عوض مین تمام شہر کو آزار رسانی سے آزاد کیا مجھے تجھسے اقرار اتحاد ہی یہان کی سلطنت تجھے مبارک ہو بندہ دوسری طرف جاتا ہی۔ جسوقت کوئی مہم درپیش ہو مجھے یاد کیجیو خیال کے ساتھ پہونچا جاونگا بکرماجیت نے جوابدیا کہ اس شہر کے خون کے عوض تیرا کام تمام کرنا چاہا تھا مگر تو نے اول ہی سے محبت کے کلام آغاز کیے خیر ہمنے معاف کیا۔ اس ولایت سے تشریف لیجائیے بروقت ضرورت طلب کیا جاویگا۔ عفریت اس تقریب سے جان بچا لیا صبح کو ارکان دولت جو قلعہ مین گئے بکرماجیت کو زندہ پاکر مسرور ہوئے سمجھ گئے کہ اس شان و شوکت سے معلوم ہوتا ہی بکرماجیت راجہ بھرتری کا بھائی ہی جب یہ کیفیت تحقیق ہوئی بازخوشنود ہوے مبارک سلامت کی دھوم ہر طرف راگ رنگ ہونے لگا۔ ہر شخص غم دیرینہ کھونے لگا سے زمانے مین آغاز عشرت ہوئی نئے سرے موجد بہجت ہوئی القصہ بکرماجیت نے تخت پر بیٹھتے ہی ہر ایک کی آرزو پوری کی۔ محتاجون کا دامان حال گوہر خواہش سے لبریز فرمایا اسکی حسن نیت دیکھیے بیوقت پانی نہ برسا قحط کی مجال نہوئی کہ اپنا منہ دکھلاوے ہر طرح عیش و آرام تھا فکر و تردد آزار خاطر سے کوسون دور یہ راجہ بہت سے علم و فن اور اکثر زبانون مین دخل معقول اور مہارت کامل رکھتا تھا۔ مردانگی اور شجاعت مین یکتاے روزگار تھا اپنی فرزانگی اور دلیری سے تمامی ملک دکھن۔ اوڑیسہ۔ بنگ۔ بہار۔ گجرات۔ سومنات فتح کرلیا۔ آخرمین ولایت اندرپت یعنی دہلی فتح کی۔ اور عین معرکۂ کارزار مین راجہ سکونت کو مارا۔ اور کابل تک اپنے زیر حکومت کیا۔ تائیدات آسمانی اسکی مددگار تھین ہمت خیر و سعادت کی طرف رجوع تھی کسی حاجت مند کو

محروم نہین کیا۔ ایسی ایسی مشکلات کو حل فرمایا کہ موجب حیرت بلکہ اوسکی کرامات کے قائل ہین۔ اکثر روایتین جنمین انکا بیان کرتے ہین خصوص نسخۂ سنگھاسن بتیسی مین خاص اسی راجہ کی نیک خوئی اور فیاضی اور رحمی اور بلند ہمتی وغیرہ ستودہ خصلتون کا ذکر ہی۔ ہنڈون نے اس نسخہ کی تالیف کا سبب یون لکھا ہی کہ جب راجہ بکرماجیت نے اس جہان گذران سے کوچ فرمایا۔ کتنی مدت گذرنے پر واقعہ سمت ۱۰۴۲ بکرمی مین راجہ بھوج مالوہ کا فرمان روا ہوا اسکا وزیر نہایت ذکی اور خردمند دانش شعار پربھ نیڈت نام تھا۔ ایک مرتبہ راجہ بھوج شکار کو چلا۔ شہر کے باہر دیکھا کہ چند لڑکے باہم ایک قسم کا کھیل کھیل رہے ہین۔ ایک بادشاہ ایک کوتوال اور بعض بعض عملہ بنائے ہین بادشاہانہ شوکت سے جو لڑکا ٹیلہ پر تخت نشین ہی احکام جاری کرتا ہی۔ قبل اسکے بھی ایک مرتبہ لیسا ہی ایک مقدمہ راجہ بھوج کے دربار مین رجوع ہوا جو فیصلہ نہوا تھا اور اس ٹیلہ کے لڑکون نے انفصال اوسکا نہایت عمدہ طور سے کیا تھا۔ اب جو راجہ نے انکا تماشا دیکھا گذشتہ سانحہ بھی یاد آیا۔ جب تک وہ جعلی بادشاہ اپنے ٹیلے پر بیٹھا رہا مطلق راجہ بھوج کا خوف نکھایا جونہین راجہ نے اپنے پاس بلایا اور وہ ٹیکرنے سے اوترا خوف کے مارے پیر اوٹھنا بھاری ہوا رونے لگا تب بموجب حکم اوسی ٹیکرے پر پہونچا دیا۔ وہان جاتے ہی بادشاہ بن بیٹھا تب تو راجہ نے خیال کیا کہ کچھہ اس ٹیلہ مین تاثیر ہی پس اوسکو کھودوایا ایک تخت مرصع نہایت عمدگی مین نکلا یقین ہوا کہ اسیکی نشست سے یہ پایہ اطفال کم مایہ کو ہوجاتا تھا پس در دولت پر لاکر چاہا کہ خود اجلاس کرے کہتے ہین کہ اوس تخت مین بتیس پتلیان طلسم کی نصب تھین۔ خیر ایک پتلی نے کہا کہ اے راجہ جو بکرماجیت کے برابر ہو وہ اس تخت پر قدم رکھے راجہ بھوج نے اوسکا ماجرا پوچھا۔ اوس پتلی نے بیان کیا اسیطرح سے ہر ایک پتلی نے ایک ایک داستان راجہ بکرماجیت کے اوصاف کی بیان کی۔ اونھین کہانیون کو برہمن پنڈت وزیر نے زبان سنسکرت مین تحریر کیا۔ بہرحال راجہ بکرماجیت ایک بڑا عظیم الشان راجہ گذرا ہی کہ جسکا ثانی آج تک کوئی نہوا۔ اسکے سمت بھی تقویم یعنی پترہ مین درج کرتے ہین۔ اسکی آغاز تاریخ مین اختلاف ہی۔ کوئی کہتا ہی کہ آغاز تخت نشینی سے مقرر ہین کوئی کہتا ہی کہ جس دن سے دہلی فتح کی سنہ شروع ہوئے اوسوقت مین راجہ جدشٹر کے سنہ جلوس ۳۰۴۴ تھے۔ اس کتاب کے لکھنے کے وقت مین سمت ۱۸۴۰ گذرے ہین۔

راجہ بکرماجیت کے انتقال فرمانے کا حال

اکبرنامہ مین لکھا ہی کہ آخر عمر مین سالباہن نامی سے واقعہ ملک دکھن محاربہ ہوا گرفتار ہوگیا سالباہن نے کہا کہ اس انجام زندگانی مین جو آرزو ہو بخشون راجہ نے کہا کہ میرے سال جلوس کا رواج رہے سالباہن نے ویسا ہی کیا ابتک اوسکے سمت جاری ہین۔ اور سالباہن کے بھی سنہ ہندی دفتر مین لکھے جاتے ہین۔ راجاولی اور راج ترنگنی مین یون لکھا ہی کہ جب نخافت بدنی سے راجہ بکرماجیت کا قد قامت کمان کی صورت سرنگون ہوا

سمندر پال جوگی نے جو نہایت جادوگر اور علم خلع روح جانتا تھا راجہ کی مصاحبت کی - اور ایسی دلفریبی دکھلائی کہ اپنا مفتون اور فریفتہ کرلیا - راجہ اوسکے حلقۂ اطاعت سے باہر نہوتا تھا - اوسوقت اوس جوگی نے راجہ سے کہا کہ اس پیکر ضعیف کو دور کرنا اور نئے شباب کا جامہ پہننا چاہئے مجھے علم خلع معلوم ہی سیکھہ لیجئے - پھر جس قالب مین دل چاہے رخ کیجئے - راجہ نے باوجود عقل و خرد کے اوسکے فرمانے سے تجاوز نکیا - اور اس ترکیب مین مہارت کرکے ایک جوان قالب مین درآیا - جوگی نے بلاتوقف اپنی روح راجہ کے قالب مین دوڑائی اور راجہ کی روح کو جو قالب جوان مین گئی تھی قتل کرڈالا خود سریر آرای خلافت ہوا - بہرحال چونکہ سمندر پال جوگی نہایت درجہ قرب و اعتبار رکھتا تھا - جب راجہ مرگ طبیعی سے گذرا - یا کہ سالباہن کے ہاتھہ سے مارا گیا یہ شخص تخت آرا ہوا راجہ کی عمر ایکہزار اکیسو برس کی لکھی ہے - اور دہلی مین ترانوے برس حکمران رہا - سمندر پال جب پادشاہ ہوا - اول اول نہایت عبادت اور ریاضت کرتا تھا - مگر یہ سب ظاہر ہی کا ڈھکوسلا تھا باطن مین تو کچھہ بھی صفائی نہ تھی - غبار نفسانی سے آیئنۂ خاطر بھرا تھا آخر کار اقلیم عدم کو راہی ہوا - ۲۴ برس دو مہینے کے راج مین ہوس سٹائی بعد ازان اسکا بیٹا چندر پال چالیس برس پانچ مہینے اور راجہ نین پال ۵۱ برس پانچ مہینے - اور راجہ دلیسپال ۴۷ برس دو مہینے - اور راجہ نرسنگھہ پال ۴۸ برس تین مہینے - اور راجہ سوپہ پال ۳۷ برس گیارہ مہینے - اور راجہ سکھہ پال ۳۸ برس ۳ مہینے اور راجہ انبرت پال ۲۷ برس چھہ مہینے - اور راجہ مہی پال ۵۵ برس پانچ مہینے اور راجہ بھیم پال ۴۸ برس آٹھہ مہینے - اور راجہ گوبند پال ۳۷ برس ۹ مہینے - اور راجہ بینی پال ۳۹ برس دو مہینے اور راجہ ہرپال ۲۴ برس ۹ مہینے - اور راجہ مدن پال ۳۱ برس دو مہینے - اور راجہ کرم پال ۴۵ برس ۵ مہینے - اور راجہ بکرم پال ۴۴ برس ۳ مہینے حکمران رہے - جب اس اخیر راجہ بکرم پال کی نوبت آئی - اوائل مین ملک ستانی کی ہمت چست کی اکثرون کو مغلوب کیا - تھوڑے دنون کے بعد غرور نے گردن اوٹھائی دعوی کیتائی مدنظر ہوا رعونت مین یہ نشہ آیا کہ راجہ تلوک چند پر لشکر کشی کی مگر سب اسکا خوار برباد ہوا معرکہ رزم مین جان سے گیا - جوگی کے خاندان مین سمندر پال سے بکرم پال تک ۱۶ آدمیون نے ۳۴۳ برس حکومت کی -

راجہ تلوک چند والی ہرٹراچ کے زمانہ کے حال

یہ راجہ ایک چھوٹی سی ولایت ہرٹراچ کا فرمان روا تھا نصیبہ کی یاوری سے بکرم پال کو مار کر بڑی سلطنت کا مالک ہوا لیکن اجل نے خاطر خواہ مہلت ندی تھوڑے ہی عرصہ مین پیغام قضا آیا - دو سال کے بعد ملک عدم کو سدھارا اسکے بعد راجہ کرم چند ۲۲ برس ۷ مہینے اور راجہ کان چند ۴ برس ۳ مہینے - اور راجہ رامچند ۱۴ برس ۱۱ مہینے اور راجہ بلیان چند ۸ برس دو مہینے - اور راجہ گیا نچند ۵ برس ۷ مہینے اور راجہ بھیم چند ۸ برس ۳ مہینے - اور راجہ گوبند چند ۲۲ برس دو مہینے فرمان روا رہے - اسکے بعد بسبب لاوارثی کے اسکی بی بی مسماۃ ہمیرانی

تخت حکومت پر بیٹھی وزیرون نے بھی حق نمک حلال کیا فرمان بردار رہے ایک سال کے بعد یہ بھی حجرۂ عدم کو سدھاری۔ اس خاندان مین راجہ تلوکچند سے بیم دیوی رانی تک دس نفر نے ۱۴۵ برس حکومت کی۔

ذکر راجہ ہرپریم جو درویشی سے حکمرانی پر فایز ہوا

چون کہ رانی بیم دیوی کے کوئی اولاد نرینہ ارکان دولت نے مشورہ کرکے ہرپریم نامے فقیر کو بادشاہی کی تکلیف دی اس شخص کے کمالات صوری اکثر نمالائق مین مشہور تھے سچ ہے ؎ دم مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین ؎ کچھ اچنبھا نہین اسکا کہ خدا قادر ہے ؎ اسنے سات برس پانچ مہینے تخت آرائی کی۔ بعدہ گوبند پریم ۲ برس تین مہینے اور راجہ گوپال پریم ۵ برس تین مہینے زینت بخش تاج وتخت رہے جب راجہ مہاپریم مسند حکومت پر بیٹھا اسکی طبیعت دولت دنیا مین نہ جمتی تھی ہمیشہ درویشون اور گوشہ نشینون سے مصاحبت رکھتا تھا آخر کار عروس سلطنت کے غنج ودلال خواب وخیال سمجھکر شاہد حقیقی کے عشق مین ایسا پھنسا کہ ترک جہانداری کرکے گوشۂ قناعت مین جا بیٹھا اسنے ۶ برس دو مہینے بادشاہی کی۔ ابتداے راجہ ہرپریم سے مہاپریم تک چار آدمیون نے ۳۵ برس حکومت کی

ذکر راجہ دیبی سین جو بنگالہ سے آیا تھا

جسوقت اطراف عالم مین یہ خبر پہونچی کہ اندرپت کے راجہ نے ترک تعلقات کرکے فقیری اختیار کی ہر ایک راجہ نے اسکی فتح کی نیت کرکے لشکر جمع کرنا شروع کیا سب سے بیشتر راجہ دیبی سین والی بنگالہ نے پیشقدمی کی اور ایلغار کرکے آپہونچا اور نے در دسر سریر سروری پر زینت افزا ہوا امراے سلطنت نے اطاعت کی اسکے بعد راجہ بلاول سین ۱۲ برس چار مہینے۔ اور راجہ لکشمی سین ۵ برس دو مہینے اور راجہ مادہو سین ۱۱ برس ۴ مہینے اور راجہ سور سین ۲ برس دو مہینے۔ اور راجہ بھیم سین ۵ برس دو مہینے اور راجہ کانگ سین ۴ برس نو مہینے۔ اور راجہ ہری سین ۱۲ برس دو مہینے۔ اور راجہ لکھمن سین ۱۲ برس ۱۱ مہینے اور راجہ زاین سین دو برس ۳ مہینے اور راجہ لکھمین سین ۲۶ برس گیارہ مہینے تخت نشین رہے راجہ دھور سین گدی نشین ہوا۔ شراب خواری سے بدمست ہوکر شاہراہ خرد سے گم ہوا۔ عدل وانصاف کے طریقے سے بھر کر ظلم وجفا کی راہ مین قدم رکھا۔ اسکی محفل مین نالایقون نے رسائی پائی خانہ براندازون کا دربار ہونے لگا دولت خواہون کو قید بند کرنے لگا۔ زبردستون کو ستانے اور ضعیفون پر زبردستی کرنے لگا۔ ملک کی ویرانی رعایا کی پریشانی ہوئی حاصلات مین کمی ظاہر ہوئی۔ آخر کوہستان سوالک کے راجہ نے ظلم رانی کی مکافات مین جان سے مارا۔ اسنے ۱۱ برس تین مہینے راج کیا ابتداے راجہ دیبی سین سے راجہ دھور سین تک ۱۲ راجہ ڈیڑھ سو برس تک گدی نشین

راجہ دیپ سنگھ کوہی کا بیان

یہ شخص کوہستان سوالک کا راجہ نہایت عادل تھا۔ راجہ دھور سین کے ظلم وستم سے فرمان بردار اور دکتا کر اس شخص کو یہان لائے اور اسنے ساعت سعید مین تخت خلافت پر جلوس کیا۔ کشت زار جان کو اپنی بارش

سحاب کرم سے سرسبز و شاداب فرمایا۔ ۲ برس دو مہینے کی نیکنامی کیساتھ ملک بقا کو سدھارا بعدہ راجہ رن سنگھ ۲۲ برس دو مہینے۔ اور راجہ راج سنگھ ۹ برس آٹھ مہینے۔ اور راجہ نر سنگھ ۴۶ برس ایک مہینے اور راجہ نر سنگھ ۲۵ برس تین مہینے حکومت کرتے رہے۔ اور راجہ جیون سنگھ نے تخت نشین ہوکر خود پرستی اختیار کی برخلاف باپ دادے کے۔ جوانی کی بدمستیاں دکھلانے لگا۔ انجام کار غفلت کی کثرت سے آوارۂ دشت ادبار ہوا۔ آٹھ برس ۵ مہینے کی سلطنت مین بزرگون کے نام کو مٹا گیا۔ ابتدائے راجہ دیپ سنگھ سے جیون سنگھ تک چھ راجہ ۱۳۹ برس مین گذرے

پرتھی راج کا بیان جو رائے پتھورا کے نام سے مشہور ہی

چونکہ مشیت الہی یہ چاہتی تھی کہ رائے پتھورا راجہ جیون سنگھ کی ریاست کا مالک ہو۔ راجہ جیون سنگھ نے اپنی نے عقلی یا کسی ضرورت سے کل ارکان دولت کو مع لشکر جرار کوہستان کو روانہ کیا جو اوسکے بزرگون کا مسکن تھا اور خود بدولت تھوڑے سے ارکینون کے ساتھ دارالخلافت مین غافل بیٹھا رہا۔ رائے پتھورا نے راجہ کی تنہائی لشکر فوج کشی کی اس خبر سے راجہ جیون سنگھ بیدست و پا ہوکر بھاگ نکلا۔ اور اوسی طرف پہاڑون مین جان بحق تسلیم ہوا۔ رائے پتھورا نے فتحیاب ہوکر راج کرنا شروع کیا۔ جب پندرہ برس گذرے سلطان شہاب الدین غوری نے غزنین سے کئی مرتبہ چڑھائی کی۔ آخر کار رضیہ نے پیٹھ دکھلائی۔ موضع ترائن عرف تلاوری مین راجہ نے ملک بقا کو نصفت فرمائی اور ہندوستان مین سلمانی جھنڈا سیاحوال بموجب تحریر راجاولی اور راج ترنگنی کے لکھا گیا لیکن دفتر سوم اکبرنامہ مین یون بیان کیا ہی کہ سمت ۲۹ بکرمی مین راجہ انیگ پال قوم تونور نے رایت خلافت بلند کیا اور اندرپت کے نزدیک دہلی نام شہر آباد کیا وہ اور اوسکی ۱۹ اولاد نے ۱۹۴ برس اور ایک مہینے ۷ روز راج کیا آخر کار اوسکی اخیر اولاد راجہ پرتھی رام کو بلدیو چوہان سے لڑنے کا اتفاق ہوا۔ اور اوس لڑائی مین مارا گیا۔ سنہ ۸۴۸ بکرمی مین سررشتۂ ریاست قوم تونور سے قوم چوہان کے ہاتھ لگا۔ اس قوم مین سات راجہ نے ۳۸۵ برس سات مہینے حکومت کی جب رائے پتھورا کو جو رائے بلدیو چوہان کی ساتوین اولاد مین ہی سلطنت ملی سلطان شہاب الدین غوری نے سات مرتبہ یورش کیا۔ ہر مرتبہ شکست کھاکر باہر نکل جاتا رہا لیکن ہندوستان کی فتح کو دل سے چاہتا تھا۔ اسی عرصہ مین راجہ جے چند راٹھور والی قنوج نے راجسوجگ کرنا چاہا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ اوسی جگ مین اپنی لڑکی کا سومبر کرے۔ اس تقریب سے بشمول دیگر راجاؤن کے رائے پتھورا کو بھی نوید دیا۔ پتھورا نے شریک ہونا چاہا تھا کہ اوسکے کسی نوکر کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ آپکے ہوتے ہوئے راجہ جے چند کا کیا رتبہ کہ جگ کرے اور آپکو بلائے۔ اس غیرت انگیز کلمہ کے سننے سے رائے پتھورا کا دل پھر گیا۔ اور فسخ عزیمت فرمائی۔ راجہ جے چند اس خبر سے آشفتہ ہوا چاہتا تھا کہ صف آرائی پر متوجہ ہو مگر حاضرین نے روکا۔ آخر رائے پتھورا کی تصویر سونے سے بنوکر دربان کی جگہ پر رکھوائی اور خود بندوبست جگ مین مصروف ہوا۔ لڑانے والے تو بڑی بلا کے ہوتے ہین کسینی اس خبر کو

رائے پتھورا کے کان مین پھونکا۔ سنتے ہی آگ لگ اوٹھی فوراً پانسو سوار جرار ہمراہ لیکر برسم یلغار جا پہونچا اپنی تصویر کو اوٹھوا کر آتش کارزار گرم کی۔ گنتون کو شعلۂ تیغ شرر فشان سے جلا کر کلیجہ ٹھنڈا کر واپس چلا آیا۔ بہرصورت راجہ جے چند نے جگ بجام کو پہونچائی اتفاقاً اوسکی لڑکی رائے پتھورا کی جگرداری پر ہزار دل سے عاشق ہوئی۔ کسی دوسرے راجہ حاضرین مجلسہ کو نہ پسند کیا جے چند نے نہایت خفا ہوکر اپنے گھر سے نکال دیا۔ رائے پتھورا نے جب یہ خبر سنی تا دیدہ فریفتہ ہوا چاند بھاٹ کو روانہ کیا کہ اپنی بادفروشی سے اوس گلدستۂ خوبی کو ہاتھ مین لاوے اور خود مع چند آدمیون کے نوکرون کیطرح ہمراہ چلا جب قنوج مین آیا اوسکے لڑکی کو نہایت چالاکی سے اپنے زیر تصرف مین لایا اور فوراً دہلی چلا گیا۔ جے چند نے اس واردید سے فوج کشی کی بڑی لڑائی ہوئی سات ہزار آدمی کام آئے مگر کچھ کام نہ نکلا۔ رائے پتھورا نے اوس غیرت حور کے پاتے ہی خوشیان منانا شروع کین۔ اسکا عشق ایسا غالب ہوا کہ اکثر اوقات حرم سے باہر نہ نکلتا زندگانی کو اوس یار جانی کی جان نثاری مین بسر کرتا تھا ملک کے انتظام فوج کے اہتمام کی طرف رغبت کم ہوئی ساری عقل و دانش عشق کی بدولت گم ہوئی۔ جب ایک برس اسی حال مین گذرا۔ اور یہ حال شہاب الدین غوری کو معلوم ہوا۔ راجہ جے چند سے محبت بڑھائی۔ اور آٹھوین مرتبہ ۱۲۳۳ سنہ بکرمی مطابق ۵۸۸ ہجری مین جسوقت کہ پتھورا کی حکمرانی کو ۹۴ برس گذر چکے تھے ہندوستان مین آیا اکثر اطراف کو تسخیر کیا۔ یہان رائے پتھورا کا یہ حکم تھا کہ جسوقت رانی صاحبہ کے پاس ہون پندہ بھی ہمارے کسی متنفس کی یہ دم نہ تھی کہ وہان پر دم مارتا۔ اسوقت مین مسلمانون کی سرکشی کا اخبار سنکر وزرائے ریاست گھبرائے مگر حیرت مین تھے کہ کیونکر راجہ کے کان تک اسکی بھنک پہونچ جاوے آخر کار ایک نے متفق الرائے ہوکر چاند کو بھیجا کہ محل مین جاکر راجہ کو خواب غفلت سے بیدار کرے۔ راجہ اس غرور مین تھا کہ بارہا شکست دی ہے کچھ متردد نہوا۔ اور تھوڑی سی فوج لیکر صف آرا ہوا۔ اس مرتبہ راجہ جے چند نے بسبب عناد سابقہ کے برخلاف عادت سلطان شہاب الدین کی مدد دی آخر راجہ گرفتار قید ہوا۔ پادشاہ غزنین کو لیگیا۔ اس حال کے سننے سے چاند بادفروش نے وفاداری پر کمر باندھی۔ فوراً غزنین کو روانہ ہوا۔ اور بادشاہ سے ملاقات کرکے سرفراز ہوا۔ اور مجلس مین رائے پتھورا سے ملاقی ہوا اور بموجب تعلیم کے اوسکے تیراندازی کی تعریف بادشاہ کے روبرو کی۔ بادشاہ کو تماشا دیکھنے کا شوق ہوا فوراً قیدخانہ سے طلب کرکے تیر و کمان حوالہ کی رائے پتھورا نے بادشاہ ہی کو نشانہ کیا۔ ایک ہی تیر سے گوشۂ بقا کو روانہ کیا مگر اوسکے خادمان درگاہ نے انہین بھی پچھوڑا دونو کو ملک عدم کی راہ دکھلائی تواریخ فارسی مین تو رائے پتھورا کا مرثیہ لکھا ہی اور سلطان شہاب الدین کا شربت ممات چکھنا بعد مدت فدائی کھوکھر کے ہاتھ سے تحریر ہوا واللہ عالم بحقیقۃ الحال القصہ بعد رائے پتھورا کے مسلمانون کی حکومت ہندوستان مین ظاہر ہوئی۔

ابتدائے راجہ جدشٹر پانڈو سے رائے پتھورا تک بموجب تحریر راج ترنگینی کے ۴۰۰۰ برس ہندوؤن کا راج رہا۔

شاہان اہل اسلام کا بیان

جسوقت گردش ایام اس امر کی مقتضی ہوئی کہ ہندوستانیون کا راج جائے اور انکے ملک آبائی مین بیگانہ کا قدم آئے اول سلاطین غور و غزنی نے حملے برپا کیے - اور رفتہ رفتہ یہانکے سررشتۂ حکومت کو اپنے دست قدرت مین کرلیا اگرچہ سلطان شہاب الدین نے رائے پتھورا کو مارا اور اوسکی بادشاہی پر قابض ہوا مگر اسلام کا ظہور ناصر الدین سے ہوا ہی لہذا اوسکا بیان کیا جاتا ہی سلطان ناصر الدین سبکتگین حاکم خراسان نصیر دقیقی کے غلامون سے ہی - نصیر کے بعد منصور بن نوح سامانی کے حضور سے امیر الامرائی اور سپہ سالاری کا مرتبہ پایا اپنی کاردانی سے بڑے بڑے کام انجام دیئے - آخر زمانہ مین ابو اسحق والی بخارا کیطرف سے غزنین کی حکومت پائی جب کہ ابو اسحق کی زندگانی فانی ہوئی ناصر الدین کا نصیبہ چمکا - اسکی تفصیل یون ہی - ابو اسحق اسکے سوا کوئی وارث نرکھتا تھا اور اوسکے امرا مین بجز اسکے کوئی صاحب شکوہ نظر نہ آیا لاچار اسے تخت حکومت پر بٹھایا اسکی تخت نشینی ۳۶۷ھ ہجری مین ہوئی - اس شخص نے اپنی دانش و عقل سے اچھا انتظام کیا - اور عدل و داد مین متوجہ رہا اکثر زور بازو سے ملک بھی تسخیر کیے - چونکہ اس کتاب سے فقط سوانحات ہندوستان کا دریافت ہونا اصلی غرض ہی لہذا اس شخص کی دوسری مہمون کے قصہ مثل توران اور ایران کے کیفیت کو نہین لکھتے - غرض یہ شخص مکرر ہندوستان مین آیا - ۳۷۱ھ ہجری مین اکثر شہرون کو فتح کرلیا - اسنے اول اول ہند مین مسجد بنوائی - چونکہ یہ شخص ترک کے نسل مین تھا اس سبب سے ہندو لوگ سارے مسلمانون کو ترک کہتے ہین - اس ترک کی ترکتازی سے ہندوون کے دہانے بند آگئے - جب حملہ کیا بیچارون کے مال و اسباب عزت و آبرو پر حرف آیا - اوسوقت مین راجہ جے پال ہندوستانکا حاکم تھا - ہرچند مورخان ہندی نے اس راجہ کو فرمانروان دہلی مین نہین لکھا مگر چونکہ اوسکا دار الایالت قلعۂ بلدہ فارسی مین تحریر کیا ہی کیا تعجب کہ سوائے دہلی کے پنجاب اور سامانہ کے گردنواح مین مسلط ہو ظاہرا اوسوقت ہندوستان مین ہوالیف الملوکی تھی - القصہ راجہ جے پال مخالف کے دفعہ کرنیکو غزنین پر چڑھ گیا اودھر سے سلطان بھی مع لشکر باہر نکلا - دلیران کینہ جو نے مردانگی کی داد دی - تیر و شمشیر کی نوک چھاتی پر لی ہندوستانیون کی چیرہ دستی آشکار ہوئی - بادشاہ نے تازہ حیلہ کیا اوس اطراف مین بعض ایسے چشمہ تھے کہ اگر اتفاقا قافلہ والون نے کسیقدر اونمین گرجائے فورا برف برسنا شروع ہو پس بموجب ایماے سلطان لوگون نے اون چشمون کو لمبا ایا سخت برف برسنا شروع ہوگئی راجہ کے صدہا سپاہی اس بلاے ناگہانی سے ٹھنڈے ٹھنڈے ملک جاودانی کو سدھارے جو زندہ رہے وہ اپنی جان بچاکر واپس ہوئے بادشاہ نے اس فریب سے ہندوون کی گرم بازاری سردی کی راجہ نے اپنے لشکریون کو مضطرب پاکر اس عہد سے مصالحت کی کہ پچاس زنجیر فیل پیشکش کرے اور چند معتبرون کو بطور اول بادشاہ کے حضور مین بھیجدیئے اور معتبران سلطان کو واسطے دینے ہاتھیون کے اپنے ساتھ ہندوستان مین لایا مکان مین

پہونچتے ہی سارا قول و قرار بھول گیا۔ تخت کی ہوا دماغ مین سمائی اور بادشاہی معتبرون کو بعوض اپنے نوکرون کے قید کیا بادشاہ نے اس خبر سکے بنا خواہی پر لشکر کھینچا جرپال لاکھہ سوار اور پیادہ بیشمار لیکر لڑائی کو آیا مگر شکست کھاکر اولٹے پیرون بھاگا بادشاہ کا لمغانات تک خطبہ سکہ جاری ہوا

ذکر سلطان محمود ناصر الدین سبکتگین

جب سلطان ناصر الدین سبکتگین اجل کے پنجے مین گرفتار ہوا۔ امیر اسمعیل بڑا لڑکا تخت پر بیٹھا دوسرا لڑکا سلطان محمود اس نامحمود محرومی کا متحمل نہوا۔ آخر تائید غیبی نے یاوری کی بڑے بھائی سے مقابلہ کرکے فتحیاب ہوا تخت کامرانی میسر آیا۔ نام مبارک کا سکہ خطبہ جاری ہوا۔ تیغ عالمگیری اپنے نور جلال سے بلخ و بخارا و دوار و گنج و خوارزم و ترکستان و عراق و خراسان کو تحت تصرف مین لائی جب اسکی جہانگیری کا طنطنہ بغداد مین پہونچا۔ خلیفہ نے خلعت فاخرہ مع خطاب امین الملتہ و یمین الدولہ کے عنایت فرمایا۔ اسنے بپاس رضامندی اور نیز ابہی ناموری کے جادیر کمر باندھی ہندوستان کی طرف رجوع ہوا۔ اول مرتبہ سنہ ۳۹۱ ہجری مین بمقام پشاور راجہ جیپال سے لڑائی ہوئی۔ دونو طرف سے بیشمار جانداروں کی صفائی ہوئی۔ انجام کار مسلمانون کے ہاتھہ کھیت رہا پانچہزار ہندو غریق لجۂ فنا ہوئے۔ اور راجہ نے بھی مع پندرہ خویش و برادر کے قید ہوکر بندعنصری سے آزادی پائی۔ کہتے ہین کہ راجہ کے گلے مین ایک مالا تھا جسکی قیمت جواہر شناسون نے ۸۰۱۰۰ دینار تجویز کیے تھے۔ اور اسی بموجب ہر ایک راجہ کے یگانون کے گردن مین ایک ایک مالا تھا یہ سب خزانہ شاہی مین جمع ہوا یہان سے فتح پاکر بادشاہ نے آگے بڑھکر راجہ جیپال کا دارالحکومہ فتح کیا اور اکثر مسجدین بنائین مذہب اسلام کا رواج دیا۔ اور اوائل بہار مین قلعہ بھٹنڈہ سے غزنین کو چلا گیا جب موسم خزان نے ترکتاز شروع کی دوبارہ بادشاہ نے بعزم ہند ملتان کی راہ سے بھٹیز پر توجہ کی راجہ بجے رائے باوجود کثرت فیل و سپاہ کے اپنی نے ہمتی اور نے تدبیری سے لشکر کو بادشاہ کے مقابلہ مین چھوڑکر خود سند کو چلدیا۔ بادشاہی فوج نے خبر پاتے ہی تعاقب کیا اور قید کرتے ہی خنجر آبدار سے دوپارہ کیا اور سرنے بہا بادشاہ کے روبرو لائے یہ خوش ہوا اکثرون پر تیغ رانی ہوئی بہت سی لوٹ کرکے غزنین کو چل دیا جملہ تحفون سے دوسو اسی ۲۸۰ فیل مست تھے۔ چون کہ ملتان مین داؤد بن نصیر فرمان روا تھا۔ بادشاہ کو دین کی حمیت ہوئی پس بہ نیت اخراج بھٹیز سے سیدھی راہ چھوڑکر سوار ہوا۔ راجہ انندپال جو راہ مین سد راہ ہوا طرفین سے معرکہ بڑا آخر راجہ کے پیر نہ جمے کوہستان کشمیر مین جا چھپا۔ اور بادشاہ نے ملتان پہونچکر وہان کے حاکم کو اپنا محکوم کیا اور بطور خراج تیس ۳۰ ہزار درم سالیانہ قبول کرکے اور رواج مذہب کرکے عین شدت آفتاب مین بموجب عرض ہمراہیان کے غزنین کو لوٹ گیا۔ تیسری مرتبہ سنہ ۳۹۰ ہجری موسم زمستان مین ہندوستان کو آیا۔ اور راجہ انندپال سے لڑکر تیس زنجیر فیل لوٹ پاکر قلعہ بھیم نگر کو چلا اور اوس قلعہ کو فتح کرکے چند تخت طلا و نقرہ اور دیگر نفائس عمدہ لوٹ لیا اور اپنے لشکریون کو ایسے گرانمایہ جنس کی سیر کرائی اور اسی قلعہ مین بتقریب جشن بڑی روشنی کی آتشبازی بھی چھوڑائی

اور غزنین کو واپس گیا۔ چوتھی مرتبہ ۴۰۰ھ ہجری مین ملتان کا قاصد ہوا۔ اس مرتبہ اکثر مخالفین مذہب جو اس ولایت مین تھے قید ہوئے اور بعض دست بستہ ہاتھیون کے پایمال ہوئے بعض کے ناک کان کاٹ ڈالے۔ اور وہان کے حاکم داؤد بن نصیر کو قلعۂ غورک مین محبوس کیا کہ وہ اوسی قید مین مرگیا۔ پانچوین مرتبہ ۴۰۲ھ ہجری مین بادشاہ کو یہ خبر ملی کہ ہندوستان مین ایک مقام تھانیسر ہی اوسکے قریب تالاب ہی ہندو اوسے آغاز آفرینش جانتے ہین اور اوس جگہ جان چھوڑنا رستگاری کا نتیجہ سمجھتے ہین۔ اور اوسی مقام پر چکر سوم کا بتکدہ ہی۔ یہ سنتے ہی جہاد کے ارادہ پر تھانیسر کو روانہ ہوا۔ راجہ نروجپس وہانکے حاکم نے اس راز سے آگاہی پاکر پیغام دیا کہ اگر اس ارادہ سے باز رہے پچاس ہاتھی نذر کرون۔ بادشاہ کچھہ بھی ملتفت نہوا۔ اور وہان پہونچکر بتخانہ کو اپنے تیشۂ بیداد سے گرادیا۔ اور سوم چکر کی مورت اپنے ہمراہ غزنین کو لیگیا۔ چھٹی مرتبہ قلعہ تندنہ پر جو بالنا تھہ پہاڑ پر ہی لشکر کشی کی۔ راجہ نروجپس بال مردان کارآزمودہ کو اوس قلعہ مین محافظ چھوڑ کر خود کشمیر کے پہاڑون کو چلا گیا۔ بادشاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا آخر اہل قلعہ مجبور ہوکر قلعہ خالی کردیا بعد بادشاہ نے راجہ کا تعاقب کیا مگر بسبب دشوار گذار گھاٹیون کے گھات نہ لگی ہان لوٹ مین بہت کچھہ ہاتھہ لگا اور اکثر ہنود کو اپنے مذہب مین لایا۔ ساتوین مرتبہ ۴۰۸ھ ہجری مین قنوج آیا وہان کا حاکم سرجپیالہ پیش حاضر ہوا تب وہانسے برن پہنچا وہان کے حاکم ہردت نے قلعہ کو غزنیون کے سپرد کرکے اپنی راہ لی اہل قلعہ مقابلہ مین نہ ٹھہر سکے ہزار درم جسکا ڈیڑھہ لاکھہ روپیہ ہوا مع چندر بخیر فیل دیگر جان بچائی بادشاہ قلعۂ مہابن کو روانہ ہوا وہان کا حکمران کلچند چاہتا تھا کہ ہاتھی پر سوار ہوکر دریاے جمن کے پار چلا جاوے مگر قید ہوگیا اوسوقت اپنی تلوار سے پیٹ چاک کرڈالا بعد ازین بادشاہ متھرا پہونچا وہان کے اکثر بتخانون کو خاک مین ملایا لوٹ مچادی لکھتے ہین ایک طلائی مورت جسکا وزن ۳۰۰ ۹۸ مثقال تھا توڑ ڈالی اوسکے اندر یاقوت کا ٹکڑا ملا جسکا وزن ساڑھے چار سو مثقال تھا لکھتے ہین کہ راجہ چندرراے کے پاس ایک ایسا قوی الاعضا عربدہ جو تندخو ہاتھی تھا کہ جسکا جواب فیل گردون بھی نہو سکتا تھا۔ بادشاہ بڑی قیمت سے اوسکا خریدار ہوا مگر راجہ نے ندیا آخر ایک رات کو وہ ہاتھی فیلخانہ سے چھوٹکر سراپردۂ سلطانی کے قریب آیا بادشاہ اسکی سیرانے سے بہت خوش ہوا۔ آٹھوین مرتبہ ۴۱۰ھ ہجری مین بادشاہ کو خبر ملی کہ راجہ نندا حاکم کالنجر نے حاکم قنوج کو میری اطاعت کرنے کی وجہ سے مار ڈالا۔ بادشاہ کو یہ امر ناگوار ہوا فوراً بعزم تنبیہ سوار ہوا جب دریاے جمن کے کنارے پہونچا راجہ نروجپس بال جسنے کئی مرتبہ شکست پائی تھی راجہ نندا کی اعانت پر کمر بستہ ہوا چون کہ دریاے جمن درمیان مین حایل تھا بے اجازت بادشاہ کے کوئی عبور نکرسکا اتفاقاً بیس نفر غلامون نے دریا سے گذر کر راجہ کے لشکر کو درہم برہم کردیا راجہ فراری ہوا۔ جس شہر مین غلامان شاہی پہونچتے اوسے لوٹ لیتے اور بتخانون کا انہدام تو انکے سنت ہی تھی۔ آخر بادشاہ بندا کی ولایت مین آیا اوسوقت بندا کے پاس ۳۶ ہزار سوار ایک سو پینتالیس ہزار پیادے اور تین سو چالیس فیل مست تھا۔ بادشاہ نے اوسکو پیغام صلح دیا کہ اطاعت مین بہتری ہی مگر راجہ نے نمانا توپ گرز

دشمن سے پہونچی بادشاہ کثرت غنیم کی دیکھکر نہایت ہراسان ہوا درگاہ الٰہی سے فتح و نصرت کا خواہاں ہوا خدا کی مرضی تو اور ہی تھی اتفاقاً اوسی شب راجہ کو خود بخود خوف آیا تمام ساز و سامان چھوڑ کر کسیطرف کو چلا گیا صبح جب بادشاہ کو یہ خبر ملی دلجمعی سے شہر لوٹنا شروع کیا۔ ایک رقم ۵۰ ہاتھیون کی ہاتھ مین آئی۔ دسوین مرتبہ زوبارا راجہ بندا پر چڑھائی کی جب گوالیار پہونچا یہان کے قلعہ کو تسخیر کرنا چاہا۔ یہ قلعہ متانت اور استواری اور بلندی مین عدیم المثال ہے ضرورتاً اوسکے حاکم سے صلاح کرنا پڑی وہان سے کالنجر کو چلا۔ جو راجہ بندا کا مسکن تھا وہان پہونچتے ہی قلعہ کو گھیر لیا اس قلعہ کے استحکام کو کوئی دوسرا قلعہ ہندوستان کا نہین پہونچتا۔ جب زمانۂ محاصرہ بہت گذرا۔ راجہ بندا نے عاجز ہوکر ۳۰ سو فیل پیشکش دینا قبول کیا۔ اور اندرون قلعہ سے نئے فیلبانون کے روانہ کردئے۔ بموجب ارشاد بادشاہ کے ترکان شہامت نشان نے ہر ایک پر سواری کی۔ راجہ بندا شعر گوئی مین نہایت ملکہ رکھتا تھا۔ آخر چند اشعار مدح سلطان مین تصنیف کرکے بھیجے اوسکا مضمون ہندی والون نے عرض کیا۔ بادشاہ بہت خوشنود ہوا۔ اوسکے عوض مین فرمان حکومت پندرہ قلعہ کا مع دیگر تحفجات کے عطا فرمایا۔ الغرض باہم صلح ہوگئی۔ گیارھوین مرتبہ سومنات کے فتح کرنے کو آیا یہ شہر دریاے شور پر ہندوؤن کا معبد ہے یہان پر ایک بت سومنات نام ہے کتب ہنود مین لکھا ہے کہ ہزار برس سے یہ مورت برہمنون کی مقبول ہے خیر غزنین سے روانہ ہوکر نہروالہ ہوتے ہوئے سومنات مین خیمہ زن ہوئے اہل شہر نے اس خبر کے سنتے ہی دروازہ بند کرلیا اور آمادۂ جنگ ہوئے۔ آخر کو لڑتے لڑتے بادشاہ نے فتح کی۔ کثیر خلائق کو قتل اور تبخانہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اور سومنات کو غزنین لیگیا۔ اور تعصب کی راہ سے اوسے مسجد و مدرسہ کے زینون مین نصب کرایا۔ معاودت کے وقت اثناے راہ مین راجہ بیرجدیو سدراہ ہوا اور عمدہ دستبردی دکھلائی۔ اکثرون کو خاک مین ملایا۔ اور جو مال و اسباب سومنات سے لوٹ لائے تھے چھین لیا۔ چونکہ کثرت تردد سے جی بیٹھا ہوا تھا بادشاہ نے دم نہارا۔ براہ ریگستان ملتان کو متوجہ ہوا۔ راہ جو کھو بھی ہوئی تھی ایسے جنگل مین قدم جا پڑے جہان آبادانی کی شکل نظر آنا دشوار ہوئی۔ بہت اذیت پہونچی۔ اکثرون تے بھوکے پیاس سے بے بس ہوکر عدم کی راہ لی۔ اس مرتبہ نہایت تکلیف سے غزنین پہونچے۔ بارھوین مرتبہ ۴۱۶ ہجری مین ملتان و سند کی راہ سے دوبارہ روانہ ہوا اور ہزار کشتیان اس رنگ کی بنائی گیین کہ ہر کشتی مین تین تین سیخ آہنی نصب کین ایک روبرو اور دو دو تو بازوؤن پر پس ہر ایک کشتی مین سپاہیون کو مع آلات حرب بٹھلا کر روان کیا تاکہ دریا کے راستہ سے دشمنون کی اندام بنیاد ہستی کرین۔ دشمنون نے یہ خبر پاکر اپنے عیال و اطفال کو جزیرون مین بھیجدیا اور خود مقابلہ مین آئے جنھون نے سر اوٹھایا اونھون نے مُنہ کی کھائی۔ بعد گو شمال واجبی کے غزنین کو معاودت کر گیا۔ القصہ یہ بادشاہ نہایت خلیق اور منصاف دوست شجاع اور دلیر تھا اسکے مزاج مین تعصب اور دنیوی لالچ بھی تھا۔ شعر فہمی اور سخن مین بے نظیر تھا۔ شاعرون کی قدردانی کرتا تھا۔ اسیکے وقت مین مولانا حسن دہلوی تخلص کرتا تھا

اس تخلص کی وجہ یہ ہی کہ حاکم طوس نے ایک باغ فردوس نام تعمیر کیا تھا۔ اور انکا باپ وہان پر باغبانی کرتا تھا اسی سبب مولانا نے فردوسی تخلص کیا۔ جسوقت یہ شخص غزنین گیا۔ اور بادشاہ نے اسکی قدر کی۔ اس شخص نے بموجب حکم شاہنامہ تصنیف کیا بیس برس مین ساٹھ ہزار بیت لکھین۔ بادشاہ آیاز نامے غلام پر فریفتہ تھا۔ یہ غلام دالی کشمیر کا لڑکا ہی۔ عہد طفلی مین اپنے باپ کے ساتھ شکار کو گیا تھا۔ عیارون نے فرصت پاکر ایاز کو اپنے قابو مین لا فرار ہوئے۔ اور بدخشان مین پہونچکر اس لعل گران بہا کو کسی سوداگر کے ہاتھ فروخت کیا۔ اوس سوداگر نے اسکے حال پر نہایت توجہ فرماکر تعلیم و تربیت کی۔ حسب اتفاق غزنین مین گیا۔ بادشاہ نے آوازۂ حسن و جمال سنکر خرید کیا۔ اور اسکے حسن خلق کا دلدادہ ہوگیا۔ بعض نے لکھا ہی کہ جمال صورت سے زیادہ نیکو سیرتی مین بے مثل تھا **القصہ** سلطان علت دق اور ضیق النفس مین گرفتار ہوکر ۴۲۱ھ ہجری مین چارناچار ہوکر ملک عدم کو سدھارا کہتے ہین کہ ازبسکہ اس بادشاہ کو تعلقات دنیا سے دلبستگی تھی نہایت تکلیف سے جانکنی ہوئی ۳۵ برس حکمران رہا۔

ذکر امیر مسعود

امیر مسعود اپنے چھوٹے بھائیون مین بڑا تھا بعد محمود کے تخت نشین ہوا دو مرتبہ ہندوستان مین بھی آیا مگر دل کا حوصلہ دلی ہی مین رہا جہان سینگ سماے وہان کے تبخانہ ڈھاکر دارالحکومت کو لوٹ آیا پھر بہرام شاہ تخت آرا ہوا انھین بھی ہندوستان کی رغبت ہوئی۔ اکثر شہر جوانکے باپ اور بھائی نے فتح کرپائے تھے تسخیر کرلیے اور مروج دین اسلام ہوگیا ہمراکو وہان پر چھوڑا مگر چندان حکومت ہند نے قیام نپایا۔ ایران و تودان ہی کے ضبط و ربط مین اوقات بسری ہوئی اسکے عہد مین مولانا نظام الدین گنجوی نے کتاب مخزن اسرار اور ملا نصیرا ے ستوفی نے کتاب کلیلہ دمنہ تصنیف کی **القصہ** ۵۴۷ھ ہجری مین اس جہان گذران سے اقلیم جاودان کو راہی ہوا۔ اسکا لڑکا خسرو شاہ جب تخت پر بیٹھا سلطان علاء الدین حسین غوری نے مغلوب کرکے غزنین کو اپنے تحت مین لایا۔ اور اس بیچارے نے ہندوستان مین آکر لاہور کو فتح کرکے تمام عمر حکومت پنجاب مین بسر کی۔ اور ۵۵۵ھ ہجری مین بمقام لاہور اسکی زندگانی کا چراغ ٹھنڈا ہوا اسنے اٹھائیس برس حکومت کی بعد ازین اسکا بیٹا سلطان خسرو پنجاب کی حکومت کرنے لگا۔ چونکہ سلطان شہاب الدین برادر غیاث الدین بن سلطان علاء الدین حسین غوری اپنے بڑے بھائی کیطرف سے نیابتاً غزنین مین امور سلطنت کرتا تھا بمقتضاے شجاعت تسخیر ہندوستان پر متوجہ ہوا اور پے ہم لاہور پر حملہ کیے۔ آخر الامر خسرو شاہ [illegible] لایا ۵۸۲ھ ہجری مین سلطان شہاب الدین کے پاس غزنین کو چلا گیا۔ اور وہین پر ودیعت حیات متقاضی اجل کے سپرد کی۔ ۴۰ برس مستقل پنجاب کی حکومت کی۔ سلطان ناصر الدین سے خسرو ملک تک ۱۰ بادشاہ غزنین و اکثر شہر ہاے ہند پر حکومت کرتے رہے

ذکر سلطان شہاب الدین غوری

سلطان شہاب الدین عرف معز الدین محمد سام نے اپنے بھائی سلطان شمس الدین ولد سلطان علاء الدین حسین کی طرف سے جو غور کا حاکم تھا غزنین پر فوج چڑھا لایا اور ۵۶۹ھ ہجری مین فتح کی اور خود بطور نائب مقیم رہا چونکہ یہ شخص شجاع اور جنگ جو تھا اور تقدیر بھی یاری پر تھی قصد جہانگیری دلمین پیدا ہوا۔ اول مرتبہ ملتان کو قرامطہ اور اوچھہ کو قوم بھاٹ سے لیکر اپنے قبضہ مین لایا اور اپنا نائب چھوڑ کر لوٹ گیا۔ دوسری مرتبہ ۵۷۳ھ ہجری مین دوبارہ ملتان اور اوچھہ مین آیا۔ اور ریگستان کی راہ سے گجرات کا راستہ لیا وہان کے راجہ بھیم دیو نے مقابلہ کیا چونکہ بادشاہ کا لشکر تھکا درماندہ اور ریگستان کی تکلیف کشیدہ تھا مغلوب ہوا۔ راجہ کی فوج نے اکثر غازیان لشکر کو آب شمشیر بلا کر بوسیلۂ تیز خار اشگاف ملک عدم کی سیدھی راہ دکھلائی۔ اس مرتبہ بادشاہ نے بڑی تکلیف سے غزنین کی صورت دیکھی۔ تیسری مرتبہ ۵۷۵ھ ہجری مین لاہور آیا۔ سلطان خسرو ملک جسکا حال لکھہ آئے ہین یہان کی حکومت رکھتا تھا شہاب الدین نے آتے ہی محاصرہ کیا خسرو ملک نے عاجز ہوکر اپنے لڑکے کو مع ایک زنجیر فیل کے نذر بھیجکر صلح کر لی۔ چوتھی مرتبہ ۵۸۳ھ ہجری مین ڈیول یعنی ٹھٹھہ پر لشکر چڑھا لایا اور تمامی اوس ولایت کو دریاے سند تک فتح کر کے واپس چلا گیا۔ پانچوین مرتبہ ۵۸۴ھ ہجری مین لاہور کو آکے خسرو ملک کو خوب گھیرا اور اوسکے اطراف ونواحی کو من مانا لوٹا درمیان دریاے راوی اور چناب کے سیالکوٹ کے قلعہ کی مرمت کرائی۔ اور اپنا نائب چھوڑ کر واپس چلا گیا خسرو ملک نے کھوکھر وں سے متفق ہوکر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ مگر نے نیل مرام لاہور کو واپس ہوا۔ چھٹی مرتبہ ۵۸۳ھ پھر لاہور آیا اس مرتبہ خسرو ملک کو ایسا عاجز کیا کہ اوسے دربار شاہی مین حاضر ہونا پڑا۔ بادشاہ نے ہمراہی مین رکھا اور وہان پر دوسرا نائب مقرر کر کے غزنین کو آیا۔ خسرو ملک نے اسی جگہ پر رحلت کی۔ ساتوین مرتبہ ہندوستان مین ۵۸۷ھ آکر قلعہ سہرند کو جو راے پتھورا راجاے ہند تھا فتح کیا اور دوسو سوار وہان چھوڑ کر موضع ترائن پور یعنی تلاوری مین آیا وہان پرتھورا سے لڑائی ہوئی۔ اگرچہ ہمراہیان شاہی نے بہت سا ہاتھہ پیر مارا۔ مگر فتح راے پتھورا کے ہاتھہ لگی انھون نے شکست کھائی کھانڈے راے جو راے پتھورا کا بھائی تھا ہاتھی پر سوار ہوکر بادشاہ پر حملہ آور ہوا اور بازو سے سلطانی کو نیزہ کی ضرب سے زخمی کیا۔ قریب تھا کہ اسکے صدمہ سے بادشاہ کا ہوش جاتا رہے مگر جلد غزنین کو لوٹ پڑا۔ راے پتھورا نے فتح پاکر قلعہ سہرند راکے محافظان شاہی کو مغلوب کر کے اپنے آدمیون کو وہان پر مقرر کیا۔ آٹھوین مرتبہ ۵۸۸ھ ہجری مین بادشاہ ہند مین آیا۔ اور اوسی موضع ترائن مین صفوف جنگ آراستہ ہوئین بڑی مدت تک یہ حال رہا کہ کبھی ہندوستانی پریشانی اوٹھاتے کبھی مسلمان تیغ ہندی کا نوالہ مان جاتے تھے۔

ذکر فتحیابی سلطان شہاب الدین

چونکہ حکم خدا یہ تھا کہ ہندوون کی عملداری تمام ہو اور مسلمان اپنا دخل کرین نصیبہ سے کبھی پیٹھہ دکھلائی راے پتھورا قید ہوکر زیر شمشیر ہوا اکثر فوج بھی نے سر اسیمہ ہوکر ماری گئی کھانڈے راے نے بڑی بے چینی سے بھاگنے کی راہ پائی

قلعہ سرستی یعنی تلاوری اور بانسی اور اجمیر جو رائے پتھورا کا دار الملک تھا بادشاہ کے قبضہ مین آیا بعد فتح بادشاہ نے رعایا کے تالیف قلوب کے لیے چند سے قیام کیا۔ جب سب طرف سے اطمینان حاصل ہو گیا ملک قطب الدین ایبک غلام کو قصبہ گھرام مین جو دہلی سے ستر کوس ہے نیابت پر چھوڑ کر خود بدولت سوالک کے راہ سے روان ہوا اثنائے راہ مین محال کوہستانی لوٹتے ہوئے غزنین کو چلا گیا سیان ملک قطب الدین نائب کو داعیۂ کوہستانی پیدا ہوا اتھوڑی فرصت مین دہلی اور میرٹھ کے قلعہ فتح کر کے اپنے نزدیکون کو حاکم کیا دوسرے سال قلعہ کول اور گوالیار اور بدایون وغیرہ فتح کرتے ہوئے گجرات مین آیا اور بھیم دیو گجراتی سے اگلی شکست کا بدلا لیا اور اوسی ولایت کو لوٹ کھسوٹ کر دہلی مین آیا اور بادشاہ کے نام سے خطبہ و سکہ جاری کیا تب سے دہلی اسلام کی دار الخلافت ہوئی نوین مرتبہ بادشاہ نے غزنین سے ہندوستان مین آکر قنوج فتح کیا اور تین سو زنجیر فیل مع دیگر اسباب کے لوٹ کر لوٹ گیا جسوقت سلطان غیاث الدین کا کلان نے انتقال کیا اس خبر پر بادشاہ نے ولایت غور و ترکستان و خوارزم وغیرہ و دیگر ولایتون کو چھوڑ کر آپ قطب الدین کو دیکر آپ قطب الدین کو دیکر

معز الدین سلام کا رخصت کرنا

دسویں مرتبہ جب بادشاہ نے سنا کہ لاہور کے گرد و نواح مین جو بعض لوگون نے بغاوت کا چراغ روشن کیا ہی فورًا الطفائے نائرۂ فساد کے واسطے قطرہ زن ہوا اور ملک قطب الدین نے بھی دہلی سے آکر شرف حضوری دریافت کی پس متفق ہمدگر یا خبان کی گوشمالی دیکر غزنین کو چلا نزدیک شہر کے کسی گانون مین فدائے کھوکھر کے ہاتھ سے جو ہمراہ رکاب تھا زخم کھا کر عالم باقی کو روانہ ہوا اسکے خزانون مین روپیہ اشرفی وغیرہ کے علاوہ ایک رقم بانسو من سونے کی برآمد ہوئی اس بادشاہ نے ۳۲ برس بادشاہی کی اور خاص ہندوستان مین ۲۵ برس حکمران رہا

ذکر سلطان قطب الدین

یہ شخص غلام زر خریدۂ سلطان شہاب الدین کا تھا جب کہ بادشاہ نے زخم کھائے اس شخص نے لاہور مین آکر گیارھوین ربیع الاول سنہ ۶۰۳ ہجری مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا چونکہ اسکی چھنگلیا ٹوٹی تھی اسے ایک لوتے تھے سلطان غیاث الدین محمود نے خلعت وغیرہ تجملات بادشاہی قطب الدین کے حضور مین بھیجکر خطاب سلطانی سے سرفرازی بخشی یہ بادشاہ سخاوت اور شجاعت مین بے نظیر تھا مغروروں کی گردن کشی ناپسند کرتا تھا انعام و بخشش کا یہ حال تھا کہ لکھو کہا روپیہ دے ڈالتا تھا۔ اسی سبب سے اسکو لاکھ بخش کہتے تھے ایک مرتبہ سلطان اور تاج الدین سے ناموافقت ہوئی اور انجام کار تاج الدین تاب مقابلہ نہ لاکر کرمان کو بھاگ گیا یہ شخص خاص سلطان شہاب الدین کا غلام تھا جب سلطان نے غزنین کا بادشاہ دین بیٹھا الغرض سلطان قطب الدین ایبک فتح و فیروزی سے حکمرانی کی سنہ ۶۰۷ ہجری مین چوگان بازی مین مصروف تھا ناگاہ قضا نے اپنی باز کو گھوڑے سے گرا کر [illegible] کا جو چوگان فنا نے اپنی طرف کھینچ لیا

ذکر آرام شاہ

چونکہ قطب الدین ایبک کی خاص اولاد مین کوئی سزاوار شاہی نتھا لاچار امرائے سلطنت نے سنہ ۶۰۷ ہجری مین آرام شاہ کو جسے بادشاہ نے متبنی کیا تھا تخت پر بٹھایا اسنے اپنا خطاب سلطان شاہ مقرر کیا۔ اور ہر طرف خلق اللہ کی امن امان کے واسطے فرامین تسلی آمیز جاری فرمائے۔ اسی وقت مین امیر علی اسمعیل حاکم دہلی نے بعض بعض امرا کے اتفاق سے ملک التمش کو بدایون سے طلب کیا اوسنے دہلی مین آتے ہی قلعہ کو اپنے قبضہ مین کرلیا سلطان آرام شاہ اس خبر سے صف آرا ہوئے مگر بخت ناسازگار کے ہاتھون سے بھاگنا پڑا کل ایک برس سلطنت کے مزے اوڑا۔

ذکر سلطان شمس الدین التمش

اسے بادشاہ قطب الدین ایبک نے مول لیکر اپنی فرزندی مین قبول اور اپنی لڑکی سے منعقد فرما کر بعد فتح گوالیار وہان کی امارت پر مقرر فرمایا تھا۔ اور رفتہ رفتہ بدایون کی حکومت بھی اوسے عطا ہوئی یہ شخص اپنی فراست اور وفاداری سے بارہا حضور مین تردد ات مردانہ بجالاکر مورد تحسین ہوا۔ اور خط آزادی حاصل کیا۔ چونکہ سلطان آرام شاہ سے ہندوستان سلطنت نہوسکا باتفاق امیر علی اسمعیل اور نیز دیگر امرا کین دولت کے بدایون سے آکر سنہ ۶۰۷ ہجری مین تخت نشین ہوا۔ اور بزور شمشیر دیگر ولایات بھی فتح کین۔ شمس الدین اپنا خطاب کیا التمش اوسے [illegible] مین چند در گروہون مین پیدا ہوا ہو۔ خیر اوسی زمانہ مین سلطان جلال الدین خلف محمد خوارزم شاہ نے [illegible] سے شکست یاکر ملتان مین قیام کیا اور چند روز کے بعد قلعہ لاہور کا محاصرہ کیا بادشاہ لشکر جرار لیکر [illegible] مین پہنچ گیا۔ جلال الدین کے پیر اوکھڑ گئے سندھ اور سیرستان کیطرف نکل گیا۔ سنہ ۶۱۲ ہجری مین اجداو [illegible] اسمعیل کے حضور سے ایلچی مع خلعت کے سلطان شمس الدین کے پاس آیا بادشاہ [illegible] اعطا عنایت فرمائے اور چند روز تک شہر کی آرائش بھی سنہ ۶۳۰ ہجری مین قلعہ کو مسخر فرمایا۔ اور مہاکا کے سندر کو جو چھ سو برس کا بنا ہوا نہایت مستحکم اور پایدار تھا کھدوایا۔ اور راجہ بکرماجیت کی مورت اور نیز دیگر بتون کو دہلی کی جامع مسجد کے زمین مین نصب کرایا تاکہ بندگان خدا کے پایمال ہون القصہ یہ شخص بڑا عابد تھا ہر جمعہ کو جامع مسجد مین جاکر فرایض ادا کرتا اور وہان پر قیام کرکے وعظ سنا کرتا ایکروز ملحدان دہلی کے باتفاق کید یگر جمعہ کے روز شمشیر برہنہ مسجد مین چڑھ آئے اور بادشاہ پر ہاتھ صاف کرنا چاہا مگر سلطان صحن مسجد مین نکل گیا فتنہ پردازون کی یہ جرات سنکر کہ تعاقب کرین لوگون نے دروازون پر کہ [illegible] سے اون پر سنگستون کو تیغ و تفنگ کی بارش سے سرد کردیا اور بادشاہ نے بھی دولتخانہ پر پہنچکر اکثرون کو گوشمالی دی اس بادشاہ نے ۲۶ برس سلطنت کرکے نیکنامی کے ساتھ آخرت کی راہ لی۔

ذکر سلطنت سلطان رکن الدین فیروز

بعد انتقال پدر سلطان رکن الدین فیروز نے ستبستان حکومت کو اپنے نور جلوس سے منور فرمایا اس نفس پرست پادشاہ مین کچھ عقل نتھی ہر وقت جسمانی لذتون مین دلدادہ تھا مسخرون کی صحبت تھی انہین کو انعام ہوتا تھا۔ سپاہ و رعیت کی کبھی رعایت نہوئی۔ رات دن شراب کا دور چلتا تھا اپنی خبر نتھی نام کو بادشاہ بنا تھا اوسکی ماں بی بی شاہ ترکان جو کنیز ترکہ تھی انتظام مالی ملکی کرتی تھی مگر اصل حقیقت سے وہ بھی مجبور تھی حسد نے زنکالے سلطان شمس الدین کی دوسری حرم والیون کو آزار رسانی شروع کی اور قطب الدین کے عیال و اطفال کو بیقصور قتل کیا بعض اور بھی ایسی ہی حرکتین جو برخلاف خاندان شاہی تھین اس بیگم سے سرزد ہوئین۔ آخر امرائے دولت نے بادشاہ کو نے عقل اور اوسکی والدہ کی خود فروشی دیکھکر برخلافی شروع کی ملک اعز الدین ایاز حاکم ملتان کو تکلیف دی کہ دہلی کا تخت حاضر ہو ردق بخش موجب یہ سنتے ہی مع لشکر گران روانہ ہوا اس خبر سے سلطان رکن الدین نے بھی لشکر لیکر عزم پیکار کیا۔ لیکن قبل اسکے کہ اعز الدین ایاز آئے۔ ارکین سلطنت روگردان ہوگئے اور دہلی مین جا بی بی رضیہ سلطان شمس الدین کی بیٹی کو تخت پر بٹھا دیا اور بی بی شاہ ترکان کو محبس مین تکلیف دی یا بادشاہ رکن الدین اس خبر سے لیکر کھری مین آکر آمادۂ رزم ہوا بی بی رضیہ کی جوانمرد فوج نے تھوڑی دیر مین بادشاہ کو قید کر لیا کہ چند عرصہ کے بعد ماں بیٹے دونو ایک ہی حالت قید مین تہ خانۂ عدم کو روانہ ہوئے اس خود فراموش کا ہمیشہ حرص و آز یہان آخر ہوا

بی بی رضیہ کی حکمرانی کا حال

سنہ ۶۳۴ ہجری مین باتفاق امرائے سلطنت کے تخت پر بیٹھی اور عقل و کیاست اور فہم و فراست سے کام لیکر انتظام ملکداری بخوبی کیا۔ مردانہ لباس پہنکر دربار کرتی اور لشکر و رعایا کی خاطر داری مین مشغول رہتی بہرحال یہ ملکہ حسن اخلاق مین بڑا ملکہ رکھتی تھی۔ بادشاہ نے حین حیات مین جب اسے ولیعہد کیا تھا وزیرون نے التماس کیا کہ لڑکے کے ہوتے لڑکی کو ولیعہد کرنا نہین حضرت نے فرمایا کہ پسر نا خلف سے لڑکی بہتر ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ ظاہر حضرت ہے مگر باطن اسکا دوراندیشی پر مبنی تھا کہ حاکم ملتان اعز الدین ایاز نے خلعت فرمان برداری سے گردن باہر نکالی اور لاہور کو ملکہ کی ملکیت سے الگ کرکے اپنی املاک مین شامل کیا ملکہ نے مردانہ لڑائی شروع کی دہلی سے نکلکر سرہند پر پہنچے جمائے لیکن امرائے ہمراہی نے نمک حرامی کا پیشہ اختیار کیا ملکہ کو قید کرکے دہلی بھیجدیا اور معز الدین بہرام شاہ کو قید سے نکال کر بادشاہ بنایا۔ رضیہ بی بی نے قابو پاکر ملک اختیار الدین سے نکاح کیا اور جاٹ اور کھوکھر و نکا لشکر جمع کرکے دو مرتبہ بہرام شاہ پر چڑھ گئی مگر آخر کار شکست پاکر مع شوہر گرفتار ہوگئی اور دوسرے روز قتل ہوئی اسکی سلطنت ۳ برس ۶ مہینے ۶ روز رہی

ذکر مقتول ہونا سلطان رضیہ کا اور معز الدین بہرام شاہ کی سلطنت

سلطان معز الدین بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین التمش نے حسب اتفاق کاربردازان سلطنت کے تخت حاصل کرکے اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا نظام الملک قید جسکی بہن بادشاہ کے عقد مین تھی کل امور ملکی اور مالی کا مدار المہام ہوا ہر کیے نے اپنا اختیار حال کیا۔ اکثر کام بدون اجازت شاہی کے کرڈالتا

اونمین یہ رسم تھی کہ بادشاہ کے سوا کسیکے دروازے پر ہاتھی نہ رکھا جاوے لیکن انکے دروازے پر ایک زنجیر فیل رہا کرتا تھا - جب کہ فوج مغلیہ چنگیز خانی نے آکر لاہور کا محاصرہ کیا اور خلق خدا کی آزار رسانی مین کچھہ اوٹھا نرکھا جیمین بادشاہ کو یہ باجازا ظہار ہوا نظام الملک کو مع دیگر بڑے بڑے سردارون کے واسطے دفع لشکر چنگیز خانی کے روانہ کیا - آپ مہذب الدین کو کیا پوچھنا تھا مفت خورون کی غوشمارین لشکر مغرور ہوگیا سب تہذیب جاتی رہی حقوق نمک فراموش ہوئے خرابی کی فکر دلمین سمائی - دریاے بیاہ پر پہونچکر یہ فریب کیا کہ بادشاہ کے حضور مین اس مضمون سے ایک عرضداشت لکھی کہ جسقدر میری ہمراہی مین امیر و امرا آئے تھے مخالف ہوگئے ہمکو نہ تنہا نہین لہذا انکے اعتبار پر اعدا سے کارزار کرنا عقل کے برخلاف ہی اگر حضور پنجاب کے طرف متوجہ ہون نہایت آسانی سے فتنہ و فساد کے دفع ہونے کی صورت ہوجاویگی بادشاہ تو اسکی مکاری اور روباہ بازی سے غافل تھا عرضداشت کے جواب مین لکھہ بھیجا کہ بالفعل تالیف قلوب کرکے کارروائی کرو آیندہ اس فرقۂ گشتنی گردن زدنی کی پاداش ضرور ہوگی - نظام الملک نے اس فرمان کو ساری فوج مین دکھلایا اور اونکے دلمین بادشاہ کی طرف سے مخالفت پیدا کرادی - جب دیکھا کہ ساری سپاہ مجھسے موافق ہی کھل کھیلا صاف باغی ہوگیا بادشاہ نے اس معرکہ سے آگاہ ہوکر خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کو دفع فساد کے واسطے روانہ کیا جب اسکے سمجھانے سے کچھہ نہوا واپس آکر حضور مین مفصل حال عرض کردیا اودھر نظام الملک نے امرا کے ساتھہ دہلی مین آکر محاصرہ کیا - شہر والے تو پہلے ہی سے متفق تھے لڑے بھڑے شہر مین داخل ہوگیا اور بادشاہ نے مقید ہوکر زندان زندگانی سے خلاصی پائی اسکی سلطنت صرف دو سال ایک مہینے رہی - جسوقت بہرام شاہ کو نظام الملک نے گرفتار کیا تھا معز الدین اسمعیل امیر الامرا بزور اپنے تسلط کے تخت پر بیٹھہ گیا مگر ارکان دولت نے ناراض ہوکر سلطان علاء الدین کو جو قید مین تھا ۶۴۳ھ مین بادشاہ بنایا اور سلطان شمس الدین کے دونو لڑکون ناصر الدین اور جلال الدین کو قید سے نکال کر ناصر الدین کو بہرائچ اور جلال الدین کو قنوج کا حاکم بنایا اور نظام الملک کو قتل کرکے جزاے اعمال سے تنبیہ کیا -

ذکر رجوع سلطنت سلطان ناصر الدین کی طرف

چند دنون بعد بادشاہ نے آئین عدالت سے انحراف کیا ظلم و رعایت ہوئی زوال کے دن نزدیک آگئے امرا و ولایت اسکی سے انصافی سے صاف انحراف کرنا شروع کی ناصر الدین کو بہرائچ سے بلاکر تخت حوالہ کیا اور اپنے ظلم کو قید ہی مین ملک بقا کی راہ دکھلائی چار برس ایک مہینہ اسکی بمزاجی اور سیہ اختری کی گرم بازاری

سلطان ناصر الدین

سلطان ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش نے ۶۴۴ھ ہجری مین اپنا خطبہ اور سکہ جاری فرمایا ملک سیف الدین بلبن جو غلام اور داماد شمس الدین کا تھا منصب وزارت پر سرفراز کیا اور الف خانی کا خطاب اور چتر دور شمس عطا فرمایا انتظام جہانداری اوسکی راے پر ہونے لگا اور بطور نصائح مشفقانہ فرمایا کہ ملک راتی کی عنان تیرے ہاتھہ مین دیگئی ہی خبردار ایسا

کام کرنا کہ روز قیامت مین نہ بجھے اور تجھے خدا کے روبرو شرمندہ ہوکر سر جھکانا پڑے — ملک بلبن نے عقل خداداد اور فراست خلقی سے اسطرح انتظام کیا کہ رعایا آسودہ حال ہوکر ہمیشہ دعاے دولت مین مصروف ہوئی ازبسکہ بادشاہ کے مزاج مین حق شناسی اور خدا ترسی کثرت سے تھی حاصلات ملک کا درویشون اور فاضلون اور ارباب استحقاق کی پرورش مین خرچ کرتا تھا — اور عمارات مین چاہ مسجد — خانقاہ — سرائین — نہرین وغیرہ طیار کرائین خلاصہ یہ ہے کہ کل روپیہ آمدنی ملک کا کار خیر مین صرف کرتا تھا اپنی ذات خاص کے مصارف کو سال مین دو مصحف لکھکر فروخت کرتا اور اوسکی وجہ سے گذارہ ہوتا ایک مرتبہ کسی نوکر نے بادشاہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قران خوشامد کی راہ سے گرانقیمت کو مول لیا جب حضرت نے سنا ممانعت کردی کہ آیندہ کسی کو آفشا نہو کہ میرے خط سے یہ صحیفہ لکھا گیا ہی تاکہ میری وجہ معاش مین فرق نہ آئے سواے بی بی کے کسی لونڈی وغیرہ نہ تھی اوسی سے نان پزی کی خدمت لیا کرتا ایکمرتبہ ملکہ نے کہا اگر نان پزی کو ایک لونڈی خرید کردیجیے مجھے آرام ہوگی بادشاہ نے فرمایا کہ خزانے محتاجون کے لیے ہین اپنی آسائش کو نہین دھر کر عاقبت مین اسکا نتیجہ نیک حاصل ہوگا الغرض ۱۹ برس تین مہینے ۷ روز بڑی نیکنامی سے بادشاہی کرکے بہشت برین مکان کو سدھارے

ذکر غیاث الدین بلبن

چونکہ سلطان ناصر الدین کے کوئی اولاد نہ تھی وزراے خیر اندیش نے سنہ ۶۶۶ ہجری مین غیاث الدین بلبن کو تخت پر روز بخشنبہ پنجم ماہ محرم الحرام جلوس دیا یہ شخص اول ہی سے پختہ کار رہا تھا جو کام کرتا عقل و دور اندیش سے مصلحت کرلیتا جب تک تقوی اور پرہیزگاری اور حسن سیرت کی تحقیقات نہ کرتا کسی کو کسی عہدہ پر مامور نفرماتا اوسکا یہ قول تھا کہ ہر شخص کو ایک نظر سے نہ دیکھنا چاہیے بلکہ فرق پیدا کرنا مناسب ہی — کمینون کو کار فرما کرنا اسطرح ہی جیسے جوتے کو سر پر چڑھانا — آخر وقت زندگانی تک کبھی رزیلون سے بات نہ کی اور نہ خوشامدیون کو نزدیک مین بار دیا — کہتے ہین کہ فخرالدین رئیس بازار نے مقربان حضور سے التماس کیا کہ حضور والا مجھسے ہمکلام ہون نقد و جنس گران بار پیشکش کرون جب باریافتگان بارگاہ حضور والا الاتبار مین اس کا شمار ہو یہ قبول نہوا اور فرمایا کہ میر بازار کی ہمزبانی سے رعب سلطانی زائل ہوگا القصہ ہر صفت موصوف تھا اور کسی لفظ اتک کے عوض مین تازیانہ کی سزا تجویز کی تھی ارکان دولت اور ادنی رعیت اوسکے محکمۂ عدالت مین برابر تھی — ہر کام مین عدل تھا کسیکی یہ جرأت نہ تھی کہ اوسکے امر و نہی سے باہر ہو اکثر وعظ کی مجلس مین حاضر ہوتا اور ہر وقت حکم الہی مین پابند ہوتا جسوقت کبھی کسی دربار پہونچتا اول ضعیفون اور عورتون اور بچون اور جاریاون کو پار بھجواتا اور مردمان پر جمعہ سے توقف کرتا کہ ہر ایک کا آسایش کے ساتھ بیڑا پار ہو — اگرچہ ایام شباب مین شراب اور اہل طرب کی صحبت مین رہتا تھا مگر جب سے سریر آراے سروری ہوا ہر ایک مناہی اور ملاہی سے تائب ہوگیا ہر وقت نماز روزہ اور وضو مین رہتا اور جمعہ کی نماز پڑھکر اہل قبور کی زیارت کرتا اور اہل مصیبت کی تعزیت مین شریک ہوتا تھا باوجود اسقدر دین اور کریم فضلتی کی گرد نکلش اور سبک حرامون کی قماری اور جواری کرتا ایک آدمی کے لڑکے ملک

خراب کردیا تھا بادشاہی انتظام کو ہر امر پر مقدم سمجھتا تھا۔ اگر رنگین جانور نغمہ سرا اور شکاری اور چیتا اور سیاہ گوش وغیرہ سے رغبت تھی بلکہ اس قسم کے جانور بہت سے فراہم کیئے تھے فوشچی اور بازدار اور قراول اور میر شکار مقرر تھے چونکہ شکار دوست تھا اس وجہ سے اس فرقہ کو حضرت کی نظر میں عزت تھی۔ بیس کوس دہلی کے اطراف میں شکار کی محافظت کرتے تھے اور اوس جنگل میں نخچیر بھی جمع کرتے ہزار سوار تیرانداز شکار کھیلنے کو ہمرکاب رہتا تھا جاڑے کے موسم میں صبح کے وقت بادشاہ سوار ہوتا۔ اور قصبہ ریواری تک شکار کھیلکر شام کو دار الخلافت لوٹ آتا تھا جسوقت آپ کے شکار کھیلنے کی خبر ہلاکو خان کو پہونچی کہنے لگا کہ سلطان بلبن بڑا پختہ کار دیدار مغز ہے ظاہر میں شکار کا بہانہ ہے مگر باطن میں سواری اور رعایا کے احوال کی جاسوسی ہے۔ بادشاہ نے یہ سوال جواب سنکر ہلاکو خان کی دقیقہ رسی پر آفرین فرمائی اور کہا ملک گیری کے قواعد وہی خوب جانتا ہے جسنے کشور ستانی اور جہانبانی کی ہو۔ جب بادشاہ کو سارا سامان ملک گیری کا مہیا ہوا امرا نے عرض کی کہ اس قدرت و اقتدار میں ولایت گجرات اور مالوہ تسخیر کرنا ضرور ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ مغول ہمیشہ ولایت پنجاب پر چڑھائی کیا کرتے ہیں پس دہلی سے دور دراز ملکوں کو نجانا چاہیئے۔ قبل اسکے شمس الدین کی اولاد کی غفلت اور کاہلی سے امور سلطنت میں نہایت بے ترتیبی ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ میواتی لوگ شہر کے اطراف جنگلوں میں رہکر رہزنی کرتے تھے سوداگردن کی مجال نہ تھی کہ راہ کاٹ سکیں یہاں نماز عصر کے وقت سے دروازے بند ہوجاتے تھے کسیکی تاب نہ تھی کہ باہر نکلے۔ بارہا میواتیوں نے شاہی حوض پر بہشتیوں کو پانی کھینچنے سے ممانعت کی تھی۔ اب اس بادشاہ نے خوب انتظام کرایا گئے بھیا۔ کھود وائین جنگل صاف کرایا شہر میں جابجا تھانہ مقرر کیئے۔ حفاظت کی تاکید ہوئی۔ قوم کمانھر نے بدایون اور رامپور کی طرف سر اوٹھایا تھا۔ خود بدولت نے جاگر گوشمالی دی حکم دیا کہ آٹھ برس عمر والے کو چھوڑکر باقیوں کی گردن ماری جاوے بچے عورتوں اور ننھے بچوں کے کوئی نہ بچا۔ ایک مرتبہ دفترخانہ کے کارپردازوں نے عرض کیا کہ جاگیر سیلہ کے مواضع میں بڑا اخلاف ہے حکم ہوا کہ جو لوگ ضعیف اور کار خدمت سے معذور ہیں اونکی جاگیر ضبط ہوکر اوسکے معاوضہ میں مدد معاش مقرر کیجاوے۔ اس خبر سے یہ بیچارے امیر الامرا فخر الدین سے رجوع ہوئے اور کچھ تحفجات نذر گذرانکر امیدوار ہوئے کہ جاگیر بحال رہے امیر الامرا نے تحفہ قبول نکیا اور کہا کہ اگر رشوت لوں میرے الماس میں برکت نہ رہے گی پس متالم ہوکر بیان حضور میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے ملال کا باعث دریافت فرمایا اسنے عرض کی کہ حضور نے پیران سالخوردہ کو جاگیر سے محروم فرمایا مجھے یہ فکر ہوئی کہ اگر روز قیامت میں بھی بوڑھوں کو نامنظور کرین ہمارا حال کیا ہوگا بادشاہ نے اس کلام سے رحم کیا فرمایا کہ بموجب اسکے دعا کے جاگیر بحال ہو۔ شاہزادہ محمد سلطان کو جو کہ ولی عہد تھا۔ سند کی مملکت مع اوسکے ملحقات کے جاگیر میں ملی اور واسطے انتظام ملتان کے معین ہوا۔ یہ شاہزادہ بہ نسبت دوسرے شاہزادوں کے بسبب عقل و خرد کے بادشاہ کو بہلت پیارا تھا۔ امیر خسرو دہلوی اور امیر حسن اس شاہزادہ کے رفاقت میں

بروقت قیام ملتان کے تھے جسوقت آوازہ فضیلت حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی کا شاہزادہ کے کان
مین پہونچا۔ ملتان سے دو مرتبہ اپنے آدمیون کے ہاتھ زاد راہ معقول اوسکے پاس بھیجی اور اوسکے آنے کا ملتجی ہوا
اور یہ بھی چاہا کہ شیخ موصوف کے خانقاہ بنواکر چند موضع اوسکی جاگیر مین حوالہ ہون۔ شیخ نے عذر پیری پیش کیا
اور ایک مرتبہ ایک بیاض اپنے کلام دلپذیر کی اور دوسری مرتبہ گلستان اور بوستان اپنے ہاتھ سے لکھکر
شاہزادہ کو بھیجین۔ اور اوس ضمیمہ مین امیر خسرو کی سفارش بھی کی۔ اوسی وقت سے ہندوستان مین یہ دونون کتابین
معروف ہوئین۔ کہتے ہین کہ سلطان شمس الدین کی ایک لڑکی اس شاہزادہ کے نکاح مین تھی۔ اتفاقاً مستی کے
وقت مین شاہزادہ کی زبان سے لفظ طلاق نکل گیا۔ اب بپاس حکم شرع ضرور ہوا کہ اوس سے احتراز کیا جاوے
پس اوس عفیفہ کو شیخ صدرالدین بن شیخ بہاوالدین زکریا قدس اللہ روحہما سے منعقد کیا اس شرط پر کہ بعد چندے
شیخ موصوف اوسکو طلاق دی تاکہ شاہزادہ دوبارہ اپنے مناکحت مین لائے۔ غرضکہ شیخ اوس ملکہ کو اپنے گھر
مین لے گیا چند روز گذرتے شہزادہ متقاضی ہوا کہ بموجب اقرار طلاق دیجیے خاتون جنت سر شیخ کیا کہ اے خداوند تعالے
اس بے مروت بیوفا کے پہلو سے نکلکر ایسے مرد باخدا سے ہم آغوش ہوئی ہون اب دوبارہ اوسکے ہاتھ گرفتار زنا
شیخ نے یہ کلمہ سنکر تامل مین خیال کیا اور کہا۔ افسوس کہ مرد عورت سے وفا مین کمتر ہو۔ پس ہرچند شاہزادہ نے تفاقل کیا
شیخ نے کچھ نہ سنا۔ اس خلاف عہدی سے شاہزادہ درہم برہم ہوا۔ انتقام کا جویان تھا مگر شیخ کی مدارات
شاہزادہ کو نہ پھلی۔ اونھین دنونمین لشکر مغل ملتان پر چڑھ آیا۔ لوٹ مار شروع کی۔ شاہزادہ چارنا چار
اونکی مدافعت کو سوار ہوا۔ اور عین جنگ مین اجل کے شہباز نے چنگ مارا۔ مرغ روح پھڑ پھڑاتا ہوا
آشیانۂ طوبی مین جا بیٹھا۔ اور امیر خسرو کو مغلون نے قید کر لیا۔ آخر بخارا سے ہندوستان مین پہونچا۔ جب
شاہزادہ کی شہادت کا حال بادشاہ کے گوش گذار ہوا الفت پدری نے جوش کھایا رنج وغم نے چاروطرف سے زور
آزمایا۔ ایک تو یہ نہین اسی برس کی عمر مین ضعف پیری نے ضعف کار کیا دوسرے لخت جگر کی
وفات نے اور کمر توڑی۔ اگرچہ مہمات خسروی کے انصرام مین زور و قوت ظاہر کرتا مگر رنج وغم کے آثار چہرے سے
پدیدار تھے۔ الغرض روز بروز حال روی ہونے لگا۔ شاہزادہ کے سالے کو چتر اور دور باش مرحمت فرما کر ملتان کے
انتظام کو رخصت کیا۔ اور ناصرالدین بغراخان چھوٹے لڑکے کو لکھنوتی عرف بنگالہ سے بلاکر کہا کہ تیرے بڑے بھائی
کی جدائی نے مجھے جان بلب کر دیا رحلت کا وقت نزدیک آیا ہی پس ایسے وقت مین تیری جدائی بہتر نہین۔ تیرا
لڑکا کیقباد اور شاہزادۂ مرحوم کا بیٹا کیخسرو دونو خرد سال ہین انسے سرانجام سلطنت کا ناممکن ہی۔ دنیا کے
تجربون سے ابھی آگاہ نہین دوسرے اگر کسینے تخت آرائی کی تو تجھے اوسکی فرمان برداری کرنا ہوگی۔
اور جو تو تخت پر بیٹھا تو سب تیرے محکوم رہینگے۔ اس عرصہ مین بادشاہ کی کچھ صورت افاقہ کی ظاہر ہوئی

کہ ناصر الدین بغرا خان نے نادانی سے باپ کی نصیحت سنانی اور شکار کے بہانہ سے لکھوٹی کو روانہ ہوا ابھی لکھوٹی نہ پہونچا ہوگا کہ بادشاہ نے فردوس برین کو کوچ کیا مرتے وقت کیخسرو کی سرپرآوری کو وصیت کر گیا۔ اس نیکنام عادل بادشاہ نے بیس برس نو مہینے گلستان جہان کو اپنے رشحات فضل وکرم سے شگفتہ وخندان رکھا

ذکر معز الدین کیقباد

امرائے دربار نے بموجب وصیت بادشاہ کے کیخسرو ولد شاہزادہ محمد کو جو ملتان مین تھا تخت نشین کیا چونکہ امیر الامرا فخر الدین کسیقدر اس شاہزادہ سے سوء المزاجی رکھتا تھا کسی حیلہ سے اوس کو پھر ملتان واپس کر دیا اور ناصر الدین بغرا خان لکھوٹی مین اپنی عیش وعشرت مین پھنسا ہوا بیٹھا تھا ادھر امیر الامرا نے دوسرے کارپردازون کی فصلاح لیکر معز الدین کیقباد ولد ناصر الدین بغرا خان کو ۶۸۶ھ ہجری مین جب کہ اوسکی عمر ۱۵ برس کی تھی تخت پر بیٹھا دیا۔ اور کل انتظام سلطنت کا برشتہ اپنے اختیار مین لیا حتی کہ عزل ونصب اور تقسیم تنخواہ سپاہیان وغیرہ اوسیکے ہاتھ مین تھا۔ بادشاہ بھی کل امور سلطنت اوسکے اختیار مین چھوڑکر عیش رانی مین مصروف ہوا دہلی سے نکلکر مقام کیلوکھری مین دریاے جمن کے کنارے دلکشا عمارتین تعمیر کرائین باغ آراستہ ہوئے اوسیکو دار الخلافہ مقرر کیا جوانی دیوانی مشہور ہی خصوص جب نئے فکری ہو وزیر کے اعتماد پر ملک کی خبرداری چھوڑکر حضرت ایسے بیخبر ہوئے کہ رات دن بجز عیاشی کے کوئی کام نتھا۔ کھیل کود مین اوقات بسر ہوتی تھی۔ کوئی ایسا کھیل نتھا جو حضور مین اپنا رنگ نہ دکھلاتا۔ اسطرح خرافات مین اپنی عزیز اوقات کو بسر کرتا تھوڑے دنون مین تمام خزانہ نا لایقون کو انعام دے ڈالا امیر الامرا کے اغوا سے کیخسرو اپنے چچازاد بھائی کو ملتان سے بلایا وہ بیچارہ فرمان برداری کے راہ سے عازم درگاہ ہوا اس ظالم نے مقام قصبۂ رہتک مین اوسکو بیقصور ناحق قتل کر ڈالا کسیقدر مدت گذرنے پر مغلون کی ایک فوج کثیر لاہور پر چڑھ آئی اور لوٹ کرنا شروع کی جب بادشاہ نے اس شورش کی خبر پائی بابک خان کو اس فساد کے دفعیہ کے واسطے روانہ کیا لشکر منصور نے لاہور پہونچکر مغلون سے لڑائی بر پا کی اور مغلون کو شکست دی بعض قید مین آئے فوج ظفر موج نے دہلی کو مراجعت کی امیر الامرا کی اشتعالیت سے فرقۂ مغول کو جو قید ہوئے تھے سزا دی گئی۔ بعد ازین امیر الامرا نے التماس کیا کہ اکثر امرائے سرکاری قوم مغل سے ہین ظاہر امغلون کا آنا انہین کے اغوا سے معلوم ہوتا ہی پس احتیاط شرط ہی ایسا نہو کہ نصیب دشمنان کوئی بداندیشی ظاہر کرین جسکا تدارک مشکل ہو جائے۔ بادشاہ اس گیدڑ بھبکی سے ڈر گیا فوراً امیر الامرا کو اجازت دی کہ اوس فرقہ کو قتل کرے۔ امیر الامرا نے اوسی روز چند مغلون کو آب شمشیر سے نہلایا اور بعض ملوک یمین کو جو مغل کے ساتھ رشتۂ قرابت رکھتے تھے قلعہ بند کیا۔ اور خواجہ خطر کو جو وزیرون مین سے تھا جھوٹی تہمت لگاکر گدھے پر سوار کشمیر کیا اب امیر الامرا اور بھی زیادہ مسلط ہوا جسوقت سلطان ناصر الدین بغرا خان نے مقام لکھوٹی مین یہ

خبر پائی کہ سلطان معزالدین کیقباد ہوا پر ستی مین مصروف اور امیر الامرا کا تسلط ہی۔ ایک شوقیہ خط حسرت ملاقات کے مضمون مین اپنے بیٹے کے نام روانہ کیا جب یہ خط بادشاہ کو کیلوکھری مین پہونچا اسے بھی آرزوے ملاقات ہوئی جواب مین وعدۂ دیدار تحریر کرکے روانہ کیا جب وہ وقت قریب آیا کیلوکھری سے کیقباد اور لکھنوتی سے سلطان ناصرالدین روانہ ہوئے دریاے سرجو کے کنارے پر دونوطرف لشکر اوترے تین روز تک قاعدہ ملاقات کی تجویزین بسر ہوئے آخر الامر یہ راے قرار پائی کہ لڑکا تخت پر بیٹھے اور باپ تعظیماً ملاقات کرے۔ چنانچہ سلطان ناصرالدین بغراخان دریا سے پار اوتر جلوہ گاہ سے پیادہ ہوا۔ اور بموجب قواعد شہریاری کے آداب تسلیمات بجالایا۔ سلطان معزالدین کیقباد باپ کے آداب بجالانے سے شرمایا جدہنین اور بھی قریب آیا کیقباد بیتاب ہوکر تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا اور استقبال کرکے قدمون سے جالگا۔ باپ نے جلد سر اوٹھاکر آغوش عاطفت مین کھینچ لیا۔ اور ہم آغوش ہوکر نے اختیار زار زار ابر نونہار کی طرح اشکبار ہوئے۔ حاضرین دربار نے بھی آنسو بہائے **القصہ** باپ نے لڑکے کو تخت پر بٹھاکر چاہا کہ خود دست بستہ روبرو استادہ ہو مگر لڑکے نے بمقتضاے سعادت نہادی کے باپ کو تخت پر بٹھالیا اور خود بھی مؤدب بیٹھا۔ تکلفات رسمی کی گفتگو ہونے لگی نازونیاز کا گرم بازار ہوا۔ چند دنون دونو باپ بیٹے کی صحبتین بہم عیش وعشرت مین گذرا وقات تھی دن عید رات شب برات تھی۔ جب مفارقت کا دن نزدیک آیا۔ پدر مہربان یہ چند کلمہ زبان پر لایا کہ اے فرزند دلبند جس بادشاہ کو یوم مصیبت کی یاد نہ ہے یا کہ امانت غربا اور دشمن کے مقابلہ کو روسیہ رکھتا ہو وہ نادان ہے شہریارون کو چاہیے کہ آشنا بیگانہ کا لحاظ کرین نیک وبد کی شناخت رکھین خیرخواہ اور نمک حرام کی قدر جانین ہر ایک کے حال سے خبردار رہین مخلصان وفادار کی قدردانی کرین خردمندون کی مصاحبت مین میل رکھین اور وقت رخصت کے آہستہ سے امیر الامرا کی مدافعت کو کہکر رخصت ہوا۔ اور کتاب قران السعدین مین امیر خسرو دہلوی نے لکھا ہی کہ باپ بقصد تسخیر دہلی لکھنوتی سے چلا تھا اور لڑکا اوسکے دفعیہ کو دہلی سے جا تھا جب دریا کنارے پہونچے باہم صلح ہوئی اپنے اپنے مرکز کو واپس ہوگئے۔ الغرض بموجب سمجھانے باپ کے جواور لکھا چند روز تک لہو ولعب سے باز رہا۔ ایکروز بعزم شکار سوار ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک گویہ صاحب جمال شیرین مقال ملاقی ہوا اور بعد دعا وسلام کے اس بیت کو گایا ؎ سرو سیمینا بصحرا سیروی سخت بیمہری کہ بما میروی۔ بادشاہ اوسکے لہجۂ دلکش اور صورت خوش پر فریفتہ ہوا باپ کی نصیحتین بھول گئین صبر وشکیب جاتا رہا فوراً اوسے ہمراہ لیا صحراے طرب افزا مین خیمہ استادہ کیے۔ اور شرب شراب اور گانے بجانے مین ایسا مصروف ہوا کہ امور سلطنت کی کچھ یاد نہ آئی ہر وقت رقص وسرود کا خیال رہا۔ اب بادشاہ کی عمر کا ستارہ قریب زوال آنے لگا ساری وضع بدل گئی امرا کی ہتک اور مردم آزاری مین کوشش کرنے لگا

القصہ فخرالدین امیرالامرا کو زہر پلاکر مار ڈالا۔ اور ملک جلال الدین فیروز کو سامانہ سے بلا کر مدار علیہ سلطنت بنایا اسی عرصہ مین بادشاہ کو کثرت شراب سے لقوہ اور فالج عارض ہوا اور اسکی کثرت سے بیکار ہوگیا لاجرم امرانے متفق ہوکر کیومرث کو جو خردسال تھا محل سے لاکر تخت نشین کیا اور سلطان شمس الدین خطاب مقرر کیا۔ ملک جلال الدین نے بمقتضاے وقت چندروز تک اوس خردسال کی اطاعت کی آخرکار ارکان دولت سے ملکر اوسے قید کرلیا اور جس شخص کے باپ کو بادشاہ نے سابق قتل کیا تھا اوسکے لڑکے کو یہ اغوا کیا کہ کیلوکھری مین جاکر اپنا انتقام لیوے ہنوز چند رمق بادشاہ کے مرنے مین باقی تھے کہ اوسنے جاکر لات مار دریاے جمن مین ڈھکیل دیا تین برس تین مہینے اسکی بادشاہت رہی ابتداے سلطان شہاب الدین غوری سے سلطان فخرالدین کیقباد تک گیارہ بادشاہون نے ایکسو ایک برس گیارہ مہینے سات روز سریر آرائی کی

سلطان جلال الدین فیروز خلجی کا حال

لکھا ہی کہ سلطان جلال الدین خلجی خالج خان چنگیز خان کے داماد کی نسل سے ہی لیکن عقل اس حکایت کو قبول نہین کرتی کیونکہ اوسوقت مین چنگیز خان کے گھرانے مین ایسی شوکت نہ تھی کہ اولاد اوسکی بادشاہان ہند کی نوکری کرتے بہرحال بخشی تھا اور شایستہ خانی کے خطاب سے سرفراز تھا ازبسکہ اوسکی پیشانی مین خط کامرانی تحریر تھا روز بروز مرتبہ اوسکا ترقی پر تھا۔ آخرکار تمام کارپردازون کے اتفاق سے معزالدین کیقباد کو تخت سے اوٹھا کر ۶۸۹ھ سنہ ہجری مین رتبۂ سلطنت پر فائز ہوا آخرکار ہر ایک مخالف اور موافق نے طوعاً کرہاً اطاعت قبول کی لیکن یہ شخص اوس تخت پر جو پیشتر کے بادشاہ اوسپر رونق افروز ہوتے تھے نہ بیٹھا اور کیلوکھری مین رہنا اختیار کیا ایک شہر اور قلعۂ سنگین بنا تعمیر کرایا۔ جسوقت اسکی نیک ذاتی اور خداشناسی کا آوازہ تمام جہان مین فایز ہوا شہر کے چھوٹے بڑے متفق اللفظ عرض کنان ہوئے کہ حضور شہر دہلی مین رونق بخش ہون پس عازم ہوا کارپردازون نے تمام شہر مین آئینہ بندی کی نگارخانہ چین کی صورت بنا دی سلطان بڑے جاہ وحشم سے ہاتھی پر سوار ہراہی مین امراے نامدار جلو مین لشکر جرار زرپاشے کرتے روپیا لٹاتے کوچہ وبازار سے ہوتے ہوئے دولتخانہ مین داخل ہوا اور دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کرکے تخت پر بیٹھا۔ اور فرمایا کہ ایکروزہ تھا کہ مدتون اس تخت کے روبرو دست بستہ کھڑا رہتا تھا آج فضل خدا سے اوسی پر جلوس فرماہون اسکا شکر ادا نہین ہوسکتا ؎ کیا کیا کرون مین شکر خداے قدیر کا ؎ بخشا ہی مجھ فقیر کو رتبہ امیر کا ؎ تمام برنا و پیر حاضرین درگاہ نے مبارکباد گذرانین مبارک سلامت کی دھوم مچی شادیانے بجنے لگے تمام دن یہ جلسہ ہوا رات کو آتشبازی اور چراغون کی روشنی وغیرہ بڑے تکلف سے کی گئی بالجملہ بعد فراغت جشن اور مبارکبادی کے انتظام ملکداری مین متوجہ ہوا اور عدالت گستری اور رعایا پروری سے جملہ خلق اللہ کو خوشنود و راضی کیا چھوٹے بڑے اوسکے انصاف بھلتے

سے راضی و شاکر تھے جسکی جاگیر مقرر کی باوجود ہو جانے کسی قصور کے اوسکی جاگیر ضبط نہ کی امیر خسرو دہلوی اسکی مصحف داری کی خدمت مین تھا ہر روز پارۂ قران ملاحظہ کرا کر انعام پاتا جو کہ ملک چھجو کو ولایت کرہ کی بدستور سابق ملی تھی اور وہ اوسی ولایت مین مقیم تھا دوسرے سال باغی ہوکر اپنے نام کا سکہ و خطبہ رائج کیا اور گران فوج سے دہلی پر چڑھائی کی بادشاہ نے جب اس مخالف کی ناسازی کی سن گن پائی اپنے لڑکے خانخانان کو مع لشکر بیشمار اور امرائے نامدار کے روانہ کیا۔ مقابلہ ہوتے ہی چھجو نے شکست پائی مع امرائے ہمراہی کے گرفتار ہوا جسوقت اسیرون کو حضور مین حاضر کیا بموجب حکم حمام مین لیجاکر سر و ریش کی شست و شو کی۔ اور خلعت خاص پہنا کر دربار مین لائے بادشاہ نے چھجو کو ملتان روانہ کیا اور فرمایا کہ مکان صاف مین باعزت نظربند کیا جاوے اور عیش و عشرت کا سامان مہیا رہے وزیرون نے اس گردن زدنی کے حق مین برخلاف توقع نوازش سلطانی دیکھکر سبب استفسار کیا حکم ہوا کہ ستر برس گذرتے ہین کسی مسلمان کا خون نہین ہوا اب بڑھاپے کے وقت مین کیون خون لگاکر شہیدون مین داخل ہون خصوص اس حالت مین کہ دست بستہ روبرو کھڑا ہی۔ غرضکہ یہ شخص نہایت خدا ترس اور نرم دل اور مہربان تھا۔ مور کو بھی نہین مارتا تھا۔ اس کا قول تھا کہ صف رزم مین سیکڑون کے قتل سے دل نہ ہٹے گا مگر قیدی پر کبھی ہاتھہ نہ چلیگا۔ اس شخص نے اپنے تمام ایام شاہی مین ایک خون کیا تھا اوسکی روایت یہ ہی کہ دہلی مین ایک فقیر مولا نام رہتا تھا اوسنے ایک عظیم الشان خانقاہ زر کثیر صرف کرکے طیار کرایا تھا ہر روز ہزارہا من میدہ اور پانسو من ملوح اور تین سو من شکر اور دو سو من روغن اور اسی حساب سے مصالح وغیرہ خرچ ہوتا تھا دنمین دو مرتبہ دستر خوان چنا جاتا اور خاص و عام کو کھلایا جاتا تھا اور آب بخرتان مشک کے کچھہ نکھاتا۔ اور نہ کسی سے کچھہ سوال کرتا۔ لوگ اوسکے اسقدر خرچ کو دیکھکر اور آمد کی صورت کچھہ نہ پاکر کیمیا گری کا خیال کرتے اکثر مرید ہو گیے یہان تک کہ شاہزادہ خانخانان بھی مرید ہو گیا۔ بادشاہ نے جو دیکھا کہ اس شخص کے درگاہ مین عام و خاص کا گذر ہو دلمین خیال کیا کہ ایسا نہ ہو یہ شخص بیٹھے بیٹھے کوئی فساد اوٹھائے اول اوسکے مریدون کو کسی حیلہ سے دور دراز روانہ کیا بعدہ شاہ جی کو ہاتھی کے پیر سے کچلوا ڈالا۔ اوس روز حکم جہان افروز بڑے زور و شور کی آندھی آئی گرد و غبار کا طوفان اوٹھا تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا۔ اوس سال مین بسکان بھی بڑی بے آبروئی سے گذری دو انہو بھی چشم گردون سے نہ چکے۔ تمام دنیا کا معاملہ ابتر ہو گیا۔ دہلی مین بڑا قحط ہوا غلہ نے عنقا سے آشنائی کی۔ بھوکھہ کے مارے خالی پیٹ زندگی کے دن بھرتے تھے۔ اکثرون نے دریاے جمن مین ڈوب ڈوب کر پیٹ کی آگ بجھائی۔ بعض فلک ستایون نے کتا بلی کا گوشت حلال سمجھا۔ حرام کھانے کو طیار ہوئے مگر قسم کھانے تک کو نہلی دوسرے کا گوشت درکنار۔ دانتون کا اوٹھہ جاتا نے روا نہ تھا جدھر دیکھیے فاقہ زدون کی لاشین کوچہ گلی مین پڑی تھین۔ سنہ ۶۹۳ ہجری مین خاندان چنگیزی کے

مغل مع لشکر گران کے عازم پنجاب ہوئے بادشاہ اس ماجرا سے آگاہ ہونے سے اوسکے دفعیہ کو متوجہ ہوا جب دونو لشکر مقابل ہوئے قوم مغل نے بادشاہی لشکر کا غلبہ دیکھکر صلح اختیار کی - انکا سردار جو ہلاکو خان کا قرابت دار تھا بادشاہ کی ملاقات کو آیا - اور مع چند دیگر امرا کے مسلمان ہوا بادشاہ نے اوسکو فرزندی مین قبول کرکے داماد بنایا اور غیاث پور مین اوسکو مقیم کیا تب سے اوس بستی کا نام مغلپورہ اور مغلون کا لقب نومسلم مشہور ہوا تھوڑے عرصہ کے بعد اپنے بھتیجے ملک علاء الدین کو کڑہ کی طرف روانہ کیا اسنے یہان آکر اطراف مین تاخت تاراج کرتے ہوئے دیوگڈہ کو فتح کیا اور اوس فتح سے چالیس ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور بہت سا سونا چاندی جواہر وغیرہ بیشمار قیمتی اسباب ہاتھ لگا جسکا اندازہ ناممکن ہے آخرکار زور و قوت کے بڑھتے ہی شقاوت پر کمر باندھی وزرائے دولتخواہ نے بادشاہ کے حضور مین عرض حال کرکے التماس کیا کہ اسکا علاج کرنا ضرور ہے - بادشاہ از بسکہ علاء الدین کو بیاکل تا تھا اوسکے حق مین وزیرون کی گفتگو نامنظور فرمائی - یہی کہتا رہا کہ علاء الدین میرا لڑکا اور مجھسے پرورش پایا ہوا ہے برگزاوس سے امید انحراف اور بدخواہی کی نہین جب بادشاہ کی موت نزدیک آگئی چند خاص خاص لوگون اور ایکہزار سوار کے ہمراہ بسواری کشتی کڑہ کیطرف عازم ہوا ملک علاء الدین نے جب یہ خبر سنی مابین کڑہ اور مانکپور کے آٹھمرا اور اپنے بھائی کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اوسنے سعادت حضوری سے مشرف ہوکر عرض کیا کہ علاء الدین خوف شاہی سے ایسا سراسیمہ ہوا تھا کہ کسیطرف کو فرار کرے مگر فدوی نے اوسے اس ارادہ سے باز رکھا الحال کہ حضور نے اس سرزمین پر سایۂ عاطفت ڈالا اگر مردمان ہمراہی مسلح اوسکی نظر مین آینگے یقین ہے کہ خوف کھاکر کمین چلدے - بادشاہ نے ہمراہیون کے ہتھیار علحدہ رکھوا دیے اور کشتی مین سوار ہوکر تلاوت قرآن مین مصروف ہوا جب کنارے پہونچکر اوترا ملک علاء الدین آکر قدمبوس ہوا بادشاہ نے پیار سے طمانچہ مارکر کہا کہ اے فرزند مینے اسیدن کو تیری تعلیم و تربیت کی تھی کہ تو میری طرف سے اندیشۂ باطل اپنے دلمین پیدا کرے - یہ کہکر علاء الدین کا ہاتھ پکڑ کشتی کی طرف کھینچا اسیوقت محمود سالم نے علاء الدین کے اشارہ سے بادشاہ کو زخمی کیا یہ زخم کھاکر کشتی کی طرف چلا - اختیار الدین نے جو کہ نمک پروردۂ شاہی تھا عقب سے آکر بادشاہ کو زمین پر دے پٹکا اور سر کاٹکر علاء الدین کے حضور مین پہونچایا اوسنے اوس سر کو نیزہ پر رکھوا تمام مانکپور مین گھمایا - اور جو لوگ بادشاہ کے ہمراہ کشتی مین تھے اونھین بھی دریاے فنا مین غوطہ کھلائے - چونکہ حق تعالی کے حضور مین حق اور ناحق کا انصاف ضرور ہے قاتلون نے بہت جلد اپنا بدلا پایا - محمود سالم تھوڑے دنون مین جذام کے عارضہ مین گلنے لگا جامۂ ہستی کی دھجیان اوڑ گئین - اختیار الدین دیوانہ ہوا - علاء الدین محسن کش نے اگرچہ تخت پر بیٹھکر دلکا دلونہ نکالا لیکن ایسا مٹا کہ اوسکی نسل اور اولاد کا نام و نشان باقی نہ رہا صرف سات برس ایک مہینے بیس روز بادشاہ مرحوم بادشاہی کی تھی -

ذکر سلطان علاء الدین

جب سلطان جلال الدین قتل ہوا۔ سلطان علاء الدین ساٹھ ہزار سوار کے ہمراہ دہلی مین آیا ہر ایک خرد و کلان نے
اطاعت پر کمر باندھی ۶۹۵ھ ہجری مین کوشک لال کو اپنا دار السلطنت مقرر کیا۔ اپنی سخاوت اور مکرمت سے امرا لوگون
کو نہال کر دیا۔ اسکے عہد مین شراب کشی کی بڑی کثرت تھی تھوڑے دنون کے بعد الف خان اور ظفر خان کو چالیس ہزار
سوار جرار دیکر حکم فرمایا کہ رکن الدین اور ابراہیم سلطان جلال الدین کے دونون لڑکون کو جو دہلی سے بھاگ کر ملتان گئے ہین
دفع کرین۔ آخر کار دونو سردارون نے پہونچکر ملتان کا محاصرہ کیا بیچارے یتیمون کو مقابلہ کی کہان تاب تھی شیخ
رکن الدین درویش رح وسیلہ سے ملاقات کی الف خان نے آدمیت کی راہ سے تعظیم و تکریم کی اور انکو اپنے ہمراہ
دہلی لایا امر بادشاہ حق فراموش کور نمک نے ذرا بھی چشم مروت نہ کھلائی۔ دونو اپنے فرشتہ زادون کی آنکھ نکلوائی
اور انکے ہمراہیون کے بھی دیدے نکالکر قید کیا۔ بعد ازان گجرات پر چڑھکر بڑے جد و جہد سے فتح کر لیا اور سومنات
کی مورت کو دہلی مین لاکر زمین مین دفن کیا تاکہ خلق اللہ کی پایمالی مین آئے۔ دوسرے برس مغلون کا لشکر ماوراء النہر سے
دہلی کے اطراف مین آیا شہر کو محاصرہ کیا تمام قصبہ اور دیہات کی رعایا شہر مین بھاگ آئی۔ کثرت خلق خدا سے دوکان
اور مسجد اور محلہ و کوچہ مین کہین جگہ خالی نہی ہر چیز کی گرانی ہوئی۔ بادشاہ مغلون پر اوٹھ دوڑا اور انکے فساد کی
آگ کو بجھایا جب بادشاہ کو کسی مخالف کا خوف نرہا۔ اور اکثر ملک بھی فتح کیے۔ دماغ مین اور ہی ہوا سمائی دلمین آیا
منصوبہ کیا کہ تازہ دین اور نئی شریعت اختراع کرے۔ اور بعض امرا کو منتخب کر کے چار یار بنا دے۔ کبھی چاہتا تھا
کہ کسی معتمد اور معتبر شخص کو تختگاہ سپرد کر کے خود مانند سکندر ہفت اقلیم کی سیر کو روانہ ہوے تاکہ اوسے سکندر ثانی
کہین پس خطبہ مین یہی لفظ داخل کی کسی مصاحب کو یہ مجال نہ تھی کہ اوسکے برخلاف دم مار سکے ہر ایک موافق
رضی کے بلند ہمتی اور عالیہ ماغی کی تعریف کرتا تھا آخر ملک علاء الدین نے جو کہ امراے عظام مین تھا۔ اور اسکی
درست گفتاری اور درست کرداری کا بادشاہ کو اعتبار تھا حکمت آمیز گفتگو سے بادشاہ کو سمجھایا کہ اس حرکت سے
دنیا اور آخرت مین رسوائی ہوگی خلق خدا برا بھلا کہیگی۔ بادشاہ کے دلمین یہ راے پسند ہوئی سمجھا کہ یہ قدر و منزلت
بے حکم خدا نہین حاصل ہو سکتی پس اس فاسد ارادہ سے باز آیا اور نیز علاء الدین نے درباب سیر دنیا کے گذارش کی
کہ اگر بادشاہ دہلی چھوڑکر غیر ولایتون کو عازم ہوا اور خدانخواستہ نامراد واپس آئے واللہ عالم نایبون کے مزاج مین
فتور اور فرمان برداری باقی رہے یا سرکشی اختیار کرین سکندر کا زمانہ دوبارہ اوسکی وزارت مین ارسطاطالیس
تھا اول دیسا ہی وزیر تلاش ہونا ضرور ہی تب دوسرے کام مین توجہ کرنا چاہیے اے بادشاہ بالفعل خاص ہندوستان
ہی کو صاف کر رنتھنبور۔ چتور۔ چندیری اور پورب رخ دریاے سرجو کناری تک اور سوالک سے لمغان تک گکھڑون
اور راہزنون کا اقامت گاہ ہو رہا ہی اسے تسخیر کرنا لازم ہی سامانہ۔ دیپالپور۔ ملتان مین بندوبست ضرور ہی تک
فتور مغل کی آمد و رفت مسدود ہو شراب و شکار سے پرہیز رکھنا مناسب ہی۔ بادشاہ نے اس روشنضمیر کی

نصیحت مانی خاص ہندوستان کے خس و خاشاک صاف کرنے مین توجہ کی - اوسوقت مین پتھورا دیو کورائے پور مین
غرور کی سوجھی تھی یہ شخص راے پتھورا کے خاندان مین تھا - سلطان نے اوس مغرور کی گوشمالی کا عزم کیا ایکروز
اثناے راہ مین بادشاہ شکار کھیلتا تھا کہ اکتائی خان برادر زادۂ سلطان نے یہ دست درازی کی کہ بادشاہ کو تیر سے
مجروح کیا سلطان گھوڑے سے گر پڑا اسنے سمجھا کہ زاغ حیات نے گوشۂ کالبد سے پرواز کیا فوراً لشکر مین آکر
تخت نشین ہوا اور سلطان کا قتل کرنا اظہار کیا بادشاہ کثرت زخم سے بیہوش ہوگیا تھا جب کچھ حواس درست
ہوئے اوٹھکر خیمہ مین آیا امرا کو اشارہ کیا اونہون نے اکتائی خان کا سر کاٹ ڈالا اسی درمیان مین دو بھتیجے
جو بدایون مین تھے اور نیز حاجی مولا نامی تینون آدمیون نے دہلی مین بغاوت کی بادشاہ نے کچھ فوج اونکی سرکوبی کو
روانہ کی آخر بے لڑنے بھڑنے دستگیر ہوئے دونو بھتیجون کی آنکھ مین سلائی پھیروائی - اور حاجی مولا کو قربان
کیا - القصہ سلطان نے کوچ بکوچ رنتھور پہونچکر بہت دنون بعد قلعہ فتح کیا اور پتھورا دیو کو مع اوسکے قبائل کے
قتل فرمایا - بعد ازان قلعۂ چتور کا عازم ہوا کسیتی حضور مین عرض کیا کہ راے رتن سین والی چتور کے محل مین
ایک عورت پدماوت نام پدمنی کرکے مشہور ہے نہایت حسین غیرت حور ہے بادشاہ سنتے ہی نادیدہ عاشق ہوگیا
چند آدمیون کو پدماوت کی خواستگاری مین رتن سین کے پاس بھیجا راجہ مذکور اوسپر بشدت فریفتہ تھا جسکے
تازہ نیاز کا افسانہ ابتک مشہور و معروف ہے - راجہ اس پیغام کے سنتے ہی افروختہ ہوا ایلچیون کو سخت و سست
کہا جب یہ ہیچارے حسرت کے مارے دربار شاہی مین حاضر ہوئے سلطان نے رتن سین کی عدول حکمی کرنے سے
لشکر کشی کی قلعہ چتور کا مضبوطی اور استحکام مین نادرۂ روزگار تھا رتن سین اوسکے اندر جا بیٹھا سلطان نے
محاصرہ کیا قلعہ کشائی کی تدبیرین کین مگر کوئی کارگر نہوئی - بہت سی لڑائی طرفین سے زور آزمائی رہی مگر کوئی
مغلوب نہوا آخر لاچار ہوکر صلح کی ٹھہری یکدیگر کی ملاقات کی تمنا ہوئی اول سلطان قلعہ مین مہمان ہوا اور اپنی جرات
اور چالاکی سے راجہ کو اپنے لشکر مین لایا جسطرح کہ پیشتر ذکر ہوچکا ہے اور دوسری طور پر یہ ہے کہ بعد رخصت سلطان
خود راے رتن سین شاہی لشکر مین آیا مجلس مین تنہا تھا کہ سلطان اپنے قول و قرار سے برخلاف ہوگیا اور راے
رتن سین کو تا آنے پدماوت کے قید کیا - پدماوت رتن سین سے زیادہ عقیل اور دوراندیش تھی شوہر کی
گرفتاری سنکر رہائی کی فکر مین اسیر ہوئی بادشاہ کو اپنے وصال کا نوید کملا بھیجا اور ایکہزار ڈولہ مین دو ہزار
مرد جرار ہتھیار بند سوار کرکر روانہ کیے اور دو دو خدمتگارنی ڈولہ علو مین اور دو ہزار سوار اردلی مین تعین کیے
اور ایک ڈولہ نہایت پرتکلف روانہ کیا جسکی شان و شوکت سے پدماوت کی سواری معلوم ہوتی تھی [illegible]
روانہ کرکے پدماوت اپنے مکان مین تائید غیبی کی منتظر بیٹھی - جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ [illegible]
گننے لگا ہر منزل و مقام سے خبرین منگواتا تھا آخر وہ فتنہ و فساد کا مجموعہ منزلین طے کرکے قریب پہونچا

سرداران ہمراہی نے پدماوت کے طرف سے حضور مین عرض کیا کہ چون زمانہ دراز تک رتن سین کے عقد مین زندگانی بسر ہوئی ہے اور اب بادشاہ اپنی نزدیکی سے عزت بخشنا چاہتا ہے امیدوار ہون کہ آخری وقت مین دو گھڑی کے واسطے رائے ژولیدہ اختر سے مل لون بادشاہ نے فوراً رتن سین کو قید سے رہا کرکے بھجوا دیا۔ عشق کی نیرنگیان دیکھیے ایسا عقیل دھوکھا کھا گیا جب رتن سین اپنے لشکر مین پہونچا ہمراہیون نے محافظون کے سر پر تیر و تلوار برسانا شروع کر کیے بیشتر مارے گئے کچھ زخمی ہوئے بادشاہ کو خبر ملی خود چڑھ دوڑا طرفین سے تیغ رانی ہوئی رتن سین میدان جنگ سے نکلا قلعہ چتور مین داخل ہوا القصہ سلطان نے اس واقعہ کے بعد یہ قدرت نپائی کہ چتور پر چڑھائی کرے یا کسی مصلحت سے دم بخود رہا تھوڑے عرصہ کے بعد پھر اودھ دوڑا مگر ویسا ہی لوٹ آیا جب مکرر عازم ہوا رتن سین [illegible] ہونے سے عاجز ہو رہا تھا صلح کے ارادے پر قلعہ سے سات کوس باہر بادشاہ کو دیکھنے آیا یہان بادشاہ نے اسکا کام تمام کیا۔ اول ارسین جو رتن سین کے رشتہ دارون مین تھا تخت پر بیٹھا مگر بادشاہ نے قلعہ کا محاصرہ کرکے اسی جنگ مین اوسکو مار ڈالا۔ اور قلعہ فتح ہوا۔ پدماوت مع دوسری عورتون کے حسب قاعدہ محبت کی آتش مین جلکر اپنی آبرو صاف بچا لیگئی۔ سلطان نے ایکروز فارغ البالی مین ہم نشینون سے پوچھا کہ ملک مین [illegible] کا کیا سبب ہوتا ہے انھون نے عرض کیا کہ چار چیز اول بادشاہ وقت کی نیک و بد سے بیخبری دوم [illegible] شراب کے بیہوشی تیسرے امرا کا یکدل ہو جانا چوتھے کمینون کا دربار مین بار پانا۔ بادشاہ کے دل مین اس نصیحت کا اثر پیدا ہوا شرب شراب سے توبہ کی ممالک محروسہ مین ممانعت کی بلکہ اکثر عدول کرنے والونکو [illegible] سے سرشار کیا امرا کو باہمی اختلاط سے ممانعت فرمائی آپ بذات خود امور جہانبانی مین مصروف ہوا ہر کام کی خبرداری کرنے لگا چند قاعدے حاصلات کے وصول کرنے کی تجویز کیے اور کاغذات پٹواری اور اہل قلم کی چوریان وغیرہ مسدود کین چودھری اور مقدمون کو ایسا ضبط کیا کہ رعایا کو نقصان نہ پہونچا سکین یہ لوگ ایسے مفلس ہوگئے کہ انکی عورتین مزدوری کرنے لگین غلہ کا نرخ پیش خود ایسا تجویز کیا کہ اوسکے عہد مین ایک ہی نرخ بنا رہا کبھی کم و بیش نہوا کپڑے اور گھوڑے کا نرخنامہ طیار کیا تاکہ مشتری اور بایع کسیکا خسارہ نہو۔ گھوڑے کا داغ اور ڈاک چوکی اور اخبار نویسی اسی کی ایجاد ہے۔ دو چار مرتبہ جب لشکر چنگیز خانی ماوراالنہر سے دہلی مین آکر شکست پاکر لوٹ جاتا تھا اکثر رعایا کے [illegible] ہوتے تھے اسکے عہد مین بھی دو ایک مرتبہ ایسا ہی واقعہ گذرا آخر سلطان نے فوج مغل کی گذرگاہون پر [illegible] کے تھانجات مقرر کیے کہ پھر اہل مغل کے دغل کا تا تھہ ہندوستان پر نہ پہونچا شیخ نظام الدین اولیا اسیکے زمانہ مین تھا۔ اگرچہ بادشاہ نے ظاہری ملاقات نکی مگر خط کتابت تحفہ تحایف ہمیشہ آتے رہے اس بادشاہ نے جسقدر اطراف دکھن کو فتح کیا اور عمارات بنوائی خزانے جمع کیے کسی دوسرے ہندی بادشاہ کو میسر نہوا اسکے دربار مین وزیر روشن ضمیر امرائے عظام مصاحب فہمی شعور شاعر ماہر موسیقی دان باکمال غرضکہ ہر فن کے اوستاد حاضر

رہتے تھے شیخ قطب الدین اور شیخ نظام الدین اولیا اور شیخ صدر الدین عارف اور شیخ رکن الدین ملتانی اسکے عہد مین تھے امیر خسرو ہزار تنکہ تنخواہ پاتا اور ملک الشعرا لکھا جاتا تھا اس نے بادشاہ کے نام سے خمسہ نظم کیا تھا القصہ ملک نائب وزیر و وکیل سلطنت اور منظور نظر بادشاہی تھا کہتے ہین اسی نے بادشاہ کو زہر پلایا اور بعض کا کلام ہے استسقا کے مرض مین حشیمۂ کوثر کی سیر کو روح نے موج کھائی غرضکہ ۲۲ برس ۳ مہینے حکمران رہا

ذکر سلطنت شہاب الدین

جسوقت ملک نائب مسلط ہوا شہاب الدین کو ۶۸۷ ہجری مین تخت نشین کیا یہ بہت چھوٹا سلطان مرحوم کا لڑکا تھا ملک نائب نے اس نابالغ کو بزور حرم سرا سے باہر لاکر ہزار ستون پر جلوس کرایا تھا اور انتظام خاص و عام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتا تھا جب دربارداری سے فراغت ہوتی لڑکے کو ماں کے پاس بھیجدیتا ملک نائب نے اپنی بدسرشتی سے چاہا کہ خاندان بادشاہی کو نیست و نابود کرے ہمرازون سے مصلحت کرنے لگا خضر خان اور شادی خان کی آنکھون مین سلائی پھروادی اور خضر خان کی والدہ کو قید کرکے اوسکا نقد و جنس اپنے تصرف مین لایا اور مبارک خان بلوشاہ کے حقیقی بھائی کو قید کیا چاہتا تھا کہ قتل کرے یا اوسکے دیدے نکلوا لے مگر حکم خدا تو یہ تھا کہ تھوڑے دنون تخت نشین ہو کچھ اوسکی تدبیر کارگر ہوئی۔ ازبسکہ دربار مین محیط تھا سخنون نے کان بھر دیے تھے کہ تمسا کوئی نہین لیجئے بدکاری مین مصروف ہوا شراب کے نشے مین ساری عقل و تمیز رم کرگئی اگرچہ منجمان ہوا پرست نے اپنی دستاویز نجات کو اسکے اکثر فوائد بیان کیے ہین لیکن حقیقت مین یہ مایۂ شر و فساد ہی پانی مین آگ لگانا ادنی بیدادہی بدگوئی اور ہرزہ چادی ادنی بات ہی نے شرعی پیادہ کا ساتھ جو نہ سکے غم کو بھی انگور نہین جان کے ہمراہ ہی دین و دنیا مین روسیاہ ہی اگر نیک ہی تو کیون در پردہ پیالہ اوڑاتے ہین اگر بد سمجھے بہت اب حرام مین اپنی حلت گنواتے ہین۔ اسیطرح شطرنج مین مصروف رہتا تھا جسوقت کھیلنے بیٹھتا اپنے رعم مین بادشاہ بنجاتا خصوص سولہی جو نہایت رزیل کھیلونہین ہی خواجہ سرایون کے ساتھ ہزار ستون پر اوڑا کرتی چونکہ امرائے شاہی ملک نایب کے کہنے چلن سے کچھ کھائے ہوئے تھے باہم متفق ہوکر دانون پاتے ہی قتل کر ڈالا اور خرد سال سلطان کو گوالیار مین محبوس کیا نام کیواسطے تین مہینے چند روز انکی بھی تاجوری ہی

ذکر سلطان قطب الدین مبارک شاہ

یہ شخص حقیقی بھائی شہاب الدین کا ہی ملک نائب نے اسے قید کیا تھا اب امرائے دربار نے بعد قتل ملک نائب کے اسے بادشاہ بنایا اسنے قید سے رہائی پاتی ہی دہلی وغیرہ دور و نزدیک کے قیدیون کو اپنے آزادی کے شکرانہ پر رہا کرانے کا حکم روانہ کیا ازبسکہ نوجوان اور ناتجربہ کار تھا سلطنت کے پاتے ہی آنکھین کھل گئین دولت کی مستی اور خوشامد پسندی کی ہوا نے عقل و تمیز کے چراغ کو ٹھنڈھا کیا۔ آنکھون کے روبرو اندھیرا چھاگیا حسن نامے

خدمتگار پر جو حسن و جمال مین نے مثال تھا بشدت شیفتہ ہوا۔ ایکدم کی مفارقت گوارا نہ تھی ہر دم ہمدمی مین رکھتا خرد خان کا لقب اور وزارت کا منصب عطا ہوا مصرع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ یہ بڑا مرتبہ ایسے پست فطرتون کو حاصل ہوا۔ ناسزاوار کو امور خلافت مین سازگاری ملی۔ اس ناہنجار کے اقتدار نے سلطنت کی بنیاد گرانا آغاز کیا بلکہ جڑ سے کھود زمین دوز کر دیا۔ پادشاہ نے اس غلام کے کہنے سے خضر خان اور شادی خان اپنے علاتی بھائیون کو جو گوالیار مین قید تھے قتل کروایا۔ اور اس نظر سے کہ خضر خان شیخ نظام الدین اولیا کا مرید تھا شیخ سے بھی کسیقدر نظر بدلی۔ لوگون کو شیخ کی خدمت مین جانے سے ممانعت کی۔ جام کے شیخ زادہ کو جو شیخ موصوف سے مخالفت رکھتا تھا اپنی مصاحبت مین مقرر کیا۔ اور شیخ رکن الدین ملتانی کو اپنے پاس طلب کیا۔ جوانی کے غرور سے کسیکی بات نہ سنتا تھا۔ جو شخص خیر خواہی کی راہ سے نصیحت کرتا اوسے بدزبانی سے متنبہ کرتا۔ خفیف تقصیر سے امرا کو قتل کرواتا۔ زنانہ لباس سے رغبت تھی اکثر پہنکر مجلس مین رونق افروز ہوتا۔ اور کمینون مسخرون کو بلاکر بڑے بڑے عہدہ امیرون سے مضحکہ مسخرا پن کراتا۔ نشہ کا ایسا غلبہ تھا کہ کچھہ آگے پیچھے کی خبر نہ تھی۔ ظفر خان گجراتی حاکم کو طلب کرکے خرد خان کے اشارہ سے قتل کروالا اوسکی جگہ خرد خان کو رخصت ہوئی اسنے وہان پہونچتے ہی استقلال بہم پہونچایا۔ اور بموجب اپنی نسل کے بغاوت کا خیال کیا۔ سچ ہی مصرع ہوتی وفا نہین ہی سرشت غلام مین۔ امیرون نے اس مصلحت مین اتفاق کیا تب تو بچا ڈرے کہ ایسا نہو راز فاش ہو جائے فوراً گجرات سے سوار ہوکر دہلی آیا۔ اور امرا کی شکایت پیش کی اس احمق نے اوسکی رضامندی کے لیے اکثر امرا کو برخاست کر دیا۔ پادشاہ اسقدر اوسکی محبت مین خود رفتہ تھا کہ اگر کوئی شخص اوسکی شکایت کرتا اولٹے جھڑک دیتا۔ بلکہ اوس کیفیت کو خرد خان سے کہکر باہمدگر عداوت بڑھاتا۔ اسوجہ سے خرد خان ہر ایک امیر وزیر پر غالب تھا ایکروز فریب کی راہ سے عرض کیا کہ چونکہ یہ فدوی ہر وقت حضور مین رہتا اور رات کو آستخانہ مین بسر کرتا ہی۔ بعض میرے قرابتی جو گجرات سے ہمراہ آئے ہین رات کے وقت اگر میرے پاس آنا چاہتے ہین تو دربانون سے نجات نہین ملتی کہ میری ملاقات کرین بادشاہ نے فوراً حکم دیا کہ دولتخانہ کی کنجیان خرد خان کے حوالہ ہون۔ اور فرمایا کہ تجھسے اور تیرے بھائیون سے زیادہ معتمد کوئی نہین بہتر ہی کہ دولتخانہ کا اہتمام تیرے ہاتھہ مین رہے۔ اب وہ دن آئے کہ اس پروردش کا نتیجہ بادشاہ کو ملے۔ لقصہ جب خرد خان کو اندر باہر کا اقتدار حاصل ہوا اوسکے بھائی کھلے خزانے ہتیار باندھے راندن دولتخانہ مین گھومنے اور قابو ڈھونڈھنے لگے۔ اکثر لوگون کو انکا فاسد ارادہ معلوم ہوگیا۔ مگر بجز سکوت کے کیا مجال تھی کہ زبان ہلا سکیں۔ بڑا خوف تو یہ تھا کہ اگر بادشاہ سے اطلاع کرین تو اولٹی سزا پائین۔ آخر ایک روز قاضی خان نے جو نسخ خط مین بادشاہ کا اوستاد تھا اپنی جان سے ہاتھہ دھوکر سارا حال بادشاہ سے بیان کیا لیکن کچھ

سنوا بلکہ ناداں بادشاہ نے یہ حال خردخان سے کہدیا۔ یہ مکار اس ماجرے کو سنکر زار زار رونے لگا اور عرض کی کہ حضور کی پرورش غلام کے حال پر کوئی نہین دیکھ سکتا یقین ہو کہ آج ہی کل مین کسی تہمت سے مجھے مروا دالیگا بادشاہ کے دلمین اوسکے رونے نے اثر کیا نے اختیار فرمایا کہ اگر سارا زمانہ تیری غیبت کرے ہرگز مجھے یقین نہین آنا سچ ہی مصرع پیش آنی ہو وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہو ۔ چند روز کے بعد ایکدن جب پہر رات گذری قاضی خان جو کہ درگاہ کا محافظ تھا ہزارستون سے نیچے آکر دروازون کی بندوکشاد دیکھنے لگا۔ خردخان بادشاہ کے پاس سے اوٹھکر قاضی خان سے باتین کرنے لگا یہ تو باتون کے بھلاوے مین تھا ایک طرف سے جانبر نام خردخان کے بھائی نے پہونچکر قاضی خان کو بضرب شمشیر قضا کا مُنہ دکھلایا۔ اس واردات سے لوگون نے شور و غوغا مچایا۔ بادشاہ کے کان مین بھنک گئی ماجرا دریافت کیا خردخان نے عرض کیا کہ اصطبل مین گھوڑے چھوٹ کر باہمدگر لڑتے ہین۔ اس حالت مین جانبرخان مع جمعیت کثیر کے ہزارستون پر متوجہ ہوا۔ اور دربانون کو خانۂ عدم مین روانہ کردیا۔ بادشاہ نے اس معرکہ سے واقف ہوکر حزم سرا کو قدم اوٹھایا خردخان نے پیچھے سے دوڑکر بال پکڑلیے باہم آویزش ہوتی تھی کہ جابرخان نے پہونچکر خنجر سے بادشاہ کا پہلو چاک کیا اور سر کاٹ کر ہزارستون پر آویزان کردیا۔ پھر محل سرا مین درآئے شاہزادگان فریدخان اور منگوخان کو جو ہنوز ننھے ننھے تھے زبردستی اونکی ماؤن سے چھین چھین کر قتل کیا اور لوٹ مچادی اکثر اپنے مخالف امرا کو اوسیوقت مار ڈالا اور بعضون کو طلب کرکے ہزارستون پر نظربند رکھا۔ اوسوقت کسی عالم نے کہا کہ سلطان علاءالدین نے اپنے چچا جلال الدین کا خاندان برباد کیا تھا اوسکے مکافات مین اسکا بھی نیست و نابود ہونا تعجب نہین ؎ از مکافات عمل غافل مشو ۔ گندم از گندم بروید جو ز جو ۔ اس بادشاہ نے چوبیس برس چار مہینے کی بادشاہی کی ابتداے سلطان جلال الدین سے سلطان قطب الدین تک چار شخصون نے ۳۴ برس ۱ مہینے حکمرانی کی

خردخان نکبحرام کا ذکر

اس شخص نے بعد قتل کرنے سلطان قطب الدین کے اپنا لقب سلطان ناصر الدین مقرر اور سکہ و خطبہ رائج کیا اور حرم سرائے شاہی کو ہر ایک اپنے بھائیون مین تقسیم کردیا اور خاص منکوحۂ سلطان کو اپنے نکاح مین لایا چونکہ اکثر اوسکے بھائی قوم ہنود سے تھے مذہب ہنود نے رونق پکڑی اور مشرقستان اسلام مین اندھیار اچھا گیا

غازی الملک جو سلطان علاءالدین کے عہد سے صاحب ثروت تھا دیالپور مین حکومت کرتا تھا۔ اور اسکا لڑکا فخرالدین حضور مین رہتا تھا۔ اسوقت اس نکبحرام کے پنجہ سے نکلکر باپ پاس گیا اور اوس محسن کش کو نمک کے غدر کا حال سنایا۔ غازی الملک نے یہ خبر پاتے ہی مع ملک بہرام ملتان کے حاکم کے عزم جنگ کیا القصہ آتش فساد شعلہ زن ہوئی۔ اور بعد فتح ہزارستون مین قطب الدین اور اوسکے بھائیون کی تعزیت کو گیا

اور بیٹھنے کا مقام کی مجلس انجام کو پہونچائی - امیر خسرو نے پنجابی زبان مین ملک غازی الملک اور ناصر الدین کی لڑائی کا حال بیان کیا ہر اوسے ہندی زبان مین وارکتے ہین ناصر الدین خضر خان نے چھ مہینے اور چند روز حکومت کے واسطے کلنک کا ٹیکا اپنے ماتھے پر لگایا

ذکر سلطان غیاث الدین غازی الملک

یہ شخص سلطان ترک نژاد نامزد ملک تغلق سلطان غیاث الدین کا غلام ہی ہان اسکی قوم پنجابی سے ہی - جسوقت اسکے نصیبہ نے یاری کی امراؤن مین بھرتی ہوگیا - اسوقت مین کہ اس بہادر جان نثار نے اپنے ولی نعمت کے خون کا انتقام اس غلام نافرجام سے حاصل کیا کل ارکین خلافت سے کہا کہ یہ عاجز سلطان علاء الدین اور قطب الملک کے نمک سے پلا ستما اور اوسی نمک کے ادا کرنے کو اس نمک فراموش کا خون کیا - اب جو کوئی اولاد پادشاہان موصوف کی ہو اوسے تخت نشین کرنا مناسب ہی - ورنہ جس شخص مین لیاقت پائی جاوے اوسکی فرمان برداری مین کچھ عذر نہین حضار دربار نے عرض کیا کہ خاندان شاہی بالکل تیرہ و تار پڑا ہی سوائے حضور کے کوئی نظر نہین آتا کہ اس شمع مردہ کو اپنے نور جمال سے روشن فرماوے الغرض اسے تخت پر بٹھا کر نذرین گذرانین سکہ و خطبہ نے نام نامی سے عزت پائی زمانہ کا طالع خفتہ بیدار ہوا - عدل و انصاف کا گرم بازار ہوا - بادشاہی اقربا مین جسکی خبر پاتا اوسکا وظیفہ مقرر کرتا - امرا کو ہر ایک کے موافق گردونواح کی حکومت عطا فرمائی بعضون کو حضور مین رکھا خرد خان نے جسقدر روپیہ بیہوشی کے عالم مین انعام لوٹایا تھا ہر ایک سے واپس لیکر داخل خزانہ کیا اور جسقدر خرد خان نے سپاہ مین تقسیم کیا تھا یکسالہ تنخواہ وضع کرکے جو باقی بچا وہ اونکے نام دفترخانہ مین بمد فاضلات درج کرایا اور جسکی تنخواہ عہد سلطان قطب الدین مین کم و بیش ہوگئی تھی معدلت کی راہ سے برابر کردی اسیطرح داغ اور جاگیر حمایت کار زراعت اہل کھوار کا - انتظام ملک اس سختی کیا کہ اسکے عہد مین مغل کا پیر ہند وستان مین نہ آسکا عمارت کا شوق بہت تھا دہلی کے نزدیک قلعہ تغلق آباد بنایا جسمین پتھر کا سر پکا تنک اور پرہیزگار تھا ہر وقت رعایا کی رفاہ اور ملک کی آبادی اور شاہراہون کی درستی اور بیوپاریون کی آمد و رفت مین کوشش کرتا چوروں کے زرون اور متمردان اور راہزنون کی بخوبی گوشمالی کرتا تھا - عرصہ مین بنگالہ کا عاصی ہوا وہان پر ناصر الدین ولد سلطان غیاث الدین بلبن جو معز الدین کیقباد کا باپ تھا حکومت کرتا تھا اسنے حقوق نمک کا پاس ملحوظ رکھا اوسکی ولایت مین کچھ دخل نہ دیا وہان سے بہادر شاہ حاکم سنارگام کے مقابلہ کو گیا اور اوسے گرفتار کرکے نزد آیا اسے بھی تسخیر کرلیا یہان سے دہلی کو معاودت فرمائی - شاہزادہ الغ خان عرف فخر الدین جوبانی پادشاہ کی مہمانی کیواسطے تغلق آباد سے تین کوس پر نیا مکان بنوایا اور پادشاہ کو وہان لیجاکر دسترخوان بچھایا رنگارنگ کے کھانے طرح طرح کی خورش چنے گئے جب کھانے سے فراغت ہوئی ہر شخص جلدی سے جلدی ہاتھ دھونے کے واسطے باہر نکل آیا پادشاہ اوس مکان مین بیٹھا ہاتھ دھوتا تھا کہ چھت

جلد ۲ پڑھی اور بادشاہ نے اوسکے صدمہ سے مع اور پانچ آدمیون کے زندگانی سے ہاتھہ دھویا - بعضی کی یہ سیر نے لکھا ہی کہ الغ خان نے عمداً بادشاہ کی ہلاکت کو اس طرح کی بنیاد ڈالی تھی اور صدر جہان گجراتی لکھتا ہی کہ الغ خان نے یہ عمارت طلسم سے بنائی تھی جسوقت بادشاہ آیا وہ طلسم لوٹا چھت نے آوپایا حاجی قندھاری کا قول ہی کہ ہاتھہ دھوتے وقت بجلی کی تڑپ سے مکان گرا بعض کہتے ہین کہ بادشاہ دکھن سے جو ہاتھی لایا تھا اوسکو شاہزادے کے دکھلانے کیواسطے دوڑایا اوسکے صدمہ سے مکان گر پڑا بعض کا مذہب ہی کہ زلزلہ کے صدمہ سے یہ افتاد پڑی بہرحال شیخ رکن الدین ملتانی بادشاہ کی ملاقات کو اوس مکان مین گیا تھا اور بادشاہ کو اشارہ سے باہر نکلجانیکی ہدایت کی مگر مُنہ پھاڑ رہا چاہے بادشاہ کی سمجھہ مین کچھہ نہ آیا پس شیخ کا اُٹھنا تھا کہ مکان بیٹھہ گیا اور یہ بھی کہتے ہین کہ ازبسکہ بادشاہ شیخ نظام الدین اولیا سے آزردہ تھا جب وہان پہونچا شیخ کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ جسوقت مابدولت دہلی مین پہونچین آپ اس شہر سے نکل جائیگا شیخ نے درجواب کہلا بھیجا کہ ہنوز دہلی دور است - یہ مثل ہندوستان مین ابھی تک مشہور ہی الغرض اسی حالت مین شیخ نظام الدین اولیا اور امیر خسرو دہلوی نے اس عالم فانی سے رحلت فرمائی قصہ مختصر اسکی حکومت چار برس دو مہینے رہی -

ذکر سلطان محمود شاہ الغ خان عرف فخر الدین جونا کا

بعد رحلت پدر ۷۲۹ ہجری مین افسر سروری زیب سر کیا یہ شخص جامع اضداد تھا کبھی سکندر رومی کیطرح ہفت اقلیم کی سیر کا طبیعت مین سمانا آتا - کبھی حضرت سلیمان کے مانند جن و انس پر حکومت کرنا چاہتا کبھی بادشاہی نبوت کی آرزو کرتا تھا شرع کے احکام اختراع کرنا چاہتا کبھی نماز و روزہ مین قیام پذیر ہوتا - ملاہی اور مسکرات یا اور مناہی کے پرہیز مین اسقدر کوشش کرتا کہ انجام کار تعصب آجاتا - اکثر علوم مخصوص تاریخ اور معقولات اور نظم و نثر مین استعداد رکھتا تھا تسخیر ملک مین نہایت ساعی تھا حتی کہ ولایت گجرات مالوہ - دیوگر - کنپلا دھور سمندر - تربہت - لکھوٹی سنارگام کو تھوڑے عرصہ مین فتح کرلیا - حکم کا ایسا تیز تھا کہ کسیکو مجال دخل نتھا - داد و دہش مین بھی عدیم المثال تھا جس کسیکو چاہتا خزانے کے خزانے انعام کرتا - حاتم طائی کی سخاوت اسکی گھر پاشی کے روبرو فقط ایک کہانی تھی - سنارگام کے حاکم کو بہرام خان کا خطاب فرمایا یہ اوسی بخشش تھی کہ ایکروز مین سو ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور کرور تنگہ زر سرخ نثار کردیا اور ملک سنجر بدخشی کو اسی لاکھ تنگہ اور ملک الملوک کو ستر لاکھ تنگہ اور ملک عرض صدر الدین کو چالیس لاکھ تنگہ اور ملک غزنوی کو ہر سال کرور تنگہ دیتا تھا ایکروز کسی امیر کو کسی طرف بھیجتا تھا فرمایا جو کچھہ خزانہ مین ہو واسطے زاد راہ کے دیا جاوے آخر ایسا ہی تعمیل کیا گیا ایکروز مولانا جلال الدین جام نے بادشاہ کی مدح مین قصیدہ تصنیف کیا - جسوقت اوسکا مطلع پڑھا کئی ہزار توڑے عطا فرماکر حکم دیا کہ بس اب نہ پڑھے - کیونکہ اوسکے صلہ دینے مین میری عمدہ برائی نہین ہوسکتی

القصہ جسطرح یہ بادشاہ عدل وسخاوت مین بے نظیر تھا ویسا ہی ظلم وستم مین ثانی نرکھتا تھا ایسے ایسے
جور وبیداد کرتا جو کبھی کسینے کانون سے بھی نہ سنے تھے جسوقت نائرۂ غضب افروختہ ہوتا بدن مین چنگاریان
اوڑنے لگتین بجز قتل وسوخت کے کوئی کام نرہتا جسوقت دربار عام مین بیٹھتا ہزارون قسم کے جور وتعدی برپاکرتا
مانند ہاتھہ ناک کان کٹانا آنکھون مین سلائی پھرانا استخوان کو مینج سے آزار پہونچانا دمی حیات کا زندہ جلادینا
پوست کھچانا انسان کو دو پارہ کرنا ہاتھی کے پیر سے کچلوانا دار پر کھینچنا ہر قسم کے آدمی منوفی۔ قلندر۔
لشکری۔ نویسندہ۔ رعایا سوداگر۔ وغیرہ تھوڑے قصور سے بڑی سیاست پاتے تھے۔ شیخ زادۂ جام
نے صرف ایک کلمہ اوسکی ظلمرانی کے مقدمہ مین کہا تھا جسکی گردن کٹوا ڈالی۔ علاوہ برین صدہا متنفس کو
بلا قصور جان سے آزاد کیا ہمیشہ چاہتا تھا کہ قانون گذشتہ پادشاہون کے رد کرکے نئے ضابطہ جاری کرے
اور اسی منشار سے ہر روز نیئے حکم جاری کرتا اور وہ احکام آئین عدل سے مبرا تھے رعایا کو نفرت ہوتی اور عاملون
کے سر پر عدم اجرا سے عقوبت آتی ایک جور یہ تھا کہ تمام ولایت کا خراج دوابہ مین ایک کا دس مقرر کیا اور اس
اضافہ سے رعایا اودھل گئی زراعت مین نقصان آیا ایک روز اپنے وزیرون سے دریافت کیا کہ دار الخلافت
ممالک محروسہ کے درمیان مین ہونا چاہیے پس کوئی جگہ تجویز کرکے عرض کرو انھون نے التماس کیا کہ بکر ماجیت
تمام ہندوستان کا مالک تھا اوسنے شہر اوجین مین دار الحکومۃ مقرر کیا تھا بعض عرض پیرا ہوئے کہ دیوگیر
مین بہتر ہے چونکہ بادشاہ کے مزاج مین دکھن کی آب وہوا خوشگوار تھی دیوگیر کا دولت آباد نام رکھکر اپنا دار السلطنت
کیا اور اس شہر کا نام راجہ بھوج کے عہد مین دھارانگری تھا۔ الغرض دہلی سے دولت آباد تک مسافرون کے
آرام کو سرا اور قیام گاہ تعمیر کرائے اور ہندو مسافرون کو خام غلہ اور مسلمانون کو پکا پکایا اپنی سرکار سے مقرر
اور دونو طرف راستہ مین سایہ دار درخت لگائے تاکہ مسافر ٹھنڈے ٹھنڈے قطع مسافت کرے اور حکم دیا
کہ دہلی کے رہنے والے مع بچے عیال واطفال کے دولت آباد کو چلے آوین آخر کو دہلی اوجڑ کے دولت آباد مین
جا بسی خرچ راہ سرکار سے مرحمت ہوا اس آمد ورفت مین حضرت انسان کے احوال مین بڑا تفرقہ پیدا ہوا۔
حکم دیا کہ مانند سونے چاندی کے تانبہ کو مسکوک کرین اور پیسے کو تنکۂ زر کی جگہ پر رائج کرین سوداگرون نے
تانبے کے پیسے بنواکر ہتیار وغیرہ ہر طرح کا اسباب خریدکرنا شروع کیا اور دوسری ولایت مین جاکر روپیہ اور
اشرفی سے بیحد نفع کثیر حاصل کیے البتہ دار الخلافتہ والے خاک سیاہ ہوگئے۔ ایک اندیشۂ باطل یہ ہوا
کہ خراسان عراق۔ ترکستان۔ خوارزم بلکہ تمام ربع مسکون کو فتح کرے اس تقریب سے تین لاکھ ستر ہزار
نوکر رکھے اول سال تو ہر ایک کی تنخواہ تقسیم ہوئی دوسرے برس خزانہ نے جواب دیا وہ ساری تمناول ہی مین
رہگئی دیگر یہ ارادہ ہوا کہ ہمالچل پہاڑ سے چین تک اپنی ضبط مین لائے لشکر کو حکم ہوا کہ مع فوج جاکر کوشش

کی بینی کرن یہ بیچارہ بموجب حکم کے رزم آور ہوئی مگر ایک توراہ کی سختیان دوسرے مخالف کی کثرت قلعہ کی مناعت سے کچھہ پیش نہ گئی پہاڑی لوگون نے انہین عاجز کردیا آخر کار لاچار ہوکر باقی ماندہ بھاگ آئے بادشاہ نے اونہین اولے پیرون عدم کو روانہ کیا - ایسے ایسے خوارق اور عادات سے انتظام سلطنت مین فتور پیدا ہونے لگا اکثر مضبوط ولایتین قبضے سے نکل گئین بلکہ عین دہلی مین جو تختگاہ تھا سرکشی شروع ہوئی محاصلات کا وصول ہونا مسدود ہوگیا - ملتان مین بہرام نام تعلق شاہ کا برادر خواندہ تھا اوسنے بغاوت برکمر باندھی بادشاہ نے خبر پائی بعزم رزم سوار ہوئے طرفین سے لڑائی ہوئی آخر کو بہرام قید ہوا بادشاہ دہلی کو واپس آیا اسی عرصہ مین تمام دوابہ کی رعایا سخت طلبی خراج سے جو دس حصہ بڑھا دیا تھا خستہ و خراب ہوگئی غلہ کے انبار و سیمن آگ لگا دی مال مویشی جو کچھہ لے سکے لیکر چل بسے بادشاہ نے حکم دیا جسکو جہان پاؤ سر کاٹ لاؤ فرمان برداروں نے تعمیل حکم کی مگر بادشاہ اسقدر غنیمت پر بھی راضی نہوکر شکار کے بہانے سے نکلا - اور تمام گرد و نواح کو لوٹ مار کر ویران کردیا ہزارون سر قلعۂ برن کے کنگورہ پر لٹکا دیئے وہانسے قنوج آیا اسے بھی غارت کردیا وہان سے ترہت کو پایمال کرتے ہوئے دہلی مین آیا اثنائے راہ مین بسبب قحط سالی اور عمال کی ظلمرانی کے بنی نوع کا حال پریشان پایا بلکہ ڈاک چوکی تک کا نشان نہ پایا آثار آبادی کہین نظر نہ آیا جب دہلی کے قریب پہونچا یہان والون کا حال سب سے زیادہ بدتر پایا سلطان کو کچھہ شرم سی آئی افزونی زراعت اور رعایا کی رعایت فرمانے سے کسیقدر نقادی عطا فرمائی لیکن اسکی نیت نے اپنا اثر دکھلایا پانی کی جگہ پر خاک تک نہ برسی کسانون کی محنت اور تردد نقش برآب ہوئی کوئی فائدہ ظاہر نہوا جنہون نے خزانہ سے تقادی لی تھی اوسکے ادا کرنے مین ہر ایک نے جان دی اس بدسرشت کی نیت زشت سے حضرت قحط نے جلوہ دکھلایا بڑا مہنگا پڑا گندم نے حضرت آدم کی قیمت پیدا کی نخود خود بھن گیا تھا دوسرون کی کیا بھونکہ سجھا تا غلہ کیمیا سے زیادہ نایاب ہوگیا شہید دست لوگون نے پیٹ کے آزار سے جان دی بھونکھون سے حضرت روح کا بار نہ اوٹھہ سکا اسوقت مین بھی اس ظالم سیہ دل نے پیچھا نہ چھوڑا شہر کے دروازے بند کرائے تاکہ کوئی باہر نہ جانے پائے اس سبب سے اور بھی مری آئی بیشمار خلق اللہ نے جان گنوائی جب تھوڑی جان بلب باقی رہی دروازے کھلا دیئے کہ جسکا جدھر جی چاہے چلا جاے جن لوگون مین کسیقدر جان تھی وہ بنگالہ اور ارزان مقامات کو روان ہوگئے اور اس مردم آزار کے جور و ستم کا قصہ دور دور تک پہونچایا بادشاہ کی حماقت دیکھئے باوجود اسقدر کم بختی اور اپنی شامت اعمال کے یہ سوچا کہ بدون اجازت آل عباس کے بادشاہی کرنا اچھا نہین اوسوقت مصر مین ہلاکو خان کا فتنہ و فساد نہ پہونچا تھا الغرض بادشاہ نے خلیفۂ مصر کے حضور مین چند مرتبہ عرائض مشعر اطاعت ارسال کین آخر ۷۴۲ھ ہجری مین پیشگاہ حاکم مصر سے فرمان حکومت اس احمق کے نام صادر ہوا یہ نے خرد مع جمیع امرا کے استقبال کو برہنہ پا برآمد ہوا اور منشور مصری کو سر پر رکھکر حاجی حرمین کے قاصد کے پیرون کو چوما اور نہایت تواضع کے ساتھہ پیادہ رسول کے ہمراہ

شہر کو روانہ ہوا۔ یہان آکر منشور پر بہت سا زر نقد نچھاور کیا اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھکر فرمایا کہ زر باف کپڑون اور عمدہ عمارتون مین خلیفہ کا نام تحریر کرین۔ دو سال کے بعد پھر فرمان خلیفہ کا مشتمل خلعت نیابت اور خاص نیزہ کے صادر ہوا بادشاہ پیادہ پا استقبال کو چلا اور فرمان کو سر پر اور علم زیب دوش کرکے شہر مین آیا ہمیشہ مصحف اور کتاب حدیث اور خلیفہ کا منشور پیش نظر رکھتا۔ اور جو حکم صادر کرتا خلیفہ سے منسوب کرتا کہتا کہ امیر المومنین ایسا حکم دیتا ہی۔ چند مرتبہ جواہر گران بہا مع دیگر اسباب نفیسہ کے بطور پیشکش خلیفہ کی درگاہ کو روانہ فرمایا تیسری مرتبہ بھی خلیفہ کا فرمان صادر ہوا۔ اور بادشاہ نے بدستور تعظیم و تکریم کی۔ ایک مرتبہ بغداد کے پیرزادون مین سے ایک شخص ہندوستان مین آیا بادشاہ اوسکی پیشوائی کو قصبۂ بالم تک گیا جو دہلی سے پانچ کوس تھا اور شہر مین لاکر دو لاکھ تنکہ اور ایک پرگنہ اور ایک مکان سبزہ زار انعام دیا۔ اور یہ معمول تھا کہ جب پیرزادہ دربار مین آتا بادشاہ چند قدم تخت سے اوتر لیجاتا اور اپنے برابر تخت پر بٹھالیتا۔ غرضکہ جب سے فرمان سلطنت کا خلیفہ کے حضور سے حاصل کیا اپنی خلافت کو حلال سمجھکر دفع فساد کو ضروری سمجھا۔ ولایت گجرات اور دیوگیر اور بھروچ اور سرمل مین جاکر دو سال تک وہان بسر کی اور وہان کی شورش و فساد کو دفع کیا۔ ایک روز اس بادشاہ نے وزرا سے دریافت کیا کہ جس بادشاہ کے عہد مین اسقدر فتنہ و فساد ہوا ہو اوسکا تدارک کرنا کیونکر کتب سیر مین لکھا ہی انھون نے عرض کیا کہ تدارک ایسے امور کا دو صورتون پر ہوسکتا ہی یا کہ بادشاہ خود سلطنت سے دست بردار ہو کر کسی اپنے عزیز اقارب وارث سلطنت کو تاج و تخت حوالہ کرے یا کہ اطوار ناپسندیدہ سے پرہیز کرے بادشاہ نے کہا کہ اول میرے کوئی وارث نہین دوسرے ترک عادت بھی نہین کرسکتا ہون الغرض بعد فتح گجرات کے ٹھٹہ کو روانہ ہوا چار کوس ٹھٹہ باقی رہا تھا کہ کثرت بیماری سے جان بحق تسلیم ہوا اور ۲۶ برس آزار رسانی مین مصروف رہکر عقبی کو سدھارا

ذکر سلطان فیروز شاہ

سلطان فیروز شاہ عرف ملک فیروز باربک محمد شاہ تغلق کے چچازادون مین ہی۔ جب محمد شاہ نے انتقال کیا اس سبب سے کہ کوئی وارث نہ رکھتا تھا ارکان دولت نے سلطان فیروز شاہ کو پچاس برس کی عمر مین ۷۵۵ھ ہجری مین تخت نشین کیا اس بادشاہ کا باپ رجب سالار بڑا کامل درویش گذرا ہی جسکا نام ابتک ہندوستان مین مشہور اور اکثر اوسکے معتقد ہین۔ الغرض سلطان فیروز شاہ نے دریاے سندھ کے کنارے جلوس فرمایا اور وہان کے گرون کشون سے مصالحہ کرکے دہلی کو عازم ہوا اثناے راہ مین لوگون نے عرض کیا کہ احمد ایاز عرف خواجہ جہان نے جو محمد شاہ کے مقربین مین تھا بادشاہ کے مرنے کی خبر سنکر سلطان غیاث الدین محمود اپنا خطاب مقرر کیا ہی۔ فیروز شاہ نے اوسکی حماقت پر خیال کرکے عفو تقصیر کا فرمان اوسکے نام لکھکر روانہ کیا اول تو اوسنے سرکشی کی جب کسینے ساتھ نہ دیا شرمندہ ہوکر عذر اور عاجزی کی عرضی روانہ کی جب بادشاہ پانسی کے قریب پہونچا احمد ایاز

مع اپنے توابع کے سر برہنہ اور ہاتھ گردن مین باندھے ہوئے درگاہ شاہی مین حاضر ہوا بادشاہ نے بمقتضائے رحمی اوسکے گناہ معاف فرماکر جاگیر مقرر کی اور خود فیروزی اور فتحمندی کے ساتھ دہلی مین داخل ہوا ہرایک امیر امرا کو خطاب اور منصب سے سرفراز فرمایا شیخ صدرالدین اولاد بہاءالدین ذکریا کو خطاب شیخ الاسلامی کا عطا ہوا اور حضرت بادشاہی حاصل ہوئی اسی عرصہ مین خلیفۂ مصر کا فرمان صادر ہوا بادشاہ نے موجب فخر سمجھا خوشی منائی اب انتظام ملک کیطرف رجوع ہوا سہرند کو سامانہ سے علحدہ کرکے جداگانہ مقرر کیا - اور جہان پر بیاہ اور ستلج ایک ہوکر بہی ہی فیروزآباد آباد کیا اور بانسی کے اطراف مین ایک قلعہ حصار فیروز نام بنوایا اور ایک نہر واقع سرمور دریاے جمنا سے نکالکر اوس حصار مین پہونچائی اور بہت سی نہرین دوسرے دریاؤن سے جاری کین تاکہ موجب منافع اہل رعایا ہو جسوقت نہر سلمہ جاری ہوئی بادشاہ اوسکے دیکھنے کو سوار ہوا پچاس ہزار بیلدار اوسکے کھودنے مین مصروف تھے ناگاہ ایک ٹیلہ آدمی اور ہاتھی کی ہڈیون کا برآمد ہوا اگرچہ فرسودہ ہوگئین تھین مگر نہایت سطبر بیس گز لمبی - اور آدمی کے ہاتھ کی ہڈی تین گز لمبی تھی - ظاہر ایسا شبہہ ہوتا ہی کہ گوروان اور پانڈوان کی لڑائی مین جو ہاتھی اور آدمی کام آئے تھے اونھین کی ہڈیان ہون گی - بالجملہ بادشاہ کو کشورستانی کا دعوی تھا اکثر ملک فتح کیے اور نگرکوٹ کو عازم ہوا راہ دشوار گذار طی کرتے ہوئے قلعۂ کانگڑہ کے نیچے پہونچا وہان کا راجہ قلعہ بند ہوکر لڑنے لگا مدت تک یہ معرکہ رہا مگر فتح کی صورت نہ ہوئی تب مصالحہ ہوا راجہ نے حضور مین آکر نذر گذرانی یہان سے بھی مورد عنایت ہوا نگرکوٹ کا نام محمد آباد رکھا گیا کہتے ہین کانگڑہ کی سرزمین بہت خوش ہوا اور نشاط بخش طرب افزا ہی اوسکے پہاڑ اور جنگل مین ہر قسم کے پھول رنگین خوش وضع شگفتہ ہوتے ہین - اور اوسی قلعہ کے مابین مین ایک مکان بھوانی کا استھان کرکے مشہور ہی اہل ہنود سال مین دو مرتبہ وہان پر جاتے اور زیارت کرتے ہین - بعد صلح بادشاہ نے معاودت کے وقت لوگون کی زبانی سنا کہ جب اسکندر رومی اس مقام پر آیا نوشابہ کی تصویر یہان رکھ گیا تھا اوسی تصویر کو ہنود لوگ دیبی کے نام سے پوجتے ہین - بادشاہ نے اس امر کو برہمنون سے دریافت کیا انہون نے کہا یہ گفتگو مقام صداقت سے دور ہی ہماری گذشتہ کتب سے جنکی تصنیف کا سن و سال معلوم نہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ آغاز آفرینش سے یہ مکان ہندوون کا معبد اور زیارت گاہ ہی پس بادشاہ نے کانگڑہ سے بارہ کوس پر جوالامکھی مین پہونچکر دیکھا کہ ایک پتھر کا حجرہ وہان پر بنا ہی اور ہر در و دیوار سے شعلۂ نور خیزان ہی علاوہ اسکے بہت سی پرانی کتابین اوس بتخانہ مین پائین جسکا مضمون برہمنون سے پڑھوا کر پسند کیا - بلکہ بعض کتب کا زبان فارسی مین ترجمہ کرایا چنانچہ مولانا غزالدین نے چند کتابون کو منتخب کرکے علم طبیعی کا بیان نظم کیا اور اوسکا نام فیروزشاہی رکھا بادشاہ نے نہایت پسند کیا اور اوسکے صلہ مین جاگیر

اور نقد و جنس عطا فرمایا القصہ بادشاہ بعد فتح کرنے نگرکوٹ کے ٹھٹھہ کو عازم ہوا وہان کے حاکم جام نامہ نے دریاے سندہ کی پناہ اختیار کرکے لڑائی شروع کی مدت تک آتش کارزار شعلہ خیز ہوئی - چونکہ فتح ہونے مین توقف ہوا بادشاہ نے اس مہم کو ملتوی کرکے گجرات کا قصد کیا اور بارش کے ایام اسی سرزمین مین گذارے بعدہ ٹھٹھہ کو آیا اس مرتبہ جام کو نہایت تنگ گیا آخر اوسنے پناہ چاہی اور سالیانہ پیشکش دینا قبول کیا تب بادشاہ نے وہان کا نظم و نسق کرکے دہلی کی راہ لی اور یہان پہونچکر نیکذاتی اور حسن فطرت سے ایسے قانون اور ضابطے جاری کیے جسکے طفیل سے خلق اللہ کو اس و امان ملی خراج اسقدر مقرر کیا جسکے ادا مین رعایا کو وقت نہو کسیکی بات رعایا کے حق مین سنتا تھا معموری ملک اور شادابی زمین مین کوشش کرتا تھا کسیکو آسیب نہ دیتا اور ادنی پیشہ والون سے مانند گلفروش اور ماہی گیر اور نداف اور قصاب وغیرہ کے محصول نہ لیتا تھا امور حکومت مین کمینون کو دخل نہ دیتا متدین خدا ترس آدمی کو نوکر رکھتا تھا چونکہ خود نیک نیت تھا اوسکے اہلکار بھی عدل و انصاف کرتے تھے سیاست مطلقاً نہ تھا کسی مسلمان کو آزار نہ پہونچاتا اوسکے فیض تربیت اور تعلیم سے خود کوئی شخص امور قبیح کا مرتکب نہوتا جسے سیاست کیجاتی - جن شخصون نے کہ سلطان محمد شاہ تغلق کو بیگناہ مارا تھا اونکے وارثون اور اولاد کے قطع اعضا کروائے مگر اونکے کھانے پینے کی فکر کردی اور اونکی طرف سے خط برات اپنے واسطے علما اور اکابر کی شہادت سے حاصل کیا تاکہ عاقبت کے مواخذہ سے رستگاری رہے دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرنے کے واسطے پل اور مسجد اور مہمان سرا اور دار الشفا وغیرہ اسقدر عمارتین طیار کرائین کہ سلطان بلبن نے بھی نکرائین تھین - تاریخ فرشتہ مین لکھا ہی کہ فیروزآباد وغیرہ تیس شہر اور چالیس جامع مسجد اور تیس مدرسہ اور بیس خانقاہ اور دو سو سرائین اور ایکسو نہر اور ایک سو کوشک اور ایکسو بادن حمام اور پانچ دار الشفا اور ایکسو مقبرہ اور دس منارۂ کلان اور دیگر بیشمار باغات اس بادشاہ نے تعمیر کرائے انمین سے ایک جونپور ہی جو اپنے بنی عم سلطان محمد شاہ الغ خان معروف محی الدین جونا کے نام سے آباد کیا باوجودیکہ تین سو برس سے زیادہ گذرتے ہین ابھی تک کسیقدر آثار اوسکے اپنے محل پر موجود ہین - اور دہلی سے متصل ایک پہاڑی پر جہان نما عمود کا نشان ظاہر ہی جسے عوام الناس لاٹھ فیروز شاہ کہتے ہین اسکا ارتفاع قریب ساٹھ گز اور قطر تین گز کی ہی گویا ایک پتھر سے بنا ہی استحکام اوسکا اسقدر کہ ابتک قائم اور آیندہ مدت مدید تک قائم رہنے کی امید ہی - جسوقت بادشاہ ضعف پیری سے مغلوب اور عاجز ہوا ۷۸۹ھ ہجری مین شاہزادہ محمد خان کو سلطان ناصر الدین والدنیا محمد شاہ خطاب دیکر وکیل سلطنت اور مؤتمن الخلافت کیا اور خزانے اور فیل اور حشم وغیرہ بادشاہی توزک کا سامان اسکے حوالہ کرکے خود یاد خدا مین مشغول ہوا - جمعہ کے دن دونو بادشاہ کے نام سے خطبہ پڑھا جاتا تھا - تھوڑے دنون بعد ملک مفرح نے جسکا خطاب رستم خان اور گجر تھا

حاکم تھا اوس ملک کی فوج اور عملہ سے سازش کرکے سکندر خان کو قتل کر ڈالا یہ شخص نیا بتا وہان مقرر ہوکر گیا تھا۔ ادھر محمد شاہ نے اوسکی سزادہی کا کچھ خیال نہ کیا اس سبب سے سلطنت کے کاروبار مین بڑا خلل پڑ گیا لشکریون نے آزردہ ہوکر بادشاہ کی بزدلی پر خیال کیا جھٹ مخالف ہوگئے سلطان محمد شاہ اونسے لڑنے کو طیار ہوا اب دہلی مین لڑائی درپیش ہوئی جونہین سلطان فیروز شاہ میدان جنگ مین تشریف لایا سلطان محمد شاہ کے پیر نہ جمے بھاگ نکلا کوہ سرمور کو چلا گیا القصہ فیروز شاہ اپنے لڑکے محمد شاہ سے برنجیدہ ہوا اوسے اپنی ولایت محروسہ سے نکال دیا۔ اور شاہزادہ لعل شاہ بن شاہزادہ فتح خان کو جسکا باپ مرچکا تھا ولیعہدی پر سرفراز کیا اور خود بعد تھوڑی مدت کے نوے برس کا ہوکر مرگ طبیعی مین عازم بہشت بریں ہوا۔ وفات فیروز شاہ سے تاریخ انتقال نکلتی ہے۔ امیر تیمور گورکان کا ہمعصر تھا اس بادشاہ نے اڑتیس برس عدل و داد مین بسر کی ۱۱۹۶

ذکر غیاث الدین تغلق

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ ۷۹۳ ہجری کو فیروزآباد مین تخت پر بیٹھا۔ شاہزادہ محمد شاہ کے پیچھے لشکر کوہ سرمور کو روانہ کیا اوسنے ٹھہرنے کی تاب نپائی سرمور سے نگرکوٹ کو چلا گیا لشکر بادشاہی نے پیچھا کرنے سے باز رہکر مراجعت کی بادشاہ ازبسکہ نوجوان اور ناآزمودہ کار تھا بعض امرا کے بھڑکانے سے اپنے حقیقی بھائی شاہزادہ ابوبکر کو محبوس کیا۔ اور خود عیش و عشرت مین پھنسا سلطنت کے کاروبار سے غرض نہ تھی ملک رکن الدین اور دیگر امرا نے ابوبکر شاہزادہ کے ورغلانے سے برخلافی کی۔ ملک مبارک وزیر اور دار السلطنت کو دولتخانہ کے دروازے پر ٹھکانے لگایا۔ بادشاہ اس سانحہ سے خبر پاکر دوسرے دروازے سے باہر نکلا امرا نے پیچھا کیا اور بادشاہ کو مع خانجہان مصاحب کے گرفتار کرکے قتل کیا اور سکا سر کاٹ کر اوسی دروازے پر آویزان کیا اور ابوبکر کو قیدخانہ سے نکالکر تاج و تخت کا مالک بنایا۔ اس فتنہ و فساد کو جو دہلی مین سرزد ہوا ایک ہی روز مین بجھا دیا اور امن امان ہوگیا اسکی سلطنت پانچ مہینے اور تین روز رہی۔

ذکر ابوبکر سلطان

قلطان ابوبکر وزیرون کی راے کے بموجب ۷۹۳ ہجری کو تخت سلطنت پر بیٹھا چند روز کے بعد بادشاہ کو ظاہر ہوا کہ رکن الدین وزیر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے قتل کرنے سے اپنے جامہ مین پھولا نہین سماتا ہے بادشاہی کا خیال رکھتا ہے فوراً گرفتار کرکے دار پر کھینچا اور اوسکے رفیقون پر تلوار کے ہاتھ صاف ہوئے اسی عرصہ مین سامانے سیر صدہا سے باغی ہوگئے ملک شہ خوشدل کو جو وہان کا حاکم تھا حوض سنام کے کنارے مار ڈالا اور اوسکے سر کو شاہزادہ محمد شاہ عم سلطان ابوبکر کے حضور مین نگرکوٹ کو بھیجا اور اوسے ادھر آنے کی تحریص کی شاہزادہ بھی اسکے دم مین آگیا جلندھر کی راہ ہوکر سامانہ پہونچا اور سکہ و خطبہ اپنے نام کا رائج کیا سیر صدہا اور اوس طرف کے

زمیندار اوسکی اطاعت مین حاضر ہوئے بیس ہزار سوار جمع کرکے دہلی کو چلا ہوا پہنچتے ہوئے پہنچا پس ہزار کی جمعیت فراہم ہوگئی۔ لیکن شاہزادہ کا لشکر اور زمینداروں کی سیاہ ناآزمودہ کار تھی تلوار کی چمک دیکھتے ہی آنکھہ بند ہونے لگی شکست کھاکر دو ہزار سوار کے ہمراہ دوابہ کو چلا گیا وہان سے دوبارہ پچاس ہزار سوار فراہم کرکے قنوج اور کمپلہ کے حاکم کی مدد لیکر آن لڑا اور ملتان اور لاہور کے حکام کو لکھہ بھیجا کہ جس جگہ فیروز شاہی نوکر چاکر ملین اونھین جان کی امان نہ دُو فوراً سر کاٹ لو اکثر جگہ قتل عام اور لوٹ کھسوٹ مچگئی راہ بند ہوگئی۔ رعایا نے یہ خرابی دیکھکر خراج کے دینے سے انکار کیا فتنہ و فساد نے خوب رونق پکڑی بالضرور بادشاہ نے دفع شاہزادہ کے لیے جالندھر کا عزم کیا اور شاہزادہ وہان سے دوسری راہ ہوکر دہلی مین آیا۔ اور شاہزادہ ہمایون خان بن شاہزادہ محمد شاہ بھی سامانہ اور سنام سے لشکر اکٹھا کرکے دہلی کے ارادہ سے عازم ہوا۔ اسیوقت مین بادشاہ جالندھ سے دہلی آیا شاہزادہ محمد شاہ چھکے چھوٹ گئے دہلی سے نکلکر جالندھر جاتا رہا تھوڑے دنون کے بعد فیروز شاہی غلامون کی تحریک سے شاہزادہ نے جالندھر سے دہلی کا عزم کیا اس مرتبہ بادشاہ کا جی ہار گیا بے دست و پا ہوکر دہلی سے کوٹلہ میوات کو چلا گیا اور ایک برس چھہ مہینے کے بعد اسکی فرمان روائی کا سلسلہ منقطع ہوگیا

ذکر سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ

سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ جسوقت فیروز شاہی غلامون کی طلب کے بموجب جالندھر سے روانہ ہوا ہنوز یہ شخص دہلی تک نہ پہونچا تھا کہ ایک روز امرائے دولت نے شاہزادہ خانجہان فیروز شاہ کے منجھلے لڑکے کو فیل سوار کرکے اوسکے سر پر چتر رکھا چند روز کے بعد جب وہ دہلی پہونچا ۷۹۵ھ ہجری مین تخت پر بیٹھکر اپنا سکہ خطبہ نیے سرے سے جاری کیا۔ تھوڑے دنون مین اس بادشاہ سے بھی غلامان فیروز شاہی منحرف ہوکر سلطان ابوبکر کے پاس کوٹلہ میوات کو چلے گئے بادشاہ انکی ہمراہی سے چڑھ گیا حکم دیا کہ فیروز شاہی غلام جو کوئی ہمین ہاتھ آوے مین ہاتھ آوے ورنہ قتل ہونگے جو نکل گئے جان بچا گئے جنکے پیر نہ اوٹھے اونکا خاتمہ بالخیر ہوا کہتے ہین کہ بعض نے عرض کیا ہم اصیل غلام ہین بادشاہ نے کہا جو شخص کوکدی بول سکے وہ اصیل ہے جو کہ یہ زبان نہ بول سکے جان سے مارے گئے اور اس شرط کے سبب اکثر ناحق بھی مارے گئے۔ شاہزادہ ہمایون خان سامانہ سے مع لشکر جرار ابوبکر سلطان کے سر پر چڑھ گیا کوٹلہ میوات کے قرب مین لڑائی ہوئی اور سلطان ابوبکر شاہ قید ہوکر میرٹھ قلعہ مین محبوس ہوا اور اوسی قید مین مرگیا کسیقدر عرصہ گذرنے پر بادشاہ نے دہلی سے قنوج اور دلمئو کا ارادہ کیا اور وہان کے سرکشون کی سرکوبی کرتے ہوئے جالنہ پہونچا اور وہان پر ایک قلعہ محمد آباد کے نام سے تعمیر کرا کے دہلی کو لوٹ آیا ۷۹۹ھ ہجری مین شاہزادہ ہمایون خان کو شیخا کھوکھر پر چڑھائی کا حکم دیا کیونکہ اس شخص نے لاہور کو اپنے قبضہ مین کرلیا تھا مگر راستے ہی مین بخیر ملی کہ بادشاہ نے اس جہان سے کوچ کیا سلطنت اسکی ۶ برس ۶ مہینے رہی

ذکر سلطان علاء الدین سکندر شاہ عرف ہمایون خان

جسوقت پادشاہ کے انتقال کی خبر پائی سلطان علاء الدین سکندر شاہ عرف ہمایون خان بن محمد شاہ لاہور کی جانب سے بازگشت کر دہلی کو لوٹ آیا اور تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوکر ایک مہینے سولہ روز کے بعد مرگ طبیعی مین اس جہان فانی بقاے چل بسا

ذکر سلطان ناصر الدین محمود شاہ برادر سلطان علاء الدین سکندر

بعد انتقال سلطان علاء الدین سکندر شاہ کے اسکا چھوٹا بھائی سلطان ناصر الدین محمود شاہ تخت آرا ہوا اور سنہ ۸ ہجری مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری فرمایا سپاہ کی تنخواہ اور جاگیر بدستور قایم رکھی اور خواجہ سرور مخاطب خواجہ جہان کو سلطان الشرق کا خطاب دیکر جونپور کی ولایت اوسکے جاگیر مین دی اور قنوج سے بہار تک اوسکی جاگیر کا ضمیمہ کر دیا۔ اوسنے اوسطرف کے زمینداروں کو اپنا مطیع کیا اور بردباری اور انصاف اور پردلی سے روزگار کو چمکایا جسوقت سلطان ناصر الدین کی سلطنت مین خلل ہوا اور امراے حضوری چیرہ دستی کرنے لگے اسنے خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا پورب کے فرمان روا خود اسکے مطیع تھے اسی سال مین بڑا بھاری لشکر شیخا کھوکھر کے مدافعت کو لاہور روانہ کیا بارہ کوس لاہور سے رہکر بڑی لڑائی ہوئی آخر کو شکست کھاکر جمنون کے پہاڑ کو چلا گیا نواحی لاہور سے فساد دور ہوگیا اندنون مین پادشاہ نے گوالیار کا عزم کیا مقرب خان اور ملوخان امرا نے دہلی مین مخالفت شروع کی پادشاہ نے اس خدر کے سننے سے مراجعت کی اور شہر مین پہونچکر محاصرہ کیا تین مہینے تک تلوار چمکتی رہی آخر کو حصار دہلی پادشاہ نے تسخیر کیا باغیون نے نصرت شاہ بن فتح خان بن فیروز شاہ کو میوات سے بلاکر فیروز آباد مین تخت پر بٹھا دیا فضل اللہ ملقب عرف ملو خان نے جو باغیون کا سردار تھا اقبال خان کا خطاب پایا۔ اکثر دہلی اور فیروز آباد مین لڑائی ہوتی رہی دوآبہ کے پرگنہ اور پانی پت اور جھجھر اور رہتک بیس کوس تک نصرت خان کے قبضے مین آگئے بجز خزانہ اور حصار دہلی کے کوئی چیز پادشاہ کے پاس نرہی۔ دونو پادشاہون کے امرا لوگ بطور خود ایک ایک ولایت پر متصرف ہوکر دم داعیہ کرنے لگے ملک کی پراگندگی اور ابتری ہوتی جاتی تھی اقبال خان نے خواجہ قطب الدین نجتار کاکی کے مزار پر نصرت شاہ کے حضور مین قرآن اوٹھایا کہ مجھے حضور سے اخلاص دلی ہے اور تیسرے روز اقبال خان نے چاہا کہ نصرت شاہ کو بداقبالی کے دن دکھا قید کرے نصرت شاہ چارناچار حصار سے نکلکر تاتار خان وزیر کے پاس پانی پت مین چلا آیا فیروز آباد اقبال خان کے قبضے مین آگیا مقرب خان اسکا ہم چشم پادشاہ کے پاس پانی پت مین آیا اور پادشاہ کا حیلہ کرکے خود سلطنت کرنے لگا اقبال خان نے تاتار خان پر چڑھکر اسکو شکست دی وہ اپنے باپ اعظم ہمایون ظفر خان کے پاس گجرات چلا گیا۔ اسکا بھی جاہ و چشم اسباب ریاست اقبال خان کے ہاتھ لگا وہان سے دہلی مین بھی آکر تسلط کر لیا جب ہندوستان مین اوسکی بدطینتی سے امور سلطنت مین ہرج مرج قرار واقعی جلوہ گر ہوا۔ مرزا پیر محمد نبیرۂ صاحبقران امیر تیمور کورکان خراسان سے سند کے پار ہوکر اوچ اور ملتان کے حصار کو اپنے تصرف مین لایا اور چندے ملتان مین

متوقف رہا تا آنکہ امیر تیمور نے بھی کابل سے ہندوستان کو نہضت کی سنہ ۸۰۱ ہجری مین ٹھٹھہ پر دوڑا کر ملتان مین آیا اور مزا امیر محمد کے قیدیون کو قتل کر ڈالا۔ جب یہ خبر دہلی پہونچی اقبال خان خوفناک ہوکر سامان اور سپاہ کے جمع کرنے مین مصروف ہوا ادھر صاحبقران نے ملتان سے نہضت کی ریگستان کی راہ ٹھٹھہ پہونچا قلعہ کو اکر فتح کیا وہان کے حاکم کو مع اوسکے ہمراہیان کے اسیر کرکے سمرا کو پہونچایا بعدازان ٹھٹھہ سے قصبہ سامانہ مین پہونچا اوسوقت سپاہ کا جائزہ لیا۔ نوکرون کی ٹھہرنے کی جگہ ڈیڑھ کوس تھی اور تجربہ سے یہ ظاہر ہوا ہی کہ ایک کوس مین بارہ ہزار سوار ٹھہر سکتے ہین اس حساب سے نوکرون کی تعداد ۱۸ ہزار ہوئی اسی حساب سے افزونی لشکر کا خیال کرلینا چاہیے القصہ دہلی کو روانہ ہوا راستے مین جو ملا اوسے عدم کی راہ دکھلائی یا قید مین اولجھایا۔ دہلی پہونچتے پہونچتے پچاس ہزار آدمی گرفتار ہوئے۔ جسوقت اقبال خان شہر سے نکلکر مقابلہ کو آمادہ ہوا جو لوگ قید مین تھے موچھون کو تاو دینے لگے چہرے پر بشاشت سی چھا گئی لوگون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اقبال خان کی چڑھائی سنکر محصورین نہایت بشاش نظر آتے ہین۔ عین لڑائی مین حفاظت پچاس ہزار کی کیونکر ہوسکتی ہی یہ خبر سنکر بادشاہ لال ہوگیا قتل کا حکم دیا۔ ایکدم مین ہر ایک متنفس نے شربت مرگ نوش کیا کوئی زندہ نرہا القصہ اقبال خان نے رزمگاہ کیطرف حرکت مذبوحی کی مگر ایک ہی ہلہ مین جی ہار گیا پیر نہ جمے۔ شہر مین بھاگ کر دروازے بند کرلیے بہادران شہامت کیش نے پیچھا کرنے سے رخ نہ پھیرا کثیر خلق اللہ کی جانین پایمال ہوگئین بہت سا اسباب اوس بداقبال کا انکے ہاتھ لگا۔ اقبال خان نے اقبال کی کج ادائی دیکھکر رات کے وقت عیال و اطفال کو چھوڑ اپنا ئمنہ کالا کیا صبح ہوتے بادشاہ داخل شہر ہوا۔ شہر والون کو امان دی۔ اور کسیقدر فوج کو واسطے لینے چندہ کے اوس شہر کے روسا سے مقرر کیا تحصیلدارون کے سخت تقاضا سے باشندے لوگ انکار کرنے لگے بلکہ بعض ہندوستانی نے چند مغلون کو رہگزاے عدم کیا اس خبر سے بادشاہ نے نہایت برہم ہوکر حکم قتل عام صادر فرمایا اس حکم کے ہوتے تلوارون نے خوب خون چاٹا تمام دہلی کی آبادی خراب ہوگئی۔ اور قیدیون کا حال خدا جانے کہ کسقدر عورت مرد گرفتار ہوگئے بعد اس قتل عام کے بادشاہ نے شاہی عمارتون مین آکر بار عام فرمایا اور بموجب حکم خطیب نے انکے نام سے خطبہ پڑھا اور سونے چاندی پر صاحبقرانی سکہ نے زینت بخشی۔ اسکے بعد میرٹھ مین اور وہان سے دواب مین قتل عام کرتا ہوا ہردوار مین آیا ہردوار اوس مقام کا نام ہی جہان دریاے گنگ کوہ سوالک سے گرتا ہی اور اہل ہند کا معبد ہی۔ ایام مقرر مین اشنان اور زیارت کی تقریب سے اس مقام پر اہل ہنود کا بڑا ہجوم ہوتا ہی۔ اتفاقاً جب دائرہ دولت وہان پر رونق بخش ہوا کسی پرب کی تقریب سے معتقدون کا ہجوم تھا حضور سے قتل عام کا حکم نافذ ہوا سیکڑون نے شربت شہادت نوش کیا۔ باقیماندہ پہاڑ مین بھاگ چھپے۔ وہان سے جب لشکر کا کوچ ہوا کوہ سوالک کی ترائی سے جمون آکر یہان کے راجہ کو مسلمان کیا ہردوار سے جمون تک دو جگہ پر لڑائیان ہوئین اور ہر ایک

لڑائی مین حضرت کی جیت رہی - اسی اطراف مین خضر خان اور نیز دیگر امرا نے شرف ملازمت حاصل کی مگر خضر خان سیادت کے سبب سے بچ گیا باقی قید ہوئے اور خضر خان کو لاہور اور ملتان اور دیپالپور کی ایالت بخشی اور فرمایا کہ حضور نے اس شخص کو پادشاہی مرحمت فرمائی - اب موسم تابستان نے اپنی گرمی دکھلائی آفتاب ہند کی حرارت خصوص ملتان کی حدت بہ نسبت اور مقاموں کے زیادہ تر سخت ہی فوج شاہی کے مخالف ہوئی یہ لوگ تو ولایت کی سردی کے خوگر تھے انھین گرمی نہ بھائی بالضرور امیر تیمور صاحبقران کو کوچ کرنا پڑا آخر ملتان کی راہ سے اپنی دار السلطنت سمرقند کو چلا گیا بعد چلے جانے صاحبقران کے دو مہینے تک دہلی اوسیطرح خراب ویران رہی بعدہ رفتہ رفتہ آبادی کی صورت ہونے لگی - جسوقت ہندوستان کے حدود سے پادشاہ باہر نکلا سلطان نصرت شاہ جو میوات بھاگ گیا تھا فوج فراہم کرکے دہلی مین آیا اور امور سلطنت انجام دینے لگا - اور ایک فوج اقبال خان پر بنزن کو روانہ کی - اقبال خان نے چھپ کر رات کو چھاپہ مارا فوج کو شکست دیکر دلیرانہ دہلی کو آیا پادشاہ اوسکی دلیری سے بیتاب ہوکر فیروزآباد کو بھی نگینا میوات کا راستہ پکڑا جب دہلی سے فیروزآباد تک اقبال خان کے قبضے مین آیا - ملک دواب اور دیگر اطراف کے شہر تلوارون کے زور سے اپنے تابع کرلیے باقی کل ہندوستان دیگر امرا کے متعلق رہا چنانچہ گجرات کی ولایت اعظم ہمایون خان اور تاتار خان دونو باپ بیٹون کی قبضے مین تھی اور لاہور اور ملتان اور دیپالپور سے سند کے اطراف تک خضر خان کی حکومت تھی - اور صوبہ وکالپی مین محمود خان ولد ملکزادہ فیروز کی سبز بختی لہرا رہی تھی - اور قنوج و اودہ اور دلمؤ و سندیلہ و بہرایچ و بہار و جونپور مین سلطان الشرق عرف خواجہ جہان کا آفتاب اقبال روشن تھا اور مالوہ مین دلاور خان اور سارنگ مین علیخان اور میانہ مین شمس الدین اوحدی متصرف تھے ہر ایک اپنا ڈنکا بجاتا دوسرے کی نہین سنتا تھا ۸۰۳ھ ہجری مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ جو صاحبقران کے خوف سے گجرات چلا گیا تھا دکھمبی اور اطمینان سے دہلی کو آیا اقبال خان نے استقبال کرکے ہمایون جہان شاہ کے محل مین لا اوتارا - چون کہ حکومت کی باگ اقبال خان کے ہاتھ مین تھی جسوقت سلطان ابراہیم کے واسطے جو سلطان الشرق کا متبنی تھا اودہ پر چڑھائی کی سلطان ناصر الدین محمود شاہ کو بھی ہمراہ لیا جب یہان تسلط نکر سکا اوسوقت سلطان ناصر الدین جو کہ اقبال خان کے قید مین تھا شکار کے بہانہ سے ابراہیم کے پاس اس مراد سے گیا کہ شاید کچھ دستگیری کرے طرفانی سے مہانداری کے مراسم بھی نہ ادا ہوئے مدد دہی کا کون ذکر تھا آخر سلطان ناصر الدین وہان سے مایوس ہوکر قنوج آیا یہان سلطان ابراہیم کے نائب کو شکست دیکر قلعہ مین متصرف ہوا اقبال خان کو جب یہ راز معلوم ہوا فوراً سلطان پر چڑھائی کی چونکہ قلعہ نہایت مضبوط تھا کچھ تدبیر نکر سکا وہان سے لوٹ کر بہرام خان حاکم سامانہ سے سازش کی یہ شخص فیروز شاہی غلامون مین تھا اسکے پاس بیس ہزار سوار کی جمعیت تھی - آخر باہم متفق ہوکر خضر خان حاکم دیپالپور اور ملتان پر چڑھ گیا جب تلاوندی مین پہونچا وہان کے زمینداروں کو جو ملاقات کو آئے قید کرلیے اور لطائف الحیل سے

بہرام خان کو بھی مجبور کیا خضر خان کے مقابلہ پر گیا وہ بھی روبرو آیا لڑائی ہونا شروع ہوئی اقبال خان سے بخت داغ
نے تیر چھیر ہی لیا تھا سامنا ہوتے ہی قید ہو کر قتل ہوا۔ اور حرام نمکی اور عہد شکنی کا نتیجہ پایا جسوقت اس عہد فراموش
کے قتل کی خبر دہلی آئی دولت خان اور اختیار خان وغیرہ امرا نے جو کہ دہلی مین تھے سلطان ناصر الدین محمود شاہ کو تفویض
ملا کر ماہ جمادی الاولے ۸۰۹ ہجری مین سر سے تخت نشین کیا۔ دولت خان لشکر فراوان ہمراہ لیکر بہرام خان
سرزنش کو روانہ ہوا جبکہ بہرام خان سے بعد مقام سامانہ مین غرور کی سانسین بھر رہا تھا اور اسیوقت مین خضر خان
ملتان سے مع لشکر بیکران سامانہ اور سنہرمین وارد ہوا دولت خان انکے مقابلہ سے کچھ کھا کر حضور مین چلا آیا پھر
نے خضر خان کی کچھ خاطر نہ لی سنبھل کو عازم ہوا تاتار خان نے لڑنا شروع کیا اور اسد خان لودی کو وہان پر چھوڑ کر
فیروز مین داخل ہوا۔ اور نظر خان کا گماشتہ قوام خان پر فتحیاب ہو کر دہلی آیا خضر خان نے تین مرتبہ دہلی پر چڑھائی کی
اور ہر بار ہزیمت کر واپس چلا گیا چونکہ اسوقت طوائف ملوکی تھی ہر طرف امیر لوگ اپنی اپنی خود پسندی مین تھے۔
بجز ریتک اور دوابہ بعض محالون کے بادشاہ کے تصرف مین کچھ نہ تھا۔ ایک روز کٹیہر کی طرف شکار کو گیا تھا وہان سے
موضع اشنائے راہ مین ایسی بیماری دوڑی کہ اوسیکے جھگڑے مین دنیا کے بکھیڑے سے خلاصی ملی اس شخص کے
نام کی بادشاہی ۲ برس دو مہینے رہی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی ابتدا سے سلطان ناصر الدین محمود تک آٹھ
بادشاہ ۹۶ برس دو مہینے اا روز حکمران رہے انکے بعد سلطان شہاب الدین غوری کے لڑکے اور غلام ۲۴ نفر نے

دو سو تین برس تک جہانداری کی

ذکر سلطنت رایات اعلی خضر خان بن ملک سلیمان

جسوقت سلطان ناصر الدین محمود شاہ نے دار فنا پار سدہ ملک بقا کی راہ لی امرائے وقت نے باوجود رایات اعلی خضر خان
بن ملک سلیمان کے جو ملک مروان کا مستحق تھا دولت خان کو بادشاہ بنایا خضر خان اسکی خبر پاتی ہی اپنی دار الخلافہ فتح پور
ملتان سے روانہ ہو کر دہلی آ پہونچا چار مہینے تک طرفین سے جنگ و جدل برپا رہی۔ دولت خان نے بضرورت قلعہ سے نکلکر
خضر خان کی بازو مدد کی مگر خضر خان نے فوراً قید کر کے فیروز آباد کے حصار مین بھیجدیا اور اوسی قید مین اوسکے مرغ روح نے
حصار بدن سے پرواز کیا۔ المختصر خضر خان فتح پا کر دہلی مین داخل ہوا ۸۱۷ سنہ ہجری مین انتظام جہانداری اپنے ہاتھ مین کیا
چونکہ بروقت آنے ہندوستان کے صاحبقران نے بادشاہی کی خوشخبری خضر خان کو سنائی تھی خضر خان نے اس دولت
غیر مترقبہ کا حاصل ہونا اوسکی توجہات کی برکت سے سمجھا اول خطبہ اور سکہ صاحبقران کے نام سے اور بعدہ اوسکے لڑکے
شاہرخ مرزا اور آخر کو اپنے نام سے رایج فرمایا اور نہایت استقلال سے ہر ایک کو اپنا مطیع کر لیا جو لوگ صاحبقران کے
آنے سے دہلی خالی کر گئے تھے اس کے عہد مین آکر نئے سر سے آباد ہوئے اور مرفہ الحال رہکر دعای دولت مین مصروف
اور اپنے پیشہ اور کسب دین مشغول تھے یہ شخص راست قرار پاکیزہ طینت عالی ہمت فراخ حوصلہ شجاع اور سخی تھا

ایک ولیعہد وسکی اصالت اور پاکی نسب کی یہ ہی کہ باوجود حاصل ہونے رتبۂ جہانداری کے بادشاہ کا لفظ اپنے خطاب مین نلایا رایات اعلی کا خطاب پسند فرمایا الغرض ۳ برس تک مہینے عدل و معدلت مین بسر کرکے ملک جنان کو روانہ ہوا بعد ازین اسکا لڑکا سلطان مبارک ۸۲۸ ہجری مین وارث تخت ہوا خطبہ اور سکہ نے سرے زینت پکڑی امرائے سلطنت نے رسم مبارکباد ادا کی - ہر ایک کی جاگیر اور منصب قدیمی بحال رہا جسکی لیاقت بڑھی پائی اوسکا اضافہ بھی کیا - چونکہ شیخا کھوکھر نے سلطان شاہ علی مردان مرزبان کشمیر کا مال و اسباب لوٹا تھا جو اس شخص نے بہٹہ مین فتح پاکر حاصل کیا تھا روپیہ پیسا کے ہاتھ آتے ہی غرور نے آگھیرا دہلی کا ارادہ ہوا پس دریاے ستلج سے گذر کر روپڑ فتح کیا - اور وہان سے سہرند آکر سلطان شہ لودی وہان کے حاکم سے لڑ پڑا - سلطان مبارک اس نوا نے مخالف کے سنتے ہی مقام بوانہ مین پہونچا شیخا کھوکھر کو شیخی کی سوجھی بادشاہ کے مقابلہ مین دریا کنارے خیمہ گاہ کیا چالیس روز تک ہنگامہ رزم گرم رہا آخر کو شیخا کھوکھر کی شیخی کرکری ہوئی شکست فراز ہوا بادشاہ نے دریاے چناب تک تعاقب کیا - اکثرون کو دریاے عدم کے کنارے لگایا وہین پر راجہ بھیم جمون کا زمیندار حاضر درد دولت ہوکر مشرف قدمبوس ہوا اور شیخا کے مکانات لشکر لیجا کر منہدم کردیا اور بادشاہ نے وہان سے لوٹکر لاہور مین قیام کیا اور وہان کے اداردن کی تسلی کرکے آباد کرایا شہر کی تعمیر اور قلعہ کی مرمت لرائی وہان سے دہلی کو عازم ہوا - شیخا نے جو فرصت پائی پھر لاہور کو آگھیرا جب کچھ کیا نہوا کلانور مین جاکر قبضہ کرلیا اور وہان سے جمون پہونچکر راجہ بھیم وہان کے زمیندار سے جا بھڑا اس عداوت سے کہ پیشتر حاکم لاہور کی مدد کی تھی القصہ اس مرتبہ غالب ہوا راجہ بھیم مارا گیا اس دست برد سے شیخا کے ہاتھ بہت سا مال و اسباب لگا اور لاہور اور دیپالپور سر کرتے ہوئے میوات اور بیانہ وغیرہ پر لشکر کشی کی اور بعد فتح دہلی کو چلا اور ایک عظیم لشکر جسر تھہ کے مقابلہ کو مقرر کیا جالندھر کے اطراف مین لڑائی ہوئی جسر تھہ کے حصہ مین ہار آئی بھگڑ اپنے وطن کو چلا گیا - چون کہ بادشاہ بر خلاف خضر خان اپنے والد کے شاہرخ مرزا خلف امیر تیمور سے منحرف تھا اس سبب سے شیخ علی بموجب حکم کے ہندوستان مین تاخت تاراج کرتا تھا یہ شخص شاہرخ مرزا کیطرف سے کابل کا حاکم تھا - سنہ ۸۳۴ ہجری مین شیخ علی نے بموجب طلب کرنے فولاد کے جو بادشاہ کے امیر و معتمد تھا اور بادشاہ سے منحرف ہوا تھا ہندوستان مین آکر لوٹ گھسوٹ شروع کی اور جالندھر کے اطراف مین پہونچکر قتل اور غارت اور قید بند کرنے لگا - اکثرون کو قید کرلایا بعدہ چتور مین جاکر دریاے راوی سے پار ہوا اور دریاے جہلم کے پرگنات کو خراب کرکے ملتان کو چلا ملک شاہ لودی سلطان بہلول لودی کا چچا جو دیپالپور کا حاکم تھا شیخ علی سے لڑ پڑا مارا گیا سلطان مبارک کے کان مین جب یہ بھنک پہونچی لشکر سنگین سرتاپا کو روانہ کیا ہمکر لڑائی ہوئی شیخ علی نے پیٹھ دکھلائے دوبارہ لڑائی مین بھی شکست ہی حاصل ہوئی اسباب و مال خوب لوٹا گیا آخر کو چند آدمیون کے کابل کو متوجہ ہوا - اور سلطان مبارک کو سلطان ہوشنگ مالوہ والے سے کئی لڑائیان لڑنا پڑین مگر ہر بار مظفر

اور منصور ہوا۔ اسی حیص بیص مین جسرتھ کھوکھر نے فوت حاصل کی دریاے چناب اور راوی اور جہیلم سے پار اوتر کر جالندھر پہونچا پادشاہ کی طرف سے ملک سکندر کو حکم ہوا کہ اوسکا انسداد کرے مگر خفیف سی لڑائی مین قید ہوگیا۔ اور جسرتھ کھوکھر نے فتح پائی پھر لاہور مین آکر محاصرہ کیا اسی اثنا مین شیخ علی نے پھر کابل سے پیر نکالے لاہور اور ملتان سے سہرند تک تاخت تاراج مچادی باشندون کی اچھی طرح سے بُری حالت بناکر لوٹ گیا۔ ایسے حادثون کو سنکر پادشاہ نے لاہور و ملتان کا عزم کیا اور اپنے وزیر ملک سرور کو لشکر کا مقدم بنایا جسوقت ملک سرور سامانہ مین پہونچا جسرتھ کھوکھر نے لاہور کا محاصرہ چھوڑ کر گھر کی راہ لی اور ملک سکندر کو جو جالندھر کی لڑائی مین قید ہوا تھا ہمراہ لیتا گیا اور پھر پہاڑ سے نکلکر جالندھر اور بجوارہ مین فتنہ و فساد برپا کیا اب روز بروز قوت زیادہ ہوتی گئی اس وقت مین پھر شیخ علی نے کابل سے نہضت کی اٹک اور بیاہ کے حدود تک کو لوٹ لیا اور ہر سمت سے خلایق کو اسیر کرکے لاہور کے قلعہ مین قابض ہوگیا اور دس بارہ ہزار الیخانے سوار محافظت کو چھوڑ کر خود دیپالپور کی تسخیر کو چلا اور جاتے ہی فتح حاصل کی پادشاہ اس حال سے واقف ہوکر جلدی سے پہونچ گیا شیخ علی گھبراکر کابل سدھارا پادشاہ نے تین جگہ راوی سے پار ہوکر قلعہ پشاور کو گھیر لیا یہان پر شیخ علی کا بھتیجا مالک تھا مقابلہ کی طاقت اپنے مین نپائی شاہزادہ کو اپنی لڑکی دیکر صلح کرلی پادشاہ نے لاہور اور پشاور کے گرد و نواح سے خاطر جمع کرکے دارالحکومۃ کی راہ لی۔ چون کہ ملک سرور وزیر سے شیخ علی کی لڑائی مین کچھہ اخلاص اور جانفشانی مشاہدہ نہوئی تھی پادشاہ نے کمال الدین کو بھی امور وزارت مین ملک سرور کا شریک کیا اب روز بروز ملک کمال الدین کا مرتبہ بڑھتا اور ملک سرور کی منزلت گھٹتی جاتی تھی یہ اوتار چڑھاو دیکھکر ملک سرور کا حوصلہ گھٹ گیا جب آزردگی درجۂ کمال کو بڑھی بعض امرا سے متفق ہوگیا جو کہ پادشاہ سے خلاف اور اسکی طرف رجوع تھی آخر اپنی گھات مین لگا ایکوقت پادشاہ جامع مسجد واقع مبارکباد مین نماز کیواسطے آیا تھا قابو جو ملگیا شہید کیا اس پادشاہ کی حکمرانی ۳ برس ۶ روز رہی۔ جب یہ حادثہ گذرا سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک شاہ بن رایات اعلی خضر خان ۸۴۱ھ ہجری تخت نشین ہوا در اصل یہ شخص شاہزادہ فریدالدین بن رایات اعلی خضر خان کا لڑکا ہے چونکہ مبارک شاہ کی اولاد نہ تھی بھتیجے کو گود لیا تھا۔ خیر اب گز سکہ انکے نام سے جاری ہوا ملک سرور اگرچہ ظاہر مین مطیع رہا مگر خزانہ اور سلاح خانہ اور توپخانہ و فیلخانہ وغیرہ اسباب شاہی مین اپنا ہی تصرف رکھا اور خطاب خانجہانی مقرر کیا سخت تسلط پیدا کرکے بعض مبارکشاہی امیرون کو قتل اور بعض کو قید کیا۔ اکثر برگنون کو اپنے تصرف مین لاکر اپنے آدمی و اجی جمع تحصیلنے کو تعینات کیے رعایا اسکے غلبون سے عاجز ہوکر کمال الدین کمال الملک کے پاس جو وزارت مین شریک تھا فریاد کی اوسنے امرا سے متفق ہوکر ملک سرور سے آویزش کی ملک سرور دہلی کے قلعہ مین محصور ہوا تین مہینے تک لڑتا بھڑتا محفوظ رہا۔ ایکروز تلوار مین علم کرکے پادشاہی سراپردہ پر جاکر اور جی کھول کر لڑا وقت تو آخر ہو چکا تھا اس معرکہ سے رہائی نہوئی قتل ہوا

اور رفیق بھی قید اور قتل ہوئے۔ بادشاہ اپنے والد کا انتقام لیکر ۸۴۵ھ ہجری مین ملتان گیا پدر گون کے مزارون کی زیارت کی اور کچھ فوج جسرتھ کھوکھر کے سر کو روانہ کرکے خود دہلی کو واپس آیا۔ اس وقت مین گردو لشکاہ نے واقع ملتان غدر برپا کیا اور نیز مالوہ کا حاکم سلطان محمود میواتیون کے بھڑکانے سے دہلی کو چلا بادشاہ نے اپنے لڑکے کو مع بہلول لودی کے لڑائی پر روانہ کیا اور بموجب بادشاہی حکم کے شاہزادہ نے سلطان محمود سے صلح کرلی اور محمود نے اپنی ریاست کو معاودت کی یہ امر بادشاہ کی زبونی کا باعث ہوا ملک بہلول کی شجاعت ذاتی نے نہ پسند کیا تعاقب مین اوٹھہ دوڑا اور اوسکے مال واسباب کو غارت کردیا۔ بادشاہ ملک بہلول کی یہ جرأت اور تہوری دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنا لڑکا بنا کر خانخانان کا خطاب دیا اور لاہور اور دیالپور کی ولایت عطا فرمائی۔ بعد ازین جسرتھ کھوکھر کے رفع فساد کے واسطے حکم دیا۔ جسرتھ نے ملک بہلول سے صلح کرلی اور سلطنت کی خوشخبری سنائی اوسی دن سے ملک بہلول بادشاہ کا برا چیتنے لگا دماغ مین بادشاہی کا خیال بھر گیا پٹھانون کو گرد نواح سے بلا کر نوکر کیا جب کہ فوج جمع ہوگئی سوائے اپنی جاگیر کے اور بھی چند پرگنون متصرف ہوا۔ بادشاہ نے کسیقدر راو کے نام تخویف کا فرمان جاری کیا۔ اوس تحریر سے یہ شخص کھلے خزانہ باغی ہوگیا۔ اور بڑی شان وشوکت سے آکر دہلی دبالی مدتون لڑا کیا مگر انجام کار نے حصول مقصد واپس ہوا مگر بادشاہ کے کاروبار روز بروز ایسے سست اور برے ہوتے جاتے تھے کہ دارالخلافہ سے جو لوگ بیس بیس کوس کے بھی فاصلہ پر تھے خود فروشی کرتے تھے تمام ملک مین ایک غدر برپا تھا آخر کش گیارہ برس ایک مہینے چند روز کی سلطنت کے بعد ملک بقا کو روانہ ہوگیا۔

ذکر سلطان علاء الدین بن سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک بن رایات علی خضر خان

شخص ۸۵۴ھ ہجری مین تخت آرا ہوا لیکن دنون ملک بہلول خانخانان اور نیز دیگر امرا نے دولت کی اطاعت کی آخر کو جب یہ دریافت کرلیا کہ باپ سے بھی زیادہ یہ شخص سست عقل ہی تمام نزدیک و دور کے گردنکش منحرف ہوکر واجبی مالی کے ادا کرنے مین ہان ہون کرنے لگے اور ہر صوبہ کے امرا اور فوجدار بدل گئے طوائف الملوکی شروع ہوئی دکھن اور مالوہ اور گجرات اور جونپور اور بنگالہ کے بادشاہ دہلی فتح کرنے کو مستعد ہوئے اور لاہور اور دیالپور اور سمرسے پانی پت تک ملک بہلول اپنا ڈھنگ حمائے تھا اور سرائے لاڈون خان احمد خان میواتی کی دہائی دیتے تھے اور سنبھل مع توابع گذر خواجہ خضر کے جو دہلی سے نزدیک تر بہادر خان لودی کے قبضے مین تھا اور کول اور جالیسر اور دیگر قصبات مین علی خان کا حکم بیٹھا ہوا تھا اور قطب خان لودی چند واربن اور بھوین گانون اور کنپلہ مین رائے پرتاب اور بیانہ مین داؤد خان قابض تھے اسطرح جو جہان تھا وہان کا بادشاہ تھا بادشاہ کے قبضہ مین صرف دہلی اور بدایون تھی۔ چند عرصہ کے بعد بادشاہ بیانہ کیطرف سوار ہوا راستہ مین خبر ملی کہ جونپور کا حاکم دہلی کو آتا ہے بادشاہ اس امر کے سنتے ہی نے دریافت راست و کذب کے دہلی کو لوٹ پڑا حسام خان عرف حاجی شرقی وزیر نے عرض کیا کہ جھوٹی خبر سنکر واپس آنا مناسب نتھا بادشاہ کو کلام ناگوار ہوا بعد ازان بدایون کا عزم فرمایا آخر بدایون مین جاکر عرصہ تک مقیم رہا اور بدایون کی آب وہوا پسند ہوئی دہلی کو لوٹکر ارادہ کیا کہ بدایون کو دارالسلطنت مقرر کرے

حسام خان نے دولت خواہی سے التماس کیا کہ دہلی خالی کردینا اور بدایون مین سلطنت مقرر کرنا اصلاح دولت سے بعید ہے اس فعل معقول سے بادشاہ منغض ہوا ایک تو اول سے آزردہ تھا اب اور زیادہ آزردگی ہوئی اوسکو حضور سے جدا کرکے دہلی مین چھوڑا اور اپنے دونو بھائیون مین سے ایک کو شحنہ اور دوسرے کو امیر محلہ مقرر کرکے دہلی مین تعینات کیا اور خود ۸۵۳ھ مین بدایون جا پہونچا اور وہی چھوٹی ولایت مین بڑی عیش و عشرت سے زندگانی کاٹنے لگا۔ یہان چند عرصہ مین دونو بھائی کے باہم لڑائی ہوئی ایک نے راہ عدم لی دوسرے روز شہر کے باشندون نے جلم خان کے بھڑکانے سے دوسرے کو قصاص کے حیلہ مین وہی شربت ناگوار چکھایا اسوقت مین بداندیش فسادیون نے کسیطرح کی تہمت حمید خان کے ذمہ جو وزیر الممالک تھا لگادی بادشاہ نے اسکے ساتھ بدی کا خیال کیا یہ بدایون سے بھاگ کر دہلی مین آیا اور حسام خان سے متفق ہوکر شہر پر متصرف ہوگیا اور حرم سرائے سلطانی مین جاکر بادشاہ کی عورتون اور لڑکیون کو بڑی بیحرمتی کے ساتھ برہنہ موکشان شہر پر کیا خزانے اور دفینے اپنے قبضے مین کرلئے باوجودیکہ بادشاہ نے یہ سب ماجرا سنا مگر نے غیرتی و عجب چیز ہے کہ کمزی مین لڑی آتی ہے اس نامرد بادشاہ نے برسات کا حیلہ کرکے انتقام کشی سے چشم پوشی کی حمید خان نے بادشاہ کا توقف غنیمت سمجھا بہلول خان کو سلطنت کے واسطے بلایا یہ فوراً دیپالپور سے آکر دہلی پر قابض ہوگیا اور کچھ فوج یہان چھوڑکر دیپالپور کو چلا گیا اور فوج جمع کرنے لگا اور بادشاہ کو عرضی لکھی کہ میرے مرشد چونکہ حمید خان نے اعتدالی کی لہذا اوسکی سرکوبی کو جاتا ہون تاکہ دولتخواہی ظاہر ہو بادشاہ نے جواب لکھا کہ ہمارے باپ نے تمھین لڑکا بنایا تھا پس تم بجاے میرے بھائی کے ہو مجھے تردد اور کوشش کا یارا نہین فقط بدایون پر قناعت ہی سلطنت تمھین مبارک رہے آخر ملک بہلول نے قوت پکڑی اور کسوت شہریاری اپنے قامت پر آراستہ کیا دیپالپور سے آکر دہلی مین تخت پر بیٹھا تھوڑی مدت مین بادشاہ نے بمقام بدایون اس دنیا سے کوچ کیا کل فرمان روائی اسکی ۹ برس ۳ مہینے نام کو رہی رلیات اعلے خضر خان سے علاء الدین تک چار بادشاہون نے اونتالیس برس سات مہینے سولہ روز سلطنت کی

ذکر سلطان بہلول افغان لودی

اس کا دادا ملک بہرام ثقات مین سے تھا زمانہ فیروز شاہی مین اپنے بھائیون سے مدام ص ہوکر آیا تھا اور ملتان مین ملک مروان کی خدمت مین نوکر ہوا اوسکے پانچ لڑکے تھے ملک شہ و ملک کالا و ملک محمد و ملک خواجہ و ملک فرید بعد مرنے باپ کے یہ پانچو بھائی ملتان مین رہے اور بڑا بھائی ملک شہ خضر خان کے پاس نوکر ہوا اور اون لڑائیون مین جو خضر خان و اقبال خان کے باہم ہوئین نہایت تردد اور جانفشانیان کین جسکے عوض مین اسلام خانی کا خطاب پایا روز بروز ترقیان ہوتے ہوتے بڑے رتبہ کو پہونچا۔ آخر کو سہرند کی حکومت ملی اور بھائی ہمراہ تھے ملک کالا اسی سلطان بہلول کا والد اسلام خان چھوٹے بھائی کی طرف سے حاکم دوراکہ تابع سہرند کا تھا کہ افغان تتاری کی لڑائی مین کسی تقریب سے مارا گیا اوسوقت سلطان بہلول ماں کے پیٹ مین تھا مشیت تقدیر دیکھئے جس نے

مین کہ وضع حمل کے دن نزدیک آگئے تھے اسکی ماں پر چھت بیٹھ پڑی اور وہ بیچاری فوراً جان بحق تسلیم ہوئی چون کہ
آٹھ مہینے سے زیادہ دنون کا حمل تھا پیٹ پھاڑکر سلطان بہلول کو جو کسیقدر سانس رکھتا تھا نکالا جب یکایہ ہوا
سہرند مین اسلام خان کے پاس پہونچایا۔ ہندوستان کی بادشاہی تو روز ازل سے اسکے نام لکھی تھی قضا و قدر
خود اسکی تعلیم و تربیت مین مصروف رہی اسلام خان نے بہلول نام رکھا اور کمال عنایت سے پرورش کی بیٹھا لوگ حقارت کی راہ سے اسے بلو کہتے تھے ؎ خاکساران جہان را بحقارت منگر ✤ توچہ دانی کہ درین گرد سوار است یا پیادہ
جب بالغ ہوا عقل و کاردانی کا ستارہ اسکی پیشانی سے چمکتا تھا اسلام خان نے اپنا داماد بنایا روز بروز مرتبہ زیادہ
کرتا تھا۔ کہتے ہین کہ ایک روز ملک بہلول رفیقون کے ہمراہ سامانہ کو گیا وہان ایک فقیر صاحب کمال بیٹھا تمام رہتا
تھا اوس فقیر نے بہلول کیطرف دیکھکر مبارکباد دی اور کہا کہ تمسے کسیکو توفیق ہو کہ دو ہزار تنکہ کو دہلی کی بادشاہی
مول لیوے۔ بہلول نے فوراً زر مذکور پیشکش کیا فقیر نے کہا سلطنت ہندوستان کی مبارک ہو۔ ہمراہی مسخرا پن اور
ٹھٹھہ کرنے لگے بہلول نے جو یا اگر یہ امر وقوعی ہی مفت مین مول لیا ورنہ فقیر کی خدمت کرنی بھی کچھ بُری نہ تھی۔
القصّہ بہلول کو ایک تو اوس فقیر کی بشارت پر نظر تھی دوسرے جسرتھ کھوکھر کے اشارہ سے اور بھی بادشاہی
کا خیال جی مین سما گیا جب کہ مبارک شاہ کے وقت مین اسلام خان عرف ملک شہ شیخ علی کی لڑائی مین کام آیا
ملک بہلول اپنے چچا کی جگہ پر مقرر ہوا اور بڑھتے بڑھتے امیر الامرا کا مرتبہ حاصل ہوا جب محمد شاہ تخت پر بیٹھا
اسنے اپنی شجاعت سے خانخانان کا خطاب حاصل کیا اور رتبہ فرزندی پایا تھوڑے دنون مین کسی وجہ سے
رنجیدہ ہوکر منحرف ہوا قطب خان ولد اسلام خان جو اپنے تئین بہلول کا ہمچشم جانتا اور چچازاد بھائی تھا ملک بہلول
کی اطاعت سے برخلاف ہوکر سلطان محمد شاہ کے پاس گیا اور حسام خان عرف حاجی شرقی کی سرداری مین لشکر
گران بہلول پر چڑھا لایا کسی گانون مین جو بوڑیہ اور شاد ھوڑہ کے متعلقات مین تھا باہم جنگ واقع ہوئی۔
خدا کی مدد سے ملک بہلول فتح مند ہوا حسام خان اپنا سا منہ لیکر دہلی چلا آیا اب ملک بہلول کا ستارہ چمکا محمد شاہ
کی خدمت مین لکھا کہ اگر حسام خان قتل کیا جاوے اور حمید خان وزارت کا منصب پاوے فرمان برداری مین
حاضر ہون بادشاہ نے کچھہ تامل نکیا فوراً حسام خان کو برطرف کرکے حمید خان کو وزارت پر سرفراز فرمایا اس امر کے
ہونے سے اور بھی ملک بہلول کو دون کی سوجھی طاقت پکڑتے پکڑتے سہرند اور سنام اور لاہور اور دیپالپور اور حصار
فیروز آباد وغیرہ پر متصرف ہوگیا اور اپنے تئین پرزور دیکھکر تسخیر دہلی کو عازم ہوا جب ہانسی نہ لگا سہرند کو واپس گیا
اپنا خطاب سلطان بہلول مقرر کیا لیکن خطبہ و سکہ دہلی کی فتحیابی پر موقوف رکھا فقیر کی خوشخبری کی یاد مین مصروف
رہتا تھا جب سلطان محمد شاہ نے ملک بقا کی عزیمت کی اور سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا اسکی نارسائی اور
سست کاری سے طوائف الملوکی ہوگئی خود بخود دولت صرف بدایون پر قانع ہوکر بیٹھہ رہے اور جیسا کہ اوپر لکھہ چکے ہین

جب حمید خان وزیر کو بدایونیون کے اغوا سے رنجیدہ کرکے اوسکی فکر مین ہوا وزیر مذکور بدایون سے نکلکر دہلی آیا اور عیال واطفال بادشاہی کو سربرہنہ بڑی بے حرمتی سے حصار دہلی کے باہر نکالا اور خزانے وغیرہ اسباب شاہی پر متصرف ہوا۔ اور بادشاہ بے حمیتی سے دم بخود رہگیا حمید خان نے دہلی پہونچکر سلطان بہلول کو بادشاہی کے واسطے سہرند سے طلب کیا اور جب دہلی مین آیا عہد وپیمان کے بعد قلعہ کی کنجیان اوسکے حوالہ کردین چونکہ حمید خان بھی شان وشوکت رکھتا تھا سلطان بہلول نے تقاضائے وقت سے اوسکے رفق ومدارامین کوتاہی نکی ہر روز سلام کو جاتا تھا ایکروز حمید خان بادشاہ کے گھر مین مہمان ہوا۔ پٹھانون نے بموجب بادشاہی اشارے کے بعض ایسی حرکتین کین جو کہ عقل سے دور اور دیوانگی سے نزدیک تھین اور یہ حرکات اس ارادہ سے کی گئین تاکہ لوگ اونکو محض بے عقل سمجھکر اونکے کید وخواست سے مطمئن ہون ع دیوانہ بکار خویش عاقل ہ چنانچہ بعضون نے جوتیان اوٹھاکر مین رکھلین اور بعضون نے سر پر۔ حمید خان نے کہا یہ کیا حرکت ہی۔ جواب دیا کہ چور کے ڈر سے اپنے مال کی حفاظت کرتے ہین اور کہا کہ آپکا فرش بہت عمدہ رنگین ہی اگر ایک گلیم عنایت ہو اپنی اولاد کے واسطے ٹوپیان بناکر تحفہ کیطور سے مکان کو بھیجین حمید خان کھلا کر بول اوٹھا کہ عمدہ عمدہ کپڑے تمھارے بال بچون کو عنایت ہونگے جسوقت خوشبو کے خوان محفل مین آئے بعضے افغان نے ارگجہ اور چودہ کو لیکر چاٹ لیا اور پھول کھائے بعضون نے بدون دور کرنے برگ موز کے بیڑۂ پان کھالیا بعضون نے بیڑہ کھول کر تنہا اوسکا چونہ زبان پر رکھ لیا جب مُنہ جلنے لگا پان کو ہاتھ سے پھینک دیا۔ حمید خان نے اس حرکت کا موجب استفسار کیا سلطان بہلول نے کہا کہ یہ لوگ جنگلی وحشی آدمیت سے دور سوائے کھانے پینے کے کوئی کام نہین جانتے خیر دوسرے روز بادشاہ بہلول حمید خان کا مہمان ہوا اقرار ایسا ہوگیا تھا کہ جب بادشاہ حمید خان کے مکان مین جائے چند آدمیون کے سوا کوئی ہمراہ نہو اور چند رفیق دروازے پر رہین۔ اس مرتبہ بموجب اشارۂ ملک بہلول کے پٹھانون نے دربانون سے سختی کرنا شروع کی زور وزبردستی سے اندر جانے لگے اور کہا کہ ہم بھی بہلول کے مانند خانصاحب کے نوکر ہین سلام سے کیون محروم رہین۔ جب شور وغوغا بلند ہوا حمید خان نے سبب پوچھا لوگون نے عرض کی کہ پٹھان لوگ بادشاہ کو گالی دیتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بھی خانصاحب کے نوکر ہین ضرور سلام کو اندر جاوینگے حمید خان نے اجازت دی کہ آنے دو اجازت پاتے ہی گروہ کا گروہ اندر دھس گیا اور حمید خان کے ایک ایک خدمتگار کے برابر دو دو پٹھان کھڑے ہوگئے جب بادشاہ نے دیکھا کہ اب عہدہ برائی ہوجاویگی فوراً اشارہ کیا اوسی وقت قطب الدین سلطان کے چچازاد بھائی نے بحیلہ بغل سے نکالکر حمید خان کو قید کیا اور اپنے آدمیون کے سپردگی مین دیا اوسوقت سلطان بہلول خزانے اور دفینے اور کل کارخانے بادشاہی مین بدون شور وفساد کے متصرف ہوگیا اور نشۂ بیچارہ مین اپنے نام کا سکہ وخطبہ جاری فرمایا اور سلطان علاء الدین کے نام جو بدایون مین تھا اس مضمون سے عرضی لکھی کہ فدوی نے اپنا سکہ بٹھالیا ہی مگر نام حضور خطبہ سے دور نکریگا بادشاہ نے جواب مین لکھا کہ ہمارے والد نے تمکو فرزندی مین لیا تھا

تم میرے بھائی ہو سلطنت تمہین مبارک ہو ہم فقط بدایون مین قانع ہین غرض سلطان بہلول ہر طرح سے دلجمعی کرکے انتظام ریاست مین مصروف ہوئے چونکہ بعض امرا اسکی حمایتداری سے راضی نہ تھے سلطان محمود والی جونپور کو دہلی کے تسخیر کرنے کو تحریص دی وہ سنتے ہی مع لشکر آپہونچا اوسوقت سلطان بہلول ملتان کو جاتا تھا خبر پاتے ہی دیپالپور سے واپس آیا اور لڑ بھڑ کر محمود کو شکست دی یہ اولٹے پانون جونپور بھاگ آیا۔ اور دوسری بار پھر دہلی پر چڑھائی کی اور جنگ و جدل ہوکر یہ بات قرار پائی کہ جسقدر محالات سلطان مبارک شاہ پادشاہ دہلی کے قبضہ مین تھے سلطان بہلول کے زیر حکومت رہین اور اوسکے سوا مع ریاست سلطان ابراہیم جونپور والے کے محمود شاہ کے قبضے مین ہون۔ اس قرارداد سے دونو پادشاہ اپنی اپنی ولایت مین فرمان روائی کرنے لگے۔ اور کچھ دنون کو تیغ خون فشان نے کنج غلاف مین خواب استراحت فرمایا جب سلطان محمود نے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور اوسکا لڑکا سلطان حسین تخت پر بیٹھا۔ سلطان بہلول سے پھر لڑائیان ہونے لگین مگر کسیکی پیش نہ جاتی تھی برابر ہوکر رہجاتے تھے ایک مرتبہ ملکہ جہان سلطان علاء الدین کی لڑکی نے جو سلطان حسین کے عقد مین تھی سلطان حسین کو ورغلانا جسکے بموجب ایک لاکھ سوار اور چالیس ہزار پیادہ اور چار سو ہاتھی اور توپخانہ لے کر دہلی پر چڑھائی کی۔ سلطان بہلول نے حق نمک کا لحاظ کرکے ملکہ جہان سے براہ عجز و انکسار اظہار کیا کہ تمھارے والد کیطرف سے مجھے نیابت ملی ہے اور فرمان بندگی سے باہر نہین مجھپر چڑھائی کرنا مناسب نہین۔ ملکہ جہان نے ایک نہ مانی آخر سلطان حسین طوعاً و کرہاً لڑائی کو آمادہ ہوا سلطان بہلول بھی پندرہ ہزار سوار لیکر صف آرا ہوا اقبال تو دگاری مین دست بستہ حاضر تھا باوجود قلت فوج کے بہلول کی فتح ہوئی اور سلطان حسین شکست کھاکر گیا ملکہ جہان قید مین آئی پادشاہ بہلول نے مردمی اور مروت سے باعزاز تمام سلطان حسین کے پاس روانہ کردیا اسکے بعد سات مرتبہ تک سلطان حسین سے لڑائیان رہین چند مرتبہ صلح بھی ہوئی اکثر سلطان حسین شکست ہی پاتا رہا آخرکار شکست فاش ملی کہ دور دراز ملکون مین چلا گیا اور سلطان بہلول نے جونپور مین بھی اپنا سکہ رایج فرمایا اور اوس ولایت کو مبارک خان لوہانی کے سپرد کرکے دہلی چلا آیا اوس وقت بدایون مین سلطان علاء الدین بیس برس تک بدایون مین رہ کر رحلت کی سلطان بہلول مقام اٹاوہ مین سلطان حسین سے لڑ رہا تھا وہان سے برسر تخت بدایون گیا اور بعد اتمام پرسی کے بدایون بادشاہ کے لڑکون کے قبضے سے نکال کر اپنے آدمیون کو سپرد کیا یہ ہمیردنی گورارکی وہان سے دہلی چلا آیا روز بروز قوت اور حشمت حاصل کی اور خاطر خواہ بادشاہی کی اس شخص کا ظاہر و باطن آراستہ اور شرع کا پابند اور عدل و داد مین مبالغہ کرتا تھا اکثر اوقات عالم اور فقیرون کی صحبت مین رہتا اور انکے حالات کی جستجو کرتا تھا آخرکار ۳۰ برس ۸ مہینے ۷ روز بادشاہی کرکے موضع تلاوری مین اس جہان سے کوچ کرگیا ۸۹۴ آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین آہ جانب عقبے گیا بہلول شاہ

ذکر سلطان سکندر لودی پسر سلطان بہلول

بعض امرا چاہتے تھے کہ شاہزادۂ بابر بک بڑے لڑکے کو تخت نشین کریں اور کچھ لوگ مبارز الدین کی بادشاہی سے راضی تھے۔ سلطان سکندر کی والدہ جو سنار کی لڑکی تھی بادشاہ مغفور کے حضور میں بہ نسبت دیگر محلات کے بہت معزز تھی۔ اکثر امرا اسکی حکم و اطاعت میں تھے اسنے اپنے لڑکے کے واسطے پیغام دیا عیسے خان لودی سلطان بہلول کا چچازاد بھائی جو بہ خلاف ظاہر کے باطن میں مخالف تھا۔ اس پیام سے گالیاں دیکر بولا کہ سنار کے بیٹے کو جہانداری نہیں مل سکتی۔ کیونکر بابر بک شاہ کو جو اصیل و نجیب ہے محروم کروں۔ خانخانان قرلی جو ایک بادار امیروں میں تھا بولا کہ ابھی دو روز بادشاہ کو موئی ہوئے ہیں اوسکی بیگم سے سخت زبانی نکرنا چاہیے۔ عیسے خان نے غصہ ہوکر کہا نوکر کو رشتہ داروں کی ہمسری زیبا نہیں تجھسے کیا دعا جو دخل نا معقول کرتا ہے۔ خانخانان کو یہ بات زہر معلوم ہوئی۔ اور یہ کہکر اوٹھ کھڑا ہوا کہ میں سلطان نظام خان کا نوکر ہوں اور کل امرا کو متفق کرکے شاہزادہ نظام خان کو سلطان سکندر کے خطاب سے ۸۹۴ ہجری میں واقعہ قصبہ بلالی مسند نشین کیا۔ بادشاہ وہاں سے بابر بک شاہ والی جونپور اپنے بھائی کے مطیع کرنے کو روانہ ہوا اور بعد فتح ملک پھر مکدر بھائی کو حوالہ کردیا فقط خطبہ اور سکہ اپنے نام سے مروج فرمایا اور سلطان حسین والی جونپور سے کئی مرتبہ لڑ بھڑ کر فتح پائی یہ سلطان حسین جو سلطان بہلول لودی سے شکست کھاکر دور از نکل گیا تھا اور اکثر اوقات بابر بک شاہ سے مقابلہ کیا کرتا تھا۔ لکھا ہے کہ جب دہلی کی بادشاہی سلطان محمد شاہ بن سلطان فرید بادشاہ کے حصہ میں آئی ملک سرور خواجہ جہانی کا خطاب پاکر جونپور کا نائب السلطنت ہوا اور اسکے بعد ملک قرنفل خطاب پاکر جونپور اور اسکے اردگرد کی حکومت پر مامور ہوا

ذکر سلاطین شرقیہ

جب سلطان محمد شاہ کی شوکت و صلابت میں ضعف آیا اور مقدمہ ابتر ہوا سلطان الشرق نے استیلا کرکے پرگنہ کول اور اتاوا اور کنپلہ اور بھرائچ اور سنڈیلہ اور بہار اور ترہت وغیرہ دہلی کی طرف سے اپنے تصرف میں کھینچ لیا اور بالاستقلال حکومت کرنے لگا اور ۸۹۶ ہجری میں خطبہ و سکہ اپنے نام کا پڑھایا اور ملک کی رونق بڑھائی اور ۱۶ برس تک حکمرانی کی۔

ذکر سلطان مبارک سلطان الشرق کے بیٹے کا

سلطان مبارک منہ بولا لڑکا سلطان الشرق کا تھا سلطان کے بعد وفات ایک برس چند مہینے فرمان روا ہوا

ذکر سلطان ابراہیم شرقی بن مبارک شاہ

سلطان ابراہیم نے چالیس برس چند مہینے اور سلطان محمود نے ایک برس اور اسکے آگے سلطان محمد شاہ نے تین برس پانچ مہینے اور اسکے بیٹے سلطان حسین خان نے گیارہ برس حکومت کی اور اس بادشاہ سے انکے خاندان میں سلسلۂ حکومت منقطع ہوا اگرچہ اس سے پیشتر سلطان بہلول نے شرقیوں کو زیر کرکے ولایت جونپور اپنے آدمیوں کے سپرد کی تھی مگر قرار واقعی ضبط ربط نہوا تھا۔ اس وقت میں سلطان سکندر نے بخوبی بندوبست کرلیا

اور شرقی ولایت کو جو ہلی کے بادشاہون کے قبضے سے نکل گئی تھی ایکسو دو برس کے بعد نئے سرے سے شامل کر لیا۔
القصہ سلطان سکندر نے بڑی مضبوطی سے بادشاہی کی اور عدل و انصاف کے ساتھ انتظام رہا اسکے عہد مین غلہ ارزان رہا اور رعایا بالجمع بے فکر و آرام سے اپنے کاروبار مین مصروف رہی۔ شرع محمدی کا بڑا پابند تھا۔ مذہبی قصیدے بھی رکھتا تھا اکثر تکدے کھود ڈالے مسجدین اور مدرسے بنوائے۔ متبرک اور غیرہ تیرتھون مین نہانے اور کریا کرم کرنے سے اہل ہنود کو ممانعت کی۔ تھانیسر کے مندر کو بھی نابود کرنا چاہتا تھا۔ مگر بعض لالچی عالمون نے کہا کہ پرانے مندرون کو کھودنا جائز نہین اگر ایسا ہی تو یوحنا یاث وغیرہ کی ممانعت کیجاوے بادشاہ اس طرفداری کے جواب سے نہایت بیزار ہوا۔ الغرض یہ بادشاہ متعصب مزاج اہل ہنود کی ذلت و رسوائی مین مصروف رہتا تھا ہندؤن کو حکم تھا کہ نیلگون کپڑے کی چپکن انگرکھے کے مونڈھے پر سلایا کرین تاکہ ہندو سے مسلمانی کی اطاعت ظاہر ہو۔ ہندؤن کی کتابین جہان پائین جلاوین۔ پگڑی کے باندھنے کی نہایت ممانعت تھی اگر کوئی باندھتا اوس سے قرار واقعی جرمانہ لیا جاتا۔ اکثر ہندو لوگ انگوچھہ سر پر باندھتے تھے اور نہایت خفت اور خواری مین گذر اوقات کرتے۔ ایک مرتبہ ایک برہمن کو اس قصور سے کہ اسکی زبان سے کلمۂ اسلام نکلا تھا قید کرا دیا بادشاہ نے ممالک محروسہ کے تمام فاضل اور عالم جمع کرکے اپنا دعوی اوسپر ثابت کیا جب اوسنے مسلمان ہونا قبول نکیا اور تو بہت چلا قتل کر ڈالا۔ اول اول اسی متعصب نے ہندؤن کی نے حرمتی کی اور ایک برہمن کو مارا اسکے مزاج مین مسلمانون کی بڑی رعایت تھی عاشورہ کے روز بہت سے خیرات اور تصدق کرتا۔ مسجد اور مدارس مین امام۔ موذن۔ خطیب مدرس مقرر کیے اونکی معاش سرکار سے مقرر کی رعایا اور سپاہ کی اسقدر خبر گیری کرتا کہ لوگون کے گھرون کا خاص خاص حال تک دریافت ہو جاتا۔ بعض اوقات رات کو تبدیل ہیئت سے کوچہ و بازار مین گشت کرتا اور خلق اللہ اور اپنے امرا کے حال سے بخوبی آگاہی پاتا لوگون کو خیال ہوتا تھا کہ کوئی جن بادشاہ کو سارا حال سنا جاتا ہی۔ بعض کا اعتقاد تھا کہ ایک طلسم کا چلہ بادشاہ کے ہاتھ لگا ہی خصوصت اوسے روشن کرتا ہی جنات حاضر ہوکر تمام روے زمین اور دوسرے ملکون کے فرمان روایونکا حال اور نیز پوشیدہ امور بیان کرتے ہین۔ اور خزانے اور دفینے دور و نزدیک سے لاکر بادشاہ کو دیتے ہین بالجملہ یہ بادشاہ بڑا عقیل و ہوشیار تھا جسطرف لشکر بھیجتا روزمرہ لڑنے اور دشمنون کے محاصرہ کرنے کی تدابیر اور جنگ کے قواعد اور مورچون کی طیاری وغیرہ کے اہتمام کے بارہ مین لکھکر سردارون کے نام بھیجا کرتا نوکرون کی کیا مجال تھی کہ اوسکے حکم کے برخلاف قدم رکھین ڈاک چوکی کا اسباب ہر وقت طیار رہتا تھا جس امیر کو فرمان بھیجتا وہ شخص دو تین کوس فرمان کی پیشوائی کرتا اور نامہ بر اوسکے موقع پر پالکی گھوڑے وغیرہ کے کھڑا ہوکر مکتوب الیہ کو حوالہ کرتا اور مکتوب الیہ دونو ہاتھ سے لیکر سر پر رکھتا بعد ازان اوسی جگہ یا مسجد

بانسبر پر جہان تک ہوتا پڑھا جاتا تھا ہر ملک کی اخبار روز مرہ گوش گذار ہوا کرتے تھی آخر کار مرض خناق بڑی شدت سے عارض ہوا کہ پانی تک حلق مین نہین اوترتا تھا اسی بیدمی مین سانس نکل گئی چھبیس برس پانچ مہینے کی حکومت مین بہت کچھہ لطف خلق اللہ کے ساتھہ فرمایا گیا

ذکر سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی

سلطان ابراہیم ۹۱۵ھ ہجری مین تخت نشین ہوا اسکے جلوس کا تخت قسم قسم کے جواہرات سے مرصع بنایا گیا تھا باپ سے زیادہ اپنے امرا کے دلمین اپنا سکہ بیٹھایا ارکان دولت کی جرأت نہ تھی کہ بال برابر بھی اوسکے حکم مین دخل دین چونکہ بدباطن لوگ اپنی گرم بازاری کے واسطے نہین چاہتے کہ ایک بادشاہ رہے لہذا سلطان ابراہیم کا جی اسطرح پھیرا کہ اوسنے اپنے چھوٹے بھائی جلال الدین کو جونپور کی حکومت پر رخصت کیا جب وہ روانہ ہوگیا وزیرون کی راے مین یہ امر خلاف مصلحت ہوا۔ تب بادشاہ نے اوسے پیغام دیا کہ چند امور شورہ طلب ہین لہذا ایک ہی روز کے واسطے لوٹ کر شریک مصلحت ہو۔ شاہزادہ نے درجواب کہلا بھیجا کہ چونکہ اچھی ساعت مین گھر سے نکلا ہون بالفعل منزل مقصود کو سدھارتا ہون بعد چندے حاضر ہونگا اور راہی ہوکر جونپور جا مسند آرا ہوا۔ بادشاہ نے دہان کے امرا کو امیدوار لطف و کرم فرما کر شاہزادہ سے نا موافق کر دیا۔ شاہزادہ جلال الدین کو جو یہ حال ظاہر ہوا علانیہ مخالف ہوکر اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا اور اعظم ہمایون سروانی سے متفق ہوکر آمادۂ پیکار رہا جب بادشاہ نے چڑھائی کی اعظم ہمایون نے طاقت ہوکر خدمت پادشاہی قبول کی شاہزادہ نے بھی شرمندہ ہوکر قدمبوس ہونا چاہا مگر قبول نہوا آخر شاہزادہ راجہ بکرماجیت ولد راجہ مان حاکم گوالیار کی پناہ مین گیا اعظم ہمایون ۳۰ ہزار سوار اور ۳ سو ہاتھی اور بسیط توپخانہ ہمراہ لیکر گوالیار پر چڑھا شاہزادہ بیتاب ہوکر مالوہ اور وہانسے گوندوانہ مین آیا حاکم گوندوانہ نے بے رحمی سے شہزادہ کو مقتول کیا چونکہ بادشاہ شراب شباب سے چکنا چور تھا بادشاہی کے شان کے برخلاف اسکے کام ہوتے وزیرون سے کبھی صلاح نہین لیتا تھا اعیان دولت کی تھوڑی سی تقصیر کی عوض مین بڑی سزا فرماتا اس سبب سے اکثر لوگ جان سے عاجز ہوکر بادشاہ کی بدخواہی کرنے لگے اور امور شاہی مین بڑا خلل واقع ہوا میان بھوا کو جو سید اور وزیر اعظم تھا بلا تقصیر قید کیا اور بدانرشید ہو کے بھڑکانے سے قتل کروا ڈالا۔ ایکروز سلطان سکندر نے ایکدانہ موٹھہ کا جامع مسجد مین دیکھا اوسے اوٹھا میان بھوا کو عنایت کیا اوسنے آداب عرض کیا دلمین جو دھیان کیا سمجھا کہ اس دانہ سعادت نشانہ کو ایسی دانائی سے رکھیے تاکہ حیات ابدی حاصل کرے بس اوس مرد دانا نے اپنے باغچہ مین بویا اور نہایت ہوشیاری سے حافظہ رہا جب بالیان برآمد ہوئین دو سو دانہ سے زیادہ پیدا ہوئے اسیطرح سے کئی برس تک بویا کاٹا کیا اوسکے حاصلات سے اسقدر روپیہ پیدا کیا کہ واقع دہلی مین کمال استواری سے ایک مسجد تعمیر کرا کر حضور مین اطلاع دی

بادشاہ نے اوسکی عقل و دانش پر آفرین فرماکر مرتبہ کی افزایش کی اور اوسکا نام موٹھہ مسجد رکھا چنانچہ ہنوز دہلی مین قایم اور اوسی نام سے مشہور ہی۔ بالجملہ بادشاہ نے وزیر کو ناحق قتل کیا اور اعظم ہمایون کو بھی گوالیار کے محاصرہ سے طلب کرکے آگرہ مین قید کیا۔ اوسوقت اسکا لڑکا اسلام خان مانکپور کے حاکم نے بغاوت اختیار کی چالیس ہزار سوار اور پانسو ہاتھی لیکر لڑائی کو مستعد ہوا۔ اول یہ پیغام دیا کہ اگر اعظم ہمایون کو خلاص کیا جاوے آتش فساد بجھتی ہی بادشاہ نے اپنی گرم مزاجی سے کچھہ نہ سُنا اور اوسکی سرکوبی مین فوج مقرر کی مقابلہ ہوا ادھر لڑائی مین اسلام خان کی جان پر بنی اودھر محبس مین اعظم ہمایون نے بھی اپنے وجود سے قید خانۂ دنیا کو خالی کیا۔ پہاڑ خان ولد دریا خان نے بہار مین سرکشی کی۔ ایک لاکھہ سوار فراہم کرکے ولایت سنبھل تک فتح کرلی اور اپنے خطاب سلطان محمد کے نام سے سکہ و خطبہ کو رواج دیا اسطرح ٹھانون نے ہر طرف شورش برپا کی۔ دولت خان لودی باغی ہوکر لاہور سے بھاگا۔ اور ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کے حضور مین واقع کابل پناہ لیگیا اور عزیمت ہند کی درخواست کی۔ بابر بادشاہ ہندوستان کو چلا پانی پت مین دریاے خنگ نے لہرانا شروع کیا اور اسی ورطۂ سلامت خیز مین سلطان ابراہیم زندگانی سے ہاتھہ دھوکر دریاے فنا کے پار جا اوترا اسکی حکمرانی سات برس رہی۔ ابتدے آبدال سے ابراہیم تک تین بادشاہ ۱۷ برس پانچ مہینے آٹھہ روز حکومت کرتے رہے آخر کو ابراہیم سے سلطنت کا سلسلہ ٹوٹ گیا

ذکر سلطنت ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ سپر چشمۂ سلاطین خجستہ آئین ہندوستان و مجملی از احوال آبا و اجداد

ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ بن عمر شیخ مرزا بن سلطان ابوسعید مرزا بن سلطان محمد مرزا بن جلال الدین میران شاہ مرزا بن صاحبقران امیر تیمور گورکان ہی پوشیدہ نرہے کہ چونکہ کارپردازان قضا و قدر نے اکثر ملکون کی فرمان روائی کا فرمان صاحبقران امیر تیمور گورکان کے نام پر تحریر فرمایا تھا شیر خواری مین سروری اور سرداری کے آثار اسکے کاسہ سر سے سربسر واضح تھے اور چھوٹے سن مین بزرگی اور بلند ہمتی اور عالی دماغی کے سامان وجود سراپا وجود سے لائح تھے جب سن تمیز کو پہونچا اسکی ہر حرکت اور چال و چلن سے بادشاہی کی شان برستی تھی اور گفتار و کردار و دستار و رفتار سے شکوہ کیانی جلوہ گر تھا کھیل و کود مین جانبازی ملک تازی کے تذکرے ہوتے تھے لشکر کشی گردن زنی کھیل جمتے تھے مثل مشہور ہی ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات القصہ شیرین خان والی توران کے خدمتگار رہتا تھا یہ شخص چغتائی خان کے نسل سے تھا۔ آخر شجاعت ذاتی اور دلیری فطرتی سے روز بروز ترقیان پاتا ہوا کل امرا سے بلند مرتبہ ہوا جب اوسکا باپ امیر محراب خان دولت دنیوی سے ہاتھہ اوٹھا کر یاد خدا مین مصروف ہوا اور بعد چندے متوجہ بہشت ہوا صاحبقران پچیس برس کا تھا باپ کے مرنے پر گیارہ سال گذرے تھے کہ ۹۰۲ھ ہجری مین شیرین خان فوت ہوا اور طالع بیداری کی یاوری سے صاحبقران بلخ کے مقام مین تخت شاہی پر رونق افروز ہوا اسکے خطبہ کو اپنے نام نامی سے نامور کیا۔ سمرقند مین دار الخلافہ مقرر ہوا عالمگیری کا ارادہ ہوا۔ تھوڑی مدت مین ماوراء النہر و خوارزم

وترکستان وخراسان وعراقین وآذربائیجان وفارس ومازندران وکرمان ودیاربکر وخوزستان ومصر وشام وروم وکابلستان
وزابلستان وگرجستان وہندوستان وغیرہ ولایتین فتح کرلین ہر مقام پر انکے نام پر سکہ بکتا تھا ہر طرف رعب ملک گیری چمکتا
تھا۔ قاف سے قاف تک زیر حکومت ہوا ہر ایک گرم اطاعت ہوا۔ تاجداروں نے قدمبوسی مین شرف پایا یا سرکشون
نے راہ ادب مین سر جھکایا آخر ۳۵ برس پادشاہی کرکے ۸۰۷ ہجری مین بہشت برین کو سدھارا جب کہ ختا کے ارادہ پر
عازم تھا۔ سمرقند سے ستر کوس مقام انزار مین زندگی نے خطا کی اکہتر برس کی عمر پائی **نظم** سلطان تیمر کہ مثل اوشاہ نبود
در ہفتصد وسی وشش آمد بوجود ۔ در ہفصد وہفتاد ودوم کرد جلوس ۔ در ہشتصد وہفت کرد عالم پدرود ۔ جلال الدین بن
میران شاہ میرزا جو تیمور الملک کا صاحبقران کا تھا عراق اور آذربائیجان اور دیاربکر کی حکومت کرتا تھا ۸۱۳ ہجری مین قرا یوسف
ترکمان سے تبریز کے اطراف مین لڑائی ہوئی اور اوسی میدان مین کام آیا سلطان محمد مرزا بن جلال الدین میران شاہ مرزا سے
بڑے بھائی سلطان مرزا کی خدمت مین سرداری کے مرتبہ پر مقرر تھا۔ اجل طبیعی مین گذر گیا۔ سلطان ابوسعید مرزا ولد
سلطان محمد مرزا پچیس برس کی عمر مین تخت آرا ہوا اور ۱۸ برس تک ترکستان اور ماوراالنہر اور بدخشان اور کابل اور غزنین
اور قندھار اور بعض حدود ہندوستان پر فرمان روا رہا اور اخیر عمر مین عراق فتح کیا ۸۷۳ ہجری مین جس طور سے اتفاق
ہوا ہو آزون حسن ولد قرا یوسف خان آذربائیجان کے حاکم کے قید مین تھا۔ یادگار میرزا شاہرخ مرزا کے پوتے نے جو اوسکا نوکر
تھا بادشاہ کو قتل کیا۔ عمر شیخ مرزا جو تھا لڑکا ابوسعید مرزا کا فرغانہ اور ولایت کندوخشب کے حکومت کرتا تھا تخت گاہ
مرغانہ مین خطہ اندجان ہی اور وہان ایک پل پر عمارات شاہی تھی ۹۹ ہجری مین جب کہ اوسکی عمر ۳۹ برس کی تھی پل
ٹوٹنے کے باعث سے دبکر مرگیا۔ الغ بیگ مرزا برادر عمر شیخ مرزا جو ابوسعید مرزا کا لڑکا ہی علم نجوم مین مہارت کامل رکھتا
تھا رصد بنانے پر ہمت باندھی اور آخر کار انجام کو پہونچایا چنانچہ آج تک اہل تقویم اوسی کے رو سے پترہ بناتے ہین
مگر بعضی شخص جنون نے راجہ جی سنگھ سوائی کے رصد سے واقفیت حاصل کی ہی جو میرزا خیر اللہ بیگ نے بنایا تھا
اور محمد شاہی کے نام سے مشہور ہی اوسکو الغ بیگ کی رصد سے کچھ غرض نہین ہی۔ بعد انتقال عمر شیخ مرزا کے سلطان
احمد مرزا اوسکا بڑا بھائی جو سمرقند کا حاکم تھا اندجان کی فتح کو عازم ہوا۔ مدت تک گھیرے پڑا رہا۔ مرضی خدا
دیکھیے جاڑے کی ایسی شدت ہوئی کہ اسکے لشکر کے اکثر انسان اور چارپایون کی زندگانی کا بازار ٹھنڈا ہوگیا۔
اس سبب سے واپس چلا آیا۔ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ بن عمر شیخ مرزا نے ۱۲ برس کی عمر مین ۹۹۹ ہجری کو واقعہ
اندجان سریر خلافت پر جلوس فرمایا گیارہ برس ماوراالنہر مین ازبک اور چغتا بادشاہون سے گرم جنگ رہا اور تین
مرتبہ اپنے چچا احمد مرزا پر غالب آکر سمرقند فتح کیا چونکہ مشیت الہی یون تھی کہ اس بلند ہمت کے پیر ہندوستان مین بھی
رونق افروز ہون ملک توران مین اسکا بندوبست بخوبی نہو سکا۔ لاچار سمرقند سے بدخشان آیا اور خسرو شاہ سے
لڑکر فتح پائی وہان سے کابل آکر محمد مقیم ولد ذوالنون ارغون سے لڑ پڑا اس شخص نے عبد الرزاق مرزا ابن الغ مرزا

ابن سلطان ابوسعید مرزا کو جو کہ بابر بادشاہ کے چچا زاد اولاد مین تھے مغلوب کرکے کابل اپنے قبضے مین کرلیا تھا
خیر اس رگڑا جھگڑا مین محمد مقیم شکست کھاکر قابل سے قندھار کو بھاگا جہان اوسکا بھائی شاہ بیگ حاکم تھا۔
بابر نے کابل اور بدخشان کی حکومت قرار واقعی اپنے قبضے مین کی۔ صاحبقران امیر تیمور گورگان کے اولاد کو سابق مین مرزا
کہتے تھے اور بابر کیوقت سے بادشاہی کا لقب حاصل ہوا الغرض بابر نے ایام بہار کابل مین گذارے یہان کی آب و ہوا حضور
کے مزاج مین سازگار ہورہی۔ کابل ایک بڑا شہر ہی ایران کے طریق پر یہان کی بازار ہی باوجودیکہ جاڑے کی شدت ہوتی ہی
مگر برف سے کچھ نقصان نہین پہونچتا۔ یہان میوہ بہت۔ بہار نہایت پسندیدہ ہی۔ جن دنون مین بابر بادشاہ
کابل مین مقیم تھا سنہ ۹۱۱ ہجری مین ایسا عظیم زلزلہ آیا کہ قلعہ کی فصیل اور اکثر شاہی عمارت اور باشندون کے مکانات
اوسکی شدت سے گر گئے۔ اور تمام دن مین ۳۹ مرتبہ زمین نے جنبش کھائی۔ اکثر انسان و حیوان کے نہال حیات جڑ سے
اوکھڑ گئے۔ اور ایک مہینے تک برابر اتان مین ایک مرتبہ ہر روز زلزلہ آتا تھا بعض جگہ زمین ساٹھ گز لنبی اور گز بھر چوڑی
پھٹ گئی تھی۔ اور ایک تیر کے اندازے سے نیچے کو دھس گئی اور وہان سے پانی روان ہوا ایک مقام پر چھ کوس تک
ایسا شگاف ہوگیا تھا جسمین بڑا اونچا ہاتھی آرام سے کھڑا رہے۔ زلزلہ سے پہلے پہاڑون سے ہوا کا طوفان بڑی شدت
سے اوٹھا۔ گویا کہ آثار قیامت پدیدار ہوئے۔ اور اس سال ہندوستان مین بھی زلزلہ عظیم آیا تھا۔ بالجملہ ہنوز بابر کابل
مین تھا کہ خاقان سلیمان شان شاہ اسمٰعیل صفوی خراسان مین محمد خان شیبانی کی گوشمالی کے واسطے آیا جو کہ شاہ خاقان
کے نام سے مشہور تھا اور اوسکی ساری بلند پروازیان خاک مین ملادین بخت بد کی شومی سے مع فوج مارا گیا۔ اور خراسان
ملک محروسہ مین شامل ہوا۔ بابر مرزا نے بادشاہ موصوف سے توسل پیدا کرکے کچھ مدد فوج کی بھی حاصل کرلی۔
اور بلخ و بخارا کو جاکر فتح کرلیا اور سلطان مرتضوی کے رعب سے بخارا مین خطبۂ امامیہ پڑھا گیا۔ لیکن بسبب اتفاق
کے کہ فوج قزلباش کے سردار نجم نامے اور شاہ بابر سے اتفاق ہو گئی جب کہ تورانیون سے لڑائی آن پڑی امیر نجم نے کسیقدر
عین لڑائی مین بیدلی کی بابر نے شکست کھائی اور امیر نجم میدان رزم مین مارا گیا۔ اب بابر کے پیر نہ جم سکے۔
لاچار بدخشان اور کابل اور کسیقدر متعلقات بلخ سے راضی ہوکر فوج جمع کرنے لگا جسوقت لشکر کی جمعیت سے
بھی ہوئی اور ہندوستان کے اودھا دھند سے اسطرف کو روانہ ہوا پس بادشاہ مرتضوی نسب سے رخصت لیکر
ہندوستان پر چڑھا۔ اول مرتبہ سنہ ۱۲ ۹ ہجری مین نزلہ مضافات ملتان تک اور دوسری دفعہ سنہ ۱۳ ۹ ہجری مین بھیرہ
کابل کی راہ سے اطراف اول عرف لمغان تک اور تیسری بار سنہ ۲۵ ۹ مین بھیرہ پنجاب تک اور چوتھی دفعہ سنہ ۳۰ ۹ ہجری مین
لاہور اور دیپالپور تک اور پانچوین مرتبہ سنہ ۹۳۳ مین جب کہ سلطان ابراہیم سے بیدادسے اکثر امرا نے باغی ہوکر غدر مچایا
اور دولت خان لودی نے کابل مین جاکر ہندوستان آنے کی استدعا کی بابر بادشاہ نے ہندوستان کو عزیمت فرمائی
اور پیشتر سے بعض امرا کو لاہور وغیرہ کیطرف رخصت دی اور خود بدولت اقبال و نصرت کی رہنمائی سے دریاے سندھ کے

کنارے آپہونچا اور بروقت جایزہ کے سوار و پیادہ کیا سپاہی کیا سوداگر اور اکابر اور سوا فر سب ملاکر دس ہزار شمار مین آئے
اس وقت مین خبر لگی کہ دولت خان اور غازی خان نے عہد توڑ کر چالیس ہزار سوار و پیادہ سے قلعہ کلانور کو فتح کر لیا
اور لاہور اور سیالکوٹ کے مردمان متعینہ شاہی سے ارادہ جنگ کا رکھتے ہین پس بادشاہ فوراً لوٹ گیا دریاے چناب
سے عبور کر کے قصبۂ بہلول پور مین ٹھہرا حکم دیا کہ سیالکوٹ اوجاڑ کر وہان کے باشندون کو بہلول پور مین آباد
کرین اسقدر حکم دے کر مشیر کو عازم ہوا۔ محض تائید آسمانی سے چند روز پیشتر عالم خان وغیرہ امرا نے بادشاہ
سے مخالفت کی اور چالیس ہزار سوار بعزم پیکار اکٹھے کر کے دہلی کو چلے جسوقت بادشاہ ابراہیم نے مقابلہ مین پڑا
جمایا۔ انھون کی ہمت نہ پڑی کہ مبارز طلب کرین لاچار رات کو چھاپہ مارا اور دوسرے روز سخت لڑائی
ہوئی آخر کو پھر اوکھڑے بھاگ کر سہرند پہونچے۔ بابر شاہی لشکر کے پہونچنے کی خبر پائی نہایت خوش ہو کر اوسکے
حضور مین حاضر ہوئے اور شامل لشکر ظفر اثر ہو گئے۔ پھر بادشاہ نے سیالکوٹ سے پرسرور کی راہ سے کلانور
اور وہانسے چلکر قلعہ بلوت کو فتح کیا۔ دولت خان جسنے اپنا عہد توڑ ڈالا اور اوس شرم سے حضور مین نہین
آتا تھا حاضر ہوا۔ خیر خواہون کے صلاح سے بادشاہ کو قلعہ بلوت مین محصور کیا کہ اوسی قید مین وہ مر گیا
اور بابر بادشاہ انبالہ پہونچا۔ شاہزادہ ہمایون مرزا کو حصار فیروز کے تسخیر کرنے کو حکم دیا شاہزادہ اوس اطراف
کو زیر کر کے واپس حضور مین آیا اسکے عوض مین حصار فیروز اور ایک کرور نقد تنگہ مرحمت ہوا انبالہ مین خبر آئی
کہ سلطان ابراہیم ایک لاکھ سوار اور ہزار ہا تھی اور توپخانہ بیشمار ہمراہ لیے ہوئے لڑائی کے ارادہ سے منزل بمنزل
چلا آتا ہے اس خبر سے بابر نے انبالہ مین رہنا قبول نکیا اور پانی پت مین آپڑا۔ سلطان ابراہیم بھی وہان
پہونچکر معرکہ آرائی مین مصروف ہوا۔ ہر روز جنگ و آویزش شروع ہوئی فوج بابری توفیقات الٰہی سے غالب آئی
ہر طرف سے تحسین و آفرین پائی۔ سلطان ابراہیم بڑی شان و شوکت سے ہاتھی پر سوار ہو کر معرکہ مین آیا
اور پٹھانون نے اوس لڑائی مین ہاتھیون کو بابری لشکر پر ڈھیلا۔ ان کالے دیوون نے فوج بابری کو روز سیاہ
دکھلایا جدھر رخ کیا بساط کی بساط اولٹ دی ولایتی فوج ششدر مین پڑی تھی۔ مغلون کے گھوڑون نے
کبھی فیلان کوہ تمثال کی صورت نہ دیکھی تھی سامنے آنے سے مُنہ پھیرتے تھے اگر کسی سوار نے دلیری کی ترنگ
مین آکر اوسپر باگ لگائی ہاتھیون کی خرطوم سے سر و پیٹ عدم کی راہ پائی فوج بابری مین ایسی بد انتظامی ہوئی
کہ ہر ایک سوار و پیادہ بیدلی سے جی ہار گیا چھکے چھوٹ گئے بادشاہ بابر نے جب دیکھا کہ بُری حال ہوئی
ننگ و ناموس کے واسطے کوئی منصوبہ کرنا چاہیے۔ آخر تھوڑی اور شیر مردی کی باتون سے فوج کو
لڑنے پر شہ دی کہ اسی دن کی آرزو مین جوانمرد لوگ مرتے ہین نامرد البتہ جی چراتے ہین فوج نے ایسے کلمات سے
پھر ہاتھ پیر نکالے چونکہ حکم خدا تو یہ تھا کہ ہندوستان کی بادشاہی قبضۂ بابری مین آئے سلطان ابراہیم مرکر

کارزار مین مقتول ہوا فوج مخالف مین بھگدر پڑی - پانچ چھہ ہزار سوار نقش سلطانی کے برابر فانی پڑے تھے بالجملہ اس فتح عظیم سے تمام ہندوستان مین رعب بابری چھاگیا - بعد فتح سلطان بابر نے سجدۂ شکر خداوند حقیقی ادا کیا - اور دہلی مین آکر اپنے نام کا خطبہ و سکہ مروج کیا - خزانے کھول کر ستر لاکھہ تنگہ سکندری اور ایک شاہی مکان بے اسکے کہ اوسکے مکین کا نشان پاوین شاہزادہ ہمایون مرزا کو حوالہ فرمایا - اور دس لاکھہ تنگہ امرا کو مرحمت ہوا - اور ہر متنفس جو لشکر مین تھا انعام سے سرفراز ہوا - اور جو شاہزادے کابل مین تھے اونھین اور محلات کو ہر ایک کے مناسب حال نقد و جنس روانہ فرمایا القصہ دہلی کے انتظام سے فرصت پاکر آگرہ کو متوجہ ہوا یہان پیچ دار السلطنت تھا - پس انتظام ملکی اور مالی کیواسطے چندے یہان پر متوقف ہوا - دہلی اور آگرہ کے سوار اور ملک قبضۂ بابری سے باہر پٹھانون کی کشاکشی مین تھے القصہ تھوڑی مدت مین بادشاہ نے اپنی تدبیرون سے اکثر سرکشون کو مطیع کرلیا - اور ہر شخص اپنی لیاقت کے موافق مشمول عنایت ہوا - اور نئے پرانے امرا کو بھی حسب لیاقت جاگیرات مقرر ہوئی - سلطان ابراہیم کی اولاد اور متعلقون سے براہ عنایت پیش آیا اونکا خزانہ اونھین پر حلال کیا - بلکہ شاہ لاکھہ تنگہ والدۂ سلطان کے واسطے مقرر کیا وہ نہایت خوش ہوئی - اور ایک قطعۂ الماس گران بہا جو آٹھہ مثقال وزن مین تھا اور راجہ بکرماجیت کی اولاد سے ہاتھہ لگا تھا علاء الدین کے خزانے سے نکالکر بابر بادشاہ کے نذر گذرانا القصہ بابر بادشاہ نے انتظام جہانداری کے واسطے تمام موسم برسات آگرہ مین بسر کیا اور بعد انقضاے برسات ورد سمرہ کے جواہل ہنود کے کسی عید کا دن ہے مخالفون کی سرکوبی کو عازم ہوا - اسی عرصہ مین رانا سانگا عظیم راجہ ہندوستان کا حسن خان میواتی کے بھڑکانے سے نہایت جرأت اور بیخوفی سے مع لشکر مقابلہ پیا مین آگرہ کے متصل آپہونچا اور نیز ایک گروہ پٹھانون کا جو سلطان ابراہیم سے مخالف تھے پچاس ہزار سوار اور ہاتھی جمع کرکے اطراف قنوج مین خروج شروع کیا - اور بہاڑ خان ولد دریا خان کو بادشاہ بناکر سلطان محمد لقب دیا ہر طرف سے عجب طرح کی شورش اوٹھہ کھڑی ہوئی - کابلی امرا جو کہ سردی کے سبب گرمسیر تھے عاجز آئے بعض گرمی کی لڑائیون اور بعض رانا سانگا کے خوف سے بادشاہ کے حضور مین مراجعت کے مستدعی ہوئے کہ ہنوز یہ ملک بخوبی ضبط نہین ہوا - اور باغیون نے ہر طرف غدر مچا رکھا ہے مناسب ہے کہ یہان پر چند قلعہ تعمیر ہون اور خود بدولت پنجاب مین مقیم ہون - بادشاہ نے فرمایا کہ ایسے وسیع ملک کو جو بڑی مشقت سے ہاتھہ مین آیا - اور ایک خلق کثیر کا خون بہایا گیا چھوڑنا اور ایک ہندو کے روبرو اپنی ترکی تمام کرنا بہتر نہین - زمانے مین نام بد ہوگا نظر خلائق مین سیر ارتبہ رد ہوگا ہیہات ہیہات یہ وہ وقت ہے کہ لوٹ جانا چاہیے بلکہ مردانہ جانفین لڑکر ہمیشہ کو نام نیک حاصل کرنا چاہیے

مردی آزمانے کا یہی ہنگام ہی ۵ جوانمردان نہ پیچند از کسے رو ۔ ہمین چوگان ہمین میدان ہمین گوئ
اسطرح فوج کی دلجمعی کرکے آگرہ سے برآمد ہوا ۔ باہمدگر صف آرائی ہوئی طرفین سے بخت آزمائی ہوئی ۔
بہادران قوی دل شیر کے مانند میدان مین آئے جنکے تہور سے چرخ پیر تھرایا مریخ سا خنجر گذار الامان پکارا
رستم و افراسیاب کی روح گور مین تھرائی ۔ زمین کی حرب و ضرب نے آسمان کی پیٹھ جھکائی ۔ تا ئید غیبی
بابری کے پشت پناہی مین تھی ۔ رانا سانگا نہایت مضطرب ہوکر بھاگ نکلا ۔ اور بڑی خرابی سے اپنے
گھر تک پہونچا ۔ فوج ہمراہی نے نیزون کے پھل سے پیٹ بھرا ۔ بابر شاہ نے جو ایسی فتح پائی خدا کی درگاہ
مین شکر بجالاکر آگرہ کو مراجعت فرمائی ۔ تدبیرات مناسب سے بانیان شر و فساد کے خار وجود منحوس سے
گلستان جہان کو صاف کیا ۔ تمام دہلی اور آگرہ کے اطراف مین بندوبست بخوبی ہوگیا ۔ قنوج کے
پٹھانون کی بھی سرکوبی ہوئی امرائے کابلی کا فتح یابی سے دلشاد ہوا ۔ کابل کے جانے سے باز رکہ ہندوستان
مین رہنا قبول کیا ۔ جتنی برہمی امور جہانداری مین تھی سبکا انتظام ہوگیا ۔ شاہزادہ ہمایون مرزا واسطے
انتظام ملتان کے جو بادشاہ دہلی کے تصرف سے نکل گیا تھا رخصت ہوا اور اپنی حسن تدبیر اور اقبال بابری سے
جاتے جاتے تسخیر کرلیا ۔ پوشیدہ نرہے کہ بعض تاریخون مین یون لکھا ہی کہ ملتان مین اسلام کا ظہور ۹۹
ہجری مین محمد قاسم کی سعی سے حجاج یوسف کے وقت مین ہوا ۔ بعد ازان سلطان محمود غزنوی نے اوس
ولایت کو ملاحدہ قرامطہ کے تصرف سے نکالکر اسلام کو رایج کیا اوسکے بعد سلطان شہاب الدین غوری
ہندوستان مین فتحیاب ہوکر ولایت ملتان پر بھی متصرف ہوگیا ۔ اور ابتداے ۵۸۸ ہجری سے تا
۷۵۵ ہجری تک وہ ولایت بادشاہان دہلی کے زیر حکومت رہی ۔ بعدہ سلطان محمد شاہ کی سست
انتظامی سے ہندوستان مین طوائف الملوکی کا گرم بازار ہوا ۔ اکثر امرا نے اطاعت سے روگردانی کی ۔
اسطور پر حاکم ملتان بھی منحرف ہوگیا ۔ جب اوسکا لڑکا سلطان علاء الدین تخت نشین ہوا یہ بات بے
زیادہ سست تدبیر اور کابل تھا ۔ ملک مین زیادہ خلل ہوگیا اور جو امیر کہ محمد شاہ اور اوسکے لڑکے
علاء الدین کی طرف سے وہان پر حاکم تھا بطور خود مستحکم اور مستقل ہوکر مخدول اور منکوب ہوا ۔

ذکر سلاطین ملتان و شیخ یوسف کا کہ اپنی خوبی قسمت سے سلطنت کو پہونچا

اعیان ملتان نے باہم مشورہ کیا کہ واسطے انتظام جہانداری کے کوئی قاہر حاکم ضرور ہی ورنہ اس ملک کا
تنگ و ناموس ثابت رہنا نہایت مشکل ہی ۔ آخر ہر ایک نے اسپر اتفاق کیا کہ شیخ یوسف قریشی اس ولایت
مین مخدوم اور ظاہر و باطن کی ریاست رکھتا ہی اسکو تخت دینا چاہیے پس شیخ جی کے نام کا سکہ
و خطبہ رائج کیا ۔ امور فرمان روائی کو ئی رونق حاصل ہوئی ۔ تھوڑے دنون بعد رائے سنتھرہ نے

جو کہ گروہ لنکاہان کا سردار تھا اور قصبہ سیوی پر متصرف تھا شیخ یوسف کو یہ پیغام دیا کہ سلطان بہلول لودی نے دہلی اور دیگر اطراف مین تسلط پیدا کر لیا ہی مبادا ولایت ملتان کا بھی قصد کرے پس اسوقت مین ہوشیاری اور ملک کی حفاظت ضرور ہی اگر بندے کو اپنے دولتخواہون مین تصور کیجیے اور گروہ لنکاہان کو جو کہ سپاہی اور خدمت طلب ہین نوکر رکھیے انشاء اللہ جان نثاری مین دریغ نہوگا شیخ نے یہ التماس قبول کیا۔ اور اوسکو امور جہانبانی مین رفیق بنایا۔ رائے سنتھرہ نے بھی کمر خدمت چست کی اور واسطے مزید استحکام نیک اندیشی کے اپنی لڑکی شیخ کے ساتھ منعقد کی اور ہمیشہ عمدہ عمدہ تحفے لڑکی کو بھیجتا اور کبھی کبھی خود بھی لڑکی کے دیکھنے کو شیخ کے محل مین جاتا ایک مرتبہ کل آدمیون کو ہمراہ لیکر ملتان مین آیا اور شیخ سے عرض کی کہ فدوی کی جماعت ملاحظہ فرماکر ہر ایک کے رتبہ کے لائق رعایت فرماوین شیخ نے اوسکے مکر و فریب سے غافل ہوکر بہت سی رعایت اور نوازش فرمائی۔ جب رائے سنتھرہ نے اپنی جماعت کا ملاحظہ کرادیا اوٹھکر مع ایک خدمتگار کے لڑکی کے پاس جا پہونچا خدمتگار نے اوسکی تعلیم کے بموجب ایک بکری کو گوشہ مین ذبح کیا اور اوسکا خون گرم پیالہ مین پوشیدہ لاکر دیا۔ اوس مکار نے اوس خون کو زہر مار کیا تھوڑی دیر کے بعد از روے فریب چلا چلاکر درد شکم کا بہانہ لایا اور گھڑی بہ گھڑی مین رونا اور تلملانا شروع کیا آدھی رات کو بارادۂ وصیت شیخ یوسف کو حاضر لائے انکے روبرو خون کی قے کی اور اس فریب سے خویش اور بھائی کو واسطے آخری ملاقات کے بیرون شہر مانے قلعہ مین بولایا شیخ نے بھی ظاہری حالت ردی دیکھکر کچھ ممانعت نہ کی **القصہ** اس تقریب سے اکثر ہواخواہ اوسکے قلعہ مین آگئے اوسوقت اون لوگون کو ہر چہار دروازہ پر معین کیا تاکہ شیخ کے ملازم شہر کے قلعہ سے اندر مین نہ آسکین اوسوقت شیخ کے حلوکدہ مین گیا اور شیخ کو قید کرکے خود تخت نشین ہوا سلطان قطب الدین خطاب کرکے اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا شیخ یوسف نے کل دو سال حکومت کی

ذکر سلطان قطب الدین لنکاہ کا

سلطان قطب الدین ۸۵۹ھ ہجری مین فرمان روا ہوا اور شیخ یوسف قابو پاکر سلطان بہلول کے پاس دہلی بھاگ گیا بہلول اوسکے پہونچنے سے بہت خوش ہوا بڑے احترام سے پیش آیا اور اپنی لڑکی کے ساتھ شیخ عبداللہ شیخ مذکور کے لڑکے کو بیاہا **القصہ** سلطان قطب الدین حسب مدعا سولہ برس حکمران رہکر اجل طبیعی مین مرگیا

ذکر سلطان حسین بن سلطان قطب الدین لنکاہ

۸۷۵ھ ہجری مین سلطان حسین باپ کی جگہ پر قائم مقام ہوا جو کہ یہ شخص بڑا دلیر تھا قلعہ شور کوٹ

غازی خان سے اور چھوٹ کو ملک مانجھی کھوکھر سند خان کے گماشتہ سے چھڑا کر اپنے تصرف مین لایا۔ اور قلیل فرصت مین ماکر کوٹ اور دھنکوٹ پر متصرف ہوگیا۔ سلطان لودی نے شیخ یوسف کی تحریک سے سر اوٹھایا۔ شاہزادۂ بابر بیگ کو مع تاتار خان حاکم پنجاب کے سلطان حسین کے مقابلہ کو روانہ کیا اسی عرصہ مین سلطان حسین کا حقیقی بھائی باغی ہوگیا۔ سلطان شہاب الدین اپنا خطاب مقرر کرکے شورش اوٹھائی سلطان حسین اوسکی سزا کو گیا اور اوسے قید کرکے لایا تھا کہ بابر بیگ شاہ اور تاتار خان ملتان کے نزدیک پہونچکر صف آرا ہوئے سلطان حسین بھی دس ہزار سوار و پیادہ لڑائی کا آمادہ ہمراہ لیکر نکل آیا۔ اسکے لشکر یون کے ہر ایک حملہ مین تین تین تیر مارے یکبارگی تیس ہزار تیر نے جو گوشۂ کمان سے سرگوشی کرکے فتح کا وعدہ سنا دیا لشکر بابر بیگ نے لڑنے سے اپنے کان پکڑے چلا کر بھاگ اوٹھا قصبۂ جیوت تک باگ کا ہوش نہ تھا۔ سلطان حسین پیچھا کیے چلا گیا۔ اور جیوک کے حاکم کو جو سلطان حسین کا گماشتہ تھا لڑ بھڑ کر مار ڈالا اسی وقت مین ملک سہراب داؤدزئی۔ اسمعیل خان۔ اور فتح خان والد مع اپنے قوم و قبیلہ کے لواح کیچ مکران سے سلطان حسین کی خدمت مین آئے سلطان نے اوسکا آنا مغتنم سمجھا کر ورکوٹ سے ہنکوٹ تک ملک سہراب کی جاگیر مین عطا کر دیا اس خبر سے اکثر بلوچ کیچ مکران سے اس درگاہ مین آئے اور دریاے سندہ کی باقی ولایت بلوچون کے نام مقرر ہوئی رفتہ رفتہ ست پد سے ہنکوٹ تک بلوچون کے تصرف مین آیا۔ پنجہ اوسیوقت سے وہ ولایت سہراب کی اولاد مین ہے جیوقت سلطان حسین کی نیکی فی اور حقوق ذاتی تمام دنیا مین مشتہر ہوئے جام بایزید اور جام ابراہیم حاکم ٹھٹھہ جام نندا سے ناراض ہوکر کی خدمت مین حاضر ہوئے سلطان نے اونکے ساتھ رعایت اور تفضلات کی اور ہر ایک کے موافق جاگیر مقرر کی تاکہ باہم مخالفت نکرین۔ ازبسکہ ضعف پیری نے غلبہ ڈھلایا اپنے شاہزادے کو فیروز شاہ کا خطاب دیکر اوسکے نام کا خطبہ پڑھایا۔ چون کہ یہ شخص دل آزار و ستمگار تھا عماد الملک وزیر نے زہر دے کر مار ڈالا اس صورتمین دوبارہ اپنے نام کا خطبہ پڑھایا اور سلطان فیروز شاہ کے لڑکے سلطان محمود کو ولیعہدی سرفراز کیا۔ اور جام بایزید کے اتفاق سے عماد الملک کو شاہزادہ کے عوض مین وہی شربت ناگوار پلایا۔ بعد چند روز کے بائیس برس پادشاہی کرکے سلطان حسین اجل طبعی مین عالم باقی کو چل بسا۔

ذکر سلطان محمود

سلطان محمود بن فیروز شاہ بن سلطان حسین ۹۹۵ھ ہجری مین دادا کی جگہ تخت نشین ہوا از بسکہ خرد سال تھا کمینون کا ہجوم ہوا اکثر اوقات کھیل کود مین مصروف رہتا اس سبب سے اشرافون نے اوسکی مصاحبت سے دوری پکڑی جیوقت ظہیر الدین محمد بابر پادشاہ ہندوستان کے ارادہ مین کابل سے

پنجاب مین پہونچکر میرزا شاہ حسین ارغون حاکم ٹھٹھہ کے نام فرمان صادر کیا کہ ملتان جاگیر مین عنایت ہوا ہی چاہیے کہ رفاہ خلائق مین ساعی ہو میرزا شاہ حسین ارغون ٹھٹھہ سے نکلکر سلطان محمود سے لڑا اور طرفین مین جنگ و جدال ہوتی رہی اسی وقت مین ۲ برس کے بعد سلطان محمود دنیا سے چل بسا

ذکر سلطان حسین بن سلطان محمود

باپ کے مرنے پر یہ شخص تین برس کا تھا۔ امرائے دولتخواہ نے سنہ ۹۲۵ ہجری مین مسند آرا کیا اور فرمان برداری مین مستعد ہوئے چند دنون کے بعد قوام خان اور لشکر خان لنگاہ جو کہ سردار قوم اور صاحب جمعیت تھے بدل گئے اکثر ملتان کے محال پر قبضہ کر لیا۔ اور مرزا شاہ حسین ارغون سے متفق ہوکر سلطان حسین کے مقابلہ مین آئے اور فتح حاصل کی ملتان کو تسخیر کرکے غارت کر دیا اور شہر کے باشندے ۷ برس سے ستر برس والے تک قید ہوئے اور سلطان حسین کی قدمبوسی کو بھی زنجیر نے پیشقدمی کی اور تھوڑی مدت مین نداننخانۂ عدم کو سدھارا۔ ملتان اسقدر خراب ہوا کہ آبادی کی امید نرہی سلطان حسین کی بادشاہی نام کیواسطے آٹھ برس ہوگئی۔ میرزا شاہ حسین ارغون نے سنہ ۹۳۲ ہجری مین فتح کرکے شمس الدین نام اپنے نوکر کو ملتان کی حفاظت پر مقرر کیا اور لشکر خان کو اوسکی مشیدستی مین معین کیا لشکر خان ملکی اور مالی کامون مین شمس الدین سے پیش لگیا اور تھوڑے عرصہ مین شمس الدین کو درمیان سے دفع کرکے بجاے خود حاکم بن بیٹھا اسوقت مین کہ لاہور و ملتان شاہزادۂ کامران مرزا کے جاگیر مین مقرر ہوا شاہزادہ نے لاہور پہونچکر لشکر خان کو ملتان سے طلب کیا یا دوجاگیر عنایت فرمائی۔ اور ملتان کو اپنے آدمیون کے سپرد کر دیا۔ چار سال میرزا شاہ حسین ارغون کی حکومت رہی۔ بالجملہ ابتداے سنہ ۹۳۵ ہجری لغایت سنہ ۹۳۷ ہجری تک جملہ اثنی برس ملتان تحت تصرف دہلی سے باہر تھا جو اسوقت مین شامل ہوگیا اور شاہزادۂ کامران مرزا نے بخوبی تسلط پایا اسوقت مین بابر کے حضور مین عرض کیا گیا کہ شاہزادہ ہمایون مرزا ناظم سنبھل کو سخت بیماری لاحق ہوئی ہی حکم ہوا کہ دریا کی راہ سے حاضر حضور ہو۔ شاہزادہ حسب الحکم آگرہ آیا ایسے مرض لاحق تھے کہ ایک دوا سے دوسرا زیادہ ہوتا تھا ہر چند حکیمان حاذق چارہ گر ہوتے کوئی سود نہوتا دوا سے کام گذر گیا مرض نے طول پکڑا جب ناامیدی چھا گئی خیر اندیشون نے عرض کیا کہ ایسے موقع پر جہان دوا کارگر نہو صدقہ اور دعا سے چارہ جوئی کرنا چاہیے ایسے شہزادہ کے تصدق مین وہ چیز خیرات کرنا ضرور ہی جو خزانہ شاہی مین عدیم الجواب ہی بالفعل وہ ہیرا جو کہ والدہ سلطان ابراہیم نے نذر کیا تھا تصدق کرنا چاہیے تاکہ خداوند تعالیٰ شفا کرامت کرے بابر نے جواب دیا کہ جان ہمایون کی اسقدر عزیز ہی کہ کوئی چیز دنیا کی اوسکے مساوی نہین ہوسکتی پس مین اپنی جان کو فدا کرتا ہون الغرض مصلے بچھا کر نماز پڑھی۔

اور دعا مانگی کہ اے حکیم مطلق ہمایون کی جان کے واسطے مین اپنی جان کا فدیہ کرتا ہون امیدوار ہون کہ قبول ہو۔ اور وہ جان عزیز شفا پائے اوسی وقت شاہزادۂ ہمایون کے مرض مین خفت اور بابر کے وجود مین گرانی اور بیماری ظاہر ہونی شروع ہوئی تماشائیون کو حیرت نے آدبایا آخر پانچ چھہ روز کے عرصہ مین ہمایون نے شفا پائی اور بابر اونچاس برس کا ہوکر عالم آخرت کو تشریف لیگیا اوسکی لاش کابل پہونچاکر کسی ندی کے کنارے مدفون کی۔ اس پادشاہ نے ۳۰ برس سلطنت کی اوسمین سے پانچ برس پانچ روز ہندوستان پر حاکم رہا

ذکر احوال نصیر الدین محمد ہمایون پادشاہ بن بابر

میر نظام الدین میر خلیفہ ناظم اور مدار علیہ پادشاہزادۂ محمد ہمایون مرزا سے مخوف تھا نہین چاہتا تھا کہ یہ شخص تخت نشین ہو بلکہ یہ مدعا تھا کہ خواجہ مہدی بابر پادشاہ کا داماد جو کہ دریا دل اور ہمت بلند اور اکثر امرا سے متفق تھا تاجور ہو۔ اور خواجہ مہدی نے سلطنت کی امید مین بڑا طمطراق ظاہر کیا۔ حکم تقدیر سے ہر شخص لاچار ہی جسکو لائق دیکھتے ہین اوسکے حصہ مین عنان حکومت دیتے ہین پس امیر خلیفہ کی رفاقت اور تدبیر نے خواجہ مہدی کا کچھہ بھلا نکیا۔ امرائے عظام نے متفق ہوکر سنہ ۹۳۷ ہجری مین ہمایون پادشاہ کو جو بیس برس کی عمر مین حکمران بنایا اس بادشاہ نے سپاہ کی تنخواہ بدستور سابق بحال رکھی بلکہ اکثرون کا اضافہ کیا اسنے ولایت کابل اور بدخشان اور ملتان بھائیون کو بخشی اس انتظام کے بعد کالنجر کو عازم ہوا وہان کی راجہ نے اطاعت کی راہ سے دس من سونا نذر بھیجا چون کہ سلطان محمود بن سلطان سکندر لودی جونپور مین خودسری کر رہا تھا اوسکی سرکوبی کو لشکر مقرر کرکے خود بدولت اگرہ تشریف لائے سلطان محمود لشکر ظفر پیکر کو پیچھے ایسا بیتاب کہ پٹنہ اور بنگالہ کیطرف چلا گیا اور وہین پر جان بحق ہوا چون کہ محمد زمان مرزا پادشاہ بابر کا داماد بغاوت کا ارادہ رکھتا تھا اوسے قید کرکے قلعۂ بیانہ مین محبوس کیا اور حکم دیا کہ اسکی آنکھون مین سلائی پھیرے۔ چونکہ تقدیر مین اندھا ہونا نہ تھا فرمان کی جعلی تحریر ثابت ہوئی اور یہ اوس بلا سے صاف بچ گیا اور قابو پاکر قید سے نکل سلطان بہادر گجرات والے کے پاس چلا گیا ہمایون نے اس ماجرے کے سنتے حاکم مذکور کے نام محبت آمیز فرمان روانہ کیا اور لکھا کہ محمد زمان کو حضور مین روانہ کرے یا اپنے ملک کے حدود سے نکالدے سلطان بہادر گجراتی نے بیوقوفی سے ناملائم جواب لکھہ بھیجا اور خود سلطان علاء الدین ولد سلطان ہبلول لودی اور اوسکے لڑکے تاتار خان کے بھڑکانے سے قلعہ چتور پر چڑھہ دوڑا اور ملک پادشاہی پر تاتار خان کو روانہ فرمایا اسنے قلعہ بیانہ فتح کرکے آگرہ پر چڑھائی کی ہمایون نے اس آگ بجھانے کو اپنے چھوٹے بھائی ہندال مرزا کو مع جانبازان تیزرو کے روانہ فرمایا طرفین سے زدوکشت ہوئی اقبال ہمایونی مدد پر تھا تاتار خان مع اکثر افغانون کے قتل ہوا چون کہ سلطان بہادر نے فرمان کے جواب مین بے ادبی کی تھی ہمایون کو پادشاہی غیرت نے

گوشمالی پر آمادہ کیا۔ آگرہ سے کوچ ہوا ادھر سے سلطان بہادر بھی قلعہ چتور کے محاصرہ سے اوٹھکر بقصد پیکار عازم ہوا مندسور کے میدان مین دونو لشکر سے تواتر لڑائیان واقع ہوئین آخر سلطان بہادر کے پیر نہ جمے اور اوس روز اکثر گجراتی خستہ اور کشتہ ہوئے ہمایون نے اوسکے نابود کرنے کا مضبوط ارادہ دلمین کرلیا تھا پیچھا نچھوڑا کسی جگہ سلطان بہادر کو دم لینے کی مہلت نملی آخر دریاے شور کے کسی جزیرہ مین پوشیدہ ہوا ادہر ہمایون نے کمساٹ تک ساری لاٹ کو فتح کرکے ہر جگہ اپنے معتمدون کے سپرد کی اسکے بعد قلعہ جانپانیر کو جا گھیرا اس جگہ سلطان بہادر کے سپاہی رہتے تھے اور یہ قلعہ متانت اور استحکام مین مشہور ہی پس ایک مدت تک محاصرہ کیا اکیروز ہمایون شکار کے چیلے سے چند آدمیون کے ہمراہ برآمد ہوا اور اوس قلعہ کو خوب ملاحظہ فرمایا یکایک کسیطرف سے قلعہ کے نزدیک پہونچکر فولادی میخین دیوار مین اور خود بدولت مع چند دیگر سپاہیون کے چڑھکر اندر کود پڑے اور دروازہ کو کھول دیا کہ اوسی راہ سے لشکر ظفر پیکر نے اندر گھسکر اہل قلعہ کو خاک مین ملا دیا اس قلعہ سے اسقدر نقد و جنس لوٹ مین ہاتھ لگا کہ ایک مال تک حاصلات جاگیر کے محتاج نہ تھے القصہ اس فتح کے بعد مندسور گیا اور ولایت گجرات کو عسکری مرزا برادر حقیقی کے جاگیر مین عطا فرمایا عسکری مرزا وہان پہونچکر عیش و عشرت مین ایسا پھنسا کہ مہمات ملکی کے رتق و فتق کی کچھ خبر نرہی۔ سلطان بہادر نے اس غفلت کو اپنے بخت خفتہ کا جاگنا سمجھا۔ اور دوبارہ گجرات مین آپہونچا مرزا عسکری باوجود ہونے لشکر اور سامان کے ایسی بڑی سلطنت کو جو کہ بڑے تردد سے ہاتھ لگی تھی مفت مین ہاتھ سے کھوکر بے لڑے بھڑے آگرہ کو روانہ ہوا سخن سازون نے حضور مین عرض کیا کہ مرزا پادشاہی کا خیال کرتا ہی اسواسطے ہمایون نے مندسور سے آگرہ کو کوچ کیا مرزا عسکری جو کہ گجرات سے آتا تھا قبل پہونچنے خبر کے دفعتًا راستے مین پادشاہی ملازمت سے سرفراز ہوا۔ ہمایون نے بمقتضاے اہلیت کے شنیدہ خبر اوس سے کچھ بیان نکی محمد مرزا نے سلطان بہادر کے اغوا سے براہ ریگستان لاہور آکر شور اوٹھایا لہذا فوج ظفر موج اوسکے انہدام ہستی کو مقرر ہوئی مرزا نے ٹھہرنے کی مجال نپائی گجرات کو واپس گیا ہمایون نے دوبارہ سلطان بہادر کے نابود کرنے کا عزم جزم فرمایا لشکر ظفر پیکر پیشتر روانہ ہوا مگر راے لڑائیان ہوئین۔ سلطان بہادر فاش شکست پاکر فرنگیون کے ٹاپو مین گیا جسوقت اون لوگون کے ناصیۂ احوال سے بیوفائی اور مکاری کا مضمون پڑھا جاتا تھا کہ مفرور ہو بروقت چڑھنے کے جہاز سے دریاے شور مین گرا اور سیدھا دریاے فنا مین جا لگا ولایت گجرات ہمایون کے قبضے مین آئی اوس ولایت سے دلجمعی کرکے عملۂ معتبر مقرر فرماکر آگرہ کو نہضت کی۔ اسوقت مین شیر خان نے فرصت پائی کیونکہ رایات ہمایون گجرات مین تھے فورًا ملک جونپور اور بہار اور رہتاس اور چنیار کو اپنے قبضہ مین دبا بیٹھا اور کسیقدر قوت پاکر ملک بادشاہی پر دست لگا روز بروز لشکر جمع ہوتا تھا۔ بادشاہ نے یہ خبر پاکر اسکے رفع فساد کا عزم کیا۔ اور قلعۂ چنیار کو ضعیف سمجھ

تعاقب سے محاصرہ مین شیر خان کے محافظون سے تسخیر کرکے آگے کو چلا شیر خان نے قبل نہضت بادشاہی کے بنگالہ جاکر وہان کے حاکم کو شکست دی تھی اور وہان مقیم رہا نصیب شاہ وہانکا حاکم زخمی ہوکر درگاہ شاہی مین حاضر آیا اور مستغیث ہوا ہمایون بادشاہ بنگالہ بہار کی فتح کا مصمم ارادہ کرکے کوچ بکوچ بنگالہ مین وارد ہوے شیر خان نے لشکر شاہی کے مقابلہ کی تاب نہ پائی اپنے لڑکے جلال خان کو بنگالہ مین چھوڑکر خود جھاڑکھنڈ چلا گیا لڑکا بھی رعب شاہی سے گھبراکر جھاڑکھنڈ کو روانہ ہوا ہمایون نے بنگالہ مین تصرف پاکر اوسکی آب و ہوا سے ... حاصل کیا لاجرم متوقف ہوا اور عیش و نشاط مین ایسا دل بندھا کہ کچھ کسیطرح کی پروا نہ تھی بلکہ حکم دیا کہ کوئی شخص ناخوش خبر حضور مین نہ سناوے اسکی کم بختی کے عمدہ اسباب یہی ہوئے شیر خان کو جب اس قیل و قال کی خبر ملی فرصت غنیمت جانکر اکثر ملک گرد نواح کے اپنے قبضہ مین لایا اور عجب طرح کا فساد برپا کیا بادشاہ کی غفلت سے بعض امرا آزردہ دل ہوکر آگرہ چلے آئے اور اونکے بھڑکانے سے ہندال مرزا ... باغی ہوکر اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کردیا جسوقت کہ یہ خبرین لشکر مین پہونچین کسیکی طاقت نہ تھی کہ بادشاہ کے گوش گزار کرے آخر خیر خواہون سے دم بخود نہ رہا گیا شیر خان اور مرزا ہندال کی بغاوت اور خرابی ممالک اور نہ پہونچنے غلات کا حال حضور مین عرض کیا۔ اس خبر سے بادشاہ نے مین برسات مین بنگالہ سے نہضت کی دریاؤن کی طغیانی اور پانی کی کثرت اور کیچڑ کی شدت سے فوج اور چارپایون کو بڑی تکلیف عاید حال ہوئی۔ بلکہ اکثر حیوانات تلف ہوگئی جسوقت واقع ہوا چوسہ مقام بہٹہ مین پہونچا شیر خان مع لشکر اور سامان ... کے بادشاہی لشکر کے پاس پہونچا اور از روے فریب کے پیغام اطاعت اور فدویت کا دیا چند روز اسی قیل و قال مین گذرے چونکہ بسبب نہ پہونچنے سامان غلہ اور نیز ضائع ہونے چارپایون کے بادشاہی سپاہی بے سامان ہوکر قابل جنگ آزمائی کے نہ رہے تھے اور باوجود اس واقعہ کے بدستور غفلت مین سب ہوتی تھی شیر خان نے ... دریافت کرلی کہ ہمارا رعب بادشاہی لشکر کے دلمین سما گیا ہے خبر ایک روز صبح کے وقت ہمایون کے ... پر دوڑ پڑا۔ بادشاہی فوج کو اسقدر فرصت نہ ملی کہ گھوڑون پر زین رکھین اور لڑائی کرنا تلوار کھینچنا ... اور دشوار تھا اکثرون کی جانین بھڑ بھڑاکر قفس تن سے نکل گئین کتنے آبرو کے واسطے دریا مین ڈوب مرے ... بسطرح بنا دریا سے گزر کر جنگل کو سدھارے اور جان بچا گئے ہمایون نے یہ ناگہانی طوفان دیکھکر ... کو دریاے گنگ مین ڈالدیا چونکہ دریا بڑے زور و شور پر چڑھا ہوا تھا کنارے ہی پر گھوڑے کی پیٹھ سے ... گہرائی اور دریا کی گہرائی سے ساحل سے ہمکنار رہنا دشوار ہوا کبھی غوطہ کھاتا کبھی اوبھر آتا تھا ... سے اوس بحر خطر مین بلبلاتا تھا اوسیوقت ایک سقا نے پہونچکر دستگیری کی باہر نکال لایا بادشاہ ... تو کون ہے اور کیا نام بہشتی نے عرض کیا کہ نظام نام سرکار کا نوکر ہون بادشاہ نے اس جواب سے شگون لیا

کہ بفضل ناخدائے حقیقی جلد فتنہ و فساد کے دریائے پرشور سے نکلکر ساحل مراد کو پہونچا ہون القصہ دریا سے سلامت نکلکر اوس ملاح سے دریافت کیا کہ تیری کیا آرزو ہی اوسنے التماس کیا کہ جب بدولت و اقبال آگرہ مین نزول ہو دوپہر کے واسطے تخت شاہی کا جلوس چاہتا ہون بادشاہ نے قبول کیا بہزار رنج و غم آگرہ پہونچا اتفاقاً حاجی بیگم ہمایون کی خاص حرم شیر خان کے قید مین پھنس گئی شیر خان نے اہلیت اور مردی کا کام کیا بعد اسکے قدرے زمانہ کے جب عراق سے کابل کو لوٹا بیگم صاحب کو ہمایون کے حضور مین پہونچا دیا یہ واقعہ ۹۴۶ھ ہجری مین گنگا کنارے بھوجپور کے متصل مقام بہیہ مین واقع ہوا۔ دیکھنا چاہیے کہ اوس ذرا سی غفلت کا نتیجہ جو بنگالہ کے مقام مین ہمایون بادشاہ نے اختیار کیا تھا کہان سے کہان تک حاصل ہوا المختصر ہمایون آگرہ پہونچکر لشکر جمع کرنے اور دل آزردون کے تالیف قلوب مین مصروف ہوا اوسی زمانے مین وہ بہشتی وفادار شت جسنے دریا مین جان بچائی تھی حاضر حضور ہوا اور بادشاہ نے دوپہر کیواسطے تخت پر جلوس کرایا اور بموجب حکم ہمایون کے کل امرا نے حاضر ہوکر فرمانبرداری کی اور بروقت جلوس خاطر خواہ انعام جاری کیے کہتے ہین کہ اپنے مشک کے چمڑے سے روپیہ اور اشرفی کٹوا کر سونے چاندی کے پانی سے اپنا نام اوسپر لکھکر رائج کیا۔ اور یہ بات ہنوز عوام مین زبان زد ہی۔ ہندال مرزا جو بعضے امرا کے اغوا سے باغی ہوا تھا فرمنڈ سر جھکائے حضور مین حاضر ہوا اور عسکری مرزا بھی بیانہ سے درد ولت پر پہونچا اور کامران مرزا بھی لاہور سے آیا جسوقت صلاح لینے کو مجلس درست ہوئی کامران مرزا جو کہ پیدائشی حسد اور عداوت رکھتا تھا سقا کے اجلاس کرنے کی شکایت کرنے لگا۔ اور آخر کار بیس ہزار سوار ہمراہی سے تین ہزار پر بادشاہ کے حضور مین چھوڑکر لاہور چلا گیا ایسے وقت مین کہ شیر خان ایسا دشمن چیرہ دستی کر رہا تھا لازم تھا کہ باہم متفق ہوتے مگر کامران کو توفیق نہوئی آخر ہمایون ۹۴۷ھ ہجری مین لشکر ظفر پیکر بڑے جم و خم سے آراستہ کرکے آگرہ سے شیر شاہی فساد رفع کرنے کو عازم ہوا یہ بھی پچاس ہزار سوار اور دیگر سامان پیکار ہمراہ لیکر جا پہونچا قنوج کے گرد دونواح مین دونو لشکر کا مقابلہ ہوا درمیان مین دریائے گنگ حایل تھا ایک دوسرے کی مجال نتھی کہ باہم بھڑ جاوین آخر شیر شاہ نے ہمایون کو یہ پیغام دیا کہ طرفین کی فوجین کنارون پر بیٹھی ہوئی فیصلہ کے انتظار مین دلتنگ ہین بس یا حضرت راہ دیوین میرا لشکر عبور کرے یا اگر حکم ہو میری فوج کنارے سے ہٹ جائے اور آپکا لشکر پار اوتر آئے جو کچھ تقدیر مین ہونا ہو ہو جائے ہمایون نے اس پیغام سے متنبہ ہوکر اپنا ہٹنا بادشاہی کی غیرت سے ناپسند کیا شیر خان کو کہلا بھیجا کہ گھاٹ چھوڑ دیوے اسنے قبول کیا کنارے سے بہت دور جاکر ٹھہرا۔ ہمایون کی فوج نے عبور کیا۔ سخت لڑائی درپیش ہوئی ہر ایک نے خوب جی کھول کھول کر تلوار کی تقدیر مین تو کچھ اور ہی لکھا تھا ہمایون کے لشکر نے شکست کھائی سارا انتظام اولٹ گیا ہمایون بذات خود چند مرتبہ نیزہ لیکر دشمن کی صف پر دوڑا مگر نصیب نے یاری نکی ناچار فیل سوار دریائے گنگ سے عبور کیا کنارے پہونچکر میر شمس الدین محمد غزنوی کے سہارے سے پار لگا یہ شخص کامران

کی ہمراہیون مین تھا اسی خدمت کے عوض مین سرفراز کور کو شاہزادہ محمد اکبر کی اتالیقی ملی اور شاہزادہ موصوف کے عہد مین مع اپنے
تمام قبیلہ کے دولت عظمی سے فائز ہوا انشاء اللہ ذکر اسکا اپنے موقع پر آویگا - بالجملہ ہمایون پادشاہ نہایت
مشقت سے آگرہ پہونچا اور وہان پر توقف مناسب نجانکر راہی ہوا بعد طی کرنے مسافت کے لاہور مین پہونچکر
بھائیون سے شورہ کرنے لگا ہر ایک نے برخلاف مرضی ہمایون کے اپنی اپنی راے ظاہر کی ہمایون نے کب
سمجھا چاہیے کہ دوسکانی بادشاہ نے کس کس مشقت سے ہندوستان فتح کیا تھا اگر ہماری بے اتفاقی
باہمدگر سے ایسا ملک نکل جاوے گا تو دے زمین کے بادشاہ تحسین کیا کینگے اگر ہم اکیلے غنیم پر جاکر فتح و نصرت
حاصل کرینگے تو تم لوگ مجھے کیونکر دیکھوگے اور اگر خدانخواستہ معاملہ دگرگون ہوا پھر تو تم لوگون کو ہندوستان مین رہنا
مشکل ہوجائیگا - جون کہ کامران مرزا کو شیر خان نے فریب کی راہ سے ولایت لاہور کی حکومت کا امیدوار
کیا تھا - اس بے وقوف نے ہمایون کی مدد ہی سے پہنچکر لیا اور جنگ کرنے کا شورہ نہ دیا بلکہ مرزا عسکری کے
اتفاق سے کابل چلا گیا کابل پہونچنے پر غزنین اور قندھار اور بدخشان کو قبضہ مین لاکر اپنے نام کا خطبہ و سکہ
جاری کیا عیش و کامرانی کی مجلس آراستہ کرنے لگے اور مرزا حیدر کاشغری ہمایون کا خالہ زاد بھائی کہ عہد بابری
مین کاشغر سے آیا تھا اور بمقام آگرہ مستفیض ملازمت ہوا تھا رخصت ہوکر کشمیر کو روانہ ہوا اور اوس ولایت کو
تلوار کے زور سے مسخر کیا اول کشمیریون کی صلاح سے جو بنازک شاہ وہان کے والی کی نام سکہ و خطبہ جاری کیا
اور چند سال کے بعد جب کہ ہمایون نے عراق سے معاودت کی تب سکہ ہمایون نے ہر جگہ اپنا ظہور دکھلایا الغرض
جب ہمایون نے دیکھا کہ بھائیون کو میری ہمراہی نہ بھائی اور نوکرون نے بیوفائی سے بیٹھہ دکھلائی لاہور مین
توقف کرنا نامناسب سمجھا دریاے چناب کے کنارے پہونچا وہان پر ہندال مرزا مع ناصر مرزا چچازاد بھائی کے
حاضر ہوکر مشرف قدمبوس ہوا - ہمایون انکی اتفاق سے براہ ملتان مقام بھکر مین آیا خواجہ خان شیر خان کا
غلام مع لشکر ملتان اور آوچ تک ہمایون کا پیچھا کرکے لوٹ پڑا - جب ہمایون بھکر مین ٹھہرا ہندال مرزا بندہ
رخصت پانے کے چلا گیا ہمایون ایک مدت تک بھکر مین ٹھہرا رہا اور وہان کے حاکم سلطان محمود کے نام فرمان
عنایت صادر فرمایا مگر تقدیر نے اوسکو رفاقت کی فرصت ندی حیلہ حوالہ مین رکھا لاچار ٹھٹھہ کو متوجہ ہوا
جب ٹھٹھہ کے نزدیک پہونچا بادشاہ حسین مرزا ارغنون وہان کے حاکم سے ایک مدت تک لڑائی رہی
ارغنیون نے غلہ بہم پہنچنے کی راہ لشکر بادشاہی مین بند کردی مردم شاہی پر ایسا کام تنگ کیا کہ اکثر حیوانات کے
گوشت پر گذران ہوتی تھی اسوقت ٹھٹھہ کے حاکم نے ازروی فریب کے ناصر مرزا کو لکھا کہ چونکہ ضعف پیری نے
زور دکھلا رہا ہے اور قیام مبنیان ہستی کی امید مبدل بیاس ہوئی ہے اور بجز ایک لڑکی کے کوئی
وارث نہین کیا عمدہ بات ہو کہ میری دختر تیری مناکحت مین آئے اور تو اسوقت

تین عصاے پیری ہو مرزا نے اس پیام کے پاڑہی خیالی پلاو سے خوش ہوکر ہمایون سے جدائی
اختیار کی - ہمایون نے نہان بھی کوئی صورت مراد حاصل ہونے کی نپائی لاچار ٹھٹھہ سے یہ ارادہ کیا کہ
راے مالدیو کے پاس جو ہندوستان کے راجاؤ نمین ممتاز اور صاحب جمعیت ہی چلا چاہیے الغرض اوچ اور بکانیر
کی راہ سے جودہ پور کو چلا جب دس کردہ جودھپور باقی رہا خبر پائی کہ راے مالدیو شیر خان کے خوف سے بدنیتی کا
خیال رکھتا ہی لہ زابر چلے جانا مناسب نہ جانا چند معتبرون کو در پردہ دریافت کیفیت کو بھیجا اونھون نے
لوٹ کر عرض کیا کہ درحقیقت راجہ مذکور بدخواہی پر کمر باندھے ہی لاجرم معاودت فرمائی چونکہ ریگستان واقع تھا
اونٹ کی سواری مین جیسلمیر کی راہ سے روانہ ہوا راستہ مین تین روز تک پانی نملا اکثر آدمی اس صدمہ سے
جان بحق تسلیم ہوئے ہزاردن تعب اور تکلیف سے امرکوٹ کے جھار مین پہونچا اوس جگہ کے حاکم رانا پرشاد
نے بادشاہ کا پہونچنا یادری بخت سمجھا خدمتگاری مین حاضر ہوا بعد پہونچنے اوس حصار کے پانچوین رجب
سنہ ۹۴۹ ہجری مین شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر حمیدہ بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا نسب اس بیگم کا حضرت
زندہ فیل احمد جام سے ملتا ہی اور ہمایون بادشاہ نے ٹھٹھہ پہونچکر اپنے نکاح مین مشرف کیا تھا الغرض ستارہ
شناسون نے زائچۂ مولود ملاحظہ کرکے کہا کہ بخت بلندی اور بیداری طالع اور فیروزمندی اور عالی رتبگی وغیرہ
مین لاجواب عمر و دولت سے کامیاب ہوگا ہمایون بادشاہ نے اس دولت غیر مترقبہ کے حاصل ہونے سے
سجدۂ شکر خداوند حقیقی ادا کیا اور چند روز وہان پر مقیم رہا بعد ازان وہان سے دل اوچاٹ ہوکر یہ منصوبہ کیا
کہ بیگمات کو قندھار مین چھوڑکر مع دکمۂ محظہ کو روانہ ہو لہذا ٹھٹھہ کے حاکم سے صلاح کرکے روانہ ہوا جب قندھار
کے اطراف مین پہونچا میرزا عسکری جو کامران مرزا کیطرف سے وہان پر تھا بادشاہ کے پہونچنے سے قلعہ داری
دکھلائی آمادۂ جنگ ہوا چاہا کہ اوسے قید کرلے ہمایون نے وقت کو برخلاف پاکر پیشتر کو عزم کیا جب قندھار
سے ایک منزل نکل گیا مرزا عسکری نے قلعہ سے نکل کر ہمایون کا قصد کیا ہمایون اس خبر سے بہت جلد
مع چند متعلقان حرم سرا کے نکل گیا مرزا عسکری نے خود خیمہ گاہ شاہی مین پہونچکر اردوے معلے کو غارت کیا
شاہزادہ محمد اکبر اس بدسرشت کے ہاتھ لگا قندھار مین لیگیا اور تھوڑے زمانہ کے بعد کامران مرزا کے پاس
کابل مین بھیجدیا - چونکہ پردۂ تقدیر مین رنگارنگ کی بازیان ہین صانع حقیقی کی عجب عجب کارسازیان
ہین اس انقلاب مین ہر ایک قرابتی اور ہم نشین اور دوست اور بھائی وغیرہ کا امتحان ہوگیا آخر ہمایون نے
دلتنگ ہوکر ارادہ کیا کہ بیابان تجرد مین قدم زن ہو اور مقصد حقیقی کے دامن تلک ہاتھ پہونچائے یا گوشۂ
قناعت مین ابناے جنس کی نظرون سے پوشیدہ ہوجائے لیکن ہمراہیون نے نہایت آرزومندی سے
اس ارادہ کو فسخ کرایا خراسان اور عراق کی طرف متوجہ ہوا جب خراسان کی حدود پہونچا ہراست امیر الامرا کو

اپنے آنے سے اطلاع دی اوسنے درجواب لکھا کہ اسی اطراف مین چند روز آرام فرمایئے اور بنام بادشاہ سلیمان جاہ شاہ طہماسپ صفوی کے خط روانہ کیجیے بروقت ورود جواب اوسکے مرضی کے بموجب تعمیل کیجاوے گی پس ہمایون نے اپنے خاص قلم سے اوس بادشاہ سلاطین پناہ کے نام سارا گذشتہ حال لکھکر یہ بیت بھی درج کی ؎

بگذشت از سرانچہ گذشت ؛ چہ بکوہ و چہ بصحرا چہ بدشت ؛ اور بموجب شعر مخشی اکبرنامہ ؎ لیے پھرے میری تقدیر جا بجا مجکو ؛ چمن مین کوہ مین صحرا مین دشت و دریا مین ؛ جسوقت یہ خط اوسکے ملاحظہ مین گذرا اپنی جوانمردی جبلی کے بموجب امیر الامرا اور حکام اوس اطراف کے نام فرمان جاری کیا کہ بادشاہ ہمایون کی ضیافت اور مہمانداری کمال عزت اور احترام سے کی جاوے اور اپنی خدمتگذاری سے راضی اور خوشنود کرکے حضور مین پہونچاوین اور ایسی کوئی حرکت نہو کہ اوسکے دلمین غبار کدورت آوے اور ہمایون بادشاہ کے نام لکھا کہ تمنای ملاقات حیطۂ تحریر سے افزون ہمرنامہ کے عنوان پر یہ شعر حافظ شیرازی کا تحریر کیا ؎ ہماے اوج سعادت بدام ما افتد ؛ اگر تراگذرے برمقام ما افتد ؛ شاہزادے کے اتالیق کو جو حاکم اور جانشین خراسان کا تھا تحریر کیا کہ جسوقت ہمایون دارالسلطنت ہرات مین پہونچے شاہزادے کو واسطے استقبال کے لیجانا ۔ اور جسطرح باپ بیٹون مین ادب ہوتا ہی اوسی ادب سے شاہزادہ ہمایون کی ملاقات کرے اور جب شہر مین داخل ہو شاہزادہ لڑکون کیطرح ہمرکاب رہے اگر بادشاہ نظر بحال وقت کرکے راہ روی مین تواضع کرے تو بخوبی عرض کرلے اوس قسم سلوک سے باز رکھے الغرض جب ہمایون کو جواب باصواب حاصل ہوا ۔ غرہ ذیقعدہ ۹۵۰ ہجری کو ہرات مین پہونچا ۔ محمد خان حاکم ہرات بموجب حکم بادشاہ ایران کی مہمانداری کی خدمت مین مصروف ہوا اور شاہزادہ مراد مرزا کو استقبال مین لیگیا اور نہایت ادب شناسی سے ملاقات کی اور اسباب وغیرہ جو سامان سفر اور شان جہانداری کے لیے ضرور تھا طیار کیا ۔ تاکہ بادشاہ والاجاہ کے ملاقات کیوقت کسی امر کی احتیاج نہو ہمایون چند روز ہرات مین رہکر اور خواجہ عبداللہ انصاری کے مرقد کی زیارت کرکے کوچ کیا جام مین پہونچکر حضرت زندہ فیل احمد جام کی زیارت حاصل کی وہان سے طوس کے مشہد مقدس مین روضہ رضویہ علی مشرفہا السلام والتحیۃ کے قدمبوس سے مشرف ہوا وہان کے حاکم شاہ قلی خان نے بھی مہمانداری اور خدمتگذاری مین کچھ کوتاہی نکی اسیطرح جدھر سے گذر ہوتا وہان کا حاکم خدمت اور بندگی مین حاضر ہوتا ۔ نیشاپور مین کان فیروزہ کی سیر فرمائی وہان ایک عجیب چشمہ ہر ۔ اگر کوئی بلید چیز اوسمین چھوڑین ہوا مین طوفان پیدا ہو ۔ اور باد وخاک کی شورش سے ہوا تاریک ہوجائے ۔ اس تماشے کو بھی ہمایون نے اپنی آنکھ سے ملاحظہ کیا بعد فرقہ دارالسلطنت کے نزدیک پہونچا لشکری اور اراکین دولت اور امراے نامدار اور وزیران صاحب اقتدار وغیرہ حسب الحکم شاہی استقبال کو آئے جسوقت ہمایون اور بھی نزدیک پہونچا خود بادشاہ سلیمان جاہ نے شہر سے برآمد ہوکر ابھیر اور سلطانیہ

درمیانمین ملاقات کی اور اپنی مرحمی سے کوئی دقیقہ تعظیم اور تکریم کا اوٹھا نرکھا جشن شادی ترتیب دیا اور جیسا
قاعدہ شاہ و شہریار کا ہوتا ہے مہمانداری کی ہر روز نئے رنگ سے مجلس آراستہ ہوئی عیش و عشرت مین بسر ہوتی تھی
مہمان کی خاطرداری مین رات دن گذرتی تھی ہزارون قسم کے تحفجات مانند عراقی گھوڑے جنکے موتنے زمین آن پاکین
مرصع اور دگد کی فاخرہ اور استرخیار اور ساندنیان صبا رفتار بدیع پیکر بادہ تر اور بہت سے تیغ و خنجر اور نقد کے
توڑے اور قاقم و سنجاب اور سمور وغیرہ اور زربفت اور مخمل اور اطلس اور مشجر فرنگی و پرندی و کاشی ہزارون طشت
و اقشابہ و شمع اور ہزارون طبق وغیرہ نقرہ اور طلائی اور فرش وغیرہ نہایت عزیز اور طویل نادیدہ روزگار ہر ایک کو
جدا جدا عنایت کیا ——— ہمایون نے بھی اسی جشن مین ڈھائی سو لال گران بہاے بدخشانی تحفہ کے طریق بادشاہ
میزبان کو اسطور پر نذر دکھلائی کہ اوسکی دلخوشی کا موجب ہوا اثناے کلام مین بادشاہ نے ہندوستان سے نکلنے
اور شکست پانے کا سبب دریافت کیا ہمایون نے ہمزلیون کی بیوفائی اور بھائیون کی کج ادائی بیان کی بہرام مرزا
حقیقی بھائی بادشاہ طہماسپ کا اس کلام سے دل آزردہ ہوا جاتا کہ ہمایون کے مقدمہ مین برہمزن ہونیکا شبہہ اوسکے
اپنے خلق و مروت سے بعید سمجھکر اسکے کہنے کا کچھ اعتبار نکیا اور چند مرتبہ عیش و نشاط کے جشن برابر ہوتے رہے تین
تک ہمایون نے اس بادشاہ کی مہمانی مین ہر طرح کی عیش و عشرت مین بسر اوقات کی جب ایک مدت منقضی ہوئی
شاہ والاجاہ نے بعد اداے رسم مہمانداری کے کہا کہ مجھے اپنا چھوٹا بھائی تصور فرماکر اپنی مہم و اعانت مین مستعد کامل
فرمائے جسقدر کمک درکار ہو ارشاد کیجیے اگر میں بھی اسکی خدمت مین حاضر ہوں ہمایون بادشاہ اس عطوفت کا
شکر بجا لایا اور کمک کی خواہش ظاہر کی بادشاہ نے فوراً حسب ساخت میا کیا اور شاہزادہ مراد کو بارہ ہزار
سوار جرار کے ساتھ ہمرکابی مین ارشاد کیا اور باہمدگر وداع ہوئے ہمایون وہان سے کوچ کرکے پیدل آسیا زیارت
مزارات بزرگان اوسطرف کی کرکے بعد قطع منازل مع لشکر کمک کے قندھار
کے اطراف مین پہونچا مرزا عسکری نے قلعہ داری کے قاعدے خرچ کیے تین مہینے کے بعد عاجز ہوکر خانزادہ بیگم
بابر بادشاہ کی بہن کے توسل سے حاضر حضور ہوکر قلعہ حوالہ کیا اس بیگم کو کامران مرزا حسین کے بیاہ سے کابل سے
قندھار مین لایا تھا الغرض ہمایون نے قلعہ پر متصرف ہوکر مرزا عسکری کو محبوس فرمایا چونکہ شاہ طہماسپ سے
قرار تھا کہ قندھار فتح کرکے شاہ موصوف کی نذر کریگا لہذا ایفاے عہد کرکے قلعہ کو داغ خان کے حوالہ کیا جو کہ فوج امداد
کا بڑا سردار تھا بحسب تقدیر سلطان مراد مرزا خلف بادشاہ اس جہان سے گذر گیا ہمایون نے داغ خان کو ستمگاری
اور مردم آزاری کی تہمت لگاکر کسی فریب سے قلعہ قندھار اوس سے چھین کر اپنے آدمیون کو حوالہ کیا اور شاہ طہماسپ کو
معذرت لکھ بھیجی اور اوس والاہمت نے یہ بھی قبول کر لیا ہمایون نے جب قندھار کے مہمات سے فراغت پائی کابل
آیا مرزا کامران میدان جنگ مین برآمد ہوا مگر عدم کامرانی سے بھاگ نکلا غزنین کو چلا اور وہان سے حاکم ہندہ

شاہ حسین مرزا کے پاس گیا۔ ہمایون نے فتح پاکر قلعۂ کابل مین شاہزادۂ محمد اکبر کا دیدار حاصل کیا مرزا نے بھاگتے وقت اکبر کو قلعہ مین چھوڑ دیا تھا بادشاہ نے اوسکے سلامت حال سے جشن کیا اور اوسکے امتحان شعور کے واسطے اوسکی مان کو دوسری بیگمات کے درمیان مین کھڑا کرکہا کہ اپنی مان کی شناخت کرے باوجودیکہ اوسوقت اکبر کی عمر سے چار برس گذرے تھی اور اوتنی مدت مین اپنی مان سے جدا رہا تھا مگر شعور خداداد سے جو خلقی اوسکو حاصل تھا اپنی مان کی آغوش مین جا پہونچا اس عجائب تماشا سے ہر ایک محلات کو حیرت ہوئی اور ہمایون نے الطاف ایزدی اوسکے شامل حال پاکر اقبال کا درخت تصور کیا بالجملہ چند روز عیش و عشرت مین کاٹے بعد ازان شاہزادہ کو وہین چھوڑکر خود بدولت بدخشان کو متوجہ ہوا اور مرزا سلیمان وہان کے حاکم سے لڑکر فتحیاب ہوا اتفاقاً اوسی اطراف مین ہمایون کی طبیعت بدمزہ ہوگئی چند روز تک غشی کی حالت رہی لوگون نے متوحش خبرین اوڑانے شروع کین بعد چند روز کے افاقہ ہوا اور برہمیون کا انتظام کیا کامران مرزا جو ہمایون کا بھائی تھا عالم بیماری کی خبرین سنکر حاکم ٹھٹھہ سے کمک لیکر بے خبر کابل مین جا پہونچا اور قلعہ کو مسخر کرکے ہر قسم کا ظلم و جفا کیا اکثرون کو ناحق مار ڈالا ہمایون یہ حال دریافت کرکے بدخشان سے کابل کو روانہ ہوا اور قلعہ کو گھیر کر محصور مین کو تنگ کردیا کامران مرزا نے امرائے بادشاہی کے عیال و اطفال کے ساتھ نہایت ظلم و ستم کیا عورتون کی چھاتیان باندھکر قلعہ سے لٹکا دیا اور چھوٹے چھوٹے بچون کا سر تن سے علحدہ کرکر بادشاہی مورچون مین پھینکے اور یہہ حرکت اس زعم غلط سے کی تھی کہ شاید سب امرا اس حال کی دادید سے ہمایون کی رفاقت ترک کرینگے مگر وفادارون نے اوسکی بیحیائی کا کچھہ خیال نکیا اور قلعہ کے محاصرہ سے منہ نہ پھیرا جب کامران مرزا نے دیکھا کہ اس فریب سے بھی کامرانی ہوئی شاہزادۂ محمد اکبر کو بادشاہی توپخانہ کے نشانہ پر لٹکا دیا ازانجا کہ کارساز حقیقی کی سپر عنایت آٹھہ پہر اوسکی حفاظت مین تھی بال بیکا بھی نہوا۔ آخر کامران مرزا اپنی بداعمالی کے وبال سے لاچار ہوکر بغیر قرار قلعہ سے بھاگا ہمایون فتح و فیروزی پکر داخل قلعہ ہوا اور شاہزادہ محمد اکبر کے سلامت حال پر شکر ادا فرمایا کامران مرزا یہان سے بھاگ کر بلخ مین گیا اور پیر محمد خان والی توران سے مدد خواہ ہوا پیر محمد خان نے بدخشان کو مرزا سلیمان سے نکالکر اسکے حوالہ کردیا بعض امرا جو وقت کے منتظر تھے کامران کا تسلط بدخشان مین سنکر ہمایون کی خدمت سے دور ہوئے قریب تین ہزار سوار کے کابل سے بدخشان بھاگ گیا۔ ہمایون اس واقعہ کے بعد کامران مرزا کی گوشمالی کو کابل سے روانہ ہوا اور بروقت روانگی کے یادگار ناصر مرزا کو جو سرکشون کا سردار تھا قتل کرایا آخر منزلین طی کرتا طالقان مین پہونچکر کامران مرزا پر فتحیاب ہوا مرزا فرار ہوکر قلعۂ طالقان مین اسیر ہوا ہمایون نے محاصرہ کیا مرزا نے عاجز ہوکر اطاعت قبول کی اور مکہ کی زیارت چاہی اور قلعہ سے نکل کر حج کو راہی ہوا اور جو امرا کابل سے بھاگ آئے تھے اونھین قید کرکے ہر ایک کے گردن مین تیر اور ترکش ڈالکر حضور مین لائے بادشاہ نے حقوق خدمت یاد کرکے ہر ایک کو انعام و خلعت سے سرفراز فرمایا اور کامران مرزا

جو مکہ کو چلا تھا پانچ دن کے بعد راستہ سے لوٹ کر حضور مین پہونچا اور مورد تفضلات ہوا ہمایون اول قاعدہ بادشاہی سے پیش آیا بعدہ برادرانہ ملاقات کے آغوش مین کھینچکر باہم گریان ہوئے چونکہ اوسوقت سے کہ لاہور کے نواح مین جدائی ہوئی تھی نو برس مفارقت رہی مجلس عیش منتظم کی جب مجلس آخر ہوئی گولاب اور نیز بعض ولایتون متعلقہ بدخشان کی کامران مرزا کو مرحمت ہوئین اور عسکری مرزا کو جو آج تک قندھار مین قید تھا مرزا کامران کے حوالہ کیا اور اوسکو بھی اوسطرف جاگیر دیگر فتحمندی سے کابل کو لوٹا اور بعد انتظام کرنے کابل کے ۹۵۶ھ مین بلخ پر یورش کیا اور بروقت اوسطرف چڑھنے کے فرمان طلب کامران مرزا وغیرہ کا جو اوس نواح مین تھے صادر فرمایا جب اوسکے مرزا لوگ مع امرا کے حاضر خدمت ہوئے الامرزا کامران نے حیلہ وحوالہ مین رکھا ہمایون کوچ بکوچ روانہ ہوا اور اوس ملک مین پہونچکر خفیف سی لڑائی مین قلعہ تسخیر کرلیا بعد ازان بلخ مین گیا پیر محمد خان وہان کا والی نے صفوف آراستہ کرکے آمادہ لڑائی ہوا سخت معرکہ درپیش آیا آخر کو پیر محمد خان نے شکست پائی ہمایون لی خواہش تھی کہ دشمن کا پیچھا کرے اور بلخ کو تسخیر — مگر امرا کی نا اتفاقی اور کامران مرزا کی بغاوت کے اشتہار سے یہ ارادہ دل ہی دل مین رہا اور کارولی نے انجام نپایا اور اس ضرورت سے لاچار ہوکر کابل کو چلا اور قلعہ کابل مین پہونچکر عیش وکامرانی مین مصروف ہوا — کامران مرزا گولاپ سے بدخشان آکر مرزا سلیمان اور مرزا ہندال سے لڑکر نامراد کابل کو آیا ہمایون اس حقیقت سے خبردار ہوکر رفع فساد کو برآمد ہوا — غور کے نزدیک مقام قبچاق مین دونو لشکر صف آرا ہوئے آتش کارزار نے بھڑکنا شروع کیا ہمایون قول کے ہمراہ پشتہ مین کھڑا اپنے لشکریون کا حال دیکھ رہا تھا کہ اکثر امرا کامران مرزا کے حضور مین چلے گیے اور اکثر اراذل اسی خاک اوڑانے کا رکھتے ہین اس حال کے دیکھنے سے ہمایون بل اوٹھا اور خود بدولت نیزہ ہاتھ مین لیکر دشمن کی فوج مین جا پلا ناگہان کہین سے گھوڑے کے تیر لگا لشکر غنیم غالب ہوا ہمایون مغلوب ہوکر بھاگا بالضرور عنان تاب ہوکر ضحاک کیطرف فرار ہوا چونکہ کثرت تردد سے ضعف آگیا تھا جبۂ مبارک سر سے اوتار کر کسی خدمتگار کے سپرد فرمایا اوس سادہ دل نے راہ مین ڈال دیا جب کمرور کے قریب پہونچا وہان پر مقیم ہوا کسی شخص نے آواز دی کہ اے قافلہ والو کچھ بادشاہ کی خبر جانتے ہو ہمایون نے جواب دیا کہ کیا بکتا ہی اوسنے کہا کہ بادشاہ زخمی معرکہ سے بھاگا ہی — ہمایون نے اپنا دیدار دکھلایا جب اوسکی تسلی ہوئی — ادھر کامران مرزا کے آدمیون نے جبہ پایا مرزا کے حضور مین پہونچایا اوسنے ہمایون کا مرنا خیال کرکے خوشیان منائین اور کابل مین آکر قلعہ فتح کرلیا اور شاہزادہ محمد اکبر کو محبوس کیا — تین مہینے کے بعد ہمایون سازوسامان درست کرکے کابل کو آیا کامران مرزا اس خبر سے اپنے آدمیون کو قلعہ مین چھوڑ اور شاہزادہ اکبر کو مقید ہمراہی مین لیکر لڑائی کے واسطے باہر نکلا ہمایون نے اول فرمان نصیحت روانہ کیا مرزا نے درجواب لکھا کہ اگر کابل میرے تعلق رہے تو البتہ صلاح ممکن ہی دوبارہ ہمایون نے لکھا کہ اگر اپنی لڑکی کو شاہزادہ محمد اکبر کے ازدواج مین

منعقد کرے تو البتہ کابل سے درگذر ہو مرزا نے قبول کرنا چاہا مگر ناموافق امرا نے نہ کرنے دیا لاچار لڑائی چار بکاران کے قریب میں واقع ہوئی اور مرزا کامران ناکام ہوکر بھاگا اور ملک افغان کو چلا گیا اور دوبارہ مرزا عسکری ہمایون کے ملازمت میں مستفیض ہوا ہزارون خوشی ہوئین مقرر ہوا کہ اب شاہزادہ البرکاب سے دور نہ رہے بعدہ کابل کو روانہ ہوئے اور مرزا عسکری کو سلطان مرزا سلیمان کے پاس بدخشان کو روانہ کیا کہ بلخ کی راہ سے مکہ کو روانہ کرے مرزا عسکری نہایت خجالت مین روانہ مکہ ہوا اور ۹۶۳ ہجری کو مکہ اور شام کے درمیان مین صبح زندگانی شام ہوئی۔ کامران مرزا ہزیمت پاکر تجردانہ قلندری لباس کرکے مرہ سیر سے جلال آباد کو چلا اور خلیل اور چند کی مدد سے چند توپ جمع کرکے شاہی لشکر سے جو اوسکے تعاقب مین تھا لڑائی کی مگر شکست کھائی۔ ہمایون نے بھی اوسکی شورش دفع کرنے کو عزم کیا سبب مقام گندھک مین پہنچا کامران مرزا نے افاغنہ حشمت کی مدد سے چھاپہ مارا لیکن ناکام واپس گیا البتہ مرزا ہندال اوس چھاپہ مین کسی پٹھان کے ہاتھ سے ناوانستہ مارا گیا ہمایون کو نہایت رنج ہوا اوسکو بابر بادشاہ کے مزار کے نزدیک گذرگاہ کابل مین دفن کیا۔ بالجملہ ہمایون موضع بھسود مین جو ملک بہار کے توابع مین ہے جاڑے کی فصل تک ٹھہرا جب کسیقدر ریلا ترے کی کمی ہوئی پٹھانون پر یورش کی جنھون نے مرزا کامران کو پناہ دی تھی پہر رات گذرنے پر ملاع کے ۔ دربردلڑائی ہوئی اکثر پٹھان عدم کو سدھارے اور کامران مرزا وہان سے مفرور ہوا ہمایون نے مرزا کامران کے فتنہ و فساد سے دلجمعی کرکے کابل کو عزیمت کی اور کامران حاضر ہوکر ہندوستان دچلا اور سلیم شاہ ولد شیر شاہ کے پاس جو باپ کے بعد ہندوستان پر تخت آرا ہوا تھا اور اوس زمانے مین واقعہ پنجاب جمون کی مہم مین مقیم تھا گیا جب قصبہ بن مین پہونچا سلیم شاہ نے اپنے لڑکے آواز خان اور مولانا عبدالسلام سلطان پوری کو مع دیگر امرا کے استقبال کو بھیجکر شاہزادہ کامران کو اپنے پاس بلا لیا اور جمون کی مہم سے فراغت کرکے مرزا کامران کو ہمراہ لیکر دہلی کا عازم ہوا چاہتا تھا کہ اوسکو قید کرے جب مرزا کو یہ اندیشی معلوم ہوئی ماچھی واڑہ کے منزل مین یوسف آفتاب جی کو اپنے خوابگاہ مین چھوڑکر خود فراری ہوا اور راجہ بگھاٹ کے پناہ مین گیا جو سرحد ہند سے بیس کوس پر ہے۔ اور وہان سے راجہ کھلور کے خدمت مین گیا جو کوہستانی راجاؤن مین بردست اور معزز تھا جب اسے بھی موت نے شتابا مرزا کامران وہانسے نگرکوٹ ہوتے ہوئے جمون آیا وہان بھی نہ ٹھہر سکا۔ مشقت کرکے سلطان آدم گکھ کے پاس جا پہونچا جو کہ بطور خود حکومت کرتا تھا کسی بادشاہ سے کچھ غرض نہ رکھتا تھا سلطان آدم نے مرزا کامران کو ٹھہرایا اور بادشاہ کو آرزوی تشریف آوری مین عرضداشت کی ہمایون مع شاہزادہ محمد اکبر کے بنگشات کی راہ سے دریاے سندھ عبور کرکے آپہونچا سلطان آدم نے دولتخواہی کے آداب بجالاکر کامران مرزا کو ہمراہ لیا۔ اور مقام پربالہ مین شرف حضوری ہوا چونکہ مرزا کی تقصیرات عظیمہ اور بی اعتدالی سے لشکری تک جان سے تنگ تھے اور نیز محمد بابر بادشاہ نے نزع کے وقت ہمایون سے وصیت کی تھی کہ ہرچند تیرے بھائی تجھسے بدسلوکی

گرین تو ہرگز اونکی جان کا قصد نکرنا۔ ہمایون نے حکم پدر کا بجالانا سعادت دارین سمجھا جان سے قصد سے درگذرا اگر چشم نمائی کے واسطے دونو آنکھہ مین سلائی پھیر دادی اور نورمنزل سے معذور کرکے مکہ معظمہ کو روانہ کیا۔ مرزا نے وہان پہونچکر تین مرتبہ حج کی اور آخرکار ۹۶۴ھ ہجری مین فوت ہوا۔ ہمایون بعد روانہ کرنے مرزا کامران کے خود کابل مین اگر عیش و سرور مین مصروف ہوا۔ اور غبار کلفت غنایت و افضال الٰہی سے صاف ہوا اب تھوڑا سا حال شیر شاہ کا لکھنا ضرور ہوا تاکہ مشتاقون کو انتظار باقی نرہے

ذکر شیر شاہ جسکا نام فرید خان سور تھا

جسوقت سلطان بہلول لودہی کے زیر فرمان ہندوستان کا ملک تھا شیر شاہ کا دادا ابراہیم خان جو گھوڑون کی سوداگری کرتا تھا ولایت روہ سے آکر موضع نمالو ضلع نارنول مین مقیم ہوا اور سلطان سکندر لودہی کے عہد مین جمال خان حاکم جونپور کے حضور مین نوکر ہوا اور اوسکے مرنے کے بعد اوسکا لڑکا فرید خان خدمت مین جمال خانکے سرفراز ہوا اور ایسی کاردانی ظاہر کی کہ ترقی پاکر پرگنہ سہسرام اور ٹانڈہ کا جو رہتاس کے مقامات مین تھا مع پانسو سوار کے جاگیر مین ملا۔ حسن خان کسی لونڈی پر عاشق ہوکر اوسکی اولاد کو پیار کرتا تھا اور فرید خان اور اوسکے بھائی کو نظر سے گرادیا فرید خان شروع جوانی مین غیرت کھاکر ترک مصاحبت پدر کرکے جونپور گیا اور جمال خان کے حضور مین بسر کرتا تھا علم عربی کی طرف رغبت کرکے صرف و نحو حاصل کی باپ نے ہرچند طلب کیا گر یہ شخص پرگنہ سہسرام کو نگیا اور باپ کی نے التفاتی اور لونڈی پر عاشق ہوکر اوسکی اولاد کا پیار کرنا جمال خان سے ظاہر کیا تا آنکہ باپ اندیشہ مند ہوکر جونپور گیا اور بعد قیل و قال اور نصیحت اور مذمت کے فرید خان کو اپنی جاگیر کا مار ملیہ مقرر کرکے سہسرام کو رخصت کیا فرید خان اصابت فکر اور تدبیر سے بروہ رتھا دل کا بندوبست قرار واقعی کیا۔ اور گردن کشون کو نابود کرنے اور ستمگرون کی سرکوبی مین اچھی کوشش کی رعایا کو اپنی طرف سے راضی رکھا اور ایسے تردد نمایان کیے کہ تھوڑی مدت مین جاگیر کی آبادی اور محصول کی زیادتی ہوئی سرکشون نے کچھی کھاکر مالگذاری مین کمر باندھی جب حسن خان جونپور سے واپس گیا لونڈی نے ایسا فریب دیا کہ پھر فرید خان سے جاگیر کا کام نکل گیا اور اوس لونڈی کے بڑے لڑکے کو یہ خدمت ملی فرید خان آزردہ ہوکر جونپور گیا جب حسن خان مرگیا باوجودیکہ لونڈی بچون کا تسلط تھا مگر ریاست فرید خان کے ہاتھ لگی لیکن اسکے علاتی بھائی منافق ہوکر قابو ڈھونڈھتے تھے اوسوقت مین بھی فرید خان سے ایسی دلیریان ظاہر ہوئین کہ آشنا و بیگانے مین آفرین ہونے لگی تا آنکہ محمد ظہیر الدین بابر ہندوستان کا فرمان روا ہوا اور سلطان ابراہیم لودہی معرکہ مین کام آیا فرید خان وہان سے سلطان محمد کے پاس نوکر ہوا یہ شخص قوم لودہی سے بہار کا حاکم تھا اور اوسوقت مین بطور خود بادشاہ بن بیٹھا تھا الغرض فرید خان نے اسکے حضور مین عمدہ عمدہ خدمتین کین ایک مرتبہ

سلطان محمد کے روبرو شکارگاہ مین نہایت دلیری سے ایک شیر کو تہ شمشیر کیا اوسنے شیر خان کا خطاب دیا
اور روز بروز اسکے مرتبہ کی ترقی مین رہا چند دنون بعد اپنے لڑکے کی وکالت پر مقرر کیا بعد چند روز کے چند سبب سے
شیر خان کو اوسکی طرف سے بدظنی ہوئی آخرش سلطان حسین برلاس کے حضور مین مانک پور چلا گیا یہ شخص امرائے
بابری مین معزز تہا اور بادشاہ کی خالہ اسکی منکوحہ تھی - اتفاقاً سلطان جنید برلاس مانکپور سے بادشاہ کی ملازمت
کو آیا شیر خان بھی ہمراہ تھا مغلون کی وضع اور طور دیکھکر اپنے یارون سے کہتا تھا کہ ہندوستان سے انکو
نکال دینا کچھہ بات نہین ہے - کیونکہ مغل کو بجز عیش و عشرت کے کسی کام مین رسائی نہین ہے اور ہر کام کا مدار
وزیرون پر چھوڑتا ہے اور عیب اسقدر ہے کہ باہم متفق نہین اگر مجھے اپنی قوم سے اتفاق ہو جاے بات
کہنے مین مغل کو ہندوستان سے نکال دون اسلئے یار لوگ ایسے کلمات سُن کر اوسکو خوف دلاتے تھے - اون
دنون مین بابر بادشاہ نوکرون کے طعام اور انعام مین لحاظ کرتا تھا باری باری ہر امیر کو مع اوسکے رفیقون کے
دسترخوان خاص پر بولاتا تھا آخر اپنی باری پر سلطان جنید بھی مائدۂ شاہی پر حاضر ہوا شیر خان ہمراہی مین تھا
لوگون نے شیر خان کے روبرو آش ماہیچہ کا پیالہ رکھدیا چونکہ اس شخص نے کبھی نہ دیکھا اور نہ کھایا تھا -
اوسکے کھانے سے عاجز ہوکر چھوری نکالی اور کاٹ کاٹ کر کھانا شروع کیا جب بادشاہ کی نظر پڑی اس حرکت
سے متعجب ہوکر دریافت کیا کہ کسکے ہمراہ ہے سلطان جنید نے عرض کیا کہ فدوی کے ساتھہ ہے - بادشاہ نے
فرمایا کہ اسکی آنکھہ سے فتنہ برستا ہے ضرور ہے کہ قید کرو - جنید برلاس نے عرض کی کہ پھر پٹھان لوگ در دولت پر
نہ آوینگے اس سبب سے یہ حکم موقوف ہوا اور شیر خان قیافہ سے صدور حکم کا اشارہ سمجھکر باہر نکل گیا -
اور بیجہ حاکم بہار کی ملازمت مین جاکر صاحب اعتبار ہوا - جب کہ وہ مرا اور اوسکا لڑکا مسند نشین ہوا اسکی
کم لیاقتی کے سبب سے شیر خان مدار علیہ ہوا اور کمال استقلال بہم پہونچاکر تسخیر اطراف کو عازم ہوا -
اوسی زمانہ مین تاج خان افغان جسکے تصرف مین چنار گڈہ کا قلعہ تھا مرگیا اور سواے عورت کے دوسرا
وارث نرکھتا تھا پانچ بھائی پٹھان اوسکے کاربرداز تھے - منجملہ اونکے ایک شیر خان کا دوست تھا - شیر خان
نے بمقدمہ قلعہ اوسکے نام تحریر کیا اوسنے جواب بھیجا کہ ابھی اختیار میرے ہاتھہ ہے یقین کہ بشرط ہونے
کے مدعا حاصل ہو پس شیر خان نے پہونچکر قلعہ مین قبضہ کر لیا اور اوس عورت سے نکاح پڑھا لیا اور اسی
قرب مین محمد بابر بادشاہ نے گلگشت بہشت کا عزم کیا اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ ہوا اور سلطان
بین سلطان سکندر لودہی پٹنہ مین پہونچکر مسند حکومت پر رونق افزا ہوا شیر خان اسکی اطاعت کرکے
باتفاق ہمدگر جونپور کو گیا - اور اوسکے گرد نواح کو ملازمان شاہی سے چھڑا لیا - چند مدت کے بعد بادشاہی
لشکر نے پٹھانون سے جونپور لے لیا جب سلطان محمود ۹۴۵ھ ہجری مین مرگیا شیر خان نے

بلا شرکت غیرے پٹنہ اور بنگالہ مین تسلط کرلیا اور طاقت پیدا کرکے ہمایون کے ملک پر دوڑنا شروع کیا۔ جسوقت ہمایون گجرات تسخیر کرنے کو چلا شیر شاہ کا لڑکا وہان سے بھاگ کر باپ کے پاس آیا ہمایون کو گجرات کی مہم مین کچھ دیر لگی۔ شیر خان نے فرصت جو پائی سرکشی شروع کی۔ جب گجرات سے معاودت ہوئی اول شاہی فوج شیر خان کی سرکوبی پر مقرر ہوئی اور عقب سے خود بدولت بھی متوجہ ہوئے اوسوقت مین شیر شاہ قلعہ رہتاس کی تسخیر مین کوشش کر رہا تھا۔ اور کبھی کبھی اوسکی گردنواح مین لوٹ مار بھی کرتا تھا القصہ شیر خان نے راجہ چنتامن قلعدار رہتاس کو کسی برہمن کی معرفت یہ پیام دیا کہ مغل میرے پیچھے پڑے ہین خدا کیواسطے مردمی کرکے میرے عیال واطفال کو اپنے قلعہ مین جگہ دیجیے اسکا احسان تاقیامت میرے سر پر رہیگا۔ اور برہمن کو روپیہ دیکر اپنا فریفتہ کرلیا۔ برہمن نے راجہ کے پاس جاکر نہایت سماجت کی اور آخر کو کہا کہ اگر میرا کہنا نہ مانیگا تو تیری گردن پر میرا خون ہوگا راجہ برہمن کے پاس سے لاچار ہوا باوجودیکہ راضی نہ تھا قرولش بجان درویش سمجھکر قبول کیا کہ اچھا لڑکے بالے چلے آوین اوسوقت شیر خان نے کئی سو ڈولیان طیار کین اور ہر ڈولی کے ہمراہ دو دو پٹھان کردئے راجہ کا توسارہ اقبال عنقریب ڈوبنے والا تھا ہرگز مزاحمت نہ کی جب ڈولیان قلعہ مین آگین راجہ چند آدمیون کے ساتھ براہ مہمان نوازی جس دروازے پر مقرر تھا اگر حرم سرائے شیر شاہی مین مبارکبادی کا غلغلہ سنا اور پٹھانون نے دفعتاً تلوارین کھینچکر راجہ کو مع ہمراہیون کے زیر تیغ کیا قلعہ مین بڑا غلغلہ پڑگیا شیر خان بھی مسلح دروازہ پر پہونچا پٹھانون نے اندر سے کھول دیا پھر کیا پوچھنا تھا راجہ کا تمام ساز سامان غارت ہوا۔ اور یہ امضبوط قلعہ نہایت آسانی سے شیر خان کے ہاتھ آگیا اسی عرصہ مین خبر لگی کہ قلعہ چنارہ کو ہمایون نے فتح کرلیا شیر خان اگرچہ ملول ہوا مگر کہنے لگا الحمدللہ خدا نے رہتاس کا ایسا قلعہ میرے تئین لطف فرمایا جب ہمایون اور آگے کو آنکلا شیر شاہ بنگالہ کو سدھارا جب بادشاہی مقابلہ کی تاب نہ آئی جہاڑکھنڈ کو بھاگا اور کوہستان جہاڑکھنڈ کے نکلنے اور ہمایون پر غالب آنے کا حال واقعات ہمایونی مین تحریر ہوچکا ہی مکرر حاجت نہین۔ القصہ شیر شاہ نے دوبارہ ہمایون پر فتح پاکر لاہور تک تعاقب کیا اور وہان سے خواص خان اپنے غلام کو مع لشکر گران کے بادشاہ کے پیچھے روانہ کیا اوسنے آودھ اور الہ آباد تک پاشنکوبی کرکے معاودت کی اور شیر شاہ خود بھی اوسکے تعاقب مین اٹھلقہ کھکران تک گیا۔ اور بال پہاڑ کے متصل یک قلعہ بنواکر رہتاس نام رکھا اور دس ہزار سوار ہمایون کے راہ روکنے اور کھکردن کی گوشمالی کو وہان چھوڑا دس قلعہ کی عمارت اسلام شاہ نے تمام کی القصہ شیر شاہ نے اوس ملک کا بندوبست کرکے آگرہ کو نہضت کی سنہ ۹۴۷ ہجری مین اپنے نام کا سکہ وخطبہ مروج کیا اور شیر شاہ اپنا لقب مقرر کیا بعد ازان راجہ پورن مل کے سر پر چڑھا دکی اس راجہ نے سرکشی کی تھی اور دو ہزار مسلمانان اور ہندنیان عورتین ناچنے والیون کے فرقہ مین انکو اپنے حرم مین رکھتا تھا اسنے قلعہ کا محاصرہ کیا

پورن مل عاجز ہوکر صلاح کا مستدعی ہوا اور بعد ہونے اقرار اور پیمان کے قلعہ سے برآمد ہوا اوسوقت علما افغانی غول بیابانی نے بے ایمانی کا فتوی اسطور پر دیا کہ ہرچند طرفین سے عہد و پیمان ہوچکا ہے مگر چونکہ اسنے مسلمانیوں کو اپنے مکان مین رکھا اسکا مارڈالنا جہاد کی برابر ہے لاچار شیرشاہ نے ان بدعہدون کے اغوا سے لڑنا اختیار کیا راجہ کے ہمراہیون نے بھی دل کھول کر مردانگی کی داد دی اور اپنی عورتون اور لڑکون کو جوہر تیغ خون فشان کرکے خود بھی اونکی رفاقت مین روانۂ عدم ہوئے اور ہمیشہ کی بلند نامی اپنے حصہ مین لیکر دنیا مین یادگاری چھوڑ گئے بعد اس ماجرے کے شیرشاہ آگرہ مین پہونچکر بیمار ہوا اور سخت عارضہ عارض ہوا بعد افاقہ میرٹھ اور جودھپور اور اجمیر کے راجہ رائے مالدیو پر جو پچاس ہزار فوج رکھتا تھا چڑھ گیا اور مکرر لڑائیان ہوئین جب دیکھا کہ تلوار سے کام نہین نکلتا فریب کی سوجھی رائے مالدیو کے راجپوتون کے نام چند خط جوابی اس مضمون سے لکھے کہ ہزار آفرین تم پر جو تمنے اطاعت بادشاہی کا جو صلہ کیا اور رائے مالدیو سے منحرف ہوگئے زیادہ تر عنایت اوسوقت ہوگی جب رائے مالدیو کو مقید کروگے فقط اس جعلی مضمون کو لکھکر خطوط مذکور اسطرح سے روانہ کیے کہ مالدیو کے ہاتھ پڑگئے اور وہ اس مضمون کے دریافت کرنے سے بددل ہوگیا امرا اور راجپوت کیطرف سے بدگمانی آگئی شک مین تخلل پڑگیا ادھر اسنے علی التواتر لڑائی کرکے فتح حاصل کی اور اجمیر کو فتح کرکے دہلی آیا چون کہ ہمایون کی خالہ محبن حاجی بیگم ہمراہ پور بیٹھی کی لڑائی مین شیرشاہ کے ہاتھ لگی تھی اور شیرشاہ نے نیکذاتی سے اوس عفت سرشت کی عصمت قایم رکھی تھی اب کہ خبر لوٹنے ہمایون کی عراق سے کابل کیطرف سنی اوس عفیفہ کو بڑے احترام سے ہمایون کے پاس بھیجدیا حق تو یہ ہے کہ یہ شخص نیکذاتی اور عقل اور تدبیر جہانداری مین بے نظیر تھا خصوص اپنی قوم مین اپنا ہمسر و سرانکر کھتا تھا رعایا کی رفاہ اور خلایق کی آسودگی مین فکر کرتا اور محکمہ عدالت مین خویش و بیگانہ کو بنظر واحد دیکھتا کہتے ہین کہ ایکروز شاہزادہ عاقل خان فیل سوار آگرہ مین کسی کوچہ سے گذرا قضا کا رایک بقال کی عورت اپنے مکان مین برہنہ نہاتی تھی دیوارین مکان کی ایسی چھوٹی تھین کہ شاہزادہ کی نظر اوسپر جا پڑی اور شاہزادہ نے نگاہ کرکے اوسپر ایک گلوری پھینکدی اور چلا گیا اوس صاحب عصمت نے غیر مرد کے برہنہ دیکھنے کی ننگ سے چاہا کہ پیراہن زیست اپنے قامت وجود سے دور کرے مگر شوہر نے گریبان ہستی کے چاک کرنے سے باز رکھا اور اوس بیڑہ پان کو اوٹھاکر فریادیون کے گروہ مین جا بیٹھی اور بادشاہ کے حضور مین احوال بیان کرکے داد خواہ ہوا شیرشاہ نے شاہزادہ کے حال پر تاسف کیا اور بموجب عدالت کے حکم دیا کہ اس بقال کو فیل سوار کرین اور عادل خان کی منکوحہ کو اوسکے روبرو حاضر کرین تاکہ یہ بھی اوسی بیڑہ پان کو اوسکے روبرو ڈالے وزرائے درگاہ نے ہرچند رعایت چاہی مگر قبول نکی فرمایا میری نگاہ مین لڑکا اور رعایا دونو برابر ہین آخرالامر بقال نے راضی ہوکر عرض کیا کہ فدوی اپنے حق کو ہیچ اور تظلم سے دست بردار ہوا —

اس بادشاہ نے اپنے عہد مین اکثر عمدہ اختراعات فرمائے اور کچھ کچھ علاء الدین خلجی کے قانون پر جسکا نام فیروز شاہی ہی کارروائی کرتا تھا داغ اسپ جسکو سلطان علاء الدین نے مقرر کیا مگر رایج نہوا تھا اسنے رواج دیا اور ایک ہزار پانسو کوس بنگالہ سے پنجاب کی رہتاس تک دو دو کوس پر مہمان سرا آباد فرمائی اور ہر سرائے مین دو گھوڑے اور ایک نقارہ مقرر کرکے اوسکا نام ڈاک چوکی رکھا۔ تین روز مین بنگالہ کی خبر رہتاس پہونچتی تھی اور مقرر کیا کہ جس وقت اوسکے واسطے دسترخوان آراستہ کرین نقارہ بجاوین اور اوسکی آواز سنکر جو ڈاک چوکی قریب تھین وہان نقارہ بجایا جاتا اور اسیطرح ایک دوسرے کی آواز سنتے سناتے بجاتے تھے کہ کل عملہ کو خبر ہوجاتی اور دفعہ واحد مین تمام ممالک مین خبر پہونچتی اور اوسیوقت سرکار پادشاہی سے مسلمانون کو طعام پختہ اور ہندوون کو آٹا گھی وغیرہ ملتا ہر ایک مسافر اوسکے خوان سخا سے آسودہ تھا اور تہیدست لوگ منزل کو پہونچتے تھے۔ امنیت اسقدر تھی کہ سوتے جاگتے سونا اوچھالتے چلے جائے چور لوگ پاسبانی کو طیار تھے کہتے ہین کہ جسوقت یہ بادشاہ آئینہ دیکھتا تاسف کرتا جسوقت اسکی موت نزدیک آئی۔ کالنجر فتح کرنے کو دولہ اوٹھا پس چڑھ دوڑا قلعہ گھیر لیا اور قلعہ کی گرد خندق خاشاک سے ٹیلے اونچے اونچے بنائے اور بارود کے حقون مین آگ لگا لگاکر قلعہ مین پھینکنے لگا اتفاقاً ایک حقہ قلعہ کی دیوار سے ٹکر کھاکر اوٹھا دوسرے حقون پر آگرا آگ لگ گئی اکثر لشکر جلکر نابود ہوگیا چونکہ شیر شاہ بھی اوسی قرب مین تھا اوسی آگ مین جلا جب تک کہ سانس جاری رہی قلعہ کی فتح کو کہتا رہا آخر اوسی روز قلعہ فتح ہوا اور شیر شاہ کی روح نے بھی حصار تن سے عالم بالا کو پرواز کیا تاریخ اس قطعہ سے ظاہر ہوتی ہی ؎ شیر شاہ آنکہ از صلابت اوشیر و بز آب را بہم میخورد ۔ چونکہ رفت از جہان بدار بقا یافت تاریخ اوز آتش مرد ۔ بیس برس اور کسیقدر زیادہ حکومت کی منجملہ اسکے پندرہ برس بادشاہون کی ایالت اور ملازمت مین اور پانچ برس خاص اپنی بادشاہی مین

ذکر اسلام شاہ پسر شیر شاہ معروف سلیم شاہ

قبل سلطنت اسکا نام جلال خان تھا جب شیر شاہ نے کوچ کیا ارکان دولت نے شورہ کیا کہ شاہزادہ کلان عادل خان بہت دور زنبور مین ہی اور کاروبار ملک کا بدون بادشاہ کے انجام نہین ہوسکتا لہذا بہتر تقدیر شاہزادہ جلال خان چھوٹے بیٹے کو پٹنہ سے طلب کیا اور وہ فوراً قلعۂ کالنجر مین پہونچکر واقعہ ۹۵۲ھ ہجری کو تخت آراہوا اسکے خطبہ جاری ہوا اسلام شاہ خطاب ہوا اور بڑے بھائی کو لکھا کہ فتنہ و فساد کے دور کرنے اور سپاہ کی محافظت کو بندہ نے یہ جرأت کی ہی حقیقت مین بجز اطاعت کے دوسری بات منظور نہین شاہزادہ عادل خان نے جواب مین تحریر کیا کہ اگر یہ کلام فروغ راستی سے مجلی ہی تو خواص خان وغیرہ چار امیر کبیر کو روانۂ حضور کرو تاکہ الطمینان خاطر ہو اسلام شاہ نے فوراً چار امرا کو روانہ کیا تاکہ دلجمعی کرکے شاہزادہ کو لاوین بعد ازان جب کالنجر سے اگرہ پہونچا

شاہزادہ عادل خان بھی بمشورت سے آیا اور ملاقات کا طرفین سے قرار ہوا اب اسلام شاہ کے دل مین فی پیدا ہوئی تقریر کیا کہ دو تین آدمی سے زیادہ شاہزادہ کے ہمراہ قلعہ مین نہ آوین لیکن تقدیر مین اسکا ظہور اس جلدی سے لکھا تھا۔ بروقت آنے شاہزادہ کے قلعہ مین ایک گروہ کثیر گھس گیا اسلام شاہ نے بالضرور ایفاے عہد کرنے کو کہا کہ تک تخت و تاج کو پٹھانون کے ہاتھ سے بچاے رہا حالانکہ امانت تفویض کرتا ہون بڑے بھائی نے انکار کرکے اسلام شاہ کا ہاتھ پکڑکے تخت پر بٹھالیا اور اول خود مبارکباد کا سلام بجالایا بعد ازان اور لوگ کورنش اور مبارکباد بجالائے اور شاہزادہ عادل خان اوسیوقت رخصت ہوکر بیانہ چلا گیا اسلام شاہ باوجود اس قدر اطاعت کے مطمین نہوا بعض امرا کی بے اتفاقی سے اندیشہ مند رہتا تھا لہذا غازی خان مجلی کے ہاتھ زنجیر طلائی بھیجی کہ شاہزادہ عادل خان کو مقید کرلائے شاہزادہ اس راز سے باخبر ہوکر میوات مین خواص خان کے پاس گیا بعد اسلام شاہ کی بعہدی بیان کی خواص خان اس بات سے منغص ہوا اور شاہزادہ کی رفاقت مین کمربانہ کرمع لشکر آگرہ کو چلا اور قطب الدین وغیرہ امرا نے جو کہ عہد مین رفیق تھے اسلام شاہ سے رنجیدہ ہوکر عادل خان کو سلطنت کی ترغیب دی اسلام شاہ اس شورش کے تدارک مین مصروف ہوا قطب الدین وغیرہ کو اپنا رفیق کرلیا۔ شاہزادہ عادل خان مع خواص خان وغیرہ امرا کے آگرہ کے گرد نواح مین آکر صف آرا ہوا مشیت ایزدی سے شاہزادہ عادل خان شکست کھاکر کسی طرف چلا گیا اسکے بعد پھر کسیکو اوسکا حال نہین معلوم ہوا اور خواص خان اور عیسی خان ہزیمت کھاکر کوہ کمایون کو چلے گئے اکثر اوقات بہاڑ سے نکلکر ترائی کو لوٹ لیا کرتے تھے چند دنون بعد قطب خان کو مع لشکر اونکے گوشمالی کو حکم ہوا چون کہ پیشتر قطب خان بھی شاہزادہ عادل خان کے اغوا مین شریک ہوا تھا اس سبب سے ہمیشہ اسلام خان کا خوف کھاتا تھا خیر نوبلان سے لاہور کی راہ پکڑی اور باعظم ہمایون کے پاس پہونچا اوسنے بموجب حکم بھائی کے قطب خان کو قید کرکے حضور مین بھیجدیا اسلام شاہ نے اوسکو مع چار اور برادرون کے گوالیار کے قلعہ مین قید کیا اگرچہ یہ شخص رعیت پروری اور عدالت گستری کرتا اور نیز دیگر صفات مین بھی باپ کی راہ پر چلتا تھا لیکن سپاہی پیشہ امیرون کو نہایت دلتنگ اور آزردہ رکھتا تھا ایک ظلم اوسکا یہ تھا کہ جس سے آزردہ ہوتا اوسکا وظیفہ بند کردیتا اور جاگیر بدل کرکے حکم دیتا کہ مع اپنی جمعیت کے حاضر حضور رہکر بدستور اپنی خدمت مین مصروف رہے بصورت برخلافی بلکہ ذرہ ذرہ سی باتون مین نئے حساب عتاب کرتا مع بال بچون کے سزا دیتا ایسی ایسی حرکتون سے بعض امرا منحرف ہوئے اور لاہور مین اعظم ہمایون عرف ہیبت خان بھی سرکش ہو بیٹھا اور خواص خان اور عیسی خان نے کمایون سے نکلکر انبالہ مین سہرند کے متصل شورہ کیا کہ شاہزادہ عادل خان کو بلاکر بادشاہ بنانا چاہیے اعظم ہمایون خود سلطنت کا ارادہ رکھتا تھا یہ بات پسند نکی خواص خان رنجیدہ ہوکر نئے لڑنے چلدیا اور عیسی خان اسلام شاہ کی حضور مین حاضر ہوا۔ اعظم ہمایون نے مع اور تیاریون کے متصل انبالہ صف آرائی کی اور تھوڑی سی لڑائی مین بے جان ہوکر

آوارۂ دشت ادبار ہوا سعید خان برادر اعظم ہمایون نے چاہا کہ جو اشخاص فتح کی مبارکباد عرض کر رہے ہین
اونکے گروہ مین گھسکر اسلام شاہ پر قصد کرے مگر قبایلیان واقف ہوگیا اور سعید خان سے کچھ بنائے نہ بنی
القصہ بھاگ کر دہنکوٹ مین روہ کے قریب ٹھہرے اسلام شاہ رہتاس تک تعاقب کرکے واپس
آکر گوالیار مین پہونچا انکدن کسی شخص نے یکایک شجاعت خان کو زخمی کیا تھا وہ واقعہ ہونا اس امر کا اسلام شاہ
کے اشارہ سے سمجھکر مالوہ چلا گیا عیسی خان بیس ہزار سوار سے اوسکی سرکوبی کو تعینات ہوا اور متواتر حملہ کرکے
شجاعت خان کو عاجز کیا بالضرور شجاعت خان نے اطاعت قبول کی حاضر حضور ہوا چند روز کے بعد مورد
عنایت ہوکر مالوہے کی حکومت پر سرفراز ہوا جب ظاہر ہوا کہ اعظم ہمایون دہنکوٹ مین فساد برپا کر رہا ہے
خواجہ ویس کو مع بیس ہزار سوار کے اجازت ہوئی کہ اسکی سرکوبی کرے مگر خواجہ نے شکست کھائی اور اعظم ہمایون
نے فتح پاکر سہسرند تک تعاقب کیا اور اوسکے لشکریون نے پنجاب کے قصبات اور دیہات پر لوٹ مار شروع کردی
وہانکے باشندون پر عجیب طرح کی حالت گذری لہذا اسلام شاہ لشکر بیکران اور توپخانۂ فراوان ہمراہ لیکر عازم ہوا
اعظم ہمایون نے مقابلہ کی تاب نہ لائی دہنکوٹ مین قید ہوا اسلام شاہی لشکر نے قلعہ کو گھیر لیا آخر کو منجانبون نے
شکست کھائی اعظم ہمایون بھاگ کر کوہستان کمکران مین جا چھپا اور سلطان آدم والی کھکر کی پناہ لی اوسکی
والدہ اور عیال الطفال بادشاہی قید مین آگئے بعد ازان اسلام شاہ نے کھکرون پر لشکر کھینچا سلطان آدم لڑنے کو
مستعد ہوا بارہا تیغ آزمائی رہی آخر کار سلطان آدم تنگ دانت مین دبا کر عذر خواہ ہوا اور اعظم ہمایون کو اپنے ملک سے
نکال دیا وہ کشمیر کو چلا گیا اسلام شاہ تھوڑی دور پیچھا کرکے واپس ہوا اوس سفر مین ایسی ایک تنگ راہ سے
عبور ہوا کہ کسی نے اسلام شاہ پر تلوار چلائی مگر وار خالی گیا بادشاہ نے خپتی سے اپنے تینون بچا کر اوسکو اپنے ہاتھ
سے قتل کر ڈالا - بالجملہ اسلام شاہ اوس طرف سے دلجمعی کرکے پہاڑ کی ترائی سے دہلی کو روانہ ہوا جب جمون کے
نزدیک قصبہ بن مین پہونچا خبر لگی کہ ہمایون بادشاہ کا چھوٹا بھائی میرزا کامران کابل مین اپنے بھائی سے
شکست کھاکر کمک کی آرزو مین خیمہ گاہ بادشاہی کے نزدیک آیا ہے اسلام شاہ نے اپنے لڑکے شاہ آواز خان کو
مع مولانا عبد الصمد سلطانپوری کے استقبال کو بھیجا وہ جاکر مرزا کو لے آئے جسوقت مرزا حضور مین پہونچکر کھڑا ہوا
اسلام شاہ کو رعونت سے اوسکا خفیف کرنا منظور ہوا عمداً تغافل کر گیا تب بموجب اشارہ کے میر تزک نے
آواز بلند سے کہا کہ قبلۂ عالم کابل کا مرشدزادہ مجرا مین حاضر ہے اور یہ لفظ تین مرتبہ کہکر مرزا کی آبروریزی کی -
اوسوقت اسلام شاہ نیم قد اوٹھکر مرزا سے ملا تب ہوا اس حرکت سے مرزا کی اور بھی خفت ہوئی جب وہان سے
نہضت کی مرزا کو نظر بند ہمراہ لیا وہ قابو پاکر راستہ سے کوہ سوالک کی راہ سے سلطان آدم کھکر کے پاس گیا
اور اوسنے گرفتار کرکے ہمایون بادشاہ کے پاس روانہ کر دیا القصہ جسوقت اسلام شاہ دہلی مین آیا شہرت ہوئی کہ ہمایون

بادشاہ کامران مرزا کے قید کرنے کو دریاے سندھ سے پار اوتر آیا ہی اس خبر سے اسلام شاہ لاہور کو عازم ہوا اور پیچ
کے بیل دور دراز چرائی پر گئے تھے جلدی کے سبب سے اونٹون کو حکم ہوا ایک ایک توپ ایسی بڑی تھی کہ دو دو ہزار
آدمی کھینچتے تھے لاہور مین پہونچکر خبر ملی کہ بادشاہ کامران مرزا کو قید کرکے دریاے سندھ سے پھر کابل چلا گیا۔
اسلام شاہ نے وہان سے لوٹ کر یہ چاہا کہ لاہور بڑا شہر اور اسی راہ کابل سے مغل کے آنے کا وسوسہ رہتا ہی
اور نیز تھوڑی فرصت مین سارا سامان بادشاہی کا یہان پر ملنا ممکن ہی لہذا مصلحت ہی کہ اسے خراب اور
ویران کرکے مانکوٹ بسایا جاوے جو کہ عین راہ مین واقع اور قلعہ استوار رکھتا ہی اور اوسی جگہ دار السلطنت مقرر ہو
یہ قلعہ چار قلعہ مستحکم ایسے محل اور موقع سے پہاڑ پر رکھتا ہی کہ دیکھنے والون کو ایکہی معلوم ہوتا ہی سیکڑون فوجون
کو وہان پہونچانا مشکل ہی اور بر طبق تہ پہونچنے کے اوسکے باشندون پر ماتھہ پہونچانا دشوار چشمہ خوشگوار رہتے ہین
اور معاش جسقدر درکار ہو میسر فقط لیکن یہ ارادہ انجام کو نہ پہونچا جب گوالیار پہونچا چند مقام کرنا رہا
تاریخ شیر شاہی کا مولف جو کہ قوم افاغنہ سے ہی لکھتا ہی کہ اسلام شاہ کے زمانہ مین ایک فقیر ظاہر ہوا لا و بالا زندگی
کرتا تھا اور منکرات سے چندان پرہیز نکرتا تھا اسلام شاہ نے جو کہ شرع کا پابند تھا بارے اوسکو ممانعت کی کہ
اسطرح کی مجلس اور اژدحام مین نہ بیٹھا کرے جواب سنے نہ سنا اپنے روبرو بلاکر گھرک کر کہا کہ اگر پھر ایسی حرکت کی
تجھے جلوا دونگا فقیر نے جلکر جواب دیا کہ اول تو اپنے تئین جلنے سے بچا بعد ازان مجھکو جلانا یہ کہکر چلا گیا قضا را
اوسی روز یا دوسرے روز اسلام شاہ کے مبرز پردانہ مودہوا اور ایسا گرم ہوا کہ اسلام شاہ کہتا تھا جلا جلا اس حالت مین
دو تین روز کے بعد گذر گیا یہ شخص بھی باپ کے مانند جہانداری مین پابند تھا اوسکے عہد مین کوئی کسی پر زبردستی
نہین کرسکتا تھا نیلاب سے بنگالہ تک جو شیر شاہ نے سڑک تعمیر کردی تھین اس شخص نے اونکے درمیان مین ایک
ایک سرائے اپنی طرف سے اور اضافہ کی اور بدستور باپ کے مسافرون کو اپنے سرکار سے کھانا مقرر کیا قانونگو
تقرر پرگنہ وار واسطے طیاری کاغذات اور دریافت حال رعایا اور تدبیر آبادی اور افزونی زراعت اور تحصیل
محصول اور گذارش نیک و بد کیواسطے اسکے عہد مین ہوا جسقدر ملک گیری اور جہانداری اور عدل و انصاف
کی رواج اور انتظام جہانداری ان باپ بیٹے کے عہد مین ہوئے دوسرے فرمانروایان ہند مین کمتر
دیکھنے مین آئی مدت جہانداری کی آٹھ برس دس مہینے آٹھ روز ہی

ذکر فیروز شاہ بن اسلام شاہ

اسلام شاہ کی رحلت کے بعد ارکان دولت نے فیروز خان کو دس برس کی عمر مین تخت نشین کیا اسلام
اپنی حین حیات مین اپنی بی بی سے کہا کرتا تھا کہ تیرے اس لڑکے کی موت تیری بھائی مبارز خان کے
ہاتھہ سے ہوگی اگر لڑکے کی سلامتی درکار ہی بھائی سے ہاتھ اوٹھا اور مجھے اپنی مرضی پر چھوڑ کر مین اوسکو

درمیان سے دفع کردن وہ جواب دیتی کہ میرا بھائی تیری بدولت عیش وعشرت کرتا ہی اوسکو بادشاہی سے کیا غرض میرے ایک یہی بھائی ہی اگر وہ بھی نرہے تیری بادشاہی سے مجھے کیا مزہ ملیگا آخر جو کچھہ اسلام شاہ نے دور اندیشی کی تھی اوسکی عورت نے ملاحظہ کیا فیروزخان کے جلوس سے دو تین روز گذرے تھے کہ مبارزخان کو بادشاہی کا خیال ہوا بھانجے کی فکر مین گھر آخر حسب دستور محل سرا مین گیا بی بی نے اسکے تیور سے شرارت پائی کمال عجز وزاری سے کہنے لگی کہ میرے لڑکے کے خون سے درگذر اور اگلے احسان کو کہ مکرر تجھکو اسلام شاہ کے قتل کرنے سے بچایا یاد کر بہرحال میرے بیٹے کو بخش دے اور جدھر حکم کر مین اوسکو لیکر چلی جاؤن ہرچند بہت سا عجز والحاح کیا مگر اس بیحیا کو کچھہ خیال نہ آیا فیروزشاہ کو بُری طرح سے ذبح کر ڈالا اور دنیا وآخرت کی بدنامی حاصل کی اس

اس طفل مظلوم کی بادشاہی اس سے نہ نبھی سرا مین تین روز رہی

ذکر سلطان محمد عادل شاہ معروف مبارزخان

سلطان محمد عادل شاہ عرف مبارزخان عدلی بن نظام خان برادر شیرشاہ سنہ ۹۶۰ ہجری مین تخت آرا ہوا اسکا خطبہ مین نام نامی نے رواج پکڑا سلطان محمد عادل لقب ہوا مگر پٹھان لوگ صرف عدلی کا لفظ کہتے تھے۔ الغرض سلطان تغلق کے مانند خزانے کھولکر جود وسخا مین مصروف ہوا اور خواص خانی چھوٹے بھائی شمشیرخان کو جو شیرشاہ کے غلام کا بچہ تھا وزیر اعظم اور ملک کا مدار علیہ بنایا اسکے روبرو ہیمون بقال ریواڑی والے نے اعتبار حاصل کیا۔ یہ ہیمون پیشتر بڑی نے نمکی سے گلی گلی نمک بیچتا تھا جسوقت شوربختی دور ہوئی اور نصیبہ خواب شیرین سے بیدار ہوا معتبر ہوگیا اور اکثر ملکی اور مالی مقدمات مین دخیل ہوا جب محمد عادل کو بادشاہی ہوئی معتمد علیہ ہوا سپہر فراز ہوا اور رفتہ رفتہ کل مہمات ملکی اور مالی اوسکے پاس رجوع ہونے لگے چند روز تک لبست رای اور بعد ازان راجہ بکرماجیت کا خطاب ملا۔ کل امور مین پیشوا سمت ہوا ایک نام کے واسطے تو عدلی بادشاہ تھا باقی کل کاروبار بادشاہی کا ہیمون کے متعلق تھا حکام کی موقوفی بحالی اور جاگیر کی تجویز اور لشکر کا انتظام اور ملک کا بندوبست سب اسکے اختیار مین تھا اور شیرشاہ اور اسلام شاہ کے خزانے وفیلخانہ اسکے قبضے مین تھے۔ کہتے ہین کہ یہ شخص بدصورت اور کوتاہ قد اور دوراندیش تھا گھوڑے کی سواری نہین جانتا تھا تلوار کمر مین نہین رکھتا تھا ہمیشہ ہاتھی پر سوار ہوتا لیکن شجاع اسقدر تھا کہ سلطان عدلی کیطرف سے جو پٹھان سلطنت کے مدعی تھے اونسے بائیس لڑائیان لڑکر مظفر اور منصور ہوا اور عقل وتمیز سے بھی ایسا بہرہ رکھتا تھا کہ جو کچھہ فرمان روائی اور کشور کشائی کی تدبیر اوس سے نکلین افاغنہ کے رؤسا مین کسی سے نہوئی تمام پٹھانون کو اپنا مطیع کرلیا تھا کسیکو انحراف کی مجال نہ تھی القصہ چند دنون کے گذرنے پر سلطان عدلی سے پٹھان لوگ برخلاف ہوگئے اور ہر طرف بغاوت شروع ہوگئی بیٹھے بٹھائے فتنہ اوٹھ کھڑا ہوا شاہ محمد قرلی اور سکندرخان اوسکے لڑکے نے بادشاہ کے روبرو سخت گفتگو کی اور اکثرون پر ہاتھہ صاف کرکے خود بھی

ہوگئے تاج خان سلیمان کھانی کا بھائی دیوانخانہ مین اطاعت سے منحرف ہوا گوالیار سے گنگا کنارے جاکر
لشکر جمع کیا۔ آخر ہمون نے بہار اوسکا حوصلہ پست کردیا ابراہیم خان سور جسکی بہن بادشاہ کے عقد مین تھی۔
شیر شاہ کے چچازادون مین تھا مخالف ہوگیا اکثر امرا کو متفق کرکے چندیرکہ دہلی کے اطراف مین زبردست لایا
علی بیتاب ہوکر قلعہ چنارہ کو چلا گیا۔ احمد خان سور جو کہ شیر شاہ کا بھتیجا اور داماد تھا اور عادل کی دوسری
بہن بھی اسکے عقد مین تھی بگڑ گیا اپنا خطاب سلطان سکندر مقرر کرکے ابراہیم خان پر چڑھا ابراہیم خان کا لشکر
ستر ہزار تھا اور سکندر خان کے پاس دو ہزار سوار تھے مگر تائیدات غیبی سے سکندر خان نے فتح پائی دہلی اور آگرہ
پر متصرف ہوا اور سندھ سے دریاے گنگا تک قبضے مین آیا چاہتا تھا کہ پورب رخ جاکر سلطنت چاہنے والون کو
سزا دے مگر بادشاہ کابل سے ہندوستان کو عزیمت کی خبر سنکر اگرہ مین متوقف رہا ہمایون اپنے بادشاہ عادل
کے جانب سے لشکر شمار اور فیلان نامدار اور توپخانہ آراستہ لیکر ابراہیم خان سے لڑا اور فتح حاصل کی اور اسکی
طرف سے مطمئن ہوکر چنارہ مین اپنے وی نعمت عادل شاہ سے جا ملا اور وہان سے محمد خان سور حاکم بنگالہ کے
مقابلہ کو گیا جو کہ باغی ہوکر جونپور اور کالپی اور اگرہ کو عازم ہوا تھا الغرض ہمایون جب موضع چیرگھٹہ مین کالپی سے بارہ
کوس پر پہونچا باہم لڑائی کی ٹھہری آخر مخالف شکست ہوئی اور محمد خان مارا گیا ہمایون کی بیٹہ نامی ہوئی چونکہ اگرہ
وغیرہ پر سلطان سکندر کا تسلط تھا ازروے مصلحت نہ بھیکر بہار اور بنگالہ کو چلا گیا۔ باقی حال ہمایون کا
اکبر بادشاہ کے ضمن مین بیان ہوگا اب ہمایون بادشاہ کے ہندوستان مین آنیکا حال اور اوسکی فتح یابی کی کیفیت
اور پھر ہونا خاندان افاغنہ کا ہندوستان مین بیان ہوتا ہے عدلی نے قریب دو سال کے
بادشاہی کی اور اسکے بعد سے شیر شاہ سے ہمایون تک سور حکومت کے گذرے

آنا ہمایون بادشاہ کا ہندوستان میں و فتح پانا ہمایون پر

جب ہمایون نے کابل کے مقام مین یہ خبر سنی کہ ہندوستان مین بطور خود پٹھانون نے سکہ بگھار رکھی ہر جگہ کے قبضے
مین جو شہر یا ولایت ہے وہ اوسکا بادشاہ بنا بیٹھا ہے ہندوستان کے مستقل حکومت ہوئی اور ۹۵۲ ہجری مین نجم ثانی
کو کابل کی حراست مین چھوڑ کر خود بدولت نے ہندوستان کی نہضت فرمائی بس روز روانہ ہونا چاہتا تھا خواجہ
حافظ شیرازی کے دیوان مین فال کھولی اور اسی شعر سے مژدہ پایا ؎ دولت از مرغ ہمایون طلب و سایۂ او +
زان کہ بازاغ و زغن شہپر ہمت نبود شاہزادہ محمد اکبر کو ہمراہ لیکر مع تین ہزار سوار کے راہ کھوہ روانہ ہوا اور منزل بمنزل
کوچ کرتے لاہور پہنچا وہان کے پٹھانون نے ہمایون کے دبدبہ آمد سے پراگندگی اختیار کی لاہور نے لڑے بھڑے
تلازمان ہمایون کے قبضے مین آگیا۔ لاہور پہونچکر ہمایون نے افواج قاہرہ کو بیرام خان خانخانان کی سرداری مین
جالندھر وغیرہ پر روانہ کیا اور خانخانان نے دریاے ستلج سے اور ترکرا چھی وارہ کے اطراف مین پٹھانون پر

چھاپہ مارا بڑی جنگ ہوئی آخر پٹھانون کو شکست دی ہاتھی گھوڑے بہت سا اسباب لوٹ مین ہاتھ آگا بعد ازان سہرند مین پہونچا اسوقت سلطان سکندر نے جب یہ خبر پائی کہ ہمایون بادشاہ کے لشکر نے میرے نوکرون کو شکست دی فوراً اسی ہزار سوار اور فیل اور توپخانہ ہمراہ لیکر آگرہ سے نکلا اور جب سہرند کے قریب پہونچا لشکر کے گرد خندق کھودکر منتظر لڑائی کا ٹھہرا خانخانان نے لشکر کا استحکام دیکھکر بادشاہ کی خدمت مین عرضیان روانہ کین اور سارا حال لکھکر درخواست عزیمت تحریر کی بادشاہ نے باوجود عارضہ قولنج کے لاہور سے نہضت فرمائی اور قطع مسافت کرکے سہرند مین آپہنچا اور صف آرائی کرکے غنیم کے مقابلہ مین ٹھہرا ہر روز بندوق اور توپ کی لڑائی رہتی تھی چالیس دن کے بعد یورش کا ارادہ مصمم کرکے مخالف کی فوج پر کود پڑا اور فضل الٰہی سے ہمایون کے لشکر کو فتح و نصرت پائی پٹھانون کے دل شکستہ ہوگئے سکندر معرکہ سے نکلکر کوہ سوالک کی طرف بھاگا اور وہان سے قلعۂ مانکوٹ مین جا بیٹھا ہمایون بادشاہ نے شاہ ابوالمعالی کو مع لشکر گران کے لاہور کیطرف مقرر فرمایا اور ارشاد کیا کہ سکندر کو پہاڑون سے نکال کر دفع اور ولایت پنجاب کی مہم سر کرے اور خود بدولت نے سہرند سے روانہ ہوکر دہلی مین جلوس فرمایا اور اکثر ہندوستان کے اطراف کو قبضۂ تصرف مین لایا جن جن امیرون نے اس معرکہ مین تردد کیے تھے اونکو جاگیرین لایق علین اسپ ہمایون کے نام سے سکہ و خطبہ مروج ہوا بخت خفتہ بیدار ہوا اختر فیروز مددگار رہوا باقی یہ سال مقام دہلی مین بڑے عیش و آرام سے بسر ہوا اسوقت مین بحضور شاہی یہ عرض کیا گیا کہ سلطان سکندر نے کوہستان سے نکلکر اکثر پرگنات پنجاب پر دست درازی کی ہے اور پرگنۂ چھاری اور پٹیالہ تک مال تحصیل کرلیا اور شاہ ابوالمعالی ہمراہیون کی بدسلوکی سے غنیم کا مدافعہ نکرسکا اور نہ اوس سے یہ مہم سرانجام ہوسکتی ہے ہمایون نے اس خبر کو فراست سے دریافت کرکے شاہزادہ محمد اکبر کو مع بیرام خان خانخانان کے روانہ کیا اور بدرقت رخصت کے شاہزادے سے نہایت محبت بھری کی اور یہ قطعہ زبان پر لایا ؎ چراغی چو تواندر دو دمانم ہا چرا روشن نباشد چشم جانم ہر کناری ریزدان یاریت باد تا زعمر و ملک برخورداریت باد القصہ شاہزادۂ بلند اقبال رخصت ہوا فتحپور کلانور مین آکر لشکر منصور کی عزیمت سنکر قلعہ مانکوٹ مین جا بیٹھا یہ قلعہ اوسکا من جملہ

ذکر رحلت ہمایون بادشاہ

یہ امر ظاہر ہے کہ ہمیشگی سوائے ذات خدا کے کسیکو نہین ممکنات کو چند روز کے لیئے بھیجتے ہین جب اوسکا وعدہ پورا ہوا طلب کرلیتے ہین اسیکے بموجب ہمایون بادشاہ کا بھی وعدہ برابر آیا یہ بادشاہ علوم نجوم اور معرفت کواکب کا بڑا شوق رکھتا تھا جس روز کہ زہرہ کے طلوع کا شبہہ تھا شام کیوقت اوس ستارہ کے دیکھنے کو گنبد خانہ کی چھت پر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اوترنا چاہا تھا کہ موذن نے نماز کی بانگ دی اوسنے نماز کی تعظیم کو دوڑکر زینہ پر بیٹھنا چاہا چونکہ زینہ کے درجون کی صفائی سے نظر پھسلتی تھی بادشاہ کی چوبدستی نے لغزش کھائی

ہمایون سے سنبھل کر ڈھکتے ہوئے زمین پر گرا سارے اعضا اور جوڑ بسکے اور داہنی طرف سر پر بہت صدمہ پہونچا بیہوش ہوگیا ہر چند طبیب اور حکیمون نے معالجہ کیا مگر کچھ سود نہوا بالآخر بہشت برین کو روانہ ہوا نعش اوسکی نظام الدین کیقباد کے گنبد کھری مین مدفون ہوئی اور اوپر بڑی شان و شوکت کی عمارت تعمیر ہوئی ابتک موجود ہے دیکھنے والون کو عبرت ہوتی ہے ہر چند شعرائے عصر نے وفات کی تاریخین بہت سی کہین مگر اوسمین یہ قطعہ بہت عمدہ تصنیف ہوا **قطعہ** ہمایون پادشاہ آن شاہ عادل ؛ کہ فیض خاص اور عام افتاد بناے دولتش چون یافت رفعت ؛ اساس عمرش از انجام افتاد بخورشید جہانتاب از بلندی ؛ بپایان در نہار شام افتاد جہان تاریک شد در چشم مردم ؛ خلل در کار خاص و عام افتاد قضا از بہر تاریخش رقم کرد ؛ ہمایون پادشاہ از بام افتاد

اس شخص نے پہلے مرتبہ دس برس اور دوسری بار دس مہینے حکمرانی کی

ذکر ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر پادشاہ بن ہمایون پادشاہ

اگرچہ اس پادشاہ قوی بال کے احوال اکثر مورخون نے مانند خواجہ عطاے فدوی نے تاریخ اکبر شاہی مین اور خواجہ نظام الدین احمد نے طبقات اکبری مین اور شیخ عبدالقادر بدایونی اور شیخ الہداد اور شیخ فرید مخلص بہ مرتضی خان اور شیخ ابوالفضل بن مبارک اور محمد شریف معتمد خان نے اقبال نامۂ جہانگیری مین لکھا ہے خصوص مجموعۂ فضایل صوری و معنوی شیخ ابوالفضل بن شیخ مبارک یمنی الاصل مندی نژاد نے اس پادشاہ کا واقعات عمری کمال تفصیل اور شرح سے تحریر کیا اور اوسی کا نام اکبرنامہ رکھا اس کتاب مین تین دفتر ہین جسکے تیسرے دفتر کا نام آئین اکبری ہے اول دفتر کا نصف حصہ اکبر کے بزرگون کے بیان مین ہے اور نصف حصہ دیگر مین جلوس اکبری اور سترہ برس کے واقعات مندرج ہین دوسرے دفتر مین ولایت مالوہ اور گجرات و بنگالہ اور اوڈیسہ و دکسمند و سکروتھہ اور قندھار اور برہان پور و خاندیس وغیرہ کی فتح کا حال ہے گیارہوین سال سے پینتالیسوین برس تک کا حال درج ہے تیسرے دفتر آئین اکبری مین مخصوص پادشاہ کے اوضاع اور اطوار کا بیان ہے لیکن چند سطرین یہان بھی واسطے پیرایۂ بیان کے تحریر ہوتی ہین **القصہ** جسوقت ہمایون پادشاہ نے اس دار نا پایدار سے رحلت فرمائی شاہزادہ محمد اکبر سکندر کی مدافعت کے واسطے جسنے قلعہ مانکوٹ سے نکلکر لاہور مین غدر برپا کر رکھا تھا نواح پنجاب قصبۂ کلانور مین رونق افروز تھا جب اس واقعۂ ناگزیر کی خبر پائی بعد رسم تعزیت کے جمعہ کے روز دوپہر کے وقت تاریخ سوم ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ ہجری کو اورنگ نشین خلافت ہوا اسوقت مین اکبر کی عمر تیرہ برس آٹھہ مہینے اٹھائیس روز کی تھی بیرام خان خانخانان نے عہدہ مدار المہامی اور وکالت پر سرفرازی پائی اور مہمات عقد و حل اور مقدمات کا قبض و بسط اسکے اختیار مین ہوا جب جشن جلوس سے فرصت ملی سکندر کی سرکوبی کو عازم ہوا اور نیچے قلعہ مانکوٹ کے پہونچا مگر برسات کے سبب سے سپاہ کے حال پر رعایت کرکے اس مہم کو چند روز

ہیوا سیطے موقوف کیا اور وہان سے مراجعت کرکے جالندھر مین مقام کیا ؛

اناہیمون بقال کا اکبر کے مقابلہ مین اور رقید ہوکر جان دینا

چونکہ ہیمون جو کہ سپہ سالار اور سلطان محمد عدلی کا مدار علیہ تھا اور ابراہیم خان سور اور سلطان محمد حاکم بنگالہ اور نیز دیگر پٹھانون سے جنکو اپنی شکوہ و شوکت پر غرا تھا لڑکر فتحیاب ہوا اب کیا پوچھنا تھا شیطان نے کان مین پھونک دیا کوئی تمسے بہتر نہین ہیمون کو نخوت اور خود فروشی نے گھیر لیا جب ہمایون بادشاہ کی وفات کی خبر سنی شاہزادہ اکبر سے ملک چھین لینا نہایت سہل سمجھا عدلی کو پٹنہ مین چھوڑ کر آگرہ اور دہلی کا عازم ہوا اور پہونچتے پہونچتے امرائے پادشاہی کو سہل سی لڑائی مین خارج کرکے آگرہ کو دبا بیٹھا اور وہان سے دلیرانہ دہلی کو آیا اور یزدی بیلیجان کو مع دیگر امرائے پادشاہی کے خفیف سی لڑائی مین بھگا کر دہلی مین متصرف ہوگیا پچاس ہزار سوار اور ڈیڑھ ہزار فیل کوہ وقار اور اکاون بڑی توپ اور پانسو ضرب زن وغیرہ توپین ہمراہی مین رکھین - یہ خبر جالندھر مین اکبر کو ملی چونکہ اس چھوٹے سے سن مین بڑی عقل تھی سکندر لی مہم متوی کرکے ہمایون کی گوشمالی کو عازم ہوا اطراف و جوانب کے امرا بموجب حکم حاضر ہوئے یزدی بیگ خان جسنے ہیمون سے شکست پائی تھی سہرند کے مقام پر مستفیض ملازمت ہوا بیرام خان خانخانان بسبب ہم چشمی کے یزدی بیگ خان کو نہین دیکھ سکتا تھا اس ساتھ سے اوسکو اپنے خیمہ گاہ مین لیجاکر اس قصور سے کہ ایک بقال نے شکست فاش دی ہیچارے کو مار ڈالا اور اکبر کے حضور مین عرض کیا کہ ہیمون کی فتح اور منتسبان دولت کی شکست فقط یزدی بیگ خان کی کم توجہی سے ظاہر ہوئی لہذا اوسکا قتل کرنا دوسرے کی عبرت کو کافی ہوا اکبر نے وقت پر نظر کرکے طرح دی کچھ برا بھلا زبان نہ لایا وہان سے پیشتر روانہ ہوا بعض لشکر کی سرداری سکندر خان اوزبک کو ملی اور حکم ہوا کہ بطور منقلا چندکوس آگے آگے روان ہو - ہیمون امرا کے شکست دینے اور دہلی آگرہ کے تسخیر کرنے سے زیادہ تر دلیر ہوگیا تھا غنیمت کی خبر سنکر خود بھی دہلی سے روانہ ہوا اور غرور مین آکر توپخانہ کو پانی پت بھیجا تاکہ وہان مورچہ درست ہو رہے فوج اکبری جو کہ پیشتر پیشتر روان چلی جاتی تھی جسارت کرکے توپخانہ کو اپنے قبضہ مین لائی اور اس دست بردسے دلاوران شاہی کی طبیعت بڑھ گئی اور اوس بقال نی ہمت گھٹی اسیوقت مین ہیمون دل مضبوط کرکے پانی پت آیا اور فوج منقلا سے گرم جنگ ہوا اقبال بادشاہی نے اپنا کام کیا فوج منقلا نے میدان رزم مین لڑکر جمکر خوب کوشش کی مگر فوج ہیمون کا غلبہ اور بادشاہی لشکر کی شکست ہوئی اکثرون کے پیر اوکھڑ گئے اوسوقت ہیمون نے اپنا سر ہودج سے نکالا تاکہ لشکر کو جمع کرکے تعاقب کرے قسمت مین تو یہ لکھا تھا کہ اقبال اکبری چمکے ناگاہ کسی مغل کے تیر نے گوشۂ کمان سے نکلکر ہیمون کی آنکھ مین جگہ لی اور فوراً کاسۂ سر سے نکل گیا دردسر کی سرزنش سے اوس بدسر نے اپنا سر ہودج کے اندر تکیہ پر رکھا فوج کو گمان ہوا کہ نے والی وانسر ہوگئی سراسیمہ ہوکر سر بسر فراری ہوئی کیا خوب

کیسی فتح میں شکست نصیب ہوئی بادشاہی لشکر نے جو غنیم کی بدحواسی دیکھی مخالف کے اسباب اسلحہ وغیرہ لوٹ شروع کردی ناگاہ شاہ قلیخان اوس ہاتھی کے نزدیک جا پہونچا جسمین ہیمو مخفی تھا چاہا کہ فیلبان کو قتل کرکے فیل کو مع سازنقرہ کے اپنے قبضے مین لاوے فیلبان نے اپنی جان بخشی چاہی ہیمو کو بتلا دیا۔ شاہ قلی اس مژدہ سے مسرور ہوا فیلبان سے لطف و مدارکرکے مع دیگر فیل کے ہمراہ لیا ہنور محمد اکبر سوائے گردونده سے کوچ کرکے لشکر منصور متقلاتک نہ پہونچا تھا کہ فتح و نصرت کی خبر پہونچی اور تھوڑے عرصہ مین شاہ قلیخان نے ہیمو کو دست بستہ حاضر کیا ہیمو ان اکثر پٹھانون پر فتح پاکر اسقدر مغرور ہوا تھا کہ اکبر کو خورد سال سمجھکر کہا کرتا تھا کہ اس شیر خوارہ کی مجال نہین کہ روبرو آئے اوس غرور نے آخر گردن جھکائی ؎ تکبر کن زنہار اے پسر ۔ کہ روزے زد ستش در آئی بسر ۔ جسوقت یہ مغرور حضور مین آیا ہرچند بعضون نے اوس متکبر سے گفتگو کی مگر کسیکو جواب نہ دے سکا بعض امرانے عرض کیا کہ اس بداندیش کو ملازمان شاہی خاص دست مبارک سے ہلاک کرین اکبر نے جواب دیا کہ قیدی کے مارنے مین تلوار خون آلود کرنا آئین مردمی سے دور ہے بیرام خان نے مرضی پاکر اپنی تلوار سے اوسکا سر کاٹ ڈالا اور سر اوسکا کابل اور باقی دھڑ دہلی کو بھیجا بعد قتل کرنے ہیمو کے بادشاہ نہایت جلدی سے دہلی مین تشریف لایا اور نئے سر سے جلوس کیا جو بدانتظامیان بادشاہی مین واقع تھین اونھین دور کیا ہندوستان کی وسیع خلافت نے رونق تازہ حاصل کی امرائے دولت کو خطاب اور جاگیر مناسب حال عطا فرمائی اور ہر ایک طرف انتظام کے واسطے رخصت دی مولانا نامر الملک عرف پیر خان نے تسخیر میوات کو اجازت پائی ہیمو ان کے باپ کو جسکی عمر اسّی برس کی تھی ریواڑی سے حاضر لاکر کہا کہ مسلمان ہو اوسنے کہا کہ اسی برس تک اپنے مذہب مین گنوایا اب اخیر وقت مین کیونکر قدیمی دین کی رفاقت ترک کرکے نئے دین سے موافقت کرون صر الملک نے اسکا جواب زبان شمشیر سے ایسا دیا کہ کلیجا دو ٹکڑے ہوگیا

مانکوٹ پر فتح پانا اور سلطان سکندر کا اخراج

جسوقت اکبر نے یہ خبر پائی کہ سلطان سکندر پہاڑون سے نکلکر پنجاب مین نمدار ہوا ہے فوراً حضور والا پنجاب کے عزیمت کی منزلین طے کرکے قصبہ دھمپٹی مین جسے اب موزپور کہتے ہین رونق افروز ہوئے اوسوقت راجہ رامچند نگرکوٹ کا حاکم اور دیگر کوہستانی راجہ حاضر ہوکر شرفیاب ہوئے اوسوقت سلطان اکبر نے دیوان حافظ سے فال خوبکالی یہ شعر برآمد ہوا ؎ سکندر را نمی بخشند آبے ۔ بزور و زر مسیر نیست ایکارے ۔ اس مضمون سے خوشوقت ہوکر پیشکور دان ہوا اور قلعۂ مانکوٹ کے نیچے جہان سکندر متصور تھا ٹھہرا لڑائی شروع ہوئی بندوق نے دل و دماغ خالی کرنا شروع کیا۔ سلطان سکندر کو یہ خبرین گذر گئین کہ ہیمو ان اقبال کی پامالی اقبال شاہی نے فرمائی اور خضر خان ولد سلطان محمد خان سور نے نواحی چنارگڈھ مین اپنا سکہ و خطبہ جاری اور اپنا لقب سلطان بہادر مقرر کیا اور اپنے

باپ کے انتقام کو جو ہیمو ن کی لڑائی مین مارا گیا تھا عدلی سے لڑا اور مین جنگ مین عدلی مارا گیا ایسی ایسی تیغہ زدان سے سکندر کے کان کھڑے ہوئے سمجھا کہ اقبال کسکی یاری پر ہی پس عجز و نیاز سے استدعا کی کہ حضور والا کی درگاہ مین کوئی ملازم شاہی اگر مجھے لیجاوے اسکے بموجب میر شمس الدین محمد اتکہ خان اور مولانا ناصر الملک نے اوسکے لانے کو رخصت پائی سکندر نے ان لوگون کی حرمت اور عزت کرکے عرض کیا کہ مجھسے بڑی بڑی خطائین واقع ہوئی ہین منہہ دکھانے کی کوئی صورت نہین کیتا بالفعل میرے لڑکے کو دربار مین لیجائے بعد ازان فدوی بھی حاضر ہوگا یہ التماس درگاہ بادشاہی مین منظور ہوا فرمایا کہ سکندر طرف پٹنہ جاکر اوس ولایت کو پٹھانون سے چھڑاکر اپنے قبضے مین لائے اور اپنے لڑکے کو حضور مین خدمتگذاری کے لیے روانہ کرے آخر سلطان سکندر نے لڑکے کو دربار شاہی مین روانہ کیا اور خود پٹنہ گیا اور دو برس کے بعد اوسی طرف سے ملک عدم کو چلا گیا جلوس کے دوسرے سال مین یہ سب امور واقع ہوئے

بہرام خان کی نے اعتدالی اور اقبال کی بدسرانجامی کا بیان

ازانجا کہ دونون کے تقاضا سے اکبر بادشاہ امور خلافت مین بہت کم متوجہ ہوتا ملکی اور مالی کارخانے عہد ہمایون سے بیرام خان خانخانان کے سپرد تھے اس شخص کا اقتدار نوکری اور وکالت اور امیر الامرائی کے مرتبہ سے زیادہ ہوا اور اسقدر کل بادشاہی معاملات مین اوسکا تسلط ہوگیا کہ اوس سے زیادہ خواب و خیال ہر دولت و اقتدار کا جو نشا پیدا ہا بیرام خان ایسے آدمی کو مسلوب العقل کردیا اسی مستی مین بعض بعض نالایق حرکتین سرزد ہوئین اونمین سے ایک یہ کہ عمدہ عمدہ جاگیر اور منصب اپنے رفیقون کو دیتا اور دیگر بندہاے بادشاہی سے بدسلوکی کرتا تھا اکبر کو بچہ سمجھ لیا تھا اپنی دانست مین کل انتظام اور مخالفون پر فتح پانا دشمنون کو زیر کرنا اپنی عقل و دانائی سے جانتا تھا ایک بڑی گستاخی یہ کی کہ یزدی بیگ خان امیر کبیر کو اکبر کی نے اجازت مار ڈالا اور مصاحب خاص بادشاہی دلازم پیر بھی ناحق صاف کیا مولانا ناصر الملک اپنی خدمات سے بادشاہی عنایات سے سرفراز ہوا تھا اوسے درگاہ سے دور کرا کے کعبہ کو روانہ کیا اسیطرح اکثر اوقات اکبری ہوا خواہون سے برا پیش آتا تھا ایکروز فیل بادشاہی فیلبان سے سرکشی کرکے بیرام خان کے ہاتھی پر ڈپٹا اور اوسکے فیلبان کو مار ڈالا بیرام خان نے کچھ رعایت بادشاہی آداب کی نہ کی فوراً اوس فیلبان کو مروا ڈالا اور ایکروز بیرام خان کشتی پر سوار دریا مین کی سیر کرتا تھا ایک بادشاہی ہاتھی مستی سے جوش خروش کرتا ہوا جمنا مین آکر سرکشی کرنے لگا اور جہاز بیرام خان کی کشتی نزدیک پہونچی یہ بدمست ہاتھی اوسکی طرف جھکا ہر چند فیلبان نے بہت سارو کا مگر نہ رکا آخر بیرام خان اس عربدہ خیزی سے اکبر بادشاہ کی جانب بدظن ہوکر [illegible] نے جب یہ حال سنا فیلبان کو دست بستہ خانخانان کے پاس بھیجدیا جبکہ اوسکے [illegible] قریب آگئے تھے مطلقاً پاس ادب نہ کیا

سر دست فیلبان کی گردن علحدہ کی اسیطور سے اکثر لوگ اوسپر کین اوران حرکات غیر مستحسن کو سن سنکر بادشاہ کا
مزاج برہم ہوا آخر مدارات سے درگذر کر دفعۃً فساد کی فکر ہوئی بادشاہ تھوڑے دنون کے بعد مع چند امرا کے
شکار کے بہانہ سے نکلکر دہلی چلا گیا اور شہاب الدین احمد صوبہ دار دہلی کو اپنے ارادہ سے متنبہ کر کے اطراف دہلی
کے امرا کے نام اس مضمون سے فرمان جاری فرمائے کہ خاطر اقدس بیرام خان سے متغیر ہی امور سلطنت خاص
اپنے ذمہ لیئے گئے جسے جاری اطاعت متصور ہو وہ کل دربار الامین حاضر آئے جسقدر امرا کہ بیرام خان کے
پاس تھے وہ بھی آزردہ ہوکر حضور مین چلے آئے شہاب الدین محمد خان تکہ حسب الطلب سہرند سے حاضر حضور ہوا
اور علم و نقارہ اور یمن اور منصب بیرامی سے سرفرازی پائی اور اکثر اطراف و نواح کے امرا حاضر حضور ہوئے
بیرام خان نے جب یہ خبر پائی عجز و انکسار سے عرضداشت کی اکبر نے در جواب تحریر فرمایا کہ اوسکا حضور مین آنا
مناسب نہین بہتر ہی کہ مکہ کو جاوے وہان سے جب لوٹے گا مورد عنایت ہوگا جب بیرام خان نے حجاز کی رخصت
پائی اگرہ سے نکلکر میوات مین سلطان سکندر افغان اور نمانی خان سور کو رخص کیا کہتے ہین
کہ بیرام خان نے رخصت کیوقت مشار الیہم سے اشارہ کر دیا تھا کہ ممالک محروسہ مین خلل انداز ہون اور
خود پنجاب کو چلا اکبر نے اس خبر سے باخبر ہوکر بیرام خان کے نام زبان نصیحت عنوان صادر کیا مگر اسنے
فتنہ پردازون کے اغوا اور بادشاہی شان و شوکت کے لالچ سے کچھ نہ سنا اقتدار کے غرور مین
بیکانیر چلا اور چند روز رائے کلیان مل زمیندار بیکانیر کے پاس آرام سے رہکر پنجاب کو عازم ہوا اور کھلے بندون
باغی ہوکر سنداوٹھارہ کے راستی سے پنجاب پہونچا اکبر نے شمس الدین محمد خان تکہ کو مع دیگر امرا کے اوسکے مدافعہ کو مقرر فرمایا
اسنے بخود بدولت بھی عقب سے عازم ہوا تکہ خان نہایت چالاکی کر کے جلد پہونچ گیا اور ستلج اور بیاہ کے
درمیان مین موضع کوہور متعلقہ پرگنہ داروک مین دونون لشکر کا مقابلہ ہوا بڑا معرکہ درپیش آیا بیرام خان
غالب ہوکر فوج بادشاہی پر حملہ آور ہوا چون کہ زمین اکثر دھانون کے کھیت کی اور دلدلی تھی بیرام خان
کے لشکریون کا پیر نہ اوٹھ سکا جسقدر یورش کرتے زمین پاؤن پکڑتی تھی اتکہ خان کی فوج نے جو یہ حال دیکھا
اکثرون کو تیر سے دلفگار کیا بعضون کو تلوار کے گھاٹ اوتارا کتنے قید ہوئے بیرام خان اس آفت ارضی سے
گھبراکر بھاگا اور راجہ گنیش دامالپور کے زمیندار کے پاس جو کوہ سوالک پر واقع ہی تلوارہ مین مقیم ہوا اس فتح
کی خوشخبری سہرند کے مقام پر بادشاہ کے گوش گذار ہوئی اس نوید کو سنکر لاہور مین تشریف ارزانی ہوئی وہان پر
چند روز مقیم رہکر تلوارہ کے اطراف مین شرف نزول ہوا یہان پر پہاڑیون نے زور نکالے اور آخر کار لڑائی سے
بھاگ نکلا بیرام خان حسب نصیحے کی بدسازی سے کمین بچاؤ ندیکھا درگاہ والا مین عذرخواہی کی اور اس امر کا
مستدعی ہوا کہ کوئی معتمد اگر میرا ہاتھ پکڑکر حضور مین پہونچاوے لہذا اول مولانا عبداللہ سلطانپوری معروف

مخدوم الملک اور بعد ازاں منعم خان نے رخصت پائی ان لوگون نے دم دلاسا دیکر بیرام خان کو اس ہیئت سے دربار مین حاضر کیا کہ رومال گردن مین بندھا تھا بیرام خان حضور مین پہونچتے رونے لگا اکبر نے عنایت کرکے رومال گردن سے دور فرمایا اور حسب دستور بیٹھنے کو حکم دیا اور اخیر مجلس مین بخوشی تمام سفر حجاز کی رخصت دی اس مہم کے بعد بیرام خان مکہ کو گیا اور بادشاہ دہلی آیا یہ معرکہ جلوس کے چھٹوین سال مین گذرا القصہ بیرام خان قطع مسافت کرتے ہوئے مضافات احمد آباد گجرات سے شہر پٹن مین پہونچا چند روز ماندگی سفر کے دور کرنیکو مقیم ہوا مبارک خان نامے ایک پٹھان لوحانی جسکا باپ ماچھی وارہ کی اوس لڑائی مین مارا گیا تھا جو کہ پٹھانون کو بیرام خان سے ہمایون بادشاہ کی رفاقت مین واقع ہوا اوس جگہ موسی خان حاکم کے پاس قیام رکھتا تھا اسنے باپ کے بدلے مین بیرام خان کی ہلاکت کا قصد کیا اتفاقاً ایکروز بیرام خان کسی تالاب عظیم الشان کے سیر کو کشتی پر سوار جاتا تھا بروقت مراجعت کے جب کشتی سے باہر آیا مبارک مذکور مع چالیس نفر پٹھانون کے اس ڈھب سے ظاہر ہوا کہ گویا ملاقات کو آتا ہی دور اوسنے نزدیک پہونچتے ایسا ایک جمدھر بیرام خان کی پیٹھ پر مارا کہ چھاتی سے پار ہوا دوسرے نے تلوار ماری کام تمام ہوگیا چند فقرانے اوسکے قالب خونی کو جسنے درجۂ شہادت پایا تھا اوٹھاکر مقبرۂ شیخ نظام الدین مین مدفون کیا بعد ازان اوسکی ہڈیان مشہد مقدس مین پہونچین کسی شاعر نے اوسکی شہادت مین یہ رباعی لکھی ہی رباعی بیرام بطوف کعبہ چون بست احرام ۔ نرسیدہ بکعبہ کار او گشت تمام ۔ تاریخ وفات او بجستم از عقل ۔ گفتا کہ شہید شد محمد بیرام ۔ میرزا عبد الرحیم ولد بیرام خان جو تین برس کا تھا حضور اقدس مین حاضر ہوکر مورد الطاف ہوا اکبر نے شفقت کا ہاتھ بھیرا مرزا خانی کا خطاب عطا فرمایا جب سن تمیز کو پہونچا اور اچھی اچھی خدمات بجالایا فرزند برخوردار خانخانان سپہ سالار کا خطاب اور پنجہزاری منصب عطا ہوا اس شخص نے اچھی اچھی خدمت اور تدبیرین کین گجرات اور ٹھٹھہ اور دکن اسنے فتح کیے اور راجہ ٹوڈرمل کی وفات کی بعد وزارت کا نظم ونسق اسیکے سپرد ہوا جو خانخانان کہ موروثی طبیعت اور بلند ہمتی اور شجاعت فطری اور تدبر اور سخا مین مشہور ہی وہ یہی خانخانان ہی القصہ جب بیرام خان دنیا سے اوٹھ گیا اکبر بادشاہ بذات خود امور جہانداری کے انصرام مین مصروف ہوا۔

تسخیر مالوہ کی کیفیت

چونکہ باز بہادر ولد شجاعت خان مشہور شجاع دل خان جو کہ امرائے شیر شاہی سے تھا مالوہ کا حاکم تھا شراب جوانی سے مست اور لذات نفسانی کا اسقدر دلدادہ تھا کہ ہمیشہ عورات کی مصاحبت اور نازنینون کی معاشقت مین رہتا اکثر عورتین صاحب جمال کا ہش بدرغیرت ہلال جمع کی تھین اکثر اوقات اونکے بوس وکنار مین لیل ونہار بسر کرتا منجملہ انکے روپ متی معشوقۂ ایسی حسین مہ جبین تھی کہ ؎ سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے

ایسا بے مثل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا تھا باز بہادر اسکے دام عشق مین ایسا گرفتار تھا کہ لیلی مجنون کی کہانی فقط قصہ کہانی تھی یہ عورت سرود سرائی مین بے نظیر تھی اکثر ہندی زبان مین مضمون باندھتی اور اپنا نام روپ متی اس خوبی سے تضمین کرتی کہ اپنے اختیار دل لوٹ پوٹ ہو جاتا باز بہادر راندن اوسکی صحبت مین اپنا عزیز وقت رائیگان کرتا اور مدام شراب کشی کے نشہ مین دن اور رات کی تمیز نہین کر سکتا تھا - جسوقت اسکی بیہوشی اور بد انتظامی کی سُن گُن اکبر نے پائی ادھم خان کو اسکی گوشمالی اور تسخیر مالوہ کو مقرر فرمایا - ادھم خان راہ طی کرکے سارنگپور مین جو اوسکا دار الامارت تھا پہونچا باز بہادر اپنے نشہ مین ایسا مخمور تھا کہ جب لشکر شاہی نے شہر گھیر لیا تب خبر ہوئی چار ناچار لڑنیکو آمادہ ہوا اور تھوڑی دیر مین لڑنے سے سیر ہوکر بھاگا ادھم خان فتح پاکر شہر مین آیا اور خزانے وغیرہ اکھٹے کرنے مین مصروف ہوا خصوص معشوقان زہرہ نوا کے فراہم کرنے مین مستعد ہوا جب نقد اور جنس اور اکثر گانے والیون کو قبضہ مین لایا - معشوقۂ روپ متی کی تلاش کرائی - باز بہادر نے بروقت اپنے شکست پانے کے نوکرون کو حکم دیا تھا کہ موجب رسم ہندوستان کے معشوقان کیرنگ کو قتل کرین اور اونہون نے اکثر پری جمالون کو حنائے خون سے لال کر دیا تھا اور روپ متی ایسی معشوقۂ نازک اندام پر بھی دو چار ہاتھ صاف کیے تھے ہنوز کام تمام نہوا تھا کہ لشکر منصور آپہونچا اور اونھین فرصت ملی کہ اوس ناکام کا کام انجام کرین آخر کار روپ متی کو بھی ادھم خان کے حضور مین حاضر کیا اوس پختہ کار بیدار مغز نے عرض کی کہ زخم کاری سے حالت غیر ہے بالفعل مجھکو کسی مکان مین رکھیئے بعد صحت صحبت شریف مین حاضر ہونگی ادھم خان نے اوسکو شیخ عزنام فقیر کے مکان مین رکھا روپ متی اوس فقیر کے مکان مین رہکر اور اوسکے عیال و اطفال مین بسکر اپنا معالجہ کرنے لگی تا آنکہ زخم بیرونی تو بہتر ہو گیا مگر اندرونی جراحت جو باز بہادر کے فراق سے تھی کب اچھے ہوتے تھے ؎ مسیحا کیا کرے تدبیر بیمار محبت کی ہے کہ اروہی نہین جز وصل آزار محبت کی ادھم خان کثرت اشتیاق سے ہر وقت خبر گیران رہتا تھا تا آنکہ غسل صحت کا دن آیا اب کچھ عذر بانی نرہا اوسوقت روپ متی نے عرض کیا کہ مشک و عنبر اور کافور وغیرہ خوشبو عنایت ہو تاکہ اپنا سنگار کرکے حاضر ہون ادھم خان بشدت فریفتہ تو تھا ہی فوراً حسب الحکم فرمایشات مع کافور کے بھیجدین روپ متی نے باز بہادر کی وفاداری مین کافور چھانک لیا اور چادر اوڑھکر ایسا سوئی کہ پھر نہ جاگی وفاداروں مین اپنا نام کر گئی -

ذکر احوال سلاطین مالوہ

پوشیدہ نرہے کہ مالوہ نہایت وسیع ولایت ہے فراخ اور آباد ہمیشہ اوس ملک مین ذی شان حاکم ہوتے رہے ہین اور مانند راجہ بکرماجیت اور راجہ بھوج وغیرہ نے اسی ولایت کی حکومت مین نام و نشان پیدا کیا ہے جنکے عجائب حکایات آج تک زبان زد خلایق ہین سلطان محمود غزنوی کے زمانہ مین ظہور اسلام ہوا اور سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد سے یہ ولایت بادشاہان دہلی کے ماتحت ہوئی سلطان محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ نے اوس گرمی

جسنے اوسکے زمانۂ ادبار مین رفاقت کی تھی بعد تسلط ہونے کے رعایت کرکے چار آدمیون کو چار ولایتین مرحمت کین
اعظم ہمایون ظفر خان کو گجرات اور خضر خان کو ملتان اور دیپالپور اور خواجہ سرور خواجہ جہان سلطان الشرق کو
جونپور اور دلاور خان کو مالوہ ملا یہ انتظام ۹۶۲ھ ہجری مین ہوا تھا جب محمد شاہ نے رحلت کی اور ہندوستان
مین حج مرج واقع ہوا ہر ایک امرا نے بغاوت کی دلاور خان بھی والی دہلی سے منحرف ہوکر بطور خود حاکم ہوا اسکی
حکومت ۵ برس رہی بعد ازان سلطان ہوشنگ ۱۳ برس اور سلطان محمود ایک برس چند ماہ سلطان محمود خلجی
سلطان ہوشنگ کا امیر الامرا تھا اور سلطان ہوشنگ کی بہن اسے بیاہی ہوئی تھی اس شخص نے بادشاہ کو ساقی
سے زہر ملوا کر مروا ڈالا اور خود تخت نشین ہوا اور تمام ولایت بوندی اور مارواڑ فتح کرکے ۳۲ برس کے بعد
فوت ہوا بعد ازان سلطان غیاث الدین ۳۲ برس اور سلطان ناصر الدین ۱۲ برس ۴ مہینے ۳ روز اور سلطان محمود
۲۲ برس دو مہینے حکمران رہے سلطان بہادر شاہ والی گجرات نے سلطان محمود کو عین معرکہ مین قتل کیا اور اوسکی
ولایت مالوہ اپنے تصرف مین لایا چھ برس حکومت کی بعد ملوقادر شاہ امیر کبیر نے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا
جب کہ نصیر الدین ہمایون بادشاہ نے مالوہ کا عزم کیا شیر شاہ نے اوسوقت مین کہ اوسکے خروج کے ایام تھے ملوقادر شاہ
کو لکھا کہ اگرہ مین خلل انداز ہو اور سرنامہ پر مہر کردی اسنے بھی جواب لکھکر مہر لگادی شیر شاہ اس حرکت سے آشفتہ ہوا
اور غلبہ کرکے اوس سے لڑنے کو اوٹھ کھڑا ہوا قادر شاہ نے گھبراکر ملاقات کی مالوہ کے عوض مین لکھوتی مقرر ہوئی
اگلے روز بعزم ملاقات اپنے مکان سے چلا تھا راستہ مین مغلون کے گروہ کو دیکھا جو کہ اکثر معرکون مین قید ہوگئے
تھے اور آپ گوالیار کی تعمیر مین بیلداری کا کام کرتے تھے قادر شاہ ڈرا کہ مبادا شیر شاہ مجھسے بھی یہی سلوک کرے
اس خیال سے بھاگ نکلا کل چھ برس پانچ مہینے حکومت کی شجاعت خان عرف شجاول خان افغان شیر شاہ
کے نائب نے ۱۲ برس ایک مہینے حکمرانی کی بازبہادر عرف بایزید خان کی حکومت دو برس دو مہینے ۲۳ روز رہی
ابتدائے ۹۶۲ھ ہجری سے لغایت ۹۶۷ھ ہجری تک اکیسوا کہتر برس مالوہ کی ولایت دہلی کی اطاعت سے
باہر رہی لیکن اس عرصہ مین اکثر لوگ اصالتاً اور کتنے بعض وقت مین وکالتاً حکومت کرتے رہے جب ادہم خان
نے فتح پائی اور ہزاردن خزانے مع اس ولایت کے اوسکے ہاتھ لگے مغرور ہوکر منحرف ہوگیا اور جسقدر اسباب
فیل خانہ اور توپخانہ اور عورتین وغیرہ بازبہادر کی ملکیت کی تصرف مین آئین اونمین سے کچھ بھی درگاہ شاہی کو
نہ بھیجا اور کورنکی سے بغاوت پر آمادہ ہوا لاجرم بادشاہ خود مالوہ کو عازم ہوا اور کاکرون کے قلعہ کے نزدیک
جو ہنوز تسخیر نہوا تھا پہونچکر طرفۃ العین مین قلعۂ مذکور کو تسخیر کیا اور پشیتر کو متوجہ ہوا ادہم خان کو آمد
بادشاہی سے آگاہی نہ تھی کاکرون فتح کرنیکو سارنگ پور سے بیخبر نکلا تھا کہ رایات بادشاہی کی پرچم لہلہاتے
نظر آئے جلدی سے پیادہ دوڑکر پابوس شہریاری سے معزز ہوا بادشاہ سارنگ پور مین جا ٹھہرا ادہم خان نے

پیشکش گذرانی چند روز تک بادشاہ اوسی مقام پر مقیم رہا اور وہان کے انتظام سے دلجمعی کرکے اور ادہم خان کو
نامزد کرکے دارالخلافہ آگرہ کو واپس آیا چند روز کے بعد عبداللہ خان وہان کی حکومت پر بھیجا گیا اور ادہم خان
مہم ری مین آیا نشہ مہالت اور غرور جوانی اوسکے دماغ مین بدستور چڑھا ہوا تھا اسی بدمستی مین ایکروز دربار عام
مین شمس الدین محمد خان انکہ سے گفتگو کی اور اوسکو قتل کر ڈالا اور بادشاہ کے قصد مین حرم سرا کو چلا بادشاہ خواب
استراحت مین تھا شور و غوغا سنکر باہر کو چلا راہ مین ادہم خان سے دوچار ہوگیا تیغ برہنہ خون آلودہ دیکھکر
دانائی سے دریافت کرگیا آواز دی کہ اے میرے انکہ کو کیون ذبح کیا یہ کہکر ایسا ایک گھونسا سر پر مارا
کہ ادہم خان بیہوش ہوکر گر پڑا اور حاضرین نے بموجب حکم اوسکو بندہ کرقلعہ کنگورہ سے نیچے گرادیا کہ ایک گھڑی مین اوسکا دم نکل گیا

ولایت کہکران کی فتحیابی کا بیان

یہ ولایت سند اور بہٹ کے درمیان مین واقع ہے وہان کے حاکم ہمیشہ اوسی قوم کے رہے اور بادشاہ کی اطاعت
نہین کرتے رہے ہین بعضون نے لکھا ہے کہ قدیم سے یہ ولایت کشمیر مین داخل تھی سلطان محمود غزنوی نے
فتح کرکے کہکر نام اپنے ایک امیر کو سپرد کیا اوسوقت سے اوسکی نسل کہکر کے نام سے مشہور ہوئی اور وہی قوم مستقلا
وہانکے حاکم رہے شیر شاہ اور اسلام شاہ مدت دراز تک اوسکے تسخیر کرنے مین ساعی رہے اور ایک قلعہ رہتاس نام
اوسکے سرحد پر بنایا تاکہ کہکر لوگ عاجز ہوکر مطیع ہون لیکن کچھہ حاصل نہوا اور صلح ہوگئی سلطان باریک
وہانکا حاکم مع اپنے لڑکے کمال خان کے اسلام شاہ کی ملاقات کے ارادہ سے حاضر ہوا اوسنے اوسے قید کرکے
گوالیار کے قلعہ کو بھیجدیا مگر اوسکا بھائی سلطان آدم تخت پر بیٹھکر ایسا منتظم ہوا کہ اپنی ہمت مردانہ سے
مخالف کو دخل ندیا اور اسلام شاہ نامراد واپس ہوا ایک مرتبہ اسلام شاہ نے حکم دیا کہ گوالیار کے قید خانہ مین
سرنگ لگاکر اوڑا دین لوگون نے ویسا ہی کیا سلطان سارنگ وغیرہ جملہ قیدی باروت کے اثر سے اوڑکر عالم مستی
کو چلے گئے حفظ الٰہی دیکھیے کمال خان ایسی آفت جانسوز سے بچکر قید خانہ کے کسی گوشہ مین سلامت رہا
جب بیٹھا نون کا رشتۂ اقبال ٹوٹا قلعۂ گوالیار سے خلاص ہوکر اکبری نوکرون مین شامل ہوا اور ہیمون
وغیرہ کے معرکون مین ایسی جانفشانیان کین کہ مورد تحسین ہوا جب بادشاہ کو زیادہ تر مہربان پایا اپنی
ولایت موروثی کو مرحمت ہونے کی استدعا کی لہذا فرمان والا سلطان آدم کے نام صادر ہوا کہ چون کہ اس شخص نے
کامران مرزا کے قید کرنے مین ہمایون بادشاہ جنت آرامگاہ کے روبرو اچھی خدمتین کین اور ہنوز اس خاندان کی
فرمان برداری مین دم بھر تا رہا ہے لہذا حکم ہوتا ہے کہ نصف ولایت اسے دیجاوے۔ سلطان آدم نے نرگستگی طالع
مجبور ہوکر عدول حکمی کی اور بموجب حکم کچھہ تعمیل نہ کی لہذا امیر محمد خان بڑے بھائی انکہ خان کو مع دیگر امرا کے
حکم ہوا کہ سلطان آدم کہ گوشمالی دیکر کمال خان کو مامور کرین سلطان آدم نے اپنے حوصلہ سے زیادہ پیر نکالے

قصبۂ ہیلان مین اوسطرف دریاے بہت کے آگے لشکر بادشاہی سے مقابل ہوا مگر منہزم ہی کہا کر بیٹھ دکھائی ۔
امیر محمد خان نے پیچھا کیا اور کل وہ ولایت ضبطی مین لاکر ممالک محروسہ مین شامل کی اکبر نے قدر دانی کی راہ سے
تمام وہ ولایت کمال خان کو مرحمت فرمائی اور سلطان آدم بیاد داشس عدول حکمی کے خارج ہوا

اکبر بادشاہ کا تیر کا زخم کھانا

ایکروز بادشاہ روضۂ شاہ نظام الدین اولیا کے زیارت کو گیا تھا جب وہان سے مراجعت فرمائی چوک مین آیا کوئی
خونخوار کمین گاہ مین لگا ہوا تھا بادشاہ کے پہونچتے ہی اوسنے تیر مارا کتف راست پر لگا ایک بالشت تک زخم آگیا
ہمراہیون نے شور اوٹھایا اوس گردن زدنی کو گرفتار کرکے حاضر حضور کیا اور چاہا کہ مجرم سے اس مبادرت کی
کیفیت پوچھین مگر بادشاہ نے فرمایا کہ جلد تر اس ناہنجار ناکبار کو بار زندگی سے سبکبدوش کرین تاکہ اپنی تقریر سے
کسی دوسرے کو بھی نہ لے مرے چنانچہ حسب الحکم اوسکی گردن ماری گئی اور بادشاہ باوجود ایسے زخم سنگین کے
بکمال استقلال اوسی طور گھوڑے پر سوار درد ولت تک چلا آیا معالجہ شروع ہوا ایک ہفتہ مین غسل صحت فرمایا
اور تب یہ بات ظاہر ہوئی کہ قاتل ملعون کا نام قتلق اور شرف الدین حسین مرزا کا غلام تھا اور
یہ حرکت اوسکی بموجب اشارۂ مرزاے مذکور کے ظاہر ہوئی تھی

شاہ ابوالمعالی کا مارا جانا

یہ شخص ہمایون بادشاہ کے عہد مین جمال ظاہری کے وسیلہ سے مقرب درگاہ ہوا اپنے تئین فرزندان بادشاہی
مین شمار کرتا تھا اگرچہ حسن ظاہر رکھتا تھا مگر حسن باطن سے محروم تھا جس وقت قصبہ کلانور مین اکبر بادشاہ نے
جلوس فرمایا جمیع امرا حاضر ہوے مگر یہ شخص نہ آیا اور اپنے بیہودہ خیالات مین پھنسا رہا آخر کو بیرام خان خانخاناں نے
دم دلاسے سے حاضر کیا اور وہین پر قید ہوکر لاہور بھیجا گیا آخر کو کوتوال کی غفلت سے نکل بھاگا مگر پھر قید ہوگیا
اور اس مرتبہ بیانہ کے قلعہ مین قید کیا گیا جسوقت بیرام خان کے دلمین بغاوت کی ہوا سمائی بیانہ کے قیدیون کو
رہا کردیا اونھین کے ضمن مین اسنے بھی رہائی پاکر مکہ کی راہ لی بعد چند سال کے دوبارہ ہندوستان مین آکر شورش
اوٹھائی مگر کچھ ہو نہ سکا آخر کابل چلا گیا وہان پر ماہ بیگم محمد حکیم مرزا کی مان کو سحر و جادو سے متفق کرلیا
اوسکی لڑکی اپنے عقد مین لاکر کابل کا مدار علیہ ہوا اور باشندون کی تالیف قلوب کرکے جب قابو پایا بیگم کو قتل
کرڈالا اور خود مستقل ہو بیٹھا تھوڑے عرصہ مین بیگم کے اقربین کو بھی عدم کی راہ بتلائی جب مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے
اس حقیقت سے آگہی پائی بموجب درخواست حکیم مرزا کے کابل پر لشکر کشی کی ادھر سے شاہ ابوالمعالی بھی بعزم مقابلہ
برآمد ہوا دریاے غوربند کے کنارے دونو لشکر سے جنگ ہوئی محمد حکیم مرزا جو کہ اوس سے نہایت تنگ تھا مین جنگ ہی
جلو ریز سلیمان مرزا کے پاس آپہونچا اس حال کے دیکھنے سے ابوالمعالی کا جی چھوٹا ہوگیا یکبارگی بھاگا فوج تو

بھیجکر کے موضع چاریکاران مین قید کیا - مرزا سلیمان نے بعد فتح کے کابل مین پہونچکر بعض محالات امرا کی جاگیر مین عطا فرمائے اور اپنی لڑکی کو محمد مرزا کے عقد مین دے کر بدخشان کو معاودت کی شاہ ابو المعالی کو پانیز بیگ مرزا کے پاس بھیجا مرزا نے اپنی والدہ کے قصاص مین گردن ماری اور کفران نعمت کا مزہ چکھا دیا

ولایت کرہ جسکو گوندوار کہتے ہین فتح ہونا

قبل اسکے کسی مسلمان بادشاہ نے اس ولایت پر فتح نہین پائی تھی اسوقت مین جو راجہ دلیپ وہان کا حاکم تھا ہوا اوسکا لڑکا ہر زاین پانچ برس کی عمر مین قایم مقام ہوا اور رانی درگاوتی اپنے لڑکے کی خوردسالی کے سبب سے خود حکومت کرتی تھی یہ رانی شجاعت اور دانائی مین یگانہ تھی لڑائی مین رستم دستان کی یاد دلاتی اور سیر شکار مین شیر و نکا مُنہ پھیر دیتی جب اکبر کے حضور مین بہرحال گزارش ہوا آصف خان اور عبد المجید وزیر خان اوسکا بھائی جو کہ شیخ زین الدین خوافی کے اولاد مین تھا - اور ہمایون اوسکا معتقد تھا اوس ملک کی تسخیر پر مامور ہوے الغرض وے لوگ اوس طرف پہونچکر صف آرا ہوئے رانی درگاوتی بھی مسلح ہوکر فیل سوار معرکہ کارزار مین آئی اور رستمانہ اپنے ہاتھہ سے تیر و تفنگ سر کرتی تھی اوسکی تدبیر مردانہ قابل ستایش ہوئی آخر کو آصف خان نے فتح پائی اکثر رانی کے لشکری کشتہ اور خستہ ہوئے اور باقیماندون نے پیٹھہ دکھلائی رانی نے اپنا حال برا دیکھکر ایک برہمن سے جو کہ فیل سوار اسکے ہاتھی کے برابر تھا کہا کہ شمشیر خونفشان سے میرا کام تمام کر اوسنے جواب دیا کہ اپنے والی نعمت پر میرا ہاتھہ نہین اوٹھہ سکتا یہ سنکر وہ مردانہ عورت بولی کہ نیکنامی سے مرنا بہتر ہے نہ کہ بیحیائی مین زندہ رہنا یہ کہکر اپنے ہاتھہ سے اپنا کام تمام کیا - وہ ولایت آصفخان کے ہاتھہ لگی ایکسو ایک اشرفی طلائی سوا سے نقرہ وغیرہ ساز و سامان طلائی اور نقرہ کے ہاتھہ لگے آصف خان نے اوس کل مال سے کچھہ تھوڑا سا اکبر کی درگاہ مین روانہ کر دیا اور اسقدر ملک و سنج کی فتحیابی سے اور دولت کے حاصل ہونے سے مغرور ہوکر بغاوت اختیار کی مگر آخر کو لاچار ہوکر درد دولت پر حاضر ہوا اور چیتور وغیرہ کی مہم مین کارنمایان بجا لاکر مورد تحسین ہوا

قلعہ اکبر آباد کی تعمیر کا بیان

دسوین سال جلوس مین ۹۶۳ ہجری کے مطابق بنا ڈالی گئی ہر روز چار ہزار اوستاد سنگتراش اور معمار اور آہنگر اور نجار اور مزدور کام کرتے تھے ۳۰ گز چوڑائی اور گہرائی بنیاد کی پانی تک پہونچی اور بلندی ۶۰ گز گنگرہ تک پتھر سے تراش کر بنیاد رکھی ہے اسی طرح عمارتین دلکشا اور منزلین فرح افزا دولتخانہ والا مین طیار کین اور نقاشان جادو کار اور مصوران سحر پرداز نے اچھی اچھی تصویرین بنائین جسکے دیکھنے سے مانی اور بہزاد کے نگارخانہ کی خاک قدر زہی آٹھہ برس کے عرصہ مین ایسی عمارت کا قلعہ اور شہر تعمیر ہوا اکبر آباد نام رکھا گیا یہ شہر ہندوستان کے وسط مین معمور ہے آب ہوا اوسکی بہت خوش اور دریا کی سیر دلکش ہے

بیان قتل علی قلی خان و بہادر خان کا

جسوقت ہمایون بادشاہ غفران پناہ عراق سے لوٹا تھا منجملہ عراقی لشکر کے جو شاہ طہماسپ نے کمک دیا تھا حیدر خان مع اپنے دونون بیٹون علی قلی خان اور بہادر خان کے ہمراہ تھا حیدر خان اوسیوقت مرگیا تھا جب قندھار فتح ہوکر کامران مرزا سے ہمایون نے شکست کھائی تھی دونو لڑکے ہمرکابی مین تھے انھون نے اپنی خدمات شایستہ سے خانی کا خطاب حاصل کیا جب ہمایون گلگشت جنان کو سدھارا اور اکبر کے جلوس سے تخت خلافت نے زینت پائی اور ہیمون بقال وغیرہ سرکشون نے بخوبی گوشمالی پائی علی قلی خان نے خانی کا خطاب پایا جو کہ شجاعت رکھتا تھا سنبھل سے اودھ تک اپنے قبضہ مین لایا اور دوسرا بھائی بہادر خان بھی خدمتین کرکے مدار المہام اور وکیل سلطنت ہوا خانزمان کمینون کی مصاحبت سے اپنی شجاعت پر مغرور ہوا برخلاف ہوکر بغاوت کرنے لگا بعض امور جو برخلاف مرضی حضور کے تھے بجالایا اونمین سے ایک یہ ہوا کہ شاہم بیگ نام ایک ساربان کا لڑکا تھا نہایت حسین بادشاہی فوجیون مین بھرتی تھا خانزمان کو اوسکا لگا ہوا بادشاہ و بیگانون کے گذرتے تسلی اور دلاسا کرکے اوسکا رجحان اپنی طرف کیا اور اپنی لگاوٹ ظاہر کرکے اسدرجہ کو پہونچا کہ اوسکے روبرو کورنش بجالاتا اور بادشاہ کہتا جسوقت یہ خبر شاہ اکبر کو ملی نصیحت آمیز فرمان صادر فرمایا اور لکھا کہ ساربان پسر کو روانہ درگاہ کرے یہان غرور نے گردن دبائی تھی کچھ حکم نہ بجالایا بلکہ اور زیادہ بدمستیان کرنے لگا بادشاہ کا مزاج زیادہ برہم ہوا جب بیحد مبالغہ ہوا ظاہر مین اوسے اپنے پاس سے دور کردیا خانزمان کے حرم مین ایک رنڈی آرام جان نامی تھی جسے شاہم بیگ کے مستدعی ہونے سے اوس منکوحہ کو اوسے دیدیا تھا اور شاہم بیگ نے تھوڑے عرصہ کے بعد عبد الرحمن کو جو اسکا دوست اور اوس رنڈی پر فریفتہ تھا دیدی۔ اسوقت مین کہ خانزمان کے پاس سے شاہم بیگ جدا ہوکر عبد الرحمن کے پاس پرگنہ سرہند پور مین چلا آیا تھا ایکروز عین مستی مین عبد الرحمان سے اپنی رنڈی طلب کی اوسنے غدر کیا اسے برا معلوم ہوا بری طرح سے پیش آیا عبد الرحمن کو قید کرلیا اور رنڈی کو اونکے گھر سے نکال کر خود متصرف ہوا عبد الرحمن کے بھائی حمیت کے تقاضا سے لڑھڑے ہوئے۔ اور شاہم بیگ کو قتل کرڈالا جب یہ خبر خانزمان کو پہونچی آشفتہ ہوا چونکہ اودھ تک حکومت حاصل تھی اور شاہ کو شکست دے چکا تھا زیادہ تر مغرور ہوکر شاہم بیگ کا قتل ہونا بادشاہ کے اشارہ سے سمجھا صاف باغی ہوگیا بہادر خان بھی اس بغاوت مین شامل ہوگیا اب دیکھیے دونو بھائیون نے ملک ممالک محروسہ مین خوب خلل اندازیا کیین چندمرتبہ جب بادشاہ اونکی سرزنش کو عازم ہوا امرا کے عذر و معذرت سے انکی تقصیرات معاف ہوتی رہین جب اکبر نے دیکھا کہ چندمرتبہ انکی تقصیر معاف ہوئین اور انہین کچھ ہوش نہوا عزم کیا کہ انکی جڑ کھود ڈالیے پس اکبر آباد سے یلغار کرکے چندروز رشب مین پرگنہ سکرور آپہونچا اور دفعتاً مخالفون کی سرزنش کرنے لگا۔

دو نو بھائیون نے خوب داد مردانگی دی اوسوقت بادشاہ کے ہمرکاب کل پانسو سوار اور کسیقدر ہاتھی تھے مگر تایید الٰہی کے لشکر ہزار ہا ہزار ہمراہ تھے قضارا عین لڑائی مین بہادر خان کا گھوڑا چراغ پا ہوا سلدی بہادری بھولی زمین پر گرا۔ مہادران اکبری نے جھٹ قدم بڑھایا قید کرلیا اور اوسکے ہاتھ گردن پر باندہ کر حضور مین لائے اکبر نے سوال کیا کہ اے بہادر ہماری طرف سے تیرے حق مین کیا برائی ہوئی کہ تو نے فساد برپا کیا اوسنے کچھ جواب ندیا جب زیادہ اصرار ہوا کہا الحمد للہ علی کل حال اسی درمیان مین شہباز خان نے بموجب حکم والا کے سر کاٹ ڈالا تھوڑی دیر کے بعد سلطانی بادشاہی مثل ملازم نے خانزمان کے ہمراہی کو حاضر کیا اور کہا کہ سرکار بادشاہی کے ایک دنتے ہاتھی نے خانزمان کو مارا کہ عین معرکہ مین پڑا ہی حکم ہوا کہ جو کوئی مدبردن کا سر لائے گا فی سر ایک اشرفی پاویگا اور ہندوستانی سر کا ایک روپیہ۔ اس حکم کے ہوتی ہی اکثرون نے سر اوٹھایا اور تھوڑے عرصہ مین سر لالا کر اشرفی روپیہ پانے لگے تا آنکہ خانزمان کا سر آیا بادشاہ نے گھوڑے سے اوتر کر سجدۂ شکر خداوندی مین سر جھکایا اور دونو نمک حرام کے سر اکبر آباد کو بھیجدیے تیسرے سال جلوس سے گیارہوین سال تک ان دونون مفسدون کے چھکے پنجے مین چار دانگ ممالک محروسہ ششدر رہا اور شروع بارہوین سال مین سزائے اعمال کو پہونچکر سب تین پانچ بھول گئے

بیان شورش مرزایان اوزبک و تادیب و تخریب و تسخیر ولایت گجرات کا

ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا اور مسعود حسین مرزا اور عاقل حسین مرزا ولد محمد سلطان مرزا جگا سلسلہ امیر تیمور گورکان سے ملتا ہی اپنی بدسرشتی سے شورشین اوٹھانے لگے خانزمان اور خان بہادر سے یکدل ہوکر ممالک محروسہ مین خلل انداز ہوئے باپ انکا محمد سلطان نہایت ضعیف واقعہ پرگنۂ اعظم پور سرکار سنبھل اپنی جاگیر مین گذارا وقات کرتا تھا جب کہ خانزمان اور بہادر خان اپنی سزائے اعمال کو پہونچے مرزایون کے حصہ مین فتنہ و فساد آیا جسوقت رایات بادشاہی پنجاب کیطرف عازم ہوئے مرزایون نے سنبھل سے نکلکر لوٹ مار شروع کردی اور بعض جاگیرداران کو قتل کرکے لوٹ لیا اور اونکی جاگیرین اپنے تصرف مین لائے اور دہلی پہونچکر قلعہ کو گھیرا اس اندھا دھند سے عظیم شورش برپا ہوئی اکبر نے اس واردات کے سنتے پنجاب سے مراجعت کی مرزایون کو جو نہضت اکبری کی خبر ملی دہلی سے تاختہ اوٹھکر مالوہ کو چلے بادشاہ نے دہلی مین پہونچکر اونکی سرزنش کو لشکر مقرر فرمایا مرزایون نے مالوہ پہونچکر محمد قلی برلاس سے اوس ولایت کو فتح کرلیا ہندیہ تک انکا قبضہ ہوگیا تھا جب لشکر بادشاہی سزا کو معین ہوا اوسوقت گجرات کا حاکم سلطان محمود مرگیا تھا اور اوسکا غلام چنگیز خان اوس ولایت مین حاکم تھا مرزا لوگ بادشاہی فوج کا مقابلہ نکرسکے جب کسی طرح بچاؤ کی صورت نہ دیکھی چنگیز خان کی پناہ مین گئے چون کہ اعتماد خان گجراتی جو سلطان محمود کے امرا مین تھا احمد آباد مین چنگیز خان سے لڑ رہا تھا چنگیز خان نے انکا پہونچنا غنیمت سمجھا انکی جاگیرین بہروچ مقرر کردیا چون کہ انکی سرشت مین نیکی کا نام نہ تھا وہان بھی رو براہ نہ ہی چنگیز خان سے لڑ بڑے

خاندیس کو چلے اور وہان سے مالوہ آئے جب کہ جہاز خان حبشی نے چنگیز خان کو مارا اور ولایت گجرات مین بڑا خلل پیدا ہوا مرزا لوگ مالوہ سے گجرات آپہونچے اونے خرخشہ چانپانیر اور سورٹھ کے قلعہ اپنے قبضہ مین کرلیے بعد ازان قلعہ بھڑوچ بھی بتصرف مین لائے اور کسیقدر طاقت بہم پہونچائی جب یہ مقدمہ دربار مین ظاہر ہوا پادشاہ خود انکی سرکوبی اور گجرات کی فتح کو لازم ہوا جب گجرات کے اطراف مین پہونچا سلطان مظفر عرف نہو کو جو ادھی ولایت کا حاکم اور سلطان بہادر کی اولاد سے چھوٹی عمر کا لڑکا تھا بسبب خلل اندازی مرزایون کے سر اسیمہ مارا مارا پھرتا تھا لوگون نے قید کرکے حضور مین پہونچایا اکبر نے اوسے محبوس کیا بعد چند دنون کے جب قابو ملا وہ بچہ قید سے نکل کر دو بفرار ہوا - اعتماد خان خانجہان امیر علیہ گجرات مع دیگر امرا کے حاضر حضور ہوا اور نے جنگ و جدال کے گجرات فتح ہوگیا احمد آباد مین خیمہ گاہ شاہی ہوا مرزا عزیز کوکلتاش ولد خان اعظم شمس الدین محمد اتکہ نے اپنا مورد خطاب خان اعظم کا حاصل کیا اور گجرات کی صوبہ داری پر مقرر ہوا بعد ازین حضرت پادشاہ نے احمد آباد سے تیس کوس پر بندر کھنبایت مین جاکر دریا سے شمالی سیر فرمائی وہان سے مرزایون کی گوشمالی کو متوجہ ہوا قصبہ سرتال مین لڑائی درپیش ہوئی مرزا دون کو شکست ہوئی ہر ایک نے اپنی اپنی راہ لی اکبر بعد فتح و ظفر سورٹھ کو آیا اسوقت مین راجہ علیخان حاکم خاندیس کے بھائی نے ملازمت حاصل کی مورد عنایات ہوا ایکروز سور کے مقام مین راجپوتون کی مردانگی اور دلی کا ذکر ہوا کہ ان لوگون کے روبرو جاہ کی کچھ قدر نہین ہی جیسا کہ بعض راجپوت لوگ جس نیزہ مین دونو طرف سنان لگے ہون ایک شخص کے ہاتھ مین دیکر یہ حرکت کرتے ہین کہ دو آدمی برابر والے دونو طرف برچھی کے پھل مین اپنی چھاتی ٹھکرا کر ایک دوسرے کی طرف زور کرتے ہین اوسوقت سنان دونو کی پیٹھ سے نکل جاتی ہی اور یا ہمگی ملکر مردانگی کرتے ہین اکبر نے اس کلام کے سنتے ہی فورًا اپنی تلوار غلاف سے نکالی اور قبضہ دیوار مین رکھکر تلوار کی نوک اپنے سینہ پر رکھکر کہا کہ میرا کوئی ہمسر نہین کہ مانند راجپوتون کے حرکت کرون لہذا اسی سیف کی نوک سے دیوار پر حملہ کرتا ہون حاضران دربار کی عجب حالت ہوئی کسیکی یہ دم نہوئی کہ سانس لے راجہ مان سنگھ نے اخلاص کی راہ سے ایسا ہاتھ تلوار پر مارا کہ اکبر کے ہاتھ سے گر پڑی جسقدر انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی کے درمیان مین سیدان ہوتا ہی پادشاہ مجروح ہوا اکبر کو جو غصہ آبا راجہ مان سنگھ کے سر پر ٹپک کر چڑھ بیٹھا مظفر سلطان نے گستاخی کی دست مجروح کو اینٹھ کر راجہ کو غلاص کیا اس کشاکش مین زخم زیادہ ہوگیا مگر جلد حکما کی علاج سے مندمل ہوا الغرض قلعہ سورٹھ کی فتح سے دلجمعی کرکے احمد آباد مین تشریف لائے اس شہر کی آب و ہوا ناگوار ہوئی فرمایا کہ مجھے بڑی حیرت ہی کہ کسنے اس شہر مین فیض کو اس محل پر آباد کیا اس مرز و بوم مین کون سی لطافت اور خوبی ملاحظہ کی اور اوسکے بعد دوسرون کو کیا فائدہ ملا کہ عمر عزیز اس خاکدان مین بسر کی معاذ اللہ اوسکی ہوا کل طبیعتون کو ناسازگار اور پانی ہر دالیقہ مین ناگوار زمین ریگستان سے زیادہ دنے آب گرد و غبار کی وہ شدت کہ جب ہوا نے سناٹا باندھا

آنکھوں کی پتلی نظر نہیں آتی تھی شہر کے متصل کی زمین ایام بارش کے سوا خشک رہتی تھیں کنوؤں میں حضرت یوسف کے گریہ تلخ کا شور ہے پانی نمک دکھلا رہا ہی شہر کے تالاب کا پانی دھوبیوں کے صابون سے دہی کا پانی ہی دولتمند لوگ اپنے تہ خانوں میں حوض بنواتے ہین اور گچ اور چونہ سے اسقدر مصفا کہ بارش کا مینہ چھن چھن کر وہان جمع ہوجاتا ہی وہی پانی سال بھر زندگانی کے بودھے کو ہرا رکھتا ہی۔ جس پانی نے ہوا نہ پائی اور اوسکے بخارات دفع ہوئے اوسکی مضرت ظاہر ہی جنگل میں لالہ و گل کے عوض تمام تھوہڑ لگا ہی جسکی ہوا سے انسان کے بدن میں جو فائدہ پہونچتا ہی معلوم خلاصہ یہ کہ قلعہ گویا زمین پر دوزخ ہی تعجب تو یہ ہی کہ باوجود ایسی سرزمین نحوست آگین کے وہان کے باشندے حسن صورت میں حور و غلمان کو شرماتے ہین دولتمندی اور خوش معاشی کثرت سے ہی

القصہ جب کہ اکبر شاہ احمد آباد مین ٹھیرا تھا ابراہیم حسین مرزا اور مسعود حسین مرزا نے قانو یا کر دہلی کو عزم کیا اور دہلی مین آکر سنبھل کو چلے گئے۔ جب اکبر نے خبر پائی احمد آباد سے آگرہ کو عزیمت فرمائی ابراہیم حسین مرزا اور مسعود حسین مرزا عزیمت شاہی کی خبر پاکر سنبھل سے دیبالپور ہوتے ہوئے پنجاب کو روانہ ہوئے۔ حاکم پنجاب نگرکوٹ کی مہم مین پھنسا تھا اور کام تمام ہونے کو نزدیک تھا بضرورت وہانکے راجہ سے صلح کرکے مرزاؤن کی مدافعت کو عازم ہوا اور مقام ٹھٹھہ حوالی ملتان مین جنگ ہوئی اور خفیف سی لڑائی مین مرزا مسعود حسین گرفتار ہوگیا۔ اور مرزا ابراہیم حسین بھاگ کر ملتان کیطرف کسی بلوچ کے گھر مین جا چھپا بلوچون نے اوسے قید کرکے سعید خان حاکم ملتان کے حوالہ کیا اور وہ ٹھٹھہ کی لڑائی مین زخمی ہوا کہ اوسی جراحت مین جان سے درگذرا۔ مرزا مسعود حسین کو خان جہان نے حضور اکبری مین روانہ کیا یہان جان سے تو مارا گیا صرف قید مین رکھا مگر خود چند عرصہ مین مرگیا اور محمد حسین مرزا جو قصبہ سرنال کی لڑائی سے بھاگ کر دکھن طرف دولت آباد گیا تھا دوبارہ گجرات مین آکر شورش کرنے لگا اور اعتماد الملک گجراتی کے اتفاق سے احمد آباد کے قلعہ کا محاصرہ کیا خان اعظم کو کلتاش بیتاب ہوکر محصور ہوا اکبر نے خبر پاکر یلغار کرنا مناسب سمجھا چند جان نثارون کے ساتھ فتح پور کی راہ سے سریع السیر ہوا اس قدر مسافت دراز کو نوروز مین طی کیا اور ہنوز مقدم بادشاہی کی خبر تک نہ پہونچی تھی کہ خود داخل احمد آباد ہوا مخالف قلعہ کے محاصرہ مین ایسا بیخبر تھا کہ آہٹ تک کان مین نہ پہونچی یکایک نقارۂ اقبال اکبری نے اوس بینبہ بگوش کے کان پھاڑے قلعہ کا محاصرہ چھوڑکر مقابلہ کو آیا آتش کارزار شعلہ فشان ہوئی بادشاہ غیرت شجاعت اور فرط دلیری سے خود معرکہ مین جا ملا اور اس طرح دشمن سے بھڑا کہ تماشائیون کو حیرت ہوئی کسی مخالف قوی چنگ نے عین جنگ مین نزدیک پہونچکر اسپ خاصہ پر ایک تلوار ماری کہ گھوڑا چراغ پا ہوا اکبر نے اپنی پھرتی اور چالاکی سے گھوڑے کو ہموار کرکے اوس مُنہ زور کے ایسا نیزہ مارا کہ چھاتی سے پار ہوا اوسکے پیچھے سے دوسرے بدبین نے نیزہ کا جواب دیا حاضرین نے اوسکا کام تمام کیا۔ دشمن کا لشکر بیس ہزار اور بادشاہی فوج آٹھ ہزار تھی مخالف چیرہ دستی سے

فوج چیرکر چلا آتا تھا فضارا دشمنوں نے فوج شاہی پر بان مارا پس مانند آنکی آن مین تھوہڑوں کے درختوں سے صدمہ کھاتا
اولٹے اپنے لشکر پر جا پڑا اور بہت سے مخالفون کے خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دیا اوسی عرصہ مین ایک ہاتھی دشمنون
کا فوج اکبری پر حملہ کرتے ہوئے آتا تھا کہ اوسی بان کی آن بان سے اولٹا پھرا گیا اور اعدا کے لشکر کا انتظام برہم
خدا کے فضل سے یہ دونو امر مخالف کی پسپت ہمتی کے باعث ہوئے اور اولیاے دولت کے حصہ مین فتح و نصرت
آئی مرزا محمد حسین زخمی معرکہ سے نکل بھاگا کسی بادشاہی سپاہی نے قید کر لیا اوسنے ہاتھ باندہ کر حضور مین پہونچایا
زخم کے درد اور خجالت سے بات کرنے کا ہوش نہ تھا اور پیاس کے سبب سے نزدیک تھا کہ جان اونھون کی
سینہ سے نکل جائے شاہ اکبر مہربان فرما کر آب خاصہ عنایت کیا اور چاہتا تھا کہ قلعہ مین قید کرے مگر راجہ بھگوان داس کی
سعی سے مکافات کو پہونچا اور انتیار الملک بھی جو خاص اس فساد کا بانی تھا بھاگتے مین گھوڑے سے گر کر قید
ہو گیا اوسکا سر کاٹ کر حضور مین آیا۔ اور عاقل حسین مرزا وغیرہ پراگندہ ہوئے اکبر فتح و فیروزی سے احمد آباد
مین داخل ہوا اور نئے سر سے بدانتظامیون کا بندوبست فرما کر گیارہ روز کے بعد معاودت فرمائی چالیس روز مین
یہ آنا جانا اور انتظام مہم اور پھر بحفظ فتح و ظفر مراجعت فرما کر فتح پور پہونچنا ظہور مین آیا۔ چند سال کے بعد گلرخ بیگم کامران مرزا کی
لڑکی اور مرزا ابراہیم حسین کی بی بی جو بروقت تفرقۂ مرزایون کے مرزا مظفر حسین اپنے لڑکے کو ہمراہ لیکر دکھن چلی گئی تھی
اب گجرات مین آئی اور شر و فساد شروع کر دیا راجہ ٹوڈرمل جو واسطے تشخیص جمع کے گجرات گیا ہوا تھا بمقابلہ
پیش آیا اور فتح حاصل کی مخالف کھنپایت کی راہ نکل گیا۔ اس لڑائی مین اکثر مرد اور عورات جو لباس مردانہ پہنکر
لڑتی تھین قید ہو گئین مظفر حسین مرزا جو دکھن کو چلا جاتا تھا راجہ علیخان نے گرفتار کر کے درگاہ اکبری کو بھیجدیا
مدت تک مقید رہا آخرش تین برس کے بعد چھوٹکر اپنی لڑکی بادشاہ کو بیاہ دی ابتدای گیارہوین سال
جلوس سے لغایت ۲۳ سال جلوس مرزایون سے لڑائی بنی رہی بعد قید ہونے مظفر حسین مرزا کے بالکل فساد
رفع ہو گیا۔ چند سال کے بعد خان اعظم کے عوض مین اعتماد خان گجراتی نے اوس ولایت پر شرف تقرر پایا
سلطان مظفر عرف نتھو جو سلطان بہادر کی اولاد مین تھا اور سابق مین اکبری قید سے بھاگا تھا اسوقت مین
قابو پاکر سر شورش ہوا اور تھوڑی سی جمعیت بہم پہونچائی فتنہ سازی کے واسطے دستاویز بغاوت طیار ہوئی
اعتماد خان سے لڑکر غالب ہوا اور شہر احمد آباد کو غارت کر کے اپنا تسلط بخوبی کر لیا سکہ و خطبہ بھی جاری ہوا
جب یہ حال بادشاہ کو معلوم ہوا مرزا خان ولد بیرام خان خانخانان کو اوس ولایت کی حکومت پر مقرر کیا۔
قبل اسکے پہونچنے کے سلطان مظفر استیلا پاکر تمام اوس ملک پر متصرف ہوا اور قطب الدین محمد خان جو سپہ سالار مین
تھا عاجز ہوا آخر قول کا سہارا لیکر بادشاہ پاس حاضر ہوا مگر اسنے بدعہدی کی قطب الدین محمد خان اور جلال الدین
مسعود اوسکے خواہرزادون کو مار ڈالا اور اوسکو بھی ملک نیستی کا مسافر کیا اور اسباب امارت کا حاصل کر کے

مغرور ہوگیا مرزا خان نے اوسپر چڑھکر فتح حاصل کی سلطان شکست کھاکر بھاگا کھنبایت مین پہونچکر دوبارہ
لشکر فراہم کیا مرزا خان وہان بھی پہونچا بعد ایک سخت لڑائی کے فتح پائی سلطان مظفر دکھن کو بھاگ نکلا اس
فتح کے عوض مین مرزا خان کو باب کا خطاب خانخانان اور پنجہزاری منصب کہ اس سے زیادہ اور کوئی مرتبہ
اوسوقت مین نہ تھا عطا فرمایا اور آٹھ برس کے بعد سلطان مظفر جام زمیندار کی مدد اور دولت خان
زمیندار سورٹھ اور راجہ کھنگار کی اعانت سے تیس ہزار سوار اکٹھے کرکے احمد آباد کو آیا اور شورش برپا کی
اوسوقت مین اعظم کوکلتاش خان بجاے خانخانان کے احمد آباد کا دوبارہ صوبہ دار ہوا تھا اس مرتبہ اسنے
کمر لڑائی پر باندھی سخت جنگ درپیش ہوئی دشمنون کے ہزار آدمی اور خان اعظم کے دوسو نفر مارے گئے
اور پانسو زخمی ہوئے اور سات سو گھوڑے گر گئے آخرکار سلطان مظفر کو تاب نہ آئی مع جام کے ناکام گرد
ایام دیکھکر بادل مستہام بھاگ نکلا دوسرے سال مین خان اعظم کی شمشیر جرات سے قلعہ ونا گڈھ اور سومنات
اور دوارکا اور دیگر بندرگاہ اوس ولایت کے فتح ہوگئے وہان سے کچھہ کو متوجہ ہوا وہان کے مرزبان بے
کمال عجز والحاح سے بادشاہی اطاعت قبول کی اور جس جگہ سلطان مظفر قید تھا دہ بتلا دیا اور سلطان مظفر
وہان سے قید ہوآیا خان اعظم کوکلتاش نے چاہا کہ اوسکو روانۂ حضور کرے صبح کو سلطان مظفر نے وضو کے
بہانہ سے درخت تلے جاکر استرہ سے جسے اپنے جامہ مین پوشیدہ رکھا تھا اپنے نہال زندگانی کو کاٹ ڈالا
پانچ چھہ برس کے بعد بہادر نام مظفر سلطان کا لڑکا آمادۂ شور وفساد ہوا اور بہت جلد گوشۂ عدم مین جا بیٹھا

ذکر سلاطین گجرات

مخفی نرہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے عہد مین ایک مرتبہ اوسکا بھتیجا سلطان فیروز شاہ طریق
شکار دہلی سے برآمہ ہوا کسی شکار کے تعاقب مین اپنے لشکر سے جدا ہوکر اسپ سوار تھا نصیر کے نزدیک کسی گانو مین
مواضع ٹھودر سے پہونچا چونکہ اسکے ناصیۂ حال سے سرداری کے آثار پدیدار تھے وہانکے مقدم نندانے اسکا
آنا غنیمت جانکر مہمانداری کی خدمت بجالایا اور فیروز شاہ کی رات بڑی آسایش سے کٹی اوس مقدم سے
بہت راضی ہوا نندا کو نور اسلام سے تہون کیا اور وجیہ الملک کا خطاب دیا رفتہ رفتہ وجیہ الملک بڑے
امیر ہوگئے اسیطرح ہوگیا بعد سلطان فیروز شاہ کے جب اسکا لڑکا سلطان محمد شاہ تخت نشین ہوا وجیہ الملک
کے لڑکے ظفر خان کو اعظم ہمایون کا خطاب دیکر گجرات کی حکومت پر سرفراز فرمایا اور چتر اور بارگاہ سرخ رنگ
کے جو خاص بادشاہون سے خصوصیت رکھتی ہے اوسکو مرحمت فرمایا ظفر خان نے اس ولایت مین
پہونچکر نظام شرح راستی خان حاکم گجرات سے جسکے جور وتعدی نے رعایا کو پریشان کر رکھا تھا لڑکر فتح
حاصل کی نظام مو مارڈا ظفر خان بعد فتح کرنے تمام گجرات کے رعایا اور باشندون کی تالیف قلوب

سنہ ۹۹ ہجری مین جب محمد شاہ نے رحلت کی امور سلطنت مین تخلل ہوا۔ تاتارخان بن ظفرخان جو سلطان ناصرالدین محمود بن سلطان محمد شاہ کا وزیر تھا اقبال خان کے غلبہ سے دہلی چھوڑ کر بھاگا اور گجرات مین باپ کے پاس پہونچا ظفرخان اور تاتارخان دونو باپ بیٹے لشکر جمع کرنے مین مصروف ہوئے اور اقبال خان سے بدلا لینے کی فکر مین تھے کہ خبر پہونچی کہ صاحبقران امیر تیمور گورکان نے دہلی کے اطراف مین نزول فرمایا اور سخت فتور برپا ہوا اور خلق اللہ بھاگی ہوئی گجرات کو چلی آتی ہے اسی حال مین سلطان ناصرالدین محمود بھی دہلی سے فراری ہوکر گجرات پہونچا اور وہان سے مایوس ہوکر مالوہ اور یہان سے قنوج آیا جب صاحبقران ہندوستان کو قتل و غارت کرکے سمرقند سدھارا۔ اور اقبال خان پھر دہلی پر قابض ہوگیا۔ تاتارخان نے اپنے باپ سے کہا کہ خدا کے فضل سے کثیر لشکر ہمارے پاس ہے پس ضرور ہے کہ اقبال خان سے بدلا لیوین اور دہلی اوس سے چھوڑا کر اپنے تصرف مین لاوین سلطنت کسیکی میراث نہین ظفرخان نے یہ التماس قبول کرنے کو گوشہ گزینی کی اور جملہ خدم اور حشم اسباب شاہی لڑکے کو عطا کیا سلطان محمد عرف تاتارخان خلف اعظم ہمایون ظفرخان ۷۱۳ ہجری مین سکہ اور خطبہ کا مالک ہوا اور شمس الدین اعظم ہمایون کے بھائی کو وزیر بنایا دو مہینے چند روز گذرے تھے کہ اعظم ہمایون نے بادشاہ کو زہر پلاکر اس جہان سے راہی کیا۔ بعد وفات سلطان محمد کے دوبارہ اعظم ہمایون سلطان مظفر شاہ نے ۳ برس ۸ مہینے ۲۰ روز اپنا خطبہ اور سکہ جاری کیا بعدہ سلطان احمد شاہ کا لڑکا سلطان محمد شاہ ۷ برس چار مہینے اور سلطان قطب الدین احمد شاہ ۷ برس ۶ مہینے ۱۳ روز اور سلطان داؤد شاہ ۷ روز اور سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ ۵۵ برس ۱۱ روز اور سلطان مظفر شاہ اوسکا لڑکا ۱۴ برس ۹ مہینے اور اسکا لڑکا سلطان سکندر شاہ دو مہینے ۱۶ روز اور سلطان محمود شاہ بن سلطان مظفر شاہ ۱۴ مہینے کا رفرما رہے جب سلطان بہادر شاہ بن سلطان مظفر شاہ بادشاہ ہوا نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ سے شکست کھاکر دریاے شور کے جزیرہ مین فرنگیون کے پاس گیا۔ فرنگیون نے چاہا کہ اوسے قید فرنگ مین ڈالین تب وہان سے بھاگا غراب مین بیٹھکر چاہتا تھا کہ جہاز پر سوار ہو مگر موت تو آنکھون مین لہرا رہی ہے دریاے شور پر آیا گرداب نے جال پھینکا غراب ڈوبا سلطان نے جزیرۂ عدم کی راہ لی ۱۱ برس ۱۱ روز بادشاہی کی بعد ازان سلطان میران محمد شاہ بھانجا سلطان بہادر شاہ کا جو کہ بادشاہ کیطرف سے اسیر اور برہان پور کا حاکم تھا جب اسنے دیکھا کہ سلطان بہادر شاہ کی اولاد مین کوئی نرہا غالب ہوکر تخت نشین ہوا اور ایک مہینے ۱۱ روز حکومت کرتا رہا بعدہ سلطان محمود شاہ بن لطیف خان بن مظفر شاہ ۸ برس چند روز کارفرما رہا بعد ازان سلطان احمد شاہ عرف رضی الملک جو سلطان احمد شاہ کی

اولاد مین تھا یہ احمد شاہ وہی ہے جسنے احمد آباد معمور کیا امرا کے اتفاق سے مسند نشین ہوا اور ۳ برس اور چند مہینے اور بقولے آٹھ برس سکہ اور خطبہ رایج کیا جب کہ سلاطین مذکور کی اولاد مین کوئی شخص قابل تاجداری نرہا۔ اعتماد خان خواجہ سرا مدار علیہ سلطنت نے نتھو نام خرد سال لڑکے کو مجلس مین لاکر قسم کھائی کہ یہ سلطان محمود کا لڑکا ہی اسکی مان لونڈی تھی حمل کے ہوتے ہی اسقاط کے واسطے مجھے حوالہ کیا پانچ مہینے اوسکے حمل کو گذرے تھے لہذا اسقاط نہوا اور یہ لڑکا جنی مینے اسے پرورش کیا الحال بجز اسکے کوئی وارث نہین اسکی اطاعت ضرور ہے الغرض ہر ایک نے اوسکا کہنا قبول کیا سلطان مظفر خطاب دیکر درائت برقایم مقام کیا عاقبت الامر یہی لڑکا خان اعظم کو کلتاش کی قید مین جاکر اپنے ہاتھ سے استرہ مار کر مرگیا ۱۶ برس چند مہینے حاکم رہا ابتداے ۹۱۰ھ سے لغایت ۹۸۳ ہجری تک اکیسو چوہتر برس گجرات کی ولایت دہلی کے تصرف سے باہر رہی تھی کہ محمد جلال الدین اکبر نے اپنے قبضہ مین کی

روانہ ہونا خان اعظم کا ملکہ معظمہ کو

خان اعظم کوکلتاش باوجود عنایات خسروانہ کے بموجب اکبر سے دل آزردہ رہتا تھا خصوص شیخ ابوالفضل سے نہایت خصومت تھی جو کوئی کام خلاف اوسکی تمنا کے دربار مین ہوتا ابوالفضل کی دراندازی جانتا۔ آخر اندنون مین زیادہ تر آزردہ ہوکر بیت اللہ کے ارادہ پر گجرات سے روانہ ہوا اور جام اور بہار سے جو عمدۂ زمیندار صاحب اقتدار اوس دیار کے تھے اظہار کیا کہ ارادہ یہ ہے کہ سندھ کے راستے سے درگاہ بادشاہی مین حاضر ہون جب سومنات مین پہونچا دیوان اور بخشی بادشاہی کو جو اوس صوبہ مین تھے قید کیا اور دریاے شور کے کنارے پہونچکر مع عیال واطفال اور نقد وجنس کے جہاز پر سوار ہوا یہ خبر حضور مین آئی اور دل آزردگی کا سبب ہوئی فرمان عاطفت عنوان صادر ہوا ازبسکہ کوکلتاش کو کعبہ کے اشتیاق مین جان ودل لگا تھا کچھ نسنا خانۂ خدا کو روانہ ہوا بعد زیارت کے دوسرے سال معاود ہوکر گجرات آیا اور بموجب حکم آستانۂ دولت پر حاضر ہوکر عنایت خسروانی سے سرفراز ہوا اکبر نے نہایت محبت سے ہم آغوش کیا بمرتبۂ وکالت پر سرفراز فرماکر اپنی مہر حوالہ فرمائی اور آخر مین ہفت ہزاری منصب حاصل ہوا اسوقت مین امرا کا مرتبہ پنجہزاری سے زیادہ مقرر نہ تھا اول اول ہفت ہزاری کا مرتبہ اسی شخص کو ملا اسقدر عنایات اسکے حال پر اسوجہ سے مبذول تھی کہ اسکی والدہ جیجی انکہ نے حضرت کو دودھ پلایا تھا پس اکبر اوس عفیفہ کی پاس خاطر سے اسکے ساتھ رعایت کرتا اور نیز اس شخص نے بھی عمدہ عمدہ خدمات بادشاہی انصرام کیا دانش اور فرزانگی اور شجاعت و مردانگی سے خوب واقفکار تھا

قلعۂ چیتور کی تسخیر کا بیان

جس زمانہ مین مرزا لوگ مالوا مین شر و فساد کر رہے تھے اور اکبر بادشاہ اونکے دفع فساد مین متوجہ تھا دیپالپور کے مقام مین زبان مبارک پر جاری ہوا کہ سوائے رانا کے کل زمیندار ہندوستان کے حضور مین شرفیاب ہوئے دل مین آتا ہے کہ اول رانا کی گوشمالی کیجیے بعدہ مالوا کا قصد کرین سکت سنگھ رانا کا لڑکا اوسوقت دربار مین حاضر تھا اوسنے خیال کیا کہ اگر لشکر بادشاہی اسطرف روانہ ہو میرا باپ ضرور اس یورش کو میری سعی سے سمجھے گا اس خیال کے آتے ہی لشکر سے بھاگا جسوقت اوسکا فرار کرجانا بادشاہ کو معلوم ہوا تادیب اور تخریب رانا کی ضرور ہوئی دھولپور سے اوسکے ملک کی طرف متوجہ ہوا قلعہ چتور کے پاس پہونچکر محاصرہ کرلیا یہ قلعہ متانت اور استحکام مین شہرۂ آفاق ہر غرض کہ چند مہینے تک توپ و تفنگ کی لڑائی رہی — ایکروز شہنشاہ اکبر مورچال کے دیکھنے کو سوار ہوا کسی نے عرض کیا کہ اس جھروکھہ سے چند مرتبہ کسی شخص نے بندوق سر کی اور ہر مرتبہ اہل مورچہ کو آسیب پہونچایا بادشاہ نے بندوق خاصہ ہاتھہ مین لیکر اوسی روزن کے مقابل مین سر کی اور فرمایا کہ جسطرح شکار کا نشانہ ہوتا ہے میرا ہاتھہ پہچان جاتا ہے کہ وہ مارا اسیطور سے اسوقت بھی مجھے امید ہے کہ گولی نشانہ پر پہونچے بعد چندے خبر لگی کہ رانا کا بھتیجا جیل اوس گولی سے مارا گیا اور بندوق کی گولی نشانہ پر پہونچی ؎ در معرکہ این تفنگ فریادرس ست ٭ خصم افگن و گرم خوی و آتش نفس ست ٭ موقوف اشارہ ایست در کشتن خصم ٭ سوئیش نگفتہ زگوشۂ چشم بس ست ٭ جب محاصرہ کو مدت گذر گئی اور کوئی صورت مدعا کی ظہور مین نہ آئی بموجب حکم والا کے دو سرنگین قلعہ کے اندر پہونچائین — اور دونون کو باروت سے بھر کر ایک کو آگ بتلادی دوسری کو تا صدور حکم ملتوی رکھا چونکہ قلعہ کے نیچے پہونچکر دونو سرنگون کا دہانہ باہم ملحق ہوگیا تھا قضارا ہر دو نقب مین آگ لگ اوٹھی اور دوسری سرنگ کی طرف لشکر بادشاہی قلعہ کے نزدیک غافل پڑا تھا اوسکے صدمۂ عظیم سے بہت آدمی ضائع ہوئے مگر اقبال اکبری نے قلعہ کو فتح کرلیا بعد بڑی آویزش اور جنگ و جدل کے رانا جی مل مع پتا کے جو ایک امیر کبیر تھا مارا گیا اکبر بعد فتح اور تقرر قلعدار کے وہان سے معاودت کر خطہ دلکشائے اجمیر مین آ ٹھہرا ابتدائے نصف ماہ یور سے لغایت اسفندیار ماہ الٰہی تک چھہ مہینے مین یہ مہم تمام ہوئی

معاف ہونا جزیہ کا اور تمام ہندوستان مین صلح کل کا طریقہ ظاہر کرنا اور دین الٰہی کا ایجاد ہونا

شیخ عبد القدوس شیخ شمس الدین ملتانپوری شیر شاہ کے عہد مین صدر الاسلام اور ہمایون کے زمانے مین شیخ الاسلام اور اکبر کے وقت مین مخدوم الملک کے خطاب سے سرفراز ہوا یہ شخص نہایت جاہ طلب متعصب دنیا کا دوست تھا جیسا کہ شیخ عبد القادر بدایونی باوجود اتحاد مذہب اور کلی مناسبت کے اپنی کتاب مین لکھتا ہے کہ جب مخدوم الملک بادشاہ کے غضبہ مین پھنسکر مرگیا خزانے اور دفینے بہت سے اوسکے ملکیت مین پائے گئے اونمین کئی صندوقچے

تھین جنین سونے کی اینٹین رکھکر مردون کے جلہ سے دفن کردی تھین اوسکے مکان کے گورستان سے برآمد ہوئین اور جملہ مال واسباب مع کتاب وغیرہ کے داخل خزانہ شاہی ہوا۔ اور شیخ عبدالنبی صدر کرنا تک بھی مرد متعصب زاہد طالب الوحنیفہ کوفی کی اولاد سے تھا اوائل عہد اکبری مین اسکی قدر شاہ اکبر کے حضور مین اسقدر تھی کہ ایک دو مرتبہ بادشاہ نے اوسکی جوتی سیدھی کی پٹھان لوگ خود ملا پرست اور ظاہر اسلام مین نہایت سخت صاحب تعصب ہوتے ہین اور دوسری مرتبہ ہمایون نے جب ہندوستان پر تسلط پایا تھوڑی ہی مدت مین چھت سے گرکر بہشت نصیب ہوا۔ اکبر نے ابتداے جوانی اور عین طفلی مین بادشاہی پائی بڑے بڑے دعوے کا انفصال کیا بلکہ اکثر امور سلطانی انھین دونون کی راے سے اور انکے لواحقین کے سپرد کرکے خود بدولت عیش وعشرت اور کھیل کود مین بسر کرتے تھے یہ لوگ بنابر حب جاہ اور نفس پرستی اور شدت تعصب جسکو کچھہ بھی مورد الطاف بادشاہی دیکھتے یا اپنے مذہب سے بیگانہ نہ پاتے جس حیلہ اور بہانہ سے ممکن ہوتا حمایت اسلام اور شرع کے نام سے اوسکے قتل مین کمر باندھتے بیچاری شرع کو بدنام کرتے تھے کسیکا دکھہ نہین سکتے تھے کہ رسوخ پیدا کرے خصوص اون لوگون کے ساتھہ کہ ظاہر مین ہم پیشہ اور باطن مین کوئی نسبت اون سے نہین رکھتے تھے نہایت درجہ کی عداوت کرتے تھے چنانچہ شیخ ابوالفضل اور شیخ فیضی اور انکا والد شیخ مبارک یہ تینون شخص بھی انکے حیل وفریب کے جال مین پھنسے تھے بارے تائید خدا سے ہزار رفت ابس بلاے ناگہانی سے رہائی پائی اور اوج عزت اور اختصاص مین جگہ پائی شیخ ابوالفضل کے حالات سے یہ کیفیت مفصل واضح ہوگی۔ ایسا ہوگیا تھا کہ بہت سے بندہاے خدا ان نے دینون کی کوشش سے ناحق مارے گئے۔ جو کچھہ اوس زمانہ کے حکایات اور تقریرات اور نقل اخبار سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ دونو مرشد نہایت متعصب تھے اور اونکے تقلب کا اظہار صرف ظاہر کی دینداری اور حب جاہ اور نفس پرستی کے واسطے تھا باطن مین ایمان کی بو تک دماغ مین پہونچی تھی نہ انکے لواحقین مانند عبدالقادر بدایونی وغیرہ کے تعصب اور خود پرستی کی وجہ سے عجب عجب فتوی دیتے تھے جیسا کہ شیخ عبدالقادر بدایونی لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ مخدوم الملک نے یہ فتوی دیا کہ ان دنون مین حج کا جانا فرض نہین ہے جب سب پوچھا فرمانے لگے مکہ کی راہ مین عراق واقع ہے یا دریا پس عراق کے راستہ مین نیاشون کی نالایق گفتگو سننا پڑے گی اور دریا کی راہ مین فرنگیون سے عہد وقول کرکے زبونی دیکھنا پڑے گی اور اوس خود نما مین حضرت مریم اور عیسی کی صورت بنائی ہے اور یہ بت پرستی مین داخل ہے پس دونو صورتون سے سفر ممنوع ہے ارباب فہم وذکا اس فتوے سے ان فقاہت اور دینداری کے مدعیون کا مرتبہ اجتہاد خوب سمجھین گے عبدالقادر بدایونی اپنے دل مین یہ لکھتا ہے کہ ہرچند شیخ مبارک کی اولاد کی حق بھی عظیم ہے لیکن چونکہ وہ

اور اوسکے لڑکے مذہب حنفی کے انحراف مین نہایت غلو رکھتے تھے مجھے اول کی نسبت نرہی اور نیز اپنے
قول کی گواہی کیواسطے مخدوم الملک کی نقل کرتا ہی کہ وہ اوایل وقت مین جسوقت ابوالفضل کو دیکھا
کہتا تھا کہ اس شخص سے کیا کیا تخلل دین مین نہ پیدا ہونگے سبب اسکا بجز اسکے اور کچھہ نہ تھا کہ شیخ ابوالفضل
اور نیز اوسکا باپ شیخ مبارک بسبب عقل اور دینداری کے انکے مانند بندگان الٰہی کے قتل مین ساعی بلکہ
قتل مردم مین بمحض گمان تشیع یا پیروی مسائل مختلفہ کے مجوز نہ تھے اور ان دونون دنیا پرستون کے طفیل سے
مرتبہ تعصب اسقدر بہم پہونچا تھا کہ تینتیسوین[۳۳] سال جلوس کے شروع مین فولاد برلاس نام مشہد الرتضیٰ
ملا احمد ٹھٹھوی کو جو شیعہ تھا اوس سے مذہب کی عداوت سے ناراض ہوکر اکیلا ملا کو کسی بہانہ سے گھر سے باہر
بلاکر زخم شمشیر سے مجروح کیا اور اکبر نے اوس زمانہ مین قید تعصب سے نکل کر دین الٰہی اختراع کیا تھا
اور قید عصبیت سے آزاد ہوا تھا برلاس مذکور کو ہاتھی کے پیر مین بندھوا کر تمام شہر لاہور مین تشہیر کیا
کہ اس صدمہ مین مرگیا اور اوسکے مرنے کے بعد تین روز کے قاتل بھی عدم کو سدھارا جب ملا احمد دفن ہوگیا
شیخ فیضی اور ابوالفضل نے اوسکی قبر پر نگہبان مقرر کیے باوصف اس تمام بندوبست کے جب بادشاہ اکبر
کشمیر کو عازم ہوا مردم لاہور نے اوسکی لاش کو نکالکر تعصب سے آگ مین جلایا اور اپنے واسطے ذخیرہ جمع کیا
القصہ جب موتمن الدولہ شیخ ابوالفضل نہایت درجہ اکبر پادشاہ کے تقرب مین مخصوص ہوا اور علامہ زمان
حکیم فتح اللہ شیرازی اور دیگر امرا و علماے شیراز و عراق کے دربار شاہی مین وارد ہوئے شیخ ابوالفضل
نے علامہ موصوف اور نیز دیگر اوسکے ہمراہی عقلا سے مشورت کی کہ ستمگاری اور خونریزی اون دونون
متعصبون کی بند کرنا ضرور ہی جسوقت چارہ گری کرنے لگا سمجھا کہ پادشاہ عالیجاہ اور خود پرست ہی اپنے مذہب سے
برخلاف دوسرے کو دنبالہ روی قبول نہ کریگا اور اس مذہب سے اپنا خود رکھتا ہی دنیا کی بنیاد جو ایک مدت
سے مستحکم ہورہی ہی کھو دیگی لاچار اکبر کی تعریف و توصیف کرکے یہ اشتعا لگ دیا کہ مذہب جدید سمی
بہ دین الٰہی اختیار اور اختراع کرے پس اس ترکیب سے اوسکا تعصب چھڑایا اور ظل الٰہی کی حقیقت سے جسکا نتیجہ
صلح کل ہی آگہی دی اور بندگان خدا کو سفاکون کے ہاتھہ سے نجات و لوائی اور بنیاد اسکی یون پڑی کہ پادشاہ کو
اول اول اونکی خباثت اور طلب جاہ اور نیت جمع مال سے آگہی دے کر اسطرح بیان کیا کہ بہ نسبت ان برستون
کے پادشاہ ریاست اسلام کے واسطے بہمہ وجوہ لایق اور مستحق ہی جب پادشاہ کو یہ بات پسند ہوئی
چوبیسوین[۲۴] سال کے آغاز جلوس مین ایک روز حضور اکبری مین علما اور قاضیون سے اون مسئلون مین جو
مختلف فیہ مجتہدون کے ہوتے ہین گفتگو شروع کی اور انتہا کلام کی یہانتک پہونچائی کہ پادشاہ کو بھی مجتہد
کہنا چاہیے یا نہین اور شیخ مبارک ابوالفضل کے باپ نے جو اپنے عہد کے علما مین سرفرازی رکھتا تھا

بموجب حکم کے مذکرہ لکھکر اپنی مہر سے معتمد کیا اور جو جو علما لشکر مین حاضر تھے اونکے سپرد کرکے فتوے طلب کیا علمانے بادشاہ کی مرضی سوال کے منشا سے پاکر بعد تامل اور نیز نظر کرنے آیۂ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور دیگر حدیث اور قول کی حقیقت پر جو اس مقدمہ مین اوترے تھے ہر ایک نے حکم لکھدیا کہ بادشاہ عادل کا مرتبہ عند اللہ مجتہد سے زیادہ ہی کیونکہ نص اولی الامر تائید کرنے والا وجوب اطاعت سلاطین کا ہی اور پر رائے اونھون کے نہ معاضد مجتہدین بنی آدم کے اور صلاح حال اہل علم کی اختیار کرکے اوسطرف حکم فرمائیے اوسکی اطاعت تمام انام کو لازم ہی ایضاً اگر اپنے اجتہاد سے کوئی حکم جو نفس کا مخالف ہو بنا بر مصلحت عام کے قرار دے اوس حکم سے مخالفت کرنا موجب غضب الٰہی اور عدالت اخروی اور خسران دین اور دنیوی کا ہی اور ہر ایک نے اس تذکرہ پر اپنی مہرین کردین بعد ازان مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی صدر کو حاضر کرکے مہر و دستخط کا حکم دیا انھون نے بھی طوعاً و کرہاً مہر و دستخط اپنے ثبت کردیے جب محضر درست ہوا اور بادشاہی احکامات جو موافق صلاح خیر خواہان نیک اندیش کے تھے ہونے لگے مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی حج گذاری کے حکم سے خارج ہوئے اور دیگر علماے تعصب پیشہ بھی قضاے دور دست حضور سے دور ہوکر دار السلطنت سے مہجور ہوئے اور خیر طلبان خلق خدا نے اصلاح حال عالم اور ابقاے جان و مال اور عرض ناموس ابناے آدم کا بیج افساد عقیدۂ سلطان زمان کے سمجھکر اکبر کو دافع دین الٰہی بنایا دین الٰہی کے معنی صلح کل ہین کہ سایر بندگان خدا کو اپنے ظل عاطفت مین رکھے کسیکو نظر تعصب سے نہ دیکھے اور ہر ایک اوسکے سایۂ رافت مین آسودہ ہو اس حیلہ سے اہل دنیا نے مکاردن اور شیرزن کے حیلہ اور فساد سے نجات پائی اور فارغ البال ہوکر زندگی کرنے لگے مخدوم الملک جب مکہ پہونچا شیخ ابن حجر کی صاحب صواعق محرقہ زندہ اور وہان پر مقیم تھا باعتبار تعصب مخدوم الملک کے استقبال کو نکلا اعزاز بڑھایا اور گوشۂ دروازہ خلاف موسم اوسکے واسطے کھولا اور زیارت کرائی اور وہ جو دو گندم نما جو دینداری کی صورت مین طالب دنیا تھا ازبسکہ بادشاہ اور امرا سے نہایت کشیدہ تھا محافل اور مجالس مین نسبت بادشاہ اور امرا کے سخنان دور از کار زبان پر لاتا اکثر کہتا کہ دین سے ہاتھ دھو کفر کی جانب طبع مقدس راغب ہوئی ہی — یہ اخبار گوش زد شہریار والا تبار ہوئی زیادہ تر رنج آشکار ہوا اور شیخ عبد النبی صدر بھی بعد تھوڑے زمانہ کے جسوقت حکیم مرزا بادشاہ کے بھائی کی بغاوت کی خبر پہونچی اور یہ بھی سنا کہ حکیم مرزا نے لاہور فتح کرلیا بطمع ریاست اور جاہ دنیوی کے بیتاب ہوکر دونو ہند کو متوجہ ہوئے احمد آباد گجرات مین آئے — اس عرصہ مین بعض بیگمات محل اکبر بادشاہ کی بھی جو حج کو گئین تھین وہ بھی اوسی شہر مین وارد ہوئین ان دونون نے بعد پہونچنے ہند کے جب اکبر کا اقتدار دیکھا ہوش و حواس

کھو کے اپنی جان کو ڈرے لاچار بیگمات کے توسل سے معذرت خواہ ہوئے اور عورات مذکور نے بعد پہونچنے کے سفارش کی چون کہ اکبر اوقت نہایت آزردہ اور ایسا مقام الہی پر آپہونچا تھا ظاہرین تو پاس خاطر عورات فرمایا اپنے لوگون کو بھیجا کہ اون عورات سے پوشیدہ اون لوگون کو قید کرلاوین مخدوم الملک اسقدر خوفناک ہوا کہ راستے ہی مین دار آخرت کو سدھارا اور اوسکے یارون نے اوسکی لاش کو مخفی جالندھر مین لاکر دفن کیا اوسکے گھر سے بہت سا مال واسباب نکلکر داخل خزانۂ پادشاہ ہوا اور بعد پہونچنے عبد النبی کے ماخوذ محاسبہ کرکے ابو الفضل کے حوالہ کردیا کہ وہ اوسکے قید مین زندانخانۂ عدم کو سدھارا چون کہ اوسکو شیخ ابو الفضل سے عداوت سابقہ تھی شیخ ابو الفضل متہم ہوئے کہ عمدًا اوسکو مار ڈالا اور یہ مذہب الہی جسمین خلق خدا کے لیے انتہاے آسایش تھی عہد جہانگیر تک مروج رہا پھر شاہجہان کے زمانہ سے تعصب مذہبی کی گرم بازاری ہوئی آخر کار عہد اورنگ زیب عالمگیر مین حد درجہ کو پہونچا ۔ شیخ ابو الفضل نے جو اپنے وقائع مین قبر ملا احمد کی حفاظت کے واسطے نگہبانون کا تعینات کرنا اور اوسکے کشتہ ہونے کا ذکر فرمایا اوسکے ہاتھون سے لکھا ہی اوسکے اور اوسکے باپ کے تشیع ہونے پر دلالت کرتا ہی واللہ اعلم عبد القادر بدایونی نے اپنی تاریخ مین اسطرح لکھا ہی کہ فاروقی نسب تھا اوسکے بزرگ ملک سندھ مین حنفی مذہب تھے اور وہ شاہ طہماسپ صفوی کے عہد مین ولایت عراق مین گیا اور مذہب تشیع اختیار کیا اس مذہب مین غلو رکھتا تھا چون کہ شاہ اسماعیل خلف شاہ طہماسپ سنی فیضون سے روحی اور تورانی کی سازش چاہتا تھا اور برخلاف پدر کسیقدر پاسداری مذہب تسنن کی کرنے لگا دلتنگ ہوکر مکہ کو سدھارا وہان سے دکھن ہوتے ہوئے ستائیسوین سال جلوس کو ہند مین آکے ملازمت درگاہ اکبری سے سرفراز ہوا ایکروز اوسکو مینے بازار مین دیکھا بعض عراقی میری تعریف کرتے تھے اوسنے کہا کہ نور رفض اسکی پیشانی سے نورانی ہی مینے کہا کہ جسطرح نور تسنن چہرۂ مبارک سے ملاے مذکور حسب الحکم اکبر کے تحریر تاریخ ہزار سالہ ابتداے ہجرت سے تا زمان اکبر مصروف ہوا اور زمانہ جہانگیر خان تک تمام احوال دو جلد مین تحریر کیا اور بتیسوین سال جلوس کو بتقریب مذکورہ مقبول ہوا بقیہ احوال کو آصف خان نے سنہ ۹۹۷ ہجری تک لکھا اور اوسکا نام تاریخ آصفی رکھا اور نیز اسی مذہب الہی کے اختیار کرنے کی وجہ سے زر خطیر جزیہ خود وصول ہوا کرتا تھا بادشاہ نے چاہا کہ تحصیل زر مذکور کی موقوف کرے فرمایا کہ تحصیل جزیہ واسطے اجتماع خزانہ کے تھی تاکہ نسب اسلام قوی رہے اب کہ بطفیل اقبال روز افزون خزانہ گنجینۂ زر سرخ و سفید کے سرکار مین موجود ہین اور تمام راے و راجہ ہنوز مطیع کیا ضرور کہ غریب آزاری سے روپیہ جمع کیا جاوے ملا شیری نے جسوقت کہ راجہ مانسنگھ ولایت پنجاب کی تسخیر پر مامور تھا یہ قطعہ نظم کرکے گذرانا اور اسی قطعہ سے بادشاہ کو رعایت ہنود کی منظور ہوئی قطعہ شہا ذمان فرستادی براجہ

کہ سازد بندہ دان کو ہم نشان رونق گرفت از عدل تو دین تو کہ ہندو میرند شمشیر اسلام ۔ بادشاہان
گردشتہ علمائے تعصب آئین کے فتوا سے ایذا رسانی مخالفان مذہب کی موجب ثواب اور ہزار ہا اجر کا جانتے
اور ہندوؤں کے مال و عیال و اطفال قبضہ میں آنا کرنی الحقیقت نفس اور ہوا پرستی کی اطاعت ہی ایسے ہی
جہالت کے فتوا سے خداوند تعالی کی اعلی درجہ کی عبادت سمجھتے ہیں اکبر چونکہ عقل خداداد طریقہ معاش
و معاد میں رکھتا تھا صلح کل کی بساط بچھائی مشہور خلق اللہ کو یکساں جانتا تھا اور کہتا تھا کہ خداوند تعالے
نے انواع مختلف المذہب مخلوقات پر دروازہ رزق و رعایت مفتوح رکھا ہے پس بادشاہوں کو بھی چونکہ
خلق اللہ میں واجب اور لازم ہے کہ تخالف اور تنازع دینی روا نہ رکھیں بندہائے خدا کو نظر واحد سے ملاحظہ فرماویں
اور اپنی عنایت کے سایہ کو مانند آفتاب کے جو نیک و بد پر یکساں پڑتا ہے ہر ایک کو زیر سایہ رکھیں اسکے بعد
حکم دیا کہ آج کی تاریخ سے کوئی شخص جزیہ کے واسطے سے بتایا نہ ہووے ہندو مسلمان گبر و ترسا سے صلح کریں
ہر ایک اپنے موافق رسم و مذہب کے پرستش خدا کرے جیسا کہ یہ شعر محتشی اکبر نامہ کا اس جگہ پر زیب
دیتا ہے ؎ دشمنی کفر اور ایماں سے حیرت ہے دلا ۔ کعبہ اور بتخانہ کا آتش سے جلتا ہے
چراغ ۔ اوائل جلوس سال بیسویں ۲۰ میں واقع ۱۲ ربیع الاول کو مطابق استمرار کے مجلس مولود شریف
حضرت ختمی پناہ صلعم کی منعقد ہوئی اور ہر ایک سادات و علما اور مشائخ و امرا کو طعام دیا ۔ اور کل اہل شہر کے
خوان شاہی سے بہرہ یاب ہوئے چونکہ یہ امر ظاہر ہوا تھا کہ جناب سید المرسلین اور خلفائے راشدین و امویہ
و عباسیہ خطبہ پڑھتے تھے اور بعض سلاطین مانند امیر تیمور صاحبقران اور الغ بیگ مرزا نے بھی پڑھا ہے ۔
اکبر کے دل میں آیا کہ کسی جمعہ کو خود بدولت بھی اسکی تعمیل کریں لہذا جمعہ کے روز فتحپور کی مسجد جامعہ میں
بعض زینہ منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھنے کو قاصد ہوا یکایک لرزہ چڑھا ہزاران تشویش یہ چند اشعار منظومہ
شیخ فیضی پڑھتے پائے ؎ خداوندیکہ ما را خسروی داد ۔ دل دانا و بازوئے قوی داد ۔ بعدل و داد ما را
رہنمون کرد ۔ بجز عدل از خیال ما برون کرد ۔ بلود و صفش زصد فہم برتر ۔ تعالی شانہ اللہ اکبر ۔ منبر سے اتر کر نماز جمعہ
ادا کی اور اس صلح کل کا نام مذہب الہی رکھکر مقرر کیا کہ جمعہ کی شب کو ہر ایک مذہب کے عقلا سنی شیعہ یہودی
نصارا گبر و ہنود و ارسی ملحد دہری برہمہ بھورہ وغیرہ چار ایوان میں جو قلعہ تعمیر ہوا تھا حاضر ہوا کریں اور بادشاہ
ہر ایک کی تفسیر و تاویل سنکر بلا تعصب منصفانہ عقل و خرد کی ترازو میں تولتا ۔ اور جس جگہ شک ہوتی بیان و لنجواہ سے رفع کرتا
بموجب حافظ شیرازی جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ۔ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند اور حقیقت
ہنود کے بارہ میں کتاب مہابھارتہ جو متضمن اکثر مقالات اور اعتقادات اور حالات اور مواعظ اس جماعت
کی ہے اور اس ملت کے کتب تواریخ میں معتبر اور بزرگ تر ہے باہتمام غیاث الدین علی نقیب خان اور ملا محمد

اور ملا محمد سلطان تھانیسری اور شیخ عبد القادر بدایونی نے فارسی مین ترجمہ کے رزم نامہ نام رکھا شیخ ابو الفیض فیضی نے اوسکا دیباچہ کمال اتقا
اور الفاظ مختصرہ اور معنی مفصلہ سے لکھا ہی اسطور پر اور بھی ہندی پوتھیان بموجب حکم کے ترجمہ ہوئین بارہا زبان بادشاہ
سے صادر ہوا کہ تقا کے جھونکے سے چراغ دانش سرد ہوگیا مقرر فرمایا کہ ہر سال دو مرتبہ اول پانچوین رجب
روز ولادت خود بدولت کو اور دوسرے دوم ماہ امرداد کو تلادان عنصر لطیف کا ہو اور نیز مقرر ہوا کہ روز ولادت
سے بحساب عدد روز ادسی ماہ شمسی کے مرتکب غذاے گوشت حیوانی کا نہو اور ہر سال بعد دان کے جسقدر روز
مطابق اوسکے سال عمر کے ہون گوشت نکھاوے بلکہ کل ملک مین اوس روز جان تلف نہ کیجاوے اور اس تقریب
سے تمام ملک محروسہ مین گاو کشی بھی بند ہوگئی اکثر کہا کرتا کہ ترک گوشت بہتر ہی کسیکا گوشت درخت سے نہین
پیدا ہوتا اور نہ مانند نباتات کے ظاہر ہوتا ہی بلکہ ایک جاندار کے بدن سے ملتا ہی ہزارون قسم کی اور بھی نعمتین خدا نے
پیدا کی ہین پس زبان کی لذت کو جان آزاری کرنا سخت سنگ دلی ہی اور نیز فرماتا تھا کہ شکار بیکارون کا کام ہی
ناخدا ترسون نے شکار جان کو تماشا مقرر کیا ہی یہ نہین جانتے کہ یہ بھی ادنی صناع حقیقی کی بنائی ہوئی صورتین
ہین اور انکی بیخ کنی مین کمال نادانی اور بدبختی ہی ؎ میازار مورے کہ دانہ کش ست ؎ کہ جان دارد و
جان شیرین خوش ست ؎ ایسے ایسے احکام سے بعض مسلمان متعصب نے اکبر کو برخلاف مذہب سمجھا اور
کفر کی تہمت لگائی غایبانہ ملامت کرتے تھے خصوصًا ملا عبد اللہ سلطانپوری جو کہ عہد اسلام شاہ افغان مین
شیخ الاسلامی کا خطاب رکھتا تھا اور اکبر کے وقت مین مخدوم الملک کہلایا اور شیخ عبد النبی صدر کل بہ نسبت
دوسرون کے زیادہ تر سخنان درازکار کہا کرتا تھا اور اوسکا حال ہم مفصل لکھ چکے ہین ـ

ہندوستانی راجون کی لڑکیون کا محلسرای شاہی مین داخل ہونا

بادشاہ اکبر نے واسطے امتحان تسلط اور اقتدار کے جلوس کے چند مدت گذرنے اور دشمنون پر غلبہ پانے اور قلعہ چتور
کے فتح کرنے کے بعد چاہا کہ ہندوستانی راجاؤن کی لڑکیان اپنے عقد مین لاوے اور اپنی اولاد کے ساتھ بھی
تزویج کی تجویز کرے اول جو کہ حسن خان میواتی عمدہ زمینداران جوارسیت السلطنت سے تھا اوسکی بھتیجی کی درخواست
کی اوسنے مناسبت اسلام کے سبب سے بلا عذر عفیفۂ مذکور کو داخل محلسرا کیا بعد ازان راجہ بہارا مل پسر ہوا جسے
کہ راجگان ہند مین معزز و ممتاز تھا درخواست کی اوسنے اول مخالفت مذہب کی وجہ سے انکار کیا آخر الامر بایار
ہوکر راضی ہوا اور اپنی لڑکی کو بادشاہی عقد مین حاضر کیا ابیات بروز یکہ طالع بروبمند بود
نظیر ہا سزاوار بیوند بود ؎ جہاندار بر رسم آبای خویش ؎ پریچہرہ را کرد ہمتای خویش ؎

ذکر شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر بادشاہ کا پیدا ہونا اور اجمیر کو بادشاہ اکبر کا جانا ایفاء نذر کے لیے

شاہنشاہ اکبر کو فرزند کی آرزو نہایت تھی اور وہ حاصل نہین ہوتی تھی عورتون کو حمل ہوتا اگر جاتا تھا
برتقدیر کہ ایام معہود مین وضع حمل بھی ہوا تو زندہ نہ رہتے تھے آخر دولتخواہون کے آگاہ کرنے سے بامید حصول
خدمت مین شیخ سلیم کے اوندنو نہین جو کہ برگزیدگان خدا اور مستجاب الدعوا تو نہین مشہور تھا اور قصبہ سیکری
مین مقیم تھا گیا اور اپنی تمنائے دلی اظہار کی اور بموجب فرمایش شیخ موصوف کے اوسی قصبہ کے پاس
عمارت شاہانہ بناکر اوسکا نام فتح پور کیا اور عمارات دیگر شاہانہ بنواکر دارالسلطنت بنایا الغرض شیخ صاحب کی
دعا سے درخت تمنا بار آور ہوا چودھوین سال جلوس مین مطابق ۹۷۷ھ ہجری کو راجہ بہاڑامل کی لڑکی سے
ایک وارث بلند اختر پیدا ہوا اور درویش موصوف کے نام پر اسکا نام سلطان سلیم رکھا آخر جب باپ کے
بعد بادشاہ ہوا جہانگیر لقب رکھا گیا چونکہ شہنشاہ اکبر کو خواجہ معین الدین چشتی سے اعتقاد راسخ تھا
اور انکا مزار پرانوار شہر اجمیر کے متصل ہی اکبر نے عہد کیا تھا کہ جسوقت حق تعالے مجھے لڑکا عنایت فرمائے
پیادہ پا خواجہ کی مزار پر جاؤن گا - خیراب کہ شاہزادہ سلیم کی ولادت ہوئی ایفاے عہد کے واسطے فتحپور
سیکری سے اجمیر تک سات منزل کا فاصلہ اور ہر منزل بارہ کوس کی ہی پیادہ پا گیا اور زیارت حاصل کی
اصل یہ ہی کہ دل کی مضبوطی کے سوا قوت بدنی بھی اکبر کو حاصل تھی اسکی جرات جسقدر لکھتے ہین اکثر
حد شجاعت سے خارج اور مرتبہ تہور کے قریب ہین اور عقل کے قانون سے دور ہین - شیخ ابوالفضل اپنے
دفتر مین لکھتا ہی کہ ایکبار اکبر شکار کے قصد مین زور آزمائی کیواسطے متہرا سے پیادہ پا روانہ ہوا غروب کے
وقت اٹھارہ کوس کا فاصلہ طی کرکے آگرہ پہونچا - ہمراہیون مین بجز دو تین آدمی کے کوئی نہ پہونچا
اور نیز لکھا ہی کہ ہاتھی کی سواری مین اسقدر ماہر اور بیباک تھا کہ کارآزمودہ فیلبان بھی اوسقدر
نچا نتے ہونگے - جسوقت مست ہاتھی شوخی کرکے فیلبان کو ہلاک کرتا شہر مین باعث آشوب ہوتا تھا
بادشاہ نے اندیشہ رو بروجاکر اور دانتون پر پاے مبارک رکھکر سوار ہوجاتا اور اوس ہاتھی کو دوسرے
ہاتھی سے لڑاتا تھا بارہا ہاتھیون کی لڑائی مین ایسا دیکھا گیا کہ اس فیل سے اوس فیل پر اسطرح
چلا جاتا تھا کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوتی تھی

شاہزادہ سلیم کا نکاح ہونا راجہ مونہ کی لڑکی سے اور پیدا ہونا شاہزادہ خرم نجت یعنی شاہجہان بادشاہ کا

جب شاہ اکبر نے راجاؤن کی لڑکیون سے رسم مناکحت پیدا کی باوجود تخالف مذہب کے یہ لوگ اپنا فخر سمجھتے تھے
جب شاہزادہ سلیم نے گلزار بلوغ مین قدم رکھا اگرچہ اول راجہ بہگونت ولد بہاڑامل کچھواہہ کی لڑکی سے منعقد ہوا
دوسری مرتبہ راجہ موٹھہ ولد راجہ مالدیو کی لڑکی جو جودہ پور میرٹھہ کا حاکم تھا حبالۂ نکاح مین آئی اس کتخدائی
مین راجہ نے اپنی از دیاد آبرو کے واسطے بادشاہ کے تشریف لانے کا مستدعی ہوا اکبر نے اوسکی آبرو کا پاس کرکے

التماس قبول کیا اور اوسکی مجلس مین رونق افروز ہوا - راجہ بھگونتداس کے بعد ہمراہیان بادشاہی نے فہ
لشکری سے لیکر شاگرد پیشہ تک کو فاخرہ خلعتین عنایت فرمائین اور امرا کے واسطے ضیافت اور
تحفجات پیش کیے اور جہیز مین ہاتھی اور گھوڑے اور غلام اور ہر قسم کا نقد و جنس ظروف اور جواہر
وغیرہ نذر کیا اور عمدہ طریقہ سے بادشاہ اور داماد کو مع عروس کے رخصت کیا قبل اسکے شاہزادہ سلیم کو
راجہ بھگونت کی لڑکی سے ایک لڑکا خسرو شاہ ہوا تھا اب چھتیسوین ۳۶ سال جلوس اکبری مین راجہ موندہ کی
بیٹی سے شاہزادۂ سلطان خرم پیدا ہوا جسکا لقب بادشاہ ہونے پر شاہجہان مقرر ہوا اور اس ولادت
باسعادت کے ذریعہ سے بزم عیش و طرب اور انجمن انبساط و مسرت کی مقرر ہوئی

زمانۂ اکبری کے عجایب سوانحات کا بیان

موضع بکسر مین ایک شخص راوت ٹیکا نام مقدم تھا اوسکے دشمن نے قابو پاکر ایک زخم پشت پر اور ایک ناگوش پر
مارا اور اونھین کے صدمۂ زخمون مین راوت مذکور مرگیا - بعد چند روز کے اوسکے داماد رامداس کے لڑکا پیدا ہوا
جسکی پشت اور بناگوش پر اوسی طور کے زخم نمایان تھے مشہور ہوا کہ راوت ٹیکا نے اپنے داماد کے گھر مین اوتار
لیا اور وہ لڑکا بھی بالغ ہوکر کہتا تھا کہ مین راوت ٹیکا ہون اور سچ سچ علامت بتلاتا تھا جب یہ خبر حضور
اکبر مین پہونچی اوسکو طلب فرمایا اور اوسکے حال پر اطلاع پائی گئی اور اوسکے اظہار کی صداقت کی - دوسرے
ایک اندھے کو لائے جو کچھ کوئی شخص زبان سے کہتا وہ شخص اپنا ہاتھ بغل مین رکھکر دست و بغل سے
جواب دیتا تھا اور اسی طور سے شعر بھی پڑھتا - لوگ احتمال کرتے تھے لیکن کثرت آوازی و ورزش کی
مداومت سے یہ معجزہ حاصل تھا - دوسرے ایسے آدمی کو حاضر کیا کہ نہ کان رکھتا تھا نہ سوراخ گوش
لیکن جو کچھ کوئی کہتا نے کم و بیش سنتا تھا دوسرے ایک آدمی کو لائے کہ ایک بی بی سے اکیس لڑکے
رکھتا تھا اور ہر ایک زندہ تھے - دوسرے اون دنون مین ایک ستارۂ دُم دار پدیدار ہوتا تھا اوسکی دُم
سے عراق اور خراسان مین شورش عظیم ہوئی دوسرے ایک عجب سانحہ یہ ہوا کہ نواحی اکبرآباد کے کشمیون
کی گوشمالی کو فوج سرکاری مقرر ہوئی تھی اور گردن کشون سے لڑائی ہوئی اوس فوج مین دو بھائی قوم کھتری تھے
اونمین سے ایک بھائی لڑائی مین مارا گیا اوسکی لاش اکبرآباد مین اوسکے مکان مین آئی اور اوسکا دوسرا
بھائی لڑائی مین رہا چون کہ دونو بھائی توام اور باہمد گر مشابہ تھے اونکی بی بیون مین جھگڑا اوٹھا ہر ایک
کہتی تھی کہ میرا شوہر ہی مجھے اسکے ساتھ ستی ہونا چاہیے آخر یہ قصہ کوتوال شہر کے پاس پہونچکر بادشاہ کے
حضور مین آیا بادشاہ نے تصدیق دعوی طلب کیا بڑے بھائی کی بی بی نے کہا کہ یہ میرا شوہر ہی اور تصدیق
اسکی یہ ہی کہ ایک سال گذرتا ہی میرا لڑکا دس برس کا ہوکر مرا ہی میرے شوہر کو لڑکے کا بہت رنج تھا

پس اسکی چھاتی کو چاک کرو اگر اسکے جگر مین فرزند کا داغ ہو ضرور میرے شوہر کی لاش ہی آخر بموجب حکم جب اوسکی چھاتی چاک کی ایک زخم تیر کے زخم کے مانند اوسکے جگر پر نمودار ہوا دیکھنے والون کو حیرت ہوئی اکبر نے حکم دیا کہ درحقیقت یہ تیرا شوہر ہی جلنا اور نہ جلنا تیرے اختیار مین ہی پس وہ عورت مردصفت اپنے شوہر کے پیکر بیجان کے ساتھہ پروانہ وار جل کر خاکستر ہوگئی ۔

ولایت پٹنہ اور بنگالہ کی فتح پانے کا بیان

اوسوقت مین سلیمان کلیانی خوشحال شاہ اور اسلام شاہ کے امرا مین تھا اوس ولایت کی حکومت رکھتا تھا اور عہد اکبری تک متسلط رہا جب منعم خان خانخانان اوس ملک کی حکومت پر معین ہوا چند بار سلیمان مذکور سے لڑائیان ہوئین آخر کو سلیمان نے عاجز ہوکر بادشاہی اطاعت قبول کی اور خانخانان سے ملاقات کی اور اپنی تمام عمر تک اطاعت بادشاہی سے منحرف نہوا جب وہ مرگیا اوسکا بڑا لڑکا بایزید جانشین ہوا اور تھوڑے دنون مین بات کی خدمت کو سدھارا اسکے بعد دوسرا لڑکا سلیمان کا داؤد حاکم ہوا اسنے استقلال کا دعوی کرکے بغاوت کی بادشاہ کا دوسرا بنا منعم خان لڑنے کو آمادہ ہوا اور قلعہ پٹنہ کو گھیر لیا اور اکبر کو عرضی کی کہ حضور بھی تکلیف کرین بادشاہ عین برسات مین باوجودیکہ ندی نالہ کی کثرت سے راہ چلنا دشوار تھا عازم ہوکر پٹنہ مین آپہونچا۔ مخالف نے دریاے قہر سلطانی کے تموج مین لنگر جمانا دشوار سمجھکر صلح کا پیام دیا جسوقت ایلچی درگاہ سلطانی مین حاضر ہوا حکم سنایا گیا کہ داؤد دو باتون سے ایک اختیار کرے یا کہ خود تنہا رزم گاہ مین آکر مجھسے نبرد آزما ہو جو فتحیاب ہو اوسکے حصہ مین شاہی آئے اگر اسپر دل راضی نہو تو جو کوئی اوسکے رفیقون مین بڑا شجاع ہو اوسے روانہ کرے اور یہان سے بھی ایک جری منتخب ہوکر روبرو ہو جسکے حصہ مین ظفر ہو اوسکے مالک کے ملک مین ملک آجاے اگر یہ بھی نامنظور ہو تو دو فوج سے ایک ایک فیل نامی قوی الجثہ جنگ آزما ہوا دنکے فتح فیما بین کی جیت تصور کیجاے ۔ شرایط مذکورہ مین کوئی شرط داؤد نے منظور نہ کی اسی نزدیکی مین حاجی پور جو گنگا کے اوس کنارے پر پٹنہ کے مقابل آباد ہے غازیان دولت نے فتح کرلیا اور قلعہ پٹنہ کا محاصرہ بھی نہایت سختی سے ہوا بیٹھانون نے اپنی زورق احوال کو ادبار کے گرداب مین ڈوبتے دیکھکر داؤد کو مسطرح سے بناکشتی پر سوار کرا کر رات کے وقت بنگالہ کو قطرہ زن ہوئے قلعہ مین عجب طرحکی شورش برپا ہوئی بعضے پٹھان سیہ بختی سے رات کے وقت دریا اور کشتی کا تمیز نکرسکے دریا مین درآکر لجۂ فنا سے جان برنہوئے جو کشتی پر چڑھگئے اونکا کثرت سوار یون کے سبب سے بیڑا پار نہوا مع کشتی تحت دریا کو سدھارے ایک گروہ کثرت انبوہ سے نکلنے کی تلاش مین پامال ہوا جنہون نے قلعہ کے دروازہ سے نکلنے کی راہ پائی دیوار اور کنگورون سے کود کود کر خندق کے راستے سے غار عدم کی راہ لی صبح کو اکبر نے اس واردات سے آگاہ ہوکر ملازمان دولت کو قلعہ تفویض کیا

اور خود بدولت اسپ سوار دریائے سین سے گذر کر تیس کوس تک پاشنہ کوب ہوا اس دوڑ دھوپ میں حسین خان ولد سلطان محمد عدلی گرفتار ہو کر قتل ہوا اور اکثر مخالف اسیر ہو کر قید ہستی سے آزاد ہوئے اکثر جان بچا کر بھاگ نکلے ؎ مخالف گریزان براہ گریز ؎ سپہ در عقب راندہ با تیغ تیز ؎ جسوقت پٹھانوں نے شکست فاش پائی لشکر بادشاہ کو لوٹ کا مال اسقدر ملا کہ غنی نیاز ہو گیا وہاں سے منعم خان خانخانان کو داؤد کے استیصال اور تسخیر بنگالہ پر مقرر کر کے خود پٹنہ کو معاودت فرما ہوا۔ راجہ ٹوڈرمل نے اس مہم میں اچھے اچھے کارنمایاں کیے تھے نقارہ اور علم عنایت کیا اور منعم خان کی رفاقت میں بھیجا گیا بادشاہ نے اوس ملک کا انتظام کر کے اجمیر کے راستے سے خواجہ معین الدین کی زیارت کرتے ہوئے دار السلطنت فتحپور میں رونق افروز ہو کر حکم دیا کہ اجمیر سے فتحپور تک پختہ کنوین اور اونچے اونچے مناری تعمیر ہوں تھوڑے عرصہ میں اس حکم کی تعمیل ہو گئی **القصہ** منعم خان بنگالہ میں پہونچا اور داؤد سے لڑائی کر کے زخمی ہوا اکثر امرا نے خوف جانفشانیان کین آخر کو داؤد مغلوب ہوا اور بادشاہی فرمان بری قبول کر کے اپنی لڑکے کے ہمراہ لایق پیشکش مع ہاتھیوں کے روانہ حضور کیا راجہ ٹوڈرمل بنگالہ کی مہم سے دلجمع ہو کر حضور میں آیا۔ اور دیوانی کے منصب پر سرفراز ہوا۔ تھوڑے دنوں میں جب منعم خان خانخانان مرگ طبعی میں فوت ہوا۔ داؤد نے قابو پا کر عہد شکنی کی اور سر بشورش اوٹھایا لہذا خانخانان اور دوبارہ ٹوڈرمل کی تعیناتی ہوئی۔ انھوں نے بنگالہ پہونچکر سرکوبی کی اور چند لڑائیاں کر کے فتحیاب ہوئے اس مرتبہ داؤد کو قید کر کے زندان ہستی سے رہائی دی اور اوسکا سر دگاہ اکبری میں آیا مورد عنایات ہوئے اوسوقت سے بنگالہ میں فتنہ و شر کی گرم بازاری سرد ہوئی پوشیدہ نرہے کہ سلطان ایبک کے ایک امیر کبیر ملک محمد بختیار کے وقت سے بنگالہ میں اسلام کا ظہور ہوا اور اوسی وقت سے یہ ولایت دہلی کے زیر حکومت ہوئی ۶۰۲ھ ہجری میں سلطان محمد شاہ فخر الدین خوبان سلطان غیاث الدین تغلق کی طرف سے قدر خان حاکم تھا جسے اوسکے سلاحدار فخر الدین نے کسی قابو پانے سے مار ڈالا اور خود مسند نشین ہوا اور سلطان فخر الدین کے خطاب سے بارہ برس حکمران رہا بعد ازاں سلطان علاء الدین عرف ملک علی جو قدر خان کے لشکر کا بخشی تھا سلطان فخر الدین سے لڑ کر غالب ہوا اور فخر الدین کو قتل کر کے ۴ برس چند مہینے حاکم رہا من بعد سلطان شمس الدین عرف حاجی الیاس نے جو سلطان علاء الدین کا نوکر تھا لشکر کا سردار ہوا لکھنوتی میں آ کر کل سیاہ کو حسن تدبیر سے با خود متفق کر لیا اور راستے سے معاودت ہو کر اپنے آقا علاء الدین کو لڑ بھڑ کر مار ڈالا اور خود مسند نشین ہوا اوسوقت دہلی کا تخت سلطان فیروز شاہ کے قبضہ میں تھا اسی بادشاہ نے مکرر بنگالہ پر لشکر کشی کی مگر مدعا برآری نہوئی۔ ۱۴ برس حکومت رہی سلطان سکندر بن شمس الدین ۱۴ برس اور سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر ۱۲ برس

اور چند مہینے حاکم رہا سلطان السلاطین بن غیاث الدین ۱ برس ۱ اور سلطان شمس الدین بن سلطان السلاطین
پانچ برس مسند نشین رہے جب شمس الدین نے ملک عدم رحلت کی راجہ کانس جو وہان کے زمینداروں مین تھا
چیرہ دستی کرکے مسند نشین ہوا پانچ برس چند مہینے دل کا ولولہ نکالا سلطان جلال الدین بن راجہ کانس حکومت
کے واسطے اپنا مذہب ترک کرکے مسلمان ہوا اونیس برس چند مہینے سکہ وخطبہ جاری رہا سلطان احمد شاہ
بن سلطان جلال الدین ۱ برس اور سلطان ناصر الدین بن سلطان احمد شاہ ۷ روز اور سلطان ناصر شاہ
جو سلطان شمس الدین کے احفاد مین تھا دو برس رہا اور سلطان بارک شاہ عرف ناصر اوسکا غلام تھا قابو
پاکر سلطان ناصر کو قتل کیا اور خود مسند حکومت پر جا بیٹھا مگر اون لوگون نے متفق ہوکر اسے بھی ذبح کیا۔
اونیس برس تخت آرا رہا۔ پھر یوسف شاہ بارک شاہ کا بھتیجا آٹھ برس کو حاکم بنا سلطان سکندر چند روز
مین امرا کے اتفاق سے معزول ہوا فتح شاہ ۹ برس اور چند مہینے حکمران رہا آخر ایک شاہ کو خواجہ سرا نے قتل کیا
خود مالک بنا اس خواجہ سرا نے خواجہ سراؤن کا خوب جماؤ کیا جو جہان تھے وہان سے اپنے دربار مین بلائے
دو مہینے پندرہ روز کی حکومت مین خویش پروری کرگیا فیروز شاہ تین برس چند مہینے اور محمود شاہ اسکا
لڑکا ایک برس چند روز رہا آخر کار حبشی خواجہ سرا نے محمود شاہ کا فیصلہ کرکے خود تخت چھین لیا ایک برس
پانچ مہینے فرمان روا رہا بعد ازان سلطان علاء الدین نے جو مظفر شاہ کے نوکرون مین تھا قابو پاکر آقا کشی کی
اور بیس برس فرمان روائی کی پھر اسکا لڑکا نصیب شاہ چودہ برس حکومت کرتا رہا۔ جسوقت ظہیر الدین
محمد بابر بادشاہ نے ہندوستان فتح کیا سلطان محمود سلطان ابراہیم لودی کا بھائی نصیب شاہ کے
پاس پناہ گیر ہوا مدت کے بعد شیر شاہ نے غالب ہوکر بنگالہ کو نصیب شاہ کے قبضہ سے باہر کیا ہمایون بادشاہ
کے امرا مین ایک شخص جہانگیر قلی خان تھا بادشاہ نے اوس ولایت کو شیر شاہ کے قبضہ سے نکالکر اسکے
حوالہ کیا شیر شاہ نے ہمایون پر فتح پاکر جہانگیر قلیخان کو قول دیکر اپنے پاس بلایا اور عہد شکنی کرکے مار ڈالا اور
محمد خان ملقب بہادر خان نے جو شیر شاہ اور اسلام شاہ کے امرا مین سے تھا بنگالہ کی حکومت پائی حضر یز خان
کی آویزش مین مرگیا اوسکا لڑکا خضر خان بہادر شاہ کے لقب سے جانشین ہوا اسکی لڑائی مین ممریز خان مارگیا
خضر خان کے بعد تاج خان حاکم ہوا بعد اوسکے چھوٹے بھائی سلیمان کلیانی نے جو اسلام شاہ کے
امرائے مشہورہ مین تھا باستقلال حکومت کی اگرچہ سکہ وخطبہ اپنے نام کا جاری نکیا مگر اعلیحضرت کا
خطاب اپنے واسطے مقرر کیا تھا اسکے بعد بایزید اسکا لڑکا جانشین ہوکر تیرہ روز حاکم رہا بعدہ داؤد دوسرا
لڑکا سلیمان کا دو برس حاکم رہا ۹۷۳ ہجری مین خانجہان اور راجہ ٹوڈرمل نے داؤد کو قتل کیا اور بنگالہ
ممالک محروسۂ اکبری مین داخل ہوا ابتدائے ۹۷۴ ہجری سے لغایت سنہ مذکورہ تک دو سو تینتیس برس ۲۳۳

ولایت بنگالہ بادشاہان دہلی کے قبضہ سے باہر رہی القصہ راجہ ٹوڈرمل یہان کے انتظام سے دلجمعی کرکے
حضور مین آیا راجہ کے آنے پر تھوڑے دنون کے بعد خانجہان ملک بقاکو سدھارا مظفر خان دیوان اعلی دہان کی
صوبہ داری پر رخصت ہوا یہ شخص وہی ہی جو خواجہ مظفر کے نام سے مشہور تھا ابتدا مین بیرام خان کا نوکر تھا -
جب بیرام خان کا تفرقہ ہوا پرگنہ پرسرور تابع پنجاب کا کروری ہوا جب اسکی قابلیت اکبر کو دریافت ہوئی
حضور مین بلاکر دیوان بیوتات کیا اور وہ اپنی کاردانی سے بہت جلد دیوان اعلی ہوگیا الغرض بنگالہ مین پہونچکر
دہانکا بندوبست کیا چند عرصہ کے بعد معصوم خان کابلی بہار کے جاگیردار - داغ اسپ کے مقدمہ مین جو
اندنون مقرر ہوا تھا عدول کیا اور سینہ زوری سے دیوان اور بخشی سرکار کے روبرو بھلا برا کہکر سوار ہوگیا
اور دونو کے گھر لوٹ کر مار ڈالا بغاوت اختیار کی اسیطرح بعض چھوٹے چھوٹے جاگیردارون نے بھی اس سبب
سے کہ جاگیر کے اضافے واپس دینے پڑے روگردان اور باغی ہوئے اور باہم مخالفون سے متفق ہوگئے اور معصوم خان
کابلی سے ہمدستان ہوکر حملہ کرنے لگے اور بعض امرا بھی مظفر خان سے آزردہ ہوکر دشمنون مین مل گئے اور
مرزا شرف الدین حسین اکبر بادشاہ کا یزنہ جو بادشاہ سے مخالف تھا مکہ معظمہ کو جاتا تھا اس شورش کی خبر پاکر
بیت الحرام کا جانا بھول گیا اور حرامیون سے ملحق ہوا باغیون نے قلعہ کا محاصرہ کرکے محصورون کو جان بلب
کردیا اور مظفر خان کو پیغام دیا کہ یا تو آنکر ملازمت کرے ورنہ مکہ کو چلا جاے مظفر خان نے مکہ کی نیت ظاہر
کی جب مخالفون نے دیکھا کہ وہ ڈر گیا دوبارہ پیغام دیا کہ اپنے مال سے تیسرے حصہ کو لے لے باقی اسی جگہ پر
چھوڑے مظفر خان نے پوشیدہ آٹھ ہزار اشرفی معصوم خان کے پاس بدین آرزو بھیجی کہ اوسکے
ننگ و ناموس مین رخنہ اندازیان نکرے دشمنون پر اس حرکت سے اسکی بزدلی کا پردہ کھل گیا جی جھوٹ کر
قلعہ کے محاصرہ مین سرگرم ہوئے آخر قلعہ ٹانڈہ مفتوح ہوا اور مظفر خان کو پکڑ کر مار ڈالا اور اوسکے مال
ومتاع پر ہر ایک مخالف نے قبضہ کرلیا اور تمام ملک پر قبضہ پاکر ہر ایک نے اپنے واسطے خطاب اور منصب
تجویز کرکے ایک مجلس ترتیب دی چاہا کہ خطبہ اور سکہ محمد حکیم مرزا اکبر کے چچا اور بھائی کے نام کہ کابل مین تھا رائج ہو
دفعتًا اوسوقت بادوباران بڑے زور شور سے نمودار ہوا عیش و انبساط کی بساط اولٹ گئی سارا منصوبہ
نقش برآب ہوا اسیطرح بہار مین بہادر نامے ولد سعید بدخشی نے بغاوت کرکے خطبہ اور سکہ اپنے نام سے
جاری کیا جب یہ حال حضور مین ظاہر ہوا راجہ ٹوڈرمل کو مع دیگر امرا کے روانگی کا حکم ہوا اور راجہ فورًا
روانہ ہوکر مونگیر پہونچا اور وہین ہر ایک گڈھی طیار کرکے مقیم ہوا اور صحیفت حال حضور مین لکھی خان اعظم
کوکلتاش مع لشکر گران کے روانہ ہوا اوسکے تعاقب کے بعد شہباز کو بھی اجازت ملی خان اعظم اور
شہباز خان کی آمد آمد سے مخالفون کے جماد مین پریشانی ہوئی اور حصار گلیین کے محاصرہ سے جو ٹوڈرمل نے

بنایا تھا دست بردار ہو کر بیرطرف ہوئے معصوم خان مع دیگر باغیون کے بہار کیطرف چلا افواج قاہرہ نے بہار مین پہونچکر
باغیون کے نابود کرنے مین کمر باندھی اسی اثنا مین معصوم خان قرنجودی اور ثابت خان عرف بہادر سے جو اودہ
اور جونپور کے اطراف مین سرکشی کر رہے تھے شہباز خان نے شکست پاکر فرار اختیار کیا کرناخدا کا اسوقت یہ افواہ
اڑی کہ معصوم خان قرنجودی معرکہ مین مارا گیا اور اوسکا لشکر اس افواہ سے پریشان ہوا شہباز خانکی اس خبر سے
حواس جمع ہوئے لشکر اکٹھا کرکے اودہ مین آیا معصوم خان قرنجودی سے لڑکر غالب ہوا اور وہ اسی شکست کے بعد
اسطرح کی فتح نصیب ہوئی ایسی رفع شورش کی اور معصوم خان شکست پاکر سو آدمیون کے ساتھ نکل بھاگا۔
اور چند روز کے بعد شاہزادہ کی سفارش سے معصوم خان کی تقصیر معاف ہوئی اور جاگیر بھی پائی۔ راجہ ٹوڈرمل
وکیل بنگالہ دبست سے فراغت پاکر حضور مین آیا اور دعایات ہوا اور بعد چندے اعظم خان بھی بنگالہ سے دربار شاہی مین
حاضر ہوا اور یہ تھا شہباز خان معصوم خان کابلی وغیرہ باغیون کی مدافعت مین مصروف رہا جب حضور مین خبر آئی
کہ بعض افغانون نے چند مرتبہ یورش کرکے شہباز خان کو مغلوب کیا اور منہور رفع شورش نہین ہوئی بلکہ روز افزون ہے
لہذا خود بدولت دیار شرقیہ کیطرف شکار کنان عازم ہوا اسی سفر مین راجہ بیربل نے جشن عالی کا سامان کیا۔
اور بادشاہ کی دعوت کی اکبر بادشاہ مجلس مین آکر عزت افزا ہوا اور راجہ ٹوڈرمل وزیر کے بھی خیمہ گاہ مین تشریف
لاکر سرفراز فرمایا جسوقت اوس مقام پر پہونچا کہ جہان دریاے گنگ وجمن باہم ملحق ہوئے ہین اور اہل ہنود کے
اعتقاد مین وہ پاک مقام شمار ہوتا ہے کہ دو دریا کے الحاق کی جگہ پر قلعہ بنایا جاوے اور وہین پر ایک شہر الاباس
نام تعمیر ہوا اور ایک دیوار مستحکم طولا ایک کوس اور عرض مین چالیس گز اور بلندی مین بہ گز مقرر ہوئی یہ عمارت جلوس
کے اٹھائیسوین سال قعمیر ہوئی اسی مکان مین لوگون نے عرض کیا کہ شہباز خان نے حضور کی آمد کی تقویت سے
مخالفون پر فتح حاصل کی معصوم خان کابلی اور بہادر وغیرہ مفسد ملک بادشاہی سے خارج ہوئے امذا یا دستان
معاودت فرمائی اور محمد حکیم مرزا کے فساد دفع کرنے کو پنجاب کا قصد کیا

محمد حکیم مرزا کا اپنے چچازاد بھائی کابغاوت کرنا

یہ شخص کابل مین باغی ہوا مارا سندیار کا اہل پنجاب کو خبر پہونچاتا تھا ہر چند لشکر شاہی سے شکست کھاتا مگر
کابل کا پیچھا نہ چھوڑتا ناخبردار اوٹھہ دوڑتا اور مونہہ کی کھاکر اولٹے پانون لوٹ جاتا ایک مرتبہ لاہور آیا ۲۲ روز
ایک قلعہ کو گھیرے رہا راجہ بھگونت داس صوبہ دار لاہور قلعہ کو بچاتا رہا اوسکا لڑکا کنور مانسنگھ سیالکوٹ کا
فوجدار تھا اوسنے پہاڑیون کا جمعدار کرکے ناگہان مرزا پر دوڑا لایا مرزا مغلوب ہوکر بیدست و پا قلعہ کے محاصرہ سے
اوٹھکر اپنی راہ لگا جلال پور معمولہ حافظ آباد کے راستے سے دریاے چناب کے پار ہوکر ہمزہ مین پہونچا اور اوس
شہر کو لوٹ کر ویران کر دیا پھر کیسب کے راستے دریاے سندھ عبور کرکے کابل چلا گیا اور کنور مانسنگھ نے

دریاے سندھ کے کنارے تک پیچھا کیا جسوقت کنور مانسنگھ کی جرأت اور تہور کی حقیقت
دربار شاہی مین ظاہر ہوئی — یکبارگی پنجہزاری منصب پر سرفراز ہوا — ان دنون مین جب میرزا نے
شورش بنگالہ کی خبر پاکر یہ سنا کہ وہان کے امرا میرے نام کا خطبہ و سکہ پڑھا چاہتے
تھے دون کی لینے لگا اور لشکر آراستہ کرکے کابل ہوتے ہوئے پنجاب آکر فتنہ و
فساد برپا کیا اوسی سرزمین کے سردارون کی آزار رسانی مین دست درازی
کی — اکبر نے الہ آباد سے بدین ارادہ کوچ کیا کہ اس مرتبہ کابل پہونچکر
مرزا کی اسطرح گوشمالی کرے کہ اچھی طرح پر اوسکا سر جھک جاے
پس ایک فوج منقلا کی طور پر پیشتر روانہ کی مرزا نے فوج منقلا کے طنطنہ سے اپنا
رہنا محال جانکر گھبراکر پنجاب سے کابل کی راہ لی اور لشکر بادشاہی جو اوسکے
تعاقب مین دوڑا تھا شادمان خان نامے مخالف کی سرداری سے جنگ آزما ہوا
اور شادمان خان شکست کھاکر بھاگا اوسکے لشکر کا مال واسباب اکبری فوج کے سپاہیون کے
ہاتھ لگا اور نیز چند نوشتہ مرزا کے منشی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے شادمان کے پرتیل سے سردار فوج اکبری کے
ہاتھ آئے اون خطوط کو بجنسہ روانۂ حضور کیا اونمین سے ایک نوشتہ خواجۂ شاہ منصور وزیر کے نام تھا جو کہ درخواست
لکھا گیا تھا اکبر نے فراغ خاطر عملگی و نیکنیتی سے کچھ نہ کہا اور دلمین سمجھا کہ ایسے وقت مین مخالف لوگ معتمدون کو
ساقط الاعتباری کے واسطے ایسی حرکات کیا کرتے ہین — دوبارہ عرض ہوا کہ جو لوگ شاہ منصور کیطرف سے
برکنہ فیروزپور کی جاگیر مین رہتے ہین اونکا ارادہ ہے کہ محمد حکیم مرزا سے متفق ہون جب یہ بات خواجہ سے
استفسار ہوئی اوسنے انکار کیا اوسوقت ضمانت طلب ہوئی اوسنے عذر کیا تب تو جو شک تھے
یقین ہوگئے کہ فی الواقع خواجہ کی نیت ڈانوان ڈول ہے لہذا بموجب صلاح کے متصل کوٹ اور کچھولہ کے
جو شاہ آباد اور انبالہ کے درمیان مین ہے خواجہ کی گردن ماری گئی خواجۂ شاہ منصور شیراز کے امرا سے ہے
خوشنویسی خانہ کے عہدہ پر سرفراز تھا اور اکبر بمقتضاے آدم شناسی کے اوسکی قابلیت پر نظر فرماکر بہت دوست
رکھتا تھا اور مظفر خان دیوان اعلی اوسکی کاردانی اور عقلمندی کا حسد کھایا اکبر تا اسی سبب سے ترک نوکری
کرکے منعم خان خانخانان کے پاس جاکر نوکر ہوا اکبر نے منعم خان نے بنگالہ کے عرض مطالب کو دربار مین بھیجا تھا
اوسکی تقریر متانت سے بادشاہ کے دلمین اور زیادہ تر اوسکی کاردانی کا نقش ہوا [illegible] خان ہیگیا حضور مین
بلاکر وزارت کے عہدے پر سرفراز فرمایا [illegible]
[illegible] سبب سے چند روز منفیہ بھی ہوگیا تھا اور [illegible]

اوسکے مرنے کے دس روز بعد اوسکی نے تقصیری معلوم ہوئی اور ایک گونہ باعث تاسف خاطر ہوا۔ لیکن خلق اللہ نے اوسکی سخت گیری سے نجات پاکر خورسندی کی ابیات نباشی بکار جہان سخت گیر کہ ہر سخت گیری بود سخت میر ؛ بآسان گذاری دمی میگذار ؛ کہ آسان زید مرد آسان گذار القصہ منزلین طی کرتے ہوئے دریاے سند کے کنارے نزول ہوا جس مقام پر کہ دریاے سندہ اور نیلاب دریاے کابل باہم ملے ہین تعمیر قلعہ کا حکم ہوا اور دریا کنارے ایک پہاڑی کے اوپر قلعہ کی بنیاد ڈالی برج اور حصار پتھر کے بنائے گئے خارا تراشان چابکدست نے چھبیسوین سال جلوس مین اس عمارت کو شروع کرکے شمس الدین خواجے کے اہتمام سے دو سال مین انجام کو پہونچایا اور اٹک بنارس نام رکھا گیا۔ اسکی خندق دریاے سند اور اوسکی دروازی دشمنون پر بند ہین گویا برزخ ہی ہند اور خراسان کے درمیان مین اور اوسی قلعہ کے نیچے بارا تہری کا گھاٹ ہی بدون اوس قلعہ مین پہونچنے کے عبور مشکل ہی جب اسکی بنیاد پڑگئی آگے کو روانہ ہوا اور اسی مقام سے ایک فرمان بنصیحت عنوان مرزا محمد حکیم کے نام اس مضمون سے صادر فرمایا کہ جس ہندوستان کی وسعت مین کئے ایک صاحب سکہ تھے وہ اولیاے دولت کے قبضہ مین آگیا اور زمانہ کے سرکشون نے اس درگاہ مین سر جھکایا اس خاندان کے امرا اگلے بادشاہون کی جگہ پر حکومت کرتے ہین۔ افسوس ہی کہ آپ اس دولت سے کیون نے نصیب ہوئے اگرچہ گذشتہ بزرگون نے چھوٹے بھائی کو فرزند کی جگہ پر سمجھا ہی مگر حق تو یہ ہی کہ لڑکون کا وجود تو ممکن ہی مگر بھائی کا ملنا دشوار پس سزاوار عقل یہ ہی کہ خواب غفلت سے بیدار ہوکر اپنی ملاقات سے مسرور کرو اور اس سے زیادہ مابدولت کو اپنی دولت دیدار سے محروم نرکھو محمد حکیم مرزا نے خوشامدیون اور خانہ برانداز دون کے اغوا سے کچھ نہ سُنا اور ارادہ کیا کہ خیبر سے کابل تک راستہ کی تشیب و فراز مضبوط کرکے آمادہ پیکار رہو۔ یا کہ بنگش کے راستے سے ہندوستان مین جاکر فساد کرے اسی اندیشۂ باطل کا خیالی پلاؤ پکا رہا تھا کہ شاہزادہ سلطان مراد منقلا کے طور سے کابل مین پہونچ گیا اور مرزا سے لڑا مرزا نے شکست کھائی غوربند کو چلا یہ ارادہ کیا کہ والی توران کے پاس پہونچکر مدد طلب کرے اس حال مین اکبر بھی کابل مین آگیا اور باغ شہرآرا اور قلعہ کی سیر کرکے خوش ہوا اور باوجودیکہ محمد حکیم مرزا نے اسقدر تقصیرات کین پھر بھی عنایت فرماکر کابل مرزا کو مرحمت فرمایا۔ اور خود ہندوستان کو لوٹا مرزا کابل مین آکر حاکم ہوا چونکہ دایم الخمر تھا شراب بوشی کی افراط سے سخت سخت بیماریون مین مبتلا ہوکر خمکدۂ فنا کو سدھارا اوسکے لڑکون کا ارادہ ہوا کہ عبداللہ خان اوزبک والی توران کے پاس جاوین اکبر نے یہ سنکر ارحام کرکے فرمان الجوئی تحریر کیا اور راجہ بھگونتداس کو واسطے اداے رسم تعزیت اور تسلی پس ماندگان کے روانہ کیا اور خود بھی کابل کا عازم ہوا جب

راول پنڈی مین پہونچا راجہ انسنگھ جو کہ بیشتر کابل چلا گیا تھا کیقباد مرزا جو گیارہ سال کا تھا۔ اور افراسیاب مرزا جو چار برس کا تھا محمد حکیم مرزا کے لڑکون کو ہمراہ لیکر حضور مین آیا۔ بادشاہ نے بدرجۂ کمال لطف و مدارا فرمایا اور پرورش کی نظر سے مورد عنایات کیا امرائے کابل نے بھی بساط بوسی حاصل کی راجہ انسنگھ کابل کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا

راجہ بیربر کا مارا جانا

جسوقت دریاے سند کے مقام پر قیام ہوا زین خان کوکہ مع لشکر گران کے اوس یوسف زئی کے سرکوبی اور تسخیر ولایت بجور پر مامور ہوا اور شیخ فرید بخاری بخشی نے پٹھانون کی سرزنش کو جو جنگل مین تھے رخصت پائی اور شیخ مذکور اونکی تادیب و تخریب کرکے واپس آیا اور زین خان پٹھانون کی سرزنش کو پہاڑون مین جا گھسا لوگون نے عرض کیا کہ جب تک کسیقدر اوزبک فوج زین خان کی مدد کو مقرر نہوگی پٹھانون کی بیخ کنی مشکل ہی — راجہ بیربر اور شیخ ابوالفضل نے اس خدمت کی درخواست کی اکبر نے دونون کے نام قرعہ پھینکا قضارا راجہ بیربر کے نام قرعہ پڑا القصہ راجہ مذکور اور حکیم ابوالفتح نے زین خان کی مدد پر رخصت پائی آخر زین خان راجہ کے استصواب پر بجور کی تسخیر کو روانہ ہوا وہان کے سرداروں نے زیر اطاعت ہوکر رعایا گری اختیار کی بعدہ سواد پر لشکر کشی کی پٹھان لوگ پہاڑ پر اکٹھے ہوکر تیر اور پتھر برسانے لگے زین خان نے زور شمشیر سے عبور کرکے قلعہ بنایا اور اونکے جڑ کاٹنے مین مصروف ہوا اسی عرصہ مین راجہ بیربر۔ اور زین خان کے ناچاقی ہوئی منازعت کی گفتگو ہونے لگی ہر چند زین خان نے چاہا کہ کسیقدر فوج قلعہ مین چھوڑ کر بیشتر کو روانہ ہو مگر راجہ راضی نہوا اسپر قرار ہوا کہ جس راہ سے آئے ہین اوسی طرف سے معاودت کیجاوے آخر بالضرور معاودت ہوئی راجہ بیشتر سے چلدیا اور جس جگہ کہ قیام گاہ وعدہ ہوچکا تھا وہان ٹھہرا بیشتر کو راہی ہوا جن لوگون نے اول پہونچ کر خیمہ استاد کیے تھے لاچار خیمہ اوکھاڑنے اور لادنے مین مصروف ہوئے زین خان نے پیچھے سے آکر یہ ماجرا دیکھا لاچار خود بھی آگے کو روانہ ہوا پٹھانون نے لشکر کی ابتری دیکھی چار و طرف سے ہجوم کرکر دوڑے طرفہ شورش اوٹھی راہ تنگ اسقدر تھی کہ دو سوار برابر نہین جاسکتے تھے ہاتھی گھوڑے آدمی ٹیلے اور پر گرتے تھے گھبراہٹ تو مچی ہی تھی کسیکو کسیکی خبر نہ تھی قیامت کے آثار پدیدار تھے پٹھان ہر طرف سے گرم پیکار تھے مخالفون کا غلبہ دیکھکر زین خان کی جرات نے یہ حوصلہ کیا کہ مردانہ جان دیجیے آج رستمانہ کام کیجیے مگر خیر خواہون نے باگ موڑی اور اوس آشوبگاہ سے صاف بچالیگئے اوس تنگ راستے مین چند ہاتھی گھوڑے اونٹ آدمی کی لاشین پشتے ہوگئے تھے گھوڑے کا نکلنا مشکل تھا لاچار زین خان پیادہ ہوا اور پگ ڈنڈی کا راستہ لیا بہزار مشکل منزل پر جا پہونچا — پٹھانون نے اکثر فوج کو قید کرلیا اور اسقدر دولت و مال لوٹا جسکے اوٹھانے سے کندھے پکے جاتے تھے —

اوس روز کئی ہزار آدمی مارا گیا اور اوسی زد و کشت مین راجہ بیربر بلندی سے گر کر روانۂ خلد برین ہوا۔ علاوہ اوسکے اکثر راجہ لوگ اور بندگان روشناس شاہی کام آئے۔ راجہ بیربر ہندی کی شاعری اور تیز فہمی اور جولانی طبیعت اور مزاح دانی اور خوش بیانی اور سخن سنجی اور لطیفہ گوئی مین بے نظیر تھا اوسکی مادرات تقریرین ابتک خاص و عام مین مذکور ہین عالی ہمتی اسقدر تھی کہ ادنی بخشش اوسکی پانسو اور ہزار اشرفی تھی عمدہ مصاحب بادشاہی تھا سہ ہزاری منصب پر سرفراز تھا جسقدر اس شخص کو اکبر کے حضور مین قرب حاصل تھا کسیکو میسر نہ تھا۔ اوسکے مرجانے سے اکبر کی محفل عیش منغص ہوگئی۔ اور بادشاہ کے دل مین یہ سانحہ نہایت گران گذرا بمجرد خبر پہونچنے کے بے اختیار آنکھین بھر آئین آہ دردناک بلند آواز سے بھری دو رات دن تک ضروریات کی طرف توجہ نہ کی اور فرمایا کہ ابتداے جلوس سے اسوقت تک کہ تیسواں سال ہے کبھی ایسا رنج نہین ہوا تیسرے روز شاہزادۂ سلطان مراد اور راجہ ٹوڈرمل وغیرہ بہادرون کو اوس گروہ بدکیش کی سزا پر مقرر فرمایا چونکہ یہ خدمت لایق شاہزادہ رفیع الشان کی نہ تھی دوسری منزل سے شاہزادہ نے بموجب حکم کے معاودت کی اور راجہ ٹوڈرمل اوس جماعت کی تخریب پر مامور ہوا راجہ مانسنگھ پٹھانون کی سرکوبی کرتا ہوا دھیرپنج پہونچا تھا۔ وہان پر جاکر رفیق ہوا اوزبک خان اور حکیم ابوالفتح حضور مین آئے چند روز تک مورد عتاب رہے سلام کی اجازت نہ ہوئی آخرکار شاہزادہ کی شفاعت سے عفو تقصیر ہوکر باریاب ہوئے ہرچند حسب الحکم راجہ بیربر کی لاش تلاش کی پتا نہ چلا جسکا بادشاہ نہایت دوست رکھتا تھا بہت متاسف ہوا اسی درمیان مین میر قرش ایلچی عبداللہ خان بادشاہ توران کا فرمان لایا چونکہ اکبر کا دل راجہ بیربر کے واقعہ سے بکدر تھا دو تین روز تک باریاب نہوا بعد چند مشرف ہوکر عبداللہ خان کا نامہ نظر انور سے گذرانا اور انعام لایق سے سرفراز ہوکر لوٹنے کی اجازت پائی۔ حکیم ابوالفتح کا بھائی حکیم ہمام کو سفیری مین اور خواجہ محمد کو تحفہ اور ہدایا کی تحویلداری مین اور میر صدر جہان کو اسکندر خان ولد عبداللہ خان کے تعزیت کو میر قرلش کے ہمراہ کردیا بعد انتظام کرنے اور سرکوبی بدمعاشون کے دریاے سندھ سے ہندوستان کی معاودت فرمائی اور راجہ ٹوڈرمل کو حضور مین طلب فرماکر راجہ مانسنگھ کو کابل مین مقرر فرمایا اور پٹھانون کی کمر شکنی کے لوسف زئی اسمعیل قلیچان کی تقرری عمل مین آئی اور اوسنے قرار واقعی اوس گروہ نابکار قابل انیدش کی بیخ کنی

مرزا سلیمان والی بدخشان کا حضور مین آنا اور بدخشان مین تفرقہ ہونا

اسکا سلسلہ امیر تیمور گورکان سے ملتا ہے حکومت بدخشان کی بالاستقلال اسے حاصل تھی بارہا بدخشان سے کابل پر لشکر کشی کی لیکن ہر دفعہ شکست کھاکر لوٹ گیا اسکا لڑکا ابراہیم مرزا شجاعت اور دلاوری اور فراست اور دانشوری مین یکتا تھا اتفاق سے اسی سنہ مین گذر گیا جو کہ سلیمان مرزا اسکو بہت پیار کرتا تھا نہایت رنج ہوا اور اوسکے غم مین جان بحق ہوا یہ رباعی کسقدر مناسب حال ہے رباعی لعل بدخشان بدخشان رفتی در سایۂ خورشید درخشان رفتی ہ در دہر

چو خاتم سلیمان بودی ہ افسوس کہ از دست سلیمان رفتی ہ ابراہیم مرزا کی قضا کی بعد جب شاہرخ مرزا اور کامران مرزا سے لڑکر بڑا ہوا۔ مرزا سلیمان کو شاہرخ مرزا اپنے نواسے سے ناچاقی ہوئی نوبت لڑائی کی پونہچی آخر الامر سلیمان مرزا شکست کھاکر کابل پونہچا چندے محمد حکیم مرزا کے پاس جو اوسوقت زندہ تھا چلا گیا اور درگاہ اکبری مین التجا لایا اوسوقت پچاس ہزار روپیہ نقد اور سفر کا سامان حضور سے مرحمت ہوا اور فرمان بھی دلجوئی کے واسطے صادر ہوا مرزا کابل سے روانہ ہوا جب دار السلطنۃ فتحپور کے پاس آپونہچا حکم ہوا کہ بڑے بڑے امیر استقبال کو جاوین اور بموجب حکم فتحپور سے تین کوس تک فیلان کوہ نشان سونپلے رو پہلے سلاسل اور دیبا اور زربفت کی جھولون سے آراستہ کھڑے کیے اور دو دو ہاتھیون کے درمیان مین چیتون کے ارابہ جنپر مخمل اور زربفت کی جھولین پڑین گنگا جمنی زنجیرون سے مرصع کاری کی نمود تھی ہاتھیون کے عقب مین دو رویہ سوارون کی آن بان گھوڑون پر بڑے طیاری کے ساز و یراق صف باندھے کھڑے تھے اہتمام کی وہ صورت تھی کہ کوئی حد سے باہر قدم نکالنے شہر کے کوچے صاف پانی چھڑکا ہوا دوکانین آراستہ بازار مین آئینہ بندی تھی خلقت چار و طرف سے تماشا دیکھنے کو دھائی بادشاہ خود بھی مع شاہرخ مرزا کے بعزم ملاقات شہر سے برآمد ہوا جب نزدیک پونہچا اول سلیمان مرزا گھوڑے سے اوترکر کورنش بجالایا بعد ازان اکبر بھی گھوڑے سے اوترا مرزا کو بغل مین لیا اور مکان مین لاکر ضیافت اور مہمان داری لایق کی تنبیہ بدخشان مین اور کمک دینے کے وعدہ سے دل شاد فرمایا اور بعد چند روز بنگالہ کی صوبہ داری تجویز کی تھی مگر مرزا نے قبول نکی اور مکہ کے ارادہ مین رخصت حاصل کی ستر ہزار روپیہ زاد راہ ملا بعد زیارت مکہ کے پھر اوسی راہ سے بدخشان آیا اور شاہرخ مرزا سے شکست پاکر عبد اللہ خان والی توران کے پاس پناہ لے گیا اوس لالچی نے ان کے باہمد گر نفاق دیکھکر اپنا بھلا چیتا اور اپنا لشکر بھیجکر بدخشان کو شاہرخ مرزا سے فتح کرکے اپنے آدمیون کے سپرد کیا سلیمان مرزا اور شاہرخ دونو اپنا سا منہ لیکر رہگئے محرومی کے مارے کابل چلے آئے ہ دولت ہمہ زا اتفاق خیزد ہ بید دولتی از نفاق خیزد ہ اوسوقت محمد حکیم مرزا زندہ تھا چند موضع تومان لمغان سے مرزا کی سیورغال مین مقرر کیے اور شاہرخ نے کابل کا رہنا ناپسند کرکے درگاہ اکبری کی راہ لی اکبر نہایت عطوفت سے پیش آیا اور بعد چندے سلیمان مرزا بھی راجہ مانسنگھ کے توسل سے اکبر کے حضور مین آیا اور تین برس کے بعد اقلیم جاودانی کا مسافر ہوا اگرچہ سلیمان مرزا نے بروقت قیام کابل کے محمد حکیم مرزا کی مدد سے چند مرتبہ بدخشان کا قصد کیا لیکن کچھ حاصل نہوا چونتیسوین ۳۴ سال جلوس مین محمد زمان نامے نے اپنے تئین شاہرخ مرزا کا لڑکا ظاہر کیا اور بدخشان مین فساد اوٹھایا بابا عبد المومن ولد عبد اللہ خان والی توران سے

چند دفعہ لڑائی ہوئی ہر دفعہ محمد زمان نے فتح پائی اور ایک مدت تک بدخشان مین حکومت کرتا رہا آخر الامر عبد اللہ خان نے بڑے بھاری لشکر کو بھیجا اور اوس لشکر نے محمد زمان کو دور کرکے اپنا تصرف بدخشان مین کر لیا محمد زمان بدخشان سے نکلکر کابل پہونچا ظاہر مین چاہتا تھا کہ حضور مین جاوے مگر دل مین فساد کی نیت تھی اوسوقت کابل کا صوبہ دار قاسم خان حضور شاہی مین تھا۔ محمد ہاشم خان اوسکا لڑکا نیابت مین کارکن تھا اوسنے اسکا دلی منصوبہ دریافت کرکے خفیف سی لڑائی مین قید کر لیا اسی مابین مین قاسم خان کابل آگیا محمد زمان سے چاپلوسی بہت کرتا مگر نظر بند رکھنا چاہتا تھا کہ روانہ حضور کرے ناگاہ محمد زمان نے قابو پاکر قاسم خان کو مار ڈالا اور محمد ہاشم کے فکر مین ہوا اوسنے قتل سے ماہر ہوکر اپنے آدمیون کو فراہم کیا اور باپ کے عوض مین محمد زمان کو قتل کیا اور جسقدر بدخشانی کابل مین تھے ہر ایک کو آب شمشیر سے نہلا کر لال کیا اوس ولایت سے محمد زمانی فتنہ فانی ہوا۔ بدخشان مین علیقلی خان ولد عبد اللہ خان والی توران مستقل حاکم تھا جب بدخشان پر تسلط پایا شہنشاہ اکبر کی لڑکی کی درخواست مین ایلچی مع خط کے روانہ کیا جب ایلچی دریاے بہٹ کے اوترنے مین مصروف تھا ناگاہ صدمۂ موج سے ناؤ ڈوب گئی اور وہ خط بھی اکبر تک نہ پہونچا عوام مین مشہور ہوا کہ اکبر کے اشارہ سے یہ حرکت ہوئی۔ کیا عجب کہ شاید ایسا ہی ہوا ہو عبد اللہ خان نے اس خبر سے ایک قطعہ خط معذرت کا مصحوب مولانا حسینی کے اکبر کی درگاہ مین روانہ کیا اگرچہ مولانا مذکور حضور مین پہونچکر استلا کے عارضہ مین مبتلا ہوکر مر گیا مگر خط کا جواب جیسا مناسب تھا بھیجا گیا اور دوستی کی بنیاد مضبوط ہوئی۔

ولایت کشمیر کا فتح ہونا

یہان کا حاکم یوسف خان ہمیشہ اظہار اطاعت کرتا اور ہر سال تحفجات عمدہ ارسال کرتا تھا جسسے سال جلوس مین اپنے لڑکے یعقوب کو مع پیشکش کے دربار مین بھیجا وہ چند دنون تک آستانۂ دولت پر حاضر رہا آخر کسی وحشت کی سبب سے جو اوسکے دل مین تھی نے حصول اجازت کشمیر چلا گیا جب بادشاہ کو یہ ماجرا دریافت ہوا یوسف خان کے نام فرمان جاری ہوا کہ تیری اور ولایت توران کی خیریت اسی مین ہے کہ خود یا اپنے لڑکے کو حاضر دربار کرے اوسنے زمیندارانہ عذرات پیش کیے لہذا التسخیر کشمیر کا عزم مصمم ہوا۔ شاہرخ مرزا اور راجہ بھگوانداس اور شاہ قلی خان محرم وغیرہ امرا نے اس خدمت پر تقرری پائی اور راہ نمایون کے وسیلہ سے سخت و سست راستے قطع کرکے کشمیر کے نزدیک جا پہنچے یوسف خان نے گھبراکر قصد کیا کہ امراے بادشاہی کی ملاقات کرے مگر کشمیریون کے خوف سے معذور تھا۔ لیکن دل کو تسلی نہوئی مورچہ دیکھنے کے بہانہ سے نکلکر امراے شاہی سے ملاقی ہوا

کشمیریون نے یہ خبر پاتے ہی حسین چک کو حاکم بنالیا اور آمادۂ جنگ ہوکر اسی عرصہ مین یعقوب اپنے باپ یوسف خان سے علحدہ ہوکر کشمیر چلا گیا کشمیریون نے حسین چک کو چھوڑکر اسکے گرد ہجوم کیا اور اسکا خطاب شاہ اسمعیل مقرر کرکے بہاڑون کے سر مضبوط کیے اور لشکر بادشاہی سے لڑنے کو صف آرا ہوئے جب خبر اکبر کو پہونچی شاہرخ مرزا اور راجہ بھگونت داس کے نام فرمان صادر فرمایا کہ اگرچہ یوسف خان نے ملاقات کی مگر تسخیر کشمیر سے ہاتھ نہ اوٹھانا آخر کار بہت لڑائیان ہوئین کشمیریون نے مغلوب ہوکر ملاقات کی اور سکۂ اکبری کا رواج ہوا زعفران اور ابریشم اور دیگر جانورون شکاری جو خاص اوس ملک کے محصولی اشیا ہین سرکار مین ضبط ہوئے

ذکر سلاطین کشمیر

شاہرخ مرزا اور راجہ بھگوندداس کی وساطت سے یوسف نے آستانہ بوسی حاصل کی اور ادراک ملازمت کرکے مورد عنایت ہوا ناظرین اخبار پوشیدہ نرہے کہ ۱۵ سنہ ہجری مین ایک شخص ساہو نامی تھا جو اپنے تئین کرشاسب بن نیکدر کے اولاد مین بتلاتھا یہ شخص راجہ مہدیو کا نوکر ہوا اور یہ راجہ خاندان پانڈوان سے ارجن کے نسل مین تھا غرض کہ مدت تک ایسی خدمتین کین کہ راجہ کی نظر و نمین اوسکا اعتبار ہوا جب راجہ مہدیو مرگیا اوسکا لڑکا راجہ دیمن گدی نشین ہوا اسنے ساہو کے لڑکے شاہمیر کو وکیل سلطنت اور مدار المہام کیا اور اوسکے دونو لڑکون جمشید اور علی شیر کو پیشدستی کے کام مین مامور کیا اور شاہمیر کے دو اور لڑکے تھے ایک اشترا نک دوسرا سہندال یہ دونو بڑے دھوکے کے شخص تھے جب شاہمیر اور اوسکے لڑکون نے ہر طرح کا اعتبار پایا غلبہ کرکے سپاہ اور رعایا کو متفق کرلیا اور بدون کسی تقریب کے راجہ سے رنجیدہ ہوئے راجہ نے ممانعت کردی کہ اب میرے مکان مین نہ آیا پاوین شاہمیر اور اوسکے لڑکون نے تسلط کے زور سے تمام کشمیر کے پرگنہ اپنے قبضہ مین کرلیے اور اکثر راجہ کے نوکرون کو بھی متفق کرلیا اور روز بروز انکی طاقت بڑھتی اور راجہ کی حشمت گھٹتی گئی سرانجام کار راجہ دیمن ۷۴۶ سنہ ہجری مین فوت ہوا اوسکی رانی کوکنا دیوی نے قایم مقام ہوکر چاہا کہ بالاستقلال حکومت کرے شاہمیر کو پیغام دیا کہ میرے لڑکے چندرنام کو حاکم بنالے مگر شاہمیر نے قبول نکیا رانی نے اوسکی سرگردانی سے منغص ہوکر لشکر کشی کی خدا کی مرضی تو یہ تھی کہ ہندؤن کے راج مین خلل ہو اور مسلمانون کے قدم آوین قضا کار رانی کوکنا دیوی نے شکست پائی اور شاہمیر کے آدمیون کے ہاتھ مین اسیر ہوئی اور بضرورت مسلمان ہوکر اوسکے عقد مین آئی شاہمیر نے مظفر ہوکر اپنا سکہ اور خطبہ جاری کیا اور سلطان شمس الدین اسکا خطاب معروف ہوا ابتدا اے ۷۴۷ سنہ سے اس خطہ مین مسلمانی نے رنگ جمایا اسکی سلطنت تین برس چند مہینے رہی

بعد ازان اسکا بیٹا سلطان حسین ۳ برس دو مہینے اور سلطان شہاب الدین عرف میراشا نگ بن شمس الدین ۸ برس
اور سلطان قطب الدین عرف ہندال بن سلطان شمس الدین ۱ برس ۵ مہینے حکمران رہے بعد ازان سلطان سکندر
بت شکن عرف شیر شکار بن قطب الدین ۱۳ ہجری مین فرمان روا ہوا بت توڑنے اور بتخانہ کے گرانے مین
بڑا شغل رکھتا تھا ایک مرتبہ مہابلیو کے مندر کو جو کشمیر کے نزدیک تھا گرادیا اوسمین سے ایک تختہ نکلا جسپر خط
ہندی سے یہ لکھا ہوا تھا کہ ایک ہزار ایک برس کے بعد سکندر نامے اس بتخانہ کو گرادیگا جب بادشاہ نے
یہ مضمون سنا بڑا افسوس کرکے کہا کہ ہیہات اگر یہ تختہ دروازے پر نصب ہوتا ہر گز بتخانہ نگراتا اور محرر کا
قول جھوٹا کرتا القصہ یہ شخص بڑا متعصب تھا۔ اکثر برہمنون کو بتخانے ڈھاکر زبردستی سے مسلمان
کردیا بت شکنی کے سبب اسکا نام سکندر بت شکن مشہور ہوا جسوقت صاحبقران امیر تیمور گورکان ہندوستان
مین آیا اسکے واسطے ایک ہاتھی بھیجا تھا اسنے اپنی عزت سمجھی اور اطاعت کی راہ سے نذر ارسال کی ۲۲ برس
۳ مہینے کامران رہا بعد ازان سلطان علیشاہ عرف مرزا خان بن سلطان سکندر بت شکن بعد باپ کے
مسند نشین ہوا اور اپنے بھائی شاہین خان کو مدار علیہ کرکے منصب وزارت پر سرفرازی بخشی چند دنون کے
بعد شاہین خان کو ولیعہد کرکے کشمیر مین چھوڑا اور خود اپنے سسر راجہ جمون پر لشکر لیکر چڑھا جب رواینہ ہوچکا
بعض بعض کے ورغلانے سے نہایت پچھتایا کہ ناحق بھائی کو ولیعہد کیا پس لوٹ آیا اور راجہ اجوری کی
مدد سے کشمیر پر متصرف ہوا اور اوسکا بھائی شاہین خان کشمیر سے سیالکوٹ پہونچا اوسوقت مین جسرتھ کھوکھر
صاحبقران کے خوف سے مقرر ہوکر پنجاب مین آیا تھا ایک مرتبہ جب علیشاہ ٹھٹھہ فتح کرکے کشمیر لوٹا جاتا تھا
جسرتھ راہ روک کر لڑا اور اوسے قید کرکے مال و اسباب بیشمار حاصل کیا تھا۔ الغرض شاہین خان سیالکوٹ
مین پہونچکر جسرتھ سے ملوث ہوگیا اور باتفاق علیشاہ پر چڑھائی کی علیشاہ بھی بڑا انبوہ ساتھ لیکر آمادۂ رزم
ہوا طرفین سے بڑا کشت وخون ہوا آخر کو علیشاہ نے شکست پائی اور روبفرار ہوا ۶ برس چند مہینے حکومت
کرکے گذرا سلطان زین العابدین عرف شاہین خان مظفر اور منصور ہوکر مسند آرا ہوا اپنے بھائی محمد خان
کو وزیر بنایا اس شخص نے اپنے عدل و انصاف سے سپاہ و رعیت کو دلشاد کیا اور اپنا خیرخواہ بنالیا برہمن جو
جو اوسکے باپ سکندر شاہ کے عہد مین بھاگ گئے تھے اسکے عمل مین نئے سر سے آکر آباد ہوئے بادشاہ نے برہمنون کو
حکم دیا کہ اپنے رسم و رواج کو بخوبی ادا کیا کرین اور جو برہمن لوگ کہ سکندر شاہ کی زبردستی سے مسلمان ہوگئے
تھے اپنے مذہب مین رجوع ہوئے الغرض ۳۱ برس کے بعد مرگ طبعی مین جہان سے گذرا بعدہ سلطان حیدر
حاجی خان بن زین العابدین چار برس دو مہینے اور سلطان حسین بن سلطان حیدر دو برس چند مہینے حکم
رہے جب سلطان محمد شاہ بن سلطان حسین باپ کے بعد مسند آرا ہوا بعد چندے بعضے امرا نے سر اٹھایا

جمون کے راجہ سے متفق ہوکر سلطان کے وزیر کو قتل کرڈالا یہ راجہ سلطان بہلول کے نایب تاتارخان کے خوف سے اگر پنجاب سے کشمیر چلا گیا تھا القصہ بادشاہ نے تاتارخان سے کمک طلب کرکے مخالفون کی گوشمالی کی — جب اسکی حکومت کو دس برس سات مہینے گذرے سلطان فتح شاہ بن آدم خان بن زین العابدین نے تاتارخان سے مدد لیکر محمد شاہ سے لڑائی کی اور فتح پاکر کشمیر کو اپنے تصرف مین لایا اور اپنے نام کا سکہ وخطبہ مروج کیا اور سلطان محمد شاہ ہزیمت پاکر ہندوستان آیا اور نو برس کے بعد محمد شاہ نے پھر کشمیر پہونچکر نئے سر سے فتح شاہ پر فتح حاصل کی فتح شاہ نے بھی شکست کھاکر ہندوستان کی راہ لی اور بارہ برس کے بعد دوبارہ کشمیر جاکر محمد شاہ پر فتح پائی تین برس ایک مہینا گذرا تھا کہ سلطان محمد شاہ نے پھر لشکر جمع کرکے کشمیر فتح کیا اور سلطان فتح شاہ لاہور مین آکر مرگیا ۹۳۸ھ ہجری مین سلطان بہلول لودہی نے رحلت کی اور سلطان سکندر اوسکا لڑکا تاج وتخت کا مالک ہوا سلطان فتح شاہ کے نوکرون نے فتح شاہ کے لڑکے سکندر خان کو کشمیر مین لاکر سلطنت کے مدعی ہوئے آخرالامر اوسنے شکست پاکر باہر کی راہ لی بعد ازان ۹۳۳ھ ہجری مین ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ سے مدد لیکر پھر کشمیر جا پہونچا اور تھوڑے زمانہ مین قید ہوا سلطان محمد شاہ نے اوسکے آنکھون مین سلائی پھروا کر قید مین رکھا محمد شاہ کے حکومت اول مرتبہ دس برس ۷ مہینے اور دوسری بار ۱۲ برس ایک مہینہ اور تیسرے مرتبہ ۱۱ مہینے ۲۲ روز کل چونتیس برس ۷ مہینے رہی اور سلطان فتح شاہ کی حکومت اول دفعہ نو برس اور دوسرے مرتبہ ۳ برس ایک مہینے کل بارہ برس ایک مہینے رہی اور دونو کی حکومت ملاکر ۴۶ برس ۷ مہینے رہی — پس ازان سلطان ابراہیم خان بن سلطان محمد شاہ وارث ہوا تھوڑے عرصہ مین ابدال باکری جو وہان کے بزرگ امیرون مین تھا سلطان ابراہیم خان سے آزردہ ہوکر ہندوستان مین بابر شاہ کے پاس آکر ظاہر کیا کہ تسخیر کشمیر بہت آسانی سے ہوسکتی ہے آخرالامر بابر بادشاہ نے بموجب اوسکی درخواست کے کمک ساتھ کردی وہ مدد لیکر جب کشمیر کے نزدیک آیا بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ بادشاہی شان وشوکت اسقدر ہے کہ سلطان ابراہیم لودہی ہندوستان کے بادشاہ کو مع سو ہزار سوار کے خاک مین ملادیا پس تیری کیا حقیقت ہے بہتر کہ اطاعت شاہی اختیار کرادسنے کچھ اس پند ونصیحت کو خیال نکیا لڑائی ہوئی اور سلطان کا معرکہ مین آتے ہی کام تمام ہوا ابدال باکری نے فتح پاکر اوسکے بھائی نازک شاہ کو مسند حکومت پر بٹھایا سلطان ابراہیم کی حکومت آٹھ برس پانچ وزر رہی سلطان نازک شاہ باتفاق ابدال باکری کے حکومت کرنے لگا جب بابر شاہ نے اس جہان گذران سے رحلت فرمائی ہمایون بادشاہ نے تاج وتخت کی رونق بڑھائی کامران مرزا ہمایون کے بھائی نے پنجاب سے میوہ پر چڑھائی کی اس لڑائی مین اکثر کشمیری زیر تیغ ہوئے اور کامران مرزا کے لشکریون نے خوب ہی کشمیریون کے مال واسباب لوٹے اور لوٹ گئے ۹۳۹ھ ہجری مین سلطان ابوسعید والی کاشغر نے اپنے لڑکے سکندر زمان کو

مع حیدر مرزا کاشغری کے بارہ ہزار سوار جرار ہمراہ کرکے کشمیر پر روانہ کیا تین مہینے کشمیر اور اوسکے گرد نواح
مین خوب لوٹ مچائی پرانین عمارتین کھود ڈالین اوس ولایت مین بڑا ہرج مرج واقع ہوا اکثر ہندی نوع
جان سے ہاتھہ دھوکر کنارے لگے عاقبت الامر سکندر خان نے صلح کی بعد چندی سلطان نازک شاہ کی
زندگی کا دن تمام ہوا ۱۲ برس بادشاہی کی - بعد ازان اسکا لڑکا سلطان شمس الدین حاکم ہوا اسکی
حکومت کی تعداد معلوم نہین ہوئی اسکا لڑکا نازک شاہ چھہ مہینے حاکم رہا میرزا حیدر کاشغری بابر بادشاہ
کا خالوزاد کاشغر سے ہمایون بادشاہ کی ملازمت کو آگرہ پھونچا تھا جب کہ ہمایون نے شیر شاہ سے
شکست کھائی اور لاہور مین آیا حیدر مرزا نے ابدال ساکری اور حاجی چک اور رگی چک وغیرہ امرائے
کشمیریون کے اغوا سے ہمایون کی خدمت سے مرخص ہوکر سنہ ۹۴۸ ہجری کو کشمیر آیا اور کشمیر کو تسخیر کیا اولاً
کشمیریون کی صلاح سے سکہ و خطبہ نازک شاہ کے نام کا بحال رکھا بعد ازان جب کہ ہمایون نے عراق سے
لوٹ کر قندھار اور کابل کو فتح کیا - حیدر مرزا نے اپنے اخلاص سے جو ہمایون کے ساتھہ رکھتا تھا اوسکے
نام کا سکہ و خطبہ کشمیر مین مروج فرمایا ایک مرتبہ شیر شاہ نے اپنا لشکر کشمیر کو بھیجا تھا مگر بعد لڑائی کے
لشکر حیدر مرزا سے شکست کھاکر واپس گیا چونکہ مرزا حیدر اوس ولایت مین غالب ہوکر باستقلال
حکومت کرتا تھا کسی کشمیری کو خاطر مین نہ لاتا تھا بعضے اہل کشمیر نے کہ بد اندیشی مکر و فریب کا خمیر ہی براہ مکر
و دغابازی کے ظاہر مین دوستی کرکے مرزا کے لشکر کو تبت اور بگلی اور راجور کی طرف روانہ کرادیا اور باہم متفق
ہوکر مرزا پر شب خون کیا اوس مار دھاڑ مین تیر کی ضرب سے مرزا کا پیمانۂ حیات چھلکا کل دو برس تاج و تخت
کی آرایش مین مصروف رہا بعد ازین سلطان نازک شاہ نے دوبارہ تخت پر قدم رکھا اور تھوڑے
عرصہ مین عوارض بدنی نے عیش کرنے کی مہلت ندی دو مہینے مین کام تمام ہوا پھر سلطان ابراہیم شاہ بن
محمد شاہ نازک شاہ کا بھائی پانچ مہینے تخت نشین رہا پھر اسکا بھائی سلطان اسمعیل نے سنہ ۹۵۹ ہجری
مین تاج شاہی زیب سر کیا لیکن غازی خان چک کا غلبہ تھا فقط نام کے واسطے دو برس بادشاہت کی
اسکے بعد اسکا لڑکا سلطان حبیب شاہ باپ کی ریاست کا مالک ہوا مگر غازی خان چک جسکا غلبہ تھا اسکو گوشۂ صبر مین
بٹھلاکر خود خلافت کرنے لگا حبیب شاہ بھی جھونٹھہ سہی کے واسطے دو برس چند مہینے تاجور رہا بعدہ سلطان
غازی شاہ عرف غازی خان چک سنہ ۹۶۴ ہجری مین سکہ اور خطبہ کا مالک ہوا اور چار برس چند مہینے
اپنا ڈنکا بجا گیا جب غازی خان جذام کے عارضہ مین گلنے لگا اسکے بھائی سلطان حسین نے غالب ہوکر
تخت و تاج چھین لیا اور اوسکے لڑکون کی آنکھین پھوڑوا ڈالین اور غازی خان اس نے درد سے جو اوسکو
آزار بدنی کا ضمیمہ ہوا جینے سے عاری ہوا آخر قالب تہی کرگیا سلطان حسین نے اپنے لڑکے کو مع تحفجات اور ہدایا

اکبر کے حضور مین روانہ کیا اور مولانا کمال الدین جو اوس زمانہ مین فاضل اور درویش مشہور تھا اسی کے عہد مین سیر
نکلکر سیالکوٹ مین پڑھنے پڑھانے لگا۔ سلطان حسین خان کی حکومت دس برس چند مہینے رہی۔ بعد ازان
سلطان حسین کا بھائی سلطان علی شاہ اوس ولایت کا مرزبان ہوا اور چند دنون کے بعد اکبر شاہ کے نام
سکہ اور خطبہ جاری کیا اور از دیاد اتحاد کی امید پر اپنے لڑکے کو مع تحفجات کے شاہزادہ سلیم کے واسطے بھیجا
اور بعد چند عرصہ کے چوگان بازی مین زندگانی کا گیند عدم کے گڈھے مین غلطان ہوا نوبرس کی نابالغی
شش جہت مین چھوڑ گیا پھر اسکا فرزند سلطان یوسف شاہ باپ کی میراث پر قابض ہوا تھوڑے زمانہ مین
سید مبارک خان جو اوس ولایت کے امیرون مین تھا غالب ہوکر مسند نشین ہوا اور یوسف شاہ نے
اوسکے روبرو سے فرار کرکے جمون کی راہ سے میرزا یوسف خان حاکم پنجاب کے پاس آیا اور مرزا اور راجہ بانسنگھ
دونو باتفاق فتح پور سگری مین آکر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوے اور ۹۸۰ھ ہجری مین مرزا یوسف خان
اور راجہ بانسنگھ اوسکی کمک کو مقرر ہوئے اور اوسنے ان لوگون کے ساتھ کشمیر پہونچکر تھوڑی لڑائی
مین فتح کرلیا اور بالاستقلال حکومت پاکر امراے بادشاہی کو رخصت کردیا ۹۸۹ھ ہجری مین اکبر بادشاہ
نے جب کابل سے لوٹنا تھا مقام جلال آباد سے ایک فرمان یوسف شاہ کے نام ایلچی کے ہاتھ صادر فرمایا
اوسنے فرمان بھیجنے کا استقبال کرکے اپنے لڑکے حیدر خان عرف یعقوب کو مع تحفجات کے روانۂ دربار کیا
وہ ایک سال تک حضور مین رہکر بدون رخصت کشمیر کو بھاگ گیا جب بادشاہ کو معلوم ہوا مرزا شاہرخ
اور شاہ قلیخان محرم اور راجہ بھگونت داس جسطرح کہ اوپر ذکر ہوچکا ہے تسخیر کشمیر پر مرخص ہوئے
اور یوسف خان عاجز ہوکر امراے بادشاہی کے ہمراہ حضور لاہور مین حاضر ہوا ۹۹۳ھ ہجری مین ولایت کشمیر
ملک محروسۂ اکبری مین داخل ہوئی یوسف خان کی حکومت آٹھ برس رہی۔ جب یوسف خان حضور
مین آیا اوسکا لڑکا یعقوب جیسا کہ چاہیے اطاعت اور فرمان برداری نہین کرتا تھا اسلیے اوسکی تادیب کو
قاسم خان مع دیگر امراے متعین ہوکر کابل کی راہ سے چلا اوس نواح مین ایک تالاب ہے کہ جسوقت اوسمین
کرنا یا نقارہ کی آواز ہو برف و باران شروع ہوجاے جسوقت وہان پر لشکر اور ترا اور نقارہ کی آواز
بلند ہوئی برف اور باران اور پتھر نہایت کثرت سے برسے اور جاڑے کی شدت سے بڑی تکلیف لشکر کو پہونچی
اکثر جاندار ضائع ہوگئے اس ناگہانی واقعہ سے کشمیری لوگ جو اول سے آمادۂ پیکار تھے غالب ہوے اور
لشکر بادشاہی مین تفرقہ ہوا اوسوقت قاسم خان نے اپنے ہوش سمھالکر آگے راہ لی یعقوب نے قاسم خان
دلیری سے دہشت کھائی گھبراکر کشتوار کو بھاگا اور شمس چک کو اپنی قید سے رہا کردیا جب یعقوب چلا گیا
کشمیریون نے شمس چک مذکور کو حاکم بناکر آمادۂ رزم ہوئے اور کوتل کے مقام پر لڑائی ہوئی اقبال بادشاہی سے

قاسم خان کامیاب ہوکر شہر سری نگر مین جو کشمیر کا دارالامارۃ ہی آیا اور اسنے سر سے اکبر کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کیا چند روزون کے بعد کشمیری لوگ یعقوب کو کشتوار کی راہ سے لائے اور قاسم خان پر شبخون کیا بہادران لشکر نے خوب مردانگی کی کہ آخرکار مخالف بیتاب ہوکر اولے پیر لوٹ گیا دوسرے مرتبہ یعقوب نے کشمیریون کے اتفاق کئی گھاٹیون پہاڑون سے نکلکر شورش شروع کی اور شبخون کے ارادہ پر آکر اول دفعہ کے مانند محروم لوٹ گیا چون کہ یعقوب کے دلمین خوف سما گیا اور اوس سے کوئی برآمد کار نہوا اکثر امرائے کشمیر نے آنکر قاسم خان کی ملاقات کی اور قاسم خان نے اونکی دلجوئی کرکے دربار شاہی کو روانہ کیا وہان پہونچکر بادشاہانہ عنایت سے سرفراز ہوئے یعقوب نے چندبار شمس چک سے متفق ہوکر شورش کی قاسم خان نے زامدن کے جھگڑے بکھیڑے سے عاجز ہوکر دربار عالیہ اکبریہ سے مدد کی درخواست کی اوسوقت حکم ہوا کہ مرزا یوسف خان کشمیر کی ایالت پر جاوے اور جب یوسف خان وہانکے بندوبست سے دلجمعی کرلیوے اور رخصت دے قاسم خان حاضر حضور ہو حسب الحکم مرزا یوسف خان بہت جلد کشمیر پہونچا اور شجاعت جبلی سے وہانکا بندوبست قرار واقعی کرلیا آخر کو شمس چک نادم ہوکر مرزا کی خدمت مین حاضر ہوا اور مرزا نے اوسکی تسلی کرکے درگاہ والا کو روانہ کیا اور اوس ولایت سے رفع شورش ہوئی اور قاسم خان مرزا کے رخصت دینے پر حاضر حضور ہوا اور کابل کی صوبہ داری پر سرفراز کیا گیا اور جسطرح کہ لکھا گیا آخرکار کو محمد زمان کے ہاتھ سے مرزا یوسف خان مقام کشمیر مین قتل ہوا

اکبر بادشاہ کا کشمیر کی سیر کو جانا

جلوس کے چوبیسوین سال اکبر بادشاہ کشمیر کی سیر کو متوجہ ہوا کشمیر کی راہ نہایت دشوار گذار ہی پہاڑون کی بلندی اور گھاٹیون کی پستی عجب طرحکا اونچا نیچا دکھلاتی ہی جنگل کا انبوہ درختون کا جھنڈ نہایت ہی اثنائے راہ مین رتن پنچال اور پیری پل دو پہاڑ ہین انکی بلندی آسمان سے برابری کرتی ہی بلکہ اوج آسمان سے گذرتی ہی جسپر چڑھکر عالم بالا کی سیر کیجیے فرشتون کی گفتگو کانون سے سُن لیجیے الغرض بموجب حکم والا کے کئی ہزار سنگتراش فرہاد منسب پتھرون کی برمدین بیدبیضا کی کرامات دکھلاتے تھے آخرکار جس راہ پر چلنے سے مسافر دہم کا دم بند ہوتا تھا جگہ کی تنگی سے بآسانی نہین نکل سکتے تھے اوسے ایسا راستہ کیا کہ لشکر ظفر پیکر بڑی فراغت سے قطع منازل کرگیا لاہور سے کشمیر تک ستانوے کوس ناپ مین آیا الغرض منزلین طے کرتا ہوا اکبر بادشاہ کشمیر مین فروکش ہوا اور یہان کی سیر وگلگشت سے نہایت خوش ہوا فی الحقیقت کشمیر تعریف اور توصیف سے مستغنی ہی ہر طرح کے اوصاف سے معمور ہی اگر عیب ہی تو کشمیر کے رہنے والون مین ہی

ابیات چہ کشمیر انتخاب ہفت کشور قسم خوردہ بخاکش آب کوثر تو چہ کشمیر آب ورنگ باغ وبستان تو اسکا ہر نہالش صد گلستان بشہر کے درمیان مین دریاے بہٹ جاری ہی طرفہ آبداری ہی ہر زمین کثرت سبزہ سے

سیراب ہی تر و تازگی مین انتخاب ہر دریا کے کنارے عمارات دلکشا کی تعمیرات ہین دل مین مزارع کے عجب کیفیت ہی۔ جسکی دید سے دماغ تر و تازہ ہو جاے غرضکہ بہمہ وجوہ یہ خطہ عیبون سے پاک ہی لیکن کشمیری زبونی سے زندگانی بسر کرتے ہین سب سے جدا خورش انکی لاشاک ہی خشکہ نرم نے نمک ہی گرم چاول کھانا رسم نہین رات کے پکاے چاول صبح کو کھاتے ہین پوشش پشمینہ پوستین کی ہی یعنی پوٹو جو کہ دھویا ہوا ہو لاہے کے مکان سے لاتے ہین اور اوسکو دوخت کرکے پہنتے ہین اور پھٹ جانے تک نہین دھولاتے ۵ نفاق فطری شان ہمچو نیش یا کژدم نزاع خلق شان ہمچو زہر لازم ماہ القصہ اکبر کشمیر کی سیر سے نہایت خوش ہوا رمضان المبارک کی عید وہین پر ہوئی اور اوسی روز مرزا یوسف خان حاکم کی شفاعت سے یعقوب خان کا قصور معاف ہوا اور اپنا جوتا عنایت فرمایا اوسنے اپنا شرف سمجھکر اوس کفش کو سر پر باندھا اور حضور مین پہونچکر مورد عنایت ہوا بعد سیر و گلگشت کے اکبر نے پکلی اور دہنور کی راہ سے جو نہایت سخت گذار تھی مع خدم و حشم کی مراجعت فرمائی حسن ابدال مین خیمہ گاہ ہوا اوس روز امیر فتح اللہ شیرازی اور بعد ازان حکیم ابوالفتح گیلانی جو کہ بادشاہ کے مقرب تھے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما ہوئے اور حسن ابدال مین نزول ہوئے اوسی مقام پر چند گاہ رایات سلطانی رونق بخش رہے اور اوسی جا مین مین باغ دلکشا کی طرح ڈالی گئی بعد ازان کوچ فرمایا۔ کابل مین آکر خیمہ گاہ ہوا وہانکے قاسم خان صوبہ دار کو جو اوسوقت مین کارندہ تھا حکم ہوا کہ جس جگہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ اور ہندال مرزا اور محمد حکیم مرزا مدفون ہین وہان پر باغ اور عمارات تعمیر ہو لاجرم بموجب شہر کے گذرگاہ کے متصل خوب موقع و محل پر عمارت مسلک اشارہ کیا کیے۔ رعایاے کابل کی پریشانی سنکر حکم ہوا کہ آٹھ برس تک آٹھوان حصہ خراج مقررہ سے معاف ہو باقی لیا جاوے اور بعد سیر و شکار کے ہندوستان کو نہضت فرمائی قضا کار مقام دہکہ مین بادشاہ گھوڑے سے گرا اور رخسارۂ مبارک پر خراش آیا چند روز تک صاحب فراش رہا بعد حصول صحت روانگی پیشتر کی ہوئی وہان سے مقام رہتاس مین پہونچکر اکبر فیل خاصہ پر جو مست تھا چڑھنے لگا ہنوز رسی کے حلقہ مین قدم مضبوط نرکھا تھا کہ ہاتھی کسی متعفنی پر اڈھکہ دوڑا حضرت زمین پر آگرے بڑی دیر تک بیہوشی طاری رہی جب ہوش آیا ظاہرا کسیقدر آسیب باطنی پہونچا تھا احتیاطًا حکما کی صلاح سے داہنے ہاتھ کی ہفت اندام فصد لیگئی۔ اور تھوڑی فرصت مین صحت حاصل ہوئی اس سانحہ کے دن سے تمام ملک مین عجب عجب طرحکی شورشین برپا ہوئین رعایا نے مالگذاری مین کوتاہی کی معاملات ملکی مین خلل واقع ہوا جب لاہور مین خیمہ پہونچے یہ شورش دفع ہوئی راستے کی نئے بندوبستی کا فور ہوئی اکبر اس ایام مین چاندنی رات کو لڑائی دیکھہ رہا تھا قضا را ہوا نے حریف کو چھوڑکر دوڑا اور اکبر کے دو نوزانو کے درمیان مین سینگ مارے جسکی ضرب سے زخم شدید پہونچا حتی کہ سختی نمود ہوئی آخر بموجب صلاح شیخ ابوالفضل اور مقرب خان معروف شیخ بھنیا کی صلاح سے جراح

معالجہ ہوا اور ایک مہینے سات روز کے بعد صحت ہوئی شیخ ابو الفضل اور مقرب خان اوسی بانہ کی خدمتوں کو عوض

راجہ ٹوڈرمل کی رحلت کا بیان

جسونت بادشاہ نے کشمیر سے نہضت فرمائی تھی راجہ ٹوڈرمل رخصت لیکر لاہور مین رہگیا تھا آخر مدنی عارضون مین اس جہان گذران سے اوٹھہ گیا۔ اور کابل سے کوچ کے وقت راستے مین اوسکے وفات کی خبر گوش گذار ملازمان شاہی ہوئی چونکہ راجہ موصوف مزاج شناس اور وزیر اعظم اور سپہ سالار تھا بادشاہ کو اوسکی وفات سے بہت تاسف ہوا۔ ٹوڈرمل کی صغر سنی مین باپ مرگیا تھا اور مان بیوہ بڑے افلاس اور تہیدستی مین پرورش کرتی رہی قسمت مین تو کاتب تقدیر نے ایسے مراتب تحریر فرمائے تھے تقدیر نے بادشاہی نویسندون مین نوکر کرادیا اور اپنی دانشمندی اور کارگزاری اور بخت بلندی سے روز بروز ترقیان پایا کیا جسطرح کہ صاحب تدبیر اور اہل قلم تھا کوس اور علم کا بھی مالک ہوا۔ اکثر معرکون مین مردانہ کوشش اور انسیی دلیریان کین کہ بادشاہ کے دلمین جگہ ہوئی گجرات اور بنگالہ مین سخت سخت لڑائیان لڑکر فتح مند واپس آیا رفتہ رفتہ وزارت کا مرتبہ حاصل کیا۔ جلوس کے پچیسوین سال مین وزیر اعظم ہوگیا یہ شخص نہایت متدین اور سیر چشم اور بیدار دل اور متقی اور نیک محضر تھا فکر صایب اور ہمت بلند تھی خویش و بیگانہ سے ایکہی طور پر سلوک کرتا اور دوست دشمن پر یکسان نظر ڈالتا آداب شناسی اور رازداری سلطنت مین بے نظیر فن حساب مین بے مثل تھا اسکے پیشتر بطور مبتدی دفتر مین تحریر کا ضابطہ تھا اس راجہ نے بطور اہل ایران کے سیاق نکالا جسکے بموجب ہنوز رائج ہی تمام ممالک محروسہ کے پیمایش کی جمع مقرر فرمائی صوبجات کی حدود بندی ہوئی روپیہ کے چالیس دام قرار پائے کرور دام پر ایک عامل مقرر ہوا جو کروری کے لقب سے معروف ہی اور داغ اسپ شاہی درمیان امرا اور منصبدار اور احدیون کے مقرر کیا تاکہ نوکر شاہی دوسری جگہ نوکر نہوسکے ہر سال گھوڑون کا داغ تصحیح مقرر ہوا۔ اگلے وقت سلطان علاء الدین خلجی اور اسکے بعد شیر شاہ نے داغ اسپ مقرر کیا تھا مگر رواج نہوا عہد اکبری مین جیسا کہ چاہیے مروج ہوا اور نیز بادشاہ نے اپنے نوکرون کی سات حصہ کی چوکی مقرر کی اوسکا نام ہفت چوکی رکھا اور ہر چوکی پر ایک چوکی تونیس معین ہوا کہ نوبت نوبت نگران رہین تاکہ مجال غیر حاضری کی نرہے اور ہر ہفتہ کے دنون کو ہفتہ نویس مقرر ہوئے تاکہ احکام حضور کو جداگانہ دفتر مین منضبط کرین کہ وقت پر کام آوے کہ فلانے وقت فلانی روز ایسا حکم ہوا۔ اور کئی ہزار غلام زر خرید اور غیر زر خرید کو جو کہ لڑائیون مین اسیر ہوئے تھے اس شخص نے آزاد کیا اور اونکا خطاب چیلہ مقرر کیا اسکا قول تھا کہ بندے کے خدا کو اپنا بندہ کہنا روا نہین راجہ ٹوڈرمل کے بعد وفات عبد الرحیم خان خانخانا اس منصب و کمالات پر سرفراز ہوا اور بمقتضائے فراست اور کاردانی کے موجب تحسین و آفرین ہوا

دوسری مرتبہ سیر کشمیر کو تشریف لیجانا

جلوس کے سینتیسوین سال دوبارہ بادشاہ اکبر نے گلگشت کشمیر کا گلگون صہبائے گرم جولان کیا عین برسات مین ناگہان لاہور سے نہضت فرمائی دریاے راوی کے پار ہوتے ہوئے بادشاہ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا فرمایا کہ

کس کنجہ کے حق مین سرزد ہوا ہی ؎ کلاہ خسروی وتاج شاہی بہر کل کی رسد حاشا وکلا اتفضارا اسی روز یادگار مرزا نبی عم مرزا یوسف خان کا کشمیر مین مصدر فساد ہوا تھا حضور مین اسکی اصلا خبر بھی نہ تھی سبب اس فساد کا یہ ہوا کہ قاضی نور اللہ کو کشمیر کی جمع تشخیص کرنے کو حضور سے بھیجا تھا جب کشمیریون نے جانا کہ تعلف ظاہر ہوتا ہی اور جمع زیادہ ہوئی جاتی ہی بیس خلل اندازی کے ارادہ سے یادگار کو جسے مرزا یوسف خان نے بردفت مراجعت کے نیابت پر چھوڑا تھا بھڑکایا اوسکے کانون مین بھر دیا کہ کشمیر کے راستے ایسے صاف نہین کہ فوج بادشاہی جلدی سے راہ پاجائے یہ گمراہ ان کج نہادون کی رہنمائی سے راہ سلامت فراموش ہوکر بیراہہ ہوگیا سکہ وخطبہ اپنے نام کا پڑھایا۔ جسوقت لشکر اکبری دریاے چناب پر پہونچا اس شورش کی خبر حضور مین پہونچی بادشاہ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا ؎ دلدار ما رسید بسامان آشنائی ۔ اے دل الزمان بکش آمد چو ستارۂ یمانی چون کہ یادگار بازاری رنڈی کا لڑکا تھا فرمایا کہ یہ لوی بچہ بمجرد طلوع سہیل کے مارا جائیگا اندنون مین مرزا یوسف خان حضور مین تھا احتیاطًا شیخ ابو الفضل کے قید مین سپرد ہوا بعد چند روز کے تقصیری پاکر رہائی ہوئی شیخ ابو الفضل نے اندنون مین دیوان حافظ کی جو فال اوٹھائی یہ شعر برآمد ہوا ؎ آن شد کہ بجز نکوئی از تو نشنیدند ۔ آن کرد کہ بجز ستم نیامد از تو

فشانمش چو زر سیم در قدم ۔ حیرت کا مقام یہ ہی کہ جب یادگار نے اپنے نام کا خطبہ پڑھا یا تب لرزش دکھلائی مہر کن اوسکی انگوٹھی بناتے مین اندھا ہوا خیر جب یادگار نے بغاوت کی لشکر راستہ کرکے کوہ کرتل کے مقام مین نوکران شاہی کے مقابلہ مین آیا۔ اور ذری سے آویزش مین آوارہ ہوا حقیقت یون ہی کہ پیر پور مین مرزا یوسف خان کے آدمی کسی ضرورت سے اوسکے رفیق ہوگئے تھے آدھی رات کو جاکر پاکر دہ ڈراکھے وہان سے نکل بھاگا آخر کار تقدیر کے پھندے سے نہ بچا پھنس گیا سر تن سے جدا ہوا یہ سزا کا مزہ یا مقام کیسر مین اوسکا سر حضور اکبری مین پہونچایا جیسا کہ پیشتر بادشاہ نے فرمایا تھا کہ سہیل نکلتے وقت سر کٹے گا ویسا ہی ہوا کشمیریون نے رفاقت کی سزا پائی اور اوس ملک کی شورش دفع ہوئی الغرض قطع منازل کرتے ہوئے شہنشاہ اکبر کشمیر آباد زعفران زار وذخیرہ اماکن پر بہار کی گلگشت ہوئی دریاے ڈل مین چراغون کی سیر کشتی کی سواری مین ملاحظہ ہوئی بعدہ ہندوستان کو مراجعت فرمائی اور شاہزادہ کو بموجب فرمایش کے کشمیر کی ایالت پر بستور سابق مرزا یوسف خان کے نام بحال کی گئی اور صوبہ کشمیر کی ایک لاکھ روپیہ مقرر ہوئی

تیسری مرتبہ تسخیر کشمیر کی خبر نمیت ؛

الیسوین سال کشمیر کی نہضت ہوئی غویون مین سے ایک شخص نے کشمیر مین ظاہر ہوکر اپنا نام عمر شیخ مرزا اولد سلیمان مرزا قرار دیکر شورش اوٹھائی تھی محمد قلی کی آدمیون نے اوسکو گرفتار کرکے منزل آباد مین حضور مین پہونچایا اور اوسنے دین

اوسنے وہین پر اپنے مکانات پائے دریاے چناب اوترنے کے بعد رعایاے توابع سیالکوٹ نے محمد بیگ کردی کے بدعتون سے فریاد خواہی کی آخر کو واسطے عبرت دیگر عمال کے اوسکو پھانسی ہوئی جب وہان سے کوچ ہوا اور خطۂ کشمیر مین نزول ہوا تمام ایام قیام عیش و آرام مین بسر ہوئے دریاے ڈل کے چراغون سے عجب کیفیت ہوئی پانی مین آگ لگادی تھی دو ہزار کشتیان پانی پر خانہاے رنگا رنگ بہتی تھین آخر آغاز زمستان مین نہضت فرما ہوکر لاہور مین مقام ہوا۔

ولایت اوڈیسہ مین فتحیابی کا بیان

یہ ولایت قتلو کے تصرف مین تھی جب یہ مرا پٹھانون نے باہم کر مشورہ کرکے اوسکے لڑکے عین خان کو جانشین کیا اوسکی اطاعت کرنے لگے اب بموجب حکم راجہ مانسنگھ اوس ولایت کی فتح کو رخصت ہوا پٹھانون نے چند مرتبہ جنگ و جدل کی آخر کار عاجز ہوکر بعد مرنے قتلو اور اوسکے لڑکے کی گدی نشینی کے راجہ مانسنگھ سے صلح ہوئی اکبری خطبہ و سکہ کا رواج ہوا جگناتھ ممالک محروسہ مین داخل ہوا ڈیڑھ سو ہاتھی مع دیگر نفائس اوسی دیار کے راجہ مانسنگھ کے حوالہ کیے کہ درگاہ اکبری کو روانہ ہوے سینتیسوین سال جلوس مطابق ششصد ہجری کو ملک اوڈیسہ جو دریاے شور پر واقع ہے تمام و اخلی ممالک محروسہ ہوا

تسخیر قندھار

عرض کیا گیا کہ مظفر حسین مرزا اور رستم مرزا ولد بہرام مرزا برادر شاہ طہماسپ جو قندھار مین مقیم تھا اور حوادثات سن سنکر جو عہد سلطان محمد پدر شاہ عباس اول اول مین واقع ہوئے اور ازبکون کی طرف سے بھی مطمئن نہتا سلطنت کی مبسط بیچہائی اور جب شاہ عباس کا تسلط ہوا گھبرائے کہ کیا کرنا چاہیے۔ اکبر نے یہ خبر پاتے ہی خوشیان منائین مرزا خانخانان کو مع لشکر یکران قندھار کے فتح کرنے کو روانہ کیا حکم ہوا کہ بلوچستان کے راستہ سے جاوے اور اگر سردار بلوچ اطاعت ظاہر کرے اوسے بھی اپنے ہمراہ لیتا جاوے درصورت سرکشی کے سزا دیوے اور اسیوقت واسطے مزید دلجوئی کے حضور والا خانخانان کے خیمہ گاہ پر رونق افروز ہوکر نصایح فرمائے الغرض خانخانان قطع مسافت کرتا ہوا ملتان اور بھکر اپنی جاگیر مین پہونچا اور چند روز واسطے فراہم کرنے سامان جنگ کے بھکر مین مقیم رہا اسی عرصہ مین رستم مرزا نے قندھار مین مظفر حسین مرزا سے شکست کھاکر پیز یکالے اور درگاہ اکبری مین نیازمندی ظاہر کی فرمان اکبری بھی اثنای راہ مین امرا کے نام صادر ہوے کہ اوسکی مہمانی اور خاطرداری مین کوتاہی نکرین اوسکے بموجب امرا نے تعمیل کی جب مرزا لاہور سے ایک منزل مین آیا اکبر بادشاہ بھی وہان تھا حسب الحکم امرا نے استقبال کرکے مرزا کو حضور مین پہونچایا اکبر نے بعزت تمام ملاقات کی مرزا مع چار لڑکون کے مشرف خدمت ہوکر منصب پنج ہزاری پر زیر بار منت نوکری ہوا ولایت ملتان اور بلوچستان اوسکی جاگیر مین مقرر ہوئی ابو سعید مرزا برادر رستم مرزا کے بعد بہرام مرزا اور مظفر حسین مرزا اور انکے بعد مظفر حسین مرزا بھی پہونچا اور ہر ایک حسب لیاقت کامیاب ہوا اور اس تاریخ سے قندھار ملک محروسہ مین داخل ہوا اور خان دوران عرف شاہ بیگ خان

جسے صوبہ کابل کی ایالت تھی قندھار کی صوبہ داری پر مقرر ہوا

ولایت ٹھٹہ کا فتح ہونا مرزا جانی بیگ کا آنا

جسوقت خانخانان نے قندھار کی تسخیر کو اجازت پائی ملتان کی نواحی مین پہونچا ہوگا کہ فرمان والا اس مضمون سے صادر ہوا کہ اول ولایت ٹھٹہ فتح کرنا بہتر ہی بعدہ قندھار فتح کرنا چاہیے خانخانان بموجب حکم روانہ ٹھٹہ ہوا اول بہیم مرزا بن جیلمیر اور دلیپ ولد رای سنگہ بیکانیر والا رفیق ہوکر خدمت کو کمر ہمت باندھی ہٹھوان کو فتح کرتے ہوئے آگے کو چلے میرزا جانی بیگ والی ٹھٹہ بھی بڑے جماو سے چلا اور نصیر پور مین جسکے ایک طرف دریاے سندہ اور دوسری طرف رودخانہ رکھتا ہی قلعہ گلین یعنی گڑھی بنا کر متحصن ہوا اور خانخانان نے پہونچتے ہی محاصرہ کیا مدت دراز گذر گئی غلہ کی نایابی سے لشکر شاہی عاجز ہوا آخر کو عرضی مشعر کیفیت روانہ درگاہ کی حضور سے بموجب حکم کے غلہ کی کشتیان لاہور سے ملتان کو لشکر درماندہ مین پہونچائین گئین اور رای سنگہ بیکانیری مع دیگر امرا کے مدد کو مقرر ہوئے خانخانان غلہ کے پہونچتے ہی [illegible] ٹھٹہ اور اسکے اطراف پر لشکر تعینات کرکے خود قصبۂ جام مین قیام پذیر ہوا روزانہ لڑائی ہوا کرتی تھی راجہ ٹوڈرمل کا لڑکا مسمے دمارو تہور اور مردانگی مین نے مثل تھا اس لڑائی مین بڑے بڑے تردد ات کرکے زخم نیزہ کھاکر جانفشانی کی اور شجاعت کی آن ہمراہ لیگیا بہت سی لڑائی کے بعد مرزا جانی بیگ شکست کھاکر بھاگا خانخانان نے قلعہ کو منہدم کردیا وسی ہنگامہ مین ہنگامۂ وباگرم گرا ہوا۔ کہتے ہین کہ بعض لوگون کو یہ خواب ہوا کہ فسق نیت اور اعمال سیال اور احکام حکام کی بدولت یہ بلا بہ بلا نازل ہوئی۔ جب سکہ اکبری مروج ہوا یہ بلاے ناگہانی عالم بالا کو روآ ہوگئی اس خبر کے مشہور ہونے سے خورد و بزرگ فتح اکبر کے خواہان ہوئے اور بامید گذر و نیاز پر اقرار کیا کہ بعد فتح بادشاہی کے بموجب اپنے مقدور کے ایفاے نذر کرینگے خانخانان نے مع امراے مددگار کے گرم پیکار ہوکر مرزا جانی بیگ کو جان سے عاجز کیا جب اوسے تاب مقاومت نائی اور ہمت ہاری ست نے جواب دیا صلح کی اور ولایت تتہ سمیت ان کو ممالک محروسۂ اکبری مین داخل کیا اور اپنی لڑکی خانخانان کے فرزند میرزا ایرج کو بیاہ دی بعد ازان خود حاضر ہوکر ملازمت کی اور بندگی بادشاہی اختیار کی برسات کے بعد وعدہ حاضری دربار اکبری کا کیا اور اوسی بموجب سنہ ۱۰۰۱ ہجری مین ۳۸ سال جلوس کو خانخانان کے ہمراہ دربار اکبری مین معزز حاضر ہوا غایت خسروانہ سہ ہزاری منصب اور ٹھٹہ کی جاگیر سے سرفراز کیا والا رای بندرگ جو ٹھٹہ کی طرف واقع ہے خارا مین آیا خانخانان نے اس جانفشانی کے عوض مین بڑی عزت حاصل کی باقی اس سنہ کے سوا طین گذشتہ کا حال ٹھٹھہ کے حالات مین لکھا گیا ہے جانچہ ازانجا ہی

ذکر تسخیر بھکر

قبل اسکے کہ ٹھٹہ فتح ہوا اونتیسوین سال جلوس کو محب علیخان اور مجاہدان بھکر کے فتح کرنیکو معین ہوے تھے

انھون نے دیوان جاکر محاصرہ کیا اسکے محاصرہ مین بھی قلعہ کے اندر قحط اور وبا کا ظہور ہوا اکثر محصورین مبتلا مرض ہوئے جو شخص درخت رس کا پوست جوش کرکے نوش کرتا بچ جاتا تھا آخر سلطان محمود نے عاجز ہوکر عہد و پیمان کی کہ اگر محب علیخان محاصرہ سے اوٹھے قلعہ شاہزادۂ والا گہر کے نذر کردون ہنوز جواب بھی حضور سے نہ پہونچا تھا کہ محمود کی زندگی نے جواب صاف دیدیا اور محب علیخان اور مجاہد خان نے سنہ ۹۱۸ ہجری مین بہکر کو داخل ممالک محروسہ کیا

بیان جشن نوروز اور انتظام مونا حجرات دیوان عام کی آراستگی کا امرا کے اہتمام سے

جسوقت موسم بہار نے جلوہ فروزی کی عیش و عشرت کا دروازہ مفتوح ہوا نسیم نوروزی نے علیلان الجمہ مزاج اعتدال پر متوجہ کیا یہ اشعار حسب موقع محتشی اکبرنامہ سے مین مرقوم ہوئے ؎ ہر اک شاخ شجر باغ مین برآئی ہوئے جوان چہ تازہ خوش ہوئی بلبل ہ بساط سبزہ ہوئے نشاط کی پامال ہ جو پہونچے سوتکے کا نو مین شیشہ قفل اور کلمت ذہاری نے مشام روزگار کو معطر حکم دو تحانہ خاص و عام حسین لیسو بیس ایوان ہون اور سات منزل خاص دو تحانہ کو آئینہ اور ضلعہ جھروکھون مین بیوقات کے متصدی زینت بخش ہون اور سات منزل خاص دو تحانہ کو آئینہ کرین بموجب حکم کے تھوڑی ہی مدت مین کاریردازان بارگاہ خلافت نے تمام دولتخانہ کو کافا تیار کرکے آراستہ کیا اور اس جشن مین جیسی جیسی خلعت تھی اسکا صدہا پایہ خدمتگار کی عزت و منصب علا اور خواہون کو عزز و معطلی نصیب ہوا امرا نے بموجب اپنی لیاقت اور اخلاص کے منصب اور عزت حاصل کی یہ بھی حکم ہوا کہ روز شنبہ آفتاب ہر ایک سپہر بادشاہ کی ضیافت کرے تاکہ اوسکی منزل مین خورشید سلطنت کا سایہ پڑے اور جو حوض کہ بیس گز مربع تھا زر خطیر سے بھر گیا کہ روز شنبہ آفتاب کو امرا اور فقرا وغیرہ کو حسب منصب انعام ہوا تعین اسوقت مین بارگاہ شاہی مین آگ لگی اس بارگاہ مین دس بارہ ہزار آدمی سما سکتے تھے تین روز تک اکثر عمارات جشن اور حرم سرا کی جلتی رہی اس نقصان روپیہ کا حساب نہین ہو سکتا جب یہ بارہ آتش بجھا حکم ہوا کہ از سر نو آراستگی بزم واسطے ایام شروع کے جو نہایت نزدیک تھا بارگاہ طیار ہو چنانچہ بہت جلد تکمیل ہوگئی اور تعجب کی خبر یہ ہے کہ اسی روز شاہزادہ سلطان مراد کے گھر مین بھی واقع دکھن آگ بھڑکی تھی ٭ ٭ ٭

میان تانسین اور مولانا عرفی شیرازی اور شیخ ابوالفیض فیضی کی رحلت کا بیان

میان تانسین انجمہ سراجوش اہنگ اپنے فن مین یکتا بلکہ نادرات زمانہ سے تھا جسکے مقابل اسکے پہلے اور پیچھے آج تک کوئی نہ ہوا ساتوین سال جلوس کو راجہ رام چند مرزبان باندھو نے تان سین کو تحفہ کے طور سے حضور مین بھیجا چونکہ بادشاہ علم موسیقی مین مہارت تمام رکھتا اور تان سین بھی اس فن مین برگزیدہ روزگار باہم صحبت موافق ہوئی چونتیسوین سال جلوس کو اس دائرۂ پرشور سے میان تان سین ناساز ہوکر مقام اصلی کو

شاہ کو اس لج آہنگی چرخ سے تاسف نے اندازہ ہوا چھبیسوین[۲۶] سال جلوس کو مولانا عرفی شیرازی نے
ند روز عطر آمیزی مشام اہل دانش کرکے نہانخانۂ عدم کی راہ لی پینتیس[۳۵] برس اس سہ پنجی سرائے کے
ام مین موجب یادگار ہوگیا۔ چالیسوین سال جلوس کو شیخ ابو الفیض فیضی نے بھی سیر ارم کو رخصت کی
ں شخص نے جلوس کے بارھوین سال کو دربار اکبری مین دخل پایا تھا۔ بروقت اول دربار مین پہونچنے
نقرۂ پنجرے کے باہر کھڑا کیا گیا تھا اوسوقت یہ قطعہ بدیہہ زبان پر لایا **قطعہ** پادشاہا درون پنجرہ ات
سر لطف خود مرا جادہ ز انکہ من طوطی شکر خایم ؛ جاے طوطی درون پنجرہ بہ ؛ پادشاہ کو پسند ہوا اوسی
ز قرب حاصل کیا اپنے اخلاق حمیدہ سے روز بروز ترقیان پایا کیا تینتیسوین[۳۳] برس ملک الشعرائی کا خطا
یا۔ اونتالیسوین[۳۹] برس قران کی تفسیر نے نقطہ اور زلدین اور مرکز اد دار مخزن اسرار کی بحرین تصنیف کیا
رشاہی مین مقبول ہوئین ان کتابون سے اوسکی لیاقت ظاہر ہے اسیطرح سلیمان بلقیس بوزن شیرین خسرو
ہفت کشور ہفت پیکر کی برابر اور اکبرنامہ سکندر نامہ کے مقابلہ مین بنایا چاہتا تھا مگر یہ ارادہ تمام
ا تھا کہ خود آپکا کام تمام ہوگیا ازبسکہ حسن اخلاق اسکا دامنگیر تھا اور شاہزادے بھی اوس سے استفادہ
تے تھے رحلت سے دو روز قبل شاہ اکبر مع شاہزادون کے شیخ کے دیکھنے کو گیا اور اوسنے یہ رباعی اوسوقت
ھی رباعی دیدی کہ فلک بمن چہ نیرنگی کرد ؛ مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد ؛ آن سینہ کہ
عالمی در و میگنجید ؛ تا نیم نفس برآورم تنگی کرد

برہان الملک کا حضور مین آنا اور مہم دکن مین مدد کا ملنا

فضل اپنے چچا اسمعیل نظام الملک حاکم احمد نگر سے آزردہ ہوکر قطب الدین خان عزتوی کی وساطت سے
گاہ اکبری مین حاضر ہوا اور ششصدی منصب پر سرفرازی پائی اور تھوڑی ہی مدت مین ایکہزاری منصب پر
پہنچکر محالات بنگش پر مقرر ہوا جب چند سال کے بعد حضور مین آیا تسخیر احمد نگر کے واسطے کمک کی درخواست
۔ لہذا امراے متعینۂ صوبۂ مالوہ اور راجے علیخان خاندیس کا حاکم اوسکی مدد پر مقرر ہوا اور اوسکی
د سے احمد نگر جاکر اپنے چچا پر فتحیاب ہوا اور ملک موروثی پر مستولی ہوا کمینہ تو تھا ہی حکومت کے پاتے ہی شوخی
رش فراموش کردیے اور اکبری نمک کا حق یاد نرہا بادشاہ نے فیضی کو راجے علیخان کے پاس
بھیجکر برہان کو پند و موعظت سے راہ پر لائے ہرچند راجے علیخان نے بہت سا سر دھنا مگر اوس
سر کا نشہ نہ اوترا آخر کو گرفتار ہوا اور کسی شخص کی ترغیب سے پارہ کا کشتہ کھاکر امراض صعب مین
تار ہوکر عدم کو سدھارا اوسکی بہن چاندبی بی نے امرا کے اتفاق سے اپنے بھانجے ابراہیم عادل شاہ کو جو برہان الملک کے
اتھا سردار بنایا اور سررشتۂ انتظام اپنے اختیار مین رکھا جب یہ حال دربار شاہی مین پہونچا شاہزادۂ مراد

مع لشکر کے معین ہوا شاہزادہ مراد مالوہ پہونچکر سپاہ کا سامان طیار کر پیشتر کورہ نورد ہوا اور نربدا سے اوتر کر ولایت برار کو میر مرتضی دکھنی سے چھین کر افواج قاہرہ کو احمد نگر کی طرف روانہ کیا لشکر ظفر پیکر لڑ بھڑ کر فتحمند ہوا راجے علیخان حاکم خاندیس نے شاہزادہ کی رکاب مین جانفشانی کی اور عادل شاہ حاکم بیجاپور اور قطب شاہ حاکم گول کنڈہ سے برابر جنگ وجدل ہوئین ہر بار فوج اکبری نے فیروزی پائی جب شاہزادہ نے دکن پہونچکر می کشی کا ایسا شغل بڑھایا کہ نہایت نزار ہوکر بندوبست نکر سکا شیخ ابوالفضل نے فہم دکن پر رخصت پائی اور حکم ہوا کہ شاہزادہ کو پند ونصیحت کرکے حضور مین لائے اور وہان کے امرائے متعینہ کو سرگرم خدمت کرے اور اگر اپنا رہنا کسی ضرورت سے ضرور سمجھے ٹھہر جائے شاہزادہ کو روانہ کرے شیخ موصوف حضور سے مرخص ہوکر شاہزادہ کی خدمت مین پہونچا مشیت ایزدی دیکھیے اوسی وقت شاہزادہ نے امراض مزمنہ سابقہ کی بدولت سفر آخرت اختیار کیا اس حادثہ سے جو زور شور کی شورش لشکر مین ہوگئی شیخ ابوالفضل نے دلاسا دہی اور تقریر دلپذیر سے ہر ایک کا اطمینان دلایا مسلمان لوگ شاہزادہ کی رفاقت سے نہایت خوش ہوئے تھے مگر شیخ کی برجستہ سخت انتظامی نے اونکا بھی جی چھوٹا کر دیا جب بادشاہ کو یہ خبر ناگہانی پہونچی سبب رنج ہوا انجام کو شاہزادہ دانیال نے اوسکی قایم مقامی پر رخصت پائی اور خود بھی عازم ہوا

لاہور سے دکھن کیطرف لشکر اکبر کا کوچ کرنا

جب بادشاہ نے دکھن کو کوچ فرمایا پٹیالہ کے قریب خبر آئی کہ سکان جال مین سلمانی دھیر اور سنا سیان ہندی کے باہم ہاتھا پائی ہوگئی اور مسلمانون نے غالب ہوکر اونکے بتخانہ کو منہدم کر دیا اکبر نے خلاف اپنے مذہب کے صلح کا حکم دیا یہ خبر پاکر اکثر فقرائے مسلمانون کو قید کیا اور حکم دیا کہ نئے سرے اوس کھنڈے ہوئے معبد کی ترمیم وتعمیر کرین وہان سے دریاے بیاس گذر کر گورداسپور کے مکان مین پہونچا جو نانک شاہ کی گدی رہا اور اوسکے اشعار ہندی کے مضامین سے جو توحید مذہب مین اشعار موجودون اسلام سے ترجمہ ہوئے ہین نہایت نہایت خوشوقت ہوا گوردارجن نے اپنے مسکن مین بادشاہ کا آنا موجب فخر سمجھا پیشکش لایق پیش کیا اور عرض کیا کہ لشکر فیروزی اثر کے ورود سے پنجاب مین غلہ گران ہوا تھا اس سبب سے پرگنات کی جمع زیادہ ہوئی الحال لشکر کے کوچ کرنے سے ارزانی ہوئی رعایا اوس جمع کے ادا کرنے سے متعذر ہوگئی بموجب اس التماس کے حکم ہوا کہ دس بارہ کے حساب سے تخفیف جمع کیجاوے عمال کو حکم ہوا کہ زیادہ دست درازی نکرین جب تھانیسر پہونچا چند مدت قیام کی صورت ہوئی رعایا سلطان نام کروری کی بیداد سے دادخواہ ہوئی اور بروقت ثبوت ظلم کے عامل مذکور پھانسی دی گئی یہان سے اکبرآباد پہونچکر چند قیام ہوا اور بموجب طلبی کورنا پہونچنے عرضداشت شیخ ابوالفضل کے برہانپور کو مراجعت فرمائی دریاے نربدا کے پار ہوتے وقت ایک

ہاتھی کی زنجیر آہنی جو پیر مین تھی طلائی ہوگئی فیلبان نے داروغہ فیلخانہ سے عرض کیا اوسنے حضور مین خبر پہونچائی اکبر نے زنجیر منگاکر ملاحظہ کی قدرت خدا کی مشاہدہ کرکے فرمایا کہ شاید اس دریا مین وہ پتھر ہے جسکو ہندوستانی سنگ پارس کہتے ہین ہر بعدہ بموجب حکم اکثر ہاتھیون کو زنجیر آہنی سے دریا مین ڈالا اور ملاحون نے بھی خوب خاک چھانی مگر نہ تو زنجیر طلائی ہوئی نہ وہ پتھر ہاتھ لگا القصہ قطع مراحل کرتے ہوئے خطۂ پرسرور برہانپور مین نزول ہوا اکبرآباد سے برہان پور تک دوسو ستائیس کوس ناپا گیا اس خطہ مین جشن فرمایا مطربان خوشنوا در قاصان شیرین نوا نے تال و سُر درست کیا تازہ تازہ خیال سے عشاق دلون کو آہنگ سنایا اوس محفل مین بموجب حکم شیخ ابو الفضل جو برگنات دکن کے انتظام مین بھی حاضر ہوا شب ناہ چاندنی کی کیفیت بیکل کر رہی تھی کہ مشرف بقدمبوس ہوا۔ بادشاہ نے فوراً آیۂ سبع پڑھا ؎ فرخندہ شبی باید و خوش صحبتی و ما نند و حکایت کنم از ہر بابے: شیخ نے اس تفصلات سے کورنش ادا کی ایالت برہان پور کی عطا ہوئی حکم ہوا چون کہ امرائے دکن بسبب سفر بہت کچھ پائی لہذا جب تک ممالک عالی یہان پر جلوہ طراز ہون بحسب مناسب ہر ایک کا انعام مقرر رہے شیخ کو چار ہزاری منصب عطا ہوکر قلعہ اسیر کی تسخیر کو حکم ہوا جہان کہ راجے علیخان کا بغیرہ حاکم سرکش ہوگیا تھا۔

بیان تسخیر ملک اسیر و ولایت احمد نگر کا

شیخ ابو الفضل نے رخصت پاکر قلعہ اسیر کو گھیر لیا مدت تک سخت آزمائیان ہوئین ایک مدت محاصرہ مین نذری شیخ نے بمقتضاے شجاعت فطری کے قلعہ کے کنگرہ پر رسہ ڈالکر اپنے تئین قلعہ کے اوپر پہونچایا اور قلعہ کے اندر داخل ہوا اور اسی طریقہ سے اکثر لوگ رسن بازی کرکے چڑھگئے اور اندر پہونچکر داد مردانگی دی۔ اور شیخ ابو الفضل کے بزور سر نیزہ مردانگی ایسا قلعہ آسمان رسا مشہور بعبور مفتوح ہوگیا بہادر دلان کا حاکم نادر سے عاجز ہوکر ملاقات کو حاضر ہوا اور شیخ کے توسل سے حضور اکبری مین آکر مورد عنایت ہوا قلعہ اسیر اولیاے دولت کے تفویض ہوا شیخ نے اس جرأت نمایان کے عوض مین علم نقارہ اسپ اور خلعت خاصہ سے سرفرازی پائی اور فتح ناسک کرنے کو شیخ کے نام حکم ہوا اور تھوڑے زمانہ مین منصب پنجہزاری پاکر خدمات شایستہ بجا لایا اور عنایات پادشاہی کے موافق بیشخص بھی خدمتگذاری اور جانفشانی مین دریغ نکرتا تھا حکم ہوا کہ احمد نگر کی فتح اور راجوری وغیرہ مفسدون کی گوشمالی شیخ کے حوالہ ہو اور ولایت اودھ وغیرہ مین عبد الرحیم خانخانان کی شجاعت کا امتحان ہو جسوقت قلعہ اسیر اور احمد نگر مع دیگر ولایات نظام الملک کے شیخ ابو الفضل نے فتح کیا اور ولایت تلنگانہ کو شیخ عبد الرحمن ولد ابو الفضل نے مسخر کیا اور بہادر نظام الملک بیجاپور برہان نظام الملک حضور مین آیا اور عادل شاہ حاکم بیجاپور اور قطب شاہ فرمانروا گولکنڈہ

پیشکش بھیجکر درگاہ اکبری مین نیازمندی ظاہر کی اور بہمہ وجوہ دہلی کے انتظام سے دلجمعی حاصل ہوئی اور اودس نواح دکن مین کوئی امر موجب تردد نہ رہا اوسوقت اکبر نے شاہزادہ دانیال کو وہان پر تعین فرمایا اور خاندیس کا نام واندیس رکھکر شاہزادہ کو عطا کیا اور خانخانان کو شاہزادہ کی خدمت مین اور ابوالفضل کو احمدنگر پر مقرر فرماکر برہان پور سے معاودت کی قطع راہ کرکے اکبرآباد آیا جن امرا نے اس سفر مین خدمتگذاری کی تھی اونھین ترقی مناصب سے سرفراز فرمایا۔

دکھن کے بڑے بڑے سلاطین کا بیان

بعض کتب تواریخ سے ایسا معلوم ہوا کہ اگلے زمانہ مین تمام دکھن سلاطین دہلی کے زیر فرمان تھا خصوص محمد شاہ فخرالدین خودا بن غیاث الدین تغلق شاہ نے اوس ملک پر قرار واقعی تسلط کیا اور دیوگر کا نام دولت آباد رکھکر اپنا دارالحکومۃ مقرر کیا جب اوسکا آفتاب دولت قریب زوال ہوا ظلم کی کثرت سے رعایا منحرف ہوئی ہر طرف خلل پیدا ہوا سلطان محمد گجرات کے دفع فساد کو روانہ ہوا اور دولت آباد سے ملک لاچین کو بھی اپنی مدد پر طلب فرمایا باغیان بدکار نے ملک لاچین کو مارکر زیادہ تر سرکشی کی علاءالدین حسن جو حسن کانگو کے نام سے مشہور اور ملک لاچین کے جملہ سپاہیون مین تھا سرکشون کو متفق کرکے دولت آباد مین حاکم بن بیٹھا محمد علاءالدین لقب مقرر کیا جب یہ خبر سلطان محمد نے پائی اوسوقت خود مہم گجرات مین پھنسا تھا اوسکے مدافعت کی نوبت نہ آئی کہ عنقریب ٹھٹہ کے اطراف مین دنیا سے چل بسا یہ حسن کانگو بہمن بن اسفندیار بن گشتاسب کے نسل مین تھا اس سبب سے اسکو بہمنی کہتے تھے ۷۴۸ھ ہجری مین دکھن پر متصرف ہوا اور گیارہ برس گیارہ مہینے سات روز اورنگ آرا ہوکر تخت نابود کا محتاج ہوا بعدہ سلطان محمد شاہ بن سلطان محمد علاءالدین اٹھارہ برس ایک مہینے سات روز اور سلطان مجاہد شاہ بن سلطان محمد شاہ ایک برس ایک مہینے نو روز اور سلطان داؤد شاہ سلطان محاہد کا چچا زاد ایک مہینے تین روز اور سلطان محمود شاہ بن محمود شاہ بن سلطان علاءالدین اونیس برس نو مہینے آٹھ روز اور سلطان غیاث الدین بن محمد شاہ ایکمہینے بیس روز اور سلطان شمس الدین بن سلطان محمد شاہ ایک مہینے ستائیس روز اور سلطان فیروز شاہ بن سلطان محمد شاہ پچیس برس سات مہینے گیارہ روز اور سلطان احمد شاہ بن سلطان محمد شاہ بارہ برس نو مہینے چوبیس روز اور سلطان علاءالدین بن سلطان محمد شاہ [illegible] اور سلطان ہمایون شاہ بن سلطان علاءالدین ۳۰ برس [illegible] مہینے [illegible] مسالکی مین تخت آرا ہوکر ایک برس گیارہ [illegible] اور سلطان [illegible] مین تاجور ہوکر [illegible] برس چار مہینے اٹھارہ [illegible]

اور سلطان شہاب الدین محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ لشکری ۳۰ برس ۲ مہینے ۳ روز اور سلطان احمد شاہ بن سلطان شہاب الدین بن محمود شاہ دو برس ایک مہینے اور سلطان علاء الدین بن شہاب الدین محمود شاہ ایک سال گیارہ مہینے اور سلطان ولی اللہ بن سلطان شہاب الدین محمود شاہ تین برس ایک مہینے ۲۷ روز جملہ بادشاہی حسن کانکو کے خاندان مین سترہ نفر نے ایکسو ستتر برس کی سلطان نظام شاہ گیارہویں پیڈھی کے وقت مین جو کہ سات برس کی عمر مین تخت آرا ہوا تھا یزید اسے جو امرائے عمدہ مین سے تھا بادشاہ کی خوردسالی دیکھکر کارجہانداری مین متسلط ہوا جب یزید نے تسلط پیدا کیا بعد سلطان نظام شاہ کے بھی وہ اور اوسکی اولاد نے استیلا پایا لہذا ۱۴۸ برس اوسکی اولاد حکمران رہی ہرچند نام کو خاندان حسن کانکو کی سلطنت رہی مگر یزید اور اوسکے اولاد کی حکمرانی تھی سنہ ۹۳۵ ہجری مین عماد الملک کابلی نے سلطان بہادر شاہ والی گجرات کی اطاعت قبول کرکے دکھن مین اوسکے نام کا خطبہ وسکہ رایج کیا اوسوقت مین سلطان ولی اللہ کو محبوس کرکے خود یزید سلطنت کرتا تھا القصہ سنہ ۹۳۵ مین امرائے بہمنی نے جو رکن الدولہ سلاطین بہمنہ کے ملک دکھن کو باہم حصہ لگاکر تصرف مین لائے جسنے جدھر جگہ پائی دبا بیٹھا سکہ اور خطبہ اپنے اپنے نام کا پڑھایا عادل شاہیان حاکم بیجاپور یوسف عادل شاہ جوانکے سلسلہ کا مبدء ہی غلام گرجی تھا خواجہ محمود گرجستانی نے سلطان شہاب الدین محمود بہمنی کے ہاتھہ فروخت کیا تھا اور سلطان نے ولایت شولاپور اسے نفوض کی تھی اوسنے بزور شمشیر بیجاپور کو تسخیر کیا اور دریاے کشنا تک متصرف ہوکر بالاستقلال حاکم بن بیٹھا۔ سات برس فرمان روا ہوا اسمعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ اسکے بھتیجا علی عادل شاہ اسیطرح اورنگ زیب عالمگیر تک عادل شاہیون کی سلطنت رہی سلطان محمد عادل شاہ سے عالمگیر کی لڑائی ہوئی اوسکا ملک سلطنت بابریہ مین داخل ہوا قطب شاہیون کا دارالملک گول کنڈہ تھا اس سلسلہ کا موجد سلطان قلی قطب الملک وزیر بہمنی ہوا چونکہ سلطان محمود بہمنی غلام دوست بہت تھا سلطان قلی نے خود اپنے تئین فروخت کرکے غلامی قبول کی روز بروز اسکا مرتبہ ترقی پکڑتا گیا اور اپنے ہم جنسون مین سرفراز ہوکر ولایت کولکنڈہ کی حکومت پائی قضارا اول ہی سال قضا نے اوسکو حمید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ ۲ برس اور ابراہیم قطب شاہ اسکا بھائی ۳۵ برس اور محمد قلی قطب شاہ بن ابراہیم قطب شاہ بن سلطان قلی قطب الملک نے ہزار فاحشہ رنڈیان ناچنے والیان نوکر رکھین ہر وقت ہمراہ رکاب رکھتا اور استلذاذ جسمانی مین مصروف رہتا اونمین سے بھاگنیا نام ایک رقاصہ کا تعشق ہوا بمرتبہ عشق کی کارسازیان روشن ہین تابع ہوگیا اوسکے نام پر بھاگ نگر نام شہر آباد کیا بغایت ۱۰۲۰ ہجری گیارہ برس تک اسکی سلطنت رہی تا آنکہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ ساتھہ برس حکمرانی کرکے ابوالحسن ودائی کو

سدھارا چون کہ لاولد تھا اوسکا داماد سلطان ابو الحسن وارث نہ ہوا اور اورنگ زیب نے لڑ بھڑ کر اوسکا ملک
چھین لیا۔ احمد نگر کے نظام الملکون کا سررشتہ احمد بحری نظام الملک سے ہوا اسکا باپ غلام برہمن کا
نسل میں تھا شہر احمد نگر اوسیکے نام سے آباد چار برس حاکم رہا بعدہ برہان نظام الملک بن احمد بحری ۲۸ برس
اور حسین نظام الملک بن برہان نظام الملک ۱۳ برس اور مرتضی نظام الملک بن حسین ۸ برس اور
حسین نظام الملک بن مرتضی دس برس اور اسمعیل نظام الملک بن برہان برادر مرتضی نظام الملک
دو برس رہا اور برہان نظام الملک اپنے چچا اسمعیل نظام الملک سے دل آزردہ ہوکر دربار اکبری مین
حاضر ہوا۔ سنہ ۹۶۱ ہجری مین کمک لیکر چڑھا پر فتح پائی۔ دولت کے پاتے اکبر سے بھی انحراف کی سنجھی
جب وہ مرگیا اوسکی بہن چاند بی بی نے ابراہیم نظام الملک کو جو برہان نظام الملک کا خرد سال لڑکا تھا
حاکم بنایا اور منتظم ہی افواج اکبری نے شیخ ابو الفضل کی شمشیر تدبیر سے اوسی ملک کو داخل محروسہ
کیا۔ ابتدے سنہ ۹۶۳ ہجری سے شستہ تک ۲۰ برس نیہ ولایت نظام الملکیون کے تحت تصرف مین رہی

شیخ ابو الفضل کے مارے جانے سے اکبر کی دل آزردگی ہونا

اکبر آگرہ مین تھا اسی ضرورت سے حاضری ابو الفضل کی ضرور ہوئی لہذا فرمان جاری ہوا کہ اپنے لڑکے
عبد الرحمن کو وہان پر چھوڑ کے جریدہ روانہ حضور ہو شیخ نے بموجب حکم عبد الرحمن کو مع خدم و حشم
احمد آباد مین چھوڑ کر چھ نفر سے درگاہ والا کی راہ لی اونھین دنون مین شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر مقام
الہ آباد مین آزردہ ہوکر باپ سے مقیم تھا شیخ کی طرف سے بھی بہت کچھ دل آزردہ تھا اسکو دلی یقین
تھا کہ اگر ابو الفضل دربار اکبری مین پہونچا تو زیادہ تر میری جانب سے بادشاہ کو بھڑکا دیگا لہذا اس خبر کے
سنتے ہی کہ شیخ تمام دائہ حضور ہوا تو بیکر راجہ بر سنگھ دیو ولد مدہکر کو جسکا مسکن اشناے راہ دکن مین واقع تھا
اور شاہزادہ سے انحراف مین شریک تھا بلاکر رازدل ظاہر کیا اور کہا کہ سر راہ پہونچکر شیخ کو راہ عدم کا
مسافر کرے برسنگھ دیو اس مہم پر مستعد آمادہ ہوکر اپنے ملک کو روانہ ہوا جب شیخ ابو الفضل اوجین آئے جنکو
خبر اوردین برسنگھ دیو کے ارادہ فاسد سے اطلاع دے کر عرض کی کہ خبر شرط ہے چونکہ ابو الفضل کی
قضا آپہونچی تھی کسیکا کہنا کچھ نہ مانا بیشتر کو روانہ ہوا۔ سچ ہے قضا سے چارہ نہین عقل و تدبیر کچھ
کام نہین کرتی ہے الغرض ۱۱ سنہ ۱۰۱۱ ہجری مین سرہ ربیع الاول کو قصبہ انتری اور سرائے کے درمیان برسنگھ
راجہ بر سنگھ دیو مع راجپوتون کے کمینگاہ سے برآمد ہوا اور اسکا قصد ظاہر ہوا اوسوقت ہمراہیون نے
شیخ ابو الفضل سے التماس کیا کہ لشکر غنیم کی کثرت اور ہماری قلت ہے بہتر ہے قصبہ انتری مین پہنچ
لیجاوے جب کسیقدر جمعیت ہو جاے تب کو قدم رکھیے شیخ نے جواب دیا مجھسے فقیرزادے کو بادشاہ

سرفراز فرمایا اگر آج اسکے روبرو سے رخ پھیرون گیا آبرو جاؤن - اور اپنے تئین نامرد بناؤن اور ہم چشمون کو کیا
آنکھ دکھلاؤن - اس چور کی کیا بساط کہ اسکے مات کے ڈر سے کسیکی شہ ڈھونڈون اور اپنے فیلبند منصوبہ کو توڑ دون
تقدیر کے تدبیر پر یہ کہکر گھوڑا بڑھایا دشمنون نے بھی گرد اوڑائی بڑی لڑائی ہوئی ایک کی دو اور دو کی چار ہوئی
وہان انبوہ بیشمار ادھر چند سوار شیخ نے روز آخری سمجھا روبہ مزاجی نکی شیرانہ تیوری بنی رہی - آخر زخم
نیزہ کھایا - طایر روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا ہمراہیون نے بھی شرط رفاقت ادا کی ساتھہ ہین ہمدم کی
راہ لی - راجہ نرسنگہ دیو نے شیخ کا سر کاٹ کر شاہزادہ کے پاس آگرہ آباد کو روانہ کیا - شہزادہ نے خوش
ہوکر ایسے افسر کے سر کو بڑے مقام مین بھکوایا کہان ایکمدت تک پڑا رہا - جو کہ اکبر کو شیخ سے بدرجۂ غایت
محبت تھی جب یہ خبر پہونچی بیہوش ہوگیا چھاتی پر ہاتھہ دے مارا - بیقراری اور بیتابی کے وہ آثار ظاہر کیے
جو خلاف شان تھے ؎ شہنشاہ جہان را در دفاتش دیدہ پرنم شد ہا سکندر اشک حسرت ریخت کا فلاطون
زعالم شد - راے رایان بیربر داس جسکو سہ ہزاری منصب اور وہان کا فوجدار تھا مع شیخ عبدالرحمن ولد
شیخ ابوالفضل وغیرہ امرا کے راجہ نرسنگہ دیو کے مکافات پر مقرر ہوا حکم ہوا کہ جب تک اوس بدسر کا
سر حضور مین نہ لائین جنگ و جدل سے ہاتھہ نہ اوٹھائین مکرر ارشاد ہوا کہ شیخ کے سر کی ہمسری مین اوسکا سر
کیا حقیقت ہر اوسکے زن بچہ کو بھی سرفراز کرنا چاہیے - حق تو یہ ہے کہ شیخ ابوالفضل اپنے زمانے مین لاجواب
تھا حضرت کا حال خود اونکی عبارت سے جو کسی جگہ ذیل مین مندرج ہوگی معلوم ہوجائیگا جسوقت شیخ مبارک
اور اوسکی اولاد کی دانشمندی شہنشاہ اکبر کو معلوم ہوئی تھی حکم ہوا تھا کہ حاضر ہون - بارھوین سال
جلوس کو شیخ ابوالفیض فیضی برادر کا مبارک کا حاضر ہوکر منظور نظر شہریار اکبر ہوا تھا اونیسوین سال جلوس کو
ابوالفضل نے ملازمت کی اسنے اکبر کے نام پر آیۃ الکرسی کی تفسیر لکھی اور بادشاہ کو منظور ہوئی - یہ شخص
اکثر علوم مین بہرہ یاب تھا روز بروز مورد الطاف ہوا - اسقدر مرتبہ بڑھا کہ حاسدون کا دل گھٹا -
شاہزادون کو رشک تھا امرا اون سے صلاح کرتے تھے کہ اسکو کیونکر گراوین تا آنکہ اسطرح کا اتفاق واقع ہوا
کہ شیخ مبارک اسکے باپ نے اپنے حین حیات قرآن مجید کی تفسیر نصف درست کی تھی اور نام بادشاہ کا اوسمین مندرج
نکیا تھا شیخ نے بعد مرگ پدر چند تغلین اوسکی کرا کر چاہا مشہور کردین اور اس امر کا خیال نرہا کہ موافق رسم
دنیا کے عنوان کتاب مین نام بادشاہ کا درج کرے حاسدون نے یہ نئے ادبی بادشاہ سے عرض کی سنتے ہی
پیشگاہ سطوت سے ایسا عتاب ہوا کہ شاہزادہ سلیم وغیرہ امرا کے کان بھرنے سے ابوالفضل کو حکم ہوا کہ اسلام
بھی نہ حاضر ہو - چونکہ شیخ تقرب کے وقت مین مکرر عرض کرتا تھا کہ مجھے سوا حضرت بادشاہ کے
شہزادون وغیرہ کسیکی نیاز نہین اسی وجہ سے ہر ایک بر سیر خاش ہر اور یہ امر اکبر کے دل نشین تھا

علاوہ اسکے اسکی مصاحبت سے اسقدر محظوظ تھا جسکی تفسیر دفترون مین گنجایش نہین کرسکتی بالآخر قصور معاف ہوا۔ آیندہ جدائی منظور نہ تھی جب قضا در پی ہوئی ضرورت مہاجرت استقبال کوآئی ہے دکن کو مامور ہوا۔ ظاہرا بسبب شاہزادہ سلیم کی عداوت مین مارا گیا۔ سچ تو یہ ہی کہ موت کے حیلہ ہزارون ہین بیجۂ مرگ سے کسیکی نجات نہین ہوئی ؎

شاہزادۂ سلیم بڑے لڑکے کا بغاوت کرنا

جس زمانہ مین خود بدولت اکبر شاہ نے دکن کو غنیمت کی شاہزادۂ سلیم نے رانا کے استیصال پر رخصت پائی اور یہ شاہزادہ اجمیر مین مقیم ہوکر رانا کی خرابی مین ساعی تھا اور راجہ مانسنگہ سپہ سالاری مین ہمرکاب تھا ادراے بنگالہ کی تحریر سے واضح ہوا کہ پٹھانون نے قابو پاکر شورش برپا کی ہی اور کنور مہاسنگہ ولد راجہ مانسنگہ جو اپنے باپ کی نیابت پر وہان تھا خفیف سی لڑائی مین شکست کھائی راجہ مانسنگہ نے اس واقعہ سے حضور شاہزادہ سلیم مین عرض کیا کہ بادشاہ متوجہ دکن ہی اسوقت مین اگر حضور الہ آباس مین تشریف لاوین رفع شورش ہوگی۔ شاہزادہ نے بموجب التماس اور صوابدید ملکی کے اجمیر سے کوچ کرکے الہ آباس مین مقام کیا اور اپنی جاگیرات آگرہ کو بدستور رکھکر صوبہ الہ آباد کے محال کو بھی جو آصفخان جعفر کے جاگیر سے متعلق تھا اپنی سرکار مین داخل کیا اور تیس لاکھ روپیہ جو خزانہ مین بابت صوبۂ بہار اور اون اطراف کے تھا اور کشورہ دیوان نے جمع کیا تھا اوسکو سیاہ بھیجکر اوٹھوا منگوایا ایسی ایسی حرکات سے کہ بدون حکم حضور بادشاہ کے سرزد ہوئے شاہزادہ کی نسبت بغاوت کے آثار پیدا ہوئے اور درانداز ون کو بھی موقع ملا کسیقدر اپنی طرف سے جھوٹ سچ جوڑکر حضور مین عرض کی حضور سے فرمان نصیحت عنوان محمد شریف داروغہ الصمد شیرین قلم کی صحابت مین صادر ہوا لیکن اوسکا کچھہ نتیجہ ظاہر نہوا جب کہ اکبر دکن سے معاودت کرکے اکبر آباد آیا اور ابوالفضل پر وہ واردات گذری شاہزادہ تیس ہزار سوار سے الہ آباد سے آگرہ کو متوجہ ہوا دولتخواہون نے عرض کیا کہ آنا شاہزادہ کا کثرت سپاہ کیساتھہ حضور میرقرین مصلحت نہین لہذا فرمان صادر ہوا کہ آنا تمھارا اس شان سے منظور نہین اگر غرض اظہار جمعیت سپاہ سے ہی دریافت ہوگیا لازم ہی کہ مردم ہمراہی کو جاگیر پر رخصت کرکے جریدہ حاضر حضور ہو اور اگر کسی طرح کا اسطرف سے داہمہ ہوا الہ آباد کو روانہ ہوجاے جب اطمینان دلی حاصل ہو ملازمت مین حاضر آئے شاہزادہ نے درجواب عرضی عجز وانکسار کی روانہ کر۔ الہ آباد کو معاودت کی بعدہ فرمان صادر ہوا کہ صوبۂ بنگالہ اور اوڈیسہ تمھاری جاگیر مین عطا ہوا چاہیے کہ مقام مذکور کو روانہ ہو شاہزادہ نے وہان کا جانا نامنظور کیا۔ اس عدول حکمی سے بھی لوگون نے بادشاہ کو بھڑکایا سلیمہ سلطان بیگم کو دلجوئی کے واسطے روانہ کیا۔ یہ الہ آباد مین پہونچکر ہر طرح سے دلجمعی کرکے شاہزادہ کو اپنے

ہمراہ حضور مین لائی جب اکمینزل اکبرآباد رہگیا حسب استدعا کے مریم مکانی والدۂ اکبر شاہ جاکر شہزادہ کو اپنے مکان مین لائین اور اکبر بادشاہ بھی وہان پر تشریف لیگیا شاہزادہ نے مریم مکانی کے توسل سے قدمبوس حاصل کرکے ایکہزار طلائی مہر اور نوسو ستتر نجیر فیل نذر دکھلائی - بادشاہ نے عنایت کرکے شاہزادہ کو بغل مین لیا اور اپنے سر سے پگڑی اوتار کر کے شاہزادہ کے سر پر رکھی اور حکم دیا کہ شادیانہ بجایا جاوے اڑتالیسوین سال جلوس مین یہ واقعات ہوئے بعد چند دنون کے پھر شاہزادہ کو رانا کی سرکوبی کو روانہ فرمایا شاہزادہ نے کسی موقع سے رانا کی سرکوبی ملتوی کرکے بالطبع شرمانے کے بدون اجازت پدر الہ آباد کی راہ لی - اور اس بات سے دل آزردگی اکبر شاہ کی زیادہ ہوئی اونچاسوین برس اکبر کی مان مریم مکانی کا انتقال ہوا اکبر نے بموجب رسم بزرگان داڑھی اور سر کے بال منڈواکر ماتم کیا اور اپنی مان کی لاش کو چند قدم کندھا دیکر دہلی کو روانہ کی شاہزادہ سلیم اس خبر کے سنتے ہی سعادت اندوز حضور ہوا

شاہزادہ دانیال کی رحلت کا بیان

سلطان دانیال اپنے بھائی مراد کے طور پر رات دن میخواری مین بسر کرتا تھا ہر چند اکبر نے فرامین نصیحت صادر فرمائے اور چند معتمد نصیحت کے لیے مقرر بھی ہوئے مگر کچھ نہوا چند مدت تک خانخانان عبدالرحیم اور خواجہ ابوالحسن نے بموجب حکم شاہی سب کچھ حفاظت کی اور خلوت اور جلوت مین دربان اور محافظ مقرر کیے - تب یہ شاہزادہ شکارگاہ کے حیلہ سے ہاتھ گل کی راہ پکڑتا تو اول لوگ بموجب ایسا کے بندوق کی نعل مین شراب بھر کر پہونچاتے اور کسی بکری کے رودے مین کچھپا کر دسترخوان مین پہونچاتے آخر کثرت میکشی نے زندگانی مین خلل کیا قوائے باطنی نے ضعف پکڑا انجام کو چالیس روز تک ایسا بیمار ہوا کہ گروٹ بدلنا دشوار ہوا دوا معالجہ سے کچھ سود نہوا - آخر کار ۱۳ سنہ ہجری مین مطابق سال پچاس جلوس کو ساڑھے بتیس برس کی عمر مین انجا بقا کی راہ لی

رحلت بادشاہ اکبر کا بیان

اکبر سلطان مراد کی وفات سے غمزدہ تو تھا ہی دوسرا یہ واقعہ ہوا داغ پر داغ بیٹھا - ناتوانی نے زور دکھایا مرکز اعتدال سے مزاج مبارک منحرف ہوا آخر بستر ناکامی پر صاحب فراش ہوا خیر خواہون نے خیر خیرات دوا معالجہ صدقہ وغیرہ سب کچھ کیا حکیم علی جو حکمار دربار مین سردار تھا معالجہ کو حاضر ہوا - آٹھ روز تک بطور عود چھوڑ دیا کہ شاید قوت خاص سے عارضہ کی مدافعت ہو جب بیماری نے اور بھی سختی پکڑی نویں روز علاج شروع ہوئی دس روز تدبیر و معالجہ مین گذرے الا کچھ سود نہوا - اسہال شروع ہوگیا اسکی بھی علاج کی کچھ افاقہ نظر نہ آیا اور ایسے ایسے مراض متضادہ نے گھیر لیا کہ ایک کی دوا سے دوسرے کی ترقی ہونے لگی باوجود ایسے ضعف رہنگامہ نے استقلالی کے شہنشاہ اکبر نے کیا استقلال ظاہر کیا کہ سیکو بار عام سے ممانعت نفرمائی - جب نزع کا عالم روبرو ہوا حکیم علی نے معالجہ سے ہاتھ کھینچکر ولا اختیار کیا بدھ کی رات ۱۲ جمادی الآخر

۱۰۱۴ھ ہجری کو مطابق باون برس جلوس کے سنہ برس قمری کے عمر مین واقعہ اکبرآباد عالم بقا کی راہ لی
تجہیز و تکفین کے بعد باغ سکندرہ مضاف اکبرآباد مین مدفون ہوا اکثر لوگون نے تاریخ وفات نظم و نثر مین
لکھی منجملہ اونکے یہ تاریخ آصف خان جعفر کی ہی ؎ فوت شد اکبر از قضاے الٰہ ٭ گشت تاریخ فوت اکبر شاہ ٭
اکیاون برس دو مہینے نور روز حکمرانی کی ٭٭٭

ذکر احوال مؤتمن الدولہ شیخ ابوالفضل کا جو کہ شیخ موصوف نے آئین اکبری کے اخیر مین درج کیا ہی

راقم شکرنامہ کے دلمین ایسا تھا کہ کچھ تھوڑا سا حال اپنے بزرگون کا اور کچھ اپنی کیفیت لکھکر ایک خود رسالہ طیار کرے
تاکہ دور اندیشون کے واسطے عبرت ہوتی لیکن اشغال گوناگون خصوص تحریر اس کتاب آگاہی نے مجھے باز رکھا
اسی اثنا مین پیام آراے غیبی نے ایسا اشارہ کیا کہ ناہنجاری روزگار سے یہ بات نہین کہ علحدہ گزارش ہو کسیقدر
اسی قبال نامہ مین لکھنا سزاوار ہی لہذا اس جگہ تحریر کیا ۔ ازانجاکہ نسب سراہونا تہیدستی سے بزرگون کی ہڈیون کا
بیچنا اور اسباب نادانی کو بازار مین لانا ہی اور شوریدہ مغزی سے دوسرون کے پہنر پر ناز کرنا اور اپنے عیب کو نہ دیکھنا ہی
نہین جانتا تھا کہ وہ افسانہ گزاری کرے ۔ اور اس بادیہ سنگلاخ مین سلسلہ کار کسی طرف نہ پہونچا سکے
اہل روزگار نسب کو تخمہ و نژاد و نژاد سے تعبیر فرماتے ہین اور اوسکو اعلی و اسفل قرار دیتے ہین ہوشیار آگاہ دانا
خوب جانتا ہی کہ یہ وہ ہی کہ اوسکی کیسے بزرگ نے ثروت ظاہری یا شناسائی باطنی مین چیرہ دستی پاکر لقب یا خطاب
یا مسکن کے نام سے مشہور ہوا اور گرنہ عام جو مردم زاد کو فرزندان آدم صفی سے سمجھتے ہین اور بیچ گفتگوے داستان
کہنے والون کے دل نہاد کرکے دوسرا شبہہ نہین فرماتے ظاہر ہی کہ اس معاملہ مین ابھی ہمین راستہ سے بھٹکاتے ہین اور اوس
گوہر گرامی کا اعتدا نہین کرتے پس کسواسطے سعادت گزین بیدار دل ایسے فسانہ کو سنکر خواب غفلت پسند کرے اور اوسپر
تکیہ کرکے حقیقت پژوہی سے دور رہے ۔ نوح کے فرزند کو باپ کی ایزد شناسی سے کیا فایدہ اور ابراہیم خلیل کو پشتہا پشت
کی بت پرستی سے کیا نقصان ؎ بندۂ عشق شو و ترک نسب کن جامی ٭ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست
لیکن بمقتضاے سرنوشت آسمانی صورت پرستون مین ایک مجھے بھی صورت پرستی ضرور ہی ؎

ذکر ہی کہ

باپ دادے کا شمار کرنا داستان دراز ہی کیونکر انفاس گرامی کو وا ہیات مین ضایع کرے چند بزرگ لباس
ولایت مین اور چند علوم رسمی مین اور بعض امارت مین اور بعض معاملہ گذاری مین اور بعض تجرد اور تنہائی مین
بسر کرتے رہتے ہین ۔ چند دنون سے سرزمین یمن وطن رہا ہی شیخ موسے پانچوین پشت اول
مین دنیا سے رمیدگی ہوئی ترک خانمان کرکے غربت اختیار کی اور علم و عمل کی ہمرہی مین معمورۂ جہان

سنہ ۹۰۶ مین قصبہ ریل جو سوستان کے متعلق ایک نزہتگاہ ہے عزلت قبول کی اور خدا کی نشان حقیقت پژوہ کے پیوند دوستی سے گستخذ ہوا اگرچہ جنگل سے شہر مین آیا۔ لیکن تجرد سے ساتھ تعلق نہ مونہہ لایا، وسی انداز آگہی پر رہکر انفاس گرامی کو اپنی آویزش مین آخر کرتا۔ اور نے بدل زندگی کو نقش بوقلمون کی پیراستگی مین مصروف رکھتا اور لڑکے پوتے اوسکے گرداگرد مشغول خورسندی تھے اور دانش عیانی اور بیانی سیکھتے آغاز سنہ ہجری مین شیخ خضر کو بعض اولیاے ہند کے دیکھنے کی آرزو ہوئی۔ اور چند خویش اور دوستون کے ساتھ ہندوستان مین آکر شہر ناگور کو پہونچا۔ سید یحیی بخاری اجی جو مخدوم جہانیان کا جانشین در ولایت معنوی سے بہرۂ وافی رکھتا تھا۔ اور شیخ عبدالرزاق قادری بغدادی اولاد گرامی اولیاے بزرگ سید عبدالقادر جیلی اور شیخ یوسف فرسندی کہ صورت و معنی کی تیغیر سے ہوئے تھے اور بہت سے کمالات حقیقی فراہم کرکے گذرگاہ اور رہنمائی خلق مین بسر کرتے تھے اور جہان کو اوسکی رہ آورد بسی ذخیرہ ملتا ابن بزرگون کی گرمجوشی اور دلجوئی اور غربت سے توطن قبول کیا سنہ ۹۱۱ ہجری مین شیخ مبارک کی ولادت ہوئی جاری سال ہین لوامع آگہی سے تجلی ہوئی اور نو برس کی عمر مین سرمایۂ بزرگ حاصل ہوا۔ چودھوین سال علوم متداولہ سیکھے اگرچہ اکثر قافلہ سالاران راہ خدا کی عنایت اس بزرگ پر تھی مگر شیخ عطن کی ملازمت مین اکثر اوقات ہوتی تھی شیخ ترک نژاد کی اکیسو برس کی عمر ہوئی سکندر لودی کے وقت مین اوس شہر مین کھن گاہ مقرر کیا اور شیخ سالار ناگوری کے خدمت مین پایۂ والا کو پہونچا، و توران و ایران مین دانائی سیکھی لقصہ شیخ خضر سرسند کی طرف پھرا یہ حال تھا کہ بعضے نزدیکون کو اسطرف بلاے مگر حیات مستعار راہ ہی مین منقطع ہوئی۔ حدود ناگور مین طاعون ہوا وباے عام ظاہر ہوئی سواے ابوالفضل کے دادی کے باقی جملہ نفس فانی ہوئے پدر بزرگوار کو ہمیشہ غربت کی سوجھی تھی اور ہر سرزمین کے بزرگان وقت کے دیکھنے کی آرزو تھی لیکن وہ کدبانوی خاندان عفت اجازت نہ دیتی اور آپ کے دل مین سرکشی نہ تھی اسی کشاکش مین شیخ فیاضی بخاری قدس سرہ کی ملازمت مین پہونچے۔ اور شورش دل نے افزایش پکڑی انھون نے سوال کیا جواب ہوا کہ عنقریب ایک شخص کو قرار ہدایت پر لاتے ہین اور جویندگان آگہی کی رہنمائی پر مقرر کرتے ہین عبداللہ نام رکھا ہر گرامی لقب اوسکا خواجۂ احرار ہوگا انتظار اوسوقت کا کرے اور ائین اوسکی قبول کرے خواجہ اوسوقت مین ابلہ پاے عرصۂ تگاپو تھے۔ اور جاندار وے حقیقت کی جستجو مین دوادوش رکھتے تھے جب وقت پہونچا اور اوس پایۂ والا مین سرافراز تلقین خدا پژوہی کی اوس سے حاصل ہوئی گمنامی کو اوسکی خلوت فرمائی اور نے تعینی اوسکا منشیہ مقرر ہوا سخنان خواجہ مین جس جگہ کہ درویش سے تعبیر ہوتی تھی اوس یگانۂ آفاق کو چاہتے تھے قریب

چالیس برس کے دیار خطا مین بسر کیا۔ اور جنگل و پہاڑ مین عشرت تنہائی رکھتا تھا۔ ایکسو بیس برس کی عمر پائی اور گرمی و سردی کے آثار و سیطرح برافروختہ رکھتے تھے۔ ایک رات کو پدر بزرگوار اوس ملک زادہ بوم مین چند خدا جویان سعادت منش سے داستان حقیقت کہتا رہا اور بہت سے نکات دل افروز ظہور مین آتے رہے ناگاہ ایک آہو کی آواز کان مین پہونچی اور تجلی آلی چمکی ہر چند خیال دوڑایا مگر نشان نپایا دوسرے روز پڑے لگا پوا اور تجسس سے روشن ہوا کہ کسی کمہار کے مکان مین وہ بزرگ معنوی عزلت گزین ہوا اوسکے نور ارادت سے ایک زمانہ آسودہ ہوا اور خاطر ہر زہ گرا سے باز آیا ہمیشہ چار ماہ تک سعادت زیارہ کرتے تھے اور اوسکی نظر کیمیا اثر سے عیاری کی افزایش کرتے تھے اوسی نزدیکی مین سفر اقدس ظاہر ہوا دل کو گوناگون حقایق سے امر فرمایا اور جویندگان حقیقت کی رہنمونی مین شاد ہوا اور خوشدلی اور فارغ البالی سے رخت ہستی اوٹھایا اوسی نزدیکی مین نقارہ دودمان عصمت جو تعلیم پدر بزرگوار کی فرماتی تھی اس خاکدان فنائی سے روپوش ہوئین پدر بزرگوار نے بائین تجرد دریاے شور کی طرف قدم اوٹھایا ارادہ یہ تھا کہ راہ جاردیوار سعورہ کی پیمایش کی جاوے اور گردنا گرد مردم سے فیض لیا جاوے احمد آباد گجرات مین وارد مرتبۂ والا ہوئے اور دانش تازہ حاصل ہوئی اور ہر ایک فن کی سند حاصل کی اور آئین امام مالک و شافعی اور ابو حنیفہ و حنبلی کی ہر ایک مزگ و اماتیہ مین طرح طرح کی دریافت فرمائی اصول و فروع سب کیا کیے اور نکالیے سخت سے سخت پایۂ اجتہاد ظاہر ہوا اگرچہ بموجب اجداد بزرگان مانند ابو حنیفہ کے روش اختیار کی تھی لیکن ہمیشہ کردار کو احوط سے آراستہ رکھتے اور تقلید سے برکنار رہتے اور کی دلیل کرتے اور جو کچھ نفس کو دشوار معلوم ہوتا اوسے اختیار کرتے اور سعادت منشی اور روشن ستارگی سے علم ظاہری سے حقایق معنوی مین پہونچ ہوئی۔ اور نزہتگاہ صوری ملک حقیقت کی رہنما ہوئی تصوف اور اشراق کے اسالیب حاصل کیے اکثر کتابین نظر و تالہ دیکھی گئین خاصکر حقایق شیخ عربی اور شیخ بن فارض اور شیخ صدرالدین قرنوی وغیرہ اصحاب عیانی و بینائی پر نظر تامل و تالی او نظر تھا۔ نے اندازہ حاصل ہوئین اور روشنہای بوالعجب روشن ہوئین اور بزرگترین عطایا۔ راہی سے خطیب ابوالفضل کی ملازمت حاصل ہوئی اوسنے براہ قدردانی اور آدم شناسی کے فرزندی مین قبول کیا اور واسطے تعلیم علوم طرح طرح کے مصروف ہوا۔ اور گوناگون دانش کے سیکھنے کی ہمت کی تجرید کے مراتب اور غوامض شفا اور اشارات اور دقایق تذکرہ اور مجسطی سیکھے سرانجام حکمت کو طراوت پدید ہوئی۔ مرد خردپژوہ فرمان روایان گجرات کی سعی سے شیراز سے اس ملک مین آیا۔ اور بستان شناسائی مین روشنی تازہ ہوئی لیکن در حقیقت علوم حقیقی عقلی مولانا جلال الدین دوانی کی شاگردی مین حاصل ہوئے۔ جناب مولوی نے اول اپنے والد سے اور اوائل کے مقدمات سیکھے۔ بعدہ شیراز مین مولانا محی الدین اشکبار اور خواجہ حسن شاہ بقال سے دانش آموزی کی یہ دونو بزرگ شاگردان سید شریف جرجانی کے ہین اور کسیقدر مولانا ہمام الدین گلناری کے مدرسہ مین بھی

آنا جانا کرتے رہے - غرض کہ بخت کی رسائی سے عجب کشایش ظاہر ہوئی - اور کتب حکمت کے مغز کو پہونچے
اونکے مطالب کو ذہن نشین کیا - جیسا کہ اوسکی تصانیف گواہ ہین اوسی شہر فیض بہر مین پدر بزرگوار
کو شیخ عمر تتوی کے جو اکابر اولیاے زمانہ مین سے تھا ملازمت حاصل ہوئی وہان اور ہی رنگ سے
تعلیم ہوئی اور اکثر شطاریہ اور طیفوریہ اور چشتیہ اور سہروردیہ دریافت ہوئے اور بھی اوسی شہر مین
شیخ یوسف سرمست کی خدمت ملی - اور سرمایۂ آگہی حاصل ہوا ہمیشہ آداب عبودیت ملحوظ رہتے
آخر اوس گرامی صحبت کی برکت سے یہ حوصلہ ہوا کہ نقوش علمی ساحت ضمیر سے حک کیے جاوین - اور رسمیات
سے نفرت کرکے جمال مطلق کے محو ہون مگر اوس ہادی حقیقت نے اس عزم سے باز رکھا اور فرمایا کہ اندرون
سفر دریا مسدود ہے آگرہ کو جانا چاہیے اگر وہان مدعا نملے تب توران و ایران کو جائیو - اور علم رسمی
طلسمان احوال اپنے کی بنائیے اسی اشارے کے بموجب غرۂ اردی بہشت ۶۵ سنہ جلالی مطابق
چارشنبہ چھٹوین محرم ۱۰۰۵ سنہ ہجری کو آگرہ پہونچے میان شیخ عماد الدین مجذوب کی مصاحبت ہوئی
اور اوس مستی سے ہوشیار ہوکر فرمایا حکم خداوندی ہے کہ اس شہر مین مقیم ہوکر ترک گردش کیجاوے آخر کو
مقام ہوا دریاے جون کے کنارے میر رفیع الدین صفوی کے مزار کے جوار مین قیام فرمایا - اور خاندان
ہدایت نشین سے جو علم و عمل مین درست تھے نسبت تاہل کے ظاہر ہوئے اور اسی شہر مین دوستی پیدا کی
گروہ دانا دل اس نوبادۂ شناسائی کو مغتنم سمجھکر کشادہ پیشانی سے دلجوئی مین حاضر ہوا - چونکہ
سباب ثروت بکثرت رکھتا تھا ایسی خواہش کی کہ یہ بھی اوسے اختیار کرین مگر انھون نے
قبول نفرمایا میر صاحب ممدوح سادات بزرگ حسنی حسینی مین ہین کسیقدر انکے لڑکون کا
حال شیخ سخاوی کے تذکرون مین مذکور ہے اگرچہ انکا وطنگاہ موضع اماک شیراز ہے اور دیر باز ہے
حجاز کی سیر کرتے ہین اور ہمیشہ اسی دو جگہ پر بسر کیا - اگرچہ معقول و منقول اپنے بزرگون سے
سیکھا لیکن مولانا جلال الدین دوانی کی شاگردی سے کچھ اور ہی جلا حاصل کی اور حریرہ عزت مین
انواع علوم نقلی شیخ سخاوی مصری قاہری شاگرد ابن حجر عسقلانی سے حاصل کیے اور جب ۹۵۴ سنہ ہجری
مین داعی حق سے لبیک کہی والد بزرگوار کو اپنا جانشین بنایا - والد بزرگوار نے ہمیشہ شستشوے
باطن اور گوہر ظاہر کی صفائی پر میل رکھا اور کارساز حقیقی کی نیاز مین رہکر درس گوناگون اختیار کیا
اور گفتگوے پارسائی کو چہرۂ حال کا روپوش فرمایا اور زبان خواہش قطع کی اگر اہل ارادت
نذر نیاز لاتے تو کسیقدر لیکر اور لوگون سے عذر کر دیتا اور دست ہمت کو آلودہ نفرماتا - تھوڑے
دنون مین دانشوران کاجاے رجوع ہوا - بزرگ دکوچک کا مقام زیارت ہوا - یاران زمانہ کو

حسد نے آدبایا دوستی سے انجمن افروزی شروع ہوئی مگر انکا یہ حال تھا کہ نہ اول حال سے خوش تھا
نہ دوم سے ملال شیر خان اور سلیم خان وغیرہ بزرگوار اس خیال پر ہوئے کہ وجوہ سلطانی سے کچھ قبول کرین
از انجا کہ ہمت بلند اور نظر عالی تھی انکار محض کر دیا۔ چونکہ انکی ذات مین لوگون کی رہنمائی ودیعت نہاد
دست قدرت تھی۔ اور درگاہ سے فرمان راست گذاری رکھتا تھا۔ اور اشارۂ اولیاے زمان مدبر
اور مہربان ہوادارون کی روز افزون تھی ہمیشہ آیندگان مجلس اور جویندگان آگاہی کی ہدایت فرماتا۔ اور بیرون
کی سرزنش بیان کرتا ظاہر پرست رنج کھینچتے اور نالایق توہمات کرتے چونکہ یہان تو ہنگامہ آرائی کا ارادہ ہی نہ تھا
معرکہ آرائی کی کبھی عزیمت نہوتی نہ حق گوئی اور نکوہش بدکاری مین دریغ ہوتا۔ اور آزردہ دلون کی پرسش
جوئی مین توجہ ہوتی اسی حال مین خداوند تعالی نے اولاد سعادت نہاد عطا فرمائی۔ اگرچہ ہمیشہ گفتگوے
علمی کا مشغلہ تھا۔ مگر دانشہاے حقیقی کا اظہار کم کرتا تھا۔ جسوقت حضرت جنت آشیانی کے قدم مبارک
شہر مین آئے چند توانی اور ایرانی بھی پدر بزرگوار کے حضور مین پہونچے اور انجمن دانائی کو رونق تازہ ظاہر ہوئی
ہنوز اس ہنگامہ نے بخوبی گرم بازاری ظاہر نہ کی تھی کہ سخت حادثہ ہوا۔ ہیمون نے خیرگی شروع کی۔ نیکان زمانہ
گنج نشین ہوئے سفر ناکامی پیش آیا مگر پدر بزرگوار اوسی گوشۂ عزلت مین مقیم رہا اور بتائید الٰہی ہیمون نے
کار دیدہ لوگون کو بھیجکر معذرت کی اور انکی سفارش سے اکثر لوگ تنگنائے غم سے رہا ہوکر بزمگاہ شادی
مین گرم خرام ہوئے اول سال جلوس شاہی مین قحط سال عظیم ہوا۔ وہ معمورہ بالکل خراب ہوا بجز چند گھر
کے اثر آبادی مفقود ہوا آگرہ بلاد ہندستان مین یہ بلا ظاہر ہوئی مگر پدر پیر دین پر ثابت قدم رہا۔ راقم
شکر فنامہ اوسوقت پانچ برس کا تھا اور آگہی اسقدر پیش طاق بینش چمکتی تھی کہ گفتگو مین نہین آسکتا۔
یہ سب سانحہ بہت عمدہ طور پر یاد ہے غرضکہ اس انقلاب مین ستر آدمی مرد اور عورت اوس کاشانہ مین باقی
رہے۔ برادران زمانہ کو فراخی حال اور نشاط درویشان سے حسرت تھی کیمیاگری اور سحر طرازی کا گمان کرتے
تھے کبھی سیر بھر غلہ ملجاتا اوسکو مٹی کی دیگون مین اوبال کر اوسکا آبجوش اس جماعت مین تقسیم ہوتا تھا
تعجب یہ کہ غم روزی نہ تھا۔ اور سواے اندیشۂ پرستش ایزدی کے کوئی بات دلمین نہ آتی تھی۔ آخر رحمت
ایزدی ظاہر ہوئی اور نیزۂ اقبال شاہی آیا۔ جہان نے معدلت روز افزون سے روشنی پائی بارگاہ خرد
کی آرایش ہوئی اسباب آگاہی کی گران قیمت ہوئی گوناگون لوگون نے خزینۂ عقل سے فوائد بیکران
حاصل کیے اور اوس نورانی سرشت کا خلوتکدہ مجمع دانایان ہفت کشور ہوا اور سخن بلندی گرا ہوا جسوجہ سے
افسردہ ہوئے اور بدگوہرون کی ناتوان بینی نے افزایش پکڑی۔ مگر والد بزرگوار اوسی اپنے آئین
سرگرم رہکر راہ و رسم مین مصروف تھے اب لوگون نے یہ اختیار کیا کوئی مہد و یہ تبلاتا اور اپنے گفتار

گفتگوے پریشان سے قصہ بناتے اور سادہ لوحان روزگار کو مغالطہ دہی کرتے — اور حال تباہ سے دل آزاری مین تگا پو کرتے — اور انکی نباہ بسیمی کی دست آویز شیخ علائی ہی — ہندوستان مین ایک گروہ ہی جو میر سید محمد جونپوری کو مہدی موعود جانتے ہین اور اسی بحث مین مبالغہ کرتے ہین — علم و عمل اور تہذیب اخلاق اگنے نصوص کو فراموش کرکے اس مذہب مین غور کرتے ہین اور سلیم خان کے زمانہ مین ایک شخص شیخ علائی نام ظاہر و باطن آراستہ اس گروہ مین تھا اور اس شہر مین براہ تدویر پدر بزرگوار کے دیکھنے کو آیا — اور پیوند عنصری کے توڑنے مین ہنگامہ آرائی ہوئی — اور سجل درست کی — پدر بزرگوار نے ان سے موافقت کی — اور عقل و نقل کو انکا معاضد بنایا — مرزبان ہندوستان کے حضور مین ہنگامہ آرائیان ہوئین — اور اندیشہ بتاہ سے کوشش کرنا شروع کین — مسند آرای حکومت نے دانشمندان زمانہ کو فراہم کیا — اور حکم شرع کی جستجو مین تگا پو اختیار فرمایا — اور پدر بزرگوار کو بھی اوس انجمن مین طلب فرمایا جسوقت ان سے دریافت کیا برخلاف اور لوگون کے جواب پایا — اوسوقت سے اون لوگون نے دشمنی پر کمر مضبوط باندھی اور اس معاملہ مین کہ وجود مہدی کا خبر احاد سے ہی بعض عناد چندان کوشش کی کہ اوسکا نام بنام ہذا اور چند بدگوہرون نے آئین شیعہ کا وہم کرکے راہ نکوہش ظاہر کرنا شروع کی اور یہ نجانا کہ بہجانتا اور بات ہی اور قبول کرنا اور ہی ہیچ اسی زمانہ مین ایک شخص کو جو سادات عراق سے یگانۂ روزگار تھا — اور علم عمل رکھتا تھا تہمت لگائی — اور توجہ شاہنشاہی سے اوسکے دامن حال تک انکا ہاتھ نہ پہونچ سکتا تھا — ایکروز محفل بادشاہی مین ظاہر کیا کہ میر کی پیش نمازی روا نہین ہی کیونکہ اوسکی گواہی مردود ہوتی ہی — پس اوسکا اقتدار کیونکر لازم ہی اور چند روایات حنفیہ گذشتہ زمانے کی بطور شہادت بیان ہوئین کہ اشراف عراق کو شاہد نہ سمجھا چاہیے — آخر میر مذکور کا روشوار چونکہ رابطۂ اخوت رکھتا تھا حقیقت حال کو ظاہر کیا پدر بزرگوار نے تسلی کی — اور بدسگالون کی گفتگو پر دلیر کیا اور اوس نقل کے جواب مین فرمایا کہ وہ لوگ اوسکے معانی نہین سمجھتے ہین جو کچھ کہ کتب حنفی سے بیان کیا ہی عراق کی مراد عرب سے ہی نہ عراق عجم سے کتنی جگہ اس معانی پر تصریح ہوئی ہی اور اشراف اور اشراف و اشراف کے معانی مین تمیز نہین کیا جو کہ مراد امرا اور کشتکار وغیرہ سے ہی تیسرے اوساط جسکو محترفہ اور اہل بازار پر منحصر کیا ہی — چہارم ادنے لوگ جنکا مرتبہ انہون تک نہین پہونچتا ہی مانند پاجی اور ہرزہ گرد لکھا ہی تاکہ بروقت نکوئی کے کیونکر سلوک کیا جاوے اور ہر ایک کی بدکرداری کا بدلہ کیونکر دیا جاوے اور سچ ہی اگر ہر ایک بدکنندہ کو کیفر دیجاوے تو شاہراہ معدلت سے دور ہی میر اس آگہی سے خوش ہوا — اور گوناگون نشاط کرکے اوس نوشتہ شیخ کو اپنی پاکدامنی اور لوگون کی ناشناسائی کی شہادت پر یارون کی نظر مین پیش کیا

وہ لوگ حیران ہوئے جب اوسکین پدر بزرگوار کی دانائی معلوم ہوئی حسد سے برافروختہ ہوئے اور اسطور پر چند مرتبہ پدر بزرگوار کی یاوری ظاہر ہوئی سبحان اللہ باوجودیکہ گروہا گروہ مردم یقین رکھتے ہین کہ کوئی ایسا مذہب نہین ہی کہ کوئی امر خلاف اوسمین واقع نہوا ورنہ اسقدر بطلان آمود اور باوجود اس بات کے اگر کسی ایک شناسا سے کسی مسئلہ مین برخلاف آئین اپنے کو تحسین کرے اوسکے سر کو نہین پہونچتے اور اوسکی عداوت کمر باندھتے ہین اور بعد درازی سخن کے اوس نکوہش سے باز رہکر تشنیع سے مضرت کرتے ہین لیکن حمایت الہی سے ہمیشہ شرمساری اور خجالت ہی کو ہمیشہ اونکو غم اور کدورت پہونچتا مگر حسد و بدگالی سے باز نہین آتے تا آنکہ نیرنگی زمانہ اور بوالعجبی روزگار نے نقش تازہ دکھلایا — اور تفرقہ عظیم برپا ہوا چودھوین سال سے آخر تک مطابق ۹۷۷ ہلالی پدر بزرگوار گوشہ عزلت سے برآمد ہوئے اور عجب عجب سختیان نازل ہوئین تھوڑا سا حال یہ ہی اگر ہمیشہ زنبور خانہ حسد سے سورش اوٹھتی اور مار سوراخ دشمنی کا جوش مین تھا — اور شب چراغ دوستی بے فروغ ہوا تھا نیکان روزگار نے بدی پر دل باندھا اور دروازہ بیگانگی کا کھولا تھا جیسا کہ گستاخ گذارش ہوا لیکن اندنون مین کہ مایہ دانش نے بلندی پکڑی اور بزرگان روزگار نے شاگردی قبول کی اور ہنگامہ مردم نے گرم بازاری کی اور پدر بزرگوار موجب اپنے آئین کے خواہے نکوہیدہ ظاہر کرتا اور دوستون اور ہواخواہون کو اوس سے باز رکھتا علماے زمانہ اور مشایخ روزگار حوادث شجستہ کو اپنے عیوب کا آئینہ جانتے تھے تباہ سگالی اور چارہ اندوزی مین بیٹھے اور اپنے کو بیمار تباہ اندیشون کا بنایا اور باخود یہ کہا اگر کچھ بھی ذہن نشین بادشاہ وقت ہو تو ہمارے پرانے اعتبار کا کیا حال ہوگا اور انجام کار کیا ہوگا پس اس خیال سے کینہ وری اختیار کی بہتان اور افترا پردازی اختیار بہتان بیانی اور حیلہ اندوزی کی باتین کرکے اکثر نزدیکان درگاہ ہمایون کو اپنی طرف رجوع کرلیا بعض بدگوہرون کو پیرایہ تعصب دینی سے برافروختہ کیا اگرچہ مدت سے یہی حال تھا لیکن بروقت مین حق گذاران سعادت آمود کی یاوری سے انکی بازار سرد ہوجاتی تھی اسوقت مین کہ وہ گروہ راستی پیشہ محو ہوے اور خوشامدی سردفتر باریابان بزم ہمایونی مقرر ہوئے تباہ پرستون نے موقع پایا ایک مرتبہ والد بزرگوار ایک دوست خدا کے مکان پر گیا تھا اور راقم بھی ہمراہ تھا کہ وہ رعونت فروش غرور افزا بھی اوس انجمن مین حاضر ہوا اور باتین شروع کین — مجھے دانش اور شباب کی مستی سر مین تھی اور مدرسے سے جاے معاملہ مین ایک قدم ہی خالی کا اتفاق ہوا تھا اوسکی بیہودہ گوئی سے میری زبان کھل گئی اور یہان تک گفتگو نے طول کھینچا کہ اوزار مناظرہ اور دیکھنے والون کو حسرت ہوئی — اوسدن سے نادانی کے انتقام سے گو ہمت مضبوط کی اور اوس گروہ شکستہ امید کو بھی تیز تر کیا پدر بزرگوار ان کے کید سے بیخبر اور مین بھی اپنی مستی مین سرشار رہا —

اول اون بید بنیان دنیا پرست نے مانند سالوسیان حق گذار کے حق گذاری اور دین آرائی مین متوجہ ہوکر مجلسین
کرنا شروع کین جسوقت خدیو عالم نے خیر سگالی اور نیک اندیشی معاملہ کیش اور دانش اور داد ایسے گروہ نیک اطہر کی
کھلی ہو۔ اور خود بیمو جب نے چادر پہنے ہو حق گویان راستی منش کے بازار کا سد ہوگی اور دلق سازان
ناداں اور مرزبان دولت اون سے موافق ہوکر یکدو ہونگے۔ اور بعض کی گرم بازاری ہو یہ وہ محل ہو
کہ خاندان کے خاندان برباد ہوجائین اور ہر ایک کی عزت خاک مین ملجاے غرض کہ اسی تعصب مین ان
بید مینون نے باہم شریک مشورہ ہوکر محفلین کین ایک شخص کو جو دورویہ دہ دل اور افسون نیرنگ کا
ہاروت جو اپنی مکاری سے بدبزرگوار کے دانش گاہ درس مین پرورش پائی ہونے تہا اور اوس
گروہ ناراست سے یکتا دل رکھتا تھا اونھون نے پیدا کیا اور ضد آزاری کا افسون اور بیہوشی کا جادو اوسپر
دم کردیا اور نصف شب کو اوسے بھیجا۔ وہ شعبدہ ساز نیرنگ کار اوس شب تارمین لرزان و گریان
صورت بنائے بڑے بھائی کے خلوتکدہ مین پہونچا اور اوس سادہ لوح کو نے آرام کیا خلاصہ اسکی باتون کا یہ ہو
کہ بزرگان زمانہ مدت سے دشمنی رکھتے ہین چنانچہ آج انھون نے ہجوم برپا کیا اکثر ارباب علم کو شاہد اور اکثر دن
کو مدعی قرار دیا ہو ان باتون کو عمدہ طور سے بیان کیا کہ سب جانتے ہین کہ ان لوگون کو بارگاہ مقدس مین
بہت کچھہ اعتبار ہو اور اپنی گرم بازاری مین بہت کچھہ سرفراز ہین لوگون کو درمیان سے اوٹھا دیا۔ اپنی
زبردستیان ظاہر کین اسوقت میرا ایک ہمراز اوسی مجلس صلاح مین حاضر تھا جیو ہمین اوسنے خبر دی۔
بیتاب ہوکر آپکی خدمت مین دوڑا آیا ہون مبادا صبح ظاہر ہوجاے۔ اور کارچارۂ تدبیر سے بیکار رہے اسوقت
راے ہو کہ اسیوقت بلا اطلاع احدے شیخ کو کسی گوشہ مین لیجائیے اور چند روز ترکتاز رکھیئے تاکہ دو
برسرکار ہون اور پادشاہ تک حقیقت حال پہونچے۔ اس کیفیت کے سنتے ہی اوس نیکذات کو واہمہ نے
آدبایا اور بصد بیتابی خلوتگاہ شیخ مین حاضر ہوکر سارا ماجرا بیان کیا۔ فرمایا ہرچند دشمن چیرہ دستی کرین
مگر خدا آگاہ اور شہریار دانا ہو اگر چند بے دین و دیانت گروہ کو حسد نے آرام کیا ہو درست ہمیشہ گل خندان
اور دروازۂ پرسش کا بند نہین ہو۔ اور نیز اگر سر نوشت ایزدی ہمارے آزار پر نہین اگر تمام دنیا ہجوم کرے
تو بھی کچھہ آزار ہمکو نہ پہونچے گا۔ اور اگر اوسی جہان آفرین کی یہ خواہش ہو تو ہم بکشادہ پیشانی
جانفشانی کو تیار ہین۔ چونکہ عقل تو دور ہوئی تھی اور غم زیادہ تھا حقیقت طرازی کو افسانہ سرائی اور
شور انگیزی کو سوگواری سمجھکر ہنسکر بھیجا اور ڈھکر چلا یا اور کہا کہ معاملہ کی بات اور ہو اور داستان اور تصرف اور اگر آپ نہین چلتے
تو ہم اسی وقت قاصد ہین آپ کو اپنا اختیار ہو ہین خود روز نامچہ نہ دیکھونگا۔ پیوند بیزی اور رضا
جوئی سے اوسکی خواہش کو قبول فرمایا اور بموجب حکم اوس پر نورانی کے راقم بھی بیدار ہوا۔

ناگزیر اوس [illegible] رسہ تن پیادہ چل کھڑے ہوئے نہ کوئی راہبر نہ چلنے مین پیر مضبوط سے
پدر بزرگوار نیز نگی [illegible] خاموش تھے مگر ہم دونو بھائی جو اوسوقت مین ملکداری اور معاملہ کاری مین اپنے
سے بڑھکر دوسرے کو نسمجھتے تھے مقام پناہ کے جو یا ہوئے جو وہ کہتا ہم ناپسند کرتے اور جو ہم کہتے وہ منظور نظر
ابیات دشمنان دوست لیکن برادر دو دوستے میزبان نمی یابم یک جان آدمی نمی بینم - مردے
درمیان نمی یابم ہم بد شمن درون گریزم زانکہ یاری از دوستان نمی یابم لاچار بہزاران نگاہو ایک ایسے
شخص کے مکان پر پہونچے جسکی حقیقت منشی بھائی کی نگاہ مین جمتی تھی اوسنے جیون ان بزرگوارون
کو دیکھا بیدل ہوگیا اور اپنے باہر نکلنے سے پشیمان ہوا اور ششدر رہوکر چارناچار ایک مقام آرام تجویز کردیا
جسوقت اوس شوریدہ مکان مین پہونچے وہ مکان اوسکے دل سے زیادہ پریشان تھا طرفہ اندوہ و عجب
حال ہوا بڑے بھائی نے مجھپر غصہ کیا فرمایا کہ باوجود فزون شناسائی کے غلطی کی اور تو نے اول سے اسے
سمجھا تھا - خیر اب چارۂ تدبیر کیا ہی کہان پر آسایش ملنا ممکن ہوگی اسکے جواب مین مینے عرض کیا کہ
ابھی کچھ نہین ہوا لوٹ کر اپنے خلوتکدہ کو چلیے اور مجھے نایب بنائیے یقین ہی کہ زمانہ کی چادر اوڈھ جائے
اور گروہ سررشتہ کی کشود ہو پدر بزرگوار نے آفرین فرمائی اور میرے کہنے پر معاودت کو آمادہ ہوا مگر
بھائی کو یہ راے نہ بھائی فرمایا کہ تجھے اس سرگذشت مین ذرا خبر نہین اور اس گروہ کی مکاری سے
کچھ بھی آگاہ نہین ہر نفس اس ذکر سے درگذر اور باتین راہ کی کہو - باوجودیکہ بارہا آزمایش مین کبھی کام
فرسائی ہوئی نہ تھی - لوگون کے سود و زیان کا امتحان نکیا تھا مگر بالقاے الٰہی ایک شخص کا خیال گذرا
اوسی کو ظاہر کیا کہ اب اوپر پیشگاہ باطن کے آیا ہی کہ اگر کام دشوار نہو تو یہ شخص ضرور یاوری کریگا -
لیکن بروقت سختی کے دشوار ہی کہ مدد کرے چونکہ زمانہ تنگ تھا دل پریشان اوسیکے طرف چلے غرض کہ
یہ ساری نیرنگیان افتاد وقت کی دیکھتے ہوئے صبح صادق کے قریب اوسکے مکان پہونچے اوسنے آگاہ ہوکر
بڑے تپاک سے عمدہ مکان خلوتخانہ آراستہ تیار کردیا آخر دن پر آرام کیا گیا دو روز کے بعد خبر ملی کہ حاسدون
نے اپنے دلی ارادہ ظاہر کردیے یعنی اوسی پہلی شب کے صبح کو اول بادشاہ سے ایسا عرض کیا کہ خاطر عالی کو
مشوش کردیا بارگاہ خسروی سے حکم ہوا کہ مہمات ملکی اور مالی بلا صلاح انھون کے صورت استصواب
نہین رکھتے یہ کام ملت اور مذہب کا ہی سرانجام اسکا انہین سے مخصوص کیا جاوے اور محکمۂ عدالت
مین طلب کیے جاوین اور جو کچھ شریعت غرا کا حکم ہو اور جو کچھ اکابر زمانہ قرار دین تعمیل کرین -
سرہنگان بادشاہی کو اوبھار کر طلب مین روانہ کیا چونکہ حقیقت حال سے آگاہ نہ تھے سراغ لگانے مین
بڑی کوشش ظاہر کی بدکاران شریر کو ہمراہ کیا جب گھر مین پنہا یا گفتار بیفروغ کو بانہ دھکر گھر کو گھیر لیا

اور شیخ ابو الخیر راقم کے بھائی کو جو اوس مکان مین تھا حاضر دربار کیا - اور ہم لوگون کے اخفا کی داستان بڑی اثبات سے بیان کی - اور ہمارے چھپنے کو اس بیان پر حجت پیدا کیا بدائع تائیدات آلہی دیکھے بادشاہ نے اونکے ہجوم اور طرز تقریر سے جو ابدیا کہ یہ تمام سخت گیری ایک درویش گوشہ نشین اور دانشمند ریاضت کیش کے حق مین عبث ہی تمھارا کلام بیہودہ ہی شیخ مدت سے سیر کو جایا کرتا ہی آب بھی کہین تماشا کو گیا ہوگا اس بچہ کو کیون پکڑ لائے ہو - اور اوسکی حویلی کیون قرق کی ہی فورا اس خرد سال کو رہا کیا اور گھر سے بھی پہرہ اوٹھہ گیا لیکن چونکہ کسیقدر ناکامی باقی تھی وہ لوگ چیرہ دستی کرتے تھے اور مختلف خبرین پہونچایا کرتے تھے - مگر اونکا اعتبار نکرکے وہ لوگ اوسکی چھپانے مین ساعی تھے اور اس خیال مین ہوئے کہ آج یہ لوگ بیخانمان ہوئے ہین انکا چارہ کار ضرور ہی اور سیہ دروغان تیرہ عقل کو آمادہ کرنا چاہیے کہ جہان سراغ پاوین انکا نشان بتاوین تاکہ مبادا اس ماجرا سے آگاہ ہوکر دردولت تک آوین اور اپنی بازار گرم کرین اسی بنابر بادشاہ کا خواب مخفی کرکے کلام وحشت آمزکا اشتہار دیا آشنایان سادہ لوح جسکے سننے سے بیمناک ہوئے ایسی ایسی نئی نئی افواہ اوڑائی کہ لوگون کو اندیشہاے دور دراز ہوئے اور یاری سے ہاتھہ اوٹھایا جب ایک ہفتہ گذرا جہان ہم لوگ تھے اوس گھر کے مالک نے بھی مددگاری سے پہلوتہی کی اور اوسکے عذر مین طرز آشنائی سے روگردانی کی اندیشہ عظیم نے دلمین جگہہ پائی مینے کہا کہ مین ماجراے دربار سے خود اسقدر جانتا ہون کہ داستان اولین سچی ہی ورنہ بھائی کو کبھی رہائی نہوتی - اور نہ لوگ محاصرہ خلوتخانہ سے اوٹھتے یہ خیالات سخت جو دلمین پیدا ہوتے ہین ظاہر کچھہ نہین ہین جسوقت کہ مقام امن مین ہر زہ برائی سنتے تھے عمدہ عمدہ لوگ فریب کھاکر عداوت پر نہ اوٹھتے تھے آج اگر مانند صاحب خانہ کے دہشت ناک ہو تو کیا تعجب ہی اور اگر در پی گرفت دگر ہوتا تو کچھہ بھی تغیر ظاہرداری مین پیدا نہوتا اور ذرا بھی توقف نکرتا تحقیقا بدکارون کی افواہ نے اسے اندیشہ مند کیا ہی آخر ہمنے چارہ گری سے مدد لی آخر ایک رات پہلی شب سے زیادہ سیاہ تر پیدا ہوئی اور میری شناسائی اولین اور داستان حال پر تحسین [illegible] اور مجھے موقعہ مصلحت کار سمجھا میری خرد سالگی سے آنکھہ چھپائی اور عہد کیا کہ برخلاف تمھارے رات کی گنتی نکرینگے جسوقت شام ہوئی نزار دل سے اوس گھر سے نکلکر رہ سپر ہوئے نہ کوئی یاور تھا نہ کوئی جائے پناہ دکھائی دیتی تھی ناگاہ اوسی دیوسار ظلمت مین ایک چمک سی ظاہر ہوئی ایک شاگرد کا مکان ظاہر ہوا کسیقدر آسایش ملی ہرچند اوسکا مکان تنگ تر اوسکے دل سے تھا اور اوسکا دل سیاہ تر - شب اولین سے تھا لیکن کسیقدر آسودگی ملی اور نے سرد ہاکی سرگرانی سے آرام ملا آخر بعد دواد دش بسیار خبر ملی

مگر جب آسایش کا ٹھکانا نہ لگا جاوے یا کہ بہترین دوستان اور دیرین ترین شاگردان اور محکم ترین مریدان نے اس چند روز زمین پر تو ڈالا اکنون مصلحت وقت یہ ہو کہ اس شہر نفاق بہر سے باہر چلیں اور ایسے ناشناسا لوگون سے علحدہ ہون شاید کہ کنج خلوت پدید ہو اور گرمی ہنگامہ ہماری یگانگت مین آمادہ ہو اور اوسی پاس رہکر قہر و لطف کا اندازہ کیا جاے اگر گنجایش ہوگی چند خیر اندیشون کے توسل درمیان مین لائے جاوینگے اور فراخی زمانہ سے اہتمام کیا جاوے اگر وقت یاری اور زمانہ مددگاری کرے پھر رجوع خیر سے ہو جائیگا ورنہ وسعت گاہ دنیا تنگ نہین ہی ہر ایک مرغ کو سر شاخ اور گوشۂ آشیانہ موجود ہی ہمیشہ کے واسطے رزق اسی شہر مین مقرر نہین فلان امیر کے شہر مین ہو پہنچکر خیرے آسایش پذیر ہوا چاہیئے اوس شخص کا روزنامچۂ احوال دیکھا اور بوے محبت اوسکے مشاہ عقل و اندیش سے معلوم ہوتی ہی۔ حالا ہر ایک سے امید منقطع کرکے اوسکے پاس چلنا چاہیے تاکہ کسیقدر وہان پر آرام ملے اگرچہ دنیا داردن کی آشنائی کا مدار اور آشنائی نہین ہی الا اسقدر ہی کہ اوسکو پرانرش اسی آدمیون سے نہین ہوئی برادر گرامی نے تغیر لباس کرکے قدم راہ مین رکھا اور اسی طرف رغبت کی وہ شخص اس آگاہی سے خوش ہوا اور بکشادہ پیشانی مقدم کو مغتنم سمجھا چونکہ روز خوف تھا چند یزک ہمراہ لایا کہ راستہ مین کسیطرح کا گزند نہ پہونچے اور بدگوہران ناعاقبت اندیش کے قید نہو جاوین آدھی رات کو اوس سردست آگاہ دل کی خوشخبری ملی۔ آسودگی کا نوید سنا اور وہی لباس بدل کر روانہ ہوئے اور مختلف طور سے اوسکے خیمون تک پہونچے اوسنے بڑی خوشی ظاہر کی اور بہت خدمتین بجا لایا پندے استراحت ہوئی ناگاہ اول سے زیادہ شورش پیدا ہوئی یعنی اوس مرد کو درگاہ مین طلبی ہوئی وہ اس خبر سے زیادہ تر بیہوش ہوگیا اور ورق آشنائی بالکل پلٹ دیے آخر ایک شب اوس مکان سے نکلکر ایک دوست سے جا ملے اوسنے پہونچا غنیمت جانا مگر اوسکی ہمسایگی مین ایک بدسرشت رہتا تھا اس بات سے ہمکو بڑی حیرت ہوئی غرض کہ جب لوگ گرم خواب ہوئے ہمنے مطلب اصلی کیطرف قدم اوٹھایا ہر چند خیال دوڑایا کوئی مقام آسایش نظر نہ پڑا ناچار دل پرآشوب اور خاطر غم آمود دوبارہ اوسی منزل پر پہونچے تعجب زیادہ تر یہ ہی کہ لوگ ہمارے اوس منزل مین پہونچنے سے آگاہ ہوئے جسوقت انھون نے آسایش قبول کی اور اوس پراگندگی سے آسایش پائی بھائی کی یہ رائے ٹھہری کہ یہان سے نکلنا بحکم توہمات ہوا مور اپنی رائے بموجب جو کچھ گزارش ہوا کہ بوقلمونی احوال کی رہنمونی ہی روش اور وضع پرستارون کی دلیل ظاہر ہی ہر چند علامات گرانی کی افزایش تھی کوئی اور چارۂ کار ظاہر نہوتا تھا جسوقت

اوس سبک سیر دراز سود اکوتاہ عقل نے دیکھا کہ یہ قباحت متنبہ نہین ہوتی اور اوسکے خیمہ کو خالی نہین کرتی روز روشن ہوتے بغیر اسکے کہ کچھہ کہے کوچ کر دیا ہم تین آدمی اوس جنگل مین افتادہ پریشان رہے اوسوقت عجب حال ہوا نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن — آشنایون سے دور دشمنون مین محصور سخت پریشانی ہوئی بہرحال کسیطرف چلنا ضرور تھا آخر اوسی طور پر وہان اژدرہین گام فرسائی ہوئی حراست الٰہی نے دشمنون کی آنکھہ مین خاک ڈالی کہ اسی سلکہ سے نکلکر ایک باغیچہ مین جا پہونچے اوسوقت گھبراہٹ سے تسکین ہوئی دفعتًا یہ ظاہر ہوا کہ چند مخبرون مین سے ادھر گذر کرتے ہین وہان سے دوادو اختیار کی یکایک کسی باغبان نے نہین پہچانا اور حال دگرگون نزدیک تھا کہ قالب تھی ہوا اور نقد زندگانی رایگان ہو اوس سعادت منش نے گونا گون مہربانی سے جاری گھبراہٹ کو رفع کیا اور وہ سادہ ہر سہ اپنے گھر لیگیا اور غمخواری کی — اگرچہ بڑا بھائی اوس کو ہمیشہ حال سے باہر نہ آیا اور دم دم مین اوسکا رنگ بدلتا تھا لیکن مجھے برخلاف اوسکے مسرت تھی اور آثار درست اوس لابہ گر کے ناصیہ سے درخشان تھے پدر بزرگوار خود بقطع آگاہی پر سر گرم خرام تھا اور بیخبری تقدیر کا تماشا کرتا کسیقدر رات گذری تھی کہ مالک خانہ دلدہی پر تشریف لایا اور کہا کہ باوجود اس دوستی کہ مجھسے کرلیتے تھے اس شورش گاہ مین کہان بسر کی اور مجھسے کیون کنارہ فرمایا — مینے جواب دیا کہ اس آشوب گہ مین کل دوستون سے دوری کی گئی کہ مبادا ہماری وجہ سے اونکو آزار نہ پہونچے یہ سنکر اوسکے بڑی شگفتگی ہوئی اور کہا اگر میرے غریبخانہ کو سرفراز نہین فرماتے تو مجھے بڑے خیالات ہونگے اور کچھہ نہانخانہ مجھے بتلائیے اور اوسکی باتون سے آثار صداقت ظاہر ہوئے آخر بموجب اوسکی خواہش کے اوسکے گوشہ مین ہم لوگ اقامت گزین ہوئے اور جیسا کہ دل چاہتا تھا صفوت کدہ ہاتھہ آیا اوسی مقام سے حقیقت نامجات اکثر سعادت منشان انصاف گزین اور آشنایان رسی اندوز کے نام بھیجے گئے ہر ایک شخص شناسائے حال ہوا اور چارہ گری شروع ہوئی ایک مہینے اور کسیقدر زیادہ وہان آرام گزین رہے اور وہ بڑا بھائی آگرہ سے فتحپور چلا تاکہ وہان پہونچکر چارہ جوئی کرے اوسکے صیغہ کو وہ تمام مہر دور اندیش ہزارون درد و غم کے ساتھہ آیا اور پیام روزگار سخت ترسنایا تحقیق کر کسی ایک بزرگان دولت نے حاسدان بدگوہر کی مکاری سے آگاہ ہوکر شورش اوٹھائی اور بغیر اسکے کہ اپنی نیازمندی اختیار کرے اور آداب بندگی بجالائے شہنشاہ عالم کی خدمت مین سخت پیش آیا اور تندی سے کہا کہ گردش سپہر آخر ہوتا ہی اور روز قیامت نزدیک ہی کہ اس دور دولت پر بدکاران شوریدہ مغز کو فراغت ہو اور مردم نیک سرگردان ہین یہ کون آئین ہی کہ مردم ہی کیا ناشکری ہی کہ ظہور

پکڑ رہی ہے یا دشاہ سردار آرام دست نے اوسکے نکوئی پر بخشایش فرما کر حکم کیا کہ یہ کسکا ذکر ہے اور کسکو چاہتا ہے کیا خواب دیکھا ہے یا الیخولیا ہوا ہے جسوقت اوسنے نام لیا بادشاہ نے نہایت آشفتہ ہوکر فرمایا کہ کل اکابران دولت اوسکے درپی ہوئے فتوا اوسکی آزار رسانی پر تیار کرائے ناحق اوسکے درپہ مین باوجودیکہ تجھے معلوم ہے کہ شیخ فلانی مقام پر ہے مگر دیدہ ودانستہ تغافل کرتا ہون اور ہر ایک کو جواب باصواب پہونچا کر خاموش کرتا ہون تو نادانی سے خروش کرتا۔ اور اندازہ سے باہر باتون رکھتا ہے صبح ہوتے لوگ جادین اور شیخ کو حاضر کرین۔ اور ہنگامۂ علما فراہم کیا جاوے۔ برادر گرامی اوسیوقت یہ شورش دیکھکر شبانہ شب یلغار کرکے آیا اور ہم لوگون کو آگاہ کیا اور بموجب قاعدۂ اول کے تغیر لباس کرکے ہم لوگ روانہ ہوئے اور بہ نسبت دیگر ناکامی کے اس مرتبہ زیادہ تر شورش باطنی افزون ہوئی۔ اگرچہ کسیقدر روشن ہوا کہ لوگ کہان تک ہمراہ ہین اور بادشاہ دولت شاہ سے کہان تک گزارش کی ہے اور غیب دان کو کیونکر آگاہی ہے لیکن پریشانی خاطر بہت سخت تر کی۔ اور بلا آگاہی اون لوگون کے صبح کو آوارگی اختیار کی۔ تورستان آفتاب اور بدگوہرون کی تاریکی اور مسالک شہر کے ہجوم اور پرسندگان نافرجام کی دھوم نے یاری کی لاچاری کی کیفیت قلم چوبین کی طاقت نہین کہ قدرے لکھے ناچار ہزار سراسیمگی کے ساتھہ ایک خزانہ مین متوجہ ہوئے کسیقدر شورش شر اور آشوب دشمن سے آسودہ ہوئے آزانجا کہ بادشاہ کی نوازش تازہ معلوم ہوئی لہذا یہ راے قرار پائی کہ چند گھوڑے فراہم کیجے اور اس ویرانہ سے اوسی شہر کو چلیے۔ اور فلان راست باز کا توسل ڈھونڈئے کیا عجب کہ اوسکے ذریعہ سے یہ غوغا کم ہو اور بادشاہ دست غالب دراز فرماوے ناچار سامان سفر کرکے تیرہ وتاریک رات کو گام فرسا ہوئے اور قریب طلوع سحر کے اوس مقام پر پہونچے اوس ناشناسا نے ہر گز اپنی جگہ سے لغزش نہ کی مگر اسقدر داستان امید وبیم کی بیان کی کہ کینے سے باہر ہے اور براہ مہربانی بیان کیا کہ اب وقت ہاتھہ سے جاتا رہا جاطر بادشاہ آزردہ ہے اگر اول سے آنا ہوتا تو کچھہ کارروائی ہوجاتی خیر اسوقت چند دنون کے واسطے ایک گانون مین گوشہ گزین ہونا چاہیے تاکہ دل بادشاہ کا نوازش گری کی طرف مایل ہو پس ایک گاڑی مین سوار کراکر اوس گانون کیطرف روانہ کردیا خیر طرح طرح کی مایوسی ہم آغوش ہوئے جب وہان پہونچے جس کسان کے اعتبار پر ہمکو اوسنے بھیجا تھا وہ غیر حاضر تھا بہرحال اوس خرابہ مین اوترے اور داروغہ کو خط پڑھایا تھوڑے ہی زمانہ مین معلوم ہوا کہ یہ موضع بھی اونھین کم بخت حسودون مین سے ہے فرستندہ نے اپنی سادہ لوحی سے ہمین ایسے خطرناک مقام مین پہونچایا ہے آخر بہزار بیتابی وہان سے باہر نکلے اور ایک اجنبی کو راہبر لیکر دارالخلافت اکبری کے کسی گانو کو راہ جہان سے آشنائی کی بو آتی تھی۔ اور اوس روز تیس کوس کی منزل طی کرکے اوس موضع مین پہونچے

اوس نیکو خصال نے مردمی کی لیکن یہ ظاہر ہوا کہ وہان بھی ایک تیرہ درون کشتکاری رکھتا ہی اس
خوف سے وہان بھی آسودگی کی نوبت نہ ہوئی آدھی رات کو بھاگ نکلے اور صبح کو آگرہ پہونچکر ایک
دوست کے مکان مین گوشہ گیر ہوئے لیکن کچھ تھوڑا ابھی زمانہ نہ گذرا تھا کہ اون خیرہ رویان خدا آزار
مین سے ایک کا نام ظاہر ہوا جو کہ ہمسایہ تھا اس خبر سے سخت تردد درپیش ہوا اور مصاحب خانہ بھی مقام
محفوظ کی جستجو مین ہمت ظاہر کی ہر گھڑی آخری گھڑی کا سا سنا تھا تا آنکہ ایک سعادت بنا دکا خیال
پیر کے دلمین آیا اور سعی اور نگاہ پوسے اوسکا پتا ظاہر کیا - اور فورًا اوسکے گھر اوٹھ گئے - اور
تشفتگی دل گوناگون حاصل ہوئی اگرچہ وہ شخص اہل باب یقین سے نہ تھا مگر سعادت سے بہرہ وافی رکھتا
تھا اور گمنامی مین نہایت نیکنامی سے بسر کرتا تھا اور کم مایگی مین تونگری کرتا تھا غرض کہ دو مہینے
اس جگہہ مقام ہوا اور اب یہ ہوا کہ ہر طرف سے یاوری شروع ہوئی اول سخنان حرافزا اور گفتار دل کو ربا سے
فتنہ سازان حیلہ جو کو راہ پر لائے بعدہ شیخ کی کوئی کے حکایات درگاہ والا مین ظاہر کیے اور بادشاہ نے
بمقتضاے دور بینی اور قدر شناسی کے جواب مہر آمود دیکر طلب فرمایا چونکہ راقم کو تعلق سے آزادی
تھی مینے ہمراہی سے انکار کیا بڑے بھائی پدر بزرگوار کے ہمرکاب درگاہ خسروی کو روانہ ہوئے اور
نوازش بادشاہانہ سے سرفراز ہوکر ہنگامۂ ادرس و خلوتگاہ تقدس کے امین منضبط ہوئے اور زمانہ نے
نیکون کا رسم ورواج قبول کیا رباعی اے شب نکنی آن ہمہ پرخاش کہ دوش با رازدل من مکن
چنان فاش کہ دوش با دیدی چہ دراز بود دوشینہ شبم با ن اے شب وصل آنچنان باش کہ دوش
اور اسی عرصہ مین پدر بزرگوار اوس مقام سے دہلی کے طواف کو متوجہ ہوئے اور مجھے بھی
مع چند مستفیدان محفل قدسی کے ہمراہ لیا اوسی سال مین کہ آگرہ مین مقام کیا تماشاے
عالم علوی مین اسقدر مصروف تھا کہ بدایع سفلی کے دیکھنے کی نوبت نہ آتی تھی یکبارگی یہ خواہش ہوئی
کہ پیوندہاے معنوی حاصل ہون ناگاہ ایک روز خواب و بیداری کے درمیان مین خواجہ قطب الدین اوشی
اور شیخ نظام الدین اولیا نمودار ہوئے اور اکثر بزرگون کی انجمن ہوئی پدر پیر بزرگوار بر سم بزرگان حفظ
ظاہری کا پابند تھا - اور نیرنگی ابریشم کی جانب متوجہ نہوتا تھا اور صوفیہ کا حال و قال جو مروج ہی
اسکو ناپسند کرتا تھا اور ایسے خوگرون پر طعنہ دیتا تھا ایسی لغزش گاہ سے سخت پرہیز کرتا اور کنارہ
پکڑتا اور بھی دوستون کو باز رکھتا تحقیقًا اس سب کو ان غنودگان شبستان آگہی نے جنھون نے اس کردار
سفر واپسین قبول کیا ہی درستی نیت اور راستی کردار سے ایسی پژدہش کی اور اس پیر روشن ضمیر کے
دل کو بھانسا اس سفر سعادت مین اکثر خفتگان اوس سرزمین کے مزارات پر گذر ہوا اور انوار گوناگون

دلمین چکے اور آکثر فینیاب ہوئے اگر سرگذشت کو مفصل تحریر کرے لوگون کی نزدیک افسانہ طرازی ہوگی تا آنکہ مجھے زاویہ تجرد سے بارگاہ تعلق مین منسوب کیا۔ اور دروازہ دولت کا کھولا اور بلند مرتبہ اعتبار کا پایا۔ حال مدہوشان حرص دیکھا میرے دل کو درد آیا اور انکی پراگندہ دلی پر بخشایش سو مجھی۔ باخود قرار دیا کہ زیانکاری ان اندھون کی ہے کہ چراغ نے نور اور نشان نے نشان ہین رستہ خاطر سے درست کار اوٹھ سکتا ہی اور اوسکی برابر بجز نکوئی کے اور کچھ نہین ہی بیاوری توفیق ایزدی اس اندیشہ مین چہرہ دست ہوا۔ اور مجھے دوسری خوشی ظاہر ہوئی۔ پدر بزرگوار وعظ و نصیحت مین مصروف ہوا۔ اور سزائے بدکاران مین اہتمام فرمایا کسیقدر افشاے راز سربستہ سے عنان کشیدہ تھا اور اوسکے جواب سے دلی نعمت شرمندگی رکھتا تھا آخرالامر لاچار ہوکر اپنی سرگذشت بیان کی اور ناسور کہن مندمل ہوا

القصہ جب رایات ہمایون لاہور مین مقیم ہوئے خاطر شاہی پدر پیر کی جدائی سے غمگین تھی۔ بتیسوین سال الٰہی سنہ ۹۹۵ ہلالی کو طلب کیا اور اوس بموجب شیخ بتاریخ تیئیسوین تیرداد ماہ الٰہی سال ۳۲ موافق شنبہ چھٹی رجب کو وہان پہونچا اور گوناگون نوازش سے سربلندی بخشی۔ ہمواره گوشۂ خلوت مین خورسندی زیادہ کرتا اور ہر ایک سے ہاتھ کھینچکر اپنے روزگار کی آوازہ نویسی مین بسر کرتا اگرچہ علوم ظاہر کی جانب سے کمتر توجہ تھی لیکن ہمواره ذات اور صفات ایزدی مین کلام رہا کرتا آزادی پسند رہی تا آنکہ مزاج قدسی نے اعتدال سے انحراف کیا ہر چند اس قسم کی علالت اکثر ہوا کرتی تھی مگر اس مرتبہ سفر آخرت ناگزیر اوسوقت مجھے طلب کرکے سخنان ہوش افزا بیان فرمائے اور لوازم وداع ظاہر ہوئے چونکہ بالکل پردہ مین سخن ہوا کرتا تھا اور مجھے صاحبدل سمجھکر رازدار کہتا تھا پس خون دل کھایا اور اپنے تئین باوجود بیتابی کے نگاہ رکھا۔ اور سات روز کے بعد بکمال بیداری اور آگاہی کے ۲۴ مرداد ماہ الٰہی مطابق ہفتدہم ذیقعدہ سنہ ۱۰۰۴ ہجری کو رحلت فرماے ملک بقا ہوئے

رحلت آنکہ فیلسوف جہان بود در جہان و دریاے آسمان معانی کشودہ بود و ثنے او یتیم مزدہ دلنشین اقرباے او و کوآدم قبائل و عیسی دودہ بود چونکہ کسیقدر حال بزرگان تحریر ہوا اب اپنا حال بیان کرتا ہی

ذکر قائل

میری ولادت ۶ جلالی مطابق سنہ ۹۵۷ ہلالی کو ہوئی ایکسال کچھ زیادہ گذرنے پر شیوہ زبانی حاصل ہوئی۔ پانچوین برس آگاہی غیر معارف ملی پندرھوین برس حصۂ دانش پدر کا گنجور ہوا اور پاے مراد گنجینۂ آرزو پر پہونچا شگفت تر یہ کہ ہمیشہ دل علوم مکتسبی اور رسوم زبانی سے شرمندہ تھا اور خوگر اوقات بہت کم سمجھتا تھا پدر بزرگوار اپنے طور پر افسون آگہی دم کرتا اور ہر فن مین

مختصر تالیف کرکے یاد کرایا اور مجھے اگرچہ ہوش زیادہ ہوتا مگر دبستان علم سے کچھ بھی دل نشین نہوتا۔ کبھی مطلق نہ سمجھتا اور کبھی مکتب شبہات مین پڑجاتا۔ اور زبان یاوری نکرتی کہ اوسکو زبان سے ادا کرتا۔ حجاب لکنت کرتا تھا اوس محفل مین رونے لگتا اور اپنی نکوہش کرتا اسی اثنا مین مجھے ایک مظاہر کونی سے علاقۂ خاطر ظاہر ہوا اور دل نے پہچانا چندروز اسی بات کو نہ گذرے تھے کہ اوسکی ہمراہی اور ہمنشینی سے جو یائی مدرسہ کی ظاہر ہوئی اور خاطر رمیدہ کو اوسطرف آرامش ہوئی اور نمیرنگی تقدیر یکبارگی میرے تئین لیگئی رباعی دردیر شدم ماحضرے آوردند؛ یعنی زشراب ساغرے آوردند؛ کیفیت او مرا زخود بیرون کردند؛ بردند مرا ودیگرے آوردند؛ حقایق حکمی اوزدقایق دبستانی نے پرتو ظہور ڈالا اور جو کتاب کہ بنظر نہ درآئی تھی روشن تر پڑھی ہوئی سے ظاہر ہوئی۔ اگرچہ موہبت خاص تھی کہ عرش تقدس سے نازل ہوئی لیکن انفاس گرامی پدر بزرگوار نے یاوری بسزگی کی۔ اور عمدہ اسباب کشایش کہنے ہوئے دس برس اور شب و روز پہچانا۔ اور گرسنگی کو سیری سے علیحدہ پہچانا اور مضوت کو صحت سے تمیز کرسکا۔ نیز نسبت شہودی اور رابطۂ علمی دوسری کوئی چیز نہ جانتا تھا۔ آشنایان طبیعت دو دو تین تین روز کے گرسنہ رہنے سے متعجب تھے۔ ابتداے حال مین حاشیۂ خواجہ ابوالقاسم کو بطول پڑھا اور جو کچھ ملا اور میسر ہوا کہی تھے۔ اور بعضے دوست مسودہ کرتے اوس جگہ پایا۔ نظارگیون کو حیرانی ہوئی۔ اور اول تدریس مین ایک حاشیہ اصفہانی پر دیکھا گیا۔ جو نصف سے زیادہ کرم خوردہ ہوا تھا اور لوگ اوسکے فائدہ سے ناامید تھے مینے کاغذ سفید لگایا۔ اور اوسکو درست کردیا اسی اثنا مین وہ اصل کتاب ہاتھ آئی جب مقابلہ کیا دو جگہ تغیر بالمرادف اور تین چار جگہ ایراد بالمقارب ہوگیا تھا لوگون کو اس تماشا سے بڑی حیرت ہوئی بیسوین برس نوید اطلاق پہونچا اور نخستین سرسبزی ظاہر ہوئی۔ اور آراستگی فنون نوبادۂ جوانی شورش افزا ہوئی اوسی وقت بادشاہ نے یاد فرمایا اور یہان ہمارا امتحان ہوا اور بڑی عزت ملی آج کہ آخر سال بیالیسوین آئی ہے دوبارہ پیوند تعلق گسستہ ہوتا ہے ؎ مرغ دل من نغمۂ داؤد نداند؛ آزاد کنید ش کہ نہ مرغ قفس ست این ؛ نہین جانتا ہون کہ کار تا کجا رسد۔ لیکن مدد ہستی سے اسوقت تک حمایت ایزدی مین ہون اور امید ہے کہ آخری نفس بھی اوسکی رضامندی مین صرف ہو۔ آزانجا کہ نعم الٰہی کا شمار کرنا بھی ایک طرح کی سپاس گذاری ہے کسیقدر لکھا ہے کہ اول یہ نعمت ہے کہ نژاد بزرگ سے ہون دوم سعادت دارین اور ایمنی زمان ہرگاہ بزرگان گذشتہ دوسرون کی معدلت پہ تفاخر کرتے ہین۔ اگر راقم بادشاہ معنی کی قوت پر نازش کرے کیا تعجب ہے۔ تیسرے طالع محمود نے مجھے ایسے عہد مین ظاہر کیا جسمین

شریف الطرفین ہون باپ کا حال تو لکھ چکا ہون والدہ کا حال کیا تحریر کرون کہ ہر وقت ستودگی اعمال سے نہایت قول و فعل کا اتفاق رکھتی تھی پانچوین سلامت اعضا اور اعتدال قوی چھٹے امتداد ملازمت ساتوین تندرستی و صحت آٹھوین منزلت شایستہ - نوین روزی سے بیفکری - دسوین رضا والدین کا شوق - گیارھوین عطوفت پدری جو ہمیشہ مبذول رہی - بارھوین نیازمندی درگاہ الوہی تیرھوین دریوزہ گری خداشناسان چودھوین توفیق مدام پندرھوین فراہم آنا کتب کا اقسام علوم مین بلاتردد سولھوین پدر عالی منزل کا ہمیشہ تحریص کرنا خیالات پریشان کے چھوڑنے پر سترھوین ہم نشینان سعادت افزا اٹھارھوین عشق صوری رہبر منزل گاہ کمال ہوا - اونیسوین بادشاہ کی ملازمت بیسوین رعونت سے باہر رہنا - اکیسوین صلح کل کا اختیار رہونا بمیامن تفضلات خداوندی - بائیسوین ارادت بادشاہی تئیسوین نے سفارش محرم راز بادشاہی ہونا - چوبیسوین برادران سعادت گزین دانشمند بڑے بھائی کا کیا ذکر کرے کہ باوجود اوسقدر دانش اور کمالات صوری و معنوی کے میری خلاف رضا قدم نرکھنا - اور اپنے تئین میری دلجوئی مین وقف گردانا تھا اور اپنی تصانیف مین میرے حق مین ایسا لکھا کہ اوسکی شکرگذاری نہین ہوسکتی ہے جیسا کہ قصیدۂ فخریہ مین کہتا ہی ؎ جائیکہ از بلندی و پستی رود سخن ۔ از آسمان سر آمد و از خاک کمترم ۔ با ایچنین پدر کہ نوشتم مکارمش ۔ در فضل مفتخر زگرامی برادرم ۔ برہان عقل و فضل ابوالفضل کردمش ۔ دارد زمانہ مغز معانی مطرحم ۔ صد سالہ رہ میان من و اوست در کمال ۔ در عمر گر ازو دو سہ سالی فزون ترم ۔ در چشم باغیان نشود قدر او بلند ۔ گر از درخت گل گذرد شاخ عرعرم - انکی ولادت سنہ ۹۶۹ جلالی مطابق سنہ ۹۵۴ ہجری مین ہوئی انکی تعریف کس زبان سے لکھون اوسکی تصانیف خود اوسکی لیاقت اور محامد کی گواہ ہی دوسرے شیخ ابوالبرکات اسکی ولادت شب تاریخ ہفتم ماہ جلالی سنہ ۹۷۵ جلالی موافق شب ہفتدہم شوال سنہ ۹۶۰ قمری مین ہوئی اگرچہ پایۂ والاے آگہی سے محروم تھا لیکن بہرۂ فراوان ہی معاملہ دانی اور شمشیر آزمائی اور کارشناسی مین پیش قدمان کی برابر ہی اور نکیدانی اور درویش پرستی اور خیرسگالی مین امتیاز وافر رکھتا ہی تیسرے شیخ ابوالخیر جسکی ولادت روز آبان دہم اسفندارمذ معاضد دوشنبہ بست و دوم جمادی الاولے سنہ ۹۶۷ جلالی کو واقع ہوئی مکارم اخلاق اور شرایف اوصاف اوراد مکی خوبی ستودہ مین بھرے ہین مزاج زمانہ سب عمدہ طور پر پہچانتا ہی اور زبان کا سچا ہی دیگر شیخ المکارم انکی پیدایش شب آذر مزد غرہ اردی بہشت سال چہارم الٰہی مطابق دوشنبہ تیسوین شوال سنہ ۹۷۶ جلالی کو ہوئی اگرچہ اول اول شورش ہوی مگر نفس کرای

پدر بزرگوار نے اوسکو جادۂ درستی کی راہ دکھلائی اور پدر عالی منزل سے اکثر معقول و منقول حاصل کیا اور
کسیقدر امیر فتح اللہ شیرازی سے استفادہ پایا امید کہ ساحل مقصود سے ہمکنار ہو دیگر شیخ ابو تراب جسکی ولادت
روز رشن ہیجدہم بہمن ماہ سال بست و پنجم الٰہی موافق جمعہ بست و سوم ذی الحجہ ۹۸۸ قمری کو ہوئی اگرچہ
اوسکی والدہ دوسری تھی لیکن سعادت نہادی اور کسب کمالات مین مصروف رہے۔ دیگر شیخ ابو الحامد انکی
ولادت روز خورداد ششم دی ماہ وسال سی وہشت الٰہی مطابق دوشنبہ سوم ربیع الآخر ۱۰۰۱ دیگر
شیخ ابو راشد انکی ولادت روز اسفندارمذ پنجم بہمن ماہ الٰہی سال سی وہشت مطابق دوشنبہ جمادی الاولے
سال مذکور کو واقع ہوئی یہ دونوں برادر خاندان سعادت اگرچہ ارقم ہین مگر آثار اصالت کے اونکی پیشانی سے نورانی
ہین پدر بزرگوار نے انکے مقدم آگاہی سے نام مقرر کیا تھا اور قبل تولد ان عزیزون کے رہگرائے جنان ہوا۔
خدا بطفیل انفاس و سن بزرگوار کے انکو سعادت نصیب کرے بڑے بھائی نے اول ہی وفات پائی خدا بخشے
پچیسوین[۲۵] پیوند کتخدائی ہندی و ایرانی و کشمیری سے رونق پذیر ہوا چھبیسوین[۲۶] فرزند سعادت نہاد نصیب ہوا۔
ولادت اسکی شب رشن ہیجدہم دی ماہ سال شانزدہم الٰہی موافق شب دوشنبہ دوازدہم شعبان ۱۰۷۹ کو واقع
ہوئی پدر بزرگوار نے اسکا نام عبد الرحمن کیا تھا اگرچہ ہندوستان نژاد ہی الا مشرب یونانی رکھتا ہی اور دانش اندوزی
کرتا ہی سود و زیان زمانہ سے بہت کچھہ آگاہ ہی۔ اور آثار نیکبختی اوسکے ناصیۂ حال سے تابان ہی اور عذر لیکہان
اوسکو اپنے کوکون مین داخل فرمایا ہی ستائیسوین[۲۷] دیدار نیرۂ شب ایران بیبی ام امرداد الٰہی سال سی وہشت
مطابق جمعہ سوم ذیقعدہ ۹۹۹ ہجری کو فرزند دلبند ظاہر ہوا بادشاہ نے اوسکا نام بیشوتن رکھا اٹھائیسوین[۲۸] دولتی
مطالعۂ کتب اخلاق اونتیسوین[۲۹] آگاہی پانا نفس ناطقہ کا مقدمات مالی اور عیانی سے سی ام یہ کہ پاک گوہری سے
بزرگان صوری کی شکوہ نے مجھے گفتار حق سے باز نرکھا اور دانش و بینش اندوزی کی رہبری نہین کی۔ اور نا
اور جاہل اور ناموس کا گرفتار ناپسندیدہ سی و یکم نے اہل دل باعتبارات دنیا سی و دوم[۳۲] توفیق لکھنے اس گرامی
کی اگرچہ آغاز اس کتاب کا محدث ایزدی ہی کہ زبان نیرنگی اقبال روز افزون سے گاہا ہون لیکن بر
الٰہی سے چشمہ سار ہی اور انہار دانش کی معدن ہی پیشکاران کارگزار کی رہنمون اور مادی ہی۔
جوانون کو اثبات دعوی اور بوڑھون کو تجارت ہی ناموس آرایان سعادت نہاد انکی روش قبول کرتے ہین
اور دیندار نامۂ اعمال سمجھتے ہین بازار گان لوگ متاع سود مستی ہین اور جان نثار مت کی تختی سمجھتے ہین
ے بکی نامۂ ساختم ترشگفت ہ کہ ہر دانشی زود توان برگرفت ہ چنان کفتم این نامۂ نغز را ہ کہ دانش
کند خواندنش مغز را ہ ان تعریفون سے مژدہ وہ پہونچتا ہی کہ خاتمہ کار نیکو ہوا اور ہمیشہ کی سعیدی
حاصل ہو اگرچہ یہ زمانہ مبارک آج مورد اضداد ہی الحمد للہ کہ ان سے روز گار کے تماشے سے بایہ نہین ہوتا

اور بندہ اور مدحت [illegible] کی حیرسگالی سے باہر نہین ہوتا ہی اور تفریح و آفرین سے کام نہین رکھتا ہی۔

اولیاے ہند

ازانجاکہ دریوزہ گر بندگان الہی ہی۔ اور اوس گروہ کی دوستی میری سرشت مین ہی۔ انکے حالات کے گزارش مین متوجہ ہوتا ہی لغت مین اولیا ولی کی جمع ہی اور اسکو ولی سے نزدیکی کے معنی لگائے ہین۔ تحقیقا معنوی قربت چاہتے ہین۔ اور ایک طایفہ ولایت کو بکسر واو تلوین مین اور فتح کے ساتھہ تمکین مین اور ایک جماعت اول کو یا یہ عاشقی اور ثانی کو معشوقی خداوند جانتے ہین اولین ولی اور دوم والی اور بعض فتح کے ساتھہ قرب اپنا کہتے ہین اور کسر کے ساتھہ اولیا اور پرانی کتابون مین بہت سے معانی لکھے ہین۔ گزیدہ یہ ہی کہ شناسایے خدا ہو اور بزرگ ہمت اوسکی بجز خدا کے اور طرف نہ مایل ہو مجھے حیرت نے لیا ہی کہ خاک ذرۂ امکان کو آفتاب کے ساتھہ اور حبوب کے کیا نسبت۔ اور نہایت بدتر کو غیر متناہی سے کیا پیوند۔ ولی میرے نزدیک وہ ہی کہ چار چیز بزرگ رکھتا ہو اور البتہ بدخوئی سے پرہیزگار ہو اور ہمیشہ کار آگہی سے نفس کے ساتھہ ہزار فتنہ فتح پائی کرے دوسرے اوسکی مکاری سے نہ غافل ہو یہ مرتبہ والا خدا کی تایید اور بخت کی رہنمائی سے ملتا ہی لیکن کبھی دم گمراہی مین مبتلا ہو اور کبھی اسکے بغیر۔ کرامی کو اولیا کرامی کہتے ہین اور اول کو قرن اور برخ بر کہتے ہین اور نخستین کو صاحب کشف المحجوب بارہ سلسلہ مین اور اسنین سے

دوکو ناسرہ [illegible] ۱ محاسبیان ۲ قصاریان ۳ طیفوریان ۴ جنیدیان ۵ نوریان ۶ [illegible] ۷ سہلیان ۸ خفیفیان ۹ [illegible] ۱۰ سیاریان ۱۱ حلولیان ۱۲ خلاجیان۔

اول گروہ کا [illegible] ابی عبداللہ حارث بن اسد محاسبی ہی ظاہر و باطن اندوختہ تھا اور شب بیدار رہتا۔ اچھی طرح جانتا تھا اوستاد وقت تھا اور خدا و خلق کا [illegible] ہوگیا اور ریا سے اجتناب ہوا اور اسوجہ سے کہ ہمیشہ اپنی روزگار ارادہ کو درست کرتا تھا اسی نام سے مشہور ہوا۔ دوسرے فرقہ [illegible] حمدون پور احمد بن عمارہ پر قصار کیا اسکی کنیت ابو صالح حضور [illegible] سے دانش پائی اور سلم [illegible] سے اور ابو تراب نخشبی و علی مغیرہ آبادی سے فیض پایا اور ابو حفص [illegible] کی صحبت [illegible] پایا کمال پایا اہل جہان نے زبان پنجارہ درازی کی ۲۷۰ھ کو [illegible] اختیار کیا۔ تیسرے طیفور بن عیسی نظامی سے نیایش گری کرتے ہین کنیت بایزید ہی انکے بزرگ سروشان نام مجوس تھا اس شخص نے [illegible] مین بزرگون [illegible] احمد خضرویہ اور بوحفص نخشبی [illegible] کا ہمسر تھا۔ اور شقیق بلخی کی ملاقات حاصل ہوئی تھی ۲۳۴ھ کو عالم علوی [illegible]

چوتھے پیر و جنید بغدادی کنیت ابوالقاسم لقب قواریری اور زجاجی اور خزازہی اسکا باپ شیشہ فروش تھا اور خز یعنی پارچہ ابریشمی بنا کرتا ایک انصاری بزرگ کے نزادمین سے ہین۔ بغداد مین سری سقطی اور حارث محاسبی اور محمد قصاب سے کسیقدر حقیقت سیکھی اور خراز اور رویم اور نوری اور شبلی وغیرہ بزرگان حق اسکی طرف نسبت کرتے ہین شیخ ابوجعفر حداد کہتا ہی اگر عقل مرد ہوتی جنید کی صورت پر ظاہر ہوتی ۱۹۰ھ یا ۱۹۸ھ یا ۱۹۹ھ کو رخت عالم ہستی سے اوٹھایا پانچوین آلشعوبہ سے سیراب دل نام اوسکا احمد بن محمد اور کہتے ہین محمد بن محمد مشہور باین لغوی اسکا باپ خراسانی ہی اور جنم بھوم بغداد وہ بزرگان والاستایش اور بلند کردار مین ہی اور سری سقطے اور محمد قصاب اور احمد ابوالحواری سے صحبت گہری ہی اور ذوالنون مصری کو دیکھا تھا اور ہمدان جنید سے سمجھتے ہین لیکن کسیقدر تمیز تر ۲۹۶ھ مین اس سرا سے گذرا۔ چوتھے بسہل ولد عبداللہ تستری کے طرف پیر ہین یہ شخص شاگرد ذوالنون مصری کا ہی۔ والا پایگاہان اس شگرف راہ سے ہی اور اقران جنید سے اسی سال کی عمر پاکی ماہ محرم سال ۲۸۳ھ مین زندگانی آخر ہوئی سالمہ محمد بن علی ترمذی کو بتاتے ہین کہ ابوعبداللہ امیر صاحب ابوتراب بخشی اور احمد خضرویہ اور ابن جلا سے صحبت رکھتے تھے اور عالم ظاہر و باطن مین چیرہ دست تھے فراوان تصانیف اور خارق عادات اوسکے لوگ بیان کرتے ہین۔ آنھین ابوسعید خراز کو جانتے ہین انکا نام احمد بن عیسے بغدادی اہل صفہ فیصون کی دوستی مین مصر گیا اور مکہ مین مجاور ہوا اور موذہ دزی کرتا تھا۔ اور شاگرد محمد بن منصور طوسی کا ہی اور ذوالنون مصری اور سری سقطی اور ابوحمزہ سیری اور بشر حافی سے صحبت رکھتا تھا اور سماوت مین کر سو تصنیف کھین نادان لوگ اوسکو کافر کہتے تھے [illegible] دنیا سے گیا۔ [illegible] کہتا ہی کہ مشایخ مین اوس سے بڑھکر کوئی [illegible] ابوعبداللہ محمد بن خفیف سے درریوزہ کرتے ہین اسکا باپ شیرازی ہی شاگرد شیخ ابوطالب [illegible] صورت و معنی کا تھا خزرج بغدادی اور رویم کو دیکھا اور مالکانی اور یوسف بن حسین رازی اور ابوتراب مالکی اور ابوحسین نرین اور ابوحسین دراج وغیرہ بزرگون کو دیکھا تھا اور فراوان تصانیف رکھتا تھا سنہ ۳۳۱ھ کو خواب پیش مین مصر [illegible] ابوالعباس سیاری ہی قاسم [illegible] مزوری کا [illegible] ابوبکر واسطی کا شاگرد علوم ظاہر و باطن مین سمجھے اور کردار مین والا پایگاہی [illegible] کی سنہ ۳۲۲ھ مین [illegible] گیا ہوا گیا ہوین سرگروہ انکا علمان [illegible] ہر بار ہوین سرچشمہ [illegible] طالب فارس کا ہی اور اصحاب حسین بن منصور حلاج بغدادی اور یہ سوای حسین منصور مشہور سے ہی اور

دو زبان پر طنز کرتا ہی — ہندوستان مین چودہ سلسلہ بتلاتے ہین اور اوسنے چودہ خاندان ٹھہرائے ہین اور اون دوازدہ مین سے سوائے طیفوریان اور جنیدیان کے اوجہیان ۲ طیفوریان ۳ کرخیان ۴ سقطیان ۵ جنیدیان ۶ گازرونیان ۷ طوسیان ۸ فردوسیان ۹ سہروردیان ۱۰ زیدیان ۱۱ عیاضیان ۱۲ ادہمیان ۱۳ ہبیریان ۱۴ چشتیان کہتے ہین امیر المومنین علی کے چار خلیفہ تھے حسن حسین کمیل حسن بصری سرچشمہ سلاسل حسن بصری کو جانتے ہین اور وہ دو خلیفہ رکھتا تھا — حبیب عجمی چشمے کو فرقۂ اول نے جوش معرفت مارا دوسرا عبد الواحد بن زید حسینے پانچ اخرے باقیدنے سیرابی دل حاصل کی حسن بصری کی والدہ کنیزان ام سلمہ سے ہی نام اوسکا عمر خطاب رکھا یتیم رہا تھا اول حال مین گوہر فروشی کرتا روش ستارگی سے راہ تجرید قبول کی اور اپنے تئین ریاضت گری مین گلایا اور فرہبی معنوی حاصل کی ہر ہفتہ کو وعظ کہا کرتا اور مجلس آراستہ کرتا جب رابعہ حاضر نہوئی اوس سے موانقت نکرتا جب کہتے نہ آتے ایکپیرزن سے کسواسطے ہاتھہ اوس سے بازکھینچا ہی کہا جو غذا کہ ہاتھیون کے واسطے آمادہ ہو چیونٹیون کے کام مین نہین آسکتی اول جب عجمی سے نسبت درست کرتے ہین یر مالداروں مین تھا اور روزگار مکاری مین بسر کرتا تھا بہروزی سے کچھہ چشم دانش وا ہوگئی تھی — اور حسن بصری سے راہ پائی اور بہت سے لوگون نے اوس سے سعادت اندوزی حاصل کی اکبر خرحسن بصری چاوشان حجاج سے بھاگا اور حبیب کے صومعہ مین جا گھسا سرہنگون نے اوس سے پوچھا حسن کہان ہی اوسنے کہا صومعہ کے اندر جب تلاش کیا تو اوسکو سنپایا حبیب کی سرزنش کی اور کہا جو کچھہ حجاج تمھارے ساتھہ سلوک کرے لائق ہی جواب دیا کہ سینے بجز سچ کے اور کچھہ نہین کہا اگر تمنے ندیکھا تو میرا کیا قصور ہی یہ سُنکر پھرہ لوگ اندر جاکر ژرف نگاہی سے جویان ہوئے اور نپاکر خشمگین واپس ہوئے اور طنز گویان چلے گئے حسن باہر نکلا اور کہا اے حبیب عجب حق اوستادی آپ نے ادا کیا اسی اوستاد راست گوئی سے رہائی پائی اگر اب جھوٹھہ کہتے تو دو تو ہلاک ہوتے ایکروزرات کو اندھیلی کوٹھیاری مین اوس سے سوزن گر پڑی غیب سے روشنی چمکی ہاتھہ آنکھون پر رکھکر کہا نہین نہین ہم سوزن کو بجز چراغ کے نہین ڈھونڈھنا جانتے ہین — تیسرے فیض معروف کرخی سے لیتے ہین اسکا باپ ترسا تھا روبروے امام رضا علیہ السلام کے مذہب بدلا اور دربانی مین سربلندی پائی — اور داؤد طائی کے صحبت مین پہونچا اور ریاضت گری بجالایا اور درست بینی اور راست کرداری کی طاقت سے پیشوا ہوا — سری سقطی وغیرہ بہت لوگون نے اوس سے فیض پایا سنہ ۲۰۰ ہجری کو عالم بقا کی راہ پکڑی — اس زمانہ مین گبر و ترسا اور یہود اسکی جانب

اور ہر ایک نے چاہا کہ اپنے آئین کے بموجب اوس سے موافقت کرین مگر نہوا ہمانا صلح کل رکھتا تھا۔ چوتھے سری سقطی اسکی کنیت ابوالحسن یہ شخص بزرگ آکھان عمدہ افعال مین سے ہی۔ اور اگر برسرہ لوگون کا استاد اقران حارث محاسبی اور بشر حافی اور شاگرد معروف کرخی اسکی تعریف میری طاقت سے باہر ہی ۲۵۳ھ مین رگہرائے عالم بقا ہوا چھٹوین ابو سحق بن شہریار ہی اسکا باپ آئین زردشتی سے نکلکر اسلام لایا شیخ ابو علی فیروزآبادی سے فیضیاب ہوا۔ اور اکثر بزرگون سے ملاقی ہوا اور ظاہر و باطن کی دانش جمع کی ۴۲۶ھ مین رحلت فرمایا ہوا ساتوین علاء الدین طوسی کو آغاز کرتے ہین یہ شخص شیخ نجم الدین کبریٰ سے حق برادری رکھتا تھا آٹھوین شیخ نجم الدین کبریٰ کی بنایش گری کرتے ہین کنیت ابو الجناب اور ابو القاسم اور نام احمد بن عمر خیوقی اور لقب کبرے ہی شیخ اسمعیل قیصری اور عمار یاسر اور روزبہان سے فیض حاصل کیا۔ اور صورت و معنی کی شناسائی سے مرتبۂ عالی پایا شیخ مجد الدین بغدادی شیخ سعد الدین حمویہ شیخ رضی الدین علی لالا بابا کمال خجندی شیخ سیف الدین باخرزی وغیرہ اکثر اولیا نے اوس سے سعادت جاوید حاصل کی ۶۱۸ھ مین بزخم شمشیر ودیعت حیات سپرد مقتضی اجل فرمائی نوین شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی علم ظاہر و باطن مین بہرہ وافر رکھا بارہ واسطون مین ابوبکر صدیق رضؓ تک پہونچتا ہی اور طریقت مین شیخ احمد غزالی سے نسبت درست رکھتا ہی فراوان تصانیف اوسکی یادگار ہین۔ اور آداب المریدین کی تصنیف ہی ۵۶۳ھ ہجری مین رگہرائے ملک بقا ہوا دسوین شیخ زاجد بن زید کو کہتے ہین گیارہوین فضیل بن عیاض کو مانتے ہین کنیت ابو علی کوفی ہی اور بعض کے نزدیک بخاری ہی آئین درویشان بسر کرتا تھا اور رہزن تھا آخر نیک سرشتی سے بیدار ہوا اور عمدہ کام کرنے مین سعادت حاصل کی ۱۸۰ھ کو فوت ہوا بارہوین ابراہیم ادہم بلخی کو پیشرو جانتے ہین کنیت ابو اسحق اسکے بزرگ حوالی مین کچھ خیال رکھتے تھے ستارۂ بخت منیری درخشان ہوا سب کی طرف سے ہاتھ روک لیا۔ سفیان ثوری اور فضیل عیاض اور ابو یوسف غسولی کے ہم صحبت اور علی نگار اور حنیفۂ مرغشی اور سلم خواص کے یار تھا ۱۶۱ھ یا ۱۶۲ھ کو واقع شام رحلت فرما ہوا تیرہوین شیخ ھبیرہ بصری کو کہتے ہین چودہوین ابو اسحق شامی سے پیوند کرتے ہین اور وہ مرید شیخ علو دینوری کا ہی جب شیخ قصبۂ چشت مین پہونچا خواجہ ابو احمد ابدال جو مقدم مشایخ چشت کا ہی اوس سے تربیت پائی اور بعد ازان اوسکے لڑکے محمد نے چراغ ولایت روشن کیا اوسکے بعد خواجہ سمعانی اوسکے خواہرزادہ نے آگہی لی اوسکے بعد اوسکا بیٹا خواجہ مودود چشتی نے والا پایگی پائی ہے

اسکے بعد اسکا فرزند خواجہ احمد بھی بزرگ ہوا تحقیقا ہر دوشمار کو مقبول دست آویز ظاہر مین ہی جس گزیدہ نے کاہش نفس ذوفنون اور پرستش ایزد بیچون مین کسیقدر تازگی ظاہر کی اور اوسکے معنوی لڑکون نے بعد دیگرے چراغ آگاہی روشن کیا اوسکا سلسلہ جداگانہ لوگون نے قرار دیا ورنہ سوائے ان بارہ اور چودہ کے فراوان سلسلہ زبان زد روزگار ہی —

قادری

شیخ محی الدین عبد القادر جیلی کی پیروی مین سید حسنی ہی بغداد مین موضع جیل ہی اور بعض گیلانی کہتے ہین علوم رسمی اور حقیقی مین یگانۂ زمان تھا ابو سعید ابو الخیر مبارک سے خرقہ پہنا تھا چار واسطہ سے شبلی تک پہونچتا ہی بزرگی چال اور شگرفی کرامات اوسکی مشہور جہان ہی پس مبارک موئی اور پیران پیر انہین کو کہتے ہین خاندان قادریہ انہین سے شہور ہی ۴۷۱ھ ہجری مین پیدا ہوا اور ۵۶۱ھ ہجری مین جنت کو سدھارا

یسوی

نیاز مندان خواجہ احمد یسوی خرد سالی مین باب ارسلان سے جو کہ کار آگہان ترک سے ہی نظر یاب ہوئے جب وہ درگذرا خواجہ یوسف ہمدانی سے کمال سیکھا ترک لوگ اوسکو اتا یسوی کہتے ہین ترکی مین اتا باپ کو کہتے ہین اور اولیا کا بھی لقب ہوتا ہی خواجہ ترکستان کے کہنے سے پھرا اور رہنمائی خلق اللہ مین زندگانی کنوائی اکثر کرامات لوگ بیان کرتے ہین اور انکے چار خلیفہ نامور ہوئے منتصور اتا سعید اتا سلیمان حکیم اتا ویسے ایک معمورہ ہی ترکستان مین شیخ کا مولد وہی ہی —

نقشبندی

خواجہ بہاء الدین نقشبند سے دولت جاوید حاصل کی اوسکا نام محمد بن محمد بخاری ہی خواجہ محمد بابائے سماسی سے تعلیم پائی — اور آداب طریقت امیر کلال خلیفہ سے اوسکا خلیفہ خواجہ سماسی خواجہ علی کو قصر ہندوان کے نزدیک بارہا فرماتے تھے کہ اس خاک سے بوی مردی آتی ہی جلد قصر عارفان ہوگی تاکہ ایکدن امیر کلال کے گھر سے نکلکے اوس قصر کے پاس فرمایا کہ اب وہ خوشبو زیادہ ہی شاید کہ وہ مرد پیدا ہو ولادت خواجہ سے تین روز گذرے تھے پدر بزرگوار ماما کے لیگیا اوسنے فرمایا کہ مینے اپنی فرزندی مین لیا اور یارون کی طرف دیکھکر فرمایا کہ یہ وہی ہی جسکی خوشبو مینے پائی تھی یہ پیشوائے جہان ہوگا اور امیر کلال سے فرمایا کہ میرے فرزند بہاء الدین کی پرورش مین کوتاہی نکرنا جب کسیقدر نوجوان ہوا فرمایا تھا رالڑکا بلند ہمت ہی بدین نظر اور دروازون سے بھی دریوزہ گری کی اجازت دیتا ہون لہذا اس سبب سے فتح شیخ کے پاس جاکر فیض لیا اور خلیل اتا سے بھی بہرہ یاب ہوئے —

اور خواجہ عبد الخالق عجدوانی کی یاری سے روحانیت نے کمال کو پہونچے — اور فیض حقیقی خضر سے نصیب ہوا اور محمد یوسف ہمدانی کی صحبت — خواجہ کے چار خلیفہ تھے خواجہ عبد اللہ برقی خواجہ حسن اندقی — خواجہ احمد یسوی خواجہ عبد الخالق عجدوانی خواجہ یوسف نے شیخ ابو علی قاری سے فیض لیا اور اوسنے شیخ ابو القاسم گرگانی سے اور یہ دو آدمیون سے کامیاب ہوا جنید اور شیخ ابو الحسن خرقانی اور یہ بایزید بسطامی سے اور یہ امام جعفر صادق سے اور وہ دو جگہہ سے سعادت اندوز ہوے اول اپنے باپ امام باقر اور انہون نے اپنے باپ امام زین العابدین اور انھون نے اپنے باپ امام حسین علیہما السلام سے دوسرے اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر اور قاسم نے سلمان فارسی سے اور انہون نے ابا بکر سے کہتے ہین خواجہ بہاء الدین نقشبند کے لونڈی غلام نتھے بر وقت استفسار فرمایا بندگی اور خواجگی مین بڑا فرق ہی کسی نے دریافت کیا کہ حضرت کا سلسلہ کس سے ملتا ہی کوئی شخص سلسلہ کا میاب نہین ہوتا شب دوشنبہ تیسری ربیع الاول ۷۹۱ھ کو بارعنصری سے سبکدوش ہوا تحقیق دریافت ہوتا ہی داستان سلاسل مذہب چہارگانہ رکھتا ہی جسنے مرتبۂ اجتہاد کا پایا زیادہ اوسکے لائق ہوتا ہی اور چارگونہ رہنا اوسکا سخت نہین ہوتا پھر وہی ہو کہ اس بیان سے معذور ہو کر اکسیر کرے اور ہزارون سے ارتالیس ولیا کا ذکر کرتا ہی

بابا برتن

نصیر برندی کا بیٹا ہی کنیت ابو لرضا ہی ایام جہالت مین واقعہ تبرندہ پیدا ہوا اور حجاز گیا صلعم سے دوچار ہوا آخر جہان گردی کرتے ہوئے ہندوستان آیا بڑی مدت تک اسکے قال قیل کا اعتبار ہوا ۶۰۰ھ ہجری مین واقع تبرندہ فوت ہوا وہین پر مدفون ہی — اور شیخ ابن حجر عقلانی اور مجد الدین فیروزابادی اور شیخ علاء الدولہ سمنانی اور خواجہ محمد پارسا وغیرہ اسکے مداح ہین

خواجہ معین الدین حسن

غیاث حسن کا لڑکا سادات حسینی حسنی مین ہی ۵۳۷ھ ہجری کو واقعہ قصبۂ سنجر مین دار سجستان سے پیدا ہوا پندرہ برس کے سن مین اسکا باپ درگذرا اور ابراہیم قہندزی خدا رسیدہ کی نظر اسپر پڑی تجلی چھاگئی رہنمائی فرمائی نیشاپور کے موضع ہرون مین خواجہ عثمان چشتی کی صحبت مین بیٹھا اور ریاضت کرنے لگا خرقۂ خلافت حاصل ہوا بعدہ شیخ عبد القادر جیلی وغیرہ سے فیضیاب ہوا جس سال کہ معز الدین سام نے دہلی فتح کی یہان آیا اور غزلت گزینی سے اجمیر چلا گیا اور بکثرت چراغ روشن کیے اور اسکی روشن دلی سے اکثر مردم شرفیاب نور حقیقت ہوئے روز شنبہ چھٹوین تاریخ رجب ۶۳۳ھ ہجری کو

رہگرائے ملک بقا ہوا دامن کوہ مین مدفون ہی ہنوز اوسکی زیارت ہوتی ہی

شیخ علی غزنوی سحوری

اسکا نام ابو الحسن باپ کا نام عثمان بن ابو علی جلابی ہی - رسوم دنیوی سے برکنار انتہاے آگاہی مین زبدہ تھا کتاب کشف المحجوب اسکی یادگار ہی اور اسی کتاب مین لکھا ہی کہ شیخ ابو الفضل بن حسن سرخسی پیرو ہمون خوابگاہ اسکا لاہور مین واقع ہی -

شیخ حسین زنجانی

فراوان آگہی رکھتا تھا خواجہ معین الدین چشتی سے لاہور مین صحبت ہوئی لاہور ہی مین مدفون اور زیارتگاہ عالم ہی

شیخ بہاء الدین ذکریا

وجیہ الدین محمد کمال الدین علی شاہ قریشی کا بیٹا ہی ۵۶۵ھ ہجری مین کوت کرور ملتان مین پیدا ہوا انکے لڑکپن مین باپ مرگیا آپ دانش مین ایران و توران کے ستیار ہوئے بغداد مین شیخ شہاب الدین سہروردی سے ارادت کی خلافت پائی شیخ فرید شکر گنج سے دوستی تھی زمانۂ دراز تک ہم صحبت رہے شیخ عراقی اور سید حسین النسبی سے فیضیاب ہوئے ساتوین ماہ صفر ۶۶۵ھ ہلالی کو ایک نورانی طلعت نے نامۂ سر مہر شیخ صدر الدین اوسکے لڑکے کے ہاتھ اندر بھیجا وہ پڑھتے ہی جان بحق ہوا اور چار کنج سے یہ آواز بلند ہوئی کہ دوست دوست سے واصل ہوا خوابگاہ انکا ملتان مین ہی -

خواجہ قطب الدین بختیار

بن کمال الدین احمد موسی ہمدرس فرغانہ سے نظر خضر سے پائی جویاے رہنمونی رہا کہ خواجہ معین الدین ہانسی مین پہونچے گذارہ کیا دو برس مین خلافت پائی سفر اختیار کیا بغداد وغیرہ مین اکر اولیا سے چہرہ افروز دعا ہوا پیر کے دیکھنے کو ہندوستان آیا چندے شیخ بہاء الدین ذکریا سے ہم آستان رہا شمس الدین التمش کے عہد مین دہلی مین آکر خواجہ سے ملا بعدہ دہان سے پھر اچار شنبہ کی صبح کو ماہ ربیع الاول ۶۳۳ھ کو رہگرائے بقا ہوا دہلی مین خوابگاہ مزار عالمیان ہے -

شیخ فرید الدین شکر گنج

جمال الدین سلیمان کا بیٹا فرخ شاہ کابلی کی نسل سے ہی اسکی پیدایش قصبۂ کتھوبوال ملتان کے نزدیک ہی آغاز برنائی مین رسمی دانش سیکھی - اور ملتان مین خواجہ قطب الدین سے ملکر دہلی مہراولی آیا ارادت دلی سے مدعا حاصل ہوا بعض کہتے ہین کہ ساتھ نہین آیا راہ سے رخصت ہوکر قندھار و سیستان کو سدھارا اور بعد دانش آموزی کے دہلی آیا اسنے سخت آویزش نفس کے ساتھ کین اور آخر کو فتح

خواجہ قطب الدین نے بروقت رحلت جب کہ قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی وغیرہ بزرگ جمع تھے فرمایا کہ خرقہ وغیرہ جو اوسکے مرشد سے ہوں شیخ کے سپرد کرین — اس آگہی کو پاکر قصبۂ ہانسی سے دہلی مین آیا اور امانت لیکر واپس گیا اکثر لوگ اوس سے بہرہ یاب ہوئے پانچوین محرم ۶۶۸ھ بجری روز شنبہ

بٹن پنجاب مین جو اوسوقت جودھن کے نام سے مشہور تھا جان بحق ہوکر مدفون ہوا

شیخ صدر الدین عارف

بہاء الدین ذکریا کا لڑکا ہی باپ کے روبرو کامل ہوا اور فخر الدین عراقی اور حیدر سیفی سادات نے اس سے فیض پایا ۶۵۸ھ مین واقع ملتان جان بحق ہوا اور وہین اسکا مزار ہی

شیخ نظام الدین اولیا

نام محمد احمد دانیال کا لڑکا ہی غزنین سے بداؤن آیا ۶۳۳ھ مین شیخ نظام الدین اولیا کی ولادت ہوئی کسیقدر رسوم علمی سیکھے اسکا لقب نظام بحاث اور محفل شکن تھا بیس برس کی عمر مین اجودھن جاکر شیخ فرید شکر گنج سے ارادت ظاہری اوسنے خزینۂ دانش کی کلید عطا فرمائی آخر کو رہنمائی خلق اللہ کے واسطے دہلی پہونچا اکثر لوگ فیضیاب ہوئے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اور میر خسرو اور شیخ علاء الحق اور شیخ اخی سراج بنگالہ مین اور شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری اور شیخ کمال مالوہ مین اور مولانا غیاث دھار مین اور مولانا مغیث اودھ مین اور شیخ یعقوب اور شیخ حسام گجرات مین اور اور شیخ برہان الدین غریب اور شیخ منتخب اور خواجہ حسن دکن مین ہر سہ مرید اوسکے ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ھ ہجری کو جہان گذران سے کوچ فرمایا دہلی مین خوابگاہ ہے —

شیخ رکن الدین

شیخ صدر الدین عارف کا بیٹا ہی چونکہ سلطان قطب الدین شیخ نظام الدین اولیا سے سرگران تھا شیخ کو ملتان سے طلب فرمایا کہ اوسکے ہنگامے کو شکست ہو جب دہلی کے نزدیک آیا شیخ نظام الدین نے استقبال کیا قطب الدین نے شیخ سے ملاقی ہوکر پوچھا کہ مردم شہر سے کسنے پیشوائی مین سبقت کی اوسنے جواب دیا کہ ہمارے شہر مین ایسا صاحب تقریر دل آویز نہین ہوا اس گفتگو سے بادشاہ کی سرگرانی دور ہوئی

ملتان مین جان بحق ہوکر دفن ہوا ہے

شیخ جلال الدین سبزہ زی

سعید سبزہ زی کا مرید ہی بعد سفر شہاب الدین سہروردی سے ملا خلافت ملی خواجہ قطب الدین اور شیخ بہاء الدین زکریا مین بڑی دوستی تھی شیخ نجم الدین صغری جو دہلی کا شیخ الاسلام تھا اسکا عدو ہوا

ناگاہ بینی سے تہمت لگائی آخر کو شیخ بہاء الدین زکریا کے توسل سے راست و دروغ کی نمود ہوئی وہاں سے بنگالہ گیا اسکا خوابگاہ بندر دیو محل ہے

شیخ صوفی بدہنی

زہد و صوم اسکا اوڑھنا خدا کے سوا کسی سے غرض نہ تھی کہتے ہین کہ خواجہ قطب الدین مع دیگر بندگان خدا کے ایک منزل بھوکھ اور پیاس کی شدت سے ہر ایک بیتاب ہوگیا اوسوقت نیروے ایزدی سے حضرت ہر ایک کو ایک گرم کاک سونٹھ کی دیتا اور صوفی اپنے کوزۂ شکستہ سے ہر شخص کو سیراب کرتا تھا اوسوقت سے خواجہ کو کاکن اور صوفی کو بدھنی کہنے لگے خوابگاہ انکا کیتھل ہے

خواجہ کرگ

بزرگ وارستگان مین سے ہی رسمیات سے برکران زندگی بسر کرتا تھا اور ہمیشہ خرابات مین نشست و برخاست کرتا قطب الدین نے اسکے واسطے خرقہ بھیجا اور اسنے لیکر آگ میں ڈالدیا لیجانے والے نے خواجہ قطب الدین سے روبرو زبان بیغارہ دراز کی اوسنے کہا جاؤ اور واپس لاؤ تاکہ حقیقت کار مجھے معلوم ہو جب اوسنے جاکر درخواست کی خواجہ کرک نے کہا جاؤ اوس آگ سے لو لیکن اپنی ملکیت کو جو دیکھا اوس خرقہ کو مع کئی اور دلوں کے پایا اور شرمسار ہوا انکا خوابگاہ کڑہ مانکپور ہے

شیخ نظام الدین ابو المؤید

اپنے خالو شیخ عبد الواحد بن شیخ شہاب الدین احمد غزنوی سے ارادت رکھتا تھا سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین تھا خواجہ قطب الدین اوشی اور شیخ نظام اوسکا دیدار بہت مبارک جانتے تھے

شیخ نجیب الدین

شیخ بدر الدین سمرقندی کا مرید ہے جو کہ شیخ سیف الدین باخرزی کا خلیفہ اور وہ شیخ نجم الدین کبری کا خلیفہ ہے وہ بخارا سے دہلی آیا رہنمائی اختیار کی ہین فوت ہوا بعض کہتے ہین کہ وہ مع عماد الدین طبسی کے مرید اور خلیفہ شیخ رکن الدین فردوسی کے ہین

قاضی حمید الدین ناگوری

عطاء اللہ بخاری کا لڑکا ہے بخارا مین تولد ہوا معز الدین سام کے عہد مین باپ کے ہمراہ دہلی آیا ہین برس تک ناگور کا قاضی رہا یکبارگی بار تعلق سے گھبرا کر بغداد گیا شیخ شہاب الدین سہروردی کی ارادت سے خلافت پائی اور خواجہ قطب الدین سے دوستی ہوئی اور سیر حجاز کرکے دہلی آیا پانچوین رمضان ۶۴۳ھ ہجری کی شنبے عازم فردوس ہوا دہلی مین خوابگاہ ہے

شیخ حمید الدین سوالی ناگوری

شیخ احمد کا فرزند آغاز مین نکورو اور خواستہ دار تھا بڑھتی حق مین ہر طرف سے ہاتھ کھینچ لیا اور ریاضت گری مین پائے ہمت مضبوط کیا اور خواجہ معین الدین کی خدمت مین طیلسان ارادت کندھے پر لی اور بزرگ مرتبہ کو پہونچا اور سلطان التارکین لوگ کہتے ہین بست و نہم ربیع الاول ۶۳۳ھ ہجری کو ناگور مین رحلت فرمائی اور وہین پر مدفون ہوا۔

شیخ نجیب الدین متوکل

شیخ فرید شکر گنج کا برادر اور مرید ہی شیخ نظام الدین اولیا کہتے تھے کہ جب مین بدایون سے دہلی مین شیخ کی ملازمت کو آیا شیخ نجیب الدین سے ملاقی ہوکر فیضیاب ہوا۔ نہم رمضان ۶۷۸ھ ہجری مین بمقام دہلی مدفون ہوئے

شیخ بدر الدین

زادبوم غزنہ ہی ہنگام خواب مین خواجہ قطب الدین اوشی سے ارادت کی جویائی مرشد مین آزاد نہ روانہ ہوا دہلی مین مراد کو پہونچا خلافت حاصل ہوئی قاضی حمید الدین شیخ فرید شکر گنج اور سید مبارک غزنوی اور مولانا مجد الدین حرجانی ضیاء الدین دہلوی وغیرہ بزرگ اس سے بہرہ یاب ہوئے کہن سالی مین جب جنبش نہین کر سکتا تھا سننے نغمہ سے جوانون کے مانند رقص کرتا کسینے کہا کہ اس ضعف مین کیونکر شیخ ناچتا ہی جواب دیا کہ شیخ کہان حضرت عشق کا زور ہی اپنے مرشد کے پایان مین دفن ہی

مولانا بدر الدین اسحاق

سنہاج الدین بخاری کا بیٹا ہی بعض کا اعتقاد یہ کہ علی بن اسحاق کا فرزند ہی اور اوسکی زادبوم دہلی ہی ہر رسمی دانش آموزی کرکے بخارا گیا اور اجود ہن مین بستگی خاطر نے کشادیائی ارادت لایا شیخ نے خلافت اور دامادی سے سرفراز کیا خوابگاہ اوسی مقام پر ہی

شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی

محمود نام زادگاہ اودہ شیخ نظام الدین اولیا کا مرید اور خلیفہ ہی ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ کو جہان گذران سے ہاتھ اوٹھایا

شیخ شرف الدین یانی پتی

کنیت ابو علی قلندر وارستگی مین بسر کرتا تھا خود لکھتا ہی کہ چالیس برس کی عمر مین دہلی آیا خواجہ قطب الدین کی زیارت سے کامیاب ہوا۔ اور مولانا وجیہ الدین بابلی اور مولانا صدر الدین و مولانا فخر الدین نافلہ و مولانا ناصر الدین و مولانا معین الدین دولت آبادی و مولانا نجیب الدین سمرقندی و مولانا قطب الدین کی اور مولانا احمد خوانسان وغیرہ بزرگان سے درس اور فتوی کی اجازت ملی بیس برس یہ مشغلہ رہا ناگاہ کشش حقیقی نے اپنی جانب کھینچا سب دانش جاتی رہی سفر ہوا روم مین شمس تبریزی اور

مولانا جلال الدین سے جا ملا۔ جبہ و دستار اور اکثر کتاب عطا فرمائین انہین کے روبرو ہر ایک کو غرق آب کیا بعدہ پانی پیت مین آکر فارغ ہو کر یہین پر مدفون ہوا۔

شیخ احمد نہروالہ

تراوری نہروالہ جسکا نام پٹن مشہور ہی قاضی حمید الدین ناگوری سے ارادت ہوئی خلافت پائی تھہ لگی شیخ بہاء الدین ذکریا باوجود اپنی دشوار پسندی کے اسکا مداح تھا بداؤن خوابگاہ ہی

سید جلال

تبا سید محمود بن سید جلال بخاری مخدوم جہانیان کے لقب سے مشہور سنہ شب برات کو تولد ہوا اپنے باپ کا مرید ہی اور شیخ رکن الدین ابو الفتح سے خلافت پائی جہان نوردی مین امام یافعی وغیرہ سے ملاقی ہوا دہلی مین شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کو دیکھکر خاندان چشتی مین خلیفہ ہوا چار شنبہ عید قربان سنہ ۷۸۵ ہجری کو خدا سے واصل ہوا اوچہ ملتان مین آرام کیا

شیخ شرف الدین منیری

یحیی بن اسرائیل سرآمد چشتیان کالڑکا ہی گنج شکر سے فیضیاب ہوا یہ لڑکائی سے پہاڑون پر ریاضت کرتا شیخ نظام الدین اولیا کی تمنا سے دہلی مین مع اپنے بڑے بھائی شیخ جلال الدین مجرد کے دہلی آیا شیخ نے انتقال فرمایا تھا بعضو کا قول ہی کہ ملاقات ہوئی اور بموجب اوسکے فرمانے کے شیخ نجیب الدین فردوسی کے روبرو گیا اور مرید ہوکر خلیفہ ہوا شیخ شمس الدین مظفر یمنی اور شیخ بدر الدین اودہی سے جسکا نام جمال قتال بھی ہی اس سے خلافت پائی اکثر اسکے ملفوظات اور تصانیف یادگار ہین اوسمین سے اوسکے مکتوب نفس شکستی مین آمودہ ہی بہار مین خوابگاہ ہی

شیخ جمال ہانسوی

بوحنیفہ کوفی کے نسل مین ہی خطابت اور فتوی سے ہاتھہ اوٹھایا شیخ فرید گنج شکر سے ارادت لایا بلند پایگی پائی شیخ جسکو خلافت دیتا جمال مزید کی منظوری لیتا درصورت نامنظوری کہا کرتا فرزند جمال کا چاک سینا ناممکن ہی واقعہ ہانسی خوابگاہ ہی

شاہ مدار

لقب بدیع الدین کہ دمہ ہندوستانی اوسکی بزرگی بیان کرتے ہین شیخ محمد طیفوری بسطامی کا مرید خلق خدا سے گریزان تھا اکثر اوسکا جامۂ شوخکن نہوتا اور دنیا سے نملتا ہر دوشنبہ کو بارعام حاجتمندون کا ہوتا مقرر تھا کہ جب مردم آنے سے باز رہتے کوئی داستان چھیڑتا۔

اوسی جھیڑ چھاڑ مین ہر ایک کا جواب دیتا جواب پاکر نیایش کنان راہ لیتے — ایسی ہی بہت سی عجایب داستان بیان کرتے ہین سلسلہ مدارنیہ کا بھی موجد ہوا — مکن پور مین خوابگاہ ہر سال بڑے ہجوم کا میلہ ہوتا ہی ہر شخص رنگارنگ جھنڈا لیکر آتا اور نیایش کرتا — سلطان ابراہیم شرقی کے عہد مین اکثر اوقات قاضی شہاب الدین اسی سے پھر کر شرمسار ہوا —

شیخ نور قطب عالم

شیخ علاء الحق کا بیٹا اصلی نام شیخ نور الدین احمد بن شیخ عمر اسعد ہی زادگاہ لاہور اپنے باپ کا مرید اور خلیفہ ہی وہ شیخ اخی سراج کا خلیفہ تھا کسیقدر سوختگی مین والا رتبہ رکھتا تھا جیسا کہ اکثر مکتوب اور رسایل اوسکے شاہد ہین شیخ حسام الدین مانکپوری اوسکا خلیفہ ہی — نشہ ہجری مین رہگرائے عالم بقا ہوا پنڈوہ مین خوابگاہ ہے

بابا اسحق مغربی

الگانو لد دہلی جو باجی شیخ محمد کیمی کا مرید ہی چند واسطہ سے جنید کو پہونچتا ہی شیخ احمد کہتو کی تحریک کہ اوسکے ہمراہی مین دہلی آیا اپنی پرانی بنگاہ دکھلائی اور کہا بارہ برس ولیون کی دریوزہ گری کی ہی اکثر بزرگون سے فیضیابی ہوئی اور بچھم کے شہر کیم مین شیخ محمد حاجی کی صحبت سے خلافت ملی اور سلطان محمد کے زمانہ مین سمجھر دہلی آیا خواجہ معین الدین نے خواب مین فرمایا کہ کہتو مین غربت گزین ہو آخر اسیکی تعمیل مین

شیخ احمد کہتو

لقب جمال الدین واقع دہلی ششہ ہجری مین پیدا ہوا یہ شخص وہانکے بزرگ زادون مین ہی بابا اسحق مغربی کا مرید و خلیفہ ہی نام اوسکا نصیر الدین نیز نگی فلکی نے بنگاہ اصلی جھوڑا یا بعد بابا اسحق مغربی کی خدمت مین سعادت اندوز ہوا اور سلطان احمد کے عہد مین گجرات گیا اوز خورد و بزرگ نے قبول کرکے اوسکی نیایش گری کی بعدہ سفر عرب و عجم کرکے اکثر بزرگون سے ملا سرکنج احمد آباد خوابگاہ ہی

شیخ صدر الدین

ولد سید احمد کبیر بن سید جلال بخاری جو راجہ قتال کے نام سے زبان زد روزگار ہی اپنے باپ سے مریدی اور خلافت پائی اور اپنے بھائی مخدوم جہانیان اور شیخ رکن الدین الفتح سے بھی خلافت ملی سلطان فیروز اسکو نہایت درجہ عزت رکھتا تھا سنہ ۷۵۶ مین خوابگاہ

شیخ علاء الدین محمد

نبیرہ شیخ فرید گنج شکر بن شیخ بدر الدین سلیمان از بس گزیدہ امیر دشنا سی والا رتبہ تھا بعد وفات سلطان محمد نے گنبد تعمیر کرایا

سید محمد گیسو دراز

شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کا مرید و خلیفہ ہی صوبی معنوی سے آگاہی کھتا تھا موجب ارشاد پیر کے دہلی سے دکھن آیا اور خود و بزرگ دیو گیا
۸۲۵ھ میں واقعہ گلبرگہ آسودۂ خواب فنا ہوا

قطب عالم

نام سکا ابو محمد لقب برہان الدین ولد شاہ محمود بن سید جلال مخدوم جہانیان ہی ۸۰۹ھ میں تولد ہوا - اپنے باپ کا خلیفہ و مرید ہوا - اور شیخ احمد کتھو سے بھی خلافت پائی سلطان محمد کے عہد میں حسب فرمودۂ پدر گجرات آیا معنی و صورت کی بزرگی پائی -
۸۵۷ھ میں عالم بقا کو سدھارا ہستوہ احمد آباد میں مقام ہی سکے گیارہ لڑکے تھے

شاہ عالم

نام سید محمد ولد قطب عالم شب نہم ذیقعدہ ۸۷۱ھ کو پیدا ہوا اپنے باپ سے ارادت پائی درجۂ خلافت ملا ولایت پر چڑھا اسکے اکثر کرامات بیان کرتے ہیں ۲۰ جمادی الثانی ۹۱۰ھ کو سوال آباد احمد آباد میں مدفون ہوا

شیخ قطب الدین

شیخ برہان الدین بن شیخ جمال ہانسوی کا بیٹا اور مرید و خلیفہ شیخ نظام اولیا کا نیابت میں آتا اور نہ بادشاہوں سے کچھ لیتا تھا -
سلطان محمود خود جاکر ہانسی سے دہلی لایا خوابگاہ اسکا ہانسی میں ہی

شیخ علی پیرو

مولانا احمد مہایمی کا بیٹا ہی صورت و معنی کی تنا سائی حاصل کی اور حقائق کو مانند شیخ محی الدین کے گزارش کرتا تھا
بہت سے آگاہی نامہ اوسکے یادگار ہیں اور اکثر گم ہو گئے تھے -

سید محمد جونپوری

سید بڈہ اوسیکی لڑکا ہی فیضیاب بے جا نہ ہوا صوری معنوی پر چیرہ دست تھا شوریدگی سے دعوی مہدویہ کیا اکثر لوگ رجوع ہوئے
اکثر خوارق اوسکے مشہور ہیں آخر جونپور سے گجرات تک سر حشمہ مہدویہ جاری ہوا سلطان محمود اوسکی نیا شیدگی میں اوٹھا
زمانہ کی تنگ چشمی سے ہند میں نہ رہ سکا ایران میں گیا اور فرہ میں جا نگاہ ہی

قاضی خان

یوسف نام زادبوم ظفر آباد ہی شیخ حسن طاہر جسکا لقب کمال الشیخ اوسکا مرید و خلیفہ ہوا - اور وہ مرید شیخ احمد کا
ہوا جو شیخ حسام مانکپوری کا خلیفہ ہی علوم ظاہر و باطن سے آراستہ ہوا مرشد نے اپنی زندگی میں اپنے
خلفا کو اوسکے حوالہ کیا اور ہنگام وفات اپنی کے اپنے فرزند عبد العزیز کو بھی اوسے سپرد کیا
پانزدہم صفر کو آشوبگاہ دنیا سے سدھارا -

امیر سید علی قوام

زاد دوم سوانہ مرید حقیقی شیخ بہاء الدین منور شطاری کا ہی کہتے ہین شیخ فاضل شطاری سے فیض پایا اور بعض سیر کہتے ہین کہ ایک خاندان سے نسبت رکھتے ہی جونپور میں آکر سکونت اختیار کی

قاضی محمود

پور شیخ جاہلدیہ بن محمد گجراتی بریلور مین پیدا ہوا اپنے پدر بزرگوار کا مرید ہی شاہ عالم سے خرقۂ خلافت رکھتا ہی عشق او کو گوارا ہوا تھا اور اکثر سخنان دلسوز کہتا کیا یہ برس کی عمر مین فروغ حقیقی چمکا اکثر عجایب دار ستان اوسکی مشہور ہین جس سال کہ ہمایون بادشاہ بہادر گجراتی پر حملہ آور ہوا ۱۳ ربیع الاخر کو جہان بھا کو سدھارا

شیخ محمد مودود لاری

بابا نظام ابدال کا مرید ہی مولانا عبد الغفور لاری کے پاس کسیقدر رسمی دانش اندوز ہوا۔ اور اکثر دریوزہ دکھا اور غرایب علوم سے آگاہ ہوا عیانی اور بیانی فراتب خوب جانتا تھا اور عجایب علوم سے آگاہ تھا۔ اور شاہ نعمت اللہ اور شاہ قاسم انوار سے دو چار ہوا واقعہ رمضان ۹۳۰ سنہ مین فانی ہوا بانی پت مین مزار ہی

شیخ حاجی عبد الوہاب بخاری

شیخ جلال بخاری کے دولر کے تھے مخدوم جہانیان سید محمود سے ہی اور وہ نزاد سید احمد سے اور شاگرد سید الدین بخاری ظاہری باطنی سے آگاہ تھا سنہ ۹۳۲ مین واقعہ دہلی مین آسودہ ہوا

شیخ عبد الرزاق

زادگاہ جہنجہانہ شیخ شاہ محمد حسن کا خلیفہ اور مرید ہی شیخ حسن طاہر کا فرزند ہی اول رسمی دانش حاصل کی اوسکے بعد تحصیل مقصود کو بھیجا سنہ ۹۴۹ مین واقعہ جہنجہانہ مین مدفون ہوا

شیخ عبد القدوس

نزاد حنفیہ سے اپنے تئین کہلاتا تھا۔ شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبد الحق کا فرزند ہی صوری معنوی دانش سے آگاہ ہوا کہتے ہین جنت آشیانی اکثر لوگون کے ہمراہ اوسکے مکان پر جاتے تھے اور اوسکی کارآگہی سے راضی ہوتے سنہ ۹۵۰ مین فوت ہوا واقع کنکویہ نزدیک دہلی خوابگاہ ہی۔

سید ابراہیم

معین بن عبد القادر حسین کا بیٹا اور زاد بوم ایرج اور شیخ بہاء الدین قادری شطاری کا مرید ہی ہر قسم کی دانش سے بہرہ یاب ہوا اور عمدہ کام مین نے مثال تھا سکندر لودی کے وقت مین دہلی آیا۔ شیخ عبد اللہ دہلوی اور میان لادن اور مولانا عبد القادر صالون وغیرہ اوسکی بزرگی کے معترف ہوئے سنہ ۹۵۳ مین واقع دہلی جان بحق ہوا

شیخ امان

نام عبدالملک لد عبدالغفور مرید شیخ محمد حسن ہی اور مرید کے اشارے سے شیخ محمد دولارے نے دلش آموزی کی ۱۲ ربیع الآخر کو سنہ ۹۵۹ مین داقعہ ہاتی خواجگاہ میسر آیا

شیخ جمال

شیخ حمزہ کا بیٹا زادبوم ہر سو مرید پدر ہی اکثر ہدیے فیضیاب ہوا واقعہ دہر سو خواجگاہ ہی اب انجام اس داستان خضر والیاس کے بیان مین ہم

خضر

اسکا نام بلیان ہی برن کلیان بن فالغ بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح اور بعضی او سکا نام کلیان بن بلکان کہتے ہین اور بلکان بن بلیان بن کلیان بن سمعان بن سام بن نوح بتلاتے ہین اور کنیت ابوالعباس اور خضر اسوجہ سے کہتے ہین کہ او پستین سفید بیٹھا اسکی قدم کی برکت سے وہ سبزہ ہوگیا عمدہ موسی شیرازہ سے دو کوس کے فاصلہ پر پیدا ہوا اور بعضی کے نزدیک ابراہیم کے زمانہ مین اور چند لوگون کے گزارش نمود جیسے مدت مدید کے اور شیخ علاءالدولہ غرہ مین یہ لکھتا ہی کہ فراوان ہیوند زناشوی کرے اور اوس سے لڑکے پیدا دین اور اونکے نام رکھے اور کوئی اوسکا کہوج بناوے سو اس سات پیڑھی ہوئے ہر ایک نے ترک کیا اور کوئی لڑکا اوس سے نہ ہوا اور بعنوان دلالی خرید فروخت کرے اور سودا جمع کرے دام لے اور گروکرے اور گیہا گری سے آگاہ اور عالم کے خزانون پر شناسا اور بموجب فرمایش ہر دن کے کام مین خرچ کرے اور ہر گز اپنے واسطے باندھے نعمت سے خوشوقت ہوا اور ناچنے لگے۔ اور اکثر وقت روز و شب مست ہوش رہے اور اس سے پیشتر پنج ہزار سال کے نئے سر سے برنائی پکڑتا اور قطب و ابدال سے صحبت رکھے اور نیایش کرے کہتے ہین کہ مدینے مین ایک روز کہ عشرتیان لوگ آپس مین لڑ رہے تھے ایک پتھر خضر کے سر مین لگا اور ٹوٹ گیا اور سر بارالیسن سے تین مہینے تک بیماری اوٹھائی اسکی بیغمبری مین اختلاف ہی اگر اسکی طرف رجوع ہوئے اوسے پرہوش ذوالقرنین مین آبحیات تک پہونچا اور لمبی چوڑی زندگانی پائی بعضے کہتے ہین کہ خضر والیاس دونون نے آبحیات نوش کیا اور ایک گروہ اسکو روحانی کہتا ہی کہ جس صورت مین چاہے حاضر ہوا اور انسان نہین جانتے ہین

الیاس

بن سام بن نوح عم جد خضر اور چند لوگ اوسکے باپ کا نام یاسین بتلاتے ہین بعضے یاسے اور بعض اور کچھ کہتے ہین بعض یون کہتے ہین کہ ولد قیص بن عزازین ہارون موسی اسکی بھی بیغمبری مین اختلاف ہی قطب و ابدال اور خضر اسکے رد برد شاگردانہ نیایش گری کرتے ہین دراز قامت بزرگ سر کم گو بسیار اندیشہ صاحب وقار و ہیبت اور انبیا کی حقیقت سے آگاہ کہتے ہین کہ یاد رہے دین موسوی لیے آیا اور ہزمنوں تا ملک بعلبک مین نابود ہوا جب اسکی موعظت سے سود و بہبود نہ پایا اپنے رہائی کی خدا سے طلب کی وہ قبول ہوگئی ایکروز الیسع بن خطوب کے ہمراہ کسی پہاڑ پر گیا تھا آتشین گھوڑا مع ساز کے نمودار ہوا۔ الیسع کو اپنا قایم مقام چھوڑ کر خود اوسپر سوار ہوکر نظر سے اخفا کیا۔ اکثر شکر نگاری ان دونون کی بیان کرتے ہین۔ پس اولین اکثر خشک زمین پر روان ہوا اور آخرین دریا کنارے پر۔ اور بعض اسکے خلاف کہتے ہین۔ اور ہر ایک کے ہمراہ دس دس نفر زندہ ہین اور باہم صحبت رکھتے ہین اکثر ولوان بندگی کے قایل ہین اور بعض ہوشیار الکی ہستی پر نہین میل کرتے الیاس سے قیض اور خضر سے بسط طلب کرتے ہین

ذکر احوال مؤتمن الدوله شیخ ابوالفضل بعبارت او که خود در پایان کتاب آئین اکبری نوشته

راقم شکرنامه را چنان در سر بود که با نمودن نبذی از حال آبائی قدسی و لختی از فیرنگی اطراف خود نوشته رساله جداگانه سرانجام دهد و مایه عبرت دیده وران دوربار گرداند لیکن شغل گوناگون خامه نوشتن این کتاب آگهی مرا از همه باز داشت درین اثنا پیام آرای غیبی چنان گزارش نمود که هنجار روزگار تا این ندارد که فهرست چرائد سکرف اطوار برفراز تحریر نشیند سزاوار وقت آنست که لختی ازان درین اقبال نامه برگوید در چند جا نبذی گزارده گردیده نبذی نگارد و درین نوید قدسی برخی ازان نیز نوشت و دلی خالی کرد از انجا که نسبت آ شدن از تهیدستی باستخوان نیاکان بازگانی نمودن و کالای نادانی ببازار آوردن است واز شوریده مغزی بهنر و گیران بارش نمودن و آهوی خویش نادیدن منجواست ازان سطری بطراز دو افسانه گزاری کند درین بابه دیوانه پایند سلسله بجانی برسد و آبیاری انتساب صوری در نزهت گاه معنی بیکار نیاید مثنوی نه چون نادان در بند پدر باش ✣ پدر بگذارد و فرزند هنر باش ✣ چو دود از روشنی نبود نشانمند ✣ چه حاصل زانکه آتش راست فرزند ✣ در محاورات روزگار نسب را تجمه و نژاد و ذات اشتال آن تعبیر نمایند و انزا بعالی و سافل بند گردانند هشیار آگاه دل داند که این بیان بازگردد که از آبای مبانی او یکی بهنر وری ثروت ظاهر یا شناسائی حقیقت چهره دستی یافته و بنام لقب یا حرفه یا مسکن شهرت گرفته و گرنه عامه گرد مردم زاد را از فرزندان آدم صفی شمرند و بگفتگوی داستان زدایان دل نهاده احتمالی دیگر راه ندهند ظاهر که درین معامله از دوری راه خود را از پا اندازند و بدان گمراهی اعتبار نگیرند پس چرا سعادت گزین بیدار دل درین افسانه [illegible] حقیقت پژوهی دست باز گیرد و پسر نوح را از زیر و شناسی پدر رجعه سود و آزر را بهیم علیه السلام از نسبت پرستی [illegible] بندهٔ عشق شود و ترک نسب کن جانی که درین راه [illegible] چیزی [illegible] نوشت آسمانی در همیان صورت پرست افتاده باطائفه بر آسیخته که نسب را [illegible] نگزینند ناگزیر نخی ازان بگوید و مایه برای آن گروه گسترد ✣ ✣ ✣

ذکر نسب

شمار دو آبای او در [illegible] بگذرد گرامی انفاس را بنایا بیست وقت بعد بست برخی در لباس و لایت و گروهی در [illegible] و [illegible] و [illegible] و

روی داد ترک خانمان کرده غربت گزید و بهمرهی علم و عمل معمورهٔ جهان را بپای غربت درنوشت در بایه
۹۱۰ قصبهٔ ریل که زینتگاه مهبت از سیوستان است بسر نوشت آسمانی عزلت گزید و از پیوند دوستی خدا
حقیقت پژوه که خدا شد اگرچه از صحرا بمدینه آمد لیکن از تجرد به تعلق نشافت برهمان قطع آگهی بود انفاس گرامی
در آویزش خویش بکار بردی و زندگی بی بدل را در پیرایستن نقش بوقلمون مصروف گردانیدی و فرزندان
و نبایرهٔ سعادت پیرایه را آئین او بوده خرسندی داشتند و دانش عیانی و بیانی می اندوختند در عنفوان
مایهٔ عاشر شیخ حصیر را آرزوی دیدن برخی اولیای هند و رفتن بدیار و دیدن الوش خود بسفر در آورد و با
چندی از خویشان و دوستان بهند آمد بشهر ناگور میرسد سید یحیی بخاری اچی که جانشین مخدوم جهانیان بودند
واز ولایت معنوی بهره وافر داشتند و شیخ عبدالرزاق قادری بغدادی از اولاد گرامی اسوهٔ اولیای بزرگ
سید عبدالقادر جیلی و شیخ یوسف سندی که سیر صورت و معنوی فرموده بودند و بسا کمالات حقیقی فراهم آورده
درگذرگاه و راهنمائی خلق بسر بردی و جهانیان از راه آورد او ذخیرها برگرفتی از گرم خوئی و دلجوئی این بزرگان
کارآگاه و از خاک دامنگیر بنگاه روزگار خورده ریگ ای غربت توطن گزید در سال نهصد و یازده هجری شیخ مبارک
۹۱۱
از نزهتگاه علم یقین آمد و طیلسان هستی بر دوش گرفت به نیروی دم گرم او در چهار سالگی بواسع آگهی پرتو انداخت
انوار الهی روز افزون چهره افروخت و در نه سالگی سرمایهٔ ستر ک پیدا کرد و در چهارده سالگی علوم متداوله اندوخت
و قصد علمی متعنی یاد گرفت اگرچه عنایت ایزد و قافله سالار آن بیدار بخت بود و نکوئی بسیاری بزرگان در پیوند
فرمود لیکن در ملازمت شیخ عطن پیشتر سیر بردی و تشنگی باطن از آموزش او افزودی شیخ ترک نژاد
صد و بست ساله عمر یافت در زمان سکندر بودی وران شهر وطنگاه ساخت و در خدمت شیخ سالار ناگوری
پایهٔ والای شناخت بدست آورد و شیخ در توران و ایران دانش اکتساب فرموده بود القصه شیخ خضر بصوب
سنبهل گذر دیهی اندیشه آن بود که برخی نزدیکان را از آن بلاد رخت باین دیار آورد و روزگار در سفر سپری شد
و در حدود ناگور قحطی ستر ک افتاد و بای عام نقرت انگیخت غیر از مادر والد همه را روزگار سپری شد پدر بزرگوار را
همواره عزیمت جهان گردی از خاطر نوآئین سر بر روی دیدن بزرگان هر سرزمین در ریوزهٔ فیض ایزدی نمود
برجوشیدی لیکن آن کدبانوی خاندان عفت رضت نمیداد و شیخ در خاطر سعادت منش نبود درین کشاکش باطن
بملازمت شیخ فیاض بخاری قدس سره پیوستند و شورش دل افزایش گرفت آن پیر نورانی را آغاز آگهی
نظر بیگانه بند ایزدی افتاد و در روشنی دل و سعادت جاوید روزی سند در ریوزهٔ ارادت گزیدن روشنی معین نمود
پاسخ یافت درین نزدیکی راه بزرگ از هدایت برمی آرند و بهنمائی جویندگان آگهی نام زد میکنند عبدالله نام دارد
گرامی لقب او خواجهٔ احرار خواهد بود انتظار آن هنگام نمایید و آئین او برگزینید خواجه دران هنگام آبدیای عرصه

نگاپور بودند و در جست و جوی جان داروی حقیقت دوا دو ... تقدیر چون وقت کار رسید و به آن پایه والا سرفرازی یافت تلقین خدا پژوهی از در برگرفت گمنامی را خلوت او فرمودند دنی تعینی پیشهٔ او مقرر شد درسخنان خواجه هر جا که بدرویشی تعبیر میرود این یگانهٔ آفاق را مینمایند قریب چهل سال در دیار خطا بسر برد و در دشت و کوه عشرت تنهائی انداخت صد و بست سال عمر گرامی رسیده بود و آثار گرمی در وی هم چنان افزایش داشت شبی پدر بزرگوار با چندی دران مصر ولادت بچندی از خدا بینان سعادت پذیر داستان حقیقت میگفت و بسانکات دل افروز پرداز ظهوری آمد ناگاه آوازهٔ آبی بگوش رسید و بارقهٔ آلهی درخشید هر چند آن رفت نشان نیافتند روز دیگر بگاپوی سخت و جستجوی بسیار روی نمود که در خانهٔ گلالی آن بزرگ معنوی عزلت گزین بست از نور ارادت او زمانی برآسود و خاطر از هر گرانی باز آمد پیوسته چهار ماه سعادت می افروزند و بنظر اکثیر او روز افزون غباری میگرفتند دران نزدیکی سفر اقدس پدید آمد و دل را بگونا گون حقائق برآسود و جویندگان حقیقت اشارت رفت و خجسته لی وفا رخبالی رخت هستی بربستند و دران نزدیکی نقاوهٔ دودمان عصمت که تربیت پدر بزرگوار فرمودی ازین خاکیان فنائی رو در پوشید و حادثه ماند یوقت اندا خت پدر بزرگوار آئین تجرد بصوب دریای شور گام همت برداشت همگی پیشه آن بود که راه چهار دیوار معموره عالم پیموده آید و از گرد گروه مردم بخشی فیض برگرفته شود در احمد آباد گجرات بوالا پایه نخاریر پیوستند و دانش های تازه آگهی آورد و در هر فن بزرگ سندعالی بدست آمد در آئین مالک و شافعی و ابو حنیفه و حنبل و الهامی گونا گون دریافت اصولاً و فرعاً هم آوردند و بگاپوی سخت پایهٔ اجتهاد رو نمود اگرچه با قضای نیاکان بزرگ بر نوش ابو حنیفه انتساب داشتند لیکن همواره کردار را با حوطه آرائش داوری و از تقلید بر کنارهٔ بندگی دلیل کردی و بدانچه نفس را دشوار آید برگرفتی و از سعادت منشی و روشن شماری از علم ظاهر بتحقیق معنوی گذاره شد و نیز بنگاه صورت رتبهای ملک حقیقت گشت اسالیب تصوف و اشراق برخواندند و فراوان کتاب فطر و نا گفته دیده شد خاصه حقایق شیخ عزیز و شیخ بن فارض و شیخ صدر الدین قونوی و بسیاری اصحاب عیانی و بیانی نظر عاطفت انداختند و نصرتهای بی اندازه روی داد و در روشنهای بوالعجب روشنی افزود و از جلایل نعم آلهی آن که بملازمت خطیب الادبا افضل کاشروانی شرف اختصاص یافتند آداز قدردانی و آدم شناسی بفرزندی بپرداشت و در آموزگاری گونا گون دانش همت گماشت مراتب تجرید و بسیاری غوامض شفا و آشارات و دقائق تذکره و مجسطی را تند کار فرمود سر البستان حکمت را طراوتی دیگر پدید آمد و زهاب بینش را روان پایهٔ دیگر افزود و آن فرد سپید مروت بسعی فرمان روایان گجرات از شیراز بدین دیار آمد و بستان شناسائی را فروغی تازه آورد گرد گروه دانشوران روزگار در یوزهٔ آگهی کرده بود لیکن در علوم عقلی شاگرد مولانا جلال الدین دوانی ست جناب مولوی نخست

نزد والد خود اوایل مقدمات را اندوخت و پس ازان در شیراز بدرس مولانا محی الدین اشکبار و خواجه حسن شاه بقال مدتها
آموزگی نشست و این دو بزرگ از سرآمد تلامذه سعید شریف جرجانی اند و گفتی در دبستان مولانا نظام الدین گلنارے
کہ بر طولانی حاشیه مفید دارد آمد و رفت نمود و چراغ دریافت افروخت و از بخت رهنمونی او را کشاکش های غریب
روی داد و کتب حکمت را بمغز رسیده مطالب آنرا بشیوا زبانی آرایش داد چنانچه تصانیف او بران دلالت
کند و مهرت گوید و بهمدران مدرسه فیض پدر بزرگوار از شیخ عمر تقوی که از اکابر اولیاے زمانه بود و سعادت ملازمت
روی داد آن گوهر شب افروز دست گاه عیار مندی تمام یافته آئین بزرگ منشی و شیوه دانائی را بطرز کردیه تلقین
فرمود و بسیاری پاسبانی سلاسل را از مطاریه و طیفوریه و چشتیه و سهروردیه دریافته فیض پذیر آمدند و همدران
شهر مبارک بصحبت دهم نشینی شیخ یوسف که از هشیاران سرمست و ربودگان آگاه دل بود رسیدند و سرها
دیگر آگهی اندوختند چهارده متعلک دریاے شهود بودند و بهر گزاری از آداب عبودیت از دست نرفتی از برکات
گرامی صحبت در آرزوی آمدند که نقوش عالم از ساحت ضمیر سترده آید و دست از رسمیات بازداشته
محو جمال مطلق گردند ان خوانان را رموز معنی کار فرما شناسانه ازان غرفت باز داشت و بر زبان گوهر بار
گزارش نمود و سه روز دیگر را در سینه اندیشه بصور دار الخلافه آگاه گاه طلب پاید زد و اگر در انجا کار نگشاید قدم بصوب
ایران دار دارد و هر جا که اشارت رود فرمان در سر رود و علی الاقامت انداخت و علم رسمی طیلسان
احوال از گردن امید بر شاخسار نهاد و این خبر در سنه هفتصد و سال بهار صد و شصت و پنج جلالی مطابق چهار شنبه
ششم محرم [illegible] دار الخلافت آگره [illegible] جهانگیره نزول صوری فرمود [illegible]
[illegible] الدین [illegible] پیوند [illegible] آگاهی داشت اتفاق صحبت افتاد ایشان
[illegible] آورده فرمود در زمان بایزدی چنانست که در یک شهر اهل آنقدر افتد و ترک گردش نماید و
[illegible] نظر [illegible] در راه [illegible] در جویل بسر رفیع الدین صفوی آنجی
[illegible] آشنائی داشت [illegible] دران محله آشنای بدرستی
[illegible] امروز [illegible] باوه شناسائی را مغتنم شمرده بگرمجوئی دکشاده پیشانی پیش آمد
[illegible] قرار دران خواهش چنان خواهش فرمود که بدان لباس در آیند از رهنمونی ستاره دیاورے
[illegible] آستانه توکل و خدا بیگان همت بی نیاز برگزیده بمراقبه درونی و مباحثه بیرونی بای سعادت
[illegible] سادات بزرگ حسنی الحسینی اند لختی حال نیاکان او در مصنفات شیخ سخاوی مذکور اگر چه
[illegible] دریاز سیر حجاز نمایند و همواره بگذرند در ین دو جای بسر برند و هنگامه افاضت و
[illegible] منقول را در پیش نیاکان قدسی نهاد اندوخت لیکن بتلمذ مولانا جلال الدین دوانی

جلالی دیگر یافت و در جزیرهٔ عرب انواع علوم نقلی از شیخ سخاوی مصری قاپری تلمیذ شیخ ابن حجر عسقلانی برگرفت
و چون در منصد و پنجاه و چهار رخت بمنزل قدسی کشید والد بزرگوار ملتزم زاویهٔ خمود شد همواره بشست و شوی باطن
و پاکیزه داشتن گوهر ظاهر همت گماشت و بکارساز حقیقی روی نیاز آورد و دید رس گوناگون علوم اشتغال فرمود و دانشمندی
پاسبانی را رو پوش حال گردانید و خواهش را زبان از دهاوش بر از اهل املاق گردی احتیاط گزین سعادت
آموز اگر معلومی بر سم اخلاص آوردی لختی پذیرفتی و قدر دریابست برگرفتی و دیگر مردم را معذرت گفتی و دست همت
بدان نیالودی بمبتدیانی نشستگاه ادبیاه دانشوران و جای بازگشت بزرگ و کوچک آمد از حسد انجمنها مرساخت
و از دوستی خلوتها آراستند نازنخستین اندوه راه یافتی و نازنین شادی شیرخان و سلیم خان و دیگر بزرگان در مقام
آن شدند که وجود سلطانی چیزی برگیرند و تولی در خور قرار یابد از انجا که همت بلند بود و نظر عالی سر باز زد و بیرایهٔ اقرانش
منزلت گشت چون رهنمائی مردم در نهاد سرشته بود نداز درگاه قهرمان راست گزاری داشت و اشارهٔ اولیای زمان
یادر و مهربانی هواداران روز افزون همواره بایندگان مجلس جویندگان آگهی هدگوی فرمودی و برخوهای تباه مردم
سرزنش کردی ظاهر پرستان خویشتن دوست رنج زده کشتی و اندیشهای نارسا نمودی چون پسیچ هنگامه آرائی دستوری
ضمیر نبود غریمت معرکه گیری و دکان داری بپیرامون خاطر نگشته نه در حق سرای دنکو هش بدکاران تخفیف
و به بیچاره سگالی رسیدگان پرخاش جوی توجه برگماشتی و باین معنی ایزد بیهمال دوستان حقیقت منش و فرزندان
سعادت گزین کرامت فرمود اگرچه همواره در گفتگوی علمی گرامی اوقات گذارش یافتی لیکن در زمان افغانان دانشهای
حقیقی کمتر به بیان آمدی و چون ما هیچهٔ رایات جهانبانی جنت آشیانی بتازگی بهندوستان مرافوغ بخشید چندی تورانی
و ایرانی بدبستان آن شناسای رموز انفسی و آفاقی بپیوستند و انجمن دانائی را رونقی دیگر پدید آمد و تشنگان
خشک سال میز را میز آبها البریز شد و رهسپاران اندیشه گرا در زنهنگاه آرامش جا گرفتند هنوز هنگامه گرمی نپذیرفته
بود که چشم زخمی رسید و همیون دست چیرگی برگشاد و نیکان روزگار بگوشهٔ خمول در شدند و سفرناگامی پیش گرفتند
پدر بزرگوار از نهیبدی دل در همان زاویهٔ عزلت ثبات پای فرمود از تائید ایزدی همیون کار دیدگان را نرست تا دست
معذرت خواست و از سفارش آن حق سگال بسیاری از تنگنای غم بر زنهنگاه شادی در آمدند نخستین سال
جلوس شاهنشاهی برادورنگ خلافت چنانچه سپندبر دولت افروزند و دفع عین الکمال انکارند قحط سالی عجیب
پدید آمد و گرد تفرقه بلندی گرفت آن معموره خراب شد و غیر از خانهٔ چند اثری نماند و بای تمام ان و شوری
بی اندازه بر جهانیان آسیب رسانید در اکثر بلاد هندوستان این تنگدستی و جان گزائی بود و لمن پیر و شفیع دیرینه
زاویهٔ قدسی پای همت افشرد و گرد فتوری بران صفوتکده ننشست راقم شکرنامه دران هنگام در سال پنجم بود
و نیز آگهی چنان پیش طاق تهش می یافت که شرح آن بکالبد گفت در نگنجد و اگر در آید به تنگنای شنوائی زمانیان

درنشود و این مسامحهٔ نیک بخاطر دارد و آگهی دید وران دیگر معاملات سختی روزگار خاندانها برافکند و گروهها گروه مردم فروشدند دران کاشانه مفتاد کس از فکور و اناث ذوه دو بزرگ ماند باشد - اخوان روزگار را از فراخی حال و نشاط درویشان حیرتها افزودی و کیمیاگری و سحرطرازی گمان بردی گاه یک سیر غله بهم رسیدی آنرا بدیگ های سفالین جوشاندی و آب تفسیده بدین مردم قسمت یافتی و شگفت تر آنکه غم روزی دران منزل نبود و بجز اندیشهٔ پرستش ایزدی چیزی بخاطر را دنیافتی و جز می سبهٔ نفسانی و همی سبهٔ اسفار حقیقت شغل دیگر نبود تا آنکه رحمت ایزدی بر همگنان تافت و زخمهای سترگ چهرهٔ شادمانی برافروخت ما هچهٔ رایت شاهنشاهی پرتو انداخت و جهان را بمعدلت روزافزون روشنائی بخشید بارگاه خرد در تابش آمد کاکلهای آگهی را بهای بزرگ نهادند فنون حکمت و انواع دانش درمیان شد و بیابانهای تازه رو در راست و بدهای بلند و دریاهای گزیده پیدائی گرفت و گوناگون مردم از خزینهٔ عقل فواید بسیار ان برداشتند و خلوتکدهٔ آن نورانی سرشت مجمع دانایان هفت کشور آمد و سخن بلندی گرا شد حسدهای افسرده برافروخت و نتوان بینی بدگوهران افزایش یافت و در آئین خویش سرگرم بوده راه رسم سپردی و بروز بیخواست نشسته راه دربایست نشناختی و مردم کم گداز کوتاه بین بیتاب شده راه افراسپردند بیشتری بگروه مهد و سر پیوند داری و از گفتار پریشان داستانها پرداختی و ساده لوحان روزگار را براغالیدی و خیال تباه بدل آزاری تگاد و نمودی همگی دست آویز تباه بسیجی ایزان شیخ علائی ست گروهی درسند باشد میر سید محمود جونپوری را مهدی موعود شمرند و دران مبالغه نمایند با علم و عمل و تهذیب اخلاق چندین فصوص را فراموش کرده درین مذهب غور نمایند و در زمان سلیم خان شیخ علائی نام جوانی بآراستگی ظاهر و باطن بدین ورطه افتاد و دران مصر سعادت نخستین بمناسبت از نواد اختیار تجرد و بدین پدر بزرگوار آمد فتنه اندوزان بهانه جو از زبان هرزه سرائی دانشد و سرمایهٔ گفتگو پدید آمد علمای زمان که نادان دانش فروش و زهرگیا نوش نمانند بکین او برخاستند و بر گسیختن پیوند عنصری هنگامها آراستند و سجلها درست کردند پدر بزرگوار بدیشان موافقت نمود و عقل و نقل را معاضد ایشان نیافت در پیشگاه مرزبان هندوستان معرکه آراستند و باندیشهٔ تباه خویش را کوشتها پیوستند مسند آرای حکومت دانش منشان روزگار را فراهم آورد و در جست و جوی حکم شرعی تگاپو نمودند پدر بزرگوار را نیز در انجمن طلبداشتند چون سخن از ایشان پرسید خلاف حرف سرایان جاه طلب پاسخ دادند ازان روز کمر کین بستند بدین آئین منتهم گردانیدند و در چنین معامله که وجود مهدی از جزاحاد ست بمحض عناد چندان کوشش نمودند که کار او سپری شد و برخی بدگوهران آئین شیعه را کنون نمیر پنداشته راه نکوهش سپردند و ندانستند که شناسائی دیگرست و پذیرائی دیگر درین هنگام یکی را از سادات عراق که یگانهٔ زمانه بود و علم را با عمل مقرون راستی و گفتار باکردار یکتائی بخشیدی و دامن آلود همت گردانیدند و از توجه شاهنشاهی دست بدامن او نمیرسید روزی در محفل

همایون گزارش یافت که چنین تماری میرروا نیست چه هرگاه گواهی او مردود باشد اقتدا را چگونه سزاوار بود
و روایتی چند از حنفی نامهای پاستانی باستشهاد آورد که اشراف عراق را شهادت نتوان شنود و کار
بر میر دشوار شد چون رابطهٔ اخوت داشت حقیقت را باز نمود پدر بزرگوار بسا سخنان هوش افزا
فرموده تسلی داد و بر گفتگوی بدسگالان دلیر گردانید و پاسخ آن نقل چنان بر زبان گوهر آمود
گذشت که معنی آن روایت نفهمیده اند انچه در کتب حنفی ازین باب در نقل آورده اند عراق عرب مراد است
نه عراق عجم چندین جا بدین معنی تصریح رفته و تمیز نکرده اند در میان اشراف و اشراف اند اشراف و آن
عبارت از امرا و کشاورزان و امثال آن باشد سوم اوساط و آن را در محترفه و اهل بازار منحصر دانند
چهارم ادانی که بپایهٔ ایشان نرسند ما جنان دیدیم زده گردان و هر یک را با وافراد جداگانه نگاشته اند یا هنگام
نیکوئی چسان سلوک رود و کیفر بدکرداری بر کدام چگونه بود و الحق اگر بد کننده را یکسان مالش نمایند از
شاهراه معدلت یکسو کرده باشند میرازین آگاهی بتالید و گوناگون نشاط اندوخت و از برای پاکدامنی خود
و ناشناسائی حال بدگویان انگاشته شیخ بنظر درآورد و آن خیره رویان بهزده سرا در گوجیرانی افتادند
و چون [illegible] که از کجا برگرفته افروزینه حسد ساختند و مثل این یاوریها چند بار بر ملا افتاد و سرمایهٔ شور
[illegible] سد گاه [illegible] بجان امده با آنکه گردها گرده مردم یقین دارند درین که هیچ کیشی نه اینچنانست که یکی امر
خلاف واقع نماید و این چنین اباطیل آمده و باین معنی اگر یکی از شناسائی در سلسله بر خلاف آئین خویشتن سخن
نماید بسر آید و بدین آئین خویشتن پس از ورای سخن ازان نکوهش باز بتشیع منسوب گردانیدند لیکن از
حمایت الهی بدگویها پیوسته گردن شماری بر نشستی و تشویر زده پایمال غم گشتی و ازین بدگوهری دنیا بنائی
عبرت نگرفتی و بر همان بدسگالی سلسله اند و ختی تا آنکه بیرنگی زمانه و بوالعجبی روزگار نقشی شگرف درمیان آورد
و تفرقه سترگ چهرهٔ عبرت افروخت سال چهاردهم الهی مطابق نهصد و هفتاد و هفت هلالی پدر بزرگوار از
گوشهٔ انزوا برآمد سخنهای غریب روی آورد لختی ازان برنویسد و عبرت نامه برگوید اگرچه همواره از زنبور خانهٔ
جمعیت شورش [illegible] دمار سوراخ دشمنی در جوش و شب چراغ دوستی بی فروغ و نیکان روزگار دل دریده
[illegible] و بیگانگی باز کرده بودند چنانچه ایمای گزارش یافت لیکن درین هنگام که پایهٔ دانش بلندی پذیرفت
و بزرگان روزگار در تلمذ پا افشردند و هنگامهٔ مردم گرمی پذیرفت و پدر بزرگوار بر آئین خویش خواهی کوشید
بر شمردی و دوستان و نیکوخواهان را ازان باز داشتن علمای زمانه و مشائخ روزگار که ذات خجسته را
مرآت عیوب خود دانستی به تباه سگالی و چاره اندوزی نشستند و نزد را بیمار هیچ اندیشهای تباه با فتند
و با خود در میان آوردند اگر انموذجی دلنشین شهریار عدالت پژوه کرد کهن اعتبارهای ما را چه آبرو

خواهد ماند و انجام کار بر کدام حال نکوهیده قرار یابد پایمال غم و اندوه شده یکسین تو زی نشستند و به بهتان سرای گام فراخ برداشتند و بدستان گدازی و حیله اندوزی بسیاری نزد یکان عتبه همایون را بگفتارهای فریبنده آلوده از راه بردند بعضی بدگوهر را پیرایه تعصب و بینی افروخته بشورش در آوردند اگرچه از دیرباز طور ناستوده بهمین گونه لیکن در هر زمانه بهادری حق گذاران سعادت آموده بیازارجوش بدگوهران پراگنده شدی درین هنگام آن گروه راستی پیشه درست پیوند دور تر شدند و در آمد حرف سرایان بزم همایونی یکسین آرای نشست تباه سرشتان بیآزرم و دیو نژادان تا پارسا گوهر قابو یافتند پدر بزرگوار بمنزل دوستی الهی تشریف برده و من سعادت همراهی داشتم آن رعونت فروش غرور انگیز دران انجمن حاضر شد و حرف سرائی پیش گرفت مرا مستی دانش و شباب در سر بود از مدرسه بمعامله گامی برنداشته در پی صرفه گوئی او مرا زبان کشود و سخن را بجائی رسانید که او بخجالت افت و نظارگیان بچرب فرد شدند ناآزموده زبانستقام بی دانشی همت گماشت و آن گروه گسسته امید را نیز تر گرداند و پدر بزرگوار از کید انیان فارغ و من در مستی آگهی بی خبر بخفتین آن بدینان دنیا ریست بآئین سالوسیان بحق گذاری و دین آرائی نشسته انجمن ها ساختند درون ارزم مندان شب خور گروه بسیاری را به پیغوله جای نیستی فرستاد و مدبر بیگاه ضمیر عالم از خیر سگالی و نیک اندیشی معامله بینش و دانش و داد راه بکدوهی نیکوظاهر گذاشته باشد و خود طیلسان بیتوجهی بر دوش گرفته حق گویان راستی منش را بازار کاسد شد و دیو کیتیان را دانش نا راست رود بزرگان دولت بان مشت حیله دزدان باشد و تعصب را روز بازار جائی آن ست که خاندانها بر افتند ناموس ها تمام تباه گردد درچنین ناهنگام کدبگران تباه کار و نیکوئی نام برداشته نماند عربدی که بدسرشتی فرو شند و خرزن برآید و دنیا داران نئے عزام در چیره دستی و تنگ چشمان دل کور یک رویین و دوستداران هوا خواه دور دست راست گذران کنج نشین و هنگامه کشش سبک دینان گرم و زن بایکدیگر انجمن زار کوی ساختند و بیان دل آزاری تازه گردانیدند از دور ویان ده دله و هاروت سیه حال افسون نیرنگ را که از زهره بابلی در انشگاه پدر بزرگوار به نیکوئی خزیده بود و دند و آن گروه ناراست یکدلی و یکتائی داشت پیدا کردند و افسون خدا آزاری و افسانه بیهوشی برخوانده نیم شبی فرستادند آن شعبده کار نیرنگ ساز دران تاریک شب بادلی لرزان و چشمی گریان و رنگی شکسته روی در نزم نجلوت کده مهین برادر شتافت و بطلسمات آن ساده لوح را می آرام ساخت و آن ناشناس مکر دفن را از جا برده خلاصه سخن آنکه بزرگان زمانه از دیرگاه دشمنی دارند و کم عیاران ناسپاس بی آزرمی آموز قابو یافته هجوم نموده اند دستیاری ارباب علم را شهود و برخی را مدعی قرار داده برای تشخیص مفتریات بیانهای شایسته را نگیخته همه دانند این مردم را درگاه مقدس جگونه محل اعتبار ست و برای گرم بازاری خود چه سرفرازی مردم را زمیان برداشته

میادا روزگار سود و کار از علاج گذرد اکنون رای آنست که همین زمان شیخ را نزد آنکه سبی الهی باید بگوشه برند
و روز چند بر کناره باشند تا دوستان فراهم آیند و حقیقت حال بعرض همایون رسد آن نیک ذات را
با همه فرو گرفت و بصد بیتابی بخلوتگاه شیخ رفت و ماجرا گذارش نمود فرمودند هر چند دشمنان
چیره دستی دارند ایزد بیهمال آگاه و بادشاه عادل پرستار ایشان هفت کشور حاضر اگر شستی گرده بیدین
و دیانت را بدستی حسد نه آرام دانسته باشد و دست بیدانی بر جای خود ست و پرستش را در نه بسته باشد
و نیز اگر سر نوشت ایزدی برآزار ما نرفته ست اگر همه بر ما کمر بندند ما را نمی توانند رسانید و شاه کارپی نیازند با ما
و هیچ گونه گزندی بما نرسد و اگر خواهش آن جان آفرین برین ست ما نیز بکشاده پیشانی و تازه روئی
نقد زندگی را می سپاریم و دست از جان سختی باز میداریم چون عقل ربوده بودند و غم افزوده حقیقت کار را
را فسانه سرائی و شور انگیزی را سوگواری دانسته خرده بر کشاد که کار مقابله دیگرست و داستان تصرف
دیگر اگر پذیرفتند من خویشتن را بین زمان قصد میکنم دیگر شما دانید من خود باری روزگار نا کامی را نه بینم
از پیوند پدری و عاطفت ابوت پذیرای خواهش شدند نفرمودند آن پیر نورانی من نیز بیدار شدم نا گهان
دران تاریک شب این سه تن پیاده برآمدند نه راهبری معین و نه رفقا را یای استوار پیر بزرگوار در نیرنگی تقدیر
بوده خموشی داشت و میان من و برادر که در کار ملک و شغل معامله دران هنگام ناوان تری از خود گمان
نداشت گفتگو شد در پناه جا سخن رفت هر کرا او پیدا مینساخت من ناخن میزدم و هر کرا من برمی شمردم او دست
میفشاند ابیات دشمنان دست کین برآورده اند ۞ و دوستی مهربان نمی یابم ۞ یک جهان آدمی نمی بینم
مردمی در میان نمی یابم ۞ هم بدشمن درون گریزم زانکه ۞ باری از دوستان نمی یابم ۞ ناگزیر بهزاران نگاه
بنجانه یکی از مردم که حقیقت منشی او یقین برادرم بود و من ناشناسای صبح وجود دریان کارعنصری باز آدمیت
را گمانی هم له در رسیده شد او را از دیدن این بزرگان آسوده روزگار دل از جا رفت و از برآمدن پیشانیان
شد و بر رود و ماند ناگزیر جائی برای بودن اختیار کرد چون دران شوریده مکان رفته شد پریشان تر
از خاطر او بود شگرف حالی پیش آمد و طرفه اندوهی سراپای دل گرفت همین برادر در من آویخت
که با وجود فزون شناسای غلط رفت و تو بدان کم اختلاطی درست اندیشیدی اکنون چاره کار چیست
و راه اندیشه کدام دم آسایش کجا توان برگرفت چنان پاسخ دادم هنوز هیچ نرفته ست برگشته باز آید
خود باید رفت و مرا نایب سخن گردانید امید که طیلسان رمانیان برداشته آید و کار سر بسته کشوده گردد
پدرم آفرین نموده بدین سخن گردید و برادر بر همان آئین سر باز زد و گفت ازین گذشت ترا خبری نیست
و از نگرانی روزی و ما را دست منشی این گرده آگهی نداری ازین رو دی بگذر و سخن در راه مگو با نکه باد به آزمون

نه پیموده بود و سود و زیان مردم برنگرفته با لقای الهی کی را بخاطر آورده گزارش نمود حنان بر پیشگاه
باطن می افتد که اگر کار دشوار نشود همانا یاد ری تواند نمود لیکن هنگام سخت گیری بس دشوار که همپائی نماید
چون زمانه تنگی داشت و خاطر پریشان بصوب اوگام برداشته آمد آبله پائی و گلوگاه از کرج خرامش میشد
واز شگرفنگاری روزگار عبرت می اندوخت عروه و ثقای توکل از دست رفته راه بیدلی پیش گرفته عالم را
جویای خود انگاشته گامی بدشواری برداشته میشد و نفسی بسخت جانی میزد و غریب دانگرانی
ونزدیکی روز رستاخیز بدگوهران رو برد صبح صادق بر در او رسیده شد ازین آگهی گرم خوئی پیش گرفت
وشایسته خلوتکده معین گردانید عمهای گوناگون لختی برکناره شد دران آرام کده پس از دو روز آگهی آمد
که تفسیده دلان حسد نبرده آزرم برداشته کنون خاطر خبث آگین خود را بر بلا انداختند و آئین پخته کاران
صباح آتشب بعرض همایون رسانیدند و خاطر اقدس را مشوش گردانید ندا از بارگاه خلافت فرمان شد
که مهمات ملک و مال بی استصواب ایشان صورت نمی یابد این خود کار مذهب و ملت ست انجام آن
خاص بدیشان باز میگردد در محکمهٔ عدالت باز طلبند و انچه شریعت غرا فرماید و اگاه بر روزگار قرار دهند
بعلل آورند چاؤشان شاهنشاهی را برا غالیده بطلب فرستادند و چون حقیقت کار آگهی داشتند در پیداساختن
کوشش ها نمودند بدکاران شرارت اندیش را همراه ساختند چون بخانه نیافتند گفتار بیفروغ را درست
اندیشیده خانه گرد گرفتند شیخ ابوالخیر برادر و برادران منزل یافته بعتبهٔ اقبال بردند و بصد آب و تاب
واستان پنهان شدن را باز نمودند و انرا حجت سخنان بی آزرم اندیشیدند و از بدائع تائیدات آسمانی
ازان هجوم بدگویان و طرز هرزه سرای شهریار دیده در شناسائی پذیرفته پاسخ داد که اینهمه سخت گیری
در کار درویشی گوشه نشین و دانش منشی ریاضت کیش چراست و چندین آویزش بیهده برای چه
میکنند شیخ همواره بسیر میرود اکنون بتماشا رفته باشد آن خردرا برای چه آورده اند و منزل را چرا قورق
کرده در ساعت آن خردسال را رها کردند و از گردخانه برخاستند نسیم عافیتی بدان سر منزل آمد از انجا که
قدری ناکامی در راه بود و اهمه چیره دستی داشت و خبرهای مختلف نقیض آن میرسید با ورنداشته
در اختفا کوشیدند و بدگوهران فرومایه خجلت زده درین خیال افتادند امروز که بی خانمان شده اند
چارهٔ این کار باید ساخت و سیه درونان تیره رای را باید گماشت تا بهر جا که نشان یابند از هم گذرانند
مبادا ازین حال آگهی یافته خود را بعتبهٔ همایون رسانند و هنگامهٔ دارالفروغ دانش خویش بیارایند پاسخ شایسته
پنهان کرده سخنان وحشت افزای و هشت انگیز از زبان مقدس در میان انداختند آشنایان ساده لوح
و دوستان روزگار را با بیم می افزودند و دست آویزهای رنگین برمی بافتند و مردم دراندیشهٔ دراز می افتادند

و دست از یاوری تحمل باز میداشتند هفته چون سپری شد صاحب خانه نیز از دست رفته راه بی آزرمی پیش گرفت و ملازمان او آئین آشنائی برگردانیدند عقل زیردست واهمه آمد و خاطر را بیمه را یقین شد که این حکایت نخستین اصلی ندارد و پادشاه درپرورش عالم و رنگا پوی و جست و جو هست همانا صاحب خانه نگرفته می سپارد و اندوهی بوالعجب سراپای خاطر گرفت و اندیشهٔ ستگ در دل راه یافت گفتم که از ما جرای دربار خود اینقدر دانم که حکایت نخست راستی دارد وگرنه برادر را بی گردند و مردم از گردخانه برنمیخاستند اینهمه سختی که بخاطر میرسید ظاهر انباشد هرگاه در زمان ایمنی هرزه سرائی بگوش میرسید گزیده مردم فریب زده یکین برنمیخاستند امروز اگر مثل خدیو خانه در بیم زار افتد چه دور باشد واگر در مقام گرفت وگیر میشد تغیری در سلوک ظاهر میرفت و توقفی در این کار رخنی نمود همانا افسانه سازی شیستگان بدگوهران او را کالیوه ساخته است و مردم را برین داشته تا از دیدخوی نکوهیده منزل او را بهلیم و او را از ان باز خاطر برآورم لختی بحال آمده بچاره گری رو آورد و دم و شواک شب اول سیاه روزی پدید آمد و در دم روزگاری رو نمود بران شناسای نخستین دو استان حال من نخستین نمود و مرا مستشار و موتمن اندیشیدند و از خرد سالگی چشم پوشیده عهد بستند که دیگر خلاف رای نشود چون شام در آمد بادی مرا نخس و مغزی شوریده و سینه زخم اندوز و خاطری گرانبار غم ازان عمکدهٔ وحشت افزا بیرون نهادیم نه یاوری در نظر و نه پای استوار و نه پناه جائی پیدا نه زمانه آرمیده ناگاه دران دیوکاخ ظلمت آمود برقی بدرخشید یکی از تلامذه را منزل پدیدار شد و نخستی دم آسایش گرفته آمد هر چند خانهٔ او نیز تنگ تر از دل ابو بود و دل او سیاه تر از شب نخستین لیکن قدری برآسودیم و از سر گردانی بی سروبن بازآمدیم و در انجام کار فرو دیه خمول فکر در و داد و شد درایها بسگالش گام فراخ برداشت چون آسایش جاوید نیامد و اطمینانی رو نیاورد پاسخ آراست حال بهترین دوستان و دیرین ترین شاگردان و محکم ترین مریدان در همین چند روز پیر تواند اخت اکنون صلاح دید وقت آنست که ازین شهر پر نفاق که وبال خانهٔ دانش و گزندگاه کمال است رخت بیرون کشیم و ازین آشنایان دورو دو دوستان نما پا برجا که پایهٔ وفاداری شان بر باد بهار ست درخت پایداری برسیل تندرو بر کنار شویم باشد که گنج خلوتی پدید آید و هنگامهٔ سعادت آمود برنهار خود گیرد در انجا بر حال خدیو روزگار شناسائی بدست افتد و اندازهٔ لطف و قهر گرفته آید اگر گنجائی داشته باشد با برخی از خیر اندیشان انصاف طراز در میان آورده شود و استشمامی از مزاج زمانه نموده آید اگر وقت یاوری نماید و زمانه بختیاری دهد باز رجوع بخیر شود وگرنه فراخنای عالم را تنگ نساخته اند هر مرغ را ارشاخی و کنج آشیانی هست و برات اقامت ایمی بدین مصر نکال نیامده در حوالی فلان امیر رخصت انقطاع یافته فرود آمده لختی نور راستی از روزنامچهٔ احوال او خوانده میشود و لوی محبتی از و بمشام عقل و دور اندیش میرسد اکنون دست از همه باز داشته بدو پناه بریم باشد که لختی دران جای بی نشان آسایشی یافته شود

اگرچه آشنائی دنیا دارن را مدارای وفا نباشد اینقدر هست که او را آمیزشی دیگر بدان مردم نمیشود و برادر گرامی تغیر لباس نموده قدم در راه نهاد و بدانصوب سرعت نمود او از تین آگهی شادمانی افروخت و بگشاده پیشانی مقدم را مغتنم شمرد و از آنجا که روزبازار بیم بود ترکی چند را همراه آورد که در راه گزندی نرسد و پای بند پژوهندگان بدگوهر نگردیم و زیم شب نا امیدی آن تیز دست آگاه دل رسید و نوید آسودگی رسانید و بیام آرامش آورد و همان لباس گردانده قدم در راه نهاده آمد و بطریق مخالف با تاق او رسیده شد بشاشتی سترگ و خدمتی گزین بجا آورد و آرامشی بزرگ مژدهٔ سعادت و رهادار روزبدان سر منزل آرامیدگی بود و از عربده ناکی روزگار در پناه که بجای پریشانی سخت تر از انچه روی داده بود از آسمان تقدیر فرو بارید همانا این مرور ا بدربار طلبیده اشتند و ازان باده که دوبین مرد بیهوش شد در کار این ساده لوح نیز کردند و بدیهوش تر از نخستین گشت و رق آشنائی یکبارگی در نوردید شبی از انجا برآمده بدوستی پیوسته شد او مقدم گرامی را لبس مغتنم شمرد از انجا که در همسایگی بگوهری شود رش منشی جا داشت سر ایستگی سترگ رو آورد و حیرتی بی اندازه کالبوه ساخته چون مردم نخواب درشدند بمقصد گاه نامعین قدم جسارت برداشته آمد هر چند اندیشه بکار رفت و تامل بجا آمد آرامگاهی پدید نیامد ناچار با دلی پر آشوب و خاطری غم آمود باز بدان سر منزل رفته شد و شگرف تر آنکه مردم آن زاویه از رفتن آگهی نداشتند زانکه این گسسته رشتهٔ توکل آسایش گرفتند و ازان پراگندگی بر کناره شدند رای برادران که برآمدن از انجا بحکم واهمه بود بفرمان خود هر چند گزارش رفت که بوقلمونی احوال زنهونی ست روشن و اختلاف اوضاع پرستاران دلبلی ست پیدا سود مند نیامد هر چند علامات گرانی افزایش داشت چاره دیگر بدست نمی آمد چون آن سکسر کوتاه عقل در از سود ادیده که ازین قباحت نافهمان متنبه نمیشوند و خیمهٔ او را خالی نمیسازند روز بروز شن بی آنکه صلاگونه زند و حرف آشنائی بر زبان راند کوچ نمود از بندگان خیمه بار کرده روانه شدند تا آنکه کس در ان صحرا که نزدیک او انجا بس گذاشته بودند نشسته نماندیم و شگرف حالتی پدید آمد نه جای بودن و نه پای رفتن و نه پرده در میان از مرطب آشنایان دور رو دشمنان صد رنگ و نادیدگان سخت پیشانی و عهد گذاران ناپایدار رنگا پور مادر دشت بی بناه بخاک بیچارگی نشسته بار روزگاری دژم و روی کار پراگنده بدرازی اندوه در شدیم بهر حال بر خاستن و بجائی گام برداشتن ناگزیر نمود در ان هنگامهٔ بدسگالان راه سپردیم حراست الهی پرده بر چشم مردم فرو هشت بیاوری پاسبانی ایزدی ازان بیم گاه برآمده وحشت خانه همراهی دد مسازی همگنان برسیدگاه نهاده و از نکوهش بیگانگان و خیره ادا آشنایان رستگار بسا انچه افتاد و پیناهی روی نمود نیروی رفته باز آمد دل را قوتی سترگ روی داد ناگاه پدید گشت که چندی از پژوهندگان نافرجام گذاره دارند از رنگا پور بسته آمده زانکی آسایش گزیده آمده اند از شرح و نظاهری پراگنده بیرون شدیم و بهر جا که رفته میشد بلای ناگهانی [illegible]

بیرون نیاختم در اهبری ناشناسا گرفته بدیلی از لعلفا قرار گرفته کویی آسمانی آنجا می آمده نور بر آن روز سی کرده بیاسایشگاه بیستم آن کوهسار فرود آمدیم
بظهور آورده لیکن پیدا شد و نجابتی یکی از باطل سیر آن گشت و کار دارد و در چند گاه بفیضی گوارنده نماید سبب ازان باز داشت در سر شبی با دل ترنده ره نوردیم شد و سحری
اگره در آمده زاویه دوستی بر بست آورده شد و کسی در بر نمی گذران مردمی خوانگاه فراموشی و دیوسار نا اهلی و تنگبار کرم نمی دهم آسایش گرفته آمد لیکن بانی نگذشته بود
که زمان خیره رویان خیل آزار دکام گذاران آنجا دم نام برزبان نهفت همانا که در همسایگی چنین آسایشگاهی آشفته رائی دشوار دیده کاری پریشان مغز نمیتواند صاحب ضمیر راحتی نگذارد گرفت
دستگردانی شگرف روی آورد و در نجا که قدم را گنجایش نبود سر از آهنگ نیستی برگردانیدن باناگزیر او شیم از سنان جویانی فرسوده شده بود بهمان عجوبه دل را فرو گرفت و گوناگون اعتبار غمی
پیشکار دل آمد ناگزیر فکرهای گیرانیده شد آمد و خانه نیز به پیرائی آجاگاه همت برداشت و دو روز دیدن گشایش نبود تی ببستم و هم زنان و الپسین بفضای آسنه روزگار بسر
میشد تا آنکه سعادت منشی بخاطر آن پیر نورانی گذشت بکوشش صاحبخانه و جستجوی سخت آمد پیدا آمد و شوران مژدهٔ عافیت آورد و در سایه ان صفت گاه رفته شد
دانشگفتگی دل و کشادگی پیشانی خانه گوناگون مسرت دوی دانسیم کامیابی بگلبن آمال وزیدن آورد دیگر بردی و کار آمد اگرچه از ارباب یقین نبود از سعادت بهره داشت
درگمانه بنیکنامی سیر نمیرد و کم مایگی تونگری میمنود و در تنگدستی کشادگی و با پیرایی ابزمانی از ناصیهٔ حال دعی نتابید خلوتی دلگزین بدست افتاد و باز از سر نو بنیادی
بنیاد شد و چاره گر آنجا پیش آمد و ماه درین سالیش جا اقامت شد و در مقصود کشایش یافت خیر سگالان قرق بسیج بیایی در خاست و دکاردانان بخت بیدار گرده
نشسته تخستین بنخلان مهرفزای دوستی و بگفتار دل آویز آشنائی فتنه سازان حیله اندوز دکم عیاران تابنجیده کار را چاره فرو بندد و از پس ازان سر دستان یکدیگر را شناخته
به پیشگاه صلاح سلیمند و بطرز دلکشا و آئین عاطفت فزا عرضه داشتند و رنگ نشین اقبال آنچه مقتضای دوربینی و قدرشناسی پاسبانی حرم آمود گرزش نبود و از راه مردمی دور
طلب داشت چون سرعتی فرو نیامد بهمرهی نگذیم آن پیر نورانی را بجهین ارزه نیاز بدرگاه همایون آورد و بگونا گونی نوازش با دستمانه پایه والا یافت و یکبار گی رنجوریخانه نیاسود
خموشید و عالم بر هم خورد و آرام گرفت و نگاه بدرس و فضل نگاه قدس آئین بستند و زمانه آئین یکگونه پیش آورد و ما هی شب نکنی آن همه خاشکی دوش ها را زدل سن کن
چنان فاش کرد و شیء دیده چی در از و دو شیشه شیم ها ان اسب وصل آنچنان باش کی دوشش و هم درین زنی دیکی بدیر زگوار اعطاء حضرت توجه فرمود و مرا بایخی مستقیان
مخصص قدسی همراه گرفت از ان سال که بعد الخلافه آگره محل اقامت اخت در ان زادیه نوآجیدان چندان بتماشای عالم علوی بود که نوبت بگاه کرد بسیاره سفلی نمی رسید
این خویش گریبان دل را بگرفت و در امن همت بر کشاد و مرا کم بجز بست طنبی بلوت پیوندهای معنوی بر دیگانه نوازش اختصاص دیدار کشای را رنگ گشت و تفصیل این اجمال
آنست در طلوع سحر که دل بآسمان پیوسته بود و بر نطع نیایش نگری نیاز مندی نمی گفت در میان غواص و سیدگی خواجه طلب الدین و شیخی شیخ منصف الدین اولیا فرود آمدند
و بساط بزرگان را انجمن شد و بزم صفا آراسته آمد اکنون بعد دعا بر سر صحبت ایشان رفته میشود و در ان سر زمین نخی با ایشان بود اضافه آید پیر بزرگوار طرز
نیاکان سعادت و علم حفظ ظاهر مبرهن بود و با تسلیم اغانی و نیز نگی بر تسلیم نمیداد خیلی و صد و سماعی که در میان صوفیه شیوع دارد می پسندید و ضلالت دان آن را طعنه زدی
و همواره بزبان گوهر بار آمدی گذشته بر تقدیر برابر عنی و قیمت صالیش و نگهوش و مدارک و طلاکه از سلک اقطار و آئین کار بست سکسری ملزمین خود دارد لغزشگاه گاه گاه لان
شمردی بسیر سخت فرمودی و کنار گرفته و دوستان را باز داشتی همانا درین شب سین غنودگان شبستان گهی که بدین دار سفر آئین نبود نه از زدستی نبت و ما
کردار چنین شیوه هش فرمودند و دل این پیرانه بر پست را بدین سفر ساعت بر بیاراز خفتگان آن گل زمین عجز را قتادو نور ها در دل تابید و فیضها در گسید گشت
تفصیل نیته چهانیان افسانه پندار ندو بیگانگی دام آن لای عصیان آنیدتا آنکه مرا از زاویه تجرد بیارگاه تعلق برند و دست کشوده پایه والای اعتبار یافت
حال دهشان حرص دره زنگان حسکا لیوشیم مراول بدر آمد و بیرانگنگ گریبان خلط بکشود بالا بند بهمال پیمان درست بر بست و با خود قرار داد او کذران کاری

این بنیان کج چراغ نور و نشان تابع نشاندار رشته خاطر درست کار بر خیزد و در برابر آن بحر نیکوئی بدل ره نیابد بیاوری توفیق یابد و بر این اندیشه چره دستی با فتح و عواقب استلا دیگر پدید آمد و همت را نیروئی تازه مردم از تباه کاری عبرت گیرند و دم آسایش گرفتند پدید بزرگوار یاد رز گوئی پرستش و تابی رسم ستیزی و کج گرائی و ناحق و نادرستی مردم گذارش نبود، و در سزا بد کاران اهتمام فرمودی لختی دراز افشار از سر بسته کشیده عنان بود و از پاسخ آن ولی نعمت سر نسنگ داشت آخر الامر از زیر گرفت گذرانید بموقف عرض رسانیده وجوب رضا و اطاعت چاره نگذشت و صدر گره خاطر گشود و ناسور کین فراهم آمد القصه بطوعا بهجرت یا بهاجبار دولت دار السلطنة لاهور مصحوب اهالی و قضیه مرقوم و خاطر از جدائی آن پیوستگی سرا سیمگی داشت سال سی و دوم الهی طالع نهصد و نود و پنج بلالی التماس مقدم گرامی مودان شناسای انفس و آفاق آزمودن پذیرفته بدستیاری مخلصان سال سی و دوم موافق شنبه ششم ربیع الثانی مکور سایه عاطفت بر زمین گذشت آراسته و حدت گزین انداخت و بگذاشتن نوازش سر بلندی بخشیده جواره گوشه از دامن کوهی فرود دست از همه باز داشته بادواره نفیسی و در نگار خود و پیرایه نفس المطبوع روزگذرانید اگرچه بعلوم ظاهر کمتر پرداخته لیکن همواره دقائق صفات آمیزه سخن موزونی و عبرت را مایه دیگر فنی دربکنار آزادی نشستی و دامن رنگا رنگی گرفته تا آنکه مزاج بحدی گفتنی از اعتدال آن خشیجه دگرگونی پذیرفت هر چند از این قسم رنجوری بسیار بودند این بار از سفر واپسین آگهی پذیرفتند و این شنیده را علمدار شاهنشاهی عنان هوش افزا بر بارانت و لوازم وداع بظهور آمد چون همه در پرده سخن بر صرفت دلی و دون گمان بردند راز دار گردانیده بود و در پس خون دل فرو خورد خویشتن را بصبر بیانی قدری نگاهداشت و نفس گیرای آن پیشوای ملک تقدس لختی آزمیده و از پرسش هفت اقلیم کمالی دردمند دعای حضور بیست و چهارم امرداد ماه الهی هفتاد و یک هجرت بر یاس قدم خرسند میدنیر شهر شناسای درجه انباشته و دیده عقل ایزد شناس تمام کرشت پشت دانش و توانائی گرفت دانائی روزگار سپر آمد مشتری رداء از سر نهاد عطارد قلم در شکست قطعه رفت آنکه فیلسوف جهان بود در جهانی ها آسمان سا نستوده بی ایزد متعال ندا آفرید او که آدم قبائل عیسی درود او بود + چنانچه لختی از حکما خود گذارده آمد و بی خلل میکند و سخن آنی میدهد و فرمان را بسنده گشاید ـــ ذکر قائل

نفس قدسی ایا عبد عنی سی سال چهار صد و هفتاد و دوم جلالی مطابق نهصد و پنجاه و هفت هلالی از شیمه پیشه بر نهگاه دنیا خاموش شد و در یک سال و کشور گرامت مرد و دو پنج سالگی آگاهی ها غیر متعارف رو آورد و در دریچه کشود و در پانزده سالگی خزائن دانش پدر بزرگوار انگیخته آمده هر جائی را پاسه امین شده و پدر بر گنج گشت و شگفت تا انگه از گردش شهر یار فلک نوی هم اناظر از علوم رسوم عقلی و نقلی دل زده خاموش رسیده و طبع در گیرنده بیشتر از اوقات مکتبی فهمیده پدر بر نمط خویش افسون آگهی دسیه و دقیقه بر نخست مختصر تالیف فرموده بیاد داد و دم الهام پیوسته بر دل افروده از زبان علم چیزی دلنشین نیاید گاه مطلقا از دنیا و نیاشتهای پیشین گرانه گرفته و زبان یاد رکی که آن را بر گویند جواب الکنی می آمد یا تنومندی سخن از ادای نداشت و ران سخن بگریه افتادی و بنکوهش خود در رشد و در این تنامرا بسیکی از مظاهر کونی علاقه خاطر پیدا آمد و دل از ان کمتر شد و کوتهی حرکت نیاز ماند روزی چند بر این گذشته بود که همزبانی همدم نشینی او جوید بی مدرسه گردانید و خاطر سرا سیمه بدانجا فرود آورد و زنیز گی تقدیر یکبارگی مرا ربود و دگری آمد و در ربای مرا حضرت آورد و تعین از شراب سا غری آورد و مرا بکیفیت او مرا زخود بیخود کرد + بر زنده مرا دو چیز آورد و زنده + دقائق حکمی و دقائق دلبستانی بظهور انداخت و کتابی که بنظر مزآمد بدو دست از خوانده نمایش دلگرچه بیشتر خاص مودکار عرش تقدس نشان صعود فرمود لیکن انفاس گرامی پدر بزرگوار و پیاده دان نقاوه های هر علم و نگاشته شدن این سلسله یاوری سترگ نمود دگر این سبا کشایش گشت ده سال دیگر پرده اگویه خویش و افاده مردم شب از روز نشناخت و گرسنگی از جدا نیا رست کرد و خلوت از صحبت متنوع نتوانست گزید و یار جدا گردان سم از نشاندن نداشت غیر از نسبت شهود در ارطه علمی دیگر فی فهمیده آشنایان طبیعت از نیکی و بد روز سپر میشد و غذا دارد بی نفس دانش اندوز را بدو میل نمیشد بحیرتی در افتادند و اعتقادی افزودند چنان پاسخ میداد که استیعاب از الف و جاوت بر خاستن را طبیعت او بعارضه مرض چگونه از خورد نیاز میداد و بهیچکس را شگفت نیامد اگر توجه معنوی بفرزند شی ببرد چرا عجب علامه متداولات از نیاگفتن و شنودن از گرسنگی طاقت

امر کهن بمراق بتازه صفحه دل آورد پیشتر از آنکه کشایش یابد باز حقیقت کشی بر روی کشایش بست مرا دم خود سازد و در پای سازد و در پای
بشوید و دل از آن فنون بر چیند یکبارگی در بستگی حال حاشیه نخواهد ابو القاسم مرطول آورد و نوا پیچ بر لا میگفت و بر خیمه دوستان مسدود کرد بی دراجی افتاد شد حیرانی افتاد بگمان
آمد و دست از ان کار باز داشتند و نظر دیگر بر ان فتند و زنان یافت برآورد و زنده در رشته سازی گشاد و در نخستین گام مدیر حاشیه اصفهانی بنظر در آمد که از نصف بیشتر گم شده
در مراد استفاده نالا میدکرم زده ساخته و کاغذ سفید پیوند آدم و در نور ستان سحر باندک تاملی مبدل و منتشر هر کرام در یافته بلندازه آن مسوده مرجوع بود اگاشته بر سیاض در آمد
آشنا آن کتاب بی بضاعت آمد چون تعالی بلده شده جا تغیر بامراد وقت چهار جا از زیا بالمقارب شد بود بگمان نشکفت زار افتاد و در چند آن نسبت خواندی فوق فروع دیگر بیا طن
افروختی در بیست سا گفتی نویسد طلاق رشته دل را از دامن بیرون مدیر گرفت و سر اسر نخستین آور دو آراستگی فنون با نویاده جا نی شور ش فزاده و در ان دا عیه فراغ و جهان نمای دا نفس نمش
در دست خط جنون نامه بگوش سیه گرفت و دست از هم باز داشتن آویزش نمود در ان هنگام شهنشاه فرهنگ از امرا یاد فرمود و گوشه خمول بر گرفت چنانچه در برخی بقاد سیب
آورده سالش گیتی دا بجانفقد مراعیار بر گرفتند و گران سنجی را بازار پدید آمد در زمانیان خبر دیگر گیتی گرد یده چه گفتگوها رود و چه نشرها چه افوخت امر در کار او احسال چهل و دوم آنست
باندل میگیسلاند شور ش نفوذ بار طن افشرده بیت مرغ دل من نغمه سرداد و ندانند آزاد کنندش که سزد نفس ستان بنده بیزم که کار بگجا خواهد بغا میدود کرام ما مداز اسفر دا بین
خواهد شد لیکن ان آغاز بستی تا حال تواتر الالهی مرا در کشف حقایق گرفته است گر انبار آمید است که آخرین نفس در رضامندی مصروف گردد و بکدوش خم در آیا راسگاه جاوید سازد از انجا که
شمارهٔ نعم از دیگر گونه پیشگر ار بیست بخشی از ان میپوسند و دل را نیز وعی بخشند نخست بقیتی که در خود یافت نیاز در بزرگ بود کرد ترا دامنی انکیس را بسا بان نیاکان چاره شود و گزین مرا وای
علاج شود فوق چنانکه رود را مدار دوش را بار گیرم ایسر و عشق را بدیده ۲ دوم سعادت روزگار را دامنی هرگاه بزرگان پیشانی بعد بالت بیا نگان تفاخر نمایند اگر بیزی باد شا
صورت منعی فارش کنم چراشگفت نیاید سوم مطلع مسعود مرا در مخبر تر و گلر ازیشه تقدیر بر آورد و دو خلال ندسی سلطنت بر من افتاد چهارم شرایف الطرفین پرنجی از رش نمود و ای دو دان
عفت پیوند سکلام رحال الاراهیم را دهوار کیوت گرا لی مسعود گی اعمال آرایش داد و آذر مرا بابیرو دل یکجا کرده بود و کردار را بگفتار کهتی داده پنجم سالهای اعضا و اعتدال
و تناسب آب ششم امتداد ظاهر زیبایی بخشی و اقتضای قدسی حصار بود ازا قتضای درنی و ورزیدن پنهانی از عادت نفسی فاقی ۲ هفتم بسیار صحت و نیرو بخشی ۲ و سندرس هشتم مزاجت
هم معنی از زرد و خرسند سال بجاه شصت و فزاز فرمان جوئی و الله یازدهم علمقت پرستی انی حوصله گزار بسیا گونا گون انجی و یا بوالا بادو دان دا الله اختصاص داد دوازدهم نیاز مندی درگاه الهی
سیزدهم در یوزه داری شنیان جگرین خورد شان عیب دیدن جهاردهم توفیق برد وام پانزدهم مراسم آمد آن در اقسام علوم بی ملاقات اغراض از ان بهرکس آن دل از بسیار دی و سوخت شانزدهم
پدر بر شانه و مرا بجا نیاز پران نگذشتن مهندسم همنیان سعادت افزا میجستم صورگر اشوش غا نهاد و زمین را بیسیاشا مرا در میزل گاه کمال آموزا نیز نگی و اعجب لحظه نگفتگو فزود
و زمان را بان تیجیز فرو شود نوزدهم مازیگیان خیل بوکه دلا نی دیگر بود و سعادتی تازه بیستم آمد ان عوت بیا مل طلعت گیتی خدا و نبسته کیم رسید بصل کل بهر کار الصفات قدیم الجمی
گفت بگوشی آمد و نه بیگانان طائفه آشنی نمود بدان اغذ یذ فته طرح مصاحبت انداخت تعالی از الوهم آگهی نقش بی مدسازد بیست و دوم اراوت خذ یو خدا آگاه بیست و سوم فتن و اعتبار
او هنگ نشین هنگامه آبی بسفارش دیگر ان نگاه بوسی من نوزدهم بار دان بیست و سعادت گزین ضامن جوئی نگو کار از بندیان خود گویه با آن کمالات صوری و معنوی نضاخ طرفین شمن حال
بر بنیاد زشت خود را وقف دلجوی من کرده گرد گی ما بآب بود دیگ ایشی ارادت مرد و زانصاف نیست آمید که مرتاتوانی بپاس نسبت چنین پنجه در قصیده فیضی نمایند بیات جایگاه را بلند سی ستون رود
از اسا سا ستم آمد از خاکه شرم بالا بچیدن که نوشتم نگارش مفصل نگزارمی از هم بر با عقل فضل الافضل دشت دار در زمانه مغز معانی معطر قصیده از اوست و در کمال دیگر گزارند و سالی
قرین هم شمرد اغبان نشو نعد او بدگر از دخت گل گذرد شباب عمرش دلادی او سال چهار صد شصت جلالی مطابق نصد پنجاه و چهار هجری محمود او بکدام زبان نوشته زبان نا شسته کما و دو
و انکه بآب بان فشانده و سیلاب اندشکته و فا شکیب را پای مرده شد تصانیف او کنند از او گویائی دینا ئی ست و در دردیش پرستی و خیر سگالی

فکرهای دیگر اندیشه برآمد و خدیو خانه نیز به پیدائی جا گام همت برداشت دو روز بدین کشاکش درونی بسر برد
دهر زمان واپسین انفاس دانسته روزگار سپری میشد تا آنکه سعادت منشی بخاطر آن پیر نورانی گذشت
بکوشش صاحب خانه وجست وجوی سخت او پیدا گشت و نیازاران مژدهٔ عافیت آورد در ساعت بدان
صفوت گاه رفته شد و از شگفتگی دل و کشادگی پیشانی خدیو خانه گوناگون مسرت روی داد نسیم کامیابی
برگلبن آمال وزید و آبی دیگر برروی کار آمد اگرچه از ارباب یقین نبود از سعادت بهره داشت در گمنامی به نیکنامی
می زیست و در کم مایگی تونگری مینمود در تنگدستی گشادگی و با پیرزالی برنائی از ناصیهٔ حال او می تابید خلوتی
دلگزین بدست افتاد و بازار سرمایه نویسی بنیاد شد و چاره گرائی پیش آمد دو ماه درین آسایش جا اقامت شد
و در مقصود کشایش یافت خیر سگالان حق بسیج بیاوری بر خاستند و کاردانان بخت بیدار بمددگاری شتافتند
تحسین بسخنان مهرافزای دوستی و بگفتار دل آویز آشنای فتنه سازان حیله اندوز و کم عیاران استخبیده کار
را چاره فرمودند و پس ازان داستان نکوی شیخ را به پیشگاه خلافت رسانیدند و بطرز دلکشا دآئین طلعت
و اعرضه داشتند اورنگ نشین اقبال آرای بمقتضای دوربینی و قدرشناسی پایه های معرآمود گرارش نمود و از
مردمی و بزرگی طلب داشت چون مراسم تعلق فرونیامدی همی نگریدم با پیر نورانی با همین برادر روی نیاز بدرگاه
همایون آورد و بگونا گون نوازش بادشاهانه پایه والا یافت و یکبارگی ز نبود خانه ناسپاسان خموشید و عالم برخود
آرام گرفت و هنگامهٔ درس و خلوتگاه تقدس را آئین بستند در زمانه این نیکوان پیش آورد رباعی ای شب نکنی
آن همه پرخاش که دوش ٭ راز دل من چنان فاش که دوش ٭ دیدی چه دراز بود دوشینه شبم تا ان اے
شب وصل آنچنان باش که دوش ٭ و هم درین نزدیکی پدر بزرگوار بمطاف حضرت دهلی توجه فرمود و مرا با برخے
مستفیدان محفل قدسی همراه گرفت ازان سال که بدار الخلافت آگره رحل اقامت انداخت دران زاویهٔ نورانی چندان
بتماشای عالم علوی بود که نوبت نگاه کردن ببدایع سفلی نمیرسید یکبارگی این خواهش گریبان دل را گرفت و دامن
همت برکشاد و مرا که بجز نسب طبنی البوت پیوندهای معنوی بود بیگانه نوازش اختصاص داده بارکشای راز گشتند و تفصیل
این اجمال آنست در لوامع سحری که دل با سمان پیوسته بود و بر نطع نیایش گری نیازمندی میرفت درمیان خواب
و بیداری خواجه قطب الدین اوشی و شیخ نظام الدین اولیا نمودار گشتند و بسیاری بزرگان را انجمن شد و بزم مصاحبت
آراسته آمد اکنون بعذرخواهی بر سر تربت اینان رفته میشود و دوران سرزمین لختی با مین ایشان پرداخته آید
پدر بزرگوار بر طرز نیاکان سعادت فرجام حفظ ظاهر میفرمود و با استماع اغانی و نیرنگی ابریشم نمی پرداخت و وجد و
سماعی که درمیان صوفیه شیوع دارد نمی پسندید و خداوندان آنطرز را طعنه زدی و همواره بر زبان گوهربار گذشتی
بر تقدیر برابری غنی و فقیر دستایش فکر و هش و خاک طلا کار شرائط روائی انکارست سبکسری تلوین باخود را

امتیاز تمام دارد دیگر شیخ ابوالخیر ولادت او روز آبان دهم اسفندارمذ سال چهارم الهی معاضد دوشنبه بست ودوم جمادی الاولی سال نهصد وشصت وهفتم هلالی مکارم اخلاق وشرایف اوصاف خوی ستوده او مزاج زمانه رانیک شناسد وزبان رابسان سارا عضا بفرمان خود دارد دیگر شیخ ابوالمکارم ولادت او در سیب آذر مرد غره اردی بهشت سال چهارم الهی مطابق دوشنبه بست وسوم شوال نهصد وهفتاد وشش اگرچه درمبادی حال لختی بشورش ورنفس گیرائی پدر بزرگوار او را برجاده درستی وهنجار آورد وبسیاری از معقول ومنقول پیش آن دانای امور انفسی وآفاقی تعلیم یافت ولختی پیش تذکره حکمای پیشین امیر فتح الله شیرازی تلمذ نمود بدل راه دارد امید که بساحل مقصود کامیاب گردد دیگر شیخ ابوتراب ولادت او روز رشن هیجدهم بهمن ماه سال بست وپنجم الهی موافق جمعه بست وسوم ذی الحجه نهصد وهشتاد قمری اگرچه والده او دیگرست لاکن سعادت دربار دارد وبه کسب کمالات مشغول دیگر شیخ ابوالمحامد ولادت او روز خورداد ششم دی ماه سال سی وهشت الهی موافق دوشنبه سوم ربیع الآخر هزار ودوم دیگر شیخ ابوراشد ولادت آورد اسفندارمذ پنجم بهمن ماه الهی سال سی وهشت مطابق دوشنبه غره جمادی الاولی سال مذکور این دو نونهاد هٔ خاندان سعادت اگرچه از قم اند لیکن آثار اصالت از جبین ایشان پیداست وآن پیر نورانی از مقدم ایشان خبر داده نام مقرر گردانیده بود وپیشتر از ظهور آثار رخت هستی بربست امید که بانفاس گرامی او همنشین دولت نیک روزی گردند تا کوکبهای گوناگون فراهم آید برآورد نخستین رخت هستی بربست وعالمی را در غم انداخت امید که دیگر نونهالان بردمند را در پرنشاط کامرانی وسعادت دوجهانی دراز عمر گرداناد دیگر بخیرات صوری ومعنوی سربلندی بنشاند بست وپنجم هیوند کتخدای بخاندان آذرم شد ودودمان دانش وخاندان اعتبار پذیرفت کاشانهٔ ظاهر آراد ونفس کنج گزارا لهای پدید آمد وهندی وایرانی وکشمیری نشاط خاطر کشتند بست وششم گرامی فرزند سعادت افزا روزی گشت ولادت او در شب رشن هیجدهم دی ماه سال شانزدهم الهی موافق شب دوشنبه دوازدهم شعبان نهصد وهفتاد ونهم پدر بزرگوار او را بنام عبدالرحمن موسوم گردانید اگرچه هندوستان نژادست اما مشرب یونانی دارد ودانش می اندوزد دراسود وزیان روزگار فرزندان آگهی اندوخته وآثار نیکبختی از ناصیهٔ او پیداست وخدیو والاقدر او را بکوکبهای خود منتسب گردانید بست وهفتم دیدار بنیره شب ایران سی ام امرداد ماه الهی سال سی وشش مطابق جمعه سوم ذیقعده نهصد ونود ونه هلالی در ساعت سعادت افزا فرزندی نیک اختر پدید آمد عنایت ایزدی روی آورد گیتی خداوندان نونهال سرای بستان سعادت را بشوتن نام نهاد امید که بکمالات دینی ودنیاوی فایز گردد وبسعادت جاوید نشاط اندوزد بست وهشتم دوستی مطالعه کتب اخلاق بست ونهم آگهی یافتن از نفس ناطقه سالهای دراز بمقدمات بیانی وعیانی طلبگار بود واصحابان این دوروش

روزگاری سپری آمد مشتری رداز سر نهاد عطارد علم در شکست قطعه رفت آنکه فیلسوف جهان بود در جهان ۞ در ماتمی سیاه معانی کشوده بود ۞ بی او یتیم مرده دل اندر قرابی او کو آدم قبائل و عیسی دوده بود ۞ چنانچه لختی در جای خود گزارده آمد چون برخی از حال گرامی نیاکان خود را نگاشت یعنی از خود میگوید و دلی خالی و سخن را آنی میدهد و زبان را پیندی میکشاید

ذکر قبایل

نفس قدسی مرا بدین عنصری در سال چهار صد و هفتاد و دوم جلالی مطابق نهصد و پنجاه و هفت هلالی از مشیمهٔ بشری بنهٔ شگفتگاه دنیا خرامش شد و در یک سال و کسری شیوه زبانی کرامت فرمودند و در پنج سالگی آگاهی های غیر متعارف روآورد و در پنجهٔ سواد کشودند و در پانزده سالگی خزاین دانش پدر بزرگوار را گنجور آمد جوهر معانی را پاسدار امین شد و با پر سرگنج شکست و شگفت تر آنکه گردش سپهر قلمروان همواره خاطر از علوم مکتسبی و رسوم زمانی دل زده و خواهش رمیده و طبع در گریز بود و بیشتری اوقات کمتر می فهمید پدر بر نمط خویش افسون آگهی دمیدی و در هر فنی مختصری تالیف فرموده بیادداری و مرا اگرچه هوش افزودی از دبستان علم چیزی و نشستن نیامدی گاه مطلقا در نیافتی و زمانی اشتباه ها پیش راه گرفتی و زبان یاوری نکردی که آنرا بر گوید حجاب الکنی می آورد یا تنومندی سخن گذاری نداشت و ران انجمن بگریه در افتادمی و بنکوهش خود و رشدمی و درین اثنا مرا بیکی از مظاهر کونی علاقه خاطری پدید آمد و دل از ان کم بینی و کوتهی شناخت باز ماند روزی چند برین نگذشته بود که همزبانی و همنشینی او جویای مدرسه گرداند و خاطر ستاب رسید ۞ بدانجا فرود آوردند و از نیرنگی تقدیر یکبارگی فرار بودند و دیگری آوردند ۞ رباعی ۞ در دیر شدم ما حضری آوردند ۞ یعنی ز شراب ساغری آوردند ۞ کیفیت او مرا از خود بیخود کرده ۞ برده نه مراد دیگری آوردند ۞ و حقایق حکمی و دقایق دلستانی پرتو ظهور انداخت و کتابی که بنظر نه در آمده بود روشن تر از خوانده نمایش داد اگرچه موهبتی خاص بود که از عمر شش تقدس نزول صعودی فرمود لیکن انفاس گرامی پدر بزرگوار و بیادداد ان فقاوه های هر علم و تاسیسته شدن این سلسله یاوری بسترگ نمود و گزین اسباب کشایش گشت ده سال دیگر بروگونه خویش و افادهٔ مردم شب از روز نشناخت و گرستگی از سیری جدا نیارست کرد و خلوت را از صحبت متمیز نتوانست گردانید و با رای جدا کردن غم از شادی نداشت غیر از نسبت شهودی و رابطهٔ علمی دیگر نمی فهمید آشنایان طبیعت از انکه دو روز و سه روز سپری میشد و نداوارد نمی آمد و نفس دانش اندوز را بدو میلی نمیشد بحیرت درمی افتادند و اعتقاد می افزودند چنان پاسخ می داد که استعداد از الف و عادت برخاسته بیمار الطبیعت او بمعارضه مرض چگونه از خوردن دست باز میدارد و هیچکس را شگفت نمی آید اگر توجه معنوی بفراموشی ببرد چرا عجب نماید اکثر مبتدا و لات از بسیار گفتن و شنودن از برگشت و مطالب والا از کهنه اوراق بتازه صفحهٔ دل آوردند بیشتر از انکه کشایش یابد و از حضیض بیدانشی با وج شناسائی برآید سخنان بر پیشینیان می بافت و مردم خردسالی را دریافتم

شنیده شبانگاه بابلیغار خود را رسانید بی آگهی مردم یار بامین پیش برلباس دیگر برآمده راهی شدیم و آشفتگی دشوار
از همه ایام ناکامی شورش در باطن افزود اگرچه لختی روشن شد که مردم ناکجا همراه اند و با شهریار داد گر یا چاگزارش نموده اند
وغیب دان راچگونه بر حال آگهی ست لیکن بر پریشانی سخت تر شورش آورد و بی آگاهی یافتن این مردم بیگاه سرآوارگی گرفته اند
نورستان آفتاب و تاریکیهای بد گوهران و هجوم مسالک شهر و هنگامهٔ بیژه و هندگان نافرجام و یاور نایابد و بار انداز نایافت
قلم چه بین راچه یارا که قدری ازان حال گذارد و هرزبان فصیح الکنی رود هراین شگافته زبان را کدام نیرو ناگزیر یاسراسیمگی
گوناگون بخرابه بدو آورده شد لختی از شورش شهر و دیده دشمنان برآسودیم ازانجا که نوازش گیهان خدیو بتازگی معلوم
شده بود راهیابان قرار یافت که اسپی چند سامان نموده آید و ازین خرابه بدان مصر اقبال شتافته شود و بخت گاه
فلانی که راست بازی دیرین در میانست رفته آید باشد که این غوغا فرو نشیند و پادشاه دست بخشایش برکشاید ناگزیر
بآئین نخچیگان سامان راه نموده بشبی تیره تر از درون حسد سگالان و دراز تر از افسانهای بیهده سرایان براه در آمدیم
با خامکاریهای فلاوز و کجرویهای او در نورگاه سحری بدان تیرو جا رسیده باشد آن ناشناسا اگرچه از جانلغزید
اما چندان داستان هم برخواند که بگفت در نیاید و از راه مهربانی برزبان آورد اکنون وقت گذشته ست و خاطر اقدس
قدری آزرده اگر پیشتر ازین آمدن میشد گزندی نمیرسید و بآسانی کار دشوار ساخته میشد درین نزدیکی دهی نشانده
دارم روزی چند دران جمول گاه باید بسر برد تا خاطر مقدس شاهنشاهی بنوازش گراید در گردونی نشانده روانهٔ آنطرف
گردانید بگونا گون اندوه هم آغوشی دست داد چون بدانجا شدیم همانا کشاورزی که بامید او فرستاده بود غیبت داشت
دران خرابه بمعمور بیجا فرو شدیم داروغه را بخواندن نامه احتیاج افتاد و آثار دانای در نواصی نایافته طلب داشت ازانجا
تنگی وقت بود براه انکار شتافته شد و در کمتر زمانی پدید آمد که این قریه منسوب یکی از سنگین دلان شوریده مغز بست
او از ساده لوحی بدینجا فرستاده بصد بیتابی واندوهناکی خود را ازان مرحله بیرون انداختم و راهبری ناشناسا گرفتم
بدهی از دلدل النخلاوة آگره که بوی آشنائی از انجا می آمد ره نوردیم آن روز سی کروه بپرابه شتافته بدان عزیمت گاه
پیوستم آن نیکو خصال مردمیها بظهور آورد و لیکن پیدا شد در انجا نیز یکی از باطل ستیزان کشت و کاردار و در
چندگاه بدینصوب گذاره نماید دست ازان باز داشته در نیم شبی بادلی نژنده نورد گشتیم و سحری بدار الخلافت
اگره در آمده زاویهٔ دوستی بدست آورده شد و لختی درین خاکدان نامردمی و خواهگاه فراموشی و دیوسار زایلی د
تنگ بار کم بینی دم آسایش گرفته آمد لیکن زمانی نگذشته بود که ازان خیره رویان خدا آزار و گام گزاران نے آزرم
نام برزبان رفت همانا که در همسایگی چنین بار استی آشفته رائی و شوریده کاری پریشان مغز میباشد ساحت
ضمیر را غمی تازه گرفت و سر گردانی شگرف روی آورد و از انجا که قدم از نگاپو و سر از آهنگ شکیبگیر و گوش از نامگذار
و چشم از سنان بیجوابی فرسوده شده بود بوالعجبی دونی دل را فرو گرفت و گرانباری غمی پشیکار دل آمد ناگزیر در

آمیزش بسیار شد و دلایل و قوی و شهودی و اکتسابی و فطری بنظر درآمد راه شبهه بستگی نیافت و خاطر آرام گرفت بسیاس معبودیت این گروه کشودند و دلنشین آمد که نفس ناطقه لطیفه الهیست زمانی سوای بدن اورا است تعلق خاص باین پیکر عنصری تا آن آنکه از بارسا گوهری شکوه بزرگان صورت مرا از گفتار حق باز ندشت و دانش و بینش اندوزرا رهزن نیامدیم گزند مالی و حالی و ناموس تفرقه درین غریبت نینداخت و رفتار آب کرده جویباری کرد سی و یکم بی مهل دل با عتبارات دنیاسی و دوم توفیق نگاهداشتن این گرامی نامه اگرچه عنوان این کتاب الهی محمدت انزدیست که بزبان نیرنگی اقبال روزافزون می سراید و سپاس نعمت رسیدگی بزبان قلم می گزارد لیکن هر گونهٔ آگهی را چشمه سار یست و گردها گرد دانش را معدن حد پیشگان کارگذار را بهمنون و هزل سرایان خنده فروش را راز و نصیبهٔ خردان را سرمایهٔ نشاط و جوانان را اسباب رعونت و پیران بجارت روزگاران یکجا یابند و بخشندگان سیم و زر عالم آئین مردم از دشناسند گوهر بینائی را روزنگاه خرم کنان آزادی را زمین پردرده صبح سعادت را روزن بهر کارگاه هنر زرف دریای گوهر آفرینش ناموس آرایان سعادت نهاد روشن از و آموزند و دینداران حق پژوده بدیه بانی نامهٔ اعمال عشرت اندوزند بازندگانان هر متاع آئین سود برگیرند و جانشاران عرصه کند اوری بوجه همت آموزی از و برخوانند تن گزاران نفس ارا آئین نکوکاری از و بردارند اخلاص طرازان بخت آور از و ذخایر بی منتها فراهم آورند آرامش گزینان نیستگاه حقیقت بیاوری آن کامیاب خواهش گردند ابیات یکی نامهٔ ساختم پرشگفت ❊ که هر دانشی زو توان برگرفت ❊ چنان گفتم این نامهٔ نغز را ❊ که دوشن کند خواندنش مغز را ❊ ازین نعمتهای گوناگون مژده آن میرسد و دل ساعه افروز میشود که خاتمهٔ کار بر نکوئی شود و امیدی سعادت یاوری نماید اگرچه پور بارک امروز مورد اضداد و عبرت نامه جهانیان ست و هنگامهای مهرآگین در شورش این دیرستان حقیقت پژوده ابوالوصلت گویند و یگانه بنده دادار بیهمال شمارند کمند آوران عرصهٔ دلاوران ابوالهمت نام نهند و از یکتاپرستان هستی دشمن اندیشند و خرد همواره با بوالفطرتی بسر آید از گزیده مردم این دودمان عالی شناسند و در فاتر عوام کالانعام خانهٔ بی تمیزیست بت پرستاری می نسبت دهند و از فروزندگان این گرداب پندارند و طایفه از منهمکان کفر و الحاد انکارند و از نکوهش و سرزنش انجمنها برسازند بیت صد داستان لعل العجب آید بروی کار حیران شوند گر دو سه حرفی رقم کنم و لله الحمد که ازین مایات تماشای شگفتکاری روزگار بیرون نمیشود و بزنکوهیدگان و مدحت سرایان از نیرنگی بیرون نمیرود و زبان و دل را بنفرین و آفرین می آلاید ابیات شناسنده گر نیست شوریده مغز ❊ نبهره شناسد ز دینار نغز ❊ هنر تابد از مردم گوهری ❊ چو نور از مه و تابش از مشتری ❊

ذکر اولیای هند

از آنجا که دریوزه گر بندگان ست و دوستش این گروه در سرشت بگزارش برخی از ایشان

کز زاد بود یا خوابگاه درین آباد بوم دارند این نامه بانجام میرساند بوکه سرمایه پذیرای دلها گردد و دست آویز
جاوید سعادت فراهم آید ارنگلشن سرای حقیقت بوی برستود و دست مرد فراوان رنج برگیرد لغت اولیا
جمع ولی ست بمعنی نزدیک از اوزن برگرفته اند همانا معنوی قربت میخواهند وگردهی ولایت بکسر واو در تلوین برگزارند
وبفتح در تمکین وجمعی نخستین را پایه عاشقی اند نشسته دپسین حال معشوقی خداوند اولین ولی باشد خدا نیز
دومین والی و برخی بفتح از قرب انبیا برگوید و بکسر از اولیا و در گمنامها فراوان معنی برنگاشته اند وگزیده آنکه
شناسای دادار بیهمال باشد و بزرگ همت بجز او نگراید مراحیرت فرو گرفته که خاک ذرهٔ امکان را با آفتاب
وجوب چه نسبت و نهایت پذیر را با غیر منتهی چه پیوند دولی نزد من آنست که چهارخوی گرامی اندوزد و از همت
نکوهیده بپرهیزد و همواره از کار آگهی با نفس هزار فتنه آویزش فیروزی کند و دمی از دستان سرائی او نغنود
این پایه والا بایزدی تائید و زنهمونی بخت بدست افتد لیکن گاه بدم گیرائی میانچی شود گاه بی او پسین را وسیلی خوانند
ازان حال اولین قرن و برخ برگوید نخستین را صاحب کشف المحجوب دوازده سلسله برگزارد و ازان دوازده
ناسره پندارد انجا سبیان قصاریان طیفوریان جنیدیان نوریان سهلیان حکیمیان خرازیان
حنیفیان سیاریان حلولیان خلاجیان نخستین گروه را سرچشمه فیض ابی عبد الله حارث بن اسد
محاسبی بصریست علم ظاهر و باطن اندوخته بود و نشیب و فراز راه نیکو میدانست او استاد وقت بود
خداوند تصانیف سال و بیست و چهل و سه هجری در بغداد رخت هستی بربست و ازان رو که همواره
اماره روزگار خویش درست میگرفت بدین نام برخواندند دومین بوحمدون پور احمد بن عماره قصاری کرد
کنیت ابو صالح پیش نوری دانش آموخت و از سلم بن حسین بارد سی و ابو تراب نخشبی و علی نصیر آبادی
فیضها اندوخت و بالا تر خص صلوی بود پایه کمال یافت جهانیان زبان بنیاره برگشوده میه اشتند سال دویست و هفتاد و یک در
نیشاپور و اپسین سفر نمود سومین ابو یزید طیفور بن عیسی بسطامی نیاکیشگری نمایند کنیت بایزید بزرگ نیاک او سروشان نام مجوس بود از بزرگان
دین عنوان شناسای فنون علم اندوخت و بپایه اجتهاد برآمد پس از رسمی دانش برگذشت و بالا مرتبه آگهی رسید با احمد خضرویه و ابو حفص
سجی معاصر بود و شقیق بلخی را دریافته سال دویست و شصت و یک بگزارشی دویست و سی و چهار بعلوی عالم شتافت
چهارمین پیر جنید بغدادی کنیت او ابو القاسم لقب قواریری زجاجی و خزازست پدر او آبگینه فروختی و خود با قی نیاکان آوازنهادند
وزاد و باشش او در بغداد از سری سقطی و حارث محاسبی و محمد قصاب لبخی حقیقت اندوخت و خزاز و رویم و نوری و شبلی و بسیاری
برگزیدگان حق بوی نسبت درست کنند شیخ ابو جعفر حداد گوید اگر عقل مرد بودی بصورت جنید برآمدی سال دویست و نود و هفت یا
یاد رخت بهستی بربست پنجمین از التشجر نوری سراب دل نام او احمد بن محمد و گویند محمد بن محمد مشهور باین
تقوی بداد خراسانی ست و مولد و منشا بغداد لیکن از بزرگان والا شناخت

ذکر دارست بابصری سقطی و محمد قصاب و احمد الواء جواری صحبت داشته و ذوالنون مصری را دیده بود و از جنید پنداز ند لیکن لختی تیز تر در سال دویست و هشتاد و شش ازین سینجی سرا در گذشت ششمین بسهل بن عبد الله تستری باز گردند شاگرد ذوالنون مصریست از والا پایگانان این شگرف راه ست و از اقران جنید هشتاد سال عمر یافت و در محرم دویست و هشتاد و سه زندگانی بسر آمد هفتمین به محمد بن علی حکیم ترمذی باز گشت نمایند کنیت ابو عبد الله یا ابو تراب نخشبی و احمد خضرویه و ابن جلا صحبت داشت و در علم ظاهر و باطن چیره دست بود فراوان تصنیف و خارق عادات از و برگزارند هشتمین رو با بو سعید خراز دارند و ار بد نام او احمد بن عیسی بغدادی ست بد دستی صوفیان بمصر رفت و در مکه مجاور شد و موزه دوزی میکرد و شاگرد محمد بن منصور طوسی ست و با ذوالنون مصری و سری سقطی و ابو جنید بسری و بشر حافی صحبت داشت و سعادت اندوخت چهار صد تصانیف بر نوشت و نا شناسندگان او را کافر پنداشتی در سال دویست و هشتاد و شش از عالم بشد خواجه عبد الله انصاری گوید که پنجمین از مشایخ به از وی نشناسم در علم توحید بهمین دریوزه از ابو عبد الله محمد بن حنیف کند پدر او شیراز نیست شاگرد شیخ ابو طالب خراوند علم صورت و معنی بود خرزج بغدادی در رویم را دیده و مالقاتی و یوسف بن حسین رازی و ابو حسین مالکی و ابو حسین مزین و ابو حسین دراج و بسیاری بزرگان را دریافته بود و فراوان تصنیف دارد و در سال سه صد و سی و یک خواب پسین نمود و همین با بو العباس سیاری باز گردند نام قاسم دخت زاده احمد بن سیار فرود ست شاگرد ابو بکر واسطی علوم ظاهر و باطن اندوخت و والا پایگی در کردار بدست آورد سال سه صد و چهل و دو ساعت زندگی او البر بر گشت یازدهمین سرگروه اینان خلمان دمشقی ست دوازدهمین سرچشمه این طایفه فارس ست از اصحاب حسین بن منصور حلاج بغدادی و از غیر حسین منصور مشهور و برین دو زبان طنز بر کشاید در هندوستان چهارده سلسله برگزارند و آنرا چهارده خانواده نامند و ازان دوازده جز طیفوریان و جنیدیان مذکورانی - حسنان[1] طیفوریان[2] کرخیان[3] سقطیان[4] جنیدیان[5] گازرونیان[6] طوسیان[7] فردوسیان[8] - سهروردیان[9] زیدیان[10] عیاضیان[11] ادهمیان[12] هبیریان[13] چشتیان[14] گویند امیر المومنین علی را چار خلیفه بود حسن حسین کمیل حسن بصری سرچشمه سلاسل حسن بصری را دانند و او دو خلیفه داشت حبیب عجمی که نخست از و جوش معرفت زد و دیگر عبد الواحد بن زید پنج پسین از و سیراب دل شدند - نام حسن بصری از کنیزان ام سلمه ست نام او عمر خطاب بر نهاد و یتیم مانده بود در سر آغاز لگهی گوهر مرد جستی از روشن ستارگی راه تجرید بر گزید و خویشتن را در ریاضت گری برگداخت و فربهی معنوی اندوخت هر هفته وعظ بر گفتی و مجلس آراستی چون رابعه حاضر نشدی بدان سپرد اختی گفتند از نیامدن چرا

چرا دست ازان باز کشی گفت غذائی که بفیلان آماده باشد بکار موران نیاید اول بحبیب عجمی نسبت
درست کنند او از مالداران بود و در روزگار بر باگذاز زندی از بهروزی لختی چشم بینش کشوده شد از حسن بصری
راه یافت و فراوان مردم از و سعادت اندوختند روزی حسن بصری از چاوشان حجاج بگریخت و بصومعه
حبیب در شد سرهنگان از و پرسیدند حسن کجاست گفت درون صومعه چون بپرسش رفت
او را نیافتند حبیب را سرزنش کردند و گفتند هر چه حجاج بشما میکند درخورست گفت من چرا ست
نگفته ام اگر شما ندیده جرم من چیست باز درشده زرف نگی بکار بردند و نیافتند خشمناک باز گشتند
و طنز گویان رفتند حسن بیرون آمد و گفت ای حبیب عجب حق او ستاذ نگاهداشتی گفت ای او ستاد
از راست گوئی رهائی یافتی اگر در دروغ گفتمی هر دو هلاک شدمی شبی او را در تاریک خانه سوزن از دست
افتاد از غیب روشنی بدر خشید دست بر چشم نهاد و گفت نی نی ما سوزن جز بچراغ ندانیم جست سوم
فیض از معروف کرخی برگزیند پیدا و ترسا بود پیش امام رضا علیه السلام کیش برگردانیدند و بدرجهٔ
سربلندی یافت و بصحبت داؤد طائی رسید و در ریاضت گری بجا آورد و به نیروی درست نیتی و راست
کرداری پیشوا گشت سری سقطی و بسیاری از و فیض برگرفتند سال رویست هجری بعلوی عالم
شتافت و درین هنگام گبر و ترسا و یهود بر و گرویدند و هر یکی خواست بآئین خویش بدو پردازد صورت
نه بست همانا در زمینگاه صلح کل چاداشت چهارم سری سقطی را در پی روند کنیت ابوالحسن از بزرگ
کاراگهان گزین کرداست و بسیاری رسیدگان را استاد از اقران حارث محاسبی و بشر حافی و شاگرد
معروف کرخی و ستایش او از نیروی من ناشناسا بیرون سال دویست و پنجاه و سه از خاکدان دامن
برچید ششم بر ابواسحاق بن شهریار گروند پدرش از آئین زردشتی بیرون و طرز اسلام پیش
گرفت از شیخ ابوعلی فیروزآبادی فیض اندوخت و بسیاری بزرگان را دریافت و دانش ظاهر و باطن
بدست آورد و سال چهارصد و بست و شش از آشوبگاه دنیا رهائی یافت هفتم را اغاز علاء الدین طوسی
ست او شیخ نجم الدین کبری عقد برادری داشت هشتم بشیخ نجم الدین کبری نیایش نمایند کنیت
ابوالجناب و ابوالقاسم و نام احمد بن عمر خیوقی و لقب کبری از شیخ اسمعیل قصری و عمار یاسر و روزبهان
فیضها برگرفت و در شناسائی صورت و معنی پایه والا یافت شیخ مجد الدین بغدادی شیخ سعد الدین
حمویه شیخ رضی الدین علی لالا با کمال خجندی شیخ سیف الدین باخرزی و بسیاری اولیا از دم گرمی
او جاوید سعادت اندوختند سال ششصد و بیجده بشمشیر درگذشت نهم از شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب
عبد القاهر سهروردی بهره در درد علم ظاهر و باطن و الا یافت بدو بازده واسطه بابوبکر صدیق رسید

در طریقت بشیخ احمد غزالی نسبت درست کند فراوان تصنیف از و یادگار و آداب المریدین از دست سال پانصد وشصت وسه هجری بعلوی سرای شتافت وهم بشیخ واجد بن زید اقتدا کنند یازدهم تفصیل بن عیاض گزاینده کنیت ابو علی بازگوفی ست ونزدیک فنجی بخاری وجزآن میان مرو وبا درود وبامین درویشان بسر بردی وراه زدی از نیک سرشتی بیدار شد وبگزین کار کرد وسعادت اندوخت سال صد وهشتاد وهفت رواز جهان درگذشت دوازدهم ابراهیم ادهم بلخی را پیشرو دانند کنیت ابو اسحق نیاکان او سری داشتند در جوانی ستاره بخت مندی درخشید دست از همه بازداشت باسفیان ثوری وفضیل عیاض وابو یوسف غسولی هم صحبت وباعسلی نگار و حنیفه مرغشی وسلم خواص یاربود سال صد وشصت ویک باد وبشام درگذشت سیزدهم بشیخ هبیره بصری رسند چهاردهم بابو اسحق شامی پیوندند او مرید شیخ علو دینوریست چون شیخ بقصبه چشت رسید خواجه ابو احمد ابدال که مقدم مشایخ چشت ست او وی تربیت یافت وسپس پسر او محمد چراغ ولایت برافروخت وبعد از و خواجه سمعانی خواهرزاده او آگهی پیش گرفت پس ازان پور او خواجه مودود چشتی والا پایگی یافت وپسر او خواجه احمد نیز بسی بزرگ شد همانا هر دو شماره راگزین دست آویزی پیدا نیست وهر گزیده که در کاهش نفس فزونی وپرستش ایزدی همال لختی تازگی پدید آورد ومعنوی فرزندان یکی پس از دیگری چراغ آگهی افروخت او را سلسله جداگانه برگرفتند ورنه جزآن دوازده وچهارده فراوان سلسله زبان زد روزگارند

ذکر ابو المظفر نور الدین محمد جهانگیر بادشاه

شاهنشاه سلیم بن جلال الدین محمد اکبر بادشاه سنه ۳۸ سی وهشت برس کی عمر مین روز پنجشنبه چودهوین جمادی الثانی سنه ۱۰۱۴ هجری کو ساعت مقرره پر واقع اکبرآباد تخت نشین هوا اس جشن مین محمد شریف ولد خواجه عبد الصمد شیرین قلم کو امیر الامرائی کا خطاب اور وکالت کا منصب ملا اور مهر خاص جواهر زواهر سے آراسته اپنے ہاتھ سے اوسکی گردن مین پهنائی اور مرزا غیاث بیگ کو اعتماد الدوله کا خطاب اور مرزا خان بیگ کو جو شاهزادگی کے عهد مین دیوان تهے وزیر الممالک کا لقب ملا ذونو کو کار دیوانی مین شریک کیا زمانه بیگ کو جسنے ایام شاهزادگی مین خدمات شایسته کیے تهے مهابت خانی اور پیرخان لودی کو صلابت خانی کے القاب سے سرفراز کیا اور چند سال کے بعد صلابت خان نے خانجهان کا خطاب پایا شیخ فرید بخاری جو سادات موسوی سے اکبری تربیت یافته تها اور حضور مین بخشگری کی خدمت پر تها منصب پنجهزاری ذات اور میر بخشگری کے عهدے سے ممتاز هوا اور راجه باسو کو

خلعت چارقب اور شمشیر مرصع اور اسپ خاصہ مرحمت کیا۔ اور بنگالہ کی صوبہ داری پر رخصت کیا خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش اور آصف خان جعفر کو جو صوبۂ بہار سے حاضر دربار ہوئے تھے مشمول انواع عطوفت فرما کر حضور مین رکھا اسیطرح پر امرا نے عنایات شاہی سے اعزاز پایا

بڑے شاہزادہ سلطان خسرو کا باغی ہونا اور جنگ جدل کے بعد قید آنا

سلطان خسرو بڑا بیٹا بادشاہ جہانگیر کا خوشامد گویون کی چکنی چکنی باتون پر پھسلا جاتا تھا سلطنت کی ہوا دماغ مین جمائی تھی سبب اسکا یہ تھا کہ اکبر بادشاہ نے رحلت کے وقت فرمایا تھا کہ شاہزادۂ سلیم ایسا عیش مین مبتلا ہے کہ جہانداری کی لیاقت نہین رکھتا۔ اسکا سلطان خسرو بہمہ صفت موصوف قابل تاجداری ہے اسطرح پر مرض مالیخولیا نے اسکے دماغ مین جگہ پکڑی اور ہمیشہ باپ کی خدمت سے نفور تھا آخر جلوس کے چھ مہینے بعد روز اتوار کے رات کو مطابق آٹھوین ذی حجہ چند محرمان راز و معتبران خانہ برانداز کے ہمراہ اکبر آباد سے نکلکر بھاگا۔ امیر الامرا نے خبر پاتے ہی بلا توقف حضور مین عرض کیا۔ اوسوقت بخشی الممالک شیخ فرید بخاری نے مع دیگر امرا کے بطور منقلا رخصت پائی اور اخیر شب کو خود بادشاہ بھی عازم ہوا۔ جب صبح ہوئی مرزا حسن پسر شاہرخ مرزا کو جو شاہزادہ کی بغاوت مین رفیق طریق تھا۔ اور رات کی تاریکی مین راہ مقصود گم کرکے سرگشتۂ بادیۂ ادبار پھرتا تھا اولیاے دولت گرفتار کرکے لائے اور بموجب حکم والا کے اہتمام خان کوتوال کے حوالہ ہوا کہ زندان مکافات مین گرفتار رہے **القصہ** جب شاہزادہ متھرا مین پہونچا حسن بیگ بدخشی جو کابل سے آتا تھا شاہزادہ سے ملاقی ہوکر رفیق ادبار ہوا راستہ مین جسے پائے سر و پا کرتے سرایون مین آگ لگاتے مسافر اور سوداگرون کے گھوڑے اور سرکار شاہی کے جو اکثر راستون مین تھے لیکر اپنے پیادگان ہمراہی کو دیتے تھے تا آنکہ لاہور مین داخل ہوا۔ دیوان عبد الرحیم نے برگشتہ طالعی سے آکر ملازمت کی دلاور خان صوبہ دار لاہور کے نصیبہ نے راہ سلامت دکھلا دی ملاقات کو نہ آیا۔ اور استحکام قلعہ مین مصروف رہا شاہزادہ نے بہت سے کوشش کی مگر قلعۂ لاہور قبضہ مین نہ آیا اسی عرصہ مین جب شیخ فرید بخاری کے پہونچنے کی خبر مع نوکران کے نواحی سلطان پور مین گرم ہوئی شاہزادہ نے قلعۂ لاہور سے ہاتھ اوٹھا شیخ فرید کی طرف رخ کیا اور نواح کوندوال مین دونو لشکرون کا سامنا ہوا اور اکثرون کی سر و تن کی جدائی ہوئی یہانتک کہ ناگاہ خبر ورود خاصۂ فوج شاہی گوش زد ہوئی اور شیخ فرید لڑائی مین زیادہ تر سرگرم ہوا شاہزادہ تاب جنگ نہ لاکر مع حسن بیگ بدخشی وغیرہ رفیقون کے بھاگ نکلا اسی وقت مین بادشاہ دولتون فیروز

معرکہ بخت فیروز ہوا۔ اور غایت عنایت سے شیخ فرید کو آغوش عاطفت مین کھینچکر رات اوسی کے خیمہ مین سحر کی صبح ہوتے لاہور کو متوجہ ہوا۔ شاہزادہ چاہتا تھا کہ اکبرآباد کو جاوے حسن بیگ بدخشی نے صلاح دی کہ میری جاگیر اثنائے راہ مین واقع ہے بہتر ہے کہ وہان سامان فراہم کرکے اول کابل جاوین بعدہ وہان سے جمعیت فوج کرکے ہندوستان آوین کیونکہ بابر اور ہمایون نے کابل ہی کی تقویت سے فتح ہندوستان کی پائی تھی اسیطور پر اور بہت سی باتین دوراز کار بیان کین۔ شاہزادہ اسکے دم مین آگیا کابل کو روانہ ہوئے دریاے جناب پر پہونچکر چاہا کہ شاہپور کے گذر سے پار ہو مگر ناوملی وہان سے سودہرہ کے گھاٹ پر آیا۔ رات کا وقت تھا بڑی ڈانوان ڈولی سے ایک کشتی ملی چاہتا تھا کہ دریاے حایل سے بیڑا پار لگاوے سودہرہ کا چودہری انکے شور وغوغا سے آشنا ہوکر ملاح کو مانع ہوا کہ عبور کرانے سے کنارہ پکڑین جسوقت یکہ تاز خورشید نے چشمہ نور مین غوطہ لگاکر سر اوبھارا روشن ہوا کہ یہ شاہزادہ ہے۔ میر ابوالقاسم اور بلالخان خواجہ سرا جو گجرات کے حدود مین شاہ دولہ تھے اس خبر سے باخبر ہوکر آپہونچے اور شاہزادہ کو مع حسن بیگ بدخشی اور عبدالرحیم کے گرفتار کرکے گجرات لیگئے۔ حقیقت حال کی حضور شاہی مین عرضداشت کی روز دوشنبہ سلخ محرم ۱۰۱۸ ہجری کو مقام لاہور باغ کامران مرزا مین بادشاہ کے پاس وہ عرضی پہونچی بموجب حکم امیرالامرا جانب گجرات روانہ ہوا اور شاہزادہ کو مع حسن بیگ بدخشی وغیرہ کے قید کرلایا شاہزادہ کو دست بستہ پابزنجیر جگیلی قاعدہ سے بائین طرف سے حاضر کیا اور حسن بیگ بدخشی کو دست راست اور عبدالرحیم کو دست چپ استادہ کیا حکم ہوا کہ خسرو خسران زدہ کو پابجولان قید کرین اور حسن بیگ بدخشی پوست گاو مین اور عبدالرحیم کو گدھے کے چرسے مین کرکے دراز گوش پر معکوس سوار کراکر تشہیر کیا جاوے بموجب حکم تعمیل ہوئی بسبب خشک ہونے پوست گاو کے حسن بیگ بدخشی چار پہر سے زیادہ زندہ نرہا۔ اور عبدالرحیم کو جو گدھے کے پوست مین بھرا تھا گرمی کے غلبہ سے جو اوسپر مستولی تھی خیار وترب وغیرہ جو پاتا کہاتا تھا اور روز وشب زندہ رہا دوسرے روز بموجب سفارش حکم رہائی صادر ہوا ہرچند جلد مین کیڑے پڑگئے تھے مگر بی حیائی کا بھلا ہو جسنے زندہ رکھا اور بموجب حکم دیگر رفقاے شاہزادہ کو باغ کامران سے درد ولت تک دورویہ دار پر کھینچا اور شاہزادہ کو فیل سوار وہان سے نکالا تاکہ اپنے دوستدار وغمخوار کا ملاحظہ کرے بعدہ زندان مین زندہ محبوس رکھا چند سال کے بعد چندروپ سنیاسی نے بروقت ملاقات بادشاہ کے شاہزادہ کی رہائی مین سفارش کی۔ مگر بجز

بار یاب مجرا ہو جانے کے خلاصی پائی جب بادشاہ نے بعد ازاں جشن نوروز فرمایا بموجب سفارش
اوسکے چھوٹے بھائی سلطان پرویز کو رہائی کابل کی ملی اور پھر مقید ہوا آخر کار جب شاہزادہ خرم
مخاطب بہ شاہجہان مہم دکھن کو مرخص ہوا شاہزادہ خسرو کو مسلسل اوسکے ہمراہ کر دیا چنانچہ بندرہویں
سال جلوس کو اوسی طرف بزندانخانہ سے روانۂ اقلیم بقا ہوا یہ افواہ ہوئی کہ شاہجہان کی سختگیری
سے اوسکی جان گئی القصہ شیخ فرید بخاری بخشی نے جسنے لڑائی مین سلطان خسرو پر فتح
پائی تھی اس جنگ کے صلہ مین مرتضی خانی خطاب پایا اور بموجب شیخ مذکور کی استدعا کے
پرگنہ سروال مین جہان فتح پائی تھی ایک شہر فتح آباد نام معمور ہو کر اوسکی جاگیر مین عطا ہوا -

سیر کابل کی عزیمت اور یہان کی کیفیت

دوسرے سال کے شروع مین بادشاہ لاہور سے کابل کی سیر کو متوجہ ہوا بعد قطع منازل علی مسجد
مقام مین ایک عنکبوت بادشاہ کے ملاحظہ مین آئی کہ کلانی مین خرچنگ کے برابر تھی اور رنگ اوسکا
ایک سانپ تھا اوسکا گلا گھونٹ رہی تھی آخر کار سانپ کو مار ڈالا بادشاہ نے اوسکا تماشا دیکھا
وہان سے منزل بمنزل کابل آیا اور یہان کے سیر سے محظوظ ہو کر فرمایا کہ باغ شہر آرا کے متصل
جو بابر بادشاہ نے بنایا تھا دوسرا باغ جہان آرا تعمیر ہوا اور جو نہر گذرگاہ جاری تھی اوسکو
اوس باغ کے درمیان سے جاری کیا دونون باغ شالامار کے نام سے مشہور ہین - ہنگام قیام
کابل عرض ہوا کہ ضحاک اور بامیان کے درمیان مین جو کہ بلخ کیطرف کابل کی صدر واقع ہے ایک
شعبہ ہے خواجہ سرا تابوت کے نام سے مشہور چار سو برس اوسکی قضا کے بتلاتے ہین -
ہنوز اعضا درست اکثر نے زیارت کی ہے اوسکے گردن مین ایک ایسا زخم ہے کہ اگر اوپر سے
پھاہا علیحدہ کرتے ہین خون جاری ہوتا ہے اور جب تک وہ روی وہان پر نہ کھدین خون جاری
جریان سے بند نہین ہوتا ہے پس اسکے تحقیق کو حکم ہوا کہ معتمد خان مصنف جہانگیر نامہ جاوے
اور ایک جراح بھی اوسکے ہمراہ کیا گیا کہ زخم دیکھکر حضور مین آوے اور عرض حال کرے معتمد خان
وہان گیا اور وہان کے لوگون کی رہنمائی سے ایک راہ پائی جو بار کہ متصل بامیان کے واقع ہے
وہان گیا ایک شگاف نمودار ہوا ڈھائی گز زمین سے اونچا ایک شخص کو اوپر چڑھا کر اوسکی
دستگیری سے اوپر پہونچا اور مع چند نفر کے اندر گیا ایک مکان دیکھا تین گز طول ایک گز عرض
اور اوسکے اندر ایک مکان عرض مربع چار گز کا مکان تھا اوسمین تابوت رکھا تھا مشعل روشن
کر کے میت کو دیکھا کہ اہل اسلام کے طور پر رو بقبلہ رکھا ہے پایان ہاتھ مقام پردہ پر رکھے ہوئے

ڈیڑھ گز کپڑا پردہ داری مین رہگیا تھا جسقدر اعضا زمین مین پہونچے پوسیدہ ہوگئے تھے اور نیز زخمیہ تھے باقی درست آنکھین بند دو دانت ایک اوپر دوسرا نیچے کا اونٹھون سے ظاہر اور کان زمین پر جو لٹکے ہوئے تھے گردن سے کسیقدر پوسیدہ ہاتھہ پیر کے ناخن درست لیکن زخم معلوم نہوا۔ پرانے لوگون سے دریافت ہوا کہ جب چنگیز خان اور سلطان جلال الدین سے سنہ ۶۱۰ ہجری مین لڑائی ہوئے یہ شخص شہید ہوا تھا۔ اور تب سے اس صورت پر یہان پڑا ہے بعد تحقیق اس مقدمہ کے معتمد خان نے یہ کیفیت حضور مین بیان کی القصہ بعد سیر و انتظام کامل کے ہندوستان کو معاودت ہوئی

آنا نورجہان بیگم زوجۂ شیر افگن خان کا حرم سرائے سلطانی مین

شیر افگن خان کا نام علی قلی تھا قوم کا استجلو اور اسمعیل مرزا خلف شاہ طہماسپ صفوی پادشاہ ایران کا سفیر تھا جب کہ اسمعیل مرزا نے ملک بقا کی راہ لی یہ شخص قندھار ہوتے ہوئے عہد اکبری مین ہندوستان آیا جب ملتان پہونچا اول عبدالرحیم خان خانخانان سے جو ہم مشرب تھا ملاقی ہوا اور خانخانان نے اوسکا حال بادشاہ کو لکھا اور غائبانہ ملازمان شاہی مین مقرر کرکے اپنی رفاقت مین رکھا اوسنے مہم ٹھٹھہ مین اچھی خدمت کی جب ٹھٹھہ فتح ہوا بموجب ایماے خانخانان کے حضور مین پہونچکر منصب شایستہ پر سرفراز ہوا اور اوسی زمانے مین شیر افگن خان کا لقب پایا اور صوبہ بنگالہ مین جاگیر ملی اوسی زمانے مین اوسنے نورجہان بیگم سے نکاح کیا چونکہ طبیعت اسکی نہایت غیور تھی اور جہانگیر نے عہد جوانی مین نورجہان کو حرم سرائے اکبری مین جوسی تقریب سے سسے اپنی والدہ کے کی تھی دیکھا تھا اوسوقت سے انکو تعشق تھا جب تخت پیٹھا اور انتظام مہام سے آرام ملا قطب الدین کوکلتاش خان کو جو شیخ سلیم چشتی کا پوتہ تھا بنگالہ کا صوبہ دار کیا اور درپردہ ارشاد کیا کہ جسطرح ممکن ہو شیر افگن خان سے نورجہان بیگم کو طلاق دلادے اور اگر یہ صورت نہو تو شیر افگن خان کو مار ڈالے اور نورجہان کو روانۂ حضور کرے۔ قطب الدین خان بنگالہ پہونچکر چند دنون کے بعد بردوان گیا شیر افگن خان وہان کا جاگیردار تھا جھٹ استقبال کو گیا بعد ملاقات کوکلتاش خان نے اسکے جرات اور جبرت کے خوف سے اول رازدلی کنایتاً کہا جب شیر افگن خان کے سمجھہ مین نہ آیا تصریح کی اوسوقت شیر افگن خان نے سمجھا کہ وقت ہاتھہ سے جاتا رہا غیرت نے جوش مارا فوراً شمشیر خون ریز سے قطب الدین خان کا کام تمام کیا۔ مردمان قطب الدین نے اوسپر ہجوم کیا اوسنے شجاعت ذاتی سے دو چار کو تہ تیغ کیا اور خود بھی

مجروح ہوکر گھر کی راہ لی تاکہ مکان مین پہونچکر نورجہان کے شبستان حیات کو تہ و تار کرے — یہ عورت تو بڑی علامہ تھی جان کی عداوت جان کنی دروازہ بند کرایا اودہر سے قطب الدین کے لوگون نے آنکے درعدم کی راہ دکھلائی — نورجہان غیاث بیگ اعتماد الدولہ کی بیٹی ہی اور اعتماد الدولہ خواجہ محمد شریف طہرانی کا لڑکا شروع حال مین محمد خان تکلو حاکم ہرات کا دیوان تھا جب ہمایون بادشاہ شیرشاہ کے صدمہ سے عراق گیا تھا اس شخص نے بموجب حکم شاہ طہماسپ کے خدمات نمایان کیے جو فرمان شاہ طہماسپ کا درباب ضیافت اور تواضع اور مہمانداری ہمایون کے اکبرنامہ مین مندرج ہی وہ اسیکے نام تھا محمد خان نزکو کے بعد وفات خواجہ محمد شریف شاہ طہماسپ کی وزارت پر سرفراز ہوا جب یہ مرگیا اسکے دو بیٹے یعنی غیاث بیگ اور محمد طاہر بیگ ہندوستان آئے غیاث بیگ کے ہمراہ دو لڑکے ایک لڑکی تھی جب قندھار آئے دوسری لڑکی نورجہان سے تولد ہوئی وہان سے فتح پور سکری مین آکر شاہ اکبر کی ملازمت حاصل کی اور بموجب استعداد خوشنویسی اور شاعری کے تھوڑے عرصہ مین دیوان بیوتات ہوا۔ چونکہ جامع ہرگونہ علوم تھا روز بروز مرتبہ اوسکا زیادہ ہوتا گیا اسی زمانہ مین نورجہان کا عقد شیر افگن خان سے ہوا تھا القصہ عملہ حضور نے کہ بنگالہ مین تھا بموجب حضور کے نورجہان کو روانہ دربار کیا۔ جونکہ جہانگیر اکثر نشۂ شراب مین لایعقل رہتا باوجود اسقدر تعشق کے اپنے معشوق سے بیخبر رہا تا آنکہ اوسکی مان مع نورجہان بیگم کے زوجہ اکبر کے حضور مین جسنے جہانگیر کو پالا تھا گئی اور جہانگیر نے وہان دیکھکر پہچانا ازسرنو عشق پیدا ہوا چھٹوین سال جلوس کو حرم سرائے شاہی مین داخل کیا اول نورمحل خطاب ہوا بعد ازان نورجہان بیگم تو وہ رنگ ہوا کہ اس نیرنگ ساز نے بیدرنگ بادشاہ کا دل اپنے چنگ اختیار مین کرلیا سلطنت کا کاروبار بیگم کے دست اقتدار مین آیا عشق کے نشہ نے ایسا بیخود کیا کہ معشوق کے سوا دنیا اور مافیہا کی خبر نرہی ؎ ہوا جام الفت سے سرشار ایسا ۔۔۔ چھوڑ شاہی کے سب کاربس نہ تھی فکر کشور نہ پروائے تاج رہی جام و معشوق کی احتیاج ۔ نورجہان فرقہ نسوان مین ممتاز سرمایۂ ناز و نیاز تھی فرط شعور سے مردون کو خجل کرتی طبیعت تھی موزون اکثر شعر کہا کرتی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ بادشاہ کا فقط نام رہگیا باقی کل کام نورجہان کرنے لگی اکثر بادشاہ کا کلام تھا کہ سلطنت نورجہان کو مبارک ہو مجھے شراب اور کسیقدر سدرمق سے کام ہی اور کچھ نچاہیے نورجہان جہروکہ مین بیٹھتی تھی اور امرا حاضر ہوکر مجرا کرتے تھے اور اکے نام جو فرمان صادر ہوتے تھے اوسپر یہ توقیع لکھا جاتا — حکم علیہ عالیہ مہد علیا

نور جہان بادشاہ اور اور اوسکی مہر کا سجع یہ تھا ؎ نور جہان گشت بحکم الٰہ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ
اگرچہ خطبہ بیگم کے نام تھا مگر سکہ مین اوسکا نام یون تھا ؎ بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور ز
بنام نور جہان بادشاہ بیگم زر ز اسکا باپ اعتماد الدولہ کل کی وکالت پر سرفراز تھا اور ابو الحسن نامے
بیگم کا بڑا بھائی اعتقاد خان کے لقب سے میر سامانی پر مقرر ہو کر دوبارہ آصفخان کے عہدہ پر نامزد ہوا بلکہ
اسکے علاقہ دار حتی کہ غلام اور خواجہ سرا خانی اور ترخانی خطاب سے مفتخر ہوئے

خان عالم کا واپس آنا ایران کی ایلچی گری سے

جلوس بادشاہی کے دسوین سال خان عالم ایران سے لوٹ کر مشرف ملازمت سلطانی ہوا
اور زنبیل بیگ ایلچی فرستادہ شاہ عباس فرمان روائے ایران بھی خان عالم کے ہمراہ باریاب
ملازمت ہوا جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بادشاہ ایران نے خان عالم سے بہت کچھ التفات کیا ہے
اور اوسکے مصاحبت سے خوشنود رہا ہے یہان تک کہ اوسکے قیام گاہ مین بھی تشریف لایا اور بعد رخصت
معاودت جب کہ خانعالم نے متصل شہر مقام کیا شاہ عباس نے وہان آکر مراسم وداع ظاہر کیے
کہتے ہین کہ کسی ہندوستانی ایلچی نے ابتدا سے آج تک ایسی خوبی سے سفیری نہین کی ہے اسوجہ سے
جہانگیر بادشاہ اور نور جہان بیگم نے خان عالم کو فراوان عنایت اور الطاف سے سرفرازی بخشی
اور اضافہ منصب اور نیز دیگر عنایات شایستہ سے خوشنود کیا

ذکر کوچ کرنا بادشاہ کا احمد آباد گجرات کی سیر و شکار پر

بارہوین سال جلوس کو شہریار والاجاہ گجرات کی سیر کو برآمد ہوا جب یہان جانپونچا شہر کی آب و ہوا
مخالف طبع اقدس ہوئی اور وہان کے رہنے سے مکدر ہوا آخر دریاے شور کے متوجہ کو دل لبھرایا
جو احمد آباد سے تیس کوس تک شور افگن تھی اور اسکی کیفیت نے غنچۂ افسردہ طبیعت کو کھلایا
خیر النسا بیگم بنت خانخانان نے التماس کیا کہ جو خانخانان کا باغ گجرات مین بہار آرای دہان ہو تشریف
شاہی کرے اور یہ التماس مقرون بقبول ہوا چونکہ موسم خزان کی دست بردی تھی درخت زار
جامۂ ننگ و نام سے ننگے کھڑے تھے سرو کے مانند ہر شاخ برگ و بار سے آزاد تھی اس عفیفہ کے
بموجب حکم صناعان چابکدست نے یہ باغ دکھلایا کہ گلہاے رنگا رنگ سے ہر تختہ چین روشن بہشت
بنایا کاغذی پھول پھل ایسے بنائے جسکی شناخت سے بیباختہ دست قدرت شرمائی عجب تختہ کاری
کی کچا پکا گلاسڑا ہر رنگ کے میوے کا جلوہ دکھایا بلبل ہزار تلاش کرے مصنوعی پھولون پر
عنادل کا غنچہ بیٹھا تھا جب بادشاہ نے اس بہار نما خزان فریب مین پیر رکھا گلہاے

رنگا رنگ کے سیر و تماشے سے محو حیرت ہوا پہلے چاہا کہ کوئی پھول توڑے جب صناعی سے
خبر ملی نہایت تحسین و آفرین فرمائی وہان سے واز الخلافت کو معاودت ہوئی

بیان کیفیت ولادت شاہزادہ محمد اورنگ زیب ولد شاہزادۂ خورم مشہور بشاہجہان

پیشتر ازین ۱۹ سنہ ۱۰ صفر دسویں سال جلوس کو ممتاز محل آصف خان کے لڑکی سے سلطان دارا شکوہ
اور گیارہویں سال سلطان شجاع تولد ہوئے تھے جب پادشاہ گجرات سے معاود ہوکر موضع ودود
کے اطراف مین آیا گیارہویں شہر ذیقعدہ ۱۰۲۷ سنہ ہجری مطابق تیرہویں سال جلوس کے محمد اورنگ زیب
ولادت آفتاب عالمتاب تاریخ ولادت کا مادہ ہی

چاہ اور منارہ وغیرہ کا نصب ہونا جہانگیر آباد اور لاہور مین

چودہویں سال جلوس کو حکم ہوا کہ اکبر آباد سے لاہور تک فی کوس منارہ اور دو دو کوس کے بعد پختہ کنوین
اور راستہ مین دو رویہ درختان سایہ دار بار آور کی قطار ہو تاکہ مسافرون کو جاے آسایش اور اوسکے
پہل خورش ہو اگرچہ درختون کے اختراع شیر شاہ کے عہد مین ہوئے لیکن اس بادشاہ نے تجدید کی۔
فرمان بردارون نے جلد تعمیل کی شاہزادگی عہد مین بادشاہ نے ایک موضع شیخوپور نام پنجاب مین
ساسویلے کے متصل اپنے نام پر آباد کیا تھا شیخ پور کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ عہد طفلی مین جہانگیر کو شیخو کہتے تھے
بدین وجہ کہ شیخ سلیم چشتی کی دعا سے انکی پیدایش ہوئی تھی اور وہان پر مختصر سی عمارت بھی تعمیر کرائی تھی
غرضکہ اوسکے اطراف مین شکارگاہ مقرر کیا تھا اب کہ تاج و تخت نصیب ہوا اوسکا نام جہانگیر آباد رکھا
اور چند دیہات شامل کرکے پرگنہ مقرر کیا اور سکندر قراول کے جاگیر مین عطا فرمایا اور اُسنے بموجب حکم
عمارات عظیم اور تالاب و منارہ کی تعمیر کرائی۔ سکندر کے بعد ارادت خان کے نصیب چمکے کارعمارت اوسکے
تفویض ہوا بہرحال ڈیڑھ لاکھ روپیہ صرف ہوا اوسی زمانہ مین آٹھ لاکھ کے خرچ سے دار السلطنت
لاہور مین اقسام مکانات دولتخانہ کی تعمیر ہوئی

بیان ممانعت حقہ کشی

اوّل اول جزایر فرنگ سے تماکو برآمد ہوئی ہی اور اطبا نے تجویز اور تشخیص کرکے اوسکی دود کشی بطور معمود
بعض امراض کے مفید سمجھا ہی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ ہر شخص اسکا ہمدم ہوا لیکن بیشتر ملک فرنگ سے کمتر
لاتے تھے آخر اسکا تخم لاکر ہندوستان مین کاشتکاری ہوئی اور کسان کو فائدہ ہوا اور اوسکے حاصلات
اور اجناس پر فوقیت لی گئی عہد جہانگیری مین نہایت کثرت ہوئی جسے پایا تماکو سے خوشدل تھا۔
یہان تک کہ ہمدمون کے واسطے کل اکل و شرب پر تحفہ مقرر ہوا تلخی ہوسکی شکر لبون کو پسند ہوئی اور خاطر

اس مرارت مین جور سند - خیر جب اسکا رواج درجۂ غایت کو پہونچا - بادشاہ نے اوسکے انسداد کی کوشش کی اور اپنے حکم کے اجرا مین بنا بر دفع ایسی رائین کہین کہ اکثرون کے اوپر ٹہہ لگا ڈالے - مگر وہ ترا قا بندھا ہوا تھا کہ کسیکا مدار یا خیال حکم شاہی پر تھا

بعض عجیب سانحات کا اظہار

لوگون نے عرض کیا کہ اکبرآباد مین ایک مرتبہ کسی عورت کے تین لڑکیان متولد ہوئین تھین - اور اب بھی اوسی عورت کے ایک لڑکا اور دو لڑکیان تولد ہوئین ہین اونکا سر رشتۂ حیات ہنوز منقطع نہین ہوا - دوسرے یہ کہ ایک سونارن اول مرتبہ حاملہ ہوکر بارہ مہینے مین جنی اور دوسری بار اٹھارہ مہینے - اور تیسری باری مین بعد دو برس کے وضع حمل ہوا - اس مابین مین کاروبار خانہ داری مین کچھہ گرانباری بھی اور کئی طرح پر اوسکو مشکل تھا - ایک مرتبہ کسی مالی کی لڑکی بادشاہ کے ملاحظہ مین آئی جسکی داڑھی ہوبہو بدیدار ایک مالی کے داڑھی سینہ پر بھی بال اور پستان ندارد وضع مردانہ آشکار - حکم ہوا کہ کوئی عورت اسے گوشہ مین لیجا کر پردہ کا حال دریافت کرے اوسنے عرض کیا کہ مخصوص عورت ہی ہے - اسی عرصہ مین کسی قلندر نے ایک شیر دلبر بعلخان نام رکھکر پالا - اور حضور مین نذر گذرانا بادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکے ساتھہ کشتی کرین تماشائیون مین جوگیون کا گروہ بھی اکٹھا ہوا - اوسمین ایک جوگی برہنہ نظر آیا شیر نے اوسکے ساتھہ جسطرح مادہ سے جفتی کھاتے ہین ملاعبت کی جب انزال ہوا علیحدہ ہوگیا حکم ہوا کہ اوس شیر کو زنجیر و قلادہ سے آزاد کرکے زیر جھروکہ چھوڑ دین اسطرح قریب پندرہ شیر کے نر و مادہ چھوڑ دیئے گئے آخر کاران سے بچتے ہوئے کسیکو مطلق آزار نہ دیتے تھے - چند روزون کے بعد چیتے بھی چھوڑے گئے - اور اونکا بھی تولد تناسل ہوا - کسی نے عرض کیا کہ حکیم علی نے اپنے مکان مین ایک حوض بنایا ہے جسکے کئی گوشون مین مکانات روش پاٹی کی نیچے بنائے گئے ہین اور اوس مکان مین کپڑے اور کتب رکھے ہوئے ہین ایسی ترکیب ہے کہ پانی وہان نہین جا سکتا جو شخص وہان کی سیر چاہے برہنہ ایک لنگی باندہ کر اوس حوض مین غوطہ لگائے اور اوس گھر مین پہونچتے ہی وہان پر خشک لباس جو اول سے رکھدیا ہے پہنے بارہ آدمی کے بیٹھنے کی وہان جگہ ہے - آخر جہانگیر شاہ نے اسی قاعدہ سے وہان کی سیر کی - اور حکیم علی کو دوہزاری منصب عطا ہوا - ایک مرتبہ تعلقۂ پنجاب کے دیہات جالندہر مین بجلی گری بارہ گز عرض و طول مین ایسا شعلہ خیز ہوا کہ درستی کے آثار تک نرہے محمد سعید جالندہر کے حاکم نے وہان پر جاکر زمین کھودانا شروع کی جسقدر کھودے حرارت زیادہ ہوتی آخر پانچ چھہ گز کے بعد آہن گرم کے طور پر ایک ٹوکرا پایا اسقدر گرم تھا کہ گویا

اسیوقت آتشکدہ سے نکلا ہی - اور ہوا پاتے سرد ہوا اور بجنسہ دربار شاہی مین آیا بادشاہ نے داؤد آہنگر کے حوالہ کیا اوسنے ایک حصہ اور لوہا ملاکر ایک خنجر ایک کارد دو شمشیر بنالایا اور مقبول بندگان درگاہ ہوا خدا جانے لوہار نے اوسی ٹکڑے سے یہ چیزین بنائین یا کسی دوسرے لوہے سے غرض بادشاہ کو راضی کردیا ایک مرتبہ جہانگیر کسی فقیر کے دید کو متہرا آیا جسکی خدا رسیدگی بہت کچھ سنتے تھے چون کہ وقت نماز شام تھا جب نماز سے فارغ ہوا پانچ فقیر اور جو اوسکے مرید تھے اوس فقیر کے برابر کھڑے ہوکر دست بدعا ہوئے ناگاہ ہوا سے سات سو اشرفی طلائی برسی درویش نے نصف بادشاہ کے نذر کی اور کہا کہ خزانہ مین رکھدیجے خدا چاہے تو کبھی کمی نہو اور نصف اپنے ملازمین کو عطا فرمائین بادشاہ کو تعجب ہوا جب رخصت ہوکر چلا اثنائے راہ مین خیال کیا کہ حیف درویش سے مینے ہاتھ نہین ملایا اوسوقت اوس فقیر کا غلام آکر کہہ گیا کہ تمہارا دست بوس فقیر کو پہنچ گیا بادشاہ کو زیادہ تعجب ہوا کہ آیا یہ حرکات منجملہ کرامات ہین یا سحر و دیو و شعبدہ گری آخر کو دریافت سے معلوم ہوا کہ اوسکے اعمال کا نتیجہ ہی ؎ کاملے ار خاک گیرد زر شود ناقصے را سیم خاکستر شود

ذکر بازیگران بنگالہ کی شعبدگری کا

اول بازیگرون نے چند قسم بار دار درختون کی تخم ریزی کی - اور سو بار اوسکے گرد گھوم کر جادو پڑھا دفعتاً اوگنا شروع ہوا چشم زدن مین نوت سیب نارنگی آنب انناس انجیر چھوہارا وغیرہ کے جو یہان پیدا نہین درخت بڑھکر نہال ہوئے اور آہستہ آہستہ بلند ہوکر حد کمال کو پہونچے اور پھول پتا نکالا اور پھل پختہ ہوئے بازیگرون نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو ان درختون کے پھل کھلائے جاوین بعدہ بموجب ایسا چند بار کچھ پڑھکر پھونکا ہر ایک درخت مین پھل آشکار ہوا اور حاضران دربار نے کھایا بعد ازان مرغان خوشنج نے ڈالیون پر نمود ہوکر نغمہ سرائی شروع کی واہ کیا سبز باغ تھا کہ تھوڑی دیر مین پلک جھپکاتے خزان نے چشم زخم دکھلایا اس روش سے جیسا کہ پتی کا پتا نہ رہا - اوس رات کو جو نہایت تاریکی تھی ایک نے یہ کیا کہ فقط ایک لنگوٹا باندھکر چلکہ کھاکر چادر اوڑھالی اور چادر کے اندر آئینہ جلی رکھا اوسکے شعاع نے وہ نور دکھلایا کہ خورشید محشر شرمایا دس کوس تک کے مسافرون سے دریافت ہوا کہ اوس رات کی روشنی اونھین بھی معلوم ہوئی بلکہ یہ کلام ہوا کہ اوس روشنی کے برابر کسی دنمین ایسا لمعہ نہین دیکھا دیگر سات نفر نے ایک ساتھ ایک ہی سرمین ایسا گایا کہ مہیز دولی کی نہو سکتی تھی دیگر سو تیر تک سر کرتے تھے اور متواتر معلق رکھکر کہتے تھے کہ جسوقت حکم ہو زمین سے ایک تیر کو آگ لگا دین اور جسے حکم ہوتا شمع لیکر جسکے جانب جو اشارہ کرتے اوسی تیر

آگ لگ جاتی باوجودیکہ سوگز اونچائی مین تھے بلکہ یہ تماشا تھا کہ جسقدر حکم ہوتا اوسقدر آگ پہونچتی
دیگر پچاس تیر پیکان دار مع کمان نکالے۔ انمین سے ایک تیر چلایا وہان ہزار پر جاکر ٹھہرا۔
بعدہ یکے بعد دیگرے باہمدگر چھدنا شروع ہوئے تاآنکہ اونچاس تیر پیہم باہمدگر ملحق ہوتے گئے
اور پچاسوین نے ہر ایک کے بند ڈھیلے کر دیے دیگر بیس من گوشت مع مصالح اور برنج
اور پانی کے چولھے پر چڑھا اوسنے بدون آتش زنی کے جوش کیا اور بعدہ نکال کر سونفکی خورش
کی دیگر ایک فوارہ خشک زمین پر نصب کیا۔ تین مرتبہ اوسکے گرد چکر کیا دس گز بلند فوارہ
نکلنے لگے اور ہر گھڑی تازہ رنگ پانے نکلتا تھا اور گل افشان ہوتا اور فوارہ کے پانی سے زمین نہین
تر ہوتی تھی تخمینا یکساعت نجومی تک یہ تماشا رہا۔ جب فوارہ اوٹھایا پھر کہین نشان نپایا پھر دوبارہ
فوارہ نصب کیا ایکطرف سے فوارہ اب دوسرے کنارے سے شرر افشانی تھی یہ تماشا بھی دیکھکر
رہا دیگر ایک شخص نے کھڑے ہوکر دوسرے کو اپنے کندھے پر چڑھالیا اسیطرح ساٹھ نفر
بالائے ہمدیگر سوار ہوئے تب ایک نے آکر اسکا تیر مع اون پہلون کے اوٹھاکر آویزش کی۔ اور
اول مرد نے قوت کرکے اپنے تئین اوس سے چھوڑایا اور آدمیون کو لیے ہوئے میدان مین پھرتا تھا۔
دیگر ایک نفر کے جملہ اعضا فرد فرد کاٹ کر زمین پر چھوڑ دیا اور ایک بازیگر چادر کے پردہ مین بیٹھکر
تھوڑی دیر کے بعد جو برآمد ہوا وہ شخص صحیح ایسا تھا کہ زخم کے آثار کہین نہ تھے دیگر ایک شخص نے
سوت کی اٹی کا سرا پکڑ کر باقی انٹے کو ہوا پر پھینکدیا۔ انہی آنکھون سے ناپدید ہوئے اوسوقت
ایک شخص آمادہ سفر ہوکر آیا اور یارون سے بولا کہ میرے دشمن ہوا پر کھڑے ہین یہ کہکر وہی سرا سوت کا
پکڑ کر آسمان کو چڑھنا شروع کیا چند انکہ نظر سے پنہان ہوا۔ چند ساعت کے بعد اوس ریسمان سے
قطرات خون اور بعض اعضاے بدن اور سر اور سامان وغیرہ سب زمین پر آپڑا اوسوقت اوسکی
بی بی نے اعضا فراہم کرکے بعد اجازت بصد گریہ وزاری ستی ہوگئی۔ کچھ عرصہ نگذرا تھا کہ وہی شخص
اوسی طمطراق سے آسمان سے اُوترا عرض کی کہ بادشاہ کے اقبال سے دشمن پر فتح پائی جو اعضا وغیرہ
کٹ کر گرے تھے وہ میرے دشمنون کے ہین۔ جب بی بی کا حال معلوم ہوا۔ نالہ وفریاد شروع کیا
یارون سے کہا یا تو میرے بی بی پیدا کرو ورنہ مین اپنے تئین آگ مین جلاتا ہون۔ جب وہ جلنے کو
آمادہ ہوا ناگاہ عورت نے موجود ہوکر عرض کی لاشو ہر کیون عبث جلتا ہے مین زندہ ہون اور ایک
تیلی دکھلادی جسمین کچھ نتھا بعدہ اوسکے اندر سے دو خروس خوش بانگ نکالے دونو باہم جنگ پر
مایل ہوئے جب یہ دونو باز دھپکارتے اوسکا شور ہوتا تھا ایک ساعت نجومی کے بعد جب ایک تیز دیدہ

جب اونھین ہٹایا کبک رنگین نے پر و بال نکالے - دامن کسار کی نغمہ زنی آشکار ہوئی بعدہ دو
کالے سیاہ کفچہ ظاہر ہوئے دہن باز کفچہ برداشتہ پشت اونکی قرنیری آلیسمین پہچان ہوکر مستانہ
گرے اور غایب ہوئے دیگر ایک حوض زمین پر کھود کر سقہ سے پانی بھرایا اور چادر ڈالکر ایسا
بندوبستہ کیا کہ ہاتھیون کے گذر سے بھی شکستہ نہوا دیگر دو خیمہ بمقابلہ ایک تیر کے فاصلہ پر کھڑے
کیے بعدہ ایک شخص اوسمین اور دوسرا دوسرے مین جاکر عرض کرنے لگے جس جانور کو حکم ہو نکلوا کر
لڑاوین حکم ہوا شتر مرغ فوراً لڑائی دکھلائی اسطرح جس جانور کو حکم ہوا فی الفور روبرو آیا - دیگر
پانی سے بھرا شت زمین پر رکھا ایک نے پھول ہاتھ مین لیکر کہا جس رنگ کا حکم ہو پانی مین ڈالکر
مشاہدہ کراوین پھول زرد تھا پانی مین ڈالکر نارنجی ہوا اسی طرح اوسکو سو مرتبہ پانی مین دھوکر ہر بار
نئے رنگ سے ظاہر کیا اسیطرح سوت کو بھی پانی مین ڈبوکر چند رنگ کا دکھلایا اور چند قسم رنگسازی کی
دیگر چار پہلو قفص مین ہر طرف سے نیا جانور دکھلایا ایک طرف سے بلبل اور ایک طرف سے طوطی کا
جوڑا ایک طرف سے کبک کا جوڑا ایک طرف سے جانور سبز رنگ دکھلایا دیگر ایک قالین بیس گز کا نکالا
جسکے ہر بار بیٹنے مین تازہ رنگ اور روپشت مین اولٹ ہوتا تھا دیگر آفتابۂ کلان مین پانی بھرکر جوا دینے
پانی کے بعد آگ بھی نکلی - جوال دورخہ کلان مین اس سرے سے تربوز ڈالا اور دوسری طرف سے
کشمش اور انگور نکالا اسطرح ڈالتے کچھ نکالتے کچھ دیگر ایک شخص سے آمنہ سے تخمیناً چار گز
کا لمبا سانپ دوسرے نے نکالا اسیطور سے بیس سانپ تک اوسکے مُنہ سے نکالے اور اون
سانپون کو زمین پر چھوڑ دیا - دیگر آئینہ لیکر ایک پھول کو کئی رنگ سے اوسمین دکھلایا - دیگر
اول خالی امرتیان دکھلائین بعدہ کسی مین شہد کسی مین شکر وغیرہ شیرینی لبریز پانی اہل محفل
کی خورش ہوئی بعدہ صاف ستھرا دکھلادیا دیگر کلیات سعدی شیرازی دکھلاکر جو کیسہ مین
دیوان حافظ نکالا اور اس کیسہ مین رکھکر دیوان سلمان ساوجی اوسکے بعد دیوان انوری وغیرہ
برآمد کیے - پچاس گز کی زنجیر اوپر کو پھینکدی ناپدید ہوئی بعدہ شیر و پلنگ وغیرہ اوس زنجیر کو
پکڑکر اوپر چڑھ گئے تھوڑی دیر مین وہ زنجیر کھنچگئی مگر جانورون کا پتا نملا دیگر لنگری مین گوشت
و نیمو دکھلاکر جب بند کیا تو لنگری پر قبولی کشمش اور بادام اور قیمہ کی تھی پھر سرپوش رکھکر دوبارہ
کھولنے مین کلہ اور باچہ تھا اسطرح چند مرتبہ چند طور پر دکھلایا دیگر انگشتری یاقوتی جینگلیا سے
نکالکر جب دوسری انگلی مین پہنی الماس کی ہوگئی اوسکے بعد تیسری مین فیروزہ کی دیگر بیاض
سفید بادشاہ کے ہاتھ مین دی اول بجز سفید کے کچھ نظر نہ آیا تھوڑے عرصہ مین اول ورق

سرخ افشان اور لوح پر کار سے ارستہ تھے دوسرا اسمانی افشان دو عورت و مرد کی باگرہ برابر تصویر بنی ہوئی تیسری مین زرد رنگ شیر و گاو کی ہیئت دوسری مین رنگ سبز افشان کیا ہوا نمونہ باغ اور درختان سرد اور گلہاے بسیار شگفتہ اور درمیان مین عمارت تھی یہ دوسرے مین کاغذ اور میدان رزم کی نمایش اسطرح پر کہ دو سردار باہم گرم پیکار تھے خلاصہ یہ کہ ہر ورق مین تازہ رنگ بو تھا - خلاصہ دوشنبہ روز یہ مجلس بیرنگ کا رنگ جمارہا درگاہ شاہی سے پچاس ہزار روپیہ نقد اور خلعت فاخرہ عطا ہوا اور شاہزادہ خرم شاہجہان وغیرہ شاہزادون اور امرا نے انعام فرمایا کل دو لاکھ روپیہ اونکو ملا جہانگیر نامہ مین بادشاہ نے یہ حال اپنے خاص قلم سے مفصل تحریر فرمایا ہی اور راقم نے جس کتاب سے لکھا اوسمین اسیقدر تحریر تھا اگرچہ معقول نہین ہی

تسخیر کانگڑہ کا بیان

جمل

تیرہوین سال جلوس کو شیخ فرید مرتضی خان میر بخشی نے تسخیر قلعہ کانگڑہ کو رخصت پائی اور راجہ سورجمل ولد راجہ باسو جو کہ اپنے باپ کے بعد دوہزاری منصب پر سرفراز تھا اوسکے ہمراہ گیا راجہ سورج مل نے اچھا ساتھ نباہا کہ باہم مخالفت پیدا ہوئی شیخ نے یہ اختلاف حضور مین لکھا اور راجہ نے شیخ کی بدمزاجی شاہزادہ خرم کے خدمت مین لکھی اسی مابین مین مرتضی خان نے دنیا کے جھگڑے سے نجات پائی اور راجہ سورج مل حضور مین طلب ہوکر شاہزادہ کے ہمراہ مہم دکھن کو رخصت ہوا کانگڑہ کی فتح ملتوی رہی بعد ازان کہ ملک دکھن فتح ہوا اور شاہزادہ نے معاودت کی راجہ سورجمل امرا کے توسل سے شاہزادہ کی خدمت مین قلعہ کانگڑہ کے فتح کو مقرر ہوا اور شاہزادہ نے حضور سے اجازت حاصل کرکے لشکر ہمراہ کردیا اور محمد تقی اپنے بخشی کو ہمراہی مین روانہ کیا جب کوہستان پہونچے محمد تقی بھی راجہ سے مخالف ہوا جب شاہزادہ کو ناانفاقی کی خبر ملی محمد تقی کو بلاکر اسکے عوض مین راجہ بکرماجیت برہمن کو جو عمدہ دلاوران شہزادہ سے تھا روانہ کیا اس اولٹ پھیر مین راجہ سورجمل نے فرصت غنیمت جانی بغاوت کرکے شاہزادہ کے لشکر سے لڑپڑا اور سید صفی ماریہ کو مع اوسکے برادران وغیرہ کے مارڈالا اکثر پرگنات اور محالات خالصہ جو پرگنہ پٹیالہ اور کلانور مین تھے غارت کیا اس وقت مین چونکہ راجہ بکرماجیت نزدیک پہونچا راجہ سورجمل اسکی تاب نہ لاکر محصور ہوا اور تھوری سے لڑائی مین قلعہ بھی مفتوح ہوا راجہ سورج مل نے راہ فرار اختیار کی پہاڑون کے گھاٹیون مین جا چھپا جگت سنگھ جیٹھا بھائی راجہ سورج مل کا چارصدی منصب مین جگالہ پر تعینات تھا جب راجہ سورجمل نے اسطرح سر اٹھایا مطابق تجویز راجہ بکرماجیت کے شاہزادہ نے بادشاہزادہ کے حضور مین عرض کرکے جگت سنگھ کو جگالہ

سے بلایا اور بعد حاضری نامبردہ کو بزاری ذات اور پانسو سوار اور خطاب راجگی عطا فرماکر ملک موروثی کو رخصت دی بموجب حکم بادشاہ کے واقع متہرا جو راجہ سورج مل کا مسکن تھا۔ نورپور نام ایک شہر نورجہان کے نام سے تعمیر ہوا اور راجہ جگت سنگھ کانگڑہ فتح کرنیکو راجہ بکرماجیت کی ہمراہی مین متعین ہوا۔ کانگرا ایک پرانا قلعہ ہے لاہور کے اور طرف کوہستان مین ۲۳ برج اور سات دروازہ ہین اندر میدان اوسکا ایک کوس پندرہ جریب طول اور دو کوس دو جریب ارتفاع اور ایک سو چار گز عرض ہے اور دو حوض یعنی بڑے تالاب ہین اسکے بنیاد کی کسیکو تاریخ معلوم نہین اور نہ کسی کتاب مین لکھا اور نہ کسی فرمان روائے دہلی نے عہد اکبری تک فتح پائی القصہ راجہ بکرماجیت نے محاصرہ کرکے رسد وغیرہ پہونچنے کی راہ بند کی اور ادہر امید مین بھی ایسے قلعہ کا تسخیر ہونا نہ تھا۔ قلعہ کے ذخیرہ جسقدر تھے خرچ ہو گئے اور جو بچا تھا اوسمین کڑے پڑ گئے اسپر بھی چار مہینے تک محصورین نے سبز ترکاریان جوش کرکے روح کو سبز رکھا جب جان پر نوبت آئی اور کوئی تدبیر نہ چلی ناچار راجہ تلوک چند نے پناہ چاہی اور قلعہ کی کنجیان راجہ بکرماجیت کو حوالہ کردین اور راجہ جگت سنگھ کی بانہہ سے حضور شاہی مین حاضر ہوا غرہ محرم ۳۱ سنہ سنیچر کے روز کو یہ قلعہ فتح ہوا راجہ بکرماجیت نے غنایات خسروانہ سے سرفراز ہی حاصل کی

سیر کانگڑہ کے بعد کشمیر کی طرف رایات عالیات کا کوچ کرنا

جب جہانگیر بادشاہ نہضت فرماکر روانہ ہوا تلوا سے مقام پر اعتماد الدولہ نے قضا کی اور مرصع مذکور مین ساحل دریاے بیاہ پر مدفون ہوا اور بلند عمارت اوسکے مزار پر تعمیر ہوئی اوسکا مال و اسباب جاگیر وغیرہ نورجہان بیگم اوسکی لڑکی کو ملا اسکا مقبرہ اوس موضع دریاے بیاہ کے کنارے بڑی تزک کا طیار ہوا جب بادشاہ وہان سے صحرانورد ہوکر مقام سیسہ مین آیا یہان سے راہ تنگ تھی بندا لشکر چھوڑ کر چند صاحبان خدمت کے ہمراہ سرکار کانگرہ کو متوجہ ہوا۔ اور سیسہ سے چلکر چار منزل پر گنگا کنارے خیمہ گاہ ہوا راجہ حسینہ نے جو کانگرہ سے پچیس کوس پر واقع ہے اور کبھی مطیع دہلی نہوا تھا اپنے بھائی کو مع پیشکش لایق روانہ حضور جہانگیر شاہ کیا۔ الغرض بادشاہ نے قلعہ کانگڑہ کی خوب سیر فرمائی اور بانگ نماز وغیرہ شرایط اسلام ادا کرکے حکم دیا کہ مسجد بنے بعد وہان مین جو بتکدے ہے پھر آیا ایک چیز کلان جسکا نشان غاز پانڈوان کے عہد کا دیتے ہین اور نہین معلوم ہوتا کس دھات کا بنا ہوا ہے بلا جسکی حرکت خود بخود بہت کے گرد چرخ کرتی ہے بادشاہ نے وہان پر اپنی طرف سے ایک طلائی چتر آویزان کرایا وہان چند روز سیر کرکے جوالا مکھی کو سدھارا۔

کانگڑہ سے بارہ کوس پر کوہ کلان ملک ہیوند کے پیچھے واقع ہی اس مکان مین شبانہ روز آگ روشن ہوا کرتی ہی بعض نے کان گوگرد کا خیال کیا اور شعلۂ آتش اوسکے پیچھے ہین ہین بادشاہ کو تہ فہمی نے شعلہ خیزی دیکھکر زمین کھودائی پانی چھڑکایا جب گوگرد کا نشان نہایا - اور آگ کی تپ و تاب نہ بجھی کرامات کا معتقد ہوا اپنے سر سے اوسکی دھونس کرائی بلکہ اول سے زیادہ استوار بنایا - کہتے ہین کہ سلطان فیروز نے بھی اپنے عہد خلافت مین جوالامکھی جاکر خاک اوڑائی تھی مکان کھودا مگر تجلی مدعائے حقیقی کے دیکھنے سے آنکھہ بند رہی شاید معادن نفت کا قصہ ان احمقون نے نہین سنا تاکہ یہہ سمجھین یہ شعلہ حری اونکے روبرو چنگاری کے برابر ہی لہذا محل تعجب اور خیال کرامت ارباب عقل کے نزدیک نہین ہوتا ہی بلکہ اگر شعلہ خیزی نہو تو تعجب ہی الغرض بادشاہ وہان کی سیر سے دل سیر ہوکر کشمیر کو سدھارا اگرچہ راہ کی نشیب و فراز سے اونچا نیچا بہت کچھ دیکھنا پڑا مگر کشمیر پہونچتے تلافی مافات ہوا بہار عنبر شمیم نے ساری گرد صعوبت دور کی ہوا روح افزا نے طبیعت مسرور کی مقام کشمیر مین ایک روز سلطان شجاع شاہزادہ خرم کا لڑکا دولت خان مین کھیل رہا تھا اتفاقاً کھیلتے کھیلتے دریا کے طرف جو دریچہ تھا وہان پہونچکر اوندھا گر پڑا قضا ٹاٹ نہ کرکے وہان پر رکھا اور ایک فراش بیٹھا تھا سلطان اوس پلاس پر پہونچ اور فراش کی پشت سے بڑھکر سات گز کی بلندی سے نیچے جا گرا مگر حافظ حقیقی کی حفاظت تھی کچھ صدمہ نہ پیش ازین چار مہینے گذرے تھے کہ چوبک رائے نجومی نے عرض کیا تھا کہ سلطان جائے بلندسے گریگا مگر صدمہ نہوگا اس واقعہ سے اس منجم کی آبرو بڑھی اور بہت سا صدقہ اور خیرات عمل مین آیا بعدہ بادشاہ نے ہندوستان کی عزیمت فرمائی چونکہ ضیق النفس کے عارضہ سے بادشاہ کو آب ہندوستان کی ناموافق معلوم ہوئی لہذا ہر سال اوایل بہار مین کشمیر جاتا اور فصل زمستان مین ہندوستان آتا

شاہزادہ شاہجہان کا بغاوت اختیار کرنا

اس شاہزادہ کا ماجرا یہہ ہی کہ دوسرے سال کے جلوس مین منصب ہشت ہزاری ذات اور چار ہزار سوار سے ممتاز ہوا بعد ازان جب آٹھوین سال مرزا ابوالحسن آصف خان ولد اعتماد الدولہ کی لڑکی اسکے نکاح مین آئی اور ممتاز محل سے مخاطب ہوئی منصب دہ ہزاری اور دہ ہزار سوار کیا پایا اور بعد چند گاہ کے منصب پندرہ ہزاری اور آٹھہ ہزار سوار کا ملا جب ولایت رانا کی فتح کرکے اوسکے لڑکے کو حضور مین لایا منصب بست ہزاری ذات اور بیس ہزار سوار سے مفتخر ہوا بادشاہ ہمیشہ رعایت کرتا تھا اور نور جہان بھی بادشاہ کی پاس خاطر اور نیز اپنے بھائی آصف خان کی جہکا یہ دانا

تھا شاہزادہ کی خاطر داری ملحوظ رکھتی تھی جب کہ نورجہان بیگم کی لڑکی جو شیر افگن خان سے حاصل ہوئی تھی سلطان شہریار برادر زادۂ جہانگیر کے نکاح مین آئی - اور نیز نورجہان کا اقتدار کلی ملک و مال مین ہوا اپنے داماد سلطان شہریار کی زیادہ تر خاطر داری کرنے لگی شاہزادہ شاہجہان جب دکن سے فراغ کرکے ماندون آیا باعتماد سابق پرگنہ زہول پور اپنی جاگیر مین لکھکر گماشتہ مقرر کردیا اور اطلاع کی اتفاقاً قبل پہونچنے اسکی عرضداشت کے نورجہان بیگم اوس پرگنہ کو شہریار کی تنخواہ مین مقرر کرچکی تھی اور سلطان شہریار نے بھی شریف الملک کو اپنا گماشتہ معین کردیا تھا دونون گماشتون مین جھگڑے اوٹھے اور اسی چشم زخم مین شریف الملک زخم تیر سے آنکھ کھو بیٹھا - طرفۃ العین مین حرم سرائے سلطانی مین عجب طرحکی پریشانی ہوئی شاہزادہ نے عجز و انکسار کی عرضداشت روانہ کی اور اپنے دیوان افضل خان کو بھیجا کہ بہر صورت غبار شورش دور کرے مگر بدنگاہون نے دیدہ و دانستہ ایسے تیور بدلے کہ صلاح ہونی بلکہ اون شوخ دیدون کی عین کوتہ بینی سے نورجہان بیگم نے آنکھ بھون سکوڑی، یہ مدنظر ہوا کہ اپنا بھائی آصف خان - سلطان شاہجہان سے موافق ہوگیا یہ امر بیگم کو نہ بھایا لوگون کی دلگرمی سے دل مین یہ اومنگ اوٹھی کہ مہابت خان کو کابل سے بلاکر شاہزادہ اور آصف خان کو ذلیل کرانا واجب ہے آخر اوسکے نام فرمان جاری ہوئے اوسنے ہر بار عذر لکھا - آخر مرتبہ یہی صاف عرض کردیا کہ جب تک آصف خان حضور مین ہے حاضری فدوی کی نہین ہوسکتی اگر فی الحقیقت شاہجہان کا ذلیل کرانا منظور ہے آصف خان بنگالہ بھیجا جاوے بادشاہ نے اسی بموجب آصف خان کو خزانہ لانے کے بہانے سے بنگالے بھیجا اور امان الدولہ ولد مہابت خان کو سہ ہزاری ذات اور دو ہزار سوار سے سرفراز فرماکر کابل کی نیابت پر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ خود حاضر ہو - حسب الحکم مہابت خان حضور مین آیا - شاہجہان کی جاگیر جو دوآبہ مین تھی سلطان شہریار کی تنخواہ مین معین ہوئی جب شاہجہان کو اسکی سن گن ملی متوجہ حضور پدر ہوا - بادشاہ نے بھی یہ بہانہ پاکر لاہور سے اکبرآباد کا عزم کیا بدانديشون کے اغوا اور نورجہان کے فریب سے اس بڑھاپے مین بادشاہ کی عقل مین فتور آیا کہ ایسے سعادتمند فرزند سے لڑنے کو نکلا - سپید داڑھی مین بڑھاپے کا دھبا لگایا - اکثر امراکی بھی بسبب قیاسی سازش کے عزل و تہدید سے تخویف ہوئی اس مہم مین مہابت خان مدار المہام تھا لاہور سے نہضت کرنے کے بعد افواج قاہرہ شاہجہان کے واسطے مقرر ہوئی اور شاہجہان نے اکبرآباد پہونچکر آمد رایات بادشاہی سنکر کوتہ میوات کی راہ لی اور وہان سے خانخانان کے لڑکے اور راجہ بکرماجیت وغیرہ کو فوج معینہ کے لڑنے کو بھیجا اور خود بھی کمربست کرکے لڑنے کو آمادہ ہوا ہمدگر جنگ شروع ہوئی نوبت بانجا رسید

شاہزادہ کا لشکر غالب آیا للعاق کی بات دیکھیے کسی طرف میدان لڑائی مین ایک بندوقچی پڑا تھا جسکی بندوق بھری ہوئی اور فتیلہ روشن تھا جیونہین بکرا جیت اوسکے قریب گیا قضارا بندوق چل گئی چھاتی کے پار ہوئی جان نے جدائی کی اس واردات سے لشکر گھبرایا فوج بے سر ہوئی شاہزادہ نے فرار کی راہ لی صبح بھی پیر اوٹھائے ماندون کو روانہ ہوا بادشاہ اس فتح سے اجمیر کو متوجہ ہوا اونہین دنون سلطان پرویز پٹنہ سے جو حضور مین آیا تھا مہابتخان اور راجہ رسنگھ دیو بوندیلہ اور راجہ گج سنگھ راٹھور اور راجہ جی سنگھ کچھواہہ وغیرہ کے ہمراہ شاہجہان کے تعاقب پر معین کیا اور مہابتخان مدار المہام اور شاہزادہ اتالیق مقرر ہوا جب فوج بادشاہی قلعۂ ماندون کے قریب پہونچی شاہجہان نے رستم خان کو مقابلے کے واسطے بھیجا رستم خان نے رسمی کا نام ڈبویا بیوفا بنکر مہابت خان سے جاملا۔ اس اتفاقی سے شاہزادہ کی جمعیت مین بڑا فرق ہوا آخر ماندون سے نربدا پار قدم بڑہایا۔ آسیر مین پہونچا اوسوقت معلوم ہوا کہ خانخانان شاہزادہ کا ہمراہی مہابت خان مخالف سے مشفق سر رشتۂ مکاتیب رکھتا ہے اوراوسکے پاس جانے کا ارادہ کرتا ہے اس جرم سے مع اپنے فرزند داراب خان کے قید کیا گیا اور وہان پر زیادہ اسباب اور حرم وغیرہ چھوڑکر خود برہان پور آیا خانخانان جو قید تھا صلح وآشتی کرانے کے حیلہ سے نکل کر مہابت خان سے جاملا اسیطرح اکثرون نے جدائی قبول کی شاہزادہ ضرورت وقت دیکھکر عین بارش مین برہان پور سے قطرہ زن ہوا اور گولکنڈہ اور مچھلی پٹن ہوتے ہوئے اوڑیسہ اور بنگالہ کو چلا چند منزل گولکنڈہ کے حدود مین چلا تھا کہ قطب الملک وہان کے حاکم نے براہ مردمی نقد وجنس غلہ وغیرہ پیشکش بھیجا سلطان پرویز چند منزل تعاقب کرکے برہان پور کو لوٹا جب شاہجہان کے بنگالہ جانیکی خبر بادشاہ کو ملی سلطان پرویز اور مہابت خان کو حکم ہوا کہ مع اپنی جمعیت کے پٹنہ مین جاکر شاہجہان کے سد راہ ہو اور خانخانان کو اکبرآباد پر تعینات کرکے خود بدولت کشمیر کو سدھارے۔ شاہجہان نے اوڑیسہ مین پہنچکر تہوڑی لڑائی سے قلعہ بردوان پر قبضہ کیا اوسکے بعد قلعہ اکبرنگر کو بڑے شد و مد سے مسخر کرکے ڈھاکہ گیا ابراہیم خان صوبہ دار اور عابد خان دیوان وغیرہ بندہاے بادشاہی مارے گئے شاہجہان اوسی قلعہ کو لیکر ڈھاکہ کو چلا ابراہیم خان کی املاک سے چالیس لاکھ روپیہ نقد سوائے فیل وغیرہ دیگر اجناس کے ہاتھ لگا اور احمد بیگ خان بجواے ابراہیم خان کو ڈھاکہ مین بھیجا تھا بیچارہ ہوکر لاچاری کو چارہ جوی کی راہ لی شاہجہان کے حضور مین آیا اسوقت تک خانخانان کا لڑکا داراب خان قید تھا اسوقت شاہجہان نے اُسکو سوگند دیکر رہا کیا اور بنگالہ کی صوبہ داری بھی عطا کی خود پٹنہ پہونچا۔ اور یہان سے عبد اللہ خان کو الہ آباد اور دریا خان کو ہمراہی مین رخصت کیا عبد اللہ خان نے

زور شمشیر سے قلعہ آلہ آباد مسخر کیا۔ جو زمینداران بنگالہ کہ نوارہ شاہجہان کے ہمراہ لائے تھے
پٹنہ مین پہونچکر مع نوارہ کے ہمراہی سے فرار ہوئے۔ شاہجہان نے جنگل مین ایک گڑھی
بنائی اسوقت مین مع لشکرگران کے مہابت خان اور سلطان پرویز آپہونچے چند بار لڑائی ادا
بیگار ہوئی راجہ بھیم ولد راجہ کرن جو سردار لشکر شاہجہانی تھا مارا گیا سردار کے سر اوتارتے فوج بے
ہوگئی سراسیمگی سے پیرا وکھڑ گئے بجز قورچیون اور عبداللہ خان کے کوئی ہمراہ نرہا شاہزادے
بمقتضائے شجاعت گھوڑا بڑھایا اگرچہ گھوڑے کے زخم آئے حوصلہ تو کم نہوا تھا مگر عبداللہ خان
نے باگ موڑی اور معرکہ سے باہر لا اپنے گھوڑے پر سوار کرا کر پٹنہ لیگیا جب فوج شاہی پٹنہ کی
قریب آئی شاہزادہ اکبرنگر مین آیا اسی سال کہ جلوس شاہی کا اونیسوان برس تھا سلطان مراد بخش
تولد ہوا لہذا اسکو مع بیگم کے قلعہ رہتاس مین چھوڑ کر آگے کو قدم بڑہایا داراب خان جس سے عبدللہ
بنگالہ کا صوبہ دار بنایا تھا باوجود مکر طلبی کے حیلہ وحوالہ کرتا رہا حضور مین نہ آیا اوسکے زن وبچہ بطور
اول کے حضور مین تھے اوسوقت اوسکی عورت کو قلعۂ رہتاس مین بھیجا اور جوان لڑکے کو دار فنا سے
رہائی دیکر بنگالہ سے دکن کو روانہ ہوا۔ اسی صحرانوردی مین سلطان مراد بخش مع اپنی ماں کے
شاہجہان کے پاس آیا جب بادشاہ کو اسکا آنا بنگالہ مین معلوم ہوا بموجب حکم شاہزادۂ پرویز اور مہابت خان
روانہ بنگالہ ہوئے اور داراب خان ولد خانخانان جو شاہجہان سے جدا ہوکر فوج شاہی سے جا ملا تھا
بموجب حکم قتل ہوا اور خانخانان چوقید ہوا جسوقت شاہزادہ پرویز اور مہابت خان مالوہ آئے
شاہزادہ نے تاب مقاومت نیاکر اجمیر کی راہ سے جیسلمیر ہوتے ہوئے بلا توقف ٹھٹہ آنکر ایران کا
قصد کیا اور اپنے تینون لڑکون سلطان دارا شکوہ اور سلطان شجاع اور سلطان اورنگ زیب کو روانۂ
حضور پدر کیا واقع ٹھٹہ شاہزادہ شہریار کا نوکر شریف الملک مقیم تھا اسنے شاہجہان کی آمد سنکر قلعہ مین
جا بیٹھا شاہزادہ نے پہونچکر قلعہ گھیر لیا لڑای ہونی شروع ہوئی چند روز تک خوب زد وکشت رہی۔
طرفین سے مردان کاری کام آئے حد یہ بیکار سراپا بیکار نظر آئی شاہزادہ کے دلمین آیا کہ مفت کی
بیگار ہوئی اسی کارروای مین خبر پہونچی کہ شاہزادہ پرویز نے انجام کار دکھن مین
زخم فنا کاری کھایا ناکام مہابت خان حضور مین حاضر آیا فقط خانجہان لودہی وہان
ہی اس خبر سے جی کلبلایا کہ جب تک مہابت خان مجہپر معین ہو پہاڑا اور گجرات وغیرہ کی
راہ سے دکہن کر چلے یہ ارادہ کرکے ناسک ترنبک مضافات احمد آباد مین آپہونچا
چند سے قیام کرکے خانجہان لودہی کے اخراج کو متوجہ ہوا

مہابت خان کا حضور میں پہونچنا اور کرسی تاکر آصف خان کا قید ہونا

تقدیر میں یہ لکھا تھا کہ بادشاہ کو صدمہ پہونچے لاجرم جس امر کا کسو کو خیال بدور تھا قریب ظہور ہوا یعنی مہابت خان ایسا جانفشان خدمتگذار بموجب التماس نور جہان بیگم اور آصف خان کے بلا سبب معتوب ہو کر فدائی خان کو حکم ہوا کہ مہابت خان کو شاہزادہ پرویز سے جدا کر کے روانہ بنگالہ کرے۔ اگر مہابت خان وہاں کے جانے پر راضی ہو جریدہ حضور میں آئے اور خانجہان لودی گجرات سے اگر شاہزادہ کا اتالیق ہو اور یہ بھی حکم ہوا کہ نسبت مہابت خان کے بابت زر خطیر سرکار کا مطالبہ ہو لہذا وہ روپیہ مع حاصلات امروزہ جو بزور و تعدی حاصل کیے ہیں اور جو کچھ ورثاء کے وکلا مستغیث صدالت ہیں اور نیز بنگالہ کے ہاتھی وغیرہ اوس سے طلب کرواگر کچھ معذرت رکھتا ہو حضور میں پہونچکر دیوانیوں کو نشاندہی کرے۔ جب فدائی خان رخصت ہو کر الہ پہونچا احکام شاہی مہابت خان کو سنائے مہابت خان شاہزادہ پرویز سے جدا ہو کر ملازم حضور ہوا اور خانجہان لودی گجرات سے اتالیق پر جا پہونچا

اوس زمانے میں بادشاہ دریاے بہت کے کنارے سیر و شکار میں مصروف تھا مہابت خان قرب لشکر شاہی میں جا پہونچا مہابت خان کے دل میں نقش تھا کہ آصف خان نے میرے ذلیل کرنے کو طلب کرایا ہے اور قبل اسکے پہونچنے کے برخوردار خواجہ عمر ولد نقشبندی کو جو مہابت خان کا داماد تھا ننگے سر و ترے لگوائے گئی تھی نے عرضی کی کوئی بات اوٹھا نہ رکھی تھی اور جو کچھ مہابت خان نے اوسکو دیا تھا سب حضور سے چھینا گیا۔ اور محمد حسن اسکی بی بی کا بھائی جو پرگنہ پٹیالہ کا کروری تھا۔ روپیہ کے بازیافت میں مقید ہو کر خوار کیا گیا تھا مہابت خان اپنے حفظ آبرو کو پانچہزار سوار راجپوت ہمراہ لایا تھا کہ اگر نے آبروئی مشاہدہ ہو جان پر کھیل جاوے الغرض اسکے اس صورت کے آنے سے لوگوں نے ساختہ گفتگو اوڑانا شروع کیں از خود بخبر بادشاہ نے بلا تامل حکم دیا کہ جب تک مطالبات شاہی کا پتا دیوان اعلی کو نہ دے اور فیلان بنگالہ حاضر نکرے باریاب حضور نہوگا آصف خان باوجود عداوت جو صریح ظاہر تھی کثرت غرور سے بیہوش ہوا کہ بادشاہ کو اسی پار چھوڑ کر خود مع خدم و حشم وغیرہ امرا کے کشتی کے پل سے ادھر اوتر گیا اور نیز اور امرا بھی اوس سے متفق ہو کر اوسکے ساتھ پار ہوئے خیمہ بادشاہی کے اور گرد بگرد خیمہ بادشاہی شاگرد پیشہ کے کوئی نرہا جب یہ خبر مہابت خان کو ملی مع چار ہزار سوار کے دوڑا اوٹھا اور دو ہزار سوار پل پر چھوڑ کر آگ لگا دی اور حکم دیا کہ کوئی ملازمان شاہی سے ادھر کو اوتر نے پاے

جب دروازہ دولتخانہ پر پہونچا پیادہ ہو کر مع دو راجپوت کے تختہ توڑ کر غسلخانہ میں جا پہونچا پرستاران حرم نے یہ سمجھکر حضور میں عرض کیا بادشاہ اندر ہی اندر پالکی پر سوار ہوا مہابت خان نے جھٹ پہونچکر پالکی پر قربان ہو کر عرض کی کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ آصف خان کے ہاتھ سے بچاؤنہیں لہذا حضور میں حاضر ہوا تاکہ اگر گنہگار ہوں دست مبارک سے مکافات ملے ادھر یہ گفتگو تھی ادھر راجپوتوں نے سراپردہ بادشاہی گھیر لیا چند خدمتگاروں کے سوا کوئی حضور میں نہ تھا بادشاہ نے مہابت خان کی بے ادبی

سے دو چار بہ دست بقبضہ کیا لیکن لوگون نے عرض کیا کہ یہ وقت حوصلہ آزمائی کا ہی آخر کو بادشاہ نے غصہ سنبھالا - مہابت خان نے جب اپنے ہمراہیون کو اندر باہر متسلط پایا بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور سوار ہون فدوی رکاب مین رہیگا اور اپنا گھوڑا پیش کیا بادشاہ کو غیرت آئی اسپ خاصہ پر سواری فرمائی دولتخانہ سے دو تیر کے برابر راہ قطع ہوئی ہوگی کہ مہابت خان نے حوضہ فیل پیش کرکے کہا کہ اس ہنگامۂ شر و فساد مین فیل پر سوار ہونا عمدہ ہی اوسوقت بادشاہ ناگزیر فیل پر سوار ہوا اوسوقت مہابت خان نے دو راجپوتون کو بھی خواصی مین پھلا دیا جو کوئی بادشاہی خواصون سے نزدیک ہوتا زندگی سے دور ہوتا تا آنکہ مہابت خان کے خیمہ مین جا اوترا وہان پر مہابت خان نے اپنے لوگون کو تصدق کرکے خود دست بستہ حاضر ہوا کہ جو حکم ہو بجالاوے بادشاہ اس حال مین بھی نورجہان کی یاد مین سرشار تھا خیال وصال مین گرفتار تھا مہابت خان نے نورجہان کا بھی قید کرنا چاہا اس ولولہ مین بادشاہ کو سراپردۂ شاہی مین پہونچایا اوہر نورجہان بیگم جب بادشاہ مہابت خان کے ساتھہ چلا تھا فرصت پاکر پار اوتر گئی تھی مہابت خان کو بجز افسوس کے کچھہ ہاتھہ نہ لگا خیر وہ دن رات شہزادۂ شہریار کے خیمہ مین گذرا نورجہان پار جاکر لڑائی کی تدبیر مین ہوئی یہان سے بادشاہ نے مقرب خان کی وساطت سے آصف خان کو پیغام دیا کہ جنگ آزمائی بہتر نہین اور واسطے مزید احتیاط کے اپنی انگوٹھی بھیجی دوسرے دن آصف خان اور خواجہ ابوالحسن نے لڑائی کی عزیمت کی چونکہ پل مین تھا مہابت خانیون نے آگ لگا دی تھی پایاب کی تلاش تھی آصف خان کا لڑکا ابوطالب مع چند نفر کے دریا سے اس کنارے جانکلا اکثر ہمراہی غرقاب ہوئے ہنوز آصف خان کے گھٹنون تک دریا نہ پہونچا تھا کہ ابوطالب کے سر سے دریا شکست درگذرا آصف خان کے پیر بھی اس طلاطم سے اوکھڑ گئے اور نورجہان بیگم فیل سوارہ دریا سے گذری مردم ہمراہی کو جنگ و جدل پر تحریص کرتی ہوئی اسی درمیان مین کسی پرستار کے جو فیل سوار قریب بیگم تھی تیر لگا اور نورجہان نے اپنے ہاتھہ سے اوسے نکالا آخر کار فیل بیگم بھی زخمی ہوا جو دریا سے تیر کر پار لگا بیگم دریا سے نکلکر خیمہ مین جا ٹھہری اور آصف خان مع ابوطالب وغیرہ دو سو نفر کے راہی ہوگیا اور اپنے جاگیر قلعہ اٹک بنارس مین جاکر دبک بیٹھا مہابت خان کی مہابت ہر ایک کے دلمین سمائی تھی اکثر امرا مانند خواجہ ابوالحسن وغیرہ کے عہد و پیمان کیے مہابت خان سے جا ملے تین روز کے بعد نورجہان بیگم بھی بادشاہ کی ملاقات کو آئی یہ بہت خوش ہوا اور مہابت خان کے ہمراہ لب دریا بہت سے کابل کو کوچ فرمایا مہابت خان کی بجدے دستبیتی تھی قلعہ اٹک بنارس مین پہونچتے ہی آصف خان اور ابوطالب اور میر خلیل اللہ ولد میر میران کو مع بارہ لقم

دیگر کے قید کر لیا اور آصف خان کے کسی مصاحب کو پکڑ کر قتل کر ڈالا اور بادشاہ سے کچھ بن نہ سکا
الغرض کوچ در کوچ ملک کابل پہونچے راجپوت لوگ جو پشت پناہ فتنہ سازی مہابت خان کے تھے دلیر ہو کر
باغی ہوئے اکبر و ذجماعۂ اصدیان شاہی سے گفتگوے منی لفانہ شروع ہو گئی حتی کہ بات کی بات
مین تلوار چل گئی آٹھ سو راجپوت مارا گیا اس امر سے مہابت خان کو رعونت سوار ہوئی حضور مین عرض کیا
کہ یہ کشت و خون خواجہ قاسم برادر خواجہ ابو الحسن اور بدیع الزمان اوسکے داماد کے انگلی اوٹھانے سے
ہوا ہی مہابت خان کی رعایت تو بادشاہ کو منظور تھی بادشاہ نے اونکو قید کر کے حوالہ کیا مہابت خان
نے اونھین سر برہنہ کابل کے بازار مین تشہیر کر کے قید مین کیا جسوقت سے کہ مہابت خان نے
بادشاہ سے یہ گستاخی کی ہر ایک پر چیرہ دست ہوا بادشاہ مہابت خان کی یہان تک رعایت فرماتا
تھا کہ نور جہان بیگم جو کچھہ خلوت مین کہتی تھی مہابت خان سے جلوت مین کہدیتا حتی کہ یہان تک
کہتا تھا کہ بیگم اور شاہنواز خان کے لڑکے منکوحۂ ابو طالب تیری فکر مین ہین نور جہان بیگم لشکر کے جماو مین مصروف
تھی جب کابل سے ہندوستان کی معاودت ہوئی اور رہتاس مین اتفاق نزول واقع ہوا اور دہان ملک زمان
بادشاہی کا جماو ہوا بادشاہ نے زبانی خواجہ ابو الحسن کے مہابت خان کو کہلا بھیجا کہ پیشتر کوردانہ ہو جاے
ورنہ لڑائی مین قصور نہوگا۔ بالضرور مہابت خان پیشتر کورہ نوردہوا جب دریا پار ہو گیا افضل خان کی
زبانی یہ چار حکم صادر ہوئے اول یہ کہ آصف خان کو مع ہمراہیون کے آزاد کر کے حضور مین بھیجے دوم یہ
کہ شاہزادۂ شاہجہان جو ٹھٹھہ کو گیا ہی اوسکا تعاقب کرے سوم یہ کہ طیمورث اور ہوشنگ ولد شاہزادۂ دانیال
کو حوالہ حامل پیغام کر کے روانۂ دربار کرے چہارم یہ کہ لشکری ولد مخلص خان کو جو اوسکا ضامن اور ہنوز نہین آیا
بھیجے۔ درصورتیکہ احکامات کے بجالانے مین معذرت کی ہر کو پہونچیگا۔ مہابت خان نے یہ پیغام
پاتے ہی سلطان دانیال کے لڑکون کو فوراً روانہ کیا اور عرض کیا کہ مین بھی ٹھٹھہ کو روانہ ہوتا ہون وہ لاہور
مین پہونچکر خلاصی پاویگا کیونکہ اسوقت کی خلاصی مین مجھے یہ ڈر ہی کہ مبادا رہائی پاکر میری ذلت کا
خواستگار ہو پس اسقدر ذلت کا امیدوار ہون کہ جسوقت لاہور سے گذر جاؤن آصف خان کو خلاص کر کے
روانہ حضور کردون آخر افضل خان نے واپس حاضر حضور ہو کر جملہ کیفیت عرض کی اور برہان دانیال کو بھی
حاضر کیا اسیر دوبارہ حکم ہوا کہ خیر بیت السمین ہے کہ جلد آصف خان کو رہا کرے ورنہ ندامت اوٹھانا
پڑے گی آخر کار ناچار مہابت خان نے آصف خان سے قول و قرار لیکر رہائی دی مگر ابو طالب اپنے
فرزند کو بسبب مصلحت چند روز رکھکر روانہ ٹھٹھہ ہوا اتفاقاً دیکھیے مہابت خان کی شورش دریاے
بہت پر ہوئی تھی اور آصف کی خلاصی بھی اوسی مقام پر عمل مین آئی۔ چند دنون کے بعد ابو طالب

اور خواجہ ابو الحسن اور بدیع الزمان اوسکے داماد کو معذرت کرکے مع خواستہ کے روانہ حضور کیا اور خود کوچ در کوچ ٹھٹہ کو عازم ہوا۔ قبل اسکے پہونچنے کے شاہزادہ شاہجہان جیسا کہ لکھا گیا ہے دکن کو معاود ہوا تھا اور مہابت خان ٹھٹہ مین پہونچکر بلا اجازت شاہی ہندوستان آیا اور بغاوت ظاہر کی اوسوقت بادشاہ نے فوج جرار اوسکی گوشمالی پر مقرر کی خانخانان عبد الرحیم نے جو مہابت خان کیطرف سے زخم جنگ رکھتا تھا اپنے ذمے لیکر رخصت ہوا مہابت خان کی جاگیر اور اجمیر کی صوبہ داری خانخانان کو مرحمت ہوئی خانخانان متوجہ راہ کرتا ہوا اجمیر مین آیا مہابت خان نے جو ٹھٹہ سے ابمیر کی طرف آیا تھا بیتاب ہوکر [illegible] پہاڑون مین جا بیٹھا اکیسوین سال جلوس مین ۶۲ برس کی عمر پاکر خانخانان اوسی اطراف مین [illegible] ہوا اوسوقت مہابت خان نے عرائض عذر خواہی ارسال کیے اور آخر کو بموجب حکم درگاہ کو [illegible] ہوا تھا مگر جونپور مین پہونچکر شاہجہان کی ملازمت مین کامیاب ہوا جب یہ خبر بادشاہ کو ملی۔ خانخانان کو سپہ سالاری کا خطاب اور دکن کی صوبہ داری اس شخص کو شاہزادہ شاہجہان سے مدت تک لڑائی رہی

جہانگیر بادشاہ کا دار بقا کی راہ لینا

بائیسوین سال جلوس کو حسب عادت معہودہ بادشاہ کشمیر کو گیا وہان پہونچکر عارضہ ضعف نے زیادہ زور کیا روز بروز ضعف نے طاقت دکھلائی اوایل زمستان مین ہندوستان کی معاودت ہوئی۔ جب مقام بیرم گلہ مین آیا اور ہیزل مین پہاڑ کے نیچے ایک نشیمن بذوق اندازی کے واسطے مقرر تھا اور یہ بھی مقرر تھا کہ زمینہ لوگون کو بلاکر بہلاتا رہے کبھی چوٹی پر دیں اور بادشاہ نشانہ مارتا اور آہو نہ بھی ہوتے زمان [illegible] اوسوقت مین بھی کبھی پیادہ نے آہو کو بھگا لاکر گھیرا کیا مگر جبھی تیر نہ لگتا تھا پیادہ نے جانوروں کے پیچھے دوڑکر بھی تھوڑے فاصلہ پر آہو کو لا دیے قضارا ایسا اتفاق ہوا کہ ایک پیادہ اجل گرفتہ اوس راہ سے بھگتا ہوا مارے پہاڑ کے نیچے آپڑا فیلان سرمست دان نکل گئی بادشاہ اس حال سے نہایت ملول ہوا عیش شکار زیح ہوئے ترک شکار کرکے دولتخانہ مین آیا۔ اور بیرم گلہ سے کوچ کرکے ٹھٹہ ہوتے ہوئے اجوری مین آیا وہان سے حسب دستور سہ پہر کو روانہ ہوا اثنائے راہ مین شراب بیتابی بدمرگی حاضر ہوئی آخر رات کو دگرگون حال ہوا صبح کے وقت چند مرتبہ نہایت سختی سے سانس چلی اور چاشت کے وقت اتوار کے دن ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۶ ہجری کو ۶۲ برس کی عمر مین روضہ رضوان کی راہ لی نور جہان بیگم نہایت رنج و بکا مین ہوئی ناخن غم سے چہرہ پر خراش کیے رنج و غم سے آہ جانگداز نے بلند ہوائی دردمندی نے سینہ پر چرخ مین آگ لگائی بے بسینہ از تعاقب سنگ میزد طپانچہ بر رخ گلرنگ میزد اسوقت مین ہر چند اصف خان اپنے بہائی کو بلا بھیجا مگر وہ نہ آیا آخر کو مقصود خان

کے ہمراہ جہانگیر کا خزانہ لاہور مین پہونچایا گیا دریاے راوی کے کنارے شاہ درہ کے پاس قاسم خان کے باغ مین جہان نورجہان بیگم بھی تھی دفن ہوا اور عمارات عالیہ اوسپر تعمیر ہوئی تاریخ رحلت جو ملا کشفی نے کہی ہے اوسکی آخر بیت ہے ؎ چو تاریخ وفاتش جست کشفی ؛ خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت

ذکر سلطنت ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ صاحبقران ثانی

جہانگیر کی رحلت کے بعد آصف خان باراداوت خان باہم متفق ہوکر اور بخشی الدولہ خواجہ ابوالحسن و سپہ[illegible] کرکے پیشتر کو چلے اور بنارسی نام ہندو کو جو نہایت تیز رفتار پیادہ صبا تک تھا شاہجہان کے حضور مین پہونچکر رحلت جہانگیر سے آگاہ کیا اور جسد جہانگیر کو مقصود خان کے ساتھ روانہ کیا۔ چونکہ امراے عظام جانتے تھے کہ آصف خان نے بنابر استحکام محبت شاہجہان سے یہ تمہید کی ہے ہرچند آصف خان سے ملدیا اور آصف خان نے بسبب عدم الیقین نورجہان بیگم اپنی بہن کو نظر بند کیا اس نظر سے کہ کوئی اوسکے پاس آمد و رفت نکر سکے۔ نورجہان بیگم چاہتی تھی کہ اوسکا داماد شہریار بادشاہ ہو اور شہریار مرقوم اپنی بی بی کے اغوا سے جملہ خزاین شاہی اور کارخانجات جواہرات پر جلدتر مین تھا دست دراز ہو بیٹھا۔ ایک ہفتہ مین ستر لاکھ روپیہ منصبداران قدیم و جدید کو دیا جب شاہجہان کی حکومت ہوئی پیتالیس لاکھ باقی رہا۔ شہریار نے بالیقین فرزند سلطان دانیال کو جو بعد رحلت بادشاہ کے مفرور ہوکر لاہور مین آیا تھا بجاے خود سردار بناکر دریا کے پار اوترا شہر سے تین کوس پر طرفین کا مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ مین فوج شہریار کی برہم ہوئی شہریار جو شہر کے باہر کھڑا تھا مع دو ہزار سوار کے قلعہ لاہور مین آیا رات کو اراداوت خان اوسے قلعہ مین جاکر لایا اور صبح کو امرا نے داور بخش کو تخت نشین کیا اور شہریار کو دست بستہ واسطے اداے کورنش کے لائے اور بعد دو روز کے آنکھین نکلوادین اور چند روز کے بعد طیوعرث اور ہوشنگ ولد سلطان دانیال بھی مقید ہوئے شاہجہان نے جب بندسی کی زبان سے یہ خبر بایں گجرات کی راہ سے اکبرآباد کو عازم ہوا۔ اور جان نثار خان کو مع فرمان عطوفت عنوان کے خانجہان لودہی کے پاس جو دکن کا صوبہ دار اور بموجب حکم جہانگیر اور نورجہان بیگم کے شاہجہان کے استیصال پر معین تھا روانہ کیا اوسنے راہ سلامتی سے دور ہوکر سلطان دکن نظام الملک سے موافق ہوکر ولایت بالاگھاٹ کی اوسے دی اور خود برہان پور آیا اسی نزدیکی مین دریا خان روہیلہ بھی جو قبل وفات جہانگیر کے شاہجہان سے جدا ہوکر نظام الملک کی ولایت مین رہتا تھا خانجہان سے ملحق ہوکر سدر فساد ہوا اور جان نثار خان کو بدون لکھنے جواب کے مرخص کیا شاہجہان نے احمدآباد پہنچکر ناہر خان کو جو شیر خانی کا خطاب رکھتا تھا بخشیگری منصب اور گجرات کی صوبہ داری سے سرفراز فرمایا

اور میرزا عیسی ترخان کو منصب چار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار اور ایالت ملک ٹھٹہ دیکر رخصت کیا
اور رعدمت پرست خان کو آصف خان کے پاس لاہور بھیجا اور دستخط خاص سے یہ فرمان تحریر فرمایا کہ اسوقت
مین شر و فساد کا احتمال ہے اگر راو رتن بخش و لد خسرو اور شہریار اور طہمورث اور ہوشنگ شاہزادگان دانیال کو
روانہ صحرائے عدم کرین سلاح و دولت ہے اس حکم کے پہونچنے کے بعد بائیسوین جمادی الاول ۳۷ سنہ ہجری
الوار کے روز دیوان خاص و عام مین ہرا کے اتفاق سے شاہجہان کے نام سکہ اور خطبہ پڑہا گیا اور داور بخش کو
جو چند روز فرمان روا رہا تھا معزول کیا اور چھبیسوین جمادی الاول بدہ کے دن اوسکو مع کرشناسب اور
شہریار اور طہمورث اور ہوشنگ پسران دانیال کے زاویہ نشین عدم کیا اسوقت مین لشکر شاہجہان
ملک رانا کے حدود سے کوچ در کوچ مہابت خان سپہ سالار کے اجمیر کے راستہ سے باغ نور طاہر واقع
اکبر آباد مین پہونچا اور صبح کو فیل سوار حسب حویلی مین شاہزادگی گذری تھی بانتظار ساعت جلوس اقبال ہوا
اور آٹھوین تاریخ جمادی الثانی ۳۷ سنہ ہجری دوشنبہ کے روز اکبر آباد مین جلوس فرمایا اسوقت مین
عمر شاہجہان کی ۳۶ برس شمسی اور ۳۷ برس دو مہینے آٹھ روز قمری کی تھی - حکیم رکنای مسیح تخلص نے
تاریخ جلوس کی یہ کہی ہے بہر سال جلوس او گفتم ؛ درجہان باد تا جہان باشد اور شیخ عبد المجید
اوسکے شاہنامہ نویس نے روز دوشنبہ بیچیس بہمن پائی ہے بعد جلوس آصف خان برادر نور جہان بیگم
کے نام فرمان صادر ہوا کہ مع ہشت ہزاری ذات و سوار والا تبار کے حاضر ہو اور اوسکے القاب مین یہ فقرہ لکھا گیا -
عضد الخلافۃ یمین الدولہ معموی دانا آصف خان اور اوس فرمان مین یہ بھی تحریر ہوا کہ جو خلعت روز خلوص
کے مامور دولت نے تن زیب کیا تھا تمہارے واسطے ارسال ہوتا ہے اور جسقدر تم عمو سے عنایت ہوا اوس سے
زیادہ گنجایش ہے مگر قلیل الاضاعت فی الحال منصب ہشت ہزاری ذات اور سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ
عنایت ہوا اور بندگا ولایتی بھی بطور انعام عنایت ہوتا ہے - مہابت خان کو خطاب خانخانان سپہ سالار
اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور اجمیر کی صوبہ داری اور خلعت خاصہ مع چار قب طلائی اور خنجر و
شمشیر مرصع اور علم و نقارہ و دو اراتوان ملوغ کے عنایت ہوا - خانجہان لودی باوجود سرکشی اور تمرد کے
منصب ہفت ہزاری سے مشرف ہو کر صوبہ داری دکن پر مستقل رہا - اسیطور ہر ایک امرا نے
بمقتضاے وقت ترقی پائی اول جو حکم صادر ہوا سجدہ کی ممانعت تھی کہ یہ آداب صرف ذات خدا کو شایان ہے
مہابت خان نے عرض کیا کہ اگر بجاے سجدہ کے زمین بوس کا حکم ہو تو ہر خادم مخدوم کی امتیاز مین مبتلا ہے
یہ عرض قبول ہوئی مقرر ہوا کہ دونو ہاتھ زمین پر رکھکر پشت دست کو بوسہ دین اور سادات و علما و شیخ
اور درویش اس آداب سے مستثنے ہوئے انکو بروقت آنے کے سلام اور رخصتی فاتحہ مقرر ہوا اور چند سال

بعد رمین بوسس بھی منع ہوا۔ چار مرتبہ سلام کرنا مقرر رہوا۔ پیشیر صبح سے بیدار رہوا ادائے صلوٰۃ اور نوافل کرتا تھا۔ اکثر اوقات اوراد و وظیفہ مین مصروف رہتا فن موسیقی مین مہارت تمام تھی۔ علم موسیقی کی طرف طبیعت عالی زیادہ متوجہ تھی نجتاور خان خواجہ سرا مورخ مراۃ العالم لکھتا ہے کہ بعض صوفیون کو اسکے بحال و جد مین جانفشانی ہوئی اول جلوس کے اسی سال مین نذر محمد خان برادر خرد امام قلیخان والی توران نے جہانگیر کی خبر رحلت سنکر کابل پر لشکر کشی کی مہابت خان اوسکی مدافعت پر مقرر ہوا۔ کی تاریخ طالب کلیم نے (لشکر فتح مین) پائی۔ خان زمان ولد مہابت خان منصب پنجہزاری پر سرفراز ہوا نذر محمد خان نے قلعۂ کابل کو دو تین مہینے تک گھیرا آخر کو نے حصول مدعا واپس ہوا مہابت خان نے اوسکی بازگشت سنکر سرہند مین قیام کیا اور لشکر خان صوبہ دار کابل جو مہابت خان سے پیشتر رخصت ہوا تھا بلا انتظار مہابت خان کے کابل مین داخل ہوا دونو کی تحریر سے حقیقت حال حضور مین واضح ہوئی چونکہ رعایائے کابل نے نورانیون کی آمد سے خسارہ پایا تھا بموجب تجویز خاص میر محمد زاہد کے ایک لاکھ روپیہ خزانۂ کابل سے بیچارہ ستمزدون کو عطا ہوا اور اسے سال کے غرہ رجب کو شاہزادگان والاشان محمد دارا شکوہ اور شجاع المالک اورنگ زیب یمین الدولہ کے ہمراہ لاہور سے اکبرآباد آکر آغوش پدری مین سرفراز ہوئے اور یمین الدولہ کا سر جو اوسی بادشاہ کے سیر مین رکھا تھا بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اوٹھا کر خلعت خاصہ چار قب مرصع اور خنجر و شمشیر مرصع مع جواہرین مزید اور علم و نقارہ و نومان طوغ اور دو اسپ خاصہ جنکا زین مینا کار طلائی اور مرصع تھا مع فیل خاصہ زرین ساز مرحمت فرمایا اور وکالت کے عہدہ پر سرفراز ہوا اور مہر اورنگ جو ممتاز محل والدۂ شاہزادگان کے پاس تھی بموجب عرض ممتاز محل کے اوسکے سپرد ہوئی اور لفظ عم سے مخاطب ہوا اسکا بڑا لڑکا شایستہ خان خلعت فاخرہ اور خنجر و شمشیر مرصع اور اضافہ منصب پنجہزاری اور چہار ہزار سوار سے اور علم و نقارہ و اسپ بازین مطلا اور فیل سے ممتاز ہوا بارہوین رجب ۱۰۳۷ھ ہجری جشن نوروز ترتیب ہوا دریا خان روہیلہ کا جو کور نمکی سے خانجہان لودہی کو ملا تھا قصور معاف ہوکر منصب چار ہزاری سرفراز ہوا اور مرزا رستم صفوی بھی بہار سے آکر مشرف ملازمت ہوا چونکہ یہ شخص ضعیف سن ہوا تھا ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر ہوگئی ۱۵ ماہ رمضان کی پندرہوین کو مہابت خان نے بجاے خانجہان کے دکن اور خاندیس کی صوبہ داری پائی اور اوسکا لڑکا خانزمان صوبہ دار مالوہ دکن کے انتظام پر تعینات ہوا۔ اس برس مین جھجار سنگھ ولد راجہ بیر سنگھ دیو بندیلہ جسنے ابوالفضل کو قتل کیا تھا کسی وجہ سے مفرور ہوا جسکی تادیب کو مہابت خان نکلا آخر شاہجہان نے شکار اور ملاحظہ حصار گوالیار کو توجہ کی جھجار سنگھ نے جب طاقت گریز اور ستیز کی نہ دیکھی ناچار ہوکر مہابت خان کو لکھا کہ اگر قصور معاف ہو

تلافی مافات کروں مہابت خان نے ہزار اشرفی اور پندرہ لاکھ روپیہ اور چالیس ہاتھی جرمانہ لیکر حضور شاہجہان
مین کورنش ادا کرائی اور اسی سال مین نظام الملک نے محالات بالاگھاٹ سے جسے خانجہان لودی نے
دیا تھا داخل محروسہ کیا اس جشن مین ایک کرور اسی لاکھ روپیہ نقد و جنس اور چار لاکھ بیگہ
زمین اور انیسو بیس موضع تصدق اور انعام ہوئے

سال دوم مطابق ۱۰۳۷ ہجری

جشن وزن قمری روز دوشنبہ سلخ ربیع الاول کو جو بادشاہ کی عمر کا انتیسوان سال تھا مقرر ہوا ایکبار
طلا اور نقرہ اور چہار بار اجناس سے بیکر ہمایون وزن ہوکر صدقہ کیا گیا اور تین مہینے سات روز کے بعد
گوالیار مین سیر و شکار کرکے اکبر آباد کو معاودت ہوئی خانجہان لودی کہ مالوہ کی روانگی کے وقت مشرف
مجرا ہوا تھا اور جہجار سنگھ کی تنبیہ پر مامور ہوا تھا مشرف قدمبوس شاہی ہوا اس سال کی تیسری رجب کو
مہابت خان دہلی کی صوبہ داری پر معزز ہوا اور ۲۴ رجب کو جشن نوروزی ہوا اور جشن نے بدستور
آراستگی پائی اور ممتاز محل کا سالیانہ دس لاکھ روپیہ مقرر ہوا اور بجری بیگ ایلچی شاہ عباس کا جو جلوس
شاہ موصوف کے روانہ ہوکر تہنیت کو آیا تھا دربار مین آکر بیس ہزار روپیہ انعام پایا اور ارادت خان
نے مہابت خان کی جگہ پر جملہ دکن کی صوبداری پر امتیاز پائی خلعت چارقب طلا دوز اور شمشیر مرصع
اور دو اسپ اور فیل جسکا ساز و سامان مطلا تھا عنایت ہوا اور اسکے بدلے مین کل کی دیوانی افضل خان
شیرازی کو جو شاہزادگی کے ایام مین دیوان تھا ملی اوسکے وزارت کی تاریخ یہ ہے ؎ شد فلاطون وزیر
اسکندر شہ کہتے ہین کہ انہین دنون مین یمین الدولہ آصف خان نے دوربمن حاضر حضور کیے جنمین یہ استعداد
تھی کہ دس اشلوک ایک مرتبہ کے سننے سے یاد کر لیتے اور دس اپنی طرف سے اوسی مضمون و وزن مین
منظوم کرکے سنا دیتے تھے خانجہان لودی جو ہمیشہ افعال ناشائستہ سے توہمات مین رہتا گوشہ گرین ہوا
بادشاہ نے اسلام خان کو بھیجکر دریافت حال فرمایا اوسنے درخواست کی کہ مجھے توہمات نے گھیرا ہے
اگر حضور سے امان کی تحریر ملے رفع توہم ممکن ہے بادشاہ نے بموجب درخواست امن نامہ لکھدیا۔
اسپر بھی وہ افغان نامعقول بدگمان کسی رات کو نے خبر اکبر آباد سے بھاگا جب خبر لگی خواجہ ابوالحسن
مع خانزمان کے متعاقب روانہ ہوئے اور نیز سید مظفر خان اور خدمت پرست خان اور بہلدا وغیرہ
بھی بر سبیل استعجال قطرہ زن ہوئے دھول پور کے گردنواح مین جا بھڑے لڑائی واقع ہوئی خدمت پرست
نے زخم کاری کھایا عالم رستگاری کو قدم بڑھایا اور حسین اور عظمت داماد و فرزندان خانجہان مع دیگر غلام
کے قتل ہوئے خانجہان با قیماندہ رفقا مع دو با قیماندہ فرزندون کے جنگل ہوتے ہوئے گوندواڑہ مین آیا

وہان سے براہ کے راستہ نظام الملک کی ولایت پہونچا جو کہ خانجہان سے مقام مدار اور مساوات مین تھا۔ اور بہلول و سکندر افغان کو بھی جو ہم تقصیرات نے جو گھیرا خانجہان سے آملے اقرار ہوا کہ نظام الملک کی تنبیہ کو فوج ظفر موج شاہی دکھن کو عزیمت کرے لاجرم اسلام خان کو اکبر آباد مین چھوڑ کر روز دوشنبہ ہشتم جمادی الاول کو اعلام نصرت طراز دکھن کو متوجہ ہوئے اور بابت تعزیت شاہ عباس و تہنیت جلوس شاہ صفی اوسکے نبیرہ کے نامہ مصادقت عنوان معرفت میر برکا بحری ہمراہ ایلچی شاہ عباس کے روانہ ہوا اور آخر سال مذکا جشن اور نیرز آغاز سال نو کا ترتیب ہوا

تیسرے سال کا احوال سنہ ۳۹ ہجری

چھٹوین شعبان کو کہ روز جشن نوروز تھا ممتاز محل صبیہ آصف خان اور زوجہ بادشاہ کی اصل تنخواہ مع اضافہ بارہ لاکھ روپیہ مع اضافہ مقرر ہوا اور دیگر امرا کی بھی ترقیان ہوئین۔ نظام الملک اور خانجہان لودی کی گوشمالی کو خاندیس عازم ہوئے اوس ملک مین پہونچکر فوج کے تین حصون پر تین شخص سردار بنائے گئے ایک ناظم صوبہ دکن مسمی ارادت خان دوسرا راجہ گج سنگہ تیسرا شایستہ خان مہین پسر آصف خان۔ ارادت خان کو اعظم خانی خطاب عطا ہوا شایستہ خان اور راجہ گج سنگہ وغیرہ امرا کے بادشاہی کو حکم ہوا کہ اعظم خان کی صوابدید سے تخالف نکرین ۲۶ رجب کو برہان پور مضرب خیام شاہی ہوا دریا روہیلہ نے وہ عنایات خسروی فراموش کر اس مقام سے فرار اختیار کیا خانجہان لودی سے جا ملا ارادت خان اور شایستہ خان کی ناشائستگی صحبت سے بادشاہ نے شایستہ خان کو حضور مین طلب کر کے اوسکی جگہ عبداللہ خان بہادر کو مع فوج روانہ فرمایا اسوقت اعظم خان اور خانجہان سے سخت لڑائی درپیش ہوئی اور خانجہان جنگ سے سراسیمہ ہوکر بھاگا اس اوہا دہند مین بکثرت اسکے ہمراہی تباہی مین پڑے اسی معرکہ مین ملتفت خان ولد اعظم خان مع فوج چند اول کے قول سے دور ہوگیا تھا خانجہان اور بہلول اور مقرب خان نے انکے نزدیک پہونچکر غفلت مین آ بھیڑے کتنے پٹھان اور راجپوت جان سے گذر گئے اسوقت مین جادو راے کورنسک جو مع اپنے لڑکون کے چوبیس ہزاری ذات اور پانزدہ ہزار سوار سے ممتاز تھا مع اپنے خویش و فرزند کے روگردان ہوکر نظام الملک سے جا ملتفق ہوا اور نظام الملک نے اسے قید کرنا چاہا تب نالایق نے ناحق بیر نکالے آخر کو مع دو فرزند اور نبیرہ کے جان سے گیا باقیماندہ افسار و فرزند درگاہ شاہی مین پناہ جو ہوکر بوسیلہ اعظم خان منصب لایق پر سرفراز ہوئے اور ایک لاکھ چھتیس ہزار روپیہ مدد خرچ سے مرحمت فرمایا گیا اسی عرصہ مین کمال الدین روہیلہ جو جہانگیر کے عہد مین شیر خانی کا خطاب رکھتا تھا بموجب تحریر خانجہان کے پیشاور مین بغاوت اختیار کی لیکن کچھ مزہ سرکشی کا

سعید خان کے ہاتھ سے مع ہمراہیون کے سزائے اعمال کو پہونچا برسات کے بعد سمین اللہ دولہ آصف جاہ نے جسکی ریاست ہر ایک طور پر کل لوگون پر مسلم تھی کل فوج موجودہ بالاگھاٹ کی سرکردگی مین امتیاز سرداری پائی نوین ربیع الثانی کو جشن وزن قمری بابت انجام سال چہلم اور شروع اکتالیسوین کے منتظم ہوا جب مقرب خان اور بہلول نے جالنا پور سے پاتھرے کی راہ لی اعظم خان نے اس قرار سے مطلع ہوکر تعاقب کیا خانجہان واقع مہاگانون اون دونون کا انتظار کھینچ رہا تھا کہ ناگاہ لشکر شاہی نمودار ہوا جب راہ نیائی لڑنے کو آمادہ ہوا جب معرکۂ رزم گرم ہوا بہادر خان روہیلہ داد شجاعت دیکر تیر کے دو زخم سے مجروح ہوا۔ ہر داس جھالا بے عمدہ چپقلش کی آخر کو جان نثار رہوا۔ اسیوقت اعظم خان نے پہونچکر لگی ہوئی آگ زیادہ بھڑکادی خانجہان نے بیتاب ہوکر فرار کی راہ لی اسوقت مین بہادر برادرزادہ خانجہان کے گولی لگی میدان مین بیٹھ گیا اسدم پرسرام نامی راجہ پہار سنگہ کا سپاہی آپہونچا اور اوس سے ٹھرا بہادر نے بہادری کی جمدھر اوٹھا مارا پرسرام نے بھی اوسکے حلقوم پر جمدھر مارا۔ بیچارہ عدم کو سدھارا خانجہان پہاڑون مین جا چھپا۔ اولیائے دولت بادشاہی نے چندے تعاقب کرکے معاودت کی اعظم خان نے آسودگی سپاہ کو کسی جا مقام کرکے کیفیت گذشتہ حضور مین لکھی اوسکے عوض مین اسپ وفیل وخلعت وشمشیر عطا ہوا جو خانجہان نے دولت آباد کا ارادہ کیا اعظم خان نے بھی کوچ کیا مگر چونکہ دولت آباد مین قحط کی خبر سنکر وہان کا جانا ملتوی رکھکر بہلول و مقرب خان کے پھانسنے کو دہلی کی راہ پکڑی اسی فریب مین ساہوجی بھوسلہ جو نظام الملک کی فوج ہنود کا سرخیل تھا حاضر حضور شاہی ہوکر پنجہزاری منصب حاصل کیا اور اوسکے اقارب کو بھی زر وعزت سے قربت ہوئی اور سید مظفر خان ہزاری ذات اور پنجہزاری منصب سے ممتاز ہوا اور میر جملہ چہارہزاری ہوا باقر خان صوبہ دار اڑیسہ کی سعی سے قلعۂ منصور گڈہ فتح ہوا۔

چوتھے سال سنہ ۴۰ ہجری

جب خانجہان کی شومی تقدیر نے نظام الملک کی ولایت کو بھی پامال کیا اور نظام الملک سے کچھ اپنے دعوے کا انتظام نہوسکا خانجہان کو نظام الملک کی دوستی پر اعتماد نہ رہا ڈر گیا کہ ایسا نہوا اپنے سود مین مجھے ضرر ہو جاے لہذا مالوہ کو سدھارا ادہر سے عبداللہ خان بہادر نے جو بالاگھاٹ مین تھا تعاقب کیا اور سید مظفر خان بارہہ حضور سے مع دیگر فوج کے لودی کی مہم کو رخصت ہوا دونو باہم ملحق ہوکر سرونج مین آئے خبر پائی کہ باغی لوگ پچاس ہاتھی سرکاری شہر سے لوٹ لیگئے اور خواجہ عبدالہادی ولد صفدر خان نے باپ کی نیابت مین شہر کی حفاظت بخوبی کی سکنائے شہر کو

اونکے سترو سنسا ور سے بچایا۔ خانجہان سیدھے سرونج کالپی سے بوندیلہ کے ملک مین آکر بے محابا لڑ اوٹھا
اور بکرا جیت ولد جیجار سنگھ اونکے تعاقب مین ملک رسیلہ مین جہان خانجہان کے چنڈاول تھے پہونچا اور دریا
نے محابا اوسپر دوڑا اور جنگ رستمانہ شروع ہوئی اثنائے جنگ مین بندوق فنا سے عدم کی راہ لی بوندیلہ
کی سپاہ نے دریا کو خانجہان سمجھکر اوسپر ہجوم کیا خانجہان فرصت پاکر جان سلامت بچالیگیا۔ بکرماجیت
بوندیلہ نے جگراج کا خطاب پایا اور ہزاری ذات اور ہزار سوار دوہزاری دوہزار کا اضافہ ہوا۔ امسال
اعظم خان کی سعی سے قلعہ دھارو فتح ہوا اور قلعہ دار اور عیال واطفال سمن عم ملک بدن نظام الملک کی جدہ
مادری جو قلعہ مین تھی قید ہوئی اسکے عوض مین اعظم خان اضافہ ہزاری ذات اور شش ہزاری سوار کا ہوا
دیگر ملازمان نے بھی حسب لیاقت ترقی پائی اور قلعہ دھارو کا نام فتح آباد مقرر ہوا۔ جو خانجہان نے دریا کے
مارے جانے سے فرار کیا اولیاے دولت قاہرہ اونکے پاشنہ کوب ہوئے امکروز نہایت سخت بہاگا بہاگ
مچائی دوسرے روز سستی سد راہ ہوئی زخمیون اور سست قدمون کو پیشتر روانہ کردیا سید مظفر
بارہہ فوج ہراول سے پیشتر خانجہان لودی سے جاکر بھڑگیا لودی بھی چیدہ سو سوار جرار سے مقابلہ مین آیا
ایسی کوشش کی کہ رستم دافراسیاب کا نام روشن کیا اکثرے ہمراہی زخمی اکثری شہید ہوئے سرداران
شاہی مین سے ایک خانعالم کا خویش اور دومی درگا بہیرہ رایسال تردوات مردانہ مین کام آئے اور صدر خان
روہیلہ لودی کا جو پشت پناہ تھا مع دو پسر خانجہان کے سیدھا عدم کو سدھارا خانجہان اس واقعہ سے
پھر روبراہ ہوا اکثر اوسکے ہاتھی مع اسباب زائد کے راستہ مین چھٹ گئے ایسی مردار وی مین اوسکا اتفاق
کالنجر مین ہوا وہان کا حاکم نیاز خان خبر پاکر سزا کے واسطے برآمد ہوا یہان کی لڑائی مین اسکا لڑکا حسن خان اسیر ہوا
اور بالضرور طبل وعلم وغیرہ اسباب حشمت چھوڑکر بیس کوس تک یک جہت یکدم چلا گیا شام کو تالاب کے
کنارے پہونچا اپنے رفقا سے کہا کہ اب پیشتر جانے کی طاقت نہین ہر قضا در پے عداوت ہر صبح زیست کی
شام قریب ہر اب تمھاری مدد بیفائدہ ہر عبث اپنے تئین رنج ندو میری رفاقت سے منہ پھیرو سپاہ شاہی
عقب سے آیا چاہتی ہر کشتی حیات بحر فنا مین ڈوبتی ہر تمکو رخصت دیتا ہون اپنی راہ لو۔ آخر کو تلوار کے
گھاٹ اوترنا ہر بہتر کہ اول ہی بیڑا پار ہو ایسے کلام سے جنہین زندگی پیاری تھی جدا ہوئے جنکی سرشت مین
وفا تھی فنا ہوئے جب سید مظفر پہونچا اور سپاہ نمودار ہوئی خانجہان لودی نے مع عزیز خان اپنے فرزند کے
اعدا کے مقابلہ پر آیا اور جی کھول کر لڑا جب دیکھا اقبال برگشتہ ہر گھوڑے سے اوترا مخالفون نے چار طرف سے احاطہ کرلیا۔
جب تک ہاتھ پانو چلے تیر وکمان سے فوج شاہی کو کشاکشی مین رکھا ہر گوشہ سے چلانے کی صدا آتی رہی۔
تاآنکہ بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور عزیز خان اور رانے مل کا سر اوتارا گیا جسوقت خانجہان کی خانی تمام ہوئی تھی

عبد اللہ خان فیروز جنگ جو کہ قلب لشکر اور رئیس تباہی تھا پہونچ گیا تینون خود سرون کے سر حضور مین روانہ کیے اس صدمت کے جلد ومین عبد اللہ خان اضافہ ہزاری سوار اور خطاب فیروز جنگ سے سرفراز ہوا اور سید مظفر خان منصب پنجہزاری ذات اور پانچ ہزار سوار اور خطاب خانی سے مفخر طالبائے کلیم نے خانجہان لودی کے مارے جانے اور دریا دہیلا دوسکے رفیق عمدہ کی یہ رباعی کہکر عدد مصل کیا رباعی این مژدۂ فتح از نی ہم زیبا بود این کیف دوبالا چہ نشاط افزا بود در رفتن دریا سر بر اہم رفت ؛ گویا سر او حباب این دریا بود ؛ اسی سال ملک دکن اور گجرات وغیرہ اوسکے اطراف وجوانب مین پانی کے نام خاک تک آسمان سے نہ برسی حضرت قحط نے چہرۂ شوم دکھلایا بادشاہ نے ستر لاکھ روپیہ ستمزدون کو عنایت فرمایا اور گیارہوان حصہ حاصلات کا ملک محروسہ مین معاف کردیا ۱۸ شعبان کو محمد علی بیگ سفیر ایران کا مع تہنیت نامہ کے مقام برہان پور مین مشرف بمجرا ہوا اور نیز ایرانی تحفجات نظر انور سے گذرانے جو بادشاہ کی جانب سے تھے تین لاکھ روپیہ کے قیمت کے تھے اور جو اپنی جانب سے گذرانے وہ پچاس ہزار کے تھے سفیر مذکور ابتداے درود سے رخصت تک تین لاکھ سولہ ہزار نقد اور قریب ایک لاکھ روپیہ کے جنس اوسکو مرحمت ہوا۔ اعظم خان نے نظام الملک پر اور عادل خانیہ فوج کے تعاقب اور قلعہ پرینڈہ کی تسخیر مین اچھی کوشش کی اور بموجب اسکے التماس کے مقرب خان غلام ترک نظام الملک کہ رئیس اور معتمد لشکر نظام کا تھا منصب پنجہزاری پنجہزار سوار پر مغرز کرکے اس درگاہ مین موجب عزت وافتخار کا ہوا اور فتح خان بڑا لڑکا ملک عنبر سپہ سالار نظام الملک کا جو قید تھا نظام الملک نے رہائی دی جب اوسنے جانا کہ بروقت اطمینان دلی کے پھر یہ حضرت مجھے محبوس کریگا پس پیش دستی کرکے بدستور پدر کے کہ اوسکا باپ نظام الملک کو قید رکھتا تھا قید کرکے حقیقت حضور شاہجہانی مین لکھی شاہجہان نے نوکر سے یہ حرکت برخلاف سمجھکر حکم دیا کہ فوراً رہائی دے فتح خان نے اس حکم سے آگاہی پاکر قبل ورود فرمان کے اوسکو گلا گھوٹ کر مار ڈالا اور شہرت دی کہ مرگ طبیعی سے گذر گیا اور حسین نام اوسکے دس سالہ لڑکے کو اوسکی جگہہ پر گدی نشین کیا۔ اور لشکری خان کی سعی سے قلعۂ قندہار واقع تلنگانہ مفتوح ہوا اور نواب ممتاز محل نے جسکا نام ارجمند بانو بیگم تھا اور صبیہ مرضیہ یمین الدولہ آصف خان کی تھی اور زوجۂ بادشاہ جلت کی برہان پور مین واقع باغ زین آباد امانتاً مدفون ہوئی اور چند دنون کے بعد شاہ شجاع نے مع وزیر خان اور ستی خانم کے نعش کو اکبر آباد مین لاکر حسب الحکم دریاے جمن کے کنارے مدفون کیا اور مقبرۂ عالیشان طیار ہوا بے بدل خان نے اوسکی تاریخ رحلت یون کہی ہے تاریخ جای ممتاز محل جنت باد ؛ بادشاہ نے دو برس تک تحصیل اقسام مستلذات سے مانند سماع وغیرہ کے اجتناب کیا ۳۸ برس دو مہینے کی عمر مین ۱۹ برس ایک مہینے شبستان فروز اقبال رہی آٹھہ لڑکے چھہ لڑکیان اس سے پیدا ہوئین اگرچہ میرزا مظفر حسین

صفوی کی لڑکی جسکا نام قندھاری محل تھا اور دختر شاہنواز خان پسر خانخانان عبد الرحیم کی دونو بادشاہ کے ازدواج مین تھین لیکن اسکے برابر کسیکو اختصاص نہ تھا متروکہ اس مرحومہ کا قریب ایک کرور کے تھا جو اوسکی دختر کلان جہان آرا بیگم کو ملا - اور نصف دیگر اولاد کے حصہ مین آیا اور چار لاکھ روپیہ جہان آرا بیگم کی تنخواہ پر اضافہ ہوا - اور جشن وزن قمری انتہاے سال ۱۰۴۱ھ اور ابتداے ۴۲ کا عمل مین آیا

پانچوان سال بسنہ ۱۰۴۱ ہجری

جشن وزن شمسی مرتب ہوا - اور عمر شاہ سے بحساب شمس کے چالیس برس گذرے اکتالیسوان سال شروع ہوا چونکہ فتح خان ولد ملک غزنی ارسال پیشکش مین دیری کی لہذا بادشاہ نے وزیر خان کو مع دس ہزار سوار کے قلعہ دولت آباد کے مستخیر کو حکم فرمایا بعد روانگی فوج کے اوسکے وکیل نے عرض کی کہ فتح خان نے اپنے لڑکے کے ساتھ پیشکش روانہ کیا ہی عنقریب شرف ملازمت حاصل کریگا لہذا فرمان وزیر خان کے نام جاری ہوا کہ جس مقام پر ملاحظہ کرے واپس ہوا دھر عبد الرسول ولد فتح خان مع بیس لاکھ روپیہ کے حاضر دربار ہوا اور اسی سال مین سپہ سالار آصف خان مامور ہوا محمد عادل شاہ والی بیجاپور کو خواب غفلت سے بیدار کرے اگر ہوش مین آکر قلعہ برندہ مع خراج مقرری نذر کرے بہتر ورنہ گوشمالی واجبی دیجاوے اور اسقدر پر اکتفا کرکے واپس ہوا لاوسکی سزاوے اعظم خان و سید مظفر خان جہان اور کنج سنگھ اور خانزمان اور عبد اللہ خان بہادر ظفر جنگ اور خواجہ ابو الحسن وغیرہ امراے عمدہ اوسکی ہمراہی مین نامزد ہوئے اسی تاریخ سے مہراوزک جو یمین الدولہ کے پاس تھی بیگم صاحب بادشاہ کی بڑی لڑکی کو سپرد ہوئی آصف خان نے بیجاپور کی راہ پکڑی اول قلعہ بالکی کا محاصرہ کرکے قرار دیا کہ پردۂ شب مین محصورین کی پردہ دری کیجیے اہل حصار نے درپردہ اس پرداز سے آگاہ ہوکر جان کے خوف سے اول رات کے وقت جسقدر تھے تاریکی شب سے پردہ سازی کرکے کسی طرف کو چلدیے رعایا بیچارہ رہگئی سید خانجہان آصف خان ہر ایک ہمراہی سے پیشقدمی کرکے قلعہ مین جا گھسا قلعہ کے اندر ایک مقام پر تخت چوبی دیکھکر اوسپر جا بیٹھا قضارا اوسکے نیچے باروت کے پیپے رکھے تھے لڑای کی آگ جو بھڑکی وہان بھی جا لگی اور باروت کے زور سے وہ تخت ہوا پر جا اوڑا اگرچہ وقت حفاظت ایزدی نے تخت کو کسی خرمن مین لا اوتارا اگرچہ دست و موے سید کے جل گیے لیکن خوشہ حیات سلامت رہا - بعد ازان جب قلعۂ بیجاپور مین آیا عادل شاہون نے رزم میدان سے بیتاب ہوکر متحصن ہوئے کبھی قلعہ سے نکلکر ہاتھ پیر کرتے تھے کبھی دبک جا بیٹھتے آخر الامر قحط کی بلا نے بالا بلندی کی قلعہ سے زیادہ لشکر مین تباہی نے مُنہ دکھلایا لاجرم مصالحت ہوئی مصطفے خان مع خیریت خان حبشی کے

قلعہ سے آصف خان کے پاس آیا اور یہ قرار پایا کہ عادل شاہ چالیس لاکھ روپیہ مع جواہر و فیل کے درگاہ والا
مین روانہ کرے اور جادۂ فرمان برداری سے باہر نہو جب عہدنامہ تحریر ہوکر عادل شاہ کی مہر کیواسطے
کسی بادشاہی لشکری کے ہاتھ قلعہ مین پہونچا احوال وہاے لشکر سے اطلاع دیکر عذر کیا وہ شخص محروم واپس
ہوکر منظر ہوا آصف خان نے انسان وحیوان کی تنگی عیش فراخی رنج دیکھکر محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا
بیجاپور کو لوٹنا شروع کیا اوسوقت جیسا کہ چاہی فراغبالی پیدا ہوئی ہر ایک قصبہ و موضع سے خوب سا
زر و مال ہاتھ لگا شروع برسات تک یہی حال رہا جب موسم برشکال نزدیک آیا یمین الدولہ مع فیلان
واسپان و شتران وغیرہ محمولہ زر و زیور اسباب غنیمت کے خاندیس کو رجوع ہوا دوسری رمضان کو
موکب بادشاہی برہان پور سے اکبرآباد کو معاود ہوا ملتفت خان ولد اعظم خان صوبہ دار دکن کو
باپ کی جگہ پر برہان پور کا نایب کیا اور اعظم خان صوبہ دکن سے تبدیل ہوا اوسکے عوض مین مہابت خان
کی تقرری عمل مین آئی یمین الدولہ آصف خان نے مع آصف خان وغیرہ امرا کے بموجب حکم شاہی دکن سے
مراجعت کرکے حضور مین شرف مجرا حاصل کیا اور حاجی خان دکن سے آکر شرف ملازمت ہوا حاجی وقاص
ایلچی نذر محمد خان والی بلخ کا حضور مین آیا پندرہ ہزار روپیہ کے قیمتی بلخ کے اونٹ و گھوڑے نذر اشرف
مین گذرانے ممتاز محل کے ایکسال گذرنے پر عرس ہوا اس مین ایک لاکھ روپیہ تصدق ہوا اسی سال مین قاسم خان
صوبہ دار بنگالہ نے بندرگاہ ہوگلی پرتگیسوں کے ہاتھ سے چھین لیا چار ہزار چار سو مخالف کے زن و مرد قید ہوئے۔
جشن وزن قمری بابت اتمام سال ۴۴ و شروع ۴۵ ترتیب ہوا۔ اور دکھن کا قلعہ کالیہ مفتوح ہوا بعد انتقال
قاسم خان کے اعظم خان بنگالہ مین اوسکی صوبداری پر قایم مقام ہوا حاجی محمد جان قدسی مخلص نے اپنے وطن مشہد
مقدس سے حاضر حضور ہوکر قصیدۂ مدحیہ سنایا دو ہزار روپیہ اور خلعت سے کامیاب ہوا اسی سال اکبروز
محفل ہمایون مین سکندر کا مذکور ہوا۔ یمین الدولہ نے کہا آج تک کسینے قول سکندر پر انگشت اعتراض نہین
اوٹھائی بادشاہ نے کہا کہ اگر اوسکی نبوت کا ثبوت پہونچا ہو کچھ اعتراض نہین ورنہ مجھے دو اعتراض ہین
اول یہ کہ ایسا عقیل بادشاہ سفیر بنکر نوشابہ کے حضور مین گیا دوم دارا کے جواب مین اپنے باپ کو مرغ کہنا
کیا لایق شان کے بات ہو درحقیقت آواز خروس نے محل ہو جیسا کہ نظامی نے کہا ہو ؎ شد آن مرغ
کو خایہ زرین نہاد ؛ ایسی بات لایق شان سلطان نہین ہوسکتی

احوال چھٹوین سال کا مطابق سنہ ۱۰۴۲ ہجری

قلعہ گھاٹالیری من مضاف صوبہ مالوہ بتصیری خان کے حسن تدبیر سے مفتوح ہوا جشن شمسی انتہاے سال
اکتالیس اور شروع بیالیس کے منتظم ہوا۔ شاہزادہ دارا شکوہ کی رسم ازدواج نادرہ بانو بیگم بنت جہان بانو بیگم

جو سلطان مراد کی لڑکی تھی اور سلطان پرویز کی بہن بھی عمل میں آئی میرزا ابو طالب نے تاریخ کہی ہے قران کردہ بیگی
برج جلال ۹ اس تقریب میں دو لاکھ روپیہ خرچ ہوا - سرکار شریفہ خالصہ سے چھ لاکھ اور سرکار بیگم صاحبہ دختر کلان
بادشاہ سے ۱۶ لاکھ اور شاہزادہ داراشکوہ کی سرکار سے دس لاکھ اور والدہ عروس نے دو لاکھ کی ساچق بھیجی
اور پانچ لاکھ کا جہیز مقرر ہوا - اسکے بائیس روز کے بعد شاہزادۂ شجاع کا نکاح مرزا رستم صفوی کی لڑکی
سے ہوا اسکی تاریخ یہ ہے ۲ مہد بقصیس سپہر منزل جمشید آمد - ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ ساچق میں بھیجے
گئے اور دس لاکھ روپیہ کا جواہرات اور ظروف مرصع وغیرہ امیر بیگم صاحب کو اور سرکار بیگی خانم نے شاہزادہ
کو دیا چار لاکھ روپیہ کا جہیز مقرر ہوا - اسی سال میں چستر بیگانہ مقام بنارس میں مسدوم ہوئے جب نذر محمد خان
والی بلخ کا ایلچی مع تحفجات کے آیا ادھر سے تربیت خان ایک لاکھ کے قیمتی ہندوستانی تحفہ لیکر بلخ
کو روانہ ہوا اور مہابت خان اوسکا لڑکا اور زبانزمان اور بصیری خان کی تدابیر سے فتح خان ولد ملک عنبر
حبشی سپہ سالار دکن نے عاجز ہوکر امان چاہی اور قلعۂ دولت کی کنجیاں اولیائے دولت کے تفویض کیں
خانخانان نے ایک گروہ کو ملک نظام الملک اور فتح خان کی حفاظت میں چھوڑا جو لڑکپن سے نیک و بد
کی تمیز نکر سکے تھے جسوقت دونوکو حضور میں لائے نظام الملک قلعۂ گوالیار میں محبوس ہوا اور فتح خان
نے دو لاکھ کا سالیانہ حاصل کیا قلعۂ دولت آباد متانت اور استحکام میں زبان زد روزگار اور سلاطین
والا تبار کے متعلقہ تھا ۲۶ ذی حجہ کو جب قلعۂ مذکور کی فتح کی خبر ملازمان شاہی کو ملی خانخانان اور اوسکے
لڑکے کو شمول عنایت فرماکر سرفراز کیا بصیری خان خان دورانی سے مخاطب ہوا اضافہ ہوکر منصب
پنجہزاری پایا اور ظفر خان احسن نخاص ولد خواجہ ابوالحسن اپنے باپ کی نیابت سے مستقل صوبہ دار کشمیر ہوگیا اور
صفدر خان چار لاکھ کے تحفجات سے ایران کی سفیری میں چلا اسی سال میں اخبار کابل سے اخبار ہوا کہ کسی عورت
نے اسی لڑکی جنی جسکے دو سر [illegible] ہاتھ اور اسمیں بھی نکمہ [illegible] ناک نہ تھا
پیدا ہوتے چند نفس کے بعد گذر گئی اس سال میں شاہزادہ اورنگ زیب نے پندرہ برس کی عمر میں ہاتھی سے دستبرد
کی تفصیل اسکی یہ ہے کہ ہاتھیوں کی لڑائی ہوتی تھی ہر سہ شاہزادہ مامور ہوئے کہ گھوڑوں پر سوار ہوکر زیر جھروکہ
فارغ البال تماشا کریں ناگاہ عین تماشا میں ایک ہاتھی اپنے حریف سے فراری ہوکر جماؤ کیطرف بڑھا ہاتھی کے رخ کرتے
ہر ایک کی جمعیت حواس کی غریبندی ٹوٹی شاہزادوں نے بھی خانۂ امن کی راہ لی کسیکی یہ بساط نہ ہوئی کہ نظر ملائے
مگر اورنگ زیب قایم رہا جب ہاتھی نے اوسکی طرف سر اوٹھایا اورنگ زیب کو شجاعت نے شہ دی جھپٹ کر
نیزۂ خارا دوز پیشانی فیل پر مارا فیل نے گھوڑے کو سونڈ میں لپیٹ کر زمین پر دے پٹکا اورنگ زیب نے خانۂ زین سے
کود کر ایک تلوار لگائی اسی درمیان میں اوسکا حریف آکر بھڑ گیا شاہجہان یہ دستبرد دور سے دیکھ رہا تھا -

بمعائنۂ شجاعت رستمانہ بہادری کا خطاب عطا فرمایا۔ اور طلاے خالص سے تول کر مستحقین کو خیرات ہوا
اس طلا کی پانچہزار اشرفی ہوتین تھین میرزا ابو طالب کلیم نے اس حکایت کو بڑے رتبات سے منظوم کیا ہے
۲۲ صفر کو بموجب التماس خانخانان کے شاہزادہ شجاع کو منصب دہ ہزاری ذات اور پانچہزار سوار اور
چھ لاکھ روپیہ عنایت ہوا انھین دنون مین صادق خان برادر آصف خان نے رحلت کی تاریخ یہ ہے
ع دیگر نشود سفید صبح صادق ۔ شاہجہان نے بنابر پاس مراتب مخصوص جعفر خان جو کہ یمین الدولہ کا
داماد تھا اور بادشاہ کا ہمزلف اورنگ زیب کو جنازہ کے ہمراہ روانہ کیا اور جعفر خان کو خلعت خاصہ
اور چار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کا لطف ہوا اور دیگر اولاد کو بھی رعایت ہوئی جشن وزن قمری بایت
اختتام اور آغاز سال نو کے منتظم ہوا چونکہ یہ قاعدہ تھا کہ جب تک شاہزادے کسی خدمت پر سرفراز
نہون منصب نیادین لہذا شاہزادہ شجاع نے جب مہم دکن کی اجازت پائی منصب پایا اور شاہزادہ
داراشکوہ ہنوز ہزار روپیہ یومیہ پاتا تھا بادشاہ تو نہایت چاہتا تھا دوری گوارا نہ تھی اور نہ یہ کہ بے منصب
رہے لہذا بارہوین ربیع الثانی کو منصب دوازدہ ہزاری ذات اور شش ہزاری سوار پر کامرانی دی
اور سرکار حصار بموجب قاعدہ مستمرہ بری تھی گو جاگیر ہوتی ہے اسکے بتول مین مقرر کی اور اسی سال اسلام خان
میر بخشیگری کے عہدہ پر مقرر ہوا تاریخ اسکی بخشی ممالک ہے

سالتوان سال سنہ ۱۰۴۳

تسری شعبان کو اکبرآباد سے جانب پنجاب نہضت ہوئی ۶ شوال کو دولتخانۂ لاہور مین نزول ہوا سعید خان
بہادر کابل جو ہنوز محروم ملازمت تھا اور فتح خان صاحب صوبۂ ملتان دونو مشرف کورنش ہوئے
بادشاہ کی طبیعت درویشون سے زیادہ متوجہ تھی ۱۷ شوال کو میان میر کے کنج خلوت مین بجز تسبیح
اور دستار کے کوئی چیز نگذرانی اور ۱۹ کو شیخ بلاول کے خدمتمین دو ہزار روپیہ نذر گذرانی اور حسب التماس
یمین الدولہ آصف خان کے مکان پر تشریف لاکر آبرو بڑھائی ۲۴ کو سیر کشمیر کو نہضت فرمائی مرسحال
سے قطع راہ ہوکر ۱۸ ذی حجہ کو دولت خانۂ کشمیر مین قدم رونق بخش ہوئے اسی سال مین شاہزادۂ
شجاع نے قلعہ پرینده پر بہت کچھ زور مارا مگر پیش نگیا آخر کار مہابت کی بموجب صلاح برہانپور کو واپس ہوا
جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی مہابت خان کو معاتب کیا اس قصور پر کہ بندگان شاہی سے متفق نہ تھا
اور شاہزادہ کو فتح قلعہ سے مجبور کیا اور شاہزادہ کو مع بندگان شاہی کے حضور مین طلب فرمایا اور حسب دستور
انجام سال و آغاز سال نو کا جشن ۲۳ ربیع الاول کو دیرناک جا کر دارالسلطنت لاہور کو متوجہ ہوا اسی
قرب مین مہابت خان نے قضا کی مہابت سے جان دی اسکا نام زمانہ بیگ تھا معتمد خان نے مادۂ تاریخ

یون لکھا ہی زمانہ آرام گرفت ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ منصب اور خانجہانی کا خطاب تھا اسکی لاش دکن سے دہلی مین آکر دفن ہوئی

آٹھوان سال

پنجم جمادی الثانی کو لاہور منزل ہوا بالاگھاٹ کی صوبہ داری جو کہ سرکار دولت آباد واحمدنگر و بیجاپور و خالیاپور و چیر و سنگیر و فتح آباد مع توابع برار اور تمامی تلنگانہ وغیرہ سے مراد ہی اور جسکی جمع اوسوقت مین یک ارب بیس کرور دام تھی خانزمان ولد خانخانان کو سپرد ہوئی اور پایان گھاٹ کی صوبہ داری خاندوران کو ملی اوسکے عوض مین الہ وردی خان قراول بنگی مالوہ کا صوبہ دار ہوا ۷ جمادی الثانی کو شاہزادہ شجاع دکن سے آکر مشرف ملازمت ہوا اور ۳ رجب کو شاہزادہ اورنگ زیب منصب دہ ہزاری ذات اور چار ہزار سوار سے سربلند ہوا اور چوتھی رجب کو تربیت خان جسکا جانا پدر محمد خان والی بلخ کے پاس پیشتر لکھا گیا ہی واپس آیا منجملہ تحائف کے جو ہمراہ لایا تھا ایک مصحف تھی ملک شاد خانم کی لکھی ہوی یہ عورت بنت محمد سلطان میرزا بن جہانگیر مرزا بن صاحبقران امیر تیمور کورکان کی تھی وہ مصحف کمال عمدگی مین بخط ریحان تحریر اور خاتمہ پر حسب ونسب واضح مرقوم تھا شاہجہان اس تحفہ سے نہایت خوش ہوا ۷ شعبان اکبرآباد کو عزیمت ہوئی ۲۶ ماہ رمضان کو واقعہ منوضع لولو - دختر سلطان پرویز کے شکم سے شہزادہ داراشکوہ کے لڑکا پیدا ہوا جسکا نام سلیمان شکوہ رکھا گیا اسکے ایکر تبہ تضاعف کرنے سے تاریخ نکلتی ہی ۱۳ شوال کو اکبرآباد مین نزول ہوا بتقریب جشن نوروزی کے اوس تخت مرصع پر جلوس جسکا طول کچھہ زیادہ تین گز اور عرض ڈھائی گز اور ارتفاع پانچ گز تھا سات برس مین ایک کرور روپیہ کی لاگت سے بنا تھا جس پنجہ پر کہ پشت پناہ کرتے ہین دس لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا جملہ جواہرات سے جو اس تخت مین بقیمہ تھا ایک لعل قیمتی لاکھ روپیہ کا تھا جو کہ شاہ عباس ماضی نے رسل بیگ کی معرفت جہانگیر کو تحفہ بھیجا تھا اور جہانگیر نے فتوح دکن کے جلد وین شاہجہان کو عطا فرمایا تھا اول وہ امیر تیمور کے ہاتھہ لگا اوسپر مرزا شاہرخ اور مرزا الغ بیگ اوسکے لڑکے ثانی کا نام کندہ تھا جب شاہ عباس کے پلے چڑھا اپنا نام کسکرایا جب شاہ جہانگیر کے حضور مین آیا انکا نام مع والد رضوان مقام کے مزین ہوا آخر نام شاہجہان کا لکھا گیا اور اس تخت پر نصب ہوا تخت مذکور کی تاریخ محمد جان قدسی نے یون ترتیب دی ہی ؎ چو تاریخش زبان پرسید از دل ؛ بگفت اورنگ شاہنشاہ عادل ؛ دیگر ؎ سریر ہمایون صاحب قرانی ؛ ہمان سال سیمین الدولہ آصف خان کو خانخانانی اور سپہ سالاری ملی اور اسکے مکان پر بندگان شاہی کا نزول ہوا۔

رس جشن مین سمین الدولہ کیطرف سے پانچ لاکھ روپیہ اور دیگر امرا اور شاہزادون کیطرف سے نذر ہوا۔ بادشاہانہ الطاف سے بھی ہر ایک مشمول ہوا نجابت خان نے قلعہ شیر گڈھ کو جو ولایت سرمور نگر کی سرحد پر ہے فتح کیا اور حصار کالپی قبضہ مین لاکر قلعہ سانیور پر بھی متصرف ہوگیا جب گنگا اور ہر دوار سے پارا وترا خبر پائی کہ کسی گردہ نے ریگذار اوس ملک کی مسدود کی ہے مستعد پیکار ہین لہذا اونکے سر بر ہو نچکر نے محابا جنگ شروع کی اکثرون کو قید کرلیا۔ تب تو سردار کو دور کی سوجھی مارے ڈر کے پیغام دیا اور دس لاکھ روپیہ بادشاہ کو اور ایک لاکھ روپیہ نجابت خان کو دینے کہا آخر شرط یہ ہوئی کہ جب تک شرط ادا نہو قیام اسی مقام پر رہے اس گفتگو سے فریب کھایا کہ بسبب اقامت دراز کے لشکر کو غلہ وحی کی تنگی ہوگی اور رسات جو شروع ہوئی گھبراکر ٹھہر نہ سکین گے آخر یہی حال ہوا کہ خانصاحب کی سب تدبیری سے ناکامی نے منہ دکھلایا لاکہ کا گھر لیک مین ملایا جمع کثیر ماری پڑی جب بادشاہ کو اس نادانی کی خبر ملی منصب چہین گیا میرزا خان بیرۂ خانخانان عبدالرحیم کو فوجداری عطا ہوئی اسی سال مجبار سنگہ بندیلہ مع اپنے لڑکے بکرماجیت کے باغی ہوا عبداللہ خان بہادر اور سید خانجہان اور خان دوران بہادر اوسکے استیصال کو معین ہوئے اور اس خیال سے کہ باہم نفسانیت کرکے کارسرکار مین خلل انداز نہون شاہزادہ اورنگ زیب کو اس فوج کا سردار بنایا اور حسب قاعدہ جشن وزن انجار سال چہل و پنجم واقع غرہ چہل و ششم ہوا اور دریافت کیفیت ملک کو مخصوص تازہ مفتوح کے اکتشاف حال کو واقع ۱۷ ربیع الثانی بسواری رتہ عازم دولت آباد ہوا اس غنیمت کی تاریخ سے بادشاہ جہان این فتح مبارکباد ہر سرداران فوج نے جو بندیلہ کے گوشمال پر مقرر ہوئے تھے جھجہار سنگہ اور بکرماجیت کو کسی جنگل مین پکڑ قتل کیا اور دونو سر لشکون کے سر بمقام سرمد حضور شاہی مین آئے ایک کروڑ روپیہ نقد اور بیش لاکھہ کا ملک ضبط ہوا عرایض اورنگ زیب سے اودھر کی کیفیت سیر و شکار کی کثرت سنکر عزیمت شاہی ۵ جمادی الاولے کو موضع باڑی سے اودھر کو مصمم ہوئی

سال بہم سنہ ۱۰۴۵ ہجری

۲۵ جمادی الاولے کو نواحی اندوجہ مین داخل ہوئے نرسنگہ دیو جد بکرماجیت پدر جھجہار سنگہ کا بنایا ہوا مندر دیکھا گیا ۳ رجب کو شاہزادہ اورنگ زیب دہامونی سے معاودت ہوکر مشرف ملازمت ہوا شعبان کو لشکر شاہی دریاے نربدا سے پار ہوا دوسری شعبان کو برہانپور کے شکارگاہ سے بالاگہاٹ کو متوجہ ہوئے دولت آباد کے قریب خانزمان ولد مہابت خان صوبدار نے اور اکبر کورنش کی عادل شاہ کے

ادائے پیشکش مقررہ مین تہاون کیا تھا اور قطب شاہ بھی کچھ سازش رکھتا تھا۔ لہذا امیر ملت خان کو جسکا نام ملا شاہ اور مدت مدید تک صاحب خان کے ہمراہ رہا تھا مع فرامین امید وہیم کے بیجاپور اور شیخ عبد اللطیف دامادان تن کو کلکنڈہ کی رخصت دی۔ اور ساہو بہوسلہ باوجود اسکے کہ اوسکا نظام شاہ آقا قلعۂ گوالیار مین قید تھا۔ کسی لڑکے کو اوسکے خاندان سے لاکر نظام شاہ کے لقب سے بوجہ حصہ ملک پر متصرف ہوا تھا لہذا عساکر منصورہ اوسکی تنبیہ پر مامور ہوا اور قلعہ خیبر اور سنگیر اور باسک اور ترماک کی تسخیر پر شایستہ خان کو حکم ہوا۔ معروض ہوا کہ چہ قلعہ مین ساہو اور دو مین بہو حمل اور چہ دیگر قلعہ مین اور فتنہ پرداز لوگ متصرف ہین اور وہانکے زبردستون پر زبردستیان کرتے ہین لہذا الہ وردی بیگ کو حکم ہوا کہ اونکے تسخیر کی فکر کرے نیز ظاہر ہوا کہ عادل خان ساہو کی دلجوئی مین موافق ہے۔ لہذا سید خانجہان نے مع وس ہزار سوار کے رخصت پائی کہ رندولہ کو جو عادل خان کیطرف سے ساہو کی مدد پر آئین ہین متفرق کردے اور لوٹ مار کے ملک بیجاپور کو ویران کردے۔ الہ وردی خان اور شایستہ خان نے بعض بعض قلعہ فتح کرلیے اور جیسا حال دیکھا درگاہ شاہی مین عرض کیا۔ اور دعا قبول بندگان بادشاہ ہی ہوتا رہا اور قلعجات اولیاے دولت قاہرہ کے ہاتھ آتی ہی شایستہ خان سنگیر کو چلا اوسکے پرگنات کو فرزندان ساہو وغیرہ کے قبضہ سے نکالا شیخ فرید ولد قطب الدین خان کو باسک کی تہانہ داری پر اور احمد خان کو دندوری اور احمد مہمند کو انگولہ اور باقی سرگروہ تاہیان یمین الدولہ کو خیبر بھیجا اور شایستہ خان کو حکم ہوا کہ احمد نگر مین چلا آوے جسوقت وہ قاصد حضور تھا اثناے راہ مین معلوم ہوا کہ ساہو کا لڑکا خیبر گیا ہے بانسوا آدمی کو بھیجا اور ان لوگون نے وہان پہونچکر شہر کو اوسسے حاصل کیا چونکہ ساہو کے عیال حصار مین تھے باپ نے اونکو بلا بھیجا اور ہنگامۂ رزم گرم ہوا۔ شایستہ خان نے نہایت جلد پہونچکر مقہورون کو مغلوب کردیا اور سنگیر اور خیبر مع ستر پرگنہ کے داخل ممالک محروسہ ہوا۔ اور شایستہ خان روانۂ حضور ہوا خاندوران جب قریب اودیگر کے پہونچا یہ حکم ہوا کہ بیدر کیطرف سے عادل خان کے ملک مین جاکر غارت کرے اور سید خانجہان کو بھی حکم ہوا کہ شولاپور سے جاکر وہان کو لوٹے خان دوران بموجب حکم لوٹ کھسوٹ کر فیروزآباد کو جو بیجاپور سے ۱۲ کوس ہے چلا گیا اسی ضمن مین مکرمت خان کو نوشتہ دیا کہ عادل خان نے اطاعت قبول کی لہذا حسب الحکم اوس ملک کی خرابی سے ہاتھ اوٹھایا حکم ہوا کہ اوسکے قلعہ اودیگر قلعہ کی کشایش کرین۔ سید خانجہان نے قلعہ شولاپور تسخیر کرکے لوٹتے وقت اندولہ سے مقابلہ کیا اور وہ اس لڑائی مین زخمی ہوا اور خانزمان احمد نگر سے خیبر کو روانہ ہوا اور شاہ بیگ خان کو چیار کونڈہ کی تسخیر پر روانہ فرمایا وہان کے لوگون نے امان چاہی قلعہ حوالہ کردیا خانجہان کو حکم پہونچا کہ عادل شاہ کی ولایت خراب اور ساہو کی تادیب کرے حسب الحکم تعمیل ہوئی قلعہ اور لوکاپور پر قبضہ ہوا اور ساہو کو شکست دی جسوقت دریاے بہمرہ پر نزول ہوا خانزمان کے نام فرمان صادر ہوا کہ عادل خان کو روانۂ حضور کرے تاکہ بالمشافہہ تسخیر خیبر وغیرہ کے بارہ مین ارشاد ہو اور حسب التماس عادل خان کے عہدنامہ مرتبہ بہ پیشگاہ شاہی بصوب محمد حسین سپلہ زر کے بھیجا گیا اسی زمانہ مین شیخ عبد اللطیف سفیر نے کولکنڈہ سے مراجعت کرکے نقد جنس

قیمتی چار الماکہ کماع شیخ طاہر ملازم قطب الملک کے حاضر درگاہ کیا۔ اور جو کچھ ہنگام مقام مخود پایا تھا وہ بھی نظر گذرا خطبۂ شاہجہانی گو لگندہ مین پڑھا گیا۔ ۱۰ صفر کو ماندو کا عزم ہوا۔ اور بکرمت خان نے بھی سیحا پور پہنچے آکر شرف قدمبوس حاصل کیا اور پیشکش عادل خانی گذرانا۔ شاہزادہ اورنگ زیب کے ملک کن کی مالات رحمت بھی آوردہ دولتخواہ سے رحمت ہوا۔ چشن وزن قمری انقضا کے اور آغاز سال کا حسب دستور ہوا۔ جب بارش کا موسم منقضی ہوا ۱۶ جمادی الاول کو اجین درگاہی پہانچہ کے واسطے دار الخلافت کے عزیمت ہوئی اوسہ اردا دیگر خانہ زاد ان سمیت کے

نقل عنوان فرمان موسومہ قطب الملک

ایالت دلمارت پناہ ارادت و عقیدت بنگاہ عمدۂ امجد کرام صلالا کبار عظام نقاوۂ خاندان عز و علا عضادۂ دودمان مجد و اعتلا زبدۂ مخلصان صلاح اندیش خلاصۂ مستحقان سعادت کیش مورد الطاف شاہنشاہی مصدر ابواب خیر خواہی جوہر مرآت صفا و صفوت فروغ ناصیۂ دولت و وقعت سزاوار عاطفت بیکران المخصوص بعنایت الملک المنان قطب الملک بشمول عنایت پادشاہانہ مستظہر بوده بداند۔

نقل عنوان عہدنامہ موسومہ عادل خان

ایالت و شوکت پناہ عدالت و معدلت دستگاہ زبدۂ ابناء دولت عمدۂ اصحاب جلال نخلۂ حدیقۂ مہربانی عادل خان بلند عنایات پادشاہانہ مکتمح و مستظہر بوده بداند

سال دہم سنہ ۱۰۴۶ ہجری

۷ رجب کو پادشاہ نے اجمیر کو نہضت فرما کر تالاب انا ساگر کے کنارے پر مخیم اجلال ہوا اور دولتخانہ سے پیادہ پا جا کر خواجہ معین الدین کے مزار کی زیارت فرمائی۔ دس ہزار روپیہ خدمۂ مزار کو عطا ہوا بعدہ اوس مسجد مین تشریف لایا جو بروقت لوٹنے خیمہ سے روضہ کے عقب مین بنیاد ڈالی گئی اور چالیس ہزار روپیہ کے خرچ سے طیار ہوئی تھی مصرع قبلۂ اہل جہان شہ مسجد شاہ جہان تاریخ بنای مسجد ہے۔ اس سال مین خان دوران اور سید خانجہان دونو کا اضافہ منصب ہوا پنجہزاری منصب اور پنجہزار سوار اضافہ ہوئے اور ۱۸ شعبان کو رایات عالی آگرہ مین نمود ہوئے اوسی مہینے کی ۲۹ تاریخ کو ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی ساچق شاہزادۂ صفوی کے گھر بھیجی گئی جسکی لڑکی اورنگ زیب کے واسطے منگی تھی اور سلخ ذی قعدہ کو اورنگ زیب شادی کے لیے دولت آباد سے روانہ ہو کر باغ نور منزل مین آیا شاہجہان نے کمال عاطفت سے طالب الملک کی رباعی لکھکر اسکے پاس بھیجی رباعی با مژدہ گر زود در آئی چہ شود ور نا تاختہ پیش از خبر آئی چہ شود ور زود آمدنت نظر بشوقم دریست ور زود نہ آئی چہ شود نیکم ذی حجہ کو شاہزادۂ مراد بخش اور یمین الدولہ آصف خان اور خانہ دوران بہادر اور علامہ افضل خان وغیرہ امرا دیر تک حسب الحکم استقبال کو پیش قدمی کی اورنگ زیب نے ملازمت پدر حاصل کی۔ اور حسینی ایران کی سفیری پر مرخص ہوا۔ اور شمشیر مرصع اور شکارے مرصع قیمتی پچاس ہزار روپیہ کا مع دیگر تحایف کے شاہ صفی کے واسطے روانہ کیے۔ جب ساعت ازدواج قریب آئی بر خلاف شادی دیگر شاہزادون کے دس لاکھ روپیہ نقد عنایت فرمایا۔ تاکہ لوازمۂ شادی کما سر انجام کرے ۲۲ کو شاہنواز خان کے مکان سے مہندی لائے۔ بزم خانہ بندی خلوتخانۂ خاص مین منعقد ہوئی۔ ۲۳ تاریخ منگل کی رات کو عقد کی ساعت تھی حسب الحکم شاہزادۂ مراد بخش اور یمین الدولہ وغیرہ جمیع امرا شاہزادہ کی خدمت مین

شاہ نواز خان کے گھر تشریف لیگئے اور اخیر شب کو بادشاہ خود بدولت بھی شاہ نواز خان کے مکان پر قدم رنجہ فرما کر شاہ نواز خان عمل مین لائے اور یہ احترام اس سبب سے تھا اول یہ کہ منسب شاہ نواز خان کا سید البشر ہے اور باعتبار دنیا سلطان سلیمان شان شاہ اسمعیل صفوی فرمان ایران سے ملتا تھا دوم اپنے فرزند رشید کی دلجوئی بھی مدنظر تھی القصہ بادشاہ کے روبرو نکاح ہوا چار لاکھ روپیہ کابین مقرر ہوا مرزا ابو طالب کلیم نے تاریخ اس جشن کی یون کہی ہے دوگوہر یک عقد دران کشیدہ ۲۹ کو حضرت شاہجہان اورنگ زیب کی حویلی مین تشریف لائے۔ یہ وہی حویلی ہے جہان بادشاہ اایام شاہزادگی مین رہتے تھے اور بعد جلوس اورنگ زیب کو عطا فرمائی تھی۔ اسی زمانہ مین پرہوپت زمیندار جھنجو کا پردہ کھل گیا ظاہر ہوا کہ یہ شخص شاہ قلیخان فوجدار کو مکر و فریب سے زنگل دیا چاہتا تھا بالآخر شاہ قلیخان کے آدمیوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور شاہ قلی مورد عنایت خسروانہ ہوا۔ انھین دنون مین عبداللہ خان کو حکم ہوا کہ پرتاب اوجین والے کو سزا دے پرتاب قلعۂ بھوپچور مین محصور ہوا تھوڑے عرصہ مین وہ قلعہ مع دیگر قلعجات کے مسخر ہوا پرتاب بیتاب ہوکر بھاگا جب کسیطرح تاب مقاومت نہ پائی مقابلہ مین آکر تب و تاب کرنے لگا آخر کو جان دی دہم ربیع الثانی کو اورنگ زیب دولت آباد کو مرخص ہوا ظفر خان احسن کی حسن تدبیر سے چند قلعہ تدبیر کے کشود ہوئے

سال یازدہم سنہ ۱۰۴۷ ہجری

لال خان کلانوت جو بلاس خان ولد تانسین کا داماد اور اپنے فن کا یگانہ تھا عطائے خلعت اور خطاب گن سمندر سے سرفراز ہوا اسکے چار فرزند دلبند تھے سب سے افضل خوشحال خان اور بسرام خان تھے چونکہ قندہار بسبب اضطرار مرزا منظر حسین صفوی برادرزادہ شاہ طہماسپ والی ایران کے جلال الدین محمد اکبر کے قبضہ مین آگیا تھا اور شاہ عباس کو چند روز تک کسی تفرقۂ عظیم سے جو ایران مین واقع ہوا تھا نوبت اسکے بازگشت تا تھہ ہندوستانیون سے نہ پہونچی ان لوگون نے قندہار کو اپنا۔ ملک محروسہ سمجھکر بڑی کوشش کی مگر شاہ عباس نے پینتالیس روز کے محاصرہ مین فتح کرلیا اور گنج علیخان کے سپرد کرکے قندہار کی سرداری عطا فرمائی اور خود اپنے دولت کدہ کو واپس گیا۔ ہمیشہ یہان کے بادشاہون کو قلعہ مذکور کے تسخیر کی تمنا رہی مگر میسر نہوا۔ اب شاہجہان نے اپنے گیارہوین سالی جلوس مین کابل کے صوبدار سعید خان کو تحریر فرمایا کہ اوسکے فتح کرنے مین کوشش کرے اوسنے اوسکا فتح کرنا اپنی تاب و طاقت سے باہر دیکھکر لالہ گری اختیار کی ذوالقدر خان کو علیمردان خان کے پاس جو بعد گنج علیخان اپنے باپ کے وانکا حاکم تھا بھیجا اور چاہا کہ لالچ دیکھلاکے پھانسنے کے علیمردان خان نے شاہجہان کے ارادہ سے اپنے بادشاہ شاہ صفوی کو اطلاع دی شاہ ایران نے علیمردان خان کی عرض پر خیال کیا کہ اپنی گرمی بازار کو یہ شور ریزیان کرتا ہے پس اولٹے خلعتی فرمائی بلکہ اپنی مجلس مین کہا کہ ایسے دراندازکو مع عیال و اطفال کے سزا کرنا چاہیے اور اسی قصد سے سیاوش قولر اقاسی کو قندہار پر معین فرمایا علی مردانخان نے اپنے ہوادارون کی تحریر سے یہ امر سنکر شاہجہان کو عرضی کی کہ فندی قلعۂ قندہار کو تفویض ملازمان شاہی کرکے حاضر حضور ہوا چاہتا ہے ادہر سعید خان صوبہ دار کابل کو لکھ بھیجا کہ بدون

انتظار ورود جواب کے اسطرف کو قدم زن ہوا اس نے اس مژدۂ جانبخش کو تائید غیبی سمجھکر جلد عرضی نو حضور مین روانہ
اور عوض خان اور محمد شیخ اپنے لشکرون کو جلد تر روانہ کرکے عقب سے خود بھی مع لشکر بیکران روانہ ہوا بادشاہ نے اس خبر سے
قلیچ خان کو اضافہ کرکے بعہدہ پنج ہزاری پنجہزار سوار کے قندہار کی صوبہ داری پر روانہ فرمایا اور اس خیال سے کہ ایرانی توپخانہ
ضرور چڑھینگی شاہزادۂ شجاع کو مع فوج کثیر مدد پر روانہ کیا سعید خان نے قندہار پہونچکے قلعہ مین دخل کیا اور علی مردانخان کے
کہنے سے سوچا کہ جب تک سیاوش قوللر اقاسی کا فتنہ و فساد رفع نہوگا۔ ہرگز رعایا یہان کی مطیع نہوگی اسواسطے علی مردانخان کی
اعانت مین سیاوش قوللر اقاسی سے نرم جنگ رکھتا تھا آخر آٹھ ہزار سوار لیکر موضع سحری مین جہان سے اوسکا
لشکر نزدیک قندہار کے تھا روانہ ہوا سیاوش بھی بہمراہی قلیل فوج سے مقابل ہوا۔ مگر شکست کھائی لیکن بنا بر حفاظت
قلعہ داری کے روشن سلطان کو مع چند بندوقچیون کے حصار زمیند اور مین چھوڑا سعید خان نے اسکے جلد تر
منصب شش ہزاری شش ہزار سوار و اسپہ سہ اسپہ اور خطاب بہادر ظفر جنگ کا حاصل کیا اور فرمان صادر ہوا کہ قندہار
مین توقف کرکے اوس قلعہ کی تسخیر پر ہمت چست کرے جسوقت قلیچ خان پہونچی قلعہ قندہار اوسکو سپرد کرکے
اپنے لڑکے محمد شیخ خانزاد خان کے ہمراہ دربار حضور کرے پس بعد آنے قلیچ خان کے علیمردانخان روانۂ کابل ہوا اور قبل
شاہزادۂ شجاع کے کابل پہونچا شاہزادہ شجاع نے پہونچکر بہت سی عنایات فرمائی بعد چندے درگاہ شاہی کو روانہ ہوا
اور قلیچ خان نے جلد تر پہنچکر حصار ربند اور کو مسخر کیا اور بعد ضبط مداخل اور مخارج کے قلعہ بست کے فتح کا عزم کیا
جب محاصرہ قلعدار پر عرصہ تنگ ہوا بعد لینے امان نامہ کے عراق کو چلا گیا تمام ولایت اور قلعجات قندہار کے فتح ہوئے
اس سال مین آشامیون نے حصون معسکر پر شبخون کیا اور دو قلعہ پر متصرف ہوگئے سردار لشکر اس بھیجے پر گاہی فوج
متوجہ ہوئے اور دو سیر کے عرصہ مین پندرہ حصارا اونکے مسخر فرمائے اور چار ہزار آشامی سے زیادہ قتل اور مرزبان آشامی کا
داماد مع ہمراہیون کے قید ہوا۔ اور بعد فتح پالسو جنگی کشتیان ہاتھ لگین اور تمام محال کوچ کے زیر تصرف ہوئے اور
راجہ بلدیو جو دشوار گذار گھاٹیون مین جا چھپا تھا مع لڑکے کے اوسطرف بیمار ہوکر جان بحق ہوا اور اسلام خان صوبہ دار
بنگالہ منصب اور خلعت سے معزز فرمایا گیا ۲۰ ذی قعدہ کو نوروز ہوا امراکو گون کی عزت اور توقیر بڑہائی گئی علامہ افضل خان
ہفت ہزاری اور علیمردان خان جو زمرۂ دولتخواہون مین ہوکر کابل پہونچا تھا پنجہزاری اور علم و نقارہ سے سرفراز ہوا
اسی زمانہ مین راجہ گج سنگھ راٹھور جو جمیع ہندی راجاؤن مین بسبب خیر خواہی اور جانفشانی کے ممتاز تھا جان بحق ہوا
اور اوسکا بیٹا جسونت سنگھ بموجب التماس پدر کے منصب چار ہزاری اور راجگی کے خطاب سے سربلند اور اسکا بڑا بھائی
امر سنگھ سہ ہزاری منصب اور راے کے خطاب سے تقرر فرمایا گیا۔ اور سرامر برخلاف ضابطہ کے بسبب غلط محاسبہ کے ہوا
جو کہ گج سنگھ کو جسونت سنگھ کی جان سے تعصب ظفر خان جسن کی سعی سے تبت ملک محروسہ مین داخل ہوئے اور اسی
سال مین یادگار بیگ سفیر ایران جو کہ قبل اس سانحہ قندہار کو روانہ ہوا تھا ہوبنچا روز رسید سے مراجعت تک ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ انعام پایا

انھیں دنوں مین شاہزادۂ اورنگ زیب کی سعی سے ولایت بکلانہ وغیرہ قلعجات مفتوح ہوئے ۱۷ ربیع الثانی کو اکبرآباد سے لاہور کی عزیمت ہوئی

سال دوازدہم سنہ ۱۰۴۸ ہجری

پہلی ۱۵ ربیع کو دولتخانۂ لاہور مین نزول اقبال ہوا اوسی روز بموجب ارشاد اعلی کے معتمد خان میر بخشی دوم نے بیرون در دیوان عام تک استقبال کرکے علی مردانخان کو حضور مین لائے اور بعنایت خلعت خاصہ اور چار قب طلا اور جیغہ اور خنجر مرصع اور منصب شش ہزاری ذات و سوار اور دو اسپ اور چار زنجیر فیل خاصہ سرفراز ہوکر کشمیر کی ایالت پر مقرر ہوا۔ اسی سال مین صفدر خان ایران کی سفارت سے واپس آکر مشرف ملازمت ہوا۔ اور صفدر خانی پیشکش پانسو عراقی گھوڑے مع دیگر نفایس لایق کے نظر سے گذرانے اونمین چار سو گھوڑے قبول ہوئے۔ اور دیگر نفایس جو قبول ہوئے پانچ لاکھ روپیہ کے قیمتی تھے۔ اسنے ایسی خدمتگذاری کی کہ شاہ ایران اسکی مقامگاہ مین تشریف لایا نو ہزار تومان نقد اور اسّی گھوڑے بدفعات عنایت فرمائے۔ اس سال مین دارا شکوہ کا اضافہ ہوکر بست ہزاری اور دہ ہزار سوار سے مفتخر ہوا۔ اور شاہزادۂ شجاع پانزدہ ہزاری اور میر محمد اورنگ زیب کا بھی اسیقدر اضافہ عمل مین آیا اور شاہزادۂ مراد بخش نے جو اوسوقت تک پانسو روپیہ یومیہ پاتا تھا دہ ہزاری اور چار ہزار سوار کا منصب پایا۔ سیف خان محافظ اکبرآباد کو حکم ہوا کہ شاہزادہ شجاع کی طرف سے بنگالہ جاوے کیونکہ اوسکی تیولی مین بنگالہ مقرر ہوا اور راجہ جسونت سنگھ منصب پنجہزاری پر سرفراز ہوا۔ اور یادگار بیگ سفیر ایران مرخص ہوکر ساز و سامان سفر لیواسطے لاہور مین مقیم ہوا اور دوبارہ ملازمت شاہی حاصل کی۔ روز ملازمت سے رخصت کے دن تک ڈھائی لاکھ روپیہ کی نقد و جنس عطا ہوئی۔ اور واسطے دارائے ایران کے صراحی اور پیالہ اور رکابی مرصع جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی بھیجی گئی انھیں دنوں مین شایستہ خان پٹنہ کی صوبداری پر اور عبداللہ خان بندیلہ کے گوشمال پر مقرر ہوئے۔ اور علامہ افضل خان جو دیوان اعلی وزیر الممالک کا تھا بیمار ہوا۔ اور خود بدولت نے اوسکی عیادت کی۔ آخر ۱۲ رمضان کو مقام لاہور مین جان بحق تسلیم ہوا۔ یہ شخص جامع فضایل شیرازی الاصل تھا۔ خواص شاہی کہتے ہین کہ اکبر بادشاہ فرماتا تھا کہ افضل خان نے کبھی کسیکی بدی نہکی اسکی عمر ستر برس اور اٹھائیس برس ملازم شاہی رہا لاولد مرگیا۔ اسنے اپنے بھتیجے عنایت اللہ خان کو جسکا خطاب عاقل خان آخر زمانہ مین ہوا متبنی کیا تھا اسکی جلد کی تاریخ یہ ہے ؎ زخوبی برد گوی نیکنامی ۔ اسکا مقبرہ دریاے جمن کے مقابل مین ہے۔ اس واقعہ کے بعد اسلام خان کو حکم ہوا کہ بعد پہونچنے سیف خان کے حاضر حضور ہو ۹ صفر کو شاہ شجاع کابل سے حاضر دربار ہوا۔ چونکہ اسکی عمر سیزار ستم صفوی کی لڑکی فوت ہوگئی تھی اعظم خان کی لڑکی کی درخواست کی گئی اور آخر تاریخ اس ماہ کو شاہزادہ نے انتظام بنگالہ پر رخصت پائی اوسی مقام پر ازدواج بھی ہوا اسی سال مین لاہور سے کابل کو عزیمت شاہی عمل مین آئی ۲۰ محرم کو کابل پہونچکر وہان کے صوبدار کو ہزارجات کی گوشمالی پر معین فرمایا اور ۲۰ ربیع الثانی کو لاہور سے کابل کو معاودت

سیر ہوان سال سنہ ۱۰۴۹ ہجری

۱۰ جمادی الثانی دار السلطنت لاہور میں وارد ہوا۔ علیمردان خان نے کشمیر سے آکر ملازمت حاصل کی اور اصل و اضافہ ملاکر ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب پایا اور صوبہ داری لاہور کی بھی کشمیر کے ضمیمہ میں عطا ہوئی ممتاز محل کی والدہ نے رحلت کی۔ بادشاہ بتقریب تعزیت آصف خان کے مکان میں رونق افروز ہوا۔ ۶ رجب کو اسلام خان بنگالہ سے آکر دیوانی کل پر معزز ہوا۔ اول بخشی گری تھا۔ پہلی شعبان کو شاہ شجاع کے فرزند ارجمند بمقام اکبر نگر تولد ہوا جسکا نام سلطان زین الدین رکھا گیا اسی سال میں کہلو جی نوکر نظام الملک جو درگاہ عالی میں جمع ہوا تھا نے سر سے مخالفت بنکر عادل خان کے پاس چلا گیا لیکن وہاں ٹھہرنے نپایا۔ بلکہ شاہزادہ اورنگ زیب کی دستگیری سے سیدھا اقلیم عدم کو سدھارا طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ صوبہ دار سہار کے سخت زبانی سے درمیان عبدالرحیم اورنگ کے ناسازگاری ہوئی عبدالرحیم نے اوسکی مصاحبت موجب مضرت سمجھی چند روز پژمردہ دل رہکر گونگا بنگیا ایک سال تک خلوت اور جلوت میں زبان بند کرلی حتی کہ اوسکی مل بیان بھی سچ مچ گونگا سمجھنے لگیں آخر اسیال کے بعد بذریعۂ اخبار حضور والا تبار میں اظہار ہوا فرمان حضار کا اصدار ہوا اوسوقت عبدالرحیم نے خاکپوسی آستانۂ دولت کے بعد ساری حقیقت زبان بندی کی عرض کی اور لوگوں کو اپنے گنگ ہونے سے حیران کیا نوین شعبان کو اورنگ زیب کی عرضی اثنائے راہ سے جب دولت آباد جاتے تھے بدین نوید شرف ملاحظہ میں گذری کہ ایزد دادار نے فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ حضرت نے اوسکا نام سلطان محمد رکھا اسی سال حمزہ نے جو کہ حکام خراسان کی طرف سے سیستان کا حاکم تھا اپنے آدمی بھیجکر قلعہ بُست کو مفتوح کیا دوبارہ ہندیوں نے ہجوم کرکے مردمان حمزہ سے قلعۂ مذکور چھینکر اپنے تصرف میں کرلیا عبدل نامی جو کسیقدر قندھار کی ریاست رکھتا تھا اور ہندیوں کے نزدیک حمزہ سے محبت بموجب حکم بادشاہی سزایاب ہوا ۱۰ ماہ رمضان کو محمد اورنگ زیب فخر اندوز ملازمت ہوا اسی سال میں واقع ارک اکبر نگر آتش لگ اوٹھی شاہزادہ شجاع کے جملہ کارخانے اور بیشتر آدمی خدمہ محل جلکر انبار کیتر ہوگئے ۲۵ شوال کو بادشاہ روانۂ کشمیر ہوا ۲ ذیقعدہ کو شاہزادہ اورنگ زیب نے دولت آبادی رخصت پائی۔ ۹ ذیحجہ کو مخیم شاہی عرصۂ کشمیر میں ہوا اور طرالف واپس آکر باریاب حضور ہوا یہ شخص عربستان اور روم ہوتے ہوئے قیصر روم کو خط اور مرصع پہونچا کر مع ارسلان آقا روم کے سفیر کے واپس ہوا تھا پچاس راس گھوڑے بابت خرید اور دو گھوڑے اپنی طرف سے اور نو گھوڑے محمد بادشاہ حاکم لحج کی جانب سے نذر گذرانے اور فدائی خان کا خطاب ملا اور ارسلان آقا نے قیصر روم کا خط مع گھوڑے مسب نام کے پیش کیا بادشاہ کشمیر کی سیر سے دلخوش ہوکر سنگ سفید کی سیر کو نہضت فرمایا ہر وقت معاودت غیر موسم کے نہایت شدت سے بارش ہوئی راہ میں اسقدر کیچڑ دلدل ہوا کہ مسافر دہم کے پیر پھسلے جاتے تھے۔ غیروں کا کیا ذکر خود بادشاہ نے چہ بہر میں چار کوس طی کیے رات کو قیام ہوا تین رات دن اس شورش سے منہ کا زور رہا

کہ دریاے بہت اور دل کے کنارے کے مکانات تحویل خیار خان ہوے۔ جانسپار خان فوجدار بہیرہ کی عملداری سے واضع ہو کر اوسکے پرگنہ کے چار سو اڑتس دیہات مین سے ۳۰۸ سلامت رہے باقی پارش کے ہمراہی مین اوٹھ اوڑے خاک تک نشان نہلا اور پرگنہ خوشاب مین بجز دو موضع کے کہ دامن کوہ پر تھے سلامت تک کسو باقی نرہی۔

چودھوان سال ۱۰۵۰ ہجری

۷۔ جمادی الثانی کو کشمیر کی شرق سیر کرکے لاہور کو عزم فرمایا۔ ارسلان آقا قیصر روم نے ابتداے ورود سے روز رخصت تک تیس ہزار روپیہ اور ایک مہر وزنی سو تولہ اور ایک روپیہ بھی اسی وزن کا مع دیگر عنایات سے سرفرازی پائی۔ اعظم خان صوبہ گجرات کا پیشکش جواہر وغیرہ مع تیس راس گھوڑے کے نظر انور سے گذرا۔ اس شخص نے باید و شاید انتظام کیا۔ جام اور بہارا زمیندار دن کی چھتی تادیب کی جام کی دار الضرب جیسن محمود کا سکہ تھا موقوف کیا اور پیشکش قبول کرکے اسکی ملاقات کو حاضر آیا۔ ظفر خان جو دو برس سے معطل تھا اسال اپنے پرانے عہدہ پر مستقل فرمایا گیا۔ ملکہ بانو بیگم جو آصف خان کی بڑی لڑکی اور ممتاز محل کی بہن اور سیف خان کی بی بی تھی بہشت نصیب ہوئی۔ شاہجہان نے برسر تعزیت آصف خان کے گھر مین قدم رنجہ فرمایا تیسری لڑکی آصف خان کی بزرگ خانم نام ظفر خان کے مکان مین تھی۔ شاہزادہ مراد بخش کو حکم ہوا کہ جگت سنگھ ولد راجہ باسو کی گوشمالی کرے۔ وہ شخص اول ہی شاہزادہ کی خدمت مین حاضر آیا اور مدعاے دلی التماس کیا۔ چونکہ حوصلہ سے زیادہ خواہش کی منظور نہوئی رخصت ہوکر مکان کو چلا گھر پہونچے سراوٹھایا۔ لشکر شاہی نے ایسی سرکوبی کی کہ عاجز ہوکر عذر خواہ ہوا۔ جو شاہزادہ کی سفارش سے معاف کیا گیا۔ اور حکم صادر ہوا کہ تاز الدہ کہ جو اسکے شور و فساد کا مقام ہے حوالہ ملازمان حضور کرے جگت سنگھ نے منظور کرکے سعید خانجہان کو قلعہ سپرد کیا اور خود حاضر حضور شاہزادہ ہوا۔ اس شخص نے پہونچتے ہی قلعہ کو بیخ و بن سے منہدم کر دیا بموجب حکم وہان کے پہاڑون کی ضبطی نجابت خان کے متعلق ہوئی اسی سال مین ملا سعد اللہ لاہوری جسکا وطن جنوب تھا۔ موسیخان کے وسیلہ سے حضور مین پہونچکر خلعت خاصہ و راست سے فایز المرام ہوا ایک ہی سال مین ہزاری منصب اور خانی خطاب اور داروغگی خاص پر سرفراز ہوا۔ اور علیمردان خان ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور کابل کی صوبداری پر بعوض سعید خان بہادر ظفر جنگ کے معزز ہوا اور صوبہ کشمیر جو علیمردان خان کے پاس تھا شاہ قلی خان کے سپرد ہوا مگر ہنوز راستہ مین تھا کہ فراق اجل نے رہزنی کی اور اوسکی جگہ تربیت خان بھیجا گیا۔

پندرھوان سال ۱۰۵۱ ہجری

شایستہ خان ولد یمین الدولہ آصف خان صوبہ دار بہار نے مرزبان پلانون کی گوشمالی کرکے اسی ہزار روپیہ سالانہ پیشکش کا اقرار کرالیا۔ ۱۷ شعبان کو یمین الدولہ آصف خان خانخانان سپہ سالار استسقا کے مرض مین رہگراے ملک بقا ہوا بادشاہ کمر اوسکے مکان مین رونق بخش ہوکر عزت افزا ہوا یہ شخص نہ ہزاری نہ ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ کا منصب رکھتا تھا

اسکا مقبرہ دریاے راوی کے کنارے شہر لاہور کے مقابل تعمیر ہوا۔ بادشاہ نے شایستہ خان اوسکے بڑے لڑکے کو خلعت ماتمی بھیجا اور دوسرے لڑکوں کے ہمراہ بھی رعایت فرمائی اس شخص کی برابر کوئی شخص سلاطین ہند کے روبرو مفخر نہین ہوا اسکے مرنے کے بعد علاوہ ایک حویلی کے جو بیس لاکھ روپیہ کے خرچ سے مقام لاہور مین تعمیر ہوئی تھی جملہ ملک اوسکی نقد و جنس سے ساڑھے دس کرور کی محسوب ہوئی باوجودیکہ مرتے وقت وصیت کی تھی کہ میری جمع پونجی خزانۂ شاہی مین داخل ہو۔ بادشاہ نے بیس لاکھ روپیہ کی نقد و جنس اوسکے تینون لڑکون اور دو پوتون اور اوکی بیوہ کو عطا فرمایا۔ اور باقیماندہ شاہزادہ داراشکوہ کو جو آصف خان کا بھی نواسہ ہوتا تھا عنایت کیا۔ میرزا رستم صفوی قندھاری جو شش ہزاری اور پنجہزار سوار کا منصب رکھتا تھا اور دوسرے سال جلوس سے ضعف پیری نے گوشہ نشین کرایا۔ اور دو لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا تھا جہان گذران سے گوشۂ عافیت کو روانہ ہوا۔ بیاسی برس کی عمر تھی طبیعت شاعری و دوست تھی۔ فدائی تخلص کرتا تھا۔ چار فرزند تھے اول میرزا مراد اسکی طبع شگفتہ بھی شعر کہنے مایل تھی دوم میرزا مسیح جو حین حیات اپنے پدر کے دریاے بہت مین غرق ہوا سوم میرزا حسن چہارم میرزا بدیع الزمان مخاطب بشاہ نواز خان۔ آسمال جگت سے متعلق جو قلعجات تھے اور شاہزادہ مراد بخش اوسکی گوشمالی کو تعینات تھا سید خانجہان اور راجہ جی سنگھ اور بہادر خان اور الہ وردیخان کی سعی سے فتح ہو کر مہندم کر دیا گیا اور شاہزادہ نے اوسکے تصور معاف کر کے مع اوسکے فرزند کے حضور مین لایا۔ شاہزادہ اورنگ زیب نے سعادت بابوسی سے امتیاز حاصل کیا چونکہ کشمیر مین جیسا کہ لکھا گیا کثرت بارش سے اکثر مزارع خراب ہوے قحط نے زور پکڑا رعایاے کشمیر نے برگ و بار ہو کر لاہور مین آ زیر جھروکہ درشن استغاثہ پیش کیا بادشاہ داد گر نے ایک لاکھ روپیہ خیرات فرمایا اور یہ حکم ہوا کہ جب تک یہ گروہ لاہور مین ہے چند مقامات سرکاری پر دو سو روپیہ کا طعام تقسیم ہوا کرے اور تیس ہزار روپیہ تربیت خان کے پاس بھیجا کہ مردم کشمیر کو تقسیم کرے اور سو روپیہ کا اطعمۂ فاقہ زدون کو روزانہ دیا کرے چونکہ خان مذکور نے وہان کے لوگون کی برداخت بخوبی نکی صوبہ داری کشمیر سے بلا لیا گیا اور ظفر خان وہان مامور ہوا اور خیرات کے لیے نقد بیس ہزار روپیہ ارسال ہوا میرزا عیسے ترخان جو سرکار سورٹھ کا منتظم تھا۔ اعظم خان کے مبادلہ مین صوبہ داری گجرات پر سرفراز ہوا۔ اور اضافہ ہو کر منصب پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کو پہونچا اور اوسکے لڑکے عنایت اللہ کو سورٹھ کے ضبط مہم کو حکم دیا۔ اور دارا ے ایران کی آمد جانب قندہار سنکر محمد داراشکوہ کو پچاس ہزار سوار کے ہمراہ ۱۲ لاکھ روپیہ انعام عطا فرما کر رخصت کیا اور شاہزادۂ مراد بخش بھی ہمراہ ہوا کہ اسی طرف نیلاب مین مقیم رہے اور بروقت حاجت بھائی کی مدد کو پہونچے جسوقت نیلاب سے لشکر چلا اور شاہ صفی کے رحلت کی خبر شاہجہان بادشاہ کے گوش گذار ہوئی شاہزادہ کو غزنین مین متوقف ہونے کا حکم پہونچا اور یہ بھی لکھا گیا کہ اس فواد کی صداقت کر کے درصورت راستی واپسی عمل مین آئے

خدا نخواستہ اگر جھوٹھ ہو فکر مراعت غنیم کرے اوسکے مرنے کی حقیقت تو سچی تھی۔ دارا شکوہ حضور مین آیہونچا چونکہ بوجہ رحلت شاہ صفی کے محض حرکت شاہزادہ سے بدون جنگ و جدال قلعہ فتح ہوگیا۔ شاہزادہ دارا شکوہ کو بلند اقبالی کا خطاب عطا فرمایا اور جشن قیصری منعقد ہوا انہین دنون مین شاہزادہ مراد بخش بھی حسن ابدال سے لوٹ کر درگاہ شاہی مین آیا اور شاہنواز خان صفوی کے لڑکے سے اسکا نکاح ہوا۔ پانچ لاکھ روپیہ اس جشن مین شاہزادہ کو انعام ہوا اور ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ کا نقد و جنس بطور ساچق کے طرفانی کے مکان مین بھیجا گیا چار لاکھ کا کابن مقرر ہوا

سولھوان سال سنہ ۱۰۵۲ ہجری

چونکہ حضور مین عرض ہوا کہ اس سفر قندہار مین الہ وردی خان سے بعض حرکات خلاف نمکخواری کے سرزد ہوئے اور اوسکی زبان اپنے اختیار مین نہین لہذا منصب اور جاگیر اوسکی تبدیل ہوئی اسکی جاگیر جو مہتر ابن تھی اعظم خان کو گجرات کے بدلے مین عنایت ہوئی۔ اور ملا محمد حکیم سیالکوٹی کو بادشاہ نے ساڑھے چھ ہزار روپیہ سے وزن کرکے وہ روپیہ اوسکو عطا فرمایا اور شاہزادہ مراد بخش نے اپنے تیوکی صوبہ ملتان کو رخصت پائی خلعت خاصہ مع چند آلات مرصع اور دو گھوڑے خاصہ جنکا ساز مینا کار اور طلائی تھا عنایت ہوا۔ عرض کیا گیا کہ باغ لاہور جو جلوس کے چودھوین سال کم علی مردانخان کے اہتمام سے آغاز بنا ہوا تھا اب خلیل اللہ خان دہان کے صوبہ دار کے سپردگی مین انجام ہوا۔ اس خبر سے بادشاہ کو اشتیاق سیر پیدا ہوا آخر قدم رنجہ فرماکر اوس باغ کو نہال فرمایا۔ آٹھ لاکھ روپیہ اس باغ اور نہر کی طیاری مین صرف ہوئے جب مہمات صوبہ پنجاب و کابل و قندہار کے رہ دہی خاطر والا شاہی مطمین ہوئی اسے سال کی ۱۸ شعبان کو اکبر آباد کی طرف نہضت فرمائی۔ اور علی مردان خان حسب الحکم کابل سے حضور مین آیا۔ اور امیر الامرائی کا خطاب پاکر کابل کو معاود ہوا۔ اور مقبرہ ممتاز محل کا جو کہ قریب بارہ برس کے مکرمت خان اور میر عبد الکریم کے اہتمام سے تعمیر ہوتا تھا۔ پچاس لاکھ روپیہ کے صرف سے تمام طیار ہوچکا اور بادشاہ نے سیر فرماکر منظور فرمایا تیس موضع اکبر آباد کے متعلقات مین سے اور نیشر نگر چند کے جسکی حاصلات ایک لاکھ روپیہ کی تھی مع محصول دو کانات اور مکانات کے دو لاکھ روپیہ سالیانہ حاصلات اوس مقبرہ کا خرچ مقرر ہوا۔

سترہوان سال سنہ ۱۰۵۳ ہجری

معظم رکھا

شروع سال مین اورنگ زیب کی عرضی اس نوید سے گذری کہ سلیح رجب مین لڑکا پیدا ہوا بادشاہ نے اوسکا نام محمد اورشاہنواز خان کی لڑکی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جسکا زیب النسا بیگم نام کہا گیا اکبر آباد مین وبا کا وبال ہوا بادشاہ فتح پور مین آکر مقیم ہوئے چند دنون تک سوکر کے اطراف مین سیر و شکار کھیلتا رہا اسی زمانہ مین دارا شکوہ کسی عارضہ مین مبتلا ہوا بادشاہ غایت عنایت سے آٹھ مرتبہ عیادت کو تشریف فرما ہوا۔ اور انجام کو صحت ہوئی انھین دنون مین

صفدر خان سے صوبہ قندہار بدل کر سعید خان بہادر کو دیا گیا اور صوبہ پنجاب اسکے تغیر میں فتح خان کو ملا۔ سبب یہ ہوا کہ معتمد خان
ہوئی پندرھویں شوال کو اکبر آباد کی عزیمت فرمائی گئی سعد اللہ خان کا اضافہ فرمایا۔ منصب دو ہزاری اور ناصد
سوار سے ممتاز ہوا۔ دسویں محرم کو بموجب سال ۱۰۵۴ ہجری کے جشن نوروز ہوا۔ اور شیخ عبد الصمد سفیر مکہ کو ماندلک
طلائی اور ارکجہ مع پیالہ اور سرپوش طلائی کے اور چار ہزار نقد روپیہ عنایت ہوا اور تھوڑے زمانہ میں شیخ مذکور کو اجازت
روانگی کعبہ عنایت ہوئی۔ یوم ورود سے رخصت کے دن تک سرکار سے بیس ہزار روپیہ اور اسیقدر شاہزادون
اور امرا سے بھی بموجب حکم وصول ہوا۔ اسی سال میں اکبرات کو بیگم صاحبہ بڑی لڑکی شاہجہان کی باپ کی خدمت سے
مرخص ہو کر اپنے خوابگاہ کو جاتی تھی ناگاہ اوسکا دامن شمع سے الجھا۔ اور تمام لباس میں آگ لگ اوٹھی اور دونو
ہاتھ اور پہلو اور پشت جھلس گئے بادشاہ اس ناگہانی شرر ریزی سے محزون و ملول ہوا برخلاف ضابطہ مقررہ کے
اوس رات کو محل سے برآمد نہوا دوسرے روز چونکہ شرف آفتاب کا دن تھا ضرورتاً دو پہر کے بعد دربار عام فرمایا۔
لیکن ایک گھڑی سے زیادہ جلوس نفرمایا اول روز سے تین روز تک پانچہزار روپیہ محتاجون کو خیرات فرمایا اور
بارہویں ماہ صفر کو جو روز ولادت نور چشمی مذکور کا تھا اسیقدر روپیہ خیرات فرمایا قبل وقوع اس سانحہ کے شروع مہینے
میں چند دفعہ کرکے ساٹھ ہزار روپیہ تقسیم ہوا تھا دوسرے مہینے کے شروع سے یہ بات مقرر ہوئی کہ ہزار روپیہ روزمرہ
خیرات ہوا کریں۔ قیدیون کو رہائی بخشی اور قصور معاف ہوا سات لاکھ روپیہ عین المال سے بخشا گیا انھیں دنون میں حکیم داؤد کو جو اپنے
آیا تھا باتفاق مسیح الزمانی کے معالج مقرر فرمایا بہن کے دیدار کو شاہزادہ اورنگ زیب دکھن سے اور مراد بخش بلخان سے حاضر حضور
ہوئے اورنگ زیب بعض رنجشون کی وجہ سے بدون اجازت بادشاہ کے کوشہ نشین ہوا کاروبار نویسی سے ہاتھ
اوٹھایا لہذا انتظام دکن کیواسطے خاندوران نصرت جنگ کی مالوہ سے بدلی ہوئی اور منصب ہفت ہزاری ذات اور پنجہزار
سوار دو اسپہ سہ اسپہ عطا فرمایا گیا اور ایک کرور دام نقد انعام ہوا اور صاحبہ زمان کی بیماری سے بادشاہ بغایت
انھیں دنون میں راو امر سنگھ ولد راجہ گج سنگھ راٹھور جو کہ چند روز محرای شاہی سے محروم کیا گیا تھا آخر رفتہ رفتہ
سلخ جمادی الاولے کو درگاہ جہانبانی میں حاضر ہوا اور صلابت خان میر بخشی نے شاہزادہ داراشکوہ کے خلوتخانہ میں
جہان بادشاہ تشریف فرما تھا پہونچاکر مشرف بقدمبوس کرایا راو مذکور بموجب اپنے آئین کے دست چپ جاکر
کھڑا ہوا۔ اور صلابت خان دست راست جاکر استادہ ہوئے جب بادشاہ نماز شام کے بعد کسی امیر کے نام بخط خاص
فرمان تحریر فرما رہا تھا صلابت خان کسی کام کے لیے ایوان کے نیچے شمعدان چارشاخہ کے پاس کسی بندگان حضور سے
کلام کر رہا تھا ناگاہ امر سنگھ نے بطور دیوانون کے جھپٹکر چپ کی طرف خان کے سینہ پر مارا ایک ہی ہاتھ میں
کام تمام ہوگیا۔ خلیل اللہ خان اور درجن ولد راجہ ٹہلہ اس گورد اور سید سالار بارہہ اور چند نفر دیگر عہدہ داران حاضر
نے چار و طرف سے ہجوم کرکے بضرب شمشیر قاتل نے پیر کو سزا یاب کیا اور بموجب حکم بادشاہ کے میر خان میر توزک اور راو کیشو

مشرف مسلخانہ نے اوسکی آنکھ اوٹھائی تاکہ اوسکے آدمیوں کو سپرد کرے اوسکے آدمیوں نے جان سے ہاتھ دھوکر ان دونوں کو بالا خر بھی مارڈالا

اٹھارہوان سال سنہ ۵۴ ہجری

اسی سال مین صالبت خان میر بخشی اور جلیل الدخان اوسکا بھائی بخشی دوم مقرر ہوا۔ علیمردانخان نے فرہاد اور فریدون اپنے غلامون کو مع تامینان کابلی کے علی قطعان اتالیق پسر سبحان قلی ولد نذر محمد خان کے تنبیہ کو جو بلوچون کے دوڑ لایا تھا روانہ کیا اور وہ لوگ بعد بڑی زد و خورد کے دشمن پر ظفر یاب ہوئے اکثر نے مخالفون نے منہ کی کھائی۔ نے شمار ہاتھی گھوڑے اونٹ اور گوسفند فریدون اور فرہاد کے ہاتھ لگے اسی سال بادشاہ والا جاہ آگرہ سے لاہور ہوکر کشمیر آئے۔ گیارہوین شعبان پنجشنبہ کی رات کو دارا شکوہ کے گھر مین۔ سلطان پرویز کی بیٹی سے لڑکا تولد ہوا جسکا نام سپہر شکوہ رکھا گیا۔ خانہ دوران ناظم دکن بموجب طلب کے دربار مین آیا اور راجہ جی سنگھ جو اوسکا مددگار تھا دکھن کی محافظت پر تعینات کیا گیا۔ اسی سال بیگم صاحب کی صحت کا جشن ہوا۔ دربار عام کی زیب و زینت کی گئی۔ اقسام جواہرات اور نقد اوس عقیقہ پر نثار کیا گیا۔ شاہزادہ اور امرا وغیرہ ہر ایک نے حسب لیاقت انعام اور اضافہ منصب سے سرفرازی پائی۔ بیگم صاحب کے بموجب التماس کے بادشاہ نے شاہزادہ اورنگ زیب کو گوشہ گمنامی سے نکال کر مورد الطاف فرمایا۔ حکیم محمد داؤد کو خلعت خاصہ اور منصب ہزاری اور دو سو سوار اور خاصہ گھوڑے اصطبل سے مع زین طلائی کے اور فیل اور ایک انعامی پانسو تولہ کی اور ایک روپیہ بھی اسی وزن کا عطا ہوا۔ اور عارف خدمتگار جسنے اس ایام علالت مین جو بدن جلا تھا بڑی خدمتگذاری کی تھی نقرہ سے تولا گیا اور اوسکا ہموزن سات ہزار روپیہ مع خلعت ہاتھی گھوڑے کے اوسی کو مرحمت ہوا اور پانچ لاکھ روپیہ جو اوسکی صحت کے واسطے بادشاہ نے نذر کیا تھا وہ فقرا کو بانٹ دیا گیا کسیقدر خیرات اور کچھ کعبہ معظمہ اور کسیقدر مع قندیل مرصع کے جو بموجب حکم ملکہ کے بنائی گئی تھی مدینہ منورہ کو بھیجی گئی مامون نام ہیوا کو جسکی مدد معاش بھی بعض جراحت مندمل ہوئے تھے نقرہ سے ہموزن کیا اور وہ روپیہ مع خلعت اسپ و فیل اور موضع جاگیر کے اوسکو مرحمت ہوا اور بیگم اور شاہزادون سے بھی انعام کافی انجام پایا اور چونکہ محمد علی فوجدار حصار اس فقیر کو لایا تھا مورد عنایت ہوکر خطاب خانی سے سرفراز ہوا۔ جو حسن و خوبی اس جشن مین ہوئی کسی جشن مین نہوئی تھی ملکہ نے اپنے باپ کی عنایات کے شکریہ مین اسی سال کا جشن وزن شمسی اپنے اہتمام سے فرمایا نذر گذرانی اور سونفرامرائے دولت کو مخلع فرمایا۔ اور اسی سال مین شاہزادہ اورنگ زیب کو خلعت بانماری اور دو گھوڑے طلائی زین مینا کار اور سادہ اور فیل وغیرہ بار ہوا اور صوبہ گجرات کے انتظام پر رخصت پائی۔ اسی سال مین کشمیر کے ورود سے دریافت ہوا کہ اس تبہ رعایا سے کشمیر ظفر خان سے راضی اور خوشنود ہین۔ خان مذکور کو ایک لاکھ روپیہ انعام خوشنودی مین عطا ہوا۔ طالبای کلیم نے ورود کشمیر کی تہنیت مین قصیدہ پڑھا خلعت اور نو اشرفی عطا فرمائی گئی خانہ دوران نصرت جنگ جو حضور سے دکن جاتا تھا لاہور کے دو کوس پر سنیچر کی آخر شب شنبہ مطابق چھٹوین جمادی الاولے کو کسی خدمتگار کے ہاتھ سے زخم جگر کاری

کھایا اکبر زنگدز نے پر دنیا قلی کو گرفتار کیا اوسکے لڑکون نے بموجب وصیت کے حصۂ متروکہ پایا باقی مبلغ ساٹھ لاکھ روپیہ نقد داخل خزانۂ شاہی ہوا اوسکے باپ دادے کا مدفن گوالیار ہے ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب رکھتا تھا اور مورد عنایات بادشاہی تھا

اونتیسوان سال سنہ ۱۰۵۵ ہجری

غرہ محرم دیوانی کو اسلام خان کو خلعت خاصہ اور شمشیر اور جمدہر مرصع اور دو گھوڑے طویلہ خاصہ کے مع زین طلا اور زنجیر فیل مع یراق مرحمت ہوا منصب شش ہزاری شش ہزار سوار پنجہزار دو اسپہ و سہ اسپہ وغیرہ انعامات پر سرفرازی ملی اور چارون صوبۂ دکن کے انتظام کا منتظم ہوا اور سعد اللہ خان بایں خطاب سے مخلع ہوکر خدمت دیوانی خالصہ پر اسلام خان کے بدلے مین مقرر ہوا اور منصب چار ہزاری اور ہزار سوار سے معزز ہوا قلمدان مرصع بھی ہاتھ لگا۔ اور اپنی کاردانی سے روز بروز ترقی پاتا ہوا آٹھوین رجب کو وزارت اعظم حاصل کی منصب پنجہزاری ذات اور ڈیڑھ ہزار سوار کا ملا۔ اوس سال مین امیر الامرا علی مردانخان کی سعی سے قلعہ کہمرد مفتوح ہوا اور خود بدولت کابل سے نکلکر بدخشان کو متوجہ ہوا اسی فرصت مین شردی علی کہمرد گیا اور قبل محصوری کے وہان کے باشندون نے امان طلب کی۔ امیر الامرا نے اوسطرف جانا مناسب نہ پایا لوٹ آیا بادشاہ نے اس مراجعت کو اسوقت مین کہ نذر محمد خان مع لڑکون اور نوکرون کے مقید تھا ناپسند فرمایا اسی سال مین جان نثار خان ولد زبردست خان کو شاہ صفی کی تعزیت اور شاہ عباس کے جلوس کی تہنیت کو روانۂ ایران کیا۔ اوس خط مین ایک فقرہ یہ بھی تھا بمبارکباد جلوس ممنت مانوس آنفرزند ارجمند برخوردار کامکار نامدار بلند مقدار تہین گوہر درج دولت و عظمت تہین اختر برج شوکت و سلطنت۔ تفاوۂ اصحاب طبعین سلالۃ الاسلاف طاہرین پرداختہ میشود ہندوستانی تحفجات قیمتی ساڑھے تین لاکھ کے ارسال ہوئے ۱۴ شعبان کو کشمیر سے لاہور کیطرف مراجعت ہوئی ۱۵ رمضان کو لاہور مین خیمہ ہمسایۂ شاہزادہ مراد بخش نے ملتان سے آکر شرف کورنش حاصل کیا۔ ۲۹ کو نورجہان بیگم نے رحلت فرمائی واقع لاہور برابر مرقد اپنے بھائی آصف خان کے مدفون ہوئی۔ علی مردانخان پیشا ور سے مستفیض ملازمت ہوا۔ سعد اللہ خان نے اصل سے اضافہ پایا۔ منصب شش ہزاری اور دو ہزار سوار پر سرفرازی پائی اسی سال مین شاہجہان آباد مین زین العابدین نام لڑکا پیدا ہوا بادشاہ کو بلخ و بدخشان سمرقند کی فتح کا بڑا حوصلہ تھا خصوص جسوقت سے کہ نذر محمد خان کابل کے ارادہ سے لشکر چڑہا کر واپس آیا اور چند مدت کے بعد اوسکی لوٹ مار سے بلخ مین بڑا ہرج مرج واقعہ ہوا۔ آخر بادشاہ نے خود کابل کو نہضت فرمائی شاہزادہ مراد بخش کو علیردان کی اعانت پر بموجب طلب نذر محمد خان کے مع جمعیت پچاس ہزار سوار کے برسم سنقلا پیشتر روانہ فرمایا نذر محمد خان کا دوسرا لڑکا خسرو جو کہ قوم افغانان کی کمینگی سے سوائے درگاہ شاہی کے مامن نرکھتا تھا حاضر ہوکر شاہزادہ مراد بخش سے ملاقی ہوا شاہزادہ نے بروقت ملاقات کے فرش تک جاکر معانقہ فرمایا

اور اپنے مسند کے پہلو مین بٹھایا اور بعد دلجوئی باپ کے حضور مین روانہ کیا۔ اور اوسنے حضور مین حاضر ہوکر دو لاکھ روپیہ نقد و جنس حاصل کیا جب شاہزادۂ مراد بخش بلخ کے اطراف مین جا پہونچا۔ نذر محمد خان بہرام اور سبحان قلی نے اپنے لشکون کو استقبال کے لیے روانہ کیا۔ مراد بخش نے اونکی عزت کی اور اطمینان دلی کے واسطے فرمایا کہ اب جاکر خان سے کہو کہ اب لشکر ہیکران ہند سے آگیا جسقدر مدد چاہیگا فوراً تعمیل ہوگی۔ دوسرے روز حصار کے نزدیک پہونچکر حکم دیا کہ ضبطی حصار ہو نذر محمد خان اس مشاہدہ سے گھبراکر ایران کو بھاگا اور شاہ عباس کی پناہ مین گیا شاہزادۂ مراد بخش نے ایک جماعت اوسکے تعاقب مین روانہ فرمائی اونھون نے جیحون تک ساتھ پہونچکر واپس آئے اور خلیل اللہ خان کو مع ملتفت خان وغیرہ کے اوسکے اموال کے جمع کرلانے کو بھیجا بارہ لاکھ روپیہ کے آلات طلائی وغیرہ اور قریب ڈھائی ہزار گھوڑے اور تین سو شتر زر و مادہ کے ضبط ہوا۔ اور تحویلدار دون سے ظاہر ہوا کہ جملہ اندوختہ اسکا قریب ستر لاکھ کے تھا جسمین سے بارہ لاکھ شاہزادہ کی سرکار مین پہونچا۔ اور بخارا مین پندرہ لاکھ کے قریب اوسکے بھاگنے کے وقت جب کہ قزاقشے بلخ کو سد ہلا ہاتھ آیا۔ اور اسیقدر زر نقد جنس بھی متصرف ہوا اور اکثر لشکریون الحانیون وغیرہ نے ہتھے مارے اور جو کچھ باقی رہا خود اوسنے گھبراہٹ کے وقت مین کسیقدر اپنی سپاہ کو دیا اور اکثر اوزبکیہ اور آلمانیہ اور قلماقان اور روسان نے غارت فرمایا۔ نذر محمد خان شیر خان سے شکست کھاکر مع قتلق محمد اور اپنے لڑکے کے براہ چول مشہد مقدس سے گذر کر صفاہان شاہ عباس کے پاس پہونچا اوسنے اوسکے متعلق اور تین لڑکیان شاہجہان کی درگاہ مین پہونچائی گئین بہرام خاصہ خاصہ چار قب زر دوز اور جنیبہ مرصع اور منصب پنجہزاری ہزار سوار اور ایک لاکھ نقد سے سرفراز ہوا۔ عبد الرحمن تربیت کیواسطے داراشکوہ کے سپرد ہوا اوسکا وظیفہ سو روپیہ روزانہ مقرر کیا گیا۔ مستورات کو بیگم صاحبہ نے اپنے پاس بلاکر مورد تفضلات فرمایا۔ شاہزادہ مراد بخش اوزبکیہ اور دہان کے فوج کی ناموافقی اور آب ہوا اور اوضاع کی مخالفت سے چندمرتبہ عرض پیرا ہوا۔ اور آخر بدون صدور اجازت حضور مین چلا آیا۔ اور یہ حرکت باعث ناراضگی طبع اقدس ہوئی۔ شاہزادہ کا منصب اور تیول ملتان برطرف ہوا جب کابل کے قریب آیا کورنش سے منع فرمایا گیا بلکہ حکم ہوا کہ شہر مین نہ آئے پشاور مین جاکر مقیم ہو۔ سعد اللہ خان نے فوج کی دلدہی اور انتظام بلخ پر رخصت پائی اور گیارہ روز کے عرصہ مین بلخ پہونچا

بنیسوان سال ۱۰۵۶ سنہ ہجری

اس سال مین میر عزیز کو مع نامۂ عطوفت عنوان مشتمل بر مضمون کے کہ پیش نہاد خاطر کیا تھا نذر محمد خان کے پاس ایران کو روانہ فرمایا اسی اثنا مین نذر محمد خان اصفہان آکر خراسان کو لوٹا تھا جب میر عزیز صفاہان پہونچا اوسکی مراجعت کی خبر پاکر چاہا کہ جہان وہ ہو وہان جاکر خط پہونچا دے مگر شاہ ایران نے نامنظور کیا ناچار ایلچی متوقف ہوکر بہر حال حضور شاہجہانی مین عرض کیا حکم ہوا کہ اوسکے پیچھے بھاگے اور شاہ ایران سے مرخص ہوکر روانۂ حضور ہو

سعد اللہ خان نے بلخ سے معاودت کرکے اسی سال مین سعادت قدمبوس حاصل کی اور اسی سال فتح نامۂ بلخ اور بدخشان کا ارسلان بیگ کے معرفت دارائے ایران کو ارسال ہوا اور رایات ظفر طراز کابل سے دار السلطنت لاہور کو عازم ہوئے اس سال کے جشن وزن مین قصورات مراد بخش کے معاف ہوئے سابق منصب پر سرفرازی ملی۔ شاہزادہ اورنگ زیب حسب الطلب حاضر دربار ہوا حکم ہوا کہ بدخشان اور بلخ کی تسخیر پر عازم ہو اور رخصت فرمایا سعید خان بہادر جو ملتان سے آیا تھا اورنگ زیب کی استعانت پر معین فرمایا گیا اصالت خان کے مرنے کی خبر سے بادشاہ بہت متاسف ہوا میرزا نور وصفوی نے بلخ سے حاضر ہوکر نذر محمد خان کے طیور شکار مین پانچ باز طویلون نذر گذرانی اور اصل و اضافہ سہ ہزاری دو ہزار سوار سے معزز ہوا۔ بادشاہ خود بھی عازم کابل ہوا تاکہ شاہزادہ کی پشت پناہی ہو۔ اسی سال مین ستی خانم نے رحلت فرمائی بادشاہ کو اس خبر سے تاسف ہوا یہ بیگم شائستہ املی کی مین تھی حکیم مسیح الزمان سے قرابت رکھتی اور ممتاز محل کے وقت سے خدمت مین مہردار خاص تھی۔ رسوم خانہ داری اور آداب نہ گی بخوبی جانتی تھی علم طب اور قرأت سے آگاہ تھی بلکہ جہان آرا بیگم اسی کے پاس تلمذ کرتی تھی بسبب لاولدی کے طالبان دولت کو گود مین لیا تھا۔ بڑی لڑکی عاقل خان کے ازدواج مین اور چھوٹی مرحمت خان کے نکاح مین تھی۔ شاہزادہ اورنگ زیب غرہ جمادی الاولے کو بلخ پہونچا شہر مین نہ آیا ایک کوس باہر جس جگہ بہادر خان کا خیمہ گاہ تھا مخیم فرمایا دوسرے روز حصار مین گیا۔ اور اندر باہر ملاحظہ فرماکر بعد بندوبست شہر کے اکابر اور اعاظم کو بحسب مرتبت تسلی اور اطمینان سے دلجمعی فرماکر انعام دیا۔ اور مادھو سنگھ ہاڈا کو قلعہ کی حراست اور شمشیر خان ترین کو کسیقدر عمدہ داران، اور احدیان اور بندوقچیان کے ہمراہ شہر کی حفاظت پر تعینات فرمایا اور بموجب خیر اندیشان ارادت کیش کی مشورت کے لشکر کی ترتیب یون کی گئی کہ قول مین شاہزادہ رہے اور بہادر خان مع اوس تمام فوج کے جو اوسکے ہمراہ بلخ مین ہی ہراول مین اور امیر الامرا علیمردان خان برانغار اور سعید خان بہادر ظفر جنگ جرانغار مقرر کیے گئے جب موضع تیموراباد مین پہونچے اوزبکیون نے ہجوم کیا ہر شخص ہر طرف آجے تھے فوج عدو سے گرم بازاری جنگ ہوئی اورنگ زیب نے اوزبکیون کا ہجوم علیمردانخان پر کمک بھیجی مگر قبل پہونچنے کمک کے امیر الامرا نے اپنی پامردی سے دشمنون کے پیر اوکھیڑ دیے۔ سعید خان بہادر ظفر جنگ نے جو کہ ہنوز ضعف بیماری مین پڑا تھا خود اپنے مقام پر رہکر فوج کو بموجب ترتیب کے شاہزادہ کے بائین طرف مقرر کیا۔ جب مخالفون نے اسکی طرف رخ اور انہین نہایت زخ کیا خان مذکور اوسی حالت مین جسقدر لوگ ہمراہ تھے باوجود ضعف کے گھوڑے پر سوار ہوکر برق وباد کی طرح دشمنون پر دوڑ پڑا۔ اور وہ ہاتھ بڑھائے کہ چند آدمیون کو اپنے ہاتھ سے مجروح کیا۔ اور نو زخم انکے بھی بدن پر آئے آخر کو گھوڑے سے زمین پر آیا اور اسکے لڑکے لطف اللہ خان اور خانزاد خان مجروح ہوکر جان نثار ہوئے شاہزادہ نے قصد پیکار فرمایا لشکر ظفر پیکر کو ہر چہار طرف سے درمیان مین لیکر روانہ ہوا اور اوزبکیون نے یمین ویسار دست برد کرکے باقی فوج ہراول پر دوڑائی چونکہ مردم توپخانہ اور بہادر خان نے

تعبی کوشش کی کہ اوزبکیون کے رخ پھر گئے اپنی رسد گاہ کو لوٹے اسی درمیان مین بیگ اوغلی پیش قدمی کرکے اوزبکیون کو فولاد قرارگاہ مین لایا اور چند آدمیون کو ہراول کے مقابلہ مین چھوڑکر خود مع کل فوج کے امیر الامرا کے لشکر پر آگرا علیمدادخان نے اچھی پامردی کی شاہزادہ مدد پر جا پہونچا اوسوقت بخوبی پسپر اوزبکیون کے اوکھڑ گئے کل اسباب اوٹکا خیمہ شتر وغیرہ غازیان دولت کے ہاتھ لگا

الکیسوان سال ۱۰۵۶ ہجری

جسوقت معلوم ہوا کہ اوزبکیون کا یہ ارادہ ہی کہ بدخشان جاکر مصدر فساد ہون شاہزادہ مرادبخش نے اونکی مدافعت کو جانب بدخشان رخصت پائی اور مقام مرہ پہونچگیا اسی عرصہ مین اونکی فسخ عزیمت دریافت ہوئی فرمان معاودت مرادبخش کے نام پرچدار سو اور وہ حسب الحکم لوٹکر کشمیر کے انتظام کو چلا گیا اسی سال کی ۱۴ شوال کو اسلام خان ناظم چار صوبہ دکن نے جو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ تھا رحلت فرمائی اور نگ آباد مین دفن ہوا اوسکے لڑکون نے اضافہ و منصب سے سرفرازی پائی اسی سال مین نذر محمد خان نے نامہ عقیدت عنوان شاہزادہ اورنگ زیب کے نام ارسال کیا اور درخواست کی کہ اوسکے وسیلہ سے تدارک مافات کرے۔ شاہزادہ نے وہ خط اپنی عرضداشت مین ملفوف کرکے دربار کو بھیجا۔ یہان سے حکم گیا کہ بعد ملاقات نذر محمد خان کو بلخ دیکر حاضر درگاہ ہو اور شاہزادہ شجاع کو کابل کی اجازت دیکر مقرر فرمایا کہ جب اورنگ زیب ہندوکوہ سے گذر کرے وہ بھی کابل سے متوجہ آستانہ دولت ہو چونکہ فوج ہندی بلخ مین نہین رہ سکتی تھی اور شکر اوزبک علیمردان خان کا مع چند آدمیون کے کب تک مقاومت کرسکتا تھا شاہزادہ اورنگ زیب نے صلح مین مصلحت دیکھکر حصار بلخ کو جسقدر قبضہ مین تھا نذر محمد خان کے حوالہ کردیا۔ نذر محمد خان حیلہ کرکے نہ آیا قاسم ولد خسرو اپنے نبیرہ کو اورنگ زیب کے حضور مین بھیجا۔ شاہزادہ نے اسکو غنیمت سمجھا حصار شہر بلخ اوسکے حوالہ کردیا اور غلہ جنس جسقدر شہر و لشکر اور قلعہ مین تھا۔ اور جو دوکان کے نرخ بموجب پانچ لاکھ روپیہ کا تھا نذر محمد خان کو دیا۔ اور بقدر ضرورت ہمراہ لیکر معاودت ہوا۔ اور سمرقند بلخ سے پیشتر حاضر درگاہ ہوا۔ اور اعظم خان کے تغیر مین صاحب صوبگی بہار کی پائی اور اعظم خان سرکار جونپور کی حفاظت مین مامور ہوا اس سفر مین چار کرور روپیہ خرچ ہوا جو بیس کرور خانی اور جو ۱۲ لاکھ تومان عراقی اور حاصل بلخ و بدخشان کا ہوا شرط موافقت سال و ماہ کے بچیس لاکھ روپیہ جو قریب چالیس لاکھ روپیہ خانی کے ہی حساب مین بڑا تفاوت ہی خدا جانے کہان خطا ہوئی چونکہ حساب اور مقدار نقود ولایت غیر معلوم ہی صحت نہین کہہ سکتی

الغرض بادشاہ لاہور آیا بعدہ اکبرآباد اور شاہزادہ شجاع کابل سے اکبرآباد آیا بنیے سے ولایت بنگالہ عنایت ہوئی اور اوسی وقت جانے کی رخصت پائی۔ شاہزادہ اورنگ زیب کو روانگی ملتان کا حکم ہوا۔ اس سال عمارت شاہجہان آباد باتمام کو پہونچی لہذا شاہجہان آباد کو غرمیت ہوئی۔ پانچوین ذی حجہ ۱۰۴۸ ہجری کو اس قلعہ کی بنیاد کھودی گئی۔ درشب جمعہ ۹ محرم کو پانچ گھری بارہ دقیقہ نجومی کے بعد اوسکا بنا کیا گیا تھا۔ ساٹھ لاکھ روپیہ خرچ پڑا اور عمارت

۱۰۵۱ ہجری کو تمام ہوئی پادشاہ ۲۴ ربیع الاول کو دریا دروازہ سے جو شاہ محل کے راستہ میں رکھا گیا تھا داخل قلعہ ہوکر دولتخانہ میں آیا دولت خانہ میں بار عام تخت مرصع پر جلوس فرمایا پیشکشہائے لایق نذر سے گذرے جملہ پیشکش سے مبلغ بارہ لاکھ کی جنس قبول ہوئی چار لاکھ روپیہ بیگم صاحبہ کو انعام ہوا اور شاہزادہ دارا شکوہ دو ہزاری ذات سی ہزاری ہوا اور نو آدمی اور بھی مخلع کیے گئے اور چونکہ اوس روز سے جشن وزن قمری تک نو روز درمیان میں تھے حکم ہوا کہ جشن نوروزہ کرکے ہر روز سو آدمی کو خلعت طلا کرے میر یحیی کاشی نے اس عمارت کی تاریخ یوں لکھی ہر سہ شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد ۱۰۵۱ ہزار روپیہ صلہ پایا اور ایک قندیل قیمتی ڈھائی لاکھ روپیہ کی روضۂ مطہرۂ سرور کائنات کو ارسال ہوئی حکم ہوا کہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی مال متاع خرید کرکے احمد سعید رونہ کے ہاتھ دین تاکہ وہ پچاس ہزار روپیہ شریف مکہ کو دیوے اور ساٹھ ہزار کی جنس بھیجکر مع اوسکے منافع کے اہل استحقاق مکہ کو عطا کرے اور ر جنس پچاس ہزار روپیہ مدینہ کے اہل استحقاق کو دیوے ۔

بائیسوان سال سنہ ۱۰۵۸ ہجری

چونکہ شایستہ خان سے حسب مرضی پادشاہ کے صوبۂ گجرات کا بندوبست نہوسکا صوبۂ مذکور شاہزادہ دارا شکوہ کو مرحمت ہوا اور باقی بیگ جو شاہزادہ کی طرف سے صوبۂ آلہ آباد رکھتا تھا حضور میں آکر منصب ذات اور پانصد سوار اور خطاب عزت خان سے مخاطب ہوکر گجرات چلا اور صوبۂ اودھ میسہ معتقد خان سے بدل کر قبل شاہزادۂ شجاع کے جان بیگ یزدی اونکے نوکر کو تفویض ہوا اور شیخ عبدالمجید لاہوری شاگرد ابوالفضل نے چونکہ دہ سالہ سوانح تحریر کیے دس ہزار روپیہ انعام پایا اس سال پادشاہ پھر لاہور گیا سعد اللہ خان ہفت ہزاری دو اسپہ سہ اسپہ سوار اور منصب ہزاری سے سرفراز ہوا اور زبدۂ نوئینان اعظم خان نے اس جہان گذران سے کوچ کیا اور اپنے باغ میں جو دریاے جونپور کے کنارے لگایا تھا مدفون ہوا یہ شخص بلدہ سادہ کے سادات میں سے ہے میر محمد باقر نام اچھے اچھے کام خدمت بجالایا جسکا ذکر جہانگیری اور پادشاہنامۂ شاہجہانی اور کسیقدر ان اوراق میں بھی مندرج ہے اچھے اچھے عہدون پر مانند میر بخشی اور دیوانی اعلے اور نظم صوبہ دکن و بنگالہ و احمد آباد و الہ آباد و اکبر آباد و کشمیر و اسلام آباد عرف منہر اور بہار وغیرہ میں رہا اور آخر عمر میں جونپور کی خدمت پائی شش ہزاری منصب سے سرفراز تھا اور چہتر برس کی عمر میں بلدۂ مسطور میں جان بحق ہوا القصہ پادشاہ اس واقعہ سے نہایت متاسف ہوا اور اوسکی اولاد جسکا نام ملتفت خان ۔ میر خلیل اللہ میر بخشی تھا اضافہاے منصب اور دلجوئی اور عنایت سے سرفراز فرمایا شاہزادۂ مراد بخش جو حسب الطلب کشمیر سے آیا تھا صوبۂ دکن کے انتظام کو اسلام خان کے انتقال کے سبب سے رخصت ملی اور شاہنواز خان جو ملک دکن کی صیانت میں مامور تھا اسکی اتالیقی پر سرفراز ہوا اسی سال میں دولت خان قلعدار قندہار کی اس مضمون سے عرضی آئی کہ شاہ عباس ثانی والی ایران نے قلعۂ قندہار کا محاصرہ کیا لہذا اسعد اللہ خان میر

امرا کے اس سفر پر سفر ہوئے اور اورنگ زیب کو بھی حکم کیا کہ ملتان سے اودھر کو عزیمت کرے اور مع لشکر اوس سے ملحق ہو اور خود بدولت نے بھی کابل کی عزیمت فرمائی جب دو مہینے محاصرہ کے گذرے — اور افواج ایران اپنے بادشاہ کے ارشاد بموجب بروج و بارہ پر عروج کیا — و دولت خان قلعہ دار نے آنا چاہا — مع شاد خان امیر قبچاق خان اور نور الحسن اور عبد اللطیف دیوان اور دیگر ہمراہیون کے باہر نکلکر بادشاہ سے ملاقات کی اور مرخص ہوکر ہندوستان کو چلا — محراب خان جو قلعہ بست تسخیر کو گیا تھا ۵ روز گھیرے پڑا رہا وہانکے قلعہ دار پردل خان نے بھی امان چاہی اور محراب خان کے روبرو حاضر ہوا اوسنے اوسے ہمراہ لیکر حضور شاہی مین پہونچایا اور سید اسد اللہ خان اور سید باقی زمین داور کے حافظون نے سارو خان کو جو وہانکا محاصرہ کیا ہوئے تھا پیغام دیا کہ ہر طرف ہونے معاملۂ قندہار کے عجب خونریزی ہو اور بعد مہینے پہنچے خبر فتح قندہار اور شکست کے دونو آدمی آکر دولت خان قلعہ دار قندہار سے موافق ہوئے پردل خان اپنے شوق سے ایران چلا گیا اور دولت خان جسوقت شاہجہان کے حضور مین آیا بہ قدم خدمت کے اوسکی جان سے درگذر کے فقط معطل کر دیا ایران کے بادشاہ نے یہ بات خود سمجھی تھی کہ میری معاودت کے بعد فوج ہند ضرور عود کریگی لہذا محراب خان کو دس ہزار سوار کے ساتھ قندہار مین اور دولت اوغلی رنگمتہ کو قلعہ بست مین چھوڑکر یہ بات کہ معاودت کی اور دو مہینہ بہ تقریب ہا اصفہان کو چلا

تیسوان سال ۱۰۵۹ ہجری

اسی سال مین شاہزادہ اورنگ زیب مع سعد اللہ خان وزیر کے قندہار پہونچا قلعہ مذکور محاصرہ کیا مورچے تقسیم ہوئے ساڑھے تین مہینے اسکے محاصرہ مین جہد اور کوشش رہی مگر کچھ ثمرہ حاصل نہوا — شاہنامہ لکھنے والون نے بموجب عادت بادشاہی کے واپس ہونا فوج کا گرد حصار سے بوجہ فقدان غلہ اور موسم سرما وغیرہ کے بموجب حکم شاہجہان تحریر کیا ہے لیکن یہ حقیقت ایسا نہین بلکہ چونکہ شاہ عباس نے یہ بات جانی تھی کہ شاہجہان اس قلعہ کی تسخیر مین نہایت کوشش کریگا لہذا بعد فتح قلعہ مذکور اور اپنے نوکرون کے سپردگی کے بعد اصفہان گیا کہ جسقدر مدد درکار ہو حاضر ہو کے کمک بھیجے اور اسی نیت سے ہرات مین جو خراسان کا دارالملک ہے قیام پذیر ہوا — جب محراب خان قلعدار قندہار کی عرضی مشعر احوال درود شاہجہان کے کابل مین اور شاہزادہ اورنگ زیب مع سعد اللہ خان وزیر وغیرہ جمع کثیر اور بحر غفیر کے شاہ عباس کے حضور مین پہونچے — فرمان جاری ہوا کہ نظر علی خان سوکلن حاکم اردبیل اور نجف قلی بیگ زنگنہ میر آخور باشی سپہ سالار سے پیشتر برسم منقلار روانہ ہوکر قلیچ خان اور قباد خان اور خنجر خان اور اللہ قلی خان جنہین قلعہ بست کی کشاد کو بھیجا ہے ممانعت کرین اور مرتضی قلی خان سپہ سالار اور سیاوش خان قوالماقاسی اور مرتضی قلی خان قورچی باشی سرداری فوج مین روانہ ہوکر ایکدل سپاہ کی سردری مین مقیم ہون اور حاجی منوچہر برادر محراب خان نے جو کہ شجاعان زمانہ سے تھا درخواست کی کہ مع چند دلاوران کے پیشتر سے روانہ ہوا اور حسب منظوری مع غلامان خاصہ کے روانہ ہوا اور اقران سے مشاعبت کرکے پچاس آدمیون کے ساتھ لشکر سے پیشتر کوروانہ ہوا اتفاقاً بسوقت کہ قلیچ خان اور خنجر خان اوسکے بھتیجے کو ہمراہ قباد خان

اور آقا علیخان اور تین ہزار سوار کے کرشک اور زمین داور کے تاخت کو بھیجا تھا دو چار جماعہ مذکور ہو کر آمادۂ جنگ و جدل ہوئے تھے حاجی منوچہر مع رفقا حصار کرنک کو پشت دیکر داد جوانمردی اچھی طرح سے مع ہمراہیوں کے دی۔ خنجر خان کی یہ رائے ہوئی کہ زمین داور کو جا اور تاخت تاراج کر کے جب لوٹے سپاہ قزلباشیوں سے مقاومت کرے زمین داور سے لوٹ کر جب کرشک کو جانے لگے نجف قلی بیگ میر آخور باشی پانسو سوار سے کرشک مین آیا اور رفقا اور حاجی خان کے اتفاق سے خنجر خان کا استقبال کر کے آتش محاربہ کو بھڑکا دیا امیر آخور باشی کی شرر ریزیون سے اکثر مخالفین آتش فشانی خنجر سے جھلس گئے اکثر اس آگ سے تاب نہ لا کر دریاے ہیرمند مین ڈوب کر ٹھنڈے ہوئے قلیچ خان اس آوازے کا سنکر ادھا قندہار کی راہ کی نظر علیخان نے یہ سنتے ہی حسب الحکم فوج قزلباشی کا انتظار کیا اور بموجب فرمان پادشاہ ایران کے صفی قلی شرجی باشی اور روشن سلطان لرک کو کسیقدر فوج سے لشکر اورنگ زیب کے تاخت پر مقرر کیا مردم مذکور نے بابا ولی تک کنار لشکر جنایہ کا تھا علم جرأت بلند کیا جب یہ اخبار پہونچے بنام امراے ایران حکم شاہی نزول ہوا کہ سیاوش خان کے ہمراہ لشکر فیروزی اثر کو روانہ کرین اور سپہ سالار و قورچی باشی تا درود فوج کنار ہیرمند بایجاے مناسب تیام کرین شاہزادہ اورنگ زیب نے ایرانیون کی جوانمردی ملاحظہ فرما کر رستم خان دکنی کو سردار بنایا قلیچ خان کو مع دیگر امراے فیلان کوہ تمثال اور توپخانہ وغیرہ ہمراہ دیکر جنگ ایرانیون کو روانہ کیا اور عملہ فوج ایران نے بموجب حکم سیاوش خان کو مع فوج گران پیشتر روانہ کیا مرتضی قلیخان سپہ سالار و قورچی باشی کے جو کسیقدر فوج سے جو قبل سیاوش خان کے فوج سے پیشتر روانہ ہوا تھا دل مین ایسا گذرا کہ عنقریب لشکر گران پہونچا چاہتا ہے اور لشکر جغتایہ کا ہوش و حواس کھو تا ہے بہتر یہی ہے کہ بلا توقف اپنے تین لشکر فیروزی اثر مین پہونچا دے تاکہ یہ فتح دوسرے کے نامزد نہو بالآخر تصمیم عزیمت کی نظر علیخان سے ملحق ہو کر صف آرا ہوا امیر الامرا مع قورچی باشی کی قلب لشکر مین استادہ ہوا نظر علیخان کو جو حرحی گر مین مامور تھا پیشتر کو روانہ کیا اور میر آخور باشی کو اوسکی مدد بھیجا اور سرداق خان بر تاک بیگلر بیگی آذربایجان کو جناح امرا اور قورچیان عظام کو دست راست اور غلامان خاصہ شریفہ کو مع چند امرا کے جانب چپ معین کیا اتفاقاً اوسی روز عروب کے وقت فریقین سے ملاقات ہوئی آتش محاربہ شعلہ زن ہوئی میر آخور باشی باتفاق شاہین آقا اور قراماش بیگ اور جانی بیگ بوزباشی غلامان خاصہ اور نجف قلی بیگ لد فراق خان اور تمام جماعت سپاہ حملہ آور ہوئے اور مردانگی دکھلانے لگے اثنائے گیر و دار مین سرداق خان کا گھوڑا مخالفین کے تیغ و تبر سے مارا گیا سوار نے زمین دیکھی مخالفین کے شمشیر و دان سے پیر اوٹھائے سرداق خان نے جرأت کر کے پیر گاڑے اور دوسرے گھوڑے پر جو کوتل تھا چڑھ بیٹھا اسی اثنا مین اوسکا بھائی خان طالش مع گروہ طالشیان کے مدد کو آپہونچا اور اپنے حملہ دلاورانہ سے جمعیت غنیم کی پراگندہ کی آخر کار رات کے درمیان پڑنے سے شب کی شب نجات ملی آرامگاہ مین قرار ہوا جماعہ جغتایہ غنان تافتہ ہو کر شاہزادۂ اورنگ زیب سے ملحق ہوئے جماعہ مذکور کے آنے شاہزادہ نے نقارہ کوچ بجوایا بعد طلوع خورشید امراے ایران نے یہ حال سنا

سیادش خان کو مع دیگر مردان کار زمانے تعاقب پیروان کیا اور حقیقت حال اپنے بادشاہ کو عرض کی آور برحسب حکم
کے سرنگ وغیرہ سے قلعجات اور حدود کو استحکام کرکے عازم حضور ہوئے اور شاہ عباس مشہد مقدس کی زیارت کرکے اصفہان
کو عازم ہوا اس خدمت کے عوض مین جبکا ذکر ہوا شاہجہان بادشاہ نے اپنے متوسلون کی حسب لیاقت سرفرازی فرمائی
اوسمین سے اورنگ زیب نے اضافہ ہوکر پانزدہ ہزاری اور دوازدہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفرازی پائی اور سعد اللہ خان
وزیر کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور رستم خان کو پنجہزاری پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور
خطاب فرزندی فیروز جنگ اور قلیچ خان کو پنجہزاری چار ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور نظم صوبۂ کابل کا اختصاص عطا ہوا
اور دار السلطنت لاہور ہوتے ہوئے اگرہ آباد کو نہضت فرمائی چونکہ شاہزادۂ مراد بخش اور شاہ نواز خان اتالیق کی صحبت ناجائز
تھی اور اس سبب سے صوبہاے دکن کے انتظام جیسا کہ چاہیے نہین ہوتے تھے فرمان طلب شاہزادہ کے نام صادر ہوا۔ اور
شائستہ خان ہر چہار صوبۂ دکن کے انتظام کو مامور ہوا۔ اور شاہ نواز خان نے صوبہ داری صوبۂ مالوہ کی پائی اسی سال امین
نذر محمد خان نے حضور مین عرض کیا کہ تنگدستی سے خرچ کا خواستگار اور اہل و عیال کا طلبگار ہون۔ شاہجہان نے
علیمردانخان امیر الامرا کو حکم دیا کہ ایک لاکھ روپیہ کسی حیلے کے ماتھہ منجملہ امداد معتمدان صوبۂ بندر کے بلخ کو بھیجے
اور تین لڑکون مین سے کہ ملازم رکاب تھے خسرو جو بلخ سے فتح ہونے کے پیشتر ہاتھ سے آزردہ اور جدا ہوکر آیا تھا۔
نہ تو باپ نے بلایا اور نہ وہ وہان جانے کو راضی ہوا اور بہرام مستلذات ہندی مین ایسا دلگرفتہ تھا کہ نہ گیا عبد الرحمن
دو سال دو مہینے بادشاہ کی خدمتمین تھا بروقت رخصت بیس ہزار روپیہ مرحمت ہوا اور متعلقان نذر محمد خان نے جماعۂ
نسوان مین سے آنے کے وقت سے چلنے تک تین لاکھ روپیہ زر و جنس سے پایا اور شاہزادۂ دارا شکوہ نے جو عبد الرحمن کی
تربیت کو مامور تھا حسب الامر پدر کے جواہر اور مرصع آلات وغیرہ قیمتی بیس ہزار روپیہ کے دیے اور یادگار جو لاق سفیر
نذر محمد خان نے عنایت خلعت اور خنجر مرصع اور پانچہزار روپیہ نقد سے سربلندی پائی اور ایک لاکھ روپیہ نذر محمد خان
کے واسطے مرسل ہوا اور ایک قبضۂ شمشیر مرصع اور پچاس ہزار روپیہ سبحان قلی خان کو بھیجا گیا اور ملا علاء الملک میر سلمان نے
فاضل خانی کا خطاب پایا سعد اللہ خان آٹھہ روز مین کابل سے حضور مین آیا شاہزادۂ دارا شکوہ اور اورنگ زیب بھی
کابل سے آکر مشرف سلام ہوئے شاہزادۂ اورنگ زیب جو صوبہ دار ملتان کا تھا صوبۂ ٹھٹھہ بھی اوسکو سپرد ہوا
اور سرکار بسکر اور سیستان اوسکے تیول مین مقرر ہوئی اور وہانکی رخصت ملی۔ شاہزادۂ مراد بخش کابل کا صوبہ دار ہوا
خلیل اللہ خان میر بخشی ہوا امیر الامرا علیمردانخان کابل سے آکر صوبۂ کشمیر کا جاگیر دار ہوا اور حکم ہوا کہ عبد النبی بیگ کو نیابت
پر بھیجکر خود لاہور مین سیقدر ٹھہرکر حضور مین آئے دارا شکوہ نے جشن وزن شمسی مین خلعت جواہر اور چار لاکھ روپیہ
انعام پایا اور سعد اللہ خان نے جو نوازشہاے شاہی سے ایسے منصب پر رسائی کی تھی کہ کوئی مرتبہ اضافہ کا باقی نہ رہا تھا
لہذا دو کرور دام کہ سالیانہ تیس لاکھ روپیہ ہوتا ہے تنخواہ مقرر ہوئی اور علیمردانخان عنایت فرہ شاہی سے مخصوص ہوکر صوبۂ کشمیر کو رخصت ہوا

چوبیسوان سال سنہ ۱۰ ہجری

اسی سال مین مسجد اکبر آبادی محل کی بنکر تمام ہوئی آوسکے پاس خاطر گھوڑے پر سوار ہوکر مسجد مذکورہ مین گئے آور دو گانہ عبادت ادا فرمایا بانی مسجد نے جواہر مرصع وغیرہ سے اٹھارہ خوان زر دسیم سے لبریز نثار کے طور پر نذر سے گذرانا۔ ڈیڑھ لاکھ کے خرچ سے دو برس مین یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ اس سال مین نامہ نذر محمد خان متضمن شکر گذاری واستدعاے مزید ترقی کے صادر ہوا اسطرف سے ایک لاکھ روپیہ کی نقد و جنس اور دو ہزار روپیہ مصحوب خواجہ خاوند محمود اور بقیہ جو کچھ فتح بلخ کے بعد نذر محمد خان کے اموال سے ضبط ہوا تھا اور دس ہزار روپیہ نقد عبد الرحمن کو بھیجا گیا چونکہ سن پادشاہ کا سیتن سے گذر گیا تھا منقیان ایمان کیش کے فتوے سے ماہ رمضان کے روزے افطار ہوئے مبلغ ساٹھ ہزار روپیہ فدیہ عطا کیا گیا ماہ رمضان کی ہر شب کو نیازمندان درگاہ خوان انعام سے شکم سیر ہوتے تھے مقرر ہوا کہ ہر رمضان کو اسیطرح ہوا کرے اس سال مین عبد الرحمان نے جو باپ کی طرف سے ولایت غور کی حکومت کرتا تھا سبحان قلیچان قلماق خان کو مقرر کیا تاکہ اوسکو اثناے راہ شیر و شکار مین کمین کر کے قید کر لاوے ہوا اور سبحان علی کے حضور مین آکر مجبوس ہوا اوسنے قلماق خان سے کہا کہ اگر مجھے بادشاہ ہند کے پاس پہونچا دو عطایاے شاہی سے سرفراز ہوگے جماعہ مذکور نے اوسیطرح تعمیل کی درگاہ حضور مین لائے اور اختیار ملازمت کر کے چار ہزار سی سوار پانسو واروں کا ملا

پچیسوان سال سنہ ۱۰۶۱ ہجری

اس سال مین محی الدین سفیر سلطان روم جو عبد القادر جیلانی کی اولاد مین تھا پہونچا اور حاجی احمد سعید اسطرف سے روانہ سفیری پر مقرر فرمایا گیا جیغہ مرصع اور شمشیر مع پرتلہ مرصع جسکی قیمت ایک لاکھ روپیہ کی تھی بطریق ارمغان کے مع نامہ کے جسمے سعد اللہ خان نے لکھا تھا قیصر کو ارسال ہوا اور بندر سورت کے متصدیون کو حکم گیا کہ ایک لاکھ روپیہ کے یاب عرب خرید کر کے حوالہ کرین تاکہ مکہ معظمہ مین مستحقون کو تقسیم ہو آغاز جلوس سے اس تاریخ تک دس لاکھ روپیہ کا مال سواے نقد کے جسکی قیمت وہان پر دو چند ہوتی تھی مکہ اور مدینہ کو روانہ ہوے اور سفیر قیصر کو پندرہ ہزار روپیہ (اضافہ) دیکر حاجی احمد سعید کے ہمراہ رخصت معاودت عطا ہوئی ابتداے ورود سے روز رخصت تک ساٹھ ہزار روپیہ نقد سواے جنس کے عطا فرمایا گیا چین سعید خان بہادر ظفر جنگ جو کہ اسی خاندان کا پشت و پناہ تھا نمکوار اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سرفراز تھا اس جہان گذران سے گذرا بادشاہ کو ملال ہوا۔ لہراسپ خان ولد مہابت خان نے پنجہزاری پنجہزار کا اضافہ پایا اور مہابت خان کا خطاب ملکر صوبہ کابل کا بندوبست عطا ہوا لطف اللہ خان اور عنایت اللہ خان ولد سعد اللہ خان وزیر شرف یاب ملازمت ہوئے اول کو تسبیح مروارید دوم کو ہیرہ مرصع عنایت ہوا دوشنبہ کی رات شانزدہم ربیع الاول کو لاہور سے کابل کو بعزم استرداد قندہار کے کوچ کیا اور شاہزادۂ اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ ملتان سے روانہ ہو کر قندہار جاوے اور سعد اللہ خان نے

پچاس ہزار سوار سے اجازت پائی کہ کابل اور غزنین ہوتے ہوئے قندہار کو جاوے اور شاہزادۂ اورنگ زیب کے اتفاق سے قندہار کا محاصرہ اور تسخیر کی تدبیر کرے اور تین ہزار اونٹ اس لشکر مین ہمراہ دیے اونمین سے پانسو اونٹ خزانہ اور پانسو مین ہتیار رکھے اور قریب دو ہزار شتر کے توپخانہ کے سامان سے بابت گولہ باروت جسنہ وغیرہ کے معمور تھے **الغرض** ۱۴ جمادی الاولے کو بادشاہ گلگون تگ پر سوار داخل کابل ہوا شاہزادہ اورنگ زیب نے بیس ہزاری منصب سے اضافہ پایا اور شاہزادۂ شجاع حسب الطلب بنگالہ سے واقع کابل خدمت پدر مین حاضر ہوا

چھبیسوان سال سنہ ۱۰۶۲ ہجری

اندرون مین جان بیگ شاہزادۂ شجاع کے ملازم نے مع ہزار سوار سرکار اور ہزار سوار ملازم شاہی کے حکم پایا کہ پندرہ لاکھ روپیہ واسطے خرچ لشکر معینہ کے قندہار لیجاوے ۔ اور شاہزادۂ اورنگ زیب قندہار پہونچکر دو مہینے آٹھ دن تا بمقدور تسخیر قلعہ مین گرم تدبیر رہا جسوقت شاہزادۂ اورنگ زیب کے قندہار پہونچنے کا حال اوتار خان بگلر بیگی قندہار کے عرضیہ سے شاہ عباس بادشاہ ایران کو معلوم ہوا فوج کے جماؤ کو حکم دیا اور دار السلطنت اصفہان سے باغ سینو نظام عباس آباد مین نقل مکان فرمایا اور تھوڑی سی فوج بطور منقلا کے پیشتر سے روانہ فرمائی شاہزادۂ اورنگ زیب اور ہندی فوج نے جب ورود لشکر ایرانی کی خبر پائی رعب و ہراس اسقدر مستولی ہوا کہ نقارۂ کوچ پر چوب چلی ۔ چونکہ شاہزادۂ داراشکوہ نے صوبۂ کابل کے انتظام کا قرار کیا اصل سے اضافہ ہوکر منصب سی ہزاری اور بیس ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور پانچ کرور دام انعام پائے اور صوبۂ ملتان بھی تفویض ہوا ۔ اور سلطان سلیمان شکوہ بڑے لڑکے دارا شکوہ کو منصب بہشت ہزاری چار ہزار سوار اور عنایت فیل خاصہ اور علم و نقارہ سے سرفرازی ملی اور کابل کی صاحب صوبگی پائی اور خیمۂ سرخ جو شاہزادون سے مخصوص ہے اوسے عنایت ہوا اور داراشکوہ کو حکم ہوا کہ بعد بندوبست کابل سے درگاہ والا کو معاودت ہوا اور خود بدولت اسی سال مین کابل سے سبقت فرما کر لاہور ہوتے ہوئے اکبر آباد آئے شاہزادہ اورنگ زیب کو ولایت بنگالہ کے انعام سے سرفراز فرمایا اور ملتان کے عوض مین ہر چہار صوبۂ دکن کے عطا فرمائے اور احمد آباد گجرات کی صوبہ داری شایستہ خان کو تجویز ہوئی اور شاہزادۂ شجاع صوبہ بنگالہ کو رخصت کیا گیا جب داراشکوہ صوبۂ کابل سے حضور مین آیا تسخیر قندہار کی آرزو عرض کی لہذا بیس لاکھ کا ساز و سامان عطا ہوکر رخصت دی گئی

اور راجہ جسونت سنگھ ہزاری ذات کے اضافہ سے شش ہزاری پنج ہزار سوار سے کامیاب ہوا

ستائیسوان سال سنہ ۱۰۶۳ ہجری

راج سنگھ ولد رانا جگت سنگھ منصب پنجہزاری پنج ہزار سوار اور خطاب رانا سے سرفراز ہوا شاہزادۂ داراشکوہ بموجب وعدہ کے سامان جنگ طیار کرکے مع فوج بیشمار اور توپخانۂ ازدر آثار اور فیلان کوہ شکال کے قندہار پہونچا تسخیر قلعہ کی نہایت تدبیر کی دولت خان افغان نے جو قدیم نوکر بادشاہ ایران اور دو کے اور جوشانے کا حاکم تھا افواج ہندی مین ملکر داراشکوہ کی

رفاقت قبول کی اس سبب سے اور بھی دارا شکوہ کی ہمت بندھی تسخیر قلعہ کو زیادہ تر عزم کیا آخر دارا نے ایران کو جب ادبار خان بگلر بیگی قندہار کی عرضداشت سے یہ احوال معلوم ہوا تدارک کی فکر ہوئی سنجان بیگ غلام خاصہ شریفہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ اوس گروہ کے اتفاق سے جسکی سرداری مومی الیہ کے ہرات مین کی تھی اور نیز دیگر امرائے خراسانی کے ساتھ روانہ منزل مقصد ہوکر رعایائے اطراف کو مخالفین کے تعرض سے محافظت کرے اور منوچہر خان بگلر بیگی استرآباد کو بھی حکم ہوا کہ قبل علی قلیخان سپہ سالار کے روانہ ہوا اور سپہ سالار بھی مورد فرمایا گیا ہر طرف جمعاوشکر ممالک محروسہ مین فرمان صادر ہوئے اور بادشاہ مازندران سے فیروزکوہ کو متوجہ ہوکر بسطام کو چلا جب اوتار خان نے مکرر مہدی قلی خان حاکم بست کی بدسلوکی اور بدسرانجامی کی حقیقت حضور مین عرض کی۔ امام قلی سلطان حاکم اسفراین کو مہدی قلیخان مذکور کی جگہ پر بست کی ایالت عطا فرماکر حکم دیا کہ بہت جلد جاکر قلعۂ [illegible] فتح کرے سردار شکوہ جب اس اخبار سے باخبر ہوا رستم خان دکنی کو جو مع افواج اور فیلان قہر موج روانۂ بست ہوا تھا تحریر کیا کہ طرق اور تواریخ سے خبردار رہے۔ اور جب ایرانی سپاہ پہونچے اوسکی مدافعت مین ساعی ہو۔ اور اگر ممکن ہو قلعۂ بست بھی تسخیر کرے۔ رستم خان نے قبل ورود امام قلی سلطان کے قلعۂ بست کا محاصرہ کیا۔ اور مہدی قلیخان نے جو کہ ناہنجاری کی راہ مین قدم زن تھا اور بازو پرس شاہی کا خوب یقین کیا تھا داخل لشکر چغتایہ ہوکر قلعہ بست کو رستم خان کے حوالہ کیا۔ دارا شکوہ اس مدد غیبی سے زیادہ تر سرگرم تدبیر ہوا اوتار خان بموجب ضابطۂ نمک حلالی کے مستقل مزاج ہوکر شجاعت ذاتی دکھلانے لگا اور مراد بخش توپچی باشی نے [illegible] مین کروڑ نار کو شرمایا فوج ہندی چند مقام سے یورش کرکے ہر دفعہ ناکام پھری نہم شوال کو ہندوانے [illegible] سے زیادہ جانفشانیان کین۔ بعض روشناسان فوج ہند ہزار جان کندنی شیر حاجی تک پہونچکر اندر کے گھر ہان سے پردہ پردہ کوے عدم کو سدھارے دلکے باہر حوصلہ نہ نکلے باقی ناکام واپس ہوئے۔ سنجان بیگ مع دو تین ہزار سوار کے جو اوسکی سرداری مین تھے برسم استعجال جلد تر پہونچا چونکہ مقابلہ کی لڑائی مین عہدہ برائی نہ پائی ہر روز لشکر شاہزادہ پر تاخت تاراج کرنے لگا رسد کے پہونچنے کی راہین لوٹ مار کرتا تھا۔ اوسکے ہمراہی جسے پاتے پر کاٹ ڈالتے۔ رستم خان نے سنجان بیگ کی قلت فوج سے باخبر ہوکر مع اپنی فوج کثیر کے سنجان بیگ کے لشکر کو توجہ کی اوسنے جنگ کی مصلحت نہ دیکھکر فولاد کی راہ لی رستم خان نے اسیقدر کام سے ہمچو من دیگرے نیست سمجھکر بازگشت کی اسی اثنا مین موحد خان حاکم استرآباد مع دو تین ہزار سوار ہمراہی کے آپہونچا اور سنجان بیگ سے ملحق ہوکر روانۂ مقصد ہوا۔ اور علی قلیخان بھی وارد ہوا فوجین یکے بعد دیگرے برابر چلی آتی تھین رستم خان روانۂ مقصود ہوا اور علی قلیخان بھی آپہونچا فوجین برابر موج مارتے ہوئے پہونچے لگین رستم خان اس مشاہدہ سے چند روز خوف و امید مین رہا آخر دارا شکوہ کو سلسلہ احوال تحریر کیا اور منوچہر نے کثرت اعدا کی کچھ خیال نہ کی روانہ ہوکر رستم خان کے لشکر سے نیم کوس کے

فاصلہ پر خیمہ گاہ کیا - دارا شکوہ اس تاخت و تاراج ہر روزہ سے جو رستم خان پر ہوتی تھی خبر پاکر ہراسان ہوا اور اوسکو اپنے پاس طلب کیا مشار الیہ قلعۂ بست مین آگ لگاکر دارا شکوہ کے لشکر کو روانہ ہوا فوج ایران نے پیچھا کیا - شاہزادہ دارا شکوہ نے بعد پہونچنے رستم خان اور سننے خبر پہونچنے منوچہر خان وغیرہ کے کوچ کیا ہندوستان کو راہی ہوا اور علی قلیخان نے ایک گروہ تعاقب پر مقرر کیا - دو زنجیر فیل اور کسیقدر اسباب لوٹنے کے ہاتھ لگا - اورنگ زیب کی عرضی سے دریافت ہوا کہ دختر شاہ نواز خان صفوی سے بارہوین شعبان کو لڑکا پیدا ہوا جسکا نام محمد اعظم رکھا گیا اور اسی سال مین ایک مسجد سنگ رخام سے تین لاکھ روپیہ کے خرچ سے سات برس مین تعمیر ہوئی - اور بادشاہ اکبرآباد سے شاہجہان آباد مین آیا - دارا شکوہ نے قندہار سے مراجعت کرکے ملازمت حاصل کی اور اسی سال شاہزادۂ مراد بخش کو گجرات کی صوبہ داری اور شایستہ خان کو مالوہ کی عطا ہوئی اور جشن نوروز کو ذوالفقار آقا سفیر روم آیا اعتقاد خان وغیرہ بعض امرا استقبال کرکے حضور مین لائے سفیر مذکور اثنائے راہ مین جسکے حدود صوبہ سے گذرتا تھا حسب الحکم کسیقدر روپیہ پاتا تھا - روز ورود تک پچاس ہزار روپیہ پایا - اور محمد ابراہیم نے اسد خان کا خطاب پایا - اور ارادت خان کے بدلے مین آختہ بیگی مقرر ہوا - ارادت خان نے عہدۂ بخشیگری پایا اور محمد اشرف اور مصطفی صفی ولد اسلام خان کو اعتماد خان اور صفی خان کا خطاب ملا -

اٹھاسیوان سال ۲۸ سنہ ۶۴ ہجری

اس سال مین خطۂ فیض آباد اجمیر کو نہضت شاہی ہوئی چونکہ عہد جہانگیری مین جسوقت کہ کرن ولد مہاسنگھ درگاہ والا مین آیا اور ایسا مقرر ہوا تھا کہ رانا یا جو شخص رانا کے خطاب سے سرفراز ہوتا تھا وہ قلعۂ چتور کو استحکام نہ دے اور اسوقت مین معلوم ہوا کہ قلعۂ مذکور کی نہایت متانت ہوچکی اور ہوتی جاتی ہے جملۃ الملک سعد اللہ خان وزیر مع تیس ہزار سوار کے اندام قلعۂ مذکور کو چلا اور چودہ پندرہ روز مین اوسکو مہندم کرکے برابر کردیا جب رانا متنبہ ہوکر دارا شکوہ سے رجوع ہوا - شاہزادہ کے توسط سے عفو تقصیرات ہوئین ذوالفقار آقا سفیر روم نے دارا شکوہ کے دیکھنے کی اجازت چاہی اور بعد ملاقات دارا شکوہ سے بیس ہزار اور سلیمان شکوہ اوسکے لڑکے سے انعام لیکر بیسوین رجب کو بموجب حکم پندرہ ہزار روپیہ تواضع ہوا اور تیسری شعبان کو ایک اشرفی چار سو تولہ کی اور اسی وزن کا ایک روپیہ بھی انعام ہوا اور مصحوب قاسم بیگ کے جو روم کی سفیری مین مقرر ہوا تھا خط جو کہ سعد اللہ خان سے لکھوایا گیا تھا مع ایک قبضۂ خنجر مرصع قیمتی لاکھ روپیہ اور کمر مرصع الماس و یاقوت قیمتی چالیس ہزار اور ایک شیشہ بلوری عطر اگر سے لبریز اور دو ہزار تومان گجرات اور کشمیری قیمتی ایک لاکھ روپیہ کے قیصر کے لیے دئے اور آٹھ قطعہ یاقوت اور چار زمرد اور تین دانہ مروارید کے بھی حوالہ ذوالفقار آقا کے قیصر کے واسطے ہوئے اور ذوالفقار کو تیس ہزار روپیہ دیکر رخصت کیا روز ورود سے یوم رخصت تک پونے تین لاکھ روپیہ کا نقد و جنس سفیر کے ہاتھ لگا اسی سال کے جشن قمری مین شاہزادۂ دارا شکوہ کو خلعت خاصۂ ساوری طلسی زرنگار ملا جسکے پھولون پر درصع الماس گوندھے ہوئے تھے اور گریبان و آستین و دامن عمدہ عمدہ بیش قیمت موتیون سے گوہر بار قیمت اوسکی ڈیڑھ لاکھ روپیہ تھی

اور ایک سر بمہر ایک قطعہ لال درد دانہ مروارید قیمتی ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ اور ایک لاکھ روپیہ نقد بادشاہ بلند اقبال کا خطاب پایا اور تخت کے قریب کرسی مطلا پر بیٹھا ملا۔ حکم ہوا کہ اعزاز اسلام میر مبارک یاد اوسکے مکان پر بجا لاوین۔ اور جشن نوروزی مین الہ وردی خان کی بیقصوری ظاہر ہوکر عہدۂ سابقہ پر بحالی فرمائی گئی یہ شخص غلام رضا کے اتہام سے سورت مین معزول ہوا تھا اتہام یہ تھا کہ اسنے ایک خط مغلہ خان کی طرف سے بقلاآقا سے بادشاہ ایران کو لکھا یا ہے اسی سال شیخ عبد المجید شاہنامہ نویس نے رحلت کی

اونتیسوان سال سنہ ۱۰۶۵ ہجری

سید محمد اردستانی مخاطب بہ میر جملہ رتق و فتق مہمات عبد اللہ قطب شاہ والی گولکندہ کا کرتا تھا اور کتنے ملک اور قلعجات سے حاصل کرناٹک سے تسخیر کرکے اپنے آقا کے نذر کئے روز بروز افزایش ہوتے تھے پانچہزار سوار نوکر رکھے آخر کو دراندازون نے اسکی طرف سے قطب شاہ کو برہم کردیا آخر محمد سعید نے اورنگ زیب کے توسل سے درگاہ شاہی کی آرزوی ملازمتی ظاہر کی اور جب التماس شاہزادے کے فرمان شاہی مع خلعت اور نوید عطاے منصب پنجہزاری پنجہزار سوار سید مذکور کے نام صادر ہوا اور دو ہزاری دو ہزار کے منصب کا وعدہ اوسکے لڑکے محمد امین کے نام کیا گیا اور نیز قطب شاہ کے نام حکم صادر ہوا کہ درگاہ والا کی رضامندی سے لائق

تیسوان سال سنہ ۱۰۶۶ ہجری

اس سال مین ۲۲ جمادی الثانی کو سعد اللہ خان وزیر قولنج کے عارضہ مین جو مدت سے تھا ستتالیس برس کا ہوکر جان بحق تسلیم ہوا نصرت خان اسکا معالج تھا بادشاہ مع شاہزادۂ داراشکوہ کے ایکبار تبہ عیادت کو گیا تھا اور اوسکا لڑکا لطف اللہ منصب ہفتصدی صد سوار سے سرفراز ہوا چونکہ بیشتر پہونچنے قاضی عارف کے قطب شاہ نے محمد امین ولد میر جملہ کو مقید کرکے اوسکے مال و اسباب پر متصرف ہوگیا تھا دوسرا فرمان تاکید بدرہائی محمد امین کے اوسکے نام صادر ہوا اور نیز اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ اگر قطب شاہ عدول حکمی کرے اوسکی تادیب مناسب عمل مین لائے اور شایستہ خان وغیرہ امراے معینہ دکن کے نام بھی حکم بھیجا گیا کہ اورنگ زیب کی خدمتین حاضر ہون۔ شاہزادہ اورنگ زیب نے اپنے بڑے لڑکے سلطان محمد کو اوسطرف روانہ کیا اور تعاقب خود بھی ہمقدم ہوا قطب شاہ نے متنبہ ہوکر محمد امین کو مع توابع کے بھیجدیا محمد امین سلطان محمد کے حضور مین آیا چونکہ محمد امین کا اسباب ضبطی شدہ نہ دیا تھا لہذا سلطان محمد حیدرآباد کو عازم ہوا قطب شاہ کو دہشت نے گھیرا قلعہ مین محصور ہوا اور محمد ناصر کو مع صندوق جواہرات کے بھیجا کہتے ہین جب محمد ناصر ملازمت کو حاضر ہوا اوسکے ہمراہیون سے کسیقدر رشوخی ظاہر ہوئی لہذا قید ہوگیا اور ہمراہیان سلطان اوسکے آدمیون کو بھگا کر حیدرآباد مین جا ملے اور بہت سا مال و اسباب لوٹ کر جمع کیا شاہزادہ اورنگ زیب عازم قلعۂ گولکندہ ہوا سعید آباد سے جو آٹھ کوس حیدرآباد سے ہے کوچ کرکے قلعہ سے ایک کوس ادھر جا پہونچا اور محمد سلطان کو حکم دیا کہ مع اپنی فوج کے بائین طرف متوقف ہو اسوقت تین پانچ چھ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادہ دشمنون کے برابر لڑائی شروع ہوئی اکثر دکھنی قتل ہوئے قطب شاہ نے اپنے رہائی اسی مین دیکھی کہ سنوات سابق اور حال کی پیشکش ادا کرے لاجرم سلطان محمد سے اپنے لڑکے کا ازدواج کرنا اظہار کیا اور مقبول ہوکر

اس سال نکاح عمل مین آیا محمد سلطان منصب ہفت ہزاری اور دو ہزار سوار سے سرفراز ہوا اور شاہزادہ اورنگ زیب کا حاجب میر عبد اللطیف جو واسطے لانے میر جملہ کے گیا تھا اوسنے اوسکے آنے کی خبر کولکندہ کے اطراف مین پہونچائی قاضی عارف نے بموجب ایماے اورنگ زیب کے فرمان شاہی اور خلعت مرسلہ اوسے پہونچائے اور اوسنے مراسم تسلیم تقدیم کئے اور ساعت معین بعد ملازمت شاہزادہ مع اپنے لڑکے کے روانہ درگاہ پادشاہ ہوا اس جگہ فرمان عطوفت عنوان متضمن خطاب معظم خان کے مع خلعت خاصہ اور جمدہر مرصع اور پہولکٹارہ اور علم اور نقارہ کے پہونچا جب بفتح و فیروزی شاہزادہ اورنگ زیب آگرہ آیا منصب بست ہزاری پانزدہ ہزار دو اسپہ سہ اسپہ سے سربلند ہوا اور شایستہ خان منصب شش ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ اور خطاب خانجہانی سے معزز ہوا معظم خان درگاہ مین پہونچکر عنایت خلعت خاصہ اور شمشیر مرصع اور اضافۂ منصب یعنے شش ہزاری شش ہزار سوار اور وزارت اعظم اور مرحمت قلمدان مرصع اور دو سو گھوڑے اور دو فیل مادہ آور پانچ لاکھ روپے نقد سے مفتخر اور مباہی ہوا اور جملۃ الملک معظم خان نے جواہر ثمینہ جسمین ایک الماس تھا نو ٹانک یعنی دو سو سولہ سرخ وزنی قیمتی دو لاکھ سولہ ہزار اور ساٹھ زنجیر ہاتھی نر اور چار مادہ مع ساز طلا اور چودہ ساز نقرہ پیشکش گذرانے کل کی قیمت مع جواہر کے پندرہ لاکھ ہوئی ۔ جشن وزن شمسی مین شاہ بلند اقبال داراشکوہ کو پانچ کرور دام بطور انعام کے مرحمت ہوا اور کل تنخواہ اوسکی مع سابق اور حال اور طلب مشقت کے ساٹھ کرور دام کہ سال کا ایک کرور پچاس لاکھ روپیہ ہوتا ہے مقرر ہوئی داراشکوہ نے دو لاکھ روپیہ کا پیشکش کیا اوسمین سے ایک پلنگ خوشرنگ تھا اوسکے ساٹھ ہزار کا قیمتی جسکے پایے اور ستر کیے اوسکا سنگ لشم سے مرصع بالماس و زمرد و یاقوت تھا اس سال مین مسجد جامع شاہجہان آباد کی جسکی سنہ چونتیس جلوس مین بنا ہوئی تھی تمام طیار ہوگئی اس عمارت کا اہتمام پانچ مہینے تک جعفر خان اور دو سال تک خلیل اللہ خان اور تین برس پانچ مہینے تک سعد اللہ خان جشنی کا تھا اور اوسکے انتقال کے بعد روح اللہ خان داروغہ عمارت کو حکم ہوا کہ اوسکی ترمیم کرے غرضکہ چھ برس مین انجام ہوئی تاریخ یہ ہے مصرع مسجد شاہجہان قبلۂ حاجات آمد ۱۰۴۸ اگرچہ ایکیا کا تفاوت ہے مگر عمدگی کے سبب سے بادشاہ کو پسند ہوئی مبلغ دس لاکھ روپیہ کی لاگت اس عمارت مین صرف ہوئی ہے ہر سنگ اوسکے اوپر کے سنگ مرمر اور سنگ موسی کے ہین اور صحن بھی سنگ مرمر سی اور صورت مصلی کی بطور محراب سنگ موسی کے ہے اور صحن مسجد کا فرش سنگ سرخ سے ۔ اور خاص مسجد کی طول عمارت نوے گز اور عرض تیتیس گز وسط صحن مین حوض ہے پندرہ گز اور بارہ گز حوض کے کنارے سنگ مرمر اور موسے سے بنے ہین ۔ میر محمد امین ولد معظم خان جو کثرت بارش کے سبب سے برہان پور مین رہگیا تھا دربار شاہی مین حاضر ہوکر خطاب خانجانی اور خلعت خاقانی سے سرفراز و جہانی ہوا ۔ اورنگ زیب کی عرضی سے واضح ہوا کہ ۲۶ محرم کو عادل شاہ والی بیجاپور جہان گذران سے گذر گیا اوسکے غلامون نے کسی مجہول النسب کو جسکو اوسنے بسبب لاولدی کے جانشین کیا تھا تخت نشین کیا ہے حکم ہوا کہ شاہزادہ مع لشکر متعینہ دکن کے وہان جاکر تسخیر کرے اور خانجہان شایستہ خان کو حکم ہوا کہ بہت جلدی سے دولت آباد آئے اور تا معاودت اورنگ زیب کے وہان مقیم رہے

اور معظم خان اور شاہنواز خان اور مہابت خان اور نجابت خان وغیرہ مع لشکر شش ہزار سوار کے حضور سے مرخص ہوئے کہ شاہزادے کے ہمراہ بیجاپور کی فتح مین مصروف ہون اور محمد امین خان الد معظم خان واسطے تشییت معاملات دیوانی کے باپ کی نیابت پر مقرر ہوا اور سہ ہزاری ذات ہزار سوار کے انعام سے مشرف ہوا ۱۰ ربیع الاول کو لسبب شیوع طاعون کے شاہجہان آباد مین بنابر شکار گڈھ مکتیسر کنار دریاے گنگا پر توجہ فرمائی جب وہان کم ہوئی ۲۵ ماہ مذکور کو شہر مزبور کو معاود ہوا اور رستم خان بہادر فیروز جنگ بعوض بہادر خان صوبۂ کابل کے انتظام کو رخصت ہوا اور اضافہ ہوکر شش ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کے منصب کو پہونچا اور امیر الامرا علیمردانخان حسب الطلب کشمیر سے آکر مشرف ملازمت ہوا

الگیسوان سال ۲۷ سنہ ہجری

اس سال مین رایات عالی جانب فیض آباد متوجہ ہوئے جہان کی عمارت حسین بیگ خان اور غضنفر خان کے اہتمام سے پانچ لاکھ روپیہ کے خرچ مین تعمیر ہوئی تھی سید مظفر حسین پسر سید شجاعت خان بارہہ اوس جگہ کی حراست پر معین اور ہمت خان کے خطاب سے معزز ہوا یہ شخص اول ہری نگر کا زمیندار تھا اور کسیقدر زمانہ سے خلیل اللہ خان کی معی سے داخل ملک محروسہ ہوا تھا زمیندار نے طنطنہ شاہی سے ڈر کر پیشکش اور عرایض نیاز حفظ ناموس کے ارسال کیے اور راجہ جموآستانہ بوس شاہی مین سرفراز ہوا بادشاہ ایک مہینے تک وہان مقیم رہا تیسری جب کو شاہجہان آباد کو معاودت فرمائی ۲۲ کو داخل شہر ہوا اور ایکراس عربی گھوڑا جو شاہزادہ اورنگ زیب نے بھیجا تھا نظر سے گذرا دس ہزار روپیہ اوسکی قیمت جانچی گئی انہین دنون مین معلوم ہوا کہ علیمردانخان امیر الامرا جلسبب موافقت آب و ہوا کے کشمیر کے بسبب مبتلا ہونے مرض سہال کے مرخص ہوکر وہان کو جاتا تھا اثناے راہ مین سہال کی شدت سے واقع مقام ماچی وارہ رہگراے ملک عقبی ہوا لاش اوسکی لاہور مین اوسکی والدہ کے قبر کے پاس دفن کی گئی چونکہ یہ شخص عمدہ دولتخواہون مین تھا بادشاہ نہایت متاسف ہوا اوسکے بڑے لڑکے ابراہیم خان کو مع چند اوسکے رفقا کے لاہور سے طلب فرماکر منصب چار ہزاری نہ ہزار سوار پر سرفراز فرمایا اور نیز دیگر برادران و رفقا کو بھی فراخور لیاقت اضافہ منصب کیا گیا منجملہ جنس وغیرہ ایک کرور روپیہ متروکہ کے نصف ورثا کو دیکر نصف ضبط سرکار کیا گیا لشکر خان نے اصل سے اضافہ ہوکر منصب دو ہزاری پانصدی دو ہزار سوار کا پایا اور صوبۂ کشمیر کے انتظام کے مامور ہوا انہین دنون مین قلعہ کلیان اور مندیر و اور جنیون کی تادیب و تسخیر ہوئی تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب شاہزادہ اورنگ زیب قلعۂ بیجاپور کی تسخیر پر جیسا کہ تحریر ہوا مامور ہوا مع امیر جملہ معظم خان اور دیگر افواج معینہ کے اوسی طرف کو سدھارا ۲۴ ربیع الثانی کو قلعہ بیدر کے قریب منزل ہوئے محاصرہ کا ڈول ہوا ۲۳ جمادی الثانی کو جو برج کہ معظم خان کے مورچہ کے برابر تھا صدمات توپ سے منہدم ہوگیا مرجان نام حبشی نے جو کہ عادل شاہون کا غلام خاصہ اور اونکا معتمد علیہ اور ارتیس بیجاپور سے قلعہ مذکور کی حفاظت مین مامور اور قریب ہزار سوار اور چار ہزار پیادہ کے ہمراہ رکھتا تھا اوس برج شکستگی کو دیکھکر اوسکے عقب مین سرنگ لگائی تاکہ بروقت غلبۂ مخالفین کے آگ لگادین جسوقت اوس برج سے راستہ ظاہر ہوا سمجھکر برج کی عقب مین سرنگ لگائی تاکہ بروقت غلبۂ مخالفین کے آگ لگادین جسوقت اوس برج سے راستہ ظاہر ہوا

شاہزادہ اورنگ زیب اور معظم خان کے لوگ اوس برج پر چڑھ دوڑے مرجان مع ہشت پنسد اکثر ملازمین نزدیک برج آکر مستعد مدافعہ ہوا۔ قضارا ایک بان جو مخالفوں نے پھینکا اوسکی چنگاریاں حقہ باروت میں جا پڑیں پس آگ لگ اوٹھی اوسکے بعض رفقا جلکر خاک ہوئے اور خود بھی مع دو فرزند کے آتش سوزان میں جھلگیا فوج اوسی راہ سے جا پہونچی ہر ایک قلعہ کے ارک قبضہ میں آگئے اسوقت شاہزادہ بھی نوبت بجاتے ہوئے قلعہ میں آپہونچا قلعہ داروں نے پناہ چاہی الغرض قلعہ مفتوح ہوگیا۔ شاہزادہ مہابت خان کو مع چند دیگر بندگان درگاہ کے قلعہ میں چھوڑ کر جانے اقامہ معاودہ ہوا اوسکی صبح کو برہان الدولہ النار والسقر ہوگیا دوسرے روز شاہزادہ نے حصار میں جاکر جس مسجد میں کہ سلاطین بہمنیہ نے بنوائی تھی صاحبقران ثانی شاہجہان پادشاہ کا خطبہ پڑھایا نقد و جنس بہت سے ضبط ہوئے قلعہ دکھنی قلعجات مشہورہ میں سے ہے بیدر شہر نہایت وسیع اور فسیح اور سرحد صوبہ تلنگانہ ہے سابقا جاے حکمرانان دکن کی تھی ہمیشہ راجہ کرناٹکا اور مرہٹہ اور تلنگ اسکے مطیع رہے ہیں دمن راجہ نل کی معشوقہ جسکا قصہ شیخ فیضی نے منظوم کیا ہے اسی شہر کے مرزبان راجہ بھیم سین کی لڑکی ہے۔ اول سلطان محمد ولد التغلق نے یہاں پر دسترسی پائی بعد الاں سلاطین بہمنیہ کے نصیبے چمکے پس اونہوں حکام بیجاپور یوں نے دہوم کی رفتہ رفتہ اسوقت میں بابری شوکت کے زیر حکومت آیا اسوقت میں ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ برہمنان کوکن اولاد بالاجی راو کے قبضہ میں ہے جسکا لقب نانا جی مشہور تھا جو اس قلعہ کلیان اور کلبہ گہ کی تسخیر اور ملک بیجاپور کی کشایش اور تخریب پر شاہزادہ کی عزیمت مصمم تھی اور پیاجی برادر مانوجی اور سیوا بوسلا وغیرہ فتنہ سازوں نے شوخیاں کرکے پرگنات رستم آباد چمار کوندہ مع دیگر نواحی احمد آباد کے تاخت تاراج کیے لہذا فیروز خان مع تین ہزار سوار کے اونکی تادیب کو مقرر فرمایا گیا اور سلطان محمد معظم اور افتخار خان کو قلعہ بیدر میں چھوڑ کر ۲۳ رجب کو خود بدولت قلعہ کلیان کی طرف متوجہ ہوا اور ۲۹ ماہ مذکور کو وہاں پہونچکر قلعہ کو گھیر لیا بڑی جنگ و نیرنگ کے بعد جو کہ مددگاران اوس قلعہ سے ہوے اور جنس خلات وغیرہ کا پہونچنا متعذر ہوا دلاور حبشی جو کہ عادل شاہ کی طرف سے مع دو ہزار بندوقچی اور توپ و تفنگ وغیرہ سامان حرب کے محافظ قلعہ تھا ملتجی امان ہوا اور بموجب مشیت ظہور رسی کے عرضداشت بقلعہ گوشاہزادہ کے حضور میں شرفیاب ہوا اور مرخص ہوکر بیجاپور چلا گیا یہ قلعہ مضبوطی اور استحکام میں اول قلعہ ہے زیادہ تر جب اورنگ زیب کے عرائض سے یہ فتح اور نیز دیگر فتوحات کا نوید حضور شاہی میں پہونچا تمام ولایت بیدر کی مع اوسکے مضافات اور قلعہ رام گڈہ کے بطریق انعام شاہزادہ اورنگ زیب کو عطا فرمایا گیا اور تنخواہ بھی مع سابق و حال کے ۱۲ کرور دام مقرر ہوکر عنایت دیگر بھی بسندول ہوئیں اور بیدر کا نام ظفرآباد رکھا گیا اور معظم خان اور شاہ نواز خان اور مہابت خان وغیرہ امرا متعینہ نے جنہوں کی عرقریزیاں اور کوششیں بھی معرکہ میں ہوئیں تحسین عطاے خلعت اور اضافہ منصب سے سرفرازی پائی چونکہ عادل شاہ وغیرہ سرکشوں کو یقین ہوا کہ عنقریب اپنے اعمال زشت کا ثمرہ ملا چاہتا ہے غیر از اطاعت اور فرمان برداری کے کوئی تدبیر نہ معلوم ہوئی ابراہیم بھی خان کو جو معتمدان اوس دولت میں تھا شاہزادہ اورنگ زیب کی

خدمت میں بھیجا اور طلبگار رہوئے اور مقرر ہوا کہ دریا کے رو رو پیہ مع نقد و جنس اور فیلان شوکت و شان کے طریق پیشکش ارسال کرے
اور قلعہ ربندہ کو مع اوسکے لواحق اور دیگر قلعجات ملک کوکن اور دیگر محالات کے گماشتگان شاہی کے قبضۂ قدرت میں
چھوڑ دیوے رنگ زیب نے جب تک خبر حضور شاہجہان میں معروض کی بادشاہ نے اونکی عاجزی پر رحم فرما کر منجملہ پیشکش کے
پچاس لاکھ روپیہ معاف فرمایا اور شاہزادہ کو فرمان لکھا کہ قاضی نظاما کو واسطے وصول پیشکش کے روانہ کرکے خود مع لشکر
فیروزی اثر کے معاودت کرے اور معظم خان قلعجات کی ضبطی سے دلجمعی کرکے بعد واپس آنے اور وصول کرلانے پیشکش کے
مع پیشکش روانۂ حضور ہوے ہفتم ذی حجہ کو بادشاہ عارضۂ حصبۃ البول میں اسیر ہوا حکما نے تشخیص کیا کہ مواد بولی اسیر ہے
رزق اللہ ولد مقرب خان نے فصد لی مگر کچھ آمد مدعا نہوا آخر چند اشخاص کی رائے کے اتفاق سے جونک لگا کر خون نکالا اس سے بھی حبس
اور حرقت بول کی مدافعت نہوئی لاچار دیگر تدبیرات بلائی گئیں چند روز تک ضعف کا زور رہا آخر کار مقرب خان کی تحریص سے
شیر خشت نے کسیقدر فائدہ دکھلایا مبلغ ساڑھے سات لاکھ روپیہ زکات شاہجہان آباد کی معاف کرکے فرمان لکھا کہ
تمام ممالک محروسہ میں رسم زکات کی معاف ہو مبلغ پانچہزار روپیہ مع ایک زنجیر فیل اور ایک اراقی گھوڑے کے اہل
استحقاق کو تصدق ہوا قیدیوں کو رہائی ملی اور بادشاہزادۂ دارا شکوہ کا دہ ہزاری دہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ
اضافہ ہوکر پنجاہ ہزاری سے ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب ملا اور ایک کرورام جو سابق و لاحق سے اکیس کرورام
ہوئے تھے نوازش ہوئی اور رنگ زیب کی عرضداشت سے محمد اکبر کی ولادت واقع ۱۲ ذی حجہ دریافت حضور ہوئی انہیں دنوں میں
معظم خان نے دارا شکوہ کی تحریک سے وزارت سے معزولی پائی اسکا سبب یہ تھا کہ یہ شخص اورنگ زیب کا متوسل تھا
اور معظم خان اور مہابت خان وغیرہ امرا کو طلب حضور کیا اور محمد امین خان باپ کی نیابت سے ممنوع اور رائے رایان تا مقرر ہونے
وزیر کے کار دیوانی پر مامور ہوا جب بادشاہ غلوب مرض شاہزادۂ دارا شکوہ ولیعہدی سے مدار علیہ سلطنت ہوا اور بھائیوں سے
اندیشہ مند رہتا تھا اکبر آباد کو اوسط ممالک محروسہ سمجھکر وہاں اوٹھہ چلنے کی خدمت پدر میں استعلا لکی بادشاہ پاس و لحاظ
محبت جو کہ اوسکے ساتھ تھی جسمیں اوسکی تقویت سمجھی بموجب التماس ۸ محرم کو بسواری کشتی متوجہ اکبر آباد ہوا اور دانشمند خان
بخشیگری سے مستعفی ہوا تھا اوسکی جگہ محمد امین خان ولد معظم خان عمدہ میر بخشیگری پر سرفراز ہوا ۸ صفر کو گھاٹ شاہی
ہونچکر نور روز مقیم ہوا اسی مقام میں ہمارے نے تنزل پکڑا بعد دو مہینے اور کسیقدر زیادہ کے نے مدد دوا طبیعت خود بخود درست
ہوگئی روز بروز اثر صحت زیادہ ہوتا تھا چونکہ سلام مقرر ہو چکا تھا کہ غرۂ ربیع الثانی تاج کو قلعہ میں داخل ہونے کی ساعت ہے
دارا شکوہ کی منزلگاہ میں رہے ۱۴ کو اوس مکان میں تشریف لایا حکیم مقرب خان کو دس ہزار روپیہ کے جواہر و طلا و نقرہ
عنایت فرمایا اور اس مہینے کے آخر میں اخبار دکن سے اشتہار ہوا کہ بعد انجام مہمات دکن کے شاہزادۂ اورنگ زیب معاودت کرکے
اورنگ آباد میں پہونچا اور دلرس بانو بیگم بنت نواز خان کی لڑکی جو شاہزادہ کو منسوب تھی عالم لقا کو متوجہ ہوئی مہابت خان
وغیرہ امرائے متعینۂ دکن کے حضور میں پہونچکر مورد عنایات ہوے شاہزادۂ دارا شکوہ اول خدمات کے عوض میں جو ہنگام سپاہی

ظاہر ہو مبین کہ تین جواہر آلات قیمتی ۱۳ لاکھ نوے ہزار روپیہ کے عنایت ہوئے اور اضافہ ہو کر منصب چہار ہزاری سے ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز اور سابق و لاحق سے ۳۴ کرور دام جسکا مجموع سالیانہ دو کرور رسات لاکھ روپیہ ہوا اور علاوہ اسکے ایک کرور روپیہ نقد اور سو اس گھوڑے خطاب ہوئے اور صوبہ بہار بھی تفویض ہوا اور جعفر خان خدمت وزارت اعظم پر سرفراز ہوا ۱۷ جمادی الاولے کو مہابت خان کابل کی صوبہ داری پر سرفراز ہو کر رخصت ہوا غرض ہوا کہ ۱۲ ربیع الاول کو عبد الحکیم سیالکوٹی رہگرائے آخرت ہوا جسوقت التماس ہوا کہ ہر چند وکیل شاہزادہ شجاع کا مزاج والا کی صحت وری لکھتا ہو اوسے محمول بہ سازش سمجھکر اپنے برطے بھائی کو لکھا اور اوسکو واقعی نہین سمجھا۔ اور جگمالہ سے مع لشکر گران کے بعزم اکبرآباد روانہ ہوا ہی۔ سلطان سلیمان شکوہ کو مع راجہ جی سنگھ اور بہادر خان اور دیگر لشکر کے جو بیس ہزار سوار تھے دفع شورش کے لیے اوس طرف کو معین فرمایا اور بروقت رخصت کے سلطان کو اضافہ سہ ہزاری اور راجہ جی سنگھ کو ہزاری ذات اور ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے اضافہ کر کے منصب شش ہزاری پنجہزار سوار عطا فرما کر ایک لاکھ روپیہ انعام فرما کر رخصت کیا۔ حکم ہوا کہ اگر شجاع اپنی نافہمی سے اپنی جگہ کو نہ پلٹ جائے تو اوس سے لڑائی کر کے تادیب قرار واقعی کی جاوے اور مہاراجہ جسونت سنگھ راٹھور کو ہزاری ذات کے اضافہ سے ہفت ہزاری اور ہفت ہزار سوار اور ایک لاکھ روپیہ انعام عطا ہوا۔ آور ظاہر مین ٹالوہ کی صوبہ داری پر اور باطن مین اورنگ زیب کی مخالفت کو مقرر فرمایا اور نیز دیگر امرا اور منصبداران کو بھی کمک پر تعین فرمایا اور سید قاسم ملازم دارا شکوہ اوسکی طرف سے قلعہ الہ آباد اور نیز وہانکی صوبہ داری پر مرخص ہوا غرہ ربیع الثانی کو بادشاہ نے اپنے دولتخانہ قلعہ اکبرآباد مین نزول فرمایا جب دریافت ہوا کہ شاہزادہ مراد بخش نے مزاج مبارک شاہنشاہی کی بیماری سنکر سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا ہو اور سید علی نقی خان دیوان بادشاہی گجرات کو چوروہان کے مفسدون کی سرکوبی پر مامور تھا بدون تحقیق جرم اپنے ہاتھ سے مار ڈالا اور خزانہ شاہی اور بیگم صاحب کے مال و متاع مین دست درازی کی اور رعایا اور سوداگرون کے مال و متاع مین طمع کی ہر اوسکے تغیر مین قاسم خان میر آتش کو احمد آباد کی صوبہ داری پر رخصت کیا باقی احوال اس سال کا اور ایام زندگانی شاہجہان بادشاہ کا شاہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کے وقایع مین آگاہی دیا جاوے گا۔

تفصیل اولاد شاہجہان بادشاہ

چار لڑکے تین لڑکیان نواب ممتاز محل دختر میر الدولہ آصف خان کے بطن سے تھین اور یہ تینون آغاز شاہزادگی سے انجام سلطنت پدر تک زندہ رہین۔ اول شاہزادہ دارا شکوہ اسکی ولادت ۱۰۴۱ ہجری مین واقع ہوئی اسکے چار لڑکے ابن صبیہ سلطان پرویز سے سلیمان شکوہ سپہر شکوہ جانی بیگم اور دوسری لڑکی کا نام نامعلوم ہی دوم شاہزادہ شجاع اسکی پیدایش ۱۰۲۵ ہجری مین اسکے پانچ لڑکے زین الدین بلند اختر زین العابدین دل پسند بانو بیگم گلرخ بانو بیگم خردمند بانو بیگم خیر النسا بیگم چند بیگمات سوم شاہزادہ اورنگ زیب اسکی پیدایش ہوئی ۱۰۲۷ یکشنبہ کی رات کو ولادت ہوئی آفتاب عالمتاب ولادت کی تاریخ اسکی اولاد کے نام آخر احوال مین درج ہون گے چہارم مراد بخش اسکی ولادت ۱۰۳۳ مین واقع ہوئی فرزند اسکے ایزد بخش دست دار

بانو بیگم آسایش بانو بیگم ہمراز بانو بیگم شاہجہان کی لڑکیان اول نواب علیۃ العالیہ جہان آرا بیگم مشہور بیگم صاحب اسکا تولد ۱۴ صفر ۱۰۲۳ھ مین ہوا نہایت عزیز پدر تھی اور کل لڑکون سے معزز اور مکرم اور ۶۰ ساٹھ لاکھ روپیہ سالیانہ اوسکے مصارف کے واسطے مقرر تھا یہ عورت نہایت جواد اور فیاض تھی دوم نواب روشن آرا بیگم جسکی ولادت ۱۰۲۶ھ ہجری مین ہوئی ۔ سوم نواب گوہر آرا بیگم جسکی ولادت ۱۰۴۰ھ ہجری مین ہوئی نواب پریہز بانو بیگم قندھاری محل صبیہ مرزا مظفر حسین صفوی کے بطن سے ۱۰۴۲ھ ہجری مین پیدا ہوئی اور محل نو سے جو شاہنواز خان کی لڑکی اور شاہنواز خان ولد خانخانان تھا کوئی لڑکا زندہ نہا

بعض عجائبات عہد عالمگیری اور شاہجہان کا بیان

ملا خواجہ مرید میان مہر مرشد ملا شاہ بدخشی کا تھا اوسکا مولد بہار اور لاہور مین نشو و نما ہوا تھا نہایت دارستہ مزاجی سے گذرانتا تھا ۔ اور کمال نے نصیبی اور نے تعینی مین زندگی کرتا تھا خواجہ بنجا در خان عالم گیری مولف تاریخ مزاۃ العالم کا جو خواجہ سرایان بادشاہی مین جملہ مقربین سے مشہور تھا اپنی کتاب مین لکھتا ہی کہ خواجہ دربار خان ناظر شاہجہان کے عہد مین نظارت کی خدمت رکھتا تھا مجھسے نقل کرتا تھا کہ لاہور مین ایک مرتبہ شاہجہان دارا شکوہ کے مکان مین گیا وہان پر مجھسے ارشاد فرمایا کہ واپسی کے وقت ملا کو دیکھکر دولتخانہ جاوینگے پس تو پیشتر چلکے خبر لے **الغرض** بندہ گوشۂ خستہ ملا مین جا پہونچا کیا سنتا ہون کہ وہ بھی کہین باہر قدم رنجہ کر گیا ہی چند گھڑی توقف کیا کہ بادشاہ کی سواری نمودار ہوئی ۔ مینے عرض حال کیا بادشاہ نے فرمایا کہ تو یہان حاضر رہ جب ملا آوے ہمارا اسلام کہکر یہ مصرعہ پڑہنا ؎ طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت جب ملا نے آکر یہ مصرعہ سنا در جواب کہا کہ حضرت نے غریب نوازی فرمائی لیکن مینے عمداً بنظر تکلیف حضرت کے کنارہ پکڑا تھا اور عام کے ہاتھ سے میری داڑھی سلامت رہی باقی کل جواب دونگا دوسرے روز ملا نے تنہا پیادہ پا جاکر زمین بوس کی اوس زمانے مین واقع دربار عام لقب کیا تھا جا ٹھہرا اوسوقت بندہ نے پہچانا بادشاہ سے جا عرض کیا ۔ بادشاہ خوشنود ہوکر جلد دربار عام سے اوٹھکر ملا کے پاس آیا خلوت مین باہم صحبت ہمدیگر ہوئی ۔ اور نیز لکھتا ہی کہ سعد اللہ خلف اسلام خان نے ملا کی خدمت مین کسب علوم کو لمدورفت رکھتا تھا ایک روز ملا کی زبان پر گذرا کہ بادشاہ سنہ کے وزیر کو طلب کرو حاضرین متعجب ہوئے کہ کسے کہتا ہی ملا نے کہا سعد اللہ کو کہتا ہون آخر کار شاہجہان کا وزیر ہوا اور نیز لکھتا ہی کہ ثقات سے سنا گیا کہ ایک روز فقیر ان حقیقت کیش کا ہجوم بیٹھا ہوا تھا مسئلہ وحدت وجود کا ذکر ہوا ہر ایک نے حسب لیاقت بیان کیا درمیان مین ملا خواجہ خاموش تھا ناگہان اوٹھکر ملا کے پاس گیا وہان پر سنگ ہی تھی جا بیٹھا اور ٹھہرا توقف کے بعد باہر آکر کہا کہ اوسکا جواب یہ ہی جب لوگون نے خوب غور کیا کپڑے تک نہ جھلے تھی عالمگیر کے اوایل جلوس مین ۱۰۶۸ھ ہجری مطابق اول جلوس کے ملا سے مرقوم ایک روز باغ فیض بخش کی سیر کو لاہور گیا تھا وہان پر دو تین مرتبہ کہا مجھے طلب کرتے نہین اور اوسی وقت جان بحق ہوا اور بموجب اوسکی اجازت کے اوسکے مرشد کی قبر کے پاس مدفون کیا ۔ ملا شاہ بدخشی بھی میان شاہ میر کے مریدون مین ہی بحسب ارادت گویا ملا خواجہ کا بھائی ہی ہر دو نوایک ہی مرشد کے مرید ہین

رباعی انکی حالی کیفیت سے نہین یہ عزیز بھی مرجع مردم تھا کہتے ہین داراشکوہ کا پیر و مرشد تھا رباعی اے بندہ پیاے
قفل بردل ہشدار ٭ وے دوختہ چشم پاے در گل ہشدار ٭ عزم سفر مشرق و دور در مغرب ٭ اے راہ روپشت بمنزل ہشدار
حکایت قاضی ابراہیم تتوی جو اپنے عہد کے فاضلون مین تھا۔ بختاور خان نقل کرتا ہی کہ اکبر ور قاضی مجھسے حکایت کرتا تھا
کہ بندہ شیخ میرک کے مکان مین گیا جب وہ اواخر عہد عالمگیری مین کل کی صدارت رکھتا تھا۔ مجلس علما سے برپا تھی
ناگاہ ایک شخص لباس حقیر خفیف در بر دعامہ ابتر بر سر وارد ہوا شیخ میرک نے بڑا سا احترام دا کراہ کیا جب وہ گھڑی بھر کے بعد
مرخص ہوا۔ تب بھی عزت و تکریم کی۔ حضار مجلس نے میرک کا مبالغہ اوسکے احترام مین دیکھکر اوس سے استفسار کیا جواب
پایا کہ یہ عزیز غرایب علوم مین دستگاہ رکھتا ہی اور جنات اسکے مسخر ہین۔ بندہ اس کلام سے جلا اوٹھا اور اوسکے
اشتیاق مین روانہ ہوکر راستہ مین ملاقات کی اور بامید مشاہدۂ عجایبات کے بہت سی عجز و عاجزی کی اوسنے اپنا
قیامگاہ بتلا کر کہا کہ اگر قدم رنجہ ہو فیض عالی سے محبت ہوگی خیر مین چار روز کے بعد اوسکے گھر گیا میری خبر پاکر کوٹھے سے
اوتر کر نہایت دلگرمی سے ملاقات کی اور کہا کہ کوئی کار ضروری ہی آپ کوٹھے مین بیٹھیے ابھی حاضر ہوتا ہون بندہ جب چند
زینہ چڑھا دیکھا کہ ایک گروہ عمایم کا بیٹھا ہی اور صحبت مذاکرہ ہی خیر میری تعظیم کو استقبال کرکے صدر مجلس مین لیجاکر بٹھایا
اوسمین سے دو تین آدمی ہاتھون مین کتاب لیے تھے ایک نے اونمین سے کتاب مطول کھولی اتفاقاً اوس تین روز کے عرصہ مین
جو طالب علم مجھسے سبق لیتے تھے ملا سعد الدین سے بحث و اعتراض قوی کرتے تھے اوس شخص نے وہی مقام نکال کر وہی بحث
کرنا شروع کی دوسرے نے جوابدیا آخر مقدمہ طول کو پہونچا بندہ حسب موقع کلام کرتا تھا اور ہر علم سے نکات اور تحقیقات نادر
اوس گروہ سے ظاہر ہوئے قریب پہر کے گذرا کہ صاحب خانہ ظاہر ہوا اور کل لوگ تعظیماً اوٹھے اور بندہ کمال انکسار سے سب سے
زیادہ استقبال کو دوڑا اوسنے عذرخواہی کرکے کہا کہ بہت تصدیعہ ہوا میرا انتظار کیا بندہ نے کہا کہ بزرگان جلسہ کی صحبت
سے فیضیاب ہوا اوسنے کہا کون بزرگ تھے فدوی نے لوٹ کر دکھلانا چاہا کسیکو نپایا واہمہ اسقدر مستولی ہوا کہ میرا بدن
تھرا اوٹھا تب ہنسکر مجھے آغوش مین کھینچ لیا اور تھوڑا پانی منگایا اور کچھ پڑھکر میرے سر اور مُنہ پر چھڑکا اور دو سو تن
سے نجات ملی حکایت وہی قاضی بختاور خان حکایت کرتا تھا کہ جس زمانے مین سلطان سلیمان شکوہ نبیرۂ شاہجہان کے تعلیم مین
مامور تھا ایکروز شیخ ناظر جو اعجوبۂ زمان تھا مکتب مین آیا بندہ نے سلطان کو اشارہ کیا کہ شیخ سے کچھ چیز طلب کرو سلطان نے
نیازمندی سے تبرک طلب فرمایا شیخ نے متبسم ہوکر فرش کے نیچے ہاتھ لیجا چند کنکڑی نکالین اور اپنے دونو ہاتھ پر رکھکر چند مرتبہ
گھومایا جب ہاتھ کھولا بعض دانۂ عقیق خوشرنگ اور بعض لعل گران بہا بعضے لالے گران قیمت بعض مرجان تھے اور اپنی داڑھی
کے بالون سے اون دانون کو چھیدکر سلطان کو حوالہ کیا اور باب حیرت تماشائیون پر کھولا حکایت شاہجہان کے نوین جلوس
کو جبکہ بادشاہ دولت آباد سے اکبرآباد کو عازم ہوا تھا معتمد خان مجرر تاریخ اقبال نامہ جہانگیری نے جو اس عہد مین بخشی تھا اوسنے
ایک نوبرس کی لڑکی مع ایک لڑکے کے بادشاہ کی نذر سے گذرانکر عرض کیا کہ یہ عورت اعجوبہ ہر ڈھائی برس کے سن مین عجایبات نکلین

اور سات برس کی عمر مین بلا مقاربت مرد کے حاملہ ہوئی اور آٹھوین برس یہ لڑکا پیدا ہوا۔ حاضرین مستغرق دریاے حیرت ہوکر قدرت الٰہی کے بدائع آفرینش کے مُقر ہوے حکایت دوسرے سن جلوس شاہجہان مین عرض کیا گیا۔ کہ موضع املایون عملۂ پرگنہ گوالیار مین کسی مزرعہ مین ایک شخص طویل القامت کشتہ پڑا ہوا اور سر اوسکا کاٹ کر لیگئے پادشاہ نے کسی معتمد کو بھیجا بعد معاینہ اوسنے لوٹ کر عرض کیا کہ قد کا طول ساڑھے تین گز بادشاہی اور عرض ڈیڑھ گز کا ہے کہ میت مین پڑا ہوا اور تین سر مین جس مزرعہ مین وہ لاشہ پڑا ہو ایک بیگہ تک زمین ایسی پست و بلند ہوئی ہے کہ گویا دو ٹھ تھی برابر لڑے مین حکایت ایک سید پریشان حال کثیر العیال پانی پت کے رہنے والے نے کسی موضع مین گوشہ گزینی کی تھی کنج قناعت مین بسر کرتا تھا مع عیال و اطفال کے نہایت عسرت مین تھا اتفاقاً اول ہفتۂ محرم مین ایسا اتفاق ہوا کہ چار روز تک بجز غم کھانے کے کچھ میسر نہ آیا عاشور کے روز جد بزرگوار کے ماتم اور تلاوت قرآن مین مشغول تھا لڑکے اوسکے فرط بیتابی سے رو برو آئے اور رونے لگے اور مانند نور نظر کے بخود پیچیدہ ہوکر اوسکے پہلو مین غلطان ہوے ناگاہ دیکھا کہ باپ کی زیر چادر سے دھوان اوٹھا اور کھانے کی خوشبو آتی ہے باپ کو آگاہ کرکے اوٹھا سیدنے بعد آگہی جب دیکھا کہ چار طبق پولاؤ گرم کے کہ مطبخ ایزدی سے آئے ہین پائے شکر نعمت خداوندی بجالاکر سب کے حصہ لگائے اور خود بھی کھایا اوس روز سے یہ دستور ہوا کہ ساڑھے پانچ سیر چاول اور پانچ سیر گندم عالم بالا سے اوسکی مکان مین برستے تھے اب اوقات فراغ بالی سے گذرنے لگی جملۃ الملک جعفر خان وزیر نے یہ ماجرا اورنگ زیب کے حضور مین عرض کیا حکم ہوا کہ محمد اسحٰق چیلہ وہان جاکر اور اپنی آنکھون سے یہ ماجرا دیکھکر عرض کرے بموجب حکم اوسنے حال دیکھکر عرض کیا عالمگیر نے کسیقدر وظیفہ سید کا مقرر کردیا معاً اس وظیفہ مقرر ہونے کے قوت غیبی کی آمد جاتی رہی +

سبحانک اللھم تحکم ما تشاء وتفعل ما ترید

عالمگیر اورنگ زیب کا دکن سے کوچ کرنا

جب شاہجہان کی شدت کوفت اور بیماری کی حالت مین نے اختیاری اور دارا شکوہ کی امور سلطنت مین سر برآہکاری کی خبر اورنگ زیب کو دریافت ہوئی اپنے ٹھہرنے مین مصلحت نہ دیکھی عزم ملازمت پدر کا اشتہار دیکر خطۂ اورنگ آباد سے جو اوسکا آباد کیا ہوا اور اوسکا مرکز دولت تھا روانہ ہوا اور اپنے چھوٹے بھائی مراد بخش کو ہمراہ لیجانے اور باپ کی خدمت مین عفو تقصیر کرانے کے بہانہ سے طلب کرکے باخود متفق اور ہر طرح سے اوسکو مطمین کرکے اپنا رفیق بنایا چونکہ یہ امر معلوم تھا کہ بڑی فوجین بادشاہی مہاراجہ جسونت اور قاسم خان کی سپہ سالاری مین واقع اوجین جدہر سے اپنا عبور ہوگا سد راہ ہین حرم بادشاہانہ یون مقتضی ہوا کہ ایک لشکر لائق اس مہم کے ملازم رکاب رہے ہین۔ اور دارا شکوہ نے بمقتضاے اوس خوف کے جو اورنگ زیب کی طرف سے رکھتا تھا امراے دکن کو واسطے مہم بیجاپور کے معین کرکے اوسکی رکاب کے ملازم تھے احکام بادشاہی ہر ایک کے نام بھیجکر جیسا کہ مذکور ہوا ہر ایک کو

اپنے روبرو بلایا اور امرائے مین یورش مین کہ فتح بیجاپور کی نزدیک آپہونچی تھی برخاست ہوکر حضور کو جاتے اور عطائے
خلعت شایستہ اور انواع مراحم سے سرفراز فرمایا اور ملازمان بادشاہی سے جنے ساتھ دیا وہ بھی عنایات خسروانہ سے منتظم گیا
اور اپنے بڑے لڑکے سلطان محمد کو مع نجابت خان اور فوج منصورہ کے اپنے لشکر کا مقدمۃ الجیش بنایا غرہ جمادی الاول
سنہ ہجری کو برسم منقلا پیشرو سے برہان پور کو روانہ کیا اور اوسکے ہمراہیون کو بعنایت طوغ وعلم ونقارہ وغیرہ عنایات کے
سرفراز فرمایا اور سلطان معظم کو دکن کی صوبداری پر مقرر کیا اور سلطان اکبر برادر خرد سلطان اعظم کو جو اسی بازو پیدا ہوا تھا
زیر نگہبانی دولت کے قلعہ دولت آباد مین چھوڑا اور ایک تحریر بنام مراد بخش بہ بخشیگری لکھی کہ گجرات سے ملکوہ کرتا بہ برہان
اور محمد اعظم شاہزادہ کو ہمراہ لیا رو رجعہ ۱۰ جمادی الاولی کو اورنگ آباد سے برہان پور کی نہضت کی اور ۲۰ کوس یومیہ کوچ کو
وہان پہونچا۔ اور محمد طاہر صوبدار خاندیس نے مع لیک گروہ ملازمان بادشاہی کے جو برہان پور مین تھا استقبال سلطان محمد کیا
اور اک سعادت پابوس کیا ایک مہینے وہان پر گذران کیا اسی حال مین صیصے بیگ وکیل نے جو قدیم سے رکاب نصرت مآب تھا
دولت پابوس سے مشرف ہوکر احوال دربار اظہار کیا کہ روز بروز اقتدار داراشکوہ کا افزایش پر ہے اور بادشاہ کی نئے اختیار
ہر امر اور ہر راجہ جسونت سنگھ بھی بمقتضاے عقاید ہنود کے داراشکوہ کا بہبود چاہتا ہے اور بیباکی سے رو جاہی مین ہر ار
رکھتا ہے اس حال سے اورنگ زیب اور بھی دونا عزم ہوا دوشنبہ کے روز ۲۰ جمادی الآخر کو برہانپور سے اکبرآباد کو نہضت فرمائی
اس کوچ مین بھی ہر ایک ملازم کے حال پر لطف ومدارا فرمایا گیا چون کہ شاہنواز خان صفوی باقتضاے تدبیر بد سے
ہمراہی سے حیلہ حوالہ کرکے برہان پور مین دفع الوقتی کرتا تھا شاہزادہ سلطان محمد کو شیخ میر کی ہمراہی مین برہان پور بھیجا اور
اسھون نے اوسے قید کرکے بلدہ مذکور کے قلعہ مین محبوس فرمایا۔ اور خود کوچ کرکے دریاے نربدا کے کنارے آپہونچا دستون
ماہ مذکور کو اکبرپور کے گذر سے دریاے نربدا پار اتر کر منزل کی اور بعدہ پے در پے کوچ کرکے دیپالپور مین پہونچا۔ ۱۲ کو وہان سے
کوچ کیا تھا کہ شاہزادۂ مراد بخش گجرات سے روانہ ہوکر آملا وہان سے موضع دہرمات پور مین جو کوہ وجنگل سے سانہ کا
واقع ہے اور جہان پر راجہ جسونت اور قاسم خان وغیرہ لشکر شاہی اوجین سے نکلکر بقصد جنگ وجدال مقیم تھے اور نہضت مراد بخش کی
خبر لگا رہے تھے عالمگیر نے ایسی دانائی سے تدبیر کی تھی کہ انکے پہونچنے کی خبر اون لوگون کو نہ پہونچی اور مراد بخش کے لوٹنے کی کہ جو
راہ سے لوٹا تھا سنکر اسکا سبب کچھ نسمجھا اور نہ عالمگیر سے آملنے کی کچھ کیفیت پائی اسی وقت مین بذریعہ خط راجہ شیوراج
جماندور مین تھا اونمین معلوم ہوا کہ لشکر عالمگیری نربدا سے پار اوتر آیا اور ایک گروہ ملازمان داراشکوہ کا جو قلعہ رامین تھا
عالمگیری فوج سے گھبراکر ہمارا جہ سے جاملا جب قریب لشکر عالمگیر کے خبر پہونچی اوسنے ادھر کو کوچ کیا اور دہرمات پور کے متصل

ایک کوس کے فاصلہ پر اٹھرا چونکہ عالمگیر نہایت عقلمند تھا بنا بر اتمام حجت اور توقف گذرنے کے پانچ چھ روز یہان کے آنے سے پیشتر کبرای برہمن کو راجہ جسونت کے پاس بھیجا اور نصیحت کی کہ لڑائی سے درگذر کرے کیونکہ مجھے کچھ ارادہ جنگ کا نہین ہی فقط باپ کی اعادت کو آیا ہون بہتر یہ ہی کہ حاضر ملازمت ہو یا کہ راہ چتور سے جودہ پور اپنے وطن کو چلا جائے ورنہ اس خودسری کا مزا مصیبت کے دن دکھلائیگا وہان تو دماغ مین غرور کی ہوا چھا رہی تھی راجپوتونکے گھمنڈ پر اڑنے کو آمادہ ہوا کبر رائے نے واپس آکر اظہار حال کیا عالمگیر نے لڑائی کا بندوبست فرمایا اور وہ دن جزم و احتیاط مین گذرا

ذکر محاربہ اورنگ زیب کا راجہ جسونت سے اور فتح پانا

روز بست و دوم رجب ۱۰۶۸ ہجری کو بوقت صبح بقصد مدافعت جیش عناد اور جہاد کے فوج کی آراستگی اور قتالی کی وہ پیکر خصم افگن کی طیاری اور توپخانہ دشمن سوز کے پیشتر لیجانے کو حکم دیا اور دل عنایت خدا پر رکھکر کوس جنگ کے بجانے اور لڑائی رزم کی بڑھانے کو ارشاد فرمایا اور خود بدولت نے فیل کوہ پیکر پر سوار ہو کر بساط کارزار کی طرف رخ فرمایا فوج ہراول شاہزادہ کامکار محمد سلطان اور نجابت خان کے زیر حکم ہوئی شجاعت خان ولد خان مذکور اور سید مظفر خان بارہہ وغیرہ سرداران انکے ساتھ معین ہوئے ذوالفقار خان نے جو جان نثاران قدیمی مین تھا مع چند ارباب توپخانہ اور بہادران دیگر کے شاہزادہ کی ہراولی پر نیزہ بلند کیا توپخانہ کا اہتمام مرشد قلیخان کی شجاعت اور کاردانی اور کوشش اور جانفشانی پر مقرر ہوا - اور مرادبخش مع اپنی سپاہ اور حشم کے برانغار پر رہا اور جرانغار کی سرداری شاہزادہ محمد اعظم کو ملی ملتفت خان اور ہمت خان اور کارطلب خان اور سپہدار خان وغیرہ امرا اور بہادران جانفشان کو مبارزت مین ادہر تعینات فرمایا - اور التمش کی سرداری مرتضی خان کو تفویض ہوئی اور سید بہار اور حمیدالدین اور ملازمان چوکی خاص کے اوس سے متعلق ہوئے اور زیدہ فدویان اخلاص منش شیخ میر جبکا جہر بزید گوہر تدبیر سے آراستگی رکھتا تھا مع سید میر اوسکے برادر اور دیگر دلاوران شجاع کے جانب یمین لشکر ٹھہرا اور صف شکنخان مع ایک گروہ توپخانہ اور دیگر فدویان کے جانب چپ مقرر ہوا اور لشکر کی قراولی خواجہ عبداللہ اور دست بیگ اوسکے بھائی اور دیگر کارآزمودہ اور قراولان سرکار کے ذمہ ہوئی اور خود بدولت قلب لشکر مین مع بندہاے خاص یا ستاصالت خان و مخلص خان و تہور خان و فلیح خان وغیرہ مخلصان کے جاگزین ہوئے جب راجہ جسونت نے خبر انہزام لشکر منصور کی پائی اور صدمہ سطوت عالمگیری نے اوسکی صبر و ثبات کی بنا مین تزلزل ڈالنا چاہا کہ ریو و رنگ کی دستگیری سے وقع الوقوع سے اور جنگ مین تعویق کرے اس خیال خام سے اپنا دل بکمال مجز و نیستی کے سمجھکر پیغام دیا کہ مجھے رزم پیکار کا دعوی اور سر کار سے یارای رزم و مقابلہ نہین ہی اور اس بندہ عقیدت آئین پر بخشایش ہو کر فسخ عزیمت فرمائی جاوے بشرف آستانہ بہی فلک عالمگیر اورنگ زیب نے اوسکی حیلہ گری کو سونچکر جواب دیا کہ چونکہ حالا سوار ہوئے ہین توقف کی صورت نہین ہی اگر اوسکی گفتگو فروغ صداقت رکھتی ہو چاہیے کہ اپنے لشکر سے جدا ہو کر تنہا نجابت خان کے روبرو آوے اور خان مذکور اوسکو سلطان محمد کی خدمت مین لاوے اور شاہزادہ حضور مین لائے اور استعفاے جرایم کرائے چونکہ محض حیلہ تھا کچھ اثر اس التماس کا ظاہر نہوا -

اور آماۂ جنگ اور طالب نبرد ہوا میر اقی قاسم خان کو سردار ہراول بنایا۔ اور چندر وسنگ راجپوتیہ کو مانند کنن سنگھ ہاڈا و
سجان سنگھ بندیلہ و امر سنگھ چندراوت و رتن سنگھ راٹھور و ارجن گرد و دیال داس جھالا وغیرہ راجپوتان عمدہ جلادت شعار
اور خوشحال بیگ کاشغری اور سلطان قلی اصالت خان وغیرہ ملازمان معتبر بادشاہی کو اوس فوج میں تعین کر کے بہادر
بخشی لشکر کو جو توپخانہ کا بھی داروغہ تھا توپخانۂ بادشاہی کے اہتمام میں اور جانی بیگ دادا قاسم خان وغیرہ گروہ کو صف
لشکر کشی پر مقرر کیا۔ اور مخلص خان اور محمد بیگ اور یادگار بیگ کو جو بہادران نامی تورانی تھے قراولی پر مقرر کیا اور مہیس
اور گوردھن راٹھور کو مع دیگر جماعت کاردیدہ اور راجپوتان جلادت شعار کے التمش میں مقرر کیا۔ اور خود مع راجپوتان
تہور کیش اپنے کے جو دو ہزار سے زیادہ تھے اور چند راجپوتان بادشاہی سے مانند بہیم اور راجہ بٹھلداس گور و وغیرہ کے قول میں
ٹھہرا اور راجہ رائے سنگھ سیسودیہ مع دیگر گروہ راجپوتہ مقدم کے قول کے میمنہ میں اور افتخار خان مع سید شمشیر خان
بارہہ اور سید سالار بارہہ اور یادگار مودار محمد مقیم وغیرہ ایک گروہ منصب داران کے میرہ میں جاگزین ہوا اور راجہ رتن سنگھ
بندیلہ اور بابو جی اور ہرسوجی کو محافظت اردو میں جو زمگاہ سے نزدیک تھا چھوڑا۔ اور آغاز جنگ بان توپ اور بندوق
سے عمل میں آیا رفتہ رفتہ آتش کارزار نے اشتعال پکڑا کشش اور کوشش نے بالائی پکڑی۔ محمد اورنگ زیب لشکر
افیال کو آہستہ اور حلقہ باندھے ہوئے موافق قانون رزم آزمائی کے آہستہ آہستہ آگے کو آتا تھا اور تیر و بندوق
و بان کی ضرب سے عمر مخالفان میں رخنہ اندازی کرتا تھا اسی اثنا میں لشکر کے ہراول سے مہاراجہ
جسونت سنگھ راجہ کنڈ سنگھ ہاڈا اور رتن سنگھ راٹھور اور دیالداس جھالا اور ارجن سنگھ وغیرہ سردار مع سپاہ
نہایت شجاعت سے جان سے ہاتھ اوٹھا کر جلو ریز ہوئے اور اول اورنگ زیب کے توپخانہ پر آ گرے مرشد قلیخان اور
ذوالفقار خان باوجودیکہ کثرت راجپوتیہ کی برابر تھی مگر غیرت کے دامن میں ہاتھ مار کر ثابت قدم رہے بعد
گیرودار بسیار اور سعی و تلاش بیشمار کے کہ اصلی مرتبہ سپاہگری کا ہے مرشد قلیخان نے مردانہ جان نچھاور کی اور ذوالفقار خان
بموجب ناموس طلبان ہند کے کہ بروقت تنگی پیادہ ہو کر موت کو آمادہ ہوتے ہیں گھوڑے سے اوتر کر چند نفر کے ساتھ
میدان وغا میں قدم جمایا اور شجاعت اور دلیری کی داد دیکر اوس معرکۂ مردآزما میں گوے شجاعت اور استقلال کا
اقران و امثال سے لیگیا اگرچہ گلہلے جراحت شاخسار شجاعت سے حاصل ہوئے لیکن حفظ الٰہی سے کارہلاکت نہ پہنچا
راجپوتوں کو بمعاینہ اس غلبہ اور خیرگی کے تخت اور خیرگی زیادہ ہوئی اوس ہیئت مجموعی سے توپخانۂ اورنگ زیب سے گذر کر
ہراول پر دوڑے اور دوسرا گروہ اوس گروہ جمالت منش کے ہراول سے اور ایک گروہ فول دانش سے اپنے پیشرو کی
کمک اور ایراد پر حملہ لایا اور بڑی لڑائی ظاہر ہوئی سلطان محمد و نجابت خان اور تمام بہادران ہراول ملنکوہ کے اوس
گروہ کے سیلاب کی جگہ سے نہ ہلکر مستحکم برقرار رہے اور بازوے ہمت کی دستیاری اور نیروے جرأت سے دشمن کے
مقابلہ پر مولفقت کی اگرچہ غنیم کثرت اور انبوہ میں چار چند تھا مگر ادہر کی افواج کو فرط استقلال اور تائید اقبال سے اوسقدر

دل مضبوط تھا کہ یہ تمام شدہ حام بہادروں کی نظر میں ہیچ تھا اور ناوک جانستان ان بلوکوں کا ہاتھ سے مانند تیر قضا کے بجھا شست سے روان ہوتا تھا۔ اور گرگ گران دشمنوں کے کاسۂ سر کو توڑتا تھا۔ شدے تیر چون سوے ہندوستان ہمہ صندل جبہہ کردے نشان دگر در کفی تیغ دکابو دوڑے بہان آبزنار بوذا کشش مین نایرۂ جنگ اشتعال مین تھا شیخ میر نے مع جملہ دلاور اپنے دستہ است کے اوسی گروہ پر حملہ کیا اور مرتضی خان بھی مع دلیران التمش کے پہونچکر مصدر تردد ات نمایان ہوا اور سیطرح صف شکنان مع بہادران طرف دست چپ کے مخالفین پر حملہ آور ہوا۔ اور مراد نہ کوشش مین اسوقت مین محمد اورنگ زیب نے جب احوال جنگ اور ہجوم دشمن اور اونکی چیرہ دستی ملاحظہ فرمائی عرق حشمت بادشاہی متحرک ہوا بہمہ شجاعت ذاتی نو کار فرماکر مع ملازمان رکاب نصرت قدم کے متوجہ کمک اور امداد بہادران جانباز کے ہوا۔ مبارزان دلاور اور گرز آوران بہادر کو جو عرصۂ کارزار مین دشمنون سے سرگرم گیرودار تھے اپنی اعانت اور امداد سے قوت بخشی اور ایسا نزدیک پہونچا کہ قول خاص ہراول سے ملگیا۔ آثار اقبال کے مشاہدہ سے ملازمین کا دل قوی ہوا اور اعدا کی پشت ہمت ٹوٹی اور دست جرأت بیکار ہوا۔ ملازمان جانباز نے بازوے دلیری دراز کیا دشمنون پر ٹوٹ پڑے اور دشمنون کے خون کو خاک مین برابر کردیا بقیۃ السیف نے ٹھہرنے کی تاب نہ لاکر فرار اختیار کیا اسی سید ان رستخیز اور معرکۂ ستیز مین لاشون کے انبار ہوئے جو انکے تلوار کے گھاٹ اوترے اور اونکی مٹی اوسی زمین کی خمیر ہوئی آس پاس کی مین مکمہ سنگہ ہاڈا اور سجان سیسودیہ اور رتن سنگہ راٹھور اور ارجن گرو اور دیال داس جھالا اور موہن سنگہ ہاڈا وغیرہ جو سرداران عمدۂ مخالفین کے تھے کام آئے اور راجہ راے سنگہ سیسودیہ قول مخالف سے اور راجہ سجان سنگہ بندیلہ اور امر سنگہ چندراوت ہراول قیم سے ۔ فیل وطبل اوزانے حشم وخدم کے عین معرکہ سے عالمگیری غلبہ دیکھکر اپنی راہ سدھاری مراد بخش نے ہراول سے راجہ جسونت کے تابین طرف دوڑکر راجہ کے قول سے بھڑا جیسا کہ چاہیے داد شجاعت دی افتخار خان وغیرہ ملازمان بادشاہی جو راجہ کے میسرہ مین تھے مراد بخش سے مقابل ہوئے اور ہر کی زد خورد سے ایسی سرکوبی ہوئی کہ سیدھی راہ سے جیسے عدم کی راہ تاکی اسکی اس جرأت سے راجہ نہایت مضطرب ہوا۔ برخلاف ذات راجہ بزرگ اور راجپوتون کے بھاگ نکلا اور شرم وعار چھوڑکر زخم خوردہ ہوکر اپنے ہمراہون کے ساتھ وطن کی راہ لی قاسم خان وغیرہ امراے بادشاہی جو اسکی اڑائی مین پیچھے تباہی مین پھنسے اور بنا کامی تھے اور مراد بخش راجہ جسونت کے داہنے طرف سے پیشتر جاکر راجہ کی لنگاہ پر پہونچا اور فوج راجہ جو لنگاہ غفلت پر مامور تھی مانو جی اور ہرجو جی کا دل چھوٹا ہوگیا بھاگنے کی عزیمت کی راجہ بھی سنگھ نے دوربینی کرکے اپنی ناک رکھلی مراد بخش کے حضور مین عفو خواہ ہوا کل توپخانہ اور فیل خانہ اور زنانہ مخالف کا اورنگ زیب کے ہاتھ لگا اور لنگاہ دشمن کی لوٹ لیگئے اور مہاراجہ جسونت شکست فاش اٹھاکر اپنے کیئے کی سزا کو پہونچا اور عالمگیر نے فوج کو تعاقب سے باز رکھا حکم دیا کہ مقتولون کا شمار جدا جدا ہو معلوم ہوا کہ مخالفون کے چھ ہزار آدمی مارے گئے اور سردار ان نامی اوس گروہ کے کام آئے اور ادھر سے سوائے مرشد قلیخان کے خیر ہوئی اور سوائے ذوالفقار خان اور سکندر رومیلہ اور شیخ عبد العزیز اور رگھناتھ سنگہ راٹھور کے کسیکے زخم تک نہین لگا البتہ شیخ عبد العزیز

کثرت تردد مین کلیس رتم کھائے آخر کار رخم کو اندمال ہوا عیش فراموش نوشانوش کا جوش ہوا القصہ بعد فتح سجدہ شکر ادا کیا
شادیانہ بجے خوشیان منائی گئین اُوسی جگہہ خیمہ استادہ کرکے نماز ظہر ادا کی اور دوگانہ شکر ادا فرمایا اسکے بعد مراد خان نے
تسلیمات مبارکباد عرض کی اور راجہ جی سنگھ بوندیلہ کا جسکو اپنے ساتھہ لیگیا تھا قصور معاف کرایا اور ملازمت مین فایز کیا
عالمگیر شام تک وہان پڑھرا بعد نماز مغرب جب رود وار دوا اور نصب خیمہ کی خبر پائی مع لشکر سوار ہوکر دولتخانہ کو جو کوس بھر کے
فاصلہ پر تھا آکر رونق افروز ہوا۔ اور بعوض اس جسارت اور تردد ات کے مراد بخش کو پندرہ ہزار اشرفی اور ہزار نجیر فیل
خلعہ مرصع وغیرہ عطا فرمایا اور سلطان محمد خلف کلان کو پنجہزاری پنجہزار سوار کے اضافہ سے منصب پانزدہ ہزاری اور پانزدہ ہزار
سوار الطف فرمایا دوسرے روز تیسوین ماہ مذکور طاہر بلدگا وہین خیمہ گاہ ہوا بندگان رکاب جنہون نے جانفشانیان
کین تحسین نوازش خسروانہ سے سرفراز ہوے اور نمین سے نجابت خان کو خلعت خاصہ اور دو نجیر فیل اور ایک لاکھ روپیہ
دیکر خانخانان بہادر سپہ سالار کا لقب عنایت کیا اور ملتفت خان کو اعظم خانی لقب اور خدمت دیوانی اور خلعت خاصہ
اور گھوڑا اور طوغ و نقارہ چہارہزاری دو ہزار سوار عطا ہوا اسیطرح ہر ایک نے اضافہ پایا تین مقام کرکے ۲۷ کوس
لوچ ہوا ۲۸ کوچ اور تین مقام کے بعد دوسری شعبان کو حدود گوالیار مین نزول ہوا یہان راجہ بکرماجیت
بہادر جو قلعہ رائے سین کا محافظ تھا بموجب حکم حاضر خدمت ہوا اور عنایت خلعت اور اسپ خاصہ سے سرفراز ہوکر مقام
خاندورانی سے مشمول عواطف خسروانی ہوا چونکہ داراشکوہ مع لشکر بیشمار دھولپور مین آیا تھا عالمگیر نے
استقبال کی خاطر کوچ پر کوچ کرتے ہوے اور اگر گذرگاہین جو کہ مشہور بچھین ضبط و نسق کرتے ہوے
دستی مین مصروف تھا عالمگیر نے جب یہ خبر پائی لہذا یہ تلاش ہوئی کہ کس گھاٹ سے گذر کیجیے۔ آخر کار اوسطروں کے زمیندار سے
سے دریافت ہوا کہ گذرگاہ بنٹ پایاب اور قابل گذر لشکر ہے یہ گھاٹ سمت گوالیار سے دھولپور کے داہنے بیس کوس پر واقع ہے
چونکہ لشکر عالمگیری سے یہ گذر دوراہ غیر مشہور تھا داراشکوہ نے اپنی کوتاہ بینی سے اسکی ضبطی نفرمائی تھی۔ لہذا دوسرے روز
جب قیام تھا عالمگیر نے حکم دیا کہ خانخانان سپہ سالار و ذوالفقار خان اور صف شکنخان مع توپخانہ وغیرہ کے جاکر اوراہ سے گذرین
بمورچہ کے ہمارے پہونچنے تک محافظت کرین حسب الحکم بندگان جانثار نے سطح شعبان کو دریاے چنبل کے کنارے پہونچکر پار اوترکے اور اوسی روز اورنگ زیب گوالیار سے کوچ کرکے دو روز مین وہان جا پہونچا دوسرے روز غرہ ماہ رمضان کو پار اوترا اور
چنبل کے اوپر مقیم ہوا اب کسیقدر حال شاہجہان اور داراشکوہ کا بنا بر انتظام اخبار ضرور اور ناچار ہے

ذکر احوال شاہجہان و داراشکوہ

شاہجہان گو اگرچہ مستقر الخلافت اگرہ مین کسیقدر صحت ہوئی مگر ضعف و ناتوانی بدستور تھی اور گرما کی فصل نزدیک آگئی تھی
حکیمون نے گرمی کے سبب سے بخوف عود مرض کے رہنا اکبرآباد کا پسند نکیا کیونکہ اگرہ کی گرمی بہ نسبت دہلی کے زیادہ ہے اور یہان مکانات
بھی سنگین ہین پس یہ راے دی کہ شاہجہان آباد کو عزیمت فرمائی جاوے کہ جو مزیت روح اور ہوا اور تسلسل نہر اور خوشگواری

بہ نسبت دیگر شہزادوں کے منتخب ہے بادشاہ نے صحت کیواسطے شاہجہان آباد کا ارادہ مصمم کیا دارا شکوہ نے ہر چند غرض شاہی برخلاف اپنی غرض اور مصلحت کے سمجھے لیکن اعتماد کے واسطے کچھ عرض نکی اور اس خیال سے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ اورنگ زیب کی تعدی کرنا ہے مغرور ہوکر جانتا تھا کہ فی الواقع راجہ مذکور مع اوس فوج اور سامان معتدبہ کے ارادے اورنگ زیب کا تدارک کرسکے گا بس باپ کی نہضت میں انکار کرنا موجب انزعاج آلام سمجھکر راضی رہا۔ ۱۸ رجب کو کہ جسکی بائیسویں کو اورنگ زیب کی لڑائی جسونت سنگھ سے اوجین کے اطراف میں تمام ہوئی تھی مع دارا شکوہ کے شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔ دوم شعبان کو جب کہ موضع بلوچپور میں خیمہ ہوئے رستم بیگ گرزدار اور ساقی بیگ یساول نے بروقت اقامت جو اکبرآباد سے راجہ جسونت کے پاس گئے تھے معاودت ہوکر راجہ مذکور کے شکست کی خبر پہونچائی کسیقدر اور عزیمت اورنگ زیب کی سُنائی۔ دارا شکوہ اس سانحے سے گھبرگیا تن بتقدیر اکبرآباد کی عزیمت کا ارادہ کیا۔ بادشاہ اصلا اس امر سے راضی نہ تھا۔ اور کمال درجہ کا انکار اس مراجعت میں کرتا تھا مگر دارا شکوہ نے عجز و انکسار سے باپ کو مضطر بکرکے اکبرآباد کی راہ لی اور فوج شاہی نے بلوچپور سے قصد کوچ کیا ۹ شعبان کو داخل مرکز سلطنت ہوئے دارا شکوہ نے فراہمی لشکر اور سرانجام اسباب نبرد میں تردد کیا جسقدر ممکن تھا جمیع امرائے بادشاہی کو فرمان لکھ لکھکر بُلایا۔ اور تالیف قلوب کرکے اپنا موافق اور یار بنالیا اور تھوڑی سی فرصت میں سپاہ قدیم و جدید سے قریب ساٹھ ہزار سوار کے فراہم کیے ہتھیار وغیرہ جسنے جو خواہش کی توزخانہ شاہی سے دلوادیا۔ چونکہ شاہجہان کو تیزی اور دوراندیشی عالمگیر کی اور نازبرداری دارا شکوہ کی جیسا کہ چاہیے معلوم تھی خوب جانتا تھا کہ دارا شکوہ اوسکے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا آخر کار خلائق دہراسان ہوگا۔ اسی سبب سے نہیں چاہتا تھا کہ فیما بین جنگ و جدل ہو اور بمقتضائے شفقت دارا شکوہ کے مصالحہ کی تدبیر کرتا تھا اور دارا شکوہ کو جو شیطان نے کان بھردیے تھے کچھ نہ سنائی دیتا تھا غرور کی سمائی تھی اور شاہجہان ضعف و ناتوانی کے باعث زجر تو کرسکتا تھا نا چار مدارت میں مالوف ہوتا تھا جب دارا شکوہ نے لڑنے کا عزم جزم کیا۔ ۱۶ شعبان کو خلیل اللہ خان کو مع دیگر امرا اور کسیقدر سپاہ کے برسم منقلا روانہ پیشتر کیا۔ اور حکم دیا کہ جب تک اردو پہونچے دھولپور میں مقابل رہکر جنبل کی ضبطی معابر میں کوشش کرے اور خود مع سپہر شکوہ چھوٹے بیٹے اور کل فوج اور توپخانہ وغیرہ کے ۲۵ ماہ مذکور کو اکبرآباد سے نکلکر دھولپور سے پانچ منزل اوپر جا پہونچا۔ اور چند روز وہاں پہونچکر جیسا کہ چاہیے ضبطی معابر میں ساعی رہا۔ اور اپنے بڑے لڑکے سلیمان شکوہ کا انتظار جیکے ساتھ جسم غفیر کا تھا کرتا رہا اور یہی چاہتا تھا کہ اوسکے پہونچنے تک خود کرے لشکر عالمگیر عبور کرے القصہ جب عبور لشکر اورنگ زیب کی بدستور مذکور تہ الصدر خیر پہونچی نہایت سراسیمہ ہوا اور مع لشکر فراہم کردہ کے آخر کو دھولپور سے عازم مقابلہ ہوا۔ اور موضع راجپورہ میں جو اکبرآباد سے دس کوس پر جنبل کے رو معبور لشکر گاہ کیا اور ترتیب فوج میں مصروف ہوا۔ اسوقت میں بھی شاہجہان نے فرامین نصیحت آگین دربارۂ استماع جنگ دارا شکوہ کے نام صادر فرمائے لیکن کچھ مفید نہوا آخر کو شاہجہان نے باوجود تمازت آفتاب بدرلحوق ضعف بیماری کے بمنظور رفاہ دارا شکوہ چاہا کہ براہ دریا لشکر میں ہو پیچار انسداد جنگ کرے آخر اسی ارادہ سے پیش خیمہ باہر نکالا اور حکم دیا کہ دونو لشکر کے درمیان میں خیمہ شاہی برپا ہو

اور عنقریب خود بھی عزم نہضت رکھتا تھا آراشکوہ پادشاہ کا پہونچنا اپنے مطلب مین موجب تخلل سمجھا ہر طرح کے حیلہ وحوالہ کرکے تاخیر کرائی اور خود جنگ کو بتعجیل آمادہ ہوا

اورنگ زیب اور داراشکوہ کی جنگ اور گردون ستمکار کے نیرنگ کا بیان -

جب غرۂ رمضان کو عالمگیر نے مع فوج دریاے چنبل سے عبور کیا چون کہ لشکر کو بڑی دھوپ ہوئی تھی دو روز قیام کیا جب داراشکوہ کے پیشروی کی خبر دھولپور سے بعزم مقابلہ گوش زد ہوئی متواتر کوچ در کوچ تین دن کے بعد ۶ رمضان کو لشکر داراشکوہ کے ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر متوقف ہوا تاکہ لشکر طرفانی کی کیفیت دریافت کرے - داراشکوہ نے اوسی روز جب اورنگ زیب کے لشکر کے پہونچنے کی خبر سنی ترتیب فوج کرکے سواری کی آور مقام گاہ سے کسیقدر پیشتر آکر کھڑا ہوا اور اپنی ناتجربہ کاری اور بدتدبیری سے تمام دن مع افواج مسلح کے ہوا گرم مین جلتا رہا اس سوزمین اکثر سپاہی شدت عطش سے دریاے فنا کے کنارے لگے اور بوقت غروب آفتاب منزلگاہ کو لوٹا عقلمند دانا یہ سرگذشت شکست کا شگون سمجھا آور اوسکے فرار اور ادبار کے آثار پائے اورنگ زیب نے باقتضاے مصلحت ہوشیاران دولتخواہ کے جسوقت پانچ کوس صحراے کم آب مین سفر کیا تھا کہ مناسب نہ سمجھی توقف بجاے خود مناسب جانا جب فوج مخالف کا پتا نملا اور اوس روز لڑائی موقوف رہی بموجب حکم دیوان یہ خیمہ جریا ہوئے اور محافظت لشکر کے پہرے تقسیم ہوئے رات تو خیریت سے گذری صبح ہوتے اورنگ زیب نے ترتیب لشکر کی تو یہ تھا کہ مقدمہ کیا ہاتھیون نے برگستوان وغیرہ لوازم جنگ سے آراستگی پائی شاہزادہ محمد سلطان مع خانخانان سپہ سالار کے ہراول مین آیا - ذوالفقار خان اور صمصام خان دو توپخانہ ہردو کے مہتمم ہوئے برانغار کی سرداری شاہزادۂ محمد اعظم کے نام زد ہوئی - اور اسلام خان اور اعظم خان اور خانزمان اور مختار خان وغیرہ مدد پر مقرر ہوئے آور جرانغار پر مراد بخش مع فوج تعین ہوا اور التمش کی سرداری شیخ میر اور سید میر اور شرزہ خان وغیرہ کے سپرد ہوئی اور بہادر خان مع چند دلاوران دست راست اور خاندوران دست چپ پر مقرر ہوئے خواجہ عبداللہ قراول بیگی مع دولت بیگ اور عبداللہ خان تبراہی اور بہرام خان ولد قزلباش خان وغیرہ گروہ بندگان کل طلب سے قراولون کی قراولی پر تعینات ہوئے اور خود بدولت فیل سوار مع محمد اعظم کے قول خاص مین جلوہ افروز ہوا داراشکوہ نے بھی اسی صبح کو کہ ہفتم ماہ رمضان تھی جب بمنطقۂ عالمگیری سنا بدستور روز گذشتہ کے لشکر آراستہ کرکے بجاے اول استادہ ہوا ترتیب فوج کی یہ صورت ہوئی کہ اپنا توپخانہ جو باہتمام میر آتش تھا دست راست کو اور توپخانۂ شاہی جو زیر اہتمام حسین بیگ خان کے تھا دست چپ پر پیش لشکر مقرر کیا اور امراے پادشاہی سے راوستر سال ہاڈا کو جو راجپوتان عمدۂ ہندوستان مین بمزید شجاعت اور دلاوری اور سپاہگری کے موصوف اور معزز تھا مع راجہ روپ سنگہ راٹھور عم زادۂ راجہ جسونت سنگہ جسے اپنا عزیز سمجھتا تھا اور سربلند اور سمسودیہ اور راجہ گردھر برادر زادۂ راجہ پٹہ بیلداس اور گوربھیم پسر راجہ مذکور اور راجہ سیوارام گور وغیرہ راجپوتان نامی کے ہراول بنایا اور اپنے ملازمون مین سے داود خان قریشی کو مع چار ہزار سوار سے بازو اور عسکر خان میر بخشی کو تین ہزار آدمیون سے اوس فوج کا ضمیمہ بنایا اور برانغار خلیل اللہ خان کو جو عمدہ اور میر بخشی لشکر بادشاہی کا تھا

اعلا ابراہیم خان کو مع اوسکے بھائیون اسمعیل بیگ اور اسحق بیگ اعظا ہر خان اور قباد خان وغیرہ تورانیون اور اسکندر افغان
اور صفدر خان اور سلطان حسین ولد اصالت خان مرحوم اور میر جان ولد خلیل اللہ خان اور راجہ کشن سنگھ توار اور پرتھی راج
وغیرہما امرا اور منصبداران ہادشاہی کو اوس فوج مین تعین کیا اور سپہر شکوہ اپنے لڑکے کو مع رستم خان بہادر فیروز جنگ کے
جرانغار مین قاسم خان اور سربلند خان اور سید شیر خان بارہہ اور مانوجی اور ہرسوجی دکھنی اور سید بہادر بیکری اور مہاسنگھ
بہدوریہ اور عبد النبی خان اور سید نجابت خان اور سید منور بارہہ اور سید نور العیان اور سید مقبول عالم وغیرہ کو معین کیا
اور خود تین ہزار سوار جرار کے ہمراہ مانند فیض اللہ خان اور خوشحال بیگ کاشغری کے قول مین اور کنور رام سنگھ ولد راجہ جے سنگھ
کو مع کیرت سنگھ اوسکے بھائی اور شیخ معظم فتحپوری وغیرہ راجپوتون کے اور سید ناہر خان کو دو ہزار سوار سے التمش مین
جگہ دی اور دو فوج یمین و یسار قرار اول پر معین کین ظفر خان و فیروز میواتی کو فوج یمینہ کی سرداری عطا ہوئی اور میسرہ فاخر خان
نجم ثانی کی حفاظت مین ہوئی القصہ بہر دن گذرنے پر دارا شکوہ نے بعزم رزم فوج اورنگ زیب کا استقبال کیا جسوقت
لشکر عالمگیر ظاہر ہوا اول تیر و تفنگ کی شرر افشانی ہوئی گولون کی بوچھاڑ سے آسمان گویا سراپا نیل ہوا دارا شکوہ کی فوج نے
نزدیک نیوچکر تیغ و تلوار کی نوبت پہونچائی سپہر شکوہ اور رستم خان نے جرانغار سے یہ جرات کی کہ عالمگیری توپخانہ پر دھاوا کیا
ادہر سے تفنگچیان مورچہ کی پامردی ہوئی اور یہ بھی ہوا کہ رستم خان کا ہاتھی گلہ توپخانہ کا نشانہ ہوا اور اس زد و خورد کے صدمہ سے
گھبراہٹ سمائی جب ادہر گھسنا میسر نہوا ناچار میمنہ پر متوجہ ہوا بہادر خان کی فوج نے نہایت جستی و چالاکی مین انکی مدافعت
خان مذکور نے سرگرمی بہادری سے زخم اوٹھائے اور سید دلاور خان اور ہادی داد خان نے جیرہ شجاعت کو گلگونہ رفاقت سے مزین کیا
اور گلزار عقبی کی راہ لی ہر چند عالمگیری فوج نے بہت کچھہ ہاتھہ پیر مارے مگر دارا شکوہی انبوہ کی مدافعت نہوسکی اور نزدیک تھا کہ
گھبراکر قدم اکھڑ جائین کہ یمین کی طرف سے اسلام خان مع بہادران جرانغار کے اوٹھکر جا بھڑا اور شیخ میر بھی مع فوج التمش
کے برابر جا پہونچا وہ آویزش ہوئی کہ آسمان کو چکر آیا اس آویزش مین رستم خان نشانۂ تیر فنا ہوا سپہر شکوہ کو مع باقیماندہ کے
بھاگنے کی سوجھی سرداران فوج جرانغار سے جو اسلام خان کے ہمراہ تھی سیف خان و غیرت خان اور محمد صادق اور میر بزرگ مصدر جنگی
ہوئے۔ دارا شکوہ ناز پروری مین گرمی جنگ محض ناتجربہ کار تھا رستم خان کی تیزروی اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کی دلیری دیکھکر
فوراً قول اور التمش کی فوج لیکر اورنگ زیب کی فوج ہراول اور توپخانہ کی طرف چلا اور اپنے ہراول کو زیر کرکے اپنے توپخانہ سے بھی
جا نکلا جب مخالف کے توپخانہ کے قریب پہونچا گذر کی راہ نپائی لاچار اپنے دست راست کو حایل ہوا اس باعث سے طرفین کے
ہراول مین آویزش ہوئی اور دارا شکوہ مراد بخش سے جو جمیع فوج عالمگیری فوج کے جرانغار کا سردار تھا روبرو ہوا خلیل اللہ خان
بھی مع فوج جرانغار کے دارا شکوہ اپنے آقا کی مدد پر پہونچکر حملہ آور ہوا گروہ ماوز بکیہ جو اوسکے ہمراہ تھے گرم جرات ہوئے مراد بخش نے
بہت کچھہ کوشش کی آخر کو جب زخمی ہوا پیچھے ہٹ گیا اس ملاحظہ سے عالمگیر نے اپنے فیل کا دارا شکوہ کی طرف سے رخ کیا
اور اسوقت اوسکی فوج اور قول خاص نے بھی ادہر توجہ کی اسوقت مین اللہداد جیوتون نے جنہون نے مراد بخش کو شکست دی تھی لشکر

اورنگ زیب پر حملہ کیا۔ ادہر سے بھی دلاوران جانفشان نے حق نمک ادا کرنے پر کمر باندھی اس سخت حملہ میں مرتضی خان اور ذوالفقار خان اور غیرت خان اور الہ یار بیگ میر توزک زخمی ہوئے اگرچہ ہمراہیان اورنگ زیب نے شجاعت اور مردانگی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جیتوں نے قیامت برپا کی تھی چنانچہ راو ستر سال ہاڈا اور رام سنگہ راٹھور اور بھیم ولد راجہ بٹھلداس اور راجہ شیورام برادر زادۂ راجہ مذکور نے مع دیگر ہم جنسوں کے کوشش سے خاص قول عالمگیری تک پہونچکر داد جانمردی دی مگر راہ عدم لی راجہ بیٹھنگہ راٹھور نے فیل خاص تک پیادہ پہونچکر بند ہودج کاٹ دیے اور عالمگیر اس شجاعت سے چاہتا تھا کہ زندہ قید ہو کر زمرۂ ملازمان میں شامل ہو لیکن ممکن نہوا کسیکے ہاتھ سے مارا گیا الغرض جب دارا شکوہ نے دیکھا کہ رستم خان اور ستر سال وغیرہ عمدہ راجپوت جنکی پشت پناہی باپ کا کہ خانساماں اور لڑائی میں بیباک تھے کام آگئے تھوڑی دیر ٹھہرا۔ اسوقت میں محمد صالح اوسکا دیوان جیسے وزیر خان خطاب دیا تھا اور زاہر خان بارہہ اور یوسف خان برادر دلیر خان وغیرہ شجاعون نے جانبری اور اسی وقت میں چند عدد تیر ہان عالمگیر کی طرف سے قول خاص تک آگرے اور اسوجہ سے یانے ثبات متزلزل ہوا باوجودیکہ ایک جماعت ہمراہ تھی اور ہنوز لڑائی تمام نہوئی تھی خدا جانے کیا وجہ تھی کہ ہاتھی سے اور ترگھوڑے پر سوار ہوا شکر نے جو یہ اضطراب اور حرکت بیوقت دیکھی اپنی اپنی ہر ایک نے راہ پکڑی اس درمیان میں ترکش دار دارا شکوہ کا تیر اجل کا نشانہ ہوا اس گرانگی سے دارا شکوہ کے پیر اوکھڑ گئے سپہر شکوہ بھی بھاگ کر اسی رواروی میں باپ سے جا ملا نصرت و فتحمندی خود عالمگیر کو حاصل ہوئی بعد اس سانحہ کے پھر عالمگیری اور دارا شکوہی فوج کے اکثر عمدہ روشناس کام آئے اورنگ زیب نے تعاقب کو ممانعت کی۔ دارایون کا یہ حال تھا کہ ہر قدم پر کوئی زخمیون کی کثرت کوئی تشنگی اور گرمی کی شدت سے جان بحق ہوتے جاتے تھے بعضے شہر میں پہونچکر فنا ہوئے دارا شکوہ کے سرداران باقی میں ایسا شخص کم تھا کہ زخمی نہوا ہو تب کل فوج پر کیا ذکر کیا جاوے۔ عنایت الٰہی دیکھیے کہ لشکر عالمگیری سے بجز اعظم خان کے کہ بعد فتح جو شدت گرما اور حرارت ہوا سے درگذرا اور سرفراز خان اور ہادی داد خان اور سید دلاور خان کے کوئی ضائع نہیں ہوا اور بہادر خان اور ذوالفقار خان اور مرتضی خان اور دیندار خان اور عزت بیگ اور محمد صادق اور ممبر یزمند کے سوا کوئی زخمی بھی نہوا اور دو تین اومیون نے فوج مراد بخش میں جان دی آخر خود مراد بخش مجروح ہوا اور دارا شکوہ مع اپنے فرزندان اور بعض لشکرون کے ناکام وقت شام اکبرآباد پہونچا خجالت سے کسیکی ملاقات نہ کی باپ کی ملازمت میں بھی نگیا تین پہر رات تشویش میں بسر کی آخر شب کو اپنی بی بی کو مع پرستاران اور پردہ نشین اور کسیقدر جواہرات اور اشرفی طلا وغیرہ کے جو اوسوقت اضطراب میں ہاتھ آیا سپہر شکوہ اور لوگون کے ہمراہ دہلی کو روانہ کیا اوسکے صبح کو اور لوگ جا ملے اور دو تین روز تک آمد و رفت میں قریب پانچہزار سوار کے اوسکے پاس ہوگیا اور بعض اوسکے کارخانجات بھی پہونچ گئے اور اکثر اوسکے نوکر لوگ اوسکی نوکری سے مستعفی ہوکر اورنگ زیب سے آملے یہان پر اضافہ منصب اور دلجوئی سے سرفراز ہوئے اسیطرح اکثر خزانہ اور جواہرات اور کارخانہ فیلان وغیرہا اکبرآباد میں رہگیا کچھ لڑائی میں کچھ شہر میں لٹا القصہ اورنگ زیب سجدۂ شکر ادا کرکے درپی مخالفان روانہ ہوا

تو ما مقاتلگاہ اعدا کے پہونچا منحصر تو پراگندہ ہوئے تھے مگر خیمہ دارا شکوہی ہنوز برپا تھا عالمگیر نے اپنے اردو کے پہونچنے تک اوسی خیمہ مین آرام فرمایا۔ امرا نے تسلیم بجا لاکر عرض کی۔ ہر ایک عنایت شاہی سے سرفراز کیا گیا خصوص مراد بخش مجروح کے زخم کہ دشمن چرب بیانی سے مندمل کیا۔ اور جراحان ماہر اور اطبای حاذق دوا کو مقرر ہوئے بعد پہونچنے اردو کے اپنے خاص خیمہ مین رونق افروز ہوا دوسرے روز شکارگاہ سموگر مین پہونچکر اپنے باپ شاہجہان کو عرضی لکھی جسمین حال جنگ اور اپنی عجز و معذرت اور داراشکوہ کی مبادرت تحریر تھی روانہ کی۔ اسی روز محمد امین خان ولد اعظم خان جسکے باپ کو اورنگ زیب نے بمقتضای مصلحت اورنگ آباد مین تعینہ کیا تھا آستان بوس دولت ہوا اور مورد عنایت ہوکر مرحمت خلعت خاصہ اور اضافہ ہزاری ہزار سوار سے منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار سے سربلند ہوا دوسرے روز جب مقام ہوا اعتقاد خان ولد یمین الدولہ آصف خان مع چند دیگر امرایان دولت کے حضور مین پہونچکر مورد عنایت ہوئے دہم ماہ رمضان باغ نورمنزل واقع طاہر آباد مین منزل ہوئی اور شاہجہان نے عالمگیری خلعت پہنکر مدارات کی اور در جواب بخط خاص تحریر فرماکر مصحوب فاضل خان میر سامان کے روانہ فرمایا اور سید ہدایت اللہ صدر کو بھی ہمراہ کیا وہ لوگ خدمت مین پہونچکر بعد ادراک ملازمت اور ادراک نے خط اور پیغام زبانی کے خلعت سے سرفراز ہوئے اور نیز بادشاہ نے جو ایک قبضہ شمشیر موسوم عالمگیر بھی بھیجی تھی مذکور سے گذرانی گئی۔ اورنگ زیب نے فال نیک اور خوش سرانجامی پائی اور اپنا لقب بھی مقرر کیا۔ اسی تاریخ کو طاہر خان اور قباد خان اور فیض اللہ خان اور سربلند خان اور نوازش خان وغیرہ نے پہونچکر دست توسل دامن اورنگ زیب مین مستحکم کیا۔ ہر ایک کو خلعت فاخرہ عطا ہوا چونکہ اسوقت مین انتظام سلطنت تخلل پذیر اور دو مدعیان سلطنت کا لشکر نزدیک شہر کے فراہم تھا اور بندوبست ملکی مین کل بدانتظامیان تھین رعایای دہلی بڑے منصفہ مین گرفتار تھی۔ مراد بخش کے مردم ہمراہی اپنے مالک کی بیخبری دیکھکر جور و تعدی کرتے تھے اورنگ زیب دیدہ و دانستہ تقاضای وقت سے چشم پوشی کرتا تھا۔ اسی چشم پوشی سے اور بھی اون نے حیاؤن کے آنکھ کا پانی ڈھل گیا شہر مین جا کر نے اعتدالی کرنا شروع کی اورنگ زیب شہر و قلعہ مین اپنا تسلط چاہتا تھا القصہ مصلحت اسمین دیکھی کہ شاہزادہ محمد سلطان کو مع خانخانان سپہ سالار کے شہر کو روانہ کرے تا مرکز سلطنت کے ضبط و ربط مین ساعی ہو لہذا ۱۲ ماہ مذکور کو جب شاہزادہ اور سپہ سالار مع فوج کے داخل شہر ہوئے اسی تاریخ کو ایک گروہ امرای بادشاہی نے شرف ملازمت حاصل کرکے خلاع مہربانی سے سرفرازی پائی ۱۴ کو خانجہان بڑا بیٹا یمین الدولہ آصف خان کا جسے شاہجہان نے بعد پہونچنے خبر شکست داراشکوہ کے بموجب کہنے شاہزادہ کے اور نیز دیگر مغلون کے قید کیا تھا اور دو روز کے بعد بسبب ظہور بیحرمی یا واسطے رضامندی اورنگ زیب عالمگیر کے رہا کیا حاضر ہوکر شرف یاب ہوا۔ عمدۃ الملک خلیل اللہ خان جسکو بادشاہ نے فاضل خان کے ہمراہ کسی پیغام کو بھیجا تھا یہان سے جواب فاضل خان کے ہمراہ روانہ کیا گیا اور عمدۃ الملک کو بنظر مصلحت سلطنت کے اپنے حضور مین ٹھہرا رکھا اور میر ابراہیم کے لڑکے وغیرہ امرا نے سلام کو حاضر ہوکر خلعت مہربانی حاصل کیے اور اسی طور پر روزانہ گروہ در گروہ پہونچکر مورد مہربانی ہوا کرتا چونکہ چکل مہترا کے

مہمات جسکا تعلق داراشکوہ سے تھا اسوقت مین خلل پذیر ہوئے عالمگیر نے ایک فوجدار روانہ کیا کہ اوسنے جاکر انتظام کیا۔ ۱۷ کو بعد جمعی امور مسطورہ کے سلطان محمد کو باپ کے حضور مین روانہ کیا اور وہ حسب الامر داخل قلعہ ہوکر ازروے قاعدہ وآداب کے جسمیں عالمگیر اپنے باپ کے حضور سے مشرف ہوتا تھا کامیاب ملازمت جدبزرگوار ہوا۔ ۱۹ کو عالمگیر کی بہن جو سن وسال مین بڑی تھی بموجب ارشاد پدر کے نور باغ مین آکر نصیحت وپند کرنے لگی اور باپ کی اطاعت کو منظور کرانا چاہا عالمگیر نے برخلاف اپنی مصلحت کے باکرہ حسن تقریر سے عذر کر دیئے اور ہر حیلہ سے پہلو تہی کیا۔ اور اسی دن جعفر خان وزیر اعظم اور نصرت خان شہرف اندوز ملازمت ہوکر خلعت خاص سے مخلع ہوئے جب چھوٹے بڑے ہر ایک حاضر دربار ہوئے عالمگیر نے حزم اور احتیاط سے تخت نشینی نامناسب جانکر مسند تکیہ پر جلوس کیا۔ ہر ایک خاص وعام کو مورد لطف وکرم فرمایا رائے رایان جو سرد فتر اہل دیوان تھا مع جملہ متصدیون کے جو زمرۂ اہل قلم اور حساب مین نوکر تھے جبہہ سائے فرد یت ہوا اور واسطے انتظام انواع اختلال کے جو ملک دولت مین واقع ہوا تھا مامور ہوا ۲۰ ماہ مبارک کو اس نیت سے کہ قلعہ مین داخل ہو باغ نور منزل سے اکبرآباد کا قصد کیا اور مراد بخش کو صحت کلی کے بہانہ سے وہین پر چھوڑا خود فیل صرصر خرام پر سوار ہوکر داراشکوہ کی حویلی مین جو اوسکے بموجب حکم کے آراستہ کی گئی تھی جا ٹھہرا وہان پر مقیم ہوکر ہر ایک کی دلجمعی اور اضافہ مناصب اور تالیف قلوب امرائے بادشاہی کی ترتیب خان کو چار ہزار سوار کا منصب عطا ہوا اور اجمیر کی صوبہ داری حوالہ کی۔

ذکر احوال داراشکوہ

داراشکوہ بعد فرار اکبرآباد سے پانچ ہزار سوار سے دہلی آیا ۱۴ ماہ رمضان کو شہر کہنہ کے قلعہ مین ورود کیا عالمگیر جو اکبرآباد مین مقیم ہوا اسنے اس اقامت کو مغتنم سمجھا فوج آرائی اور زر وسپاہ کی فراہمی مین مصروف ہوا روپیہ کی طمع سے افیال اور سپاہ پادشاہی جو اطراف کے مال ودولت مین دست درازی کی جہان جو پایا اپنے تصرف مین لایا چونکہ اپنے لڑکے سلیمان شکوہ کو مع اوسکے جمعیون کے لکھ چکا تھا کہ مع ہمراہیون کے حاضر حضور ہو لہذا منتظر تھا کہ بعد اونکے پہونچنے کے آمادۂ جنگ ہو اور پوشیدہ پیچھے خطوط اقسام وغیرہ بعد ترغیب اپنی رفاقت اور انحراف کرنے عالمگیر سے امرائے اسطرف کو سیلان کر رہا تھا اور عالمگیر نے بعض آدمیون کی وضع سے دریافت کیا کہ داراشکوہ کے اقتدار کے منتظر ہین اور شاہجہان داراشکوہ سے زیادہ محبت رکھتا تھا اور اوسنے اکثر عرائض ارمغانی کے ارسال کیے ناچار برخلاف مقصد عالمگیر کے داراشکوہ کی رفاہ بادشاہ چاہتا تھا اگرچہ ظاہر مین مدارات کرتا تھا مگر عالمگیر چاہتا تھا کہ رفع تشنیع مردم کے واسطے حضور پدر مین حاضر ہو اور کاروبار سلطنت اپنے قبضہ اختیار مین لیوے اور رفع کدورت کرے لیکن شاہجہان نے اپنی اختیاری جتا کر ملاقات منظور نکی عالمگیر نے بھی اسطرح کی ملاقات کو برخلاف مدعا سمجھا اور بیگا دینا داراشکوہ کا دہلی سے مصلحت جانکر شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔

عالمگیر کا شاہجہان آباد کو کوچ کرنا

جسوقت عالمگیر داراشکوہ کے استقبال کے ارادہ پر دہلی کو عازم ہوا شاہزادہ محمد سلطان کو اکبرآباد کے لشکر مین چھوڑ کر

خود مع فوج ہمراہی کے دہلی کو چلا۔ اسلام خان شاہزادہ کی اتالیقی پر مقرر ہوا اور فاضل خان میر سامان بادشاہ کو اپنے ہمراہ لیکر باپ کی خدمت اور فراشات کے اہتمام پر مقرر کیا اور ذوالفقار خان کو قلعہ اکبرآباد اور شاہجہان کی حفاظت کو چھوڑا۔ اور تقرب خان جو بکی دوا سے بادشاہ کچھ صحت پا چلا تھا بقیہ معالجہ پر تعینات ہوا۔ اور تین ہزار اشرفی اور خلعت خاص اور جمدھر مرصع اور مالا سے مروارید انعام ہوا ۲۲ رمضان کو شاہجہان آباد کو کوچ کرکے موضع بہادر پور میں جا ٹھہرا اسی روز شاہزادہ محمد اعظم حسب الحکم پدر کے جدبزرگوار کی خدمت میں پہنچکر واپس ہوا ۲۴ کو کھاٹ سامی میں پہونچے اس مقام پر یہ خبر آئی کہ داراشکوہ شاہجہان آباد سے لاہور کو بھاگا وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ وہ اپنے فرزند سلیمان شکوہ اور بقیہ لشکر کا منتظر تھا ہنوز سلیمان شکوہ نہ آیا تھا کہ اکبرآباد سے عالمگیر کی نہضت کی خبر آلگی ادھر تو اسکا خوف جی میں سمایا دوسرے برسات کے آجانے سے دریا چڑھا ڈر ہوا جھٹ کوچ کرکے لاہور کو سدھارا اور لاہور کا ٹھہرنا اسوجہ سے اچھا جانتا تھا کہ وہاں سے راستہ ایران کا مناسب تھا اور سلیمان شکوہ اور بہادر خان اوسکے اتالیق کو بذریعۂ تحریر اطلاع دی کہ اگر ممکن ہو فوراً اوسطرف دریائے جمن سے سہارنپور کو دریا کی راہ ہوکر لاہور میں حاضر ہوں باقی احوال پھر لکھا جائیگا چونکہ الہ آباد داراشکوہ کے قبضہ میں اور اوسکی طرف سے سید قاسم بارہہ صوبہ دار تھا اور باوجود شکست داراشکوہ کے ہنوز اطاعت نہیں کرتا تھا لہذا عالمگیر نے خان دوران کو واسطے فتح قلعہ اور صوبہ مذکور کے تعینات کیا اور ارادت خان صوبہ داری اودہ اور قاسم خان کو مراد آباد کی فوجداری پر مقرر کیا اسیطرح اور لوگوں کو بھی خدمتیں ملیں۔ پرانوں کی معزولی ہوئی انھیں دنوں میں مرادبخش کو بنا بر دلجوئی دوتمنیں راس گھوڑے انعام ہوئے آخر تاریخ رمضان کو جگہ سلیم پور میں خیمہ گاہ تھا۔ بہادر خان نے داراشکوہ کے تعاقب میں رخصت پائی شاہزادہ معظم ناظم دکن اور مہابت خان صوبہ دار کابل وزیر خان صوبہ دار خاندیس و سیادت خان ناظم شاہجہان آباد و سعادت خان قلعہ دار کابل کو خلاع فاخرہ عنایت ہوئے اور رانا راج سنگھ کا لڑکا حاضر حضور ہوکر خلعت فاخرہ مع ایک عقد مروارید سے سرفراز ہوا اور اوسکے باپ کو سرپیچ مرصع بھیجا گیا عید کے دن جو سلیمان شکوہ سے کچھ اول روز مراسم تہنیت و مبارکباد کے ادا ہوکر نہضت واقع ہوئی اور اسی دن دلاور خان پٹھان سلیمان شکوہ سے بگڑکر درگاہ عالمگیری میں حاضر ہوا اور اسیطور پر علی خلعت اور جمدھر مرصع مع علاقہ مروارید کے سرفراز فرمایا گیا اور ہزاری ہزار کے اضافہ سے پنجہزاری پنجہزار سوار کا مرتبہ حاصل کیا اور اسیطرح اکثر ہمراہی سلیمان شکوہ کے اس درگاہ میں حاضر ہوکر سرفراز ہوئے اور خان جہان شایستہ خان جسکو شاہجہان نے داراشکوہ کے بھڑکانے سے موقوف کردیا تھا یہاں آنکر منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور خلعت چارقب و جمدھر مرصع اور شمشیر خاصہ سے سرفراز ہوا

امیر الامرائی کا خطاب اور ساٹھ ہزار روپیہ نقد انعام ملا

شاہزادہ مرادبخش کا قید ہونا عالمگیر کی تدبیر سے

چونکہ مرادبخش محض بے عقل اور مغرور تھا ہمیشہ یہی خیال رکھتا تھا کہ شاہجہان کے بعد بادشاہی مجھی کو ہوگی

جب بادشاہ کی بیماری کی خبر جونپور مین پہنچی تو شجاع نے اپنا لقب مروج الدین مقرر کرکے تخت نشین ہوا اسکے خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور قلعۂ بندر سورٹ کو جو اوسکی بڑی بہن جہان آرا بیگم کے تحت مین تھا اپنے آدمی بھیجکر فتح کر لیا اور محمد شریف ولد اسلام خان کو مع دیگر متصدیان خالصہ شریفہ کے قید کیا اور علی نقی اپنے دیوان کو جو منجملہ عمدہ اوسکا تھا دراندازون کے بھڑکانے سے قتل کر ڈالا اور سپہ تعجب یہ کہ عالمگیر سے عفو تقصیر کرانے کی امید پر لگا چاہتا تھا کہ اسکے وسیلے سے باپ کے حضور مین پہنچکر عذر خواہ ہو اور باوجودیکہ یہ دیکھتا تھا کہ بڑا بھائی اوسکا عالمگیر ان امور سے کچھ بھی اپنے پاس نہین رکھتا ہے غایت حماقت سے ترک اوضاع نکو سیدہ نکیا تخت اور چتر وغیرہ لوازم سلطنت بدستور اپنے ساتھ رکھتے تا آنکہ جب شاہ شجاع کی شوکت گھٹی اور دیکھا کہ چتر و تخت بدستور رواج پا گیا۔ عالمگیر بھی وقت تاک رہا تھا تا آنکہ جب داراشکوہ کی شوکت گھٹی اور دیکھا کہ عالمگیر کا اقتدار بڑھا جاتا ہے اور سلطنت کا کاروبار اوسکے قبضہ مین آیا جاتا ہے خوشامدگویون کی تحریک سے حسد اور دماغ سر پر سوار ہوئی اور بادشاہی کی خواہش نے سر سے پیدا ہوئی باوجود قلت سپاہ اور خزانہ کے تو قیر زمین بوسی کی اور کسیقدر امرا کی دلجوئی کرکے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا جب عالمگیر نے اکبرآباد کو نہضت کی اول تو ہمراہی سے معذرت کرتا رہا آخر جب ساتھ ہوا چند روز کے بعد عقب عقب آتا تھا۔ اور اسکے عالمگیر سے چند کوس کے فاصلہ پر ٹھہرتا تھا اپنے [illegible] مین گویا رخصت کا جویان تھا یہ قصہ جو اوٹھایا اسکا سبب یہ ہی کہ فتح کے بعد عالمگیر کو پیغام دیا کہ ملک [illegible] ہم تقسیم ہونے کا وعدہ تھا حالا ایفاے وعدہ کرنا ضرور ہی عالمگیر نے جواب مین کہا کہ [illegible] باقی ہی اور بادشاہ زندہ اور اوسکی توجہ جانب داراشکوہ ہر پس یہ موقع ایسی گفتگو کا نہین ہی بعد فتح بھی وعدہ وفا کیا جاویگا۔ آور [illegible] اسکے قید کرنے کو منصوبہ کیا ۴ ماہ شوال کو موضع [illegible] حضور عالمگیری مین نہ آیا تھا باوجود [illegible] ہمیشہ عالمگیر ملا کرتا تھا [illegible] بعدہ ادا سے مبارکباد کو آیا عالمگیر نے حسن تقریر سے دلجوئی کرکے [illegible] گذرنے پر شیخ میر کے تفویض کیا اور دلیر خان کو ہمراہ کرکے قلعہ شاہجہان آباد مین بھیجا اسکے دوسرے روز راجہ جی سنگھ [illegible] سلیمان شکوہ کی ہمراہی سے مخالفت [illegible] حضور عالمگیر مین آیا خلعت خاصہ [illegible] اور شمشیر مرصع [illegible] خلد آشیانی [illegible] اور ابراہیم خان [illegible] راجا [illegible] اور رفقاے مراد بخش [illegible] اندنود [illegible] ۱۴ کو حضور آباد مستقر شاہجہان آباد مین پہونچکر مستاذ داراشکوہ اسباب [illegible] راجہ ٹوڈرمل [illegible] لکھی جنگل [illegible]

جب ستلج کے کنارے پہونچا کشتیون کو بعد گذرنے کے دبوا دین اور تتو رواہن داؤد خان اپنے سردار عمدہ کو مع کسیقدر لشکر کے گذرگاہ نلکون پر چھوڑا جو رامپور گھاٹ ہی اس خیال سے کہ شاید یہ حیلہ برسات مین سد راہ عبور لشکر عالمگیر کا ہوگا اور خود برسات تک مقیم لاہور رہکر فراہمی اسباب حرب و پیکار مین بسر کرے یہان ایک کرور روپیہ نقد اور توپخانہ وغیرہ جمع تھا اس خبر سے عالمگیر نے عزم کیا کہ دارا شکوہ کی بیخ و بن کھود ڈالی جاوے اور خود بھی چاہا کہ روانہ ہو ہر چند بسبب کیچڑ اور طغیانی راہ کے فدویان اخلاص کیش نے معذرت بھی کی لیکن عالمگیر نے کسیکی رائے نمانی چونکہ ساعت جلوس بموجب رائے نجومیون کے غرہ ذیقعدہ کو مقرر تھی - اور کم فرصتی کے سبب سے یہ ممکن نتھا کہ حسب قانون و معمول خاندان کورکانی طیاری ہوسکے لہذا مقرر کیا کہ قلعہ شاہجہان آباد مین نہ جاے چند روز اعزآباد مین رہکر تاریخ مذکور کو جیسا کچھ ممکن ہو جلوس فرماے اور بعد حصول مدعا جشن ثانی بتکلف خاندانی منعقد ہو لہذا ۲۱ شوال کو باغ خضرآباد سے کوچ کرکے باغ مہر افزا جو سر شاہجہان آباد پر ایک کوس لاہور کی طرف واقع ہے منزل کی اور ۱۹ کو باغ سندر باڑی سے کوچ کرکے باغ اعزآباد مین مقیم ہوا اور چاہا کہ قبل اپنی حرکت سے جسے دس روز کا عرصہ چاہیے کچھ فوج اور بھی آگے فوج کے پیچھے روانہ کرے تاکہ کنارہ ستلج پر پہونچکر باہم اتفاق سے ٹہرین اور بادشاہ کے پہونچنے تک عبور کرکے تدبیر کریں لہذا عمدۃ الملک خلیل اللہ خان میر بخشی کو خلعت خاص و فیل و شمشیر نوازش فرماکر رخصت کیا اور اوسکے فرزند میر خان اور روح اللہ خان خلعت و اسپ باساز طلا اور علم کے معزز فرماکر ہمراہی پدر رخصت کیے گئے اسوقت مین معلوم ہوا کہ سلیمان شکوہ اوسطرف دریاے گنگ سے پار ہوا جانیکو عزیمت کرنے والا ہی لہذا اوسکے سد عبور کے لیے شایستہ خان امیر الامرا کو جانب ہردوار رخصت ملی اور خود بانتظار ساعت جلوس مقیم رہا اس عرصہ مین کثرت اخلاعت فاخرہ سے فراز ہوئے

پہلا جلوس عالمگیر کا رعایت ساعت کے لیے -

غرہ ذی قعدہ ۱۰۶۸ ہجری روز جمعہ کو اعزآباد کی عمارت مین جشن کی طیاریان شروع ہوئین پندرہ گھڑی ۲۲ پل روز مطابق ۶ گھڑی ۹ دقیقہ دوم ثانیہ بخمی کے سریر فرماندہی کی رونق بڑہائی نقارۂ شادمانی بلند آوازہ ہوئے حضار مجلس نے تسلیم مبارکباد ادا کی دولتخواہون کی امیدین برآئین و خور لیاقت انعام و خلعت نصیب ہوا شاعرون نے بہت تاریخین جلوس کی کہی ہین مگر سید عبد الرشید تتوی نے ایک آیت مین تاریخ نکالی ہے (اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم) بسبب وجوہات مذکورہ بالا کے اکثر رسومات جلوس کے اور نیز خطبہ و سکہ دوسرے جلوس پر موقوف رہا شاہزادہ محمد اعظم کو جو کہ تھوڑے منصب پر تھا منصب دہ ہزاری چار ہزار سوار اور علم و نقارہ اور توما ن اور طوغ اور چتر اور دہکد کی اور دس اسپ گھوڑے عطا فرمائے گئے اور امرا نے بھی حسب لیاقت انعام و منصب حاصل کیا دوسرے روز ہو جب حکم پنجاب کیطرف پیش خیمہ کا لاکیا اور دوسری فوج شیخ میر کی رسالداری مین مع دلیر خان و صف شکن خان وغیرہ کے سلیمان شکوہ کی مزاحمت کے واسطے چوتھی ذیقعدہ کو روانہ ہوئے ۷ ذیقعدہ کو خود بدولت روانۂ پنجاب ہوئے چونکہ لوگون کے بیان سے ظاہر ہوا کہ داہنیطرف کی راہ کیچڑ وغیرہ سے

صاف ہو اندالیا رہوین بو جو نواح کرنال سے کوچ ہوا اندری کو منحرف ہوتے ہوئے رودبار کو متوجہ ہوا۔ آور تین منزل کے بعد بہادر خان کی عرضی بہ مضمون پہونچی کہ دریائے ستلج سے قبل پہونچنے خلیل اللہ خان اور لشکر بہراہی کے آنے کے بارا دھر گیا اور فراریان باہم مجتمع ہوکر سلطان پور مین مقیم ہوئے اور حقیقت حال دارا شکوہ کی لکھی اور خلیل اللہ خان یہ خبر اکر اغوا کرکے بہادر خان سے ملحق ہوا اور سلیمان شکوہ اسوقت مین گرفتار بلا ہوکر آخر الامر کامیاب ناکامی سے دوسری مرتبہ سری نگر چلا گیا وہان کے زمینداروں کی پناہ مین آرام پذیر ہوا باقی حال عقب سے گزارش ہوگا۔ دارا شکوہ ۱۲ شوال کو لاہور پہونچا ۱۴ کو داخل شہر ہوکر ۱۷ کو قلعہ مین در آیا اور جسونت کہ اکبر آباد سے بھاگا تھا سید عزت خان کو جو لاہور کا صوبہ دار تھا لکھا تھا کہ جسقدر ممکن ہو لشکر اور سامان حرب کے فراہم کرنے مین ساعی ہو اور نیز اطراف مین فرمان عطوفت عنوان جاری فرمائے ہر قوم کو ترغیب سپاہگری کی دیتا تھا اور امرا سے مع اور زمینداروں کے التماس اور دلجوئی کرتا تھا۔ اس سبب سے تھوڑے عرصہ مین بیس ہزار سوار فراہم ہوگئے راجہ رجپوت جمو کا زمیندار ہو جب حکم شاہجہان کے کمک کو اوٹھا اور تنخواہ فوجدار بہیرہ اور جوشاک بھی انکر راجہ سے متفق ہوا دارا شکوہ لاہور مین رہکر مخفی خط و کتابت سے امرائے شاہی اور راجہان اجمیر کی دلجوئی کرتا رہا بعد پہونچنے لاہور کے پانچہزار سوار واسطے کمک نگہبانی سابق اور دریائے ستلج کے گذرگاہون پر تعینات کئے جب یہ سنا کہ عالمگیر پنجاب کو متوجہ ہوا ہے سر سے سید عزت خان اور مصاحب بیگ وغیرہ اپنے نوکرون کو روپیہ کے گھاٹ پر بھیجا اور جابجا دریا کے کنارے لشکر تعینات کر دیا لیکن جیسا کہ مذکور ہوا بہادر خان نے معابر ملتان سے گذر کر فوج دارا شکوہ کو بھگا دیا اونھون نے سلطان پور مین آکر عرض حال کیا دارا شکوہ نے داؤد خان کو جو واسطے لینے فوج کے پیشتر روانہ ہوا تھا کچھ فوج دیکر دریائے ساہ کی حفاظت کے واسطے مقرر کیا انہون نے پہونچکر گذرگاہ کی حفاظت کی اور ابتدائے فرار سے شجاع کو جو شکست کھاکر بھاگ گیا تھا صلح نامہ لکھا اور بمقتضائے وقت یہ تکلیف دی کہ بنگالہ سے آکر عالمگیر پر لشکر کشی کرے اور ہمگر یہ اقرار ہوگیا کہ بعد حصول مقصد ملک و مال بحصۂ مساوی تقسیم ہو ادھر عالمگیر نے بھی فتحیابی کے بعد شجاع کی تالیف قلوب فرمائی تھی اور صوبہ بہار و پٹنہ شاہجہان کی مہر سے مزین کرکے اوسکے نام بھجوا دیا تھا اور شجاع بھی ظاہری دوستی اختیار کرکے مراسم تحاداد کرتا تھا لیکن جب خبر عالمگیر کے کوچ کی دارا شکوہ کے تعاقب مین جانب پنجاب گوش زد ہوئی اور منتج داعیۂ سلطنت پیش نہاد خاطر ہوا دارا شکوہ اگرچہ ظاہری مین اسباب پیکار جمع کر رہا تھا لیکن عالمگیر کے ڈر سے جو با وجود کمال اقتدار اور اجتماع امرائے کبار اور فوج اور توپخانۂ بیشمار کے عالمگیر کے ہاتھہ سے صدمہ اوٹھا چکا تھا ملتان اور قندہار بھاگ جانا چاہتا تھا اور اسی ارادہ سے کشتیان اور بار بردار جمع کرتا تھا اوسکے رفیقون نے جب شبہہ سے یہ حال دریافت کیا کہ اسکے عزم کو استقلال نہین ہے ترک رفاقت کا پہلو سوچنے لگے چنانچہ راجہ راجروپ فراہمی اسباب کے بہانہ سے وطن کو چلا گیا چند دنون کے بعد اوسکا لڑکا بھی نکل بھاگا پچیسوین ۲۵ ذیقعدہ کو لشکر عالمگیر کا دریائے ستلج کے کنارے جا پہونچا۔ راجہ جسونت جو زبدۂ شکست کہا کر بھاگا اس منزل مین مشرف ملازمت ہوا اور خلعت خاص مع ایک زنجیر فیل اور شمشیر مرصع عنایت ہوا

اسی مقام میں خلیل اللہ خان کی عرضی سے معلوم ہوا کہ دارا شکوہ کی جو فوجیں دریائے بیاہ کے گذاروں پر جمع تھیں
اونمیں راؤ دھان مع دیگر سرداران کے لاہور سے اور سپہر شکوہ بھی مع لشکر و توپخانہ وغیرہ کے اٹک پر ملے اور عنقریب دارا شکوہ
بھی اٹک پہنچا چاہتا ہے یہ حال سنکر عالمگیر نے رایہ جے سنگھ اور دلیر خان کو خلیل اللہ خان کی کمک پر رخصت فرمایا
اور دسترخوان عنایت شکنخان میر آتش کو مع توپخانہ اور سکا معیمہ بنایا ۲۹ ذیقعدہ کو راجہ جیسنگھ اور دلیر خان خلیل اللہ خان
سے جا ملے - چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ دارا شکوہ کا دعوی باطل ہوا اور سپہر شکوہ بھی جلدی سے بلا کر اونتیسویں ماہ
مذکور کو لاہور سے جانب ملتان چلدیا اور راؤ دھان کو مامور کیا کہ ناوین چلوا دے جائے اور جب قریب پہونچے لشکر عالمگیری
کی خبر سنے تو اور سے آئے اس مقدمہ کو حضور میں لکھکر طاہر خان چٹھویں ذیحجہ کو لاہور پہونچا اور شہر کی ضبطی کی
راجہ اجرو پسر نرسنداس جو جی سنگھ سے پاس دریائے بیاہ کے کنارے پہونچکر خلیل اللہ خان سے ملا - اور اوسکے وسیلے سے
حضور میں پہونچا اور عالمگیر نے انور کیا کہ تا معاودت خود بدولت شاہجہان آباد میں مقیم رہے اور شاہزادہ معظم کو لشکر
کے ساتھ ملتان کو روانہ کیا کہ اب منعم خان کو قید سے رہا کرکے مشمول عنایت کرے پانچویں ذیحجہ کو دریائے سی سے گذرکے یہ مصلحت ہوئی کہ خود بدولت
بلکہ بلکہ اسپار ہوکر دارا شکوہ کا تعاقب کرے اور بدستور انتظام سلطنت میں مصروف ہو - لہذا ہیبت پوری
کے مقام میں شاہزادہ محمد اعظم کو بادشاہی لشکر اور روپیہ توپخانہ وغیرہ کا زیادہ تر دیکر لاہور کو رخصت کیا اور خود بدولت
نے کئی یوم ضعف ضروری سے دن اور لشکر جرار لیکر بیسویں ماہ مذکور یا غار کیا اور راجہ جے سنگھ نے چونکہ رخصت سے پہلے اپنے
مہجالوں کو تھانہ وطن کی رخصت پانی اسی درمیان میں اوسکے پسر کرن کو دارا شکوہ ملتان میں بھی مقیم نہ پاکر بھگوڑا ہوا اوسکے ہمراہ
کی رخصت نہ ہوئی تھی اوسکے کرن کسی جگہ چھپ رہے اور کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں لاجرم قطع منزل میں جلد بازی ہوئی موقوف رکھکے
چھوٹے چھوٹے کوچ مقرر کئے اور حکم دیا کہ صف شکنخان اونکے آوارہ کر نیکو جائے اور ہمراہ کے محروسے باہر کردے چوتھی
تاریخ محرم کو صف شکنخان نے تعاقب میں قدم اوٹھایا اور عالمگیر آہستہ آہستہ منزلیں طے کرتا ہوا ظاہر ملتان تک جا پہونچا
محمد یار میر سامان کو بھگا دینے کی خدمت پر دلاور خان کا حساب اور ہزاری ہزار سوار کا منصب نوازش فرمایا ستائیسویں محرم کو
دریائے راوی سے دو کوس پر خلیل اللہ خان اور بہادر خان وغیرہ مشرف بسلام ہوئے اور سید عزت خان اور
شیخ میر کو بھی جانے کی رخصت ہوئی تا بدولت نزدیک جنگ مدد دے اور چٹھی محرم کو ایک لاکھ روپیہ اور خنجر مرصع
مروارید خلعت انعام ہوا یہ رخصت ہوکر دوسرے روز شہر ملتان میں وارد ہوا وہاں پر شیخ بہاء الدین کے مزار کی زیارت
ایک ہزار روپیہ سجادہ نشین اور ہزار روپیہ مجاوروں کو دیا انھیں دنوں میں شاہ نواز خان صفوی کو جو کہ اورنگ زیب
اور مراد بخش کا سسرا رہتا اور عالمگیر نے بمقتضای وقت اور بے اعتباری کے قلعہ بیان پور میں محبوس کر رکھا عازم بارگاہ

مورد الطاف اور حبس سے رہا فرمایا اور خلعت خاص مع اضافہ پنجشت ہزاری شصت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کے سرفراز فرما کر صوبہ داری گجرات پر مامور فرمایا

عالمگیر کا لوٹنا ملتان سے شاہجہان آباد کو

باوجودیکہ عالمگیر نے بمقتضائے تدبیر شجاع سے دوستی کرکے صوبۂ بہار تسکین خاطر کو دے دیا تھا اور شجاع نے بھی ظاہری دوستی اختیار کرلی تھی لیکن بتحریک دارا شکوہ اور بطمع سلطنت کل ہندوستان کے عالمگیر کو دارا شکوہ کے اقامہ کی مرکز خلافت سے دور اور شاہجہان کو محبوس دیکھکر باپ اور بھائی کی مدد کو متوجہ ہوا اس خبر کے سنتے ہی عالمگیر نے بارہویں محرم کو ملتان سے کوچ کرکے چوبیسویں محرم کو طاہر آمور مین پہونچا اور حکم کیا کہ شہر کے باہر فیض بخش باغ مین جو دہلی کی طرف واقع ہے منزلگاہ ہوئے اور شہر مین کوئی نجائے دوسرے اور چھبیسویں کو شاہزادہ محمد اعظم مشرف بپایبوس ہوا عالمگیر فیل سوار شہر کے سیر کرتے ہوئے بعد ملاحظہ قلعہ وزیر خان کے مسجد مین نماز ظہر ادا کی پنجاب کی صوبہ داری خلیل اللہ خان کو دیکر اخیر محرم کو شاہجہان کیطرف نہضت فرمائی قاضی خان ٹھٹہ کی صوبہ داری پر مقرر ہوا دریائے ستلج پر پہونچکر معظم خان کو جو قید سے رہا ہوکر دولت آباد مین گذارہ کرتا تھا برہان پور خاندیس کی صوبہ داری پر سرفراز فرمایا تیسویں صفر کو بلدہ اعزاباد واقع ظاہر شاہجہان آباد مین خیمہ گاہ ہوا راجہ جیسونت سنگھ اور سیادت خان صوبہ دار شاہجہان آباد مع دیگر ملازمان کے حاضر آستانہ ہوئے اور داود خان جو بہکر مین دارا شکوہ سے جدا ہوکر براہ جیسلمیر حصار فیروز اپنے وطن کو گیا تھا یہان کے خلعت کے بھیجنے سے وہ سرفراز ہوا جب سلطان شجاع اکبر عالمگیر اپنے دار الملک سے پٹنہ کو آیا بدین خیال کہ ابھی عالمگیر مع اپنی فوج کے دور ہے شاید اپنی چستی و چالاکی سے کچھ کامیابی ہوجاے کسیقدر پٹنہ مین مع توپخانہ اور گذارہ وغیرہ اواسط صفر مین جبکہ عالمگیر پنجاب کیطرف تھا الہ آباد کیطرف نہضت کی جب رہتاس پہونچا رام سنگھ دارا شکوہ کیطرف سے اوس قلعہ کا اہتمام رکھتا تھا اسنے بموجب حکم اپنے آقا کے جو کہ دارا شکوہ نے بعد فرار اکبرآباد سے اوسے اور نیز دیگر قلعداران کو تحریر کیا تھا کہ اودھر کے قلعجات شجاع کے حوالہ کرین قلعہ مذکور شاہ شجاع کے سپرد کردیا اسیطرح سید عبد الجلیل بارہ نے بھی جو دارا شکوہ کی طرف سے نوکر تھا قلعہ چنارڈہ حوالہ کردیا اسی حالت مین سید قاسم قلعہ دار الہ آباد نے بھی عرض کیا کہ اگر اودھر تشریف لائیے قلعہ حوالہ کیا جاوے ان مقدمات سے شاہ شجاع نے اور بھی بالکل بیپروا ہوکر عالمگیر نے جب یہ احوال سنا چاہا کہ حسن تقریر سے اس مہم کا سرانجام کرے چند خطوط بھی متضمن محبت لکھے لیکن جب مقتضاے ہوشیاری یہ دیکھا کہ خان دوران اوسکے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتا ہے چند امرا اور کسیقدر فوج سلطان محمد شاہزادہ کے پاس بھیجنا چاہیے تاکہ سد راہ شجاع کا ہوکر عرض حال کرے بنابران فرمان صادر ہوا کہ شاہزادہ اکبرآباد کا بندوبست امیر الامرا شایستہ خان کے سپرد کرکے مع توپخانہ اور لشکر اکبرآباد کے ساتوین ربیع الاول کو روانہ الہ آباد ہوین یہ بھی حکم ہوا کہ جب شجاع الہ آباد کے قریب آئے خان دوران قلعہ کا محاصرہ چھوڑکر شاہزادہ سے ملحق ہو چوتھی ربیع الاول کو حضرت

عالمگیر باغ اعزآباد سے جانب شہر متوجہ ہوئے اور دو گھڑی دن رہے داخل قلعہ ہوئے داؤد خان قریشی صاحب داؤدنگر کو جو اپنے وطن حصار مین آیا تھا اور خلعت بہیجا گیا تھا حاضر ہوکر مشرف ملازمت ہوا اسکے خلعت اور شمشیر مینا کار اور منصب چہارہزاری سہ ہزار سوار سے کامیاب ہوا آوسیوقت معظم خان کو لکھا گیا کہ جس کیواسطے مناسب سمجھے بھی خاندیس مین اپنی نیابت پر چھوڑکر جلد حاضر حضور ہو

شاہ شجاع کے فتنہ دفع کرنیکے واسطے عالمگیر کا کوچ کرنا

جسوقت تحقیق ہوا کہ سلطان شجاع باوجود اس خبر کے کہ عالمگیر نے ملتان سے معاودت کی اور شاہ جہان آباد آگیا خیال سلطنت سے باز نہین رہتا بلکہ حدود بنارس مین آگیا اور قصد الہ آباد کا رکھتا ہی لہذا یہ تدبیر ہوئی کہ عالمگیر شکارگاہ سورون مایل ہوں اور بعد تحقیق حالات شجاع کے اگر بنارس سے پٹنہ کو لوٹ جاوے شاہزادہ محمد کو مع لشکر منقلا کے مراجعت کراکے خود بھی معاودت کرے ورنہ اگر مدارک عمل مین لائے ستر ہوین ربیع الاول کو اپنے ارادہ سے داخل خیمہ ہوا اور خبرداری مرادبخش کی جو شاہجہان آباد مین محبوس تھا بدستور امیرخان کے سپرد ہی تیسری ربیع الثانی کو قصبہ سورون مین پہونچکر یکقطعہ نصیحت نامہ شاہ شجاع کو تحریر فرمایا جب متواتر اخبارات سے معلوم ہوا کہ شجاع اپنے ارادہ سے باز نہین رہتا پانچوین ماہ مذکور کو سورون سے عازم ہوا اور شاہزادہ محمد سلطان کو حکم بھیجا کہ اوردو لشکر شاہی لڑائی مین توقف کرین دو تین منزل کے بعد معلوم ہوا کہ شاہ شجاع الہ آباد مین وارد ہوا اور سید قاسم نے قلعہ حوالہ کردیا اور شجاع نے بنارس سے تین لاکھ روپیہ بجبر تحصیل کرلیا اور خدا جانے اوسکے نوکرون نے کسقدر حاصل کیا ہو کسیقدر فوج جونپور فتح کرنیکو روانہ کی مکرم خان صفوی چنیر کوٹ ہوکر کے بعد بیتاب ہوکر شاہ شجاع کے حضور مین جاملا اور شجاع سالوین ربیع الثانی کو الہ آباد پہونچکر سید قاسم بارہ کے ملجانے سے قلعہ پر متصرف ہوگیا سید قاسم نے تاج الدین نام اپنے ہم قوم کو اپنی نیابت مین مقرر کیا اور خود ضمیمہ لشکر شجاع ہوا۔ اور نوروز کے بعد سترھوین تاریخ کو شجاع قصبہ کھجوہ مین پہونچا اور شاہزادہ محمد سلطان کے لشکر سے چار کوس کے فاصلہ پر ٹھہرا تو پنچانہ رد و بدل لگکر آمادہ رزم ہوا عالمگیر بھی کوچ در کوچ قصبہ کورہ مین وارد ہوا معظم خان جو بموجب حکم خاندیس سے عازم ہوا تھا اسی تاریخ کو اس مقام مین لشکر عالمگیری کو آملا خلعت پائے دوسرے روز اوسی منزل مین مقام ہوا فوج ترتیب ہونے لگی اس روز شاہزادہ محمد سلطان کو خنجر خاصہ مع علاقہ مروارید اور ایک گھوڑے کہ جسمین دس راس عراقی اور عربی تھے پائے اور معظم خان نے جمدہر مرصع مع علاقہ مروارید اور ایک سو گھوڑے جسمین پانچ راس عربی اور عراقی تھے پائے اونیسوین ۱۹ ربیع الثانی روز یکشنبہ کو حکم ہوا کہ فوج خیم کے برابر توپخانہ کی شرارفشانی شروع ہو بعد صدور حکم لشکر آراستہ ہوا ہراول مین شاہزادہ سلطان محمد اور توپخانہ پر ذوالفقار خان اور راجہ جیسونت سنگھ راٹھور برابر ہراول پر اور مہین داس راٹھور اور محمد حسین اور میر عزیز بدخشی اور بلدی چومان اور بہرام

اور ہر رام راٹھور کے ضمیمۂ فوج ہوئے اور اسلام خان وغیرہ امرا ہراولی مین مقرر ہوئے شاہزادۂ محمد اعظم خراغبار پر قائم ہوا آس طرف کی سپاہ مین خان دوران اور راجہ رائے سنگھ سی سوار ہیا اور مرزا خان اور بیرم دیو اور ستیل سنگھ ی سوار ہیا اور راجہ جیرمن جادون اور سید شمس الدین بارہا وغیرہ منصبدار مقرر ہوئے اور کنور رام سنگھ کچھواہہ ولد راجہ جی سنگھ مع راؤ امر سنگھ چندراوت اور جگت سنگھ ہاڑا و علی قلی خان وغیرہ اور منصبداران کے ہراول ہوئے اور بہادر خان کو التمش کی سرداری ملی قول خاص کی دست راست مین داؤد خان مع راجہ اندرمن اور راجہ دیبی سنگھ بوندیلہ اور یکہ تاتار خان اور سادات خان اور سید شجاعت خان وغیرہ کے متعین ہوا اور راجہ سجان سنگھ مع سید فیروز خان اور ہزبر خان وغیرہ سادات کے دست چپ مین تعینات ہوا درمیان مین خود بدولت جلوہ افروز ہوئے اور شاہزادۂ محمد اعظم حسب دستور ہر نوفیل خاصہ پر سوار ہوا عابد خان و اسد خان بخشی دوم اور نزدیک بندگان جانفشان ہمراہ رکاب رہے اور معظم خان کو فیل خاص پر سوار کرا کر حکم دیا کہ ہمراہ فیل حضور رہے محمد امیر خان میر بخشی یمینہ کا سرزا راور مرتضی خان میسرہ کا مقرر ہوا اور عبد اللہ خان وغیرہ قراولی پر اور خواص خان اور اخلاص خان چندادنی پر مقرر ہوئے القصہ نو ہزار سوار مسلح مقرر ہوا لڑائی کی طیار یان ہونے لگین اور تو مطلع جس جگہ پر تھا حسب الحکم وہین پر رہا اور ہر شجاع نے بھی ترتیب فوج کرنا شروع کی اور خود مع الہ وردی خان اور عبد الرحمان بن نظر محمد خان کے قول مین مقیم ہوا اور بلند اختر اپنے چھوٹے لڑکے کو مع سید قاسم بارہہ اور سید عالم اور سنجر اور سیف اللہ پسران الہ وردی خان کو ہراول کیا اور شیخ دنی فرزندان اونکی ہراولی پر تعینات کیا اور زین العابدین بڑے لڑکے کو برانغار مین رکھا اور حسن جنگی کو اوسکی ہراولی پر سرفرازی دی اور مکرم خان صفوی کو مع سید راجے وغیرہ کے جرانغار حوالہ کیا اور شیخ ظریف کو التمش مین مقرر کیا تو پخانہ کا اہتمام ابو المعالی میر آتش کو دیکر میر علاء الدولہ دیوان کو مع کسیقدر رجماعہ کے چندادلی پر اور سید قلی اورناب کو قراولی پر مقرر کیا چار گھڑی دن چڑھے عالمگیر بعد درستی صفوف محاربہ کے شجاع کی طرف متوجہ ہوا اور کمال آہستگی مین لشکر شاہی چوتھائی روز باقی رہے لشکر شجاع کے برابر جہان تو پخانہ نصب تھا جا پہونچا اور صف آرائی ہوئی شجاع نے اوس روز اوس جگہ سے حرکت نکی کسیقدر تو پخانہ کو سید عالم بارہہ اور سید مرتضی اور شیخ ظریف قراولی اور سید راجی کے ہاتھ بھیجکر حکم دیا کہ عالمگیری لشکر کے روبرو آتشبازی کرین ادہر سے بھی عالمگیر کے ارشاد بموجب تو پخانہ سے شرر ریزی شروع ہوئی جب رات ہوئی شجاع نے اپنے تو پخانہ کو واپس بلاکر فوج جمع کی چونکہ سرزمین تو پخانہ شجاع کی بلند تھی لہذا معظم خان و دیگر بیسیوں سے چالیس توپ لیجاکر شجاع کے لشکر مین نصب کردی عالمگیر نے حکم دیا کہ جسطرح ترتیب لشکر ہوئی تھی ویسی ہی آراستہ گھوڑدن سے اوتر کر آرام و حفظ لشکر کرین اور خود بدولت بھی دولتخانۂ محضرین ورود فرمایا اور نماز مغرب و عشا مین ادائے شکر خداوند قدیر فرماکر خواب بیدار بختی مین مصروف ہوا آخر شب کو عجیب سانحہ ہوا بڑا اخلال فوج مین ہوا بہاگنے کے پہلو سوچنے لگے فقط اخلاص رہا دون نے زمین بکر لی حقیقت یہ ہوئی کہ راجہ جسونت سنگھ باوجودکہ حضرت عالمگیر نے اوسکی تقصیرات

معاف فرما کر معتمد علیہ کیا تھا مگر وہ بد اصل خود غلط بخیال فاسد پریشانی فوج سے نکلکر بھاگا رات کو شجاع کے پاس
چند اشخاص بھیجے اور اپنے داعیۂ فاسد سے آگاہ کر دیا اور مع اپنے تمام لشکر اور راجپوت وغیرہ مانند مہیس داس اور
رام سنگھ اور ہر رام راٹھور اور بلدی چوہان وغیرہ کے چل نکلا اول شاہزادہ محمد سلطان کے لشکر سے گذرا وہان پر اور سے
آدمیون نے تاراج کرنا شروع کی جب عالمگیر فوج کے برابر جا پہونچا ہاتھ بڑھایا جہان جو پایا قبضہ مین لایا راجپوتون کی
دست درازی سے لشکریون کے چھکے چھوٹ گئے نہایت انقلاب پیدا ہو گیا ہاے ہوے پیدا ہوئی مفسدون نے
سینہ زوریان دکھلائین صبح ہوتے یہ خبر لشکر ظفر پیکر مین پہونچی کسیکو یہ خبر ہوئی کہ مخالف کا زور ہوا شب
لشکر شجاع کی راہ لی اس اضطراب سے ہر کسیکی ہمراہی سے یہ ٹھہرا کہ گوشۂ عافیت کی تلاش کیجے جب یہ خبر عالمگیر کو پہونچی
فرط شجاعت سے استقلال ذاتی ظاہر فرمایا ہرگز دم نمارا سر اپردۂ اقبال سے باہر نکلکر تخت روان پر سوار ہوا اور خواص
امرا اور حاضرین کو حکم دیا کہ نتیجہ اس شورش کا ہم فتح و نصرت جانتے ہین کیونکہ جب اس مفسد کا ارادہ بدخواہی پر تھا پس
مفسد کا نکل جانا عمدہ ہی پس ہمہ خوردگی صفوف کے واسطے اسلام خان کو جو ہراول تھا اوسکی جگہ پر مقرر کیا
اور سیف خان اور اکرام خان کو اوسکی ہمراہی مین مقرر کیا انہین سے ہر جگہ وہی دوبارہ صف رزم آراستہ ہوئی صبح ہوتے لڑائی درپیش ہوئی
اگرچہ بہ نسبت روز گذشتہ کے بسبب شورش راجہ جسونت سنگھ کے آدھی فوج رہگئی تھی لیکن جوش شجاعت سے ضبط کیا
اور امید وار مدد غیبی فرما کر میدان رزم کو متوجہ ہوا اور شجاع نے صف آرائی کی اور اس اور کل لشکر کی ایک صف مقرر کر کے توپخانہ
کے عقب مین سیر آئے اور خود مع بلند اختر اپنے چھوٹے لڑکے کے وسط فوج مین رونق افروز ہوا - اور زین الدین بڑے فرزند
اور سید عالم اور شیخ ظریف قرلی اور حسن خویشگی کو دست راست اور سید قاسم اور مکرم خان اور عبد الرحمان اور لشکر محمد خان کو
جانب چپ تعینات فرمایا جب چار گھڑی دن رہا اول بان چھوڑنا شروع ہوئے اسی عرصہ مین عالمگیر کے توپخانہ سے ایک گولہ
جس ہاتھی پر زین الدین ولد شجاع سوار تھا آ لگا ایک پیر فیلبان اور ایک خواص کا اور مر گیا لیکن شاہزادہ کو کچھ آسیب نہ پہنچا
توپ اور بندوق کے بعد تیر و سنان کی سناسن ہونے لگی اس زد و خورد مین سید عالم بارہہ سردار لشکر شجاع مع فوج عظیم کے
دست راست سے عالمگیر کے برغار پر جما آور ہوا فیلان کوہ شکن کے صدمہ سے دست چپ کے فوج کی رہی ہوئی اکثر دون کے
پیر اکھڑ گئے کوئی تدبیر نہ چلی بھاگ نکلے اس بھگدر مین فوج ظفر موج کے ہوش فرار ہوئے بعضے دنے نانے نام چل نکلے قول خاص
کی جمعیت مین بھی پریشانی ہوئی بجز دو ہزار سوار کے رکاب عالی مین کوئی نہ رہا محافظون نے اس بدحواسی کو دیکھکر زیادہ تر
جرأت کی مع فیلان کے اوس حال سے بساط قلب یک رخ کیا اس معرکہ مین بادشاہ مرتضی خان قول کے میسرہ سے
اور بہادر خان کوکلتاش سے اور حسن علیخان دست چپ سے نکلکر دشمنون کے سد راہ ہوئے اور اسی وقت مین عالمگیر نے
بھی دشمنون کی طرف ہاتھی کا رخ فرمایا اس طرح سے کہ پشت قول خاص جانب برغار ہوئی اور ملازمان رکاب دشمنون پر
حملہ کر کے اور جرأت بادشاہ کی تقویت اور آفتاب کی پشت گرمی سے مخالفین کو روبرو سے ہٹا دیا اور تیر و تلوار سے خونریز بسیار ہوا

برگشتہ بختون کو خاک ہلاک پر ڈالا لواے غلبہ بلند کیا سید عالم کا اس شہامت و دلاوری کے دیکھنے سے جو بہادران بادشاہی نے کیے بازوی ہمت سست ہوے اراہ فرار ڈھونڈی جس راہ سے کہ آیا تھا واپس ہوا - لیکن وہ تینون مست ہاتھی جو اوسکے فوج کے روبرو تھے بہادران دلیر کی ممانعت اور مدافعت سے روگردان نہوکر بدستور رخیرہ چلے آتے تھے بلکہ بارش قطرہاے پیکان اور صدمۂ بندوق اور بان سے مانند سیل وہان کے ریزش ابر سے تندتر ہوکر روے قہر جانب قول خاص عالمگیری کے لائے اور اون تینون کوہ پیکر مین سے ایک نے آگے بڑھکر فیل خاصۂ سواری بادشاہ سے ٹھوکر کی مگر بادشاہ کوہ وقار اوسکے حملہ سے مستحکم رہا ۵ بمردی رجا یک سر مونشد ۵ زراہ چنان سیل یکسو نشد ۵ مکین بسر نشست زبس جوہر ش ۵ نجنبید جز بض از یکر ش ۵ ایک قراول کو جو کسی ہمراہی کے ہاتھی پر نزدیک بیٹھا سو اتھا اشارہ فرمایا کہ اوس ہاتھی کے فیلبان کو جو اشارہ کجک سے محرک فیل ہے گولی سے مارے اور اوسنے چالاکی اور تیزدستی سے بندوق سر کی اور مساعدت اقبال سے نشانہ پورا بیٹھا فیلبان گرا اور فیلبان بادشاہی نے بجاے اوسکے بہوبنکر ہاتھ کو زیر کیا - باقیماندہ دو فیل قول خاص سے گذر کر دست راست قول عالمگیری کے جانب حملہ آور ہوے اسی عرصہ مین بلندا خترسپہر شجاع نے مع چند دیگر اپنے سرداران کے مانند شیخ دلی قرملی اور شیخ ظریف وحسن خوشگی اور فوج خسرو مع فوج کے روے جسارت جانب برانغار عالمگیر کے لائے اس سبب سے کہ اسوقت عالمگیر نے مخالفین کو برانغار سے دفع کیا تھا قول خاص کے پیچھے جو برنغار کی طرف تھے برہمی کے آثار ظاہر ہوے اور معلوم ہوا کہ دشمن اور حملہ آور ہوا بادشاہ نے چاہا کہ روے توجہ ادھر فرماکر دفع دشمن مین متوجہ ہو لیکن چونکہ شمشیر اوسکی جوہر تدبیر سے ملی ہوئی تھی عین ایسے مہالک مین حرکات مضطربانہ نہین کرتا تھا - دلمین سوچا کہ چونکہ روے فیل سواری نسبت رجوع جنگ اور کارزار کے جانب برانغار ہوا اور مخالفین کہ ہجوم اودہر ہے اور اس سبب سے ہراول فوج منصور تھے اسطرف میل کی ہو مبادا انحراف قول خاص سے شاہزادہ محمد سلطان اور ذوالفقار خان کہ مقدمۃ الجیش فتحیابی تھے کوئی خیال دلمین لاکر قول خاص کی حرکت کو دوسری طرف خیال کرین اور عظم فتور متزلزل فوج ہراول مین ظاہر ہو اور موجب زیادہ تر خیرگی دشمنون کا ہو لہذا بمقتضاے دوراندیشی اور پیش بینی کے شاہزادۂ محمد سلطان اور ذوالفقار خان کے پاس کسیکو بہیجا اور حقیقت حال کہکر پیغام دیا کہ تم دلجمعی اور دل قوی سے غنیم کے مقابل رہکر سرشتۂ کوشش اور پایداری کا ہاتھ سے نہ دو تا بدولت مخالفین برانغار کو دفع کرکے تمھاری کومک کو پہونچتے ہین بعد رعایت اسی دقیقۂ حزم کے شجاعت دلی کے نیروسے روے فیل جانب دست راست کیا اور مدافعت مخالفین مین توجہ فرمائی اسی حال مین جس ہاتھی پر کہ اسلام خان سردار برانغار سوار تھا وہ بان کے لگنے سے بھاگا اور اوسطرف کی فوجین برہم ہوئین اور اکثر لوگ اوسطرف کے جگہ سے ہٹ گئے توفیق ثبات اور برقرار رہنے کی نپائی لیکن سیف خان اور اکرام خان جو اسلام خان کے ہراول تھے چند لوگون کے ہمراہ قدم ہمت گاڑے رہے اور کوشش مردانہ کی اور سبحان بیگ ورہاتی

جو توسنخانہ برانغار کا فرمان روا آور سیف خان اور اکرام خان کا پیشتر دستھا اسی لڑائی مین جان نثار ہوکر سرخروے عرصۂ کارزار ہوا اور اسی حال مین بادشاہ نے فدویان اخلاص منش کی پشت گرمی فرمائی ملازمان رکاب اور جان نثاران سابق نے عالمدے کے ہاتھ آستین اراوت سے باہر نکالا اور کوششہاے مردانہ سے جمعیت مخالفین کی پراگندگی اسی گیرودار مین شیخ ولی قرلی ہراول بلند اختر تیغ مبارزان لشکر ظفر پیکر کی آب سے غریق بحر فنا ہوا اور حسن خویشی زخمی ہوکر عرصۂ رزمگاہ مین غلطان ہوا اور کسیقدر اوسکی فوج سعی دلاوران شاہی کی آگ سے جل بھن کر ٹھکانے لگی اور بلند اختر مع چند لوگون کے والپس باپ کے پاس پہونچا عالمگیر نے بغیر غلبۂ ہمت واسطے مدافعت شجاع کے قوی کی چند قدم آگے کو بڑھا تھا کہ مکرم خان صفوی فوجدار چتون پور جو بندریعۂ لاچاری شجاع کی ہمراہی مین تھا بداعیہ حضور عالمگیری کے اسطرف کو آتا تھا دور سے مانند پناہ جویون کے ظاہر ہوا اور امان پاکر ملحق موکب فیروزی اور بموجب حکم ہاتھی پر جاکر محفوظ رہا اسکے بعد عبدالرحمن بن نذر محمد خان جو شاہجہان کے زمانہ مین لکھیان بنگالہ مین سے تھا اور سنجر بیسر الہ وردی خان نے باپ کی جدائی کرکے روے ارادت اس درگاہ مین کیا اور ملازمت مین آئے اسی اثنا مین قراولون مین سے کسی ایک نے شجاع کے فرار کی خبر پہونچائی — اور نقارۂ شادیانہ گھوڑے اور ہاتھیون کی پشت پر سے بلند آوازہ ہوئے اور فی الحقیقت باوجود تفرقہ وانتشار لشکر اور برہمزدگی فوج اور ظہور ہونے طرح طرح نفاق اور شقاق منافقین اور تعاقب بوطلبیون کے حواس لڑائی مین لشکر شاہی کے عائد حال ہوا عجب فتح نمایان عالمگیر کو حاصل ہوئی اور شجاع غمزدون اندوہ وناکامی کے ساتھ مع لڑکون اور آلہ وردی خان اور بقیہ لشکر راہ فرار اختیار کی اودیسا مدہ اور بنگالہ اور اکثر اسباب تجمل فوج منصورہ کی لوٹ مین آیا اور اکیسو جودہ توپ اور اکیسو گیارہ ہاتھی بقید ضبط درآئے آور عالمگیر نے بعد فتح یابی شکر وسپاس الٰہی ادا کیا اور لشکر گاہ شجاع سے جو موضع کھجوہ کے تالاب کے نزدیک تھا گذر کر منزل کی اور بنابر آمال اندیشی تاکہ شجاع اسباب منازعت کے جمع کرکے پھر مصدر ہنگامہ ہو ایک فوج شاہزادہ محمد سلطان کی سرداری مین اوسکے تعاقب پر مامور کی اور اوسی روز جو جماعت کہ شاہزادہ کے رکاب مین حاضر تھی اوسی مہم پر روانہ ہوکر بیشتر منزل کی آور اوس جگہ پر انتظار پہونچنے امراے کمکی اور جمعیت فوج کا کیا اور شاہزادہ عجالۃً ایک خلعت مروارید گران قیمت جگردان اور دوپٹہ مین کندھے پر پڑا تھا نوازش کرکے رخصت کیا اور ایک مہینہ دو روز اوس منزل مین مقام کرکے امرا کو مشمول عواطف فرمایا ازان جملہ معظم خان کو جو بعد رہائی قید کے اسوقت تک بحالی منصب پر سرفراز نہوا تھا بڑے منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور دس لاکھ روپیہ انعام اور عطاے خلعت خاص مع پوستین سمور اور فیل خاصہ مع ساز نقرہ اور جل زربفت اور شمشیر مرصع کے مورد مراحم گوناگون کیا آور راجہ جیسنگھ اسی روز وطن سے پہونچکر جبہ سلے عقیدت ہوا، ۲ روز کے بعد اوجین کھجوہ سے کوچ ہوکر دریاے گنگ کے کنارے مقام ہوا اور سلخ تک مقام رہا آور بعد نزول اس مقام کے معظم خان

مع ذوالفقار خان اور اسلام خان اور کنور رام سنگھ اور داؤد خان اور فدائی خان اور راؤ بہاؤ سنگھ اور اخلاص خان خویشگی اور احتشام خان اور فتح جنگ خان اور رشید خان اور لودیخان اور راؤ بہاؤ سنگھ ہاڈا وغیرہ مردم کارآمدنی تعین ہوئے کہ شاہزادہ محمد سلطان سے ملحق ہوکر شجاع کا تعاقب کرین

شیخ میر اور صف شکن خان کے لشکر کا بیان جو دارا شکوہ کے تعاقب پر معین تھے

پوشیدہ نرہے کہ صف شکنخان چوتھی محرم کو جسکے دس روز قبل دارا شکوہ ملتان سے رگہرائے فرار ہوا تھا بلدہ مذکور سے اوسکے تعاقب پر چلا جب بکر پہونچا ظاہر ہوا کہ دارا شکوہ اجمال واثقال اور بعض پرداگیان کو مع کسیقدر خزانہ اور ظروف طلائی ونقرئی اور سنگین کے قلعہ بکر مین چھوڑکر بسنت خواجہ سرا اور سید عبدالرزاق نامی مانک شخص کو جو اوسکے معتمدین مین تھا قلعہ کی حراست مین تعینات کیا اور چند توپ کلان جو اپنے پاس رکھتا تھا مع دیگر لوازم توپخانہ اور ایک گروہ قبراندازان اور بندوقچیون معتمد کو اوس حصار مین چھوڑکر سلع مذکور کو بکر سے تلخکام مایوس پشیمان چلا گیا اور نقد خزانہ اور اسباب کشتیون مین اور خود براہ بیشہ اور جنگل درختون کو صاف کرتے ہوئے جاتا ہوا اور اکثر نوکران عمدہ اوسکے مانند داؤد خان اور شیخ نظام اور میر عزیز اور میر رستم مع چار ہزار سوار کے نواحی بکر مین اوس سے جدا ہوگئے قریب تین ہزار سوار کے اوسکے ہمراہی مین رہگئے ہین شیخ میر نے ایک روز کی اقامت کے بعد بکر مین معلوم کیا کہ اس جگہ سے پچیس ۲۵ کوس آگے ایک راہ قندہار کی جانب کو جدا ہوتی ہے دارا شکوہ وہان پہونچکر چاہتا تھا کہ قندہار کو جاوے جب دیکھا کہ نوکر ہمراہی نکرینگے اور اہل حرم بھی اودہر کو راضی نتھے ناچار ٹھٹھہ کی طرف بازگشت کی اس اخبار کے سننے سے جماعت برق اندازون کی بکھر مین متعین کی کہ قلعہ مداخل ومخارج سے خبردار رہکر تا واپسی لشکر منصور توپ وتفنگ سے قلعہ کے ساتھ جنگ کرین اور متحصنون پر کام تنگ کرین اور خود کوچ کرکے درپے دارا شکوہ چلا اور صف شکن خان کو مع محمد معصوم اپنے داماد کے بمراہی ہزار سوار برقندار اور چودہ شتر نال کے پیشتر بھیجا کہ بصورت دارا شکوہ کی کشتیون کی راہ عبور مسدود کرین اور خود بھی پیچھے سے دوڑکر پہونچا اور کوششین کین لیکن بسبب پاٹ دریا کے کچھ منفعت نہوئی بجز دو کشتیون کے کہ ایک گولہ سے شکست ہوئی اور دوسری مٹی مین جا اٹکی اور کچھ نقصان نہ پہونچا اور مجموعہ کشتی سلامتی سے نکل گئین اور شیخ میر اور صف شکنخان نے سنا کہ دارا شکوہ ۲۹ اونتیسوین صفر کو دریا سے عبور کرکے گجرات کو چلا گیا اسی اثنا مین اونکے نام فرمان صادر ہوا کہ ترک تعاقب رکے حضور مین آوین چونکہ اس فوج نے اس تعاقب مین سخت مصیبت کینچی تھی اس حکم کا پہونچنا نہایت غنیمت سمجھکر معاودت کی

عالمگیر کی معاودت ساحل گنگ سے دار الخلافۃ اکبر آباد کو

جب دارا شکوہ کے گجرات جانے کی خبر عالمگیر کو ملی اور شجاع کی طرف سے اطمینان ہوا تنبیہ اور تادیب راجہ جسونت سنگھ کی کی کہ دیسا نفاق نمایان اوس سے ظاہر ہوا اور نیز تدبیر استیصال دارا شکوہ کی پیشنہاد خاطر عاطر کرکے علم معاودت

دریاے گنگ کے کنارے سے اکبرآباد کی طرف بلند فرمایا اور قصبہ کوڑہ مین الہ آباد اور ٹھٹہ کے تسخیر کی خبر سنکر حضور مین عرضداشت شاہزادۂ محمد سلطان سے معلوم کرکے فرمان سند صوبہ داری الہ آباد کا خاندوران کو جو قبل جنگ شجاع کے الہ آباد کے محاصرہ پر مامور تھا اور فرمان صوبداری پٹنہ کا داؤد خان کے نام جو معظم خان کے ہمراہ گیا تھا صادر ہوا کہ بعد پہونچنے پٹنہ کے وہان کی صوبہ داری پر منصوب ہوا اور مکرم خان بدستور سابق فوجداری جون پور پر مامور ہوا اور فتح پور سے گذرکر محمد امین میر بخشی کو مع ایک فوج امرا اور منصبداران کے بنابر استیصال راجہ جسونت کے مقرر کیا اے سنکر راٹھور کو جو راجہ جسونت کا بھتیجا تھا خطاب راجگی سے سرفراز کرکے خلعت و فیل مع مادہ فیل اور شمشیر مرصع اور نقارہ اور انعام ایک لاکھ روپیہ اور اصل و اضافہ سے چار ہزاری چار ہزار سوار کے مرتبہ پر مرتبہ بڑہاکر اوسی فوج کے ہمراہ کردیا تاکہ بعد متاصل ہونے جسونت کے راجگی اولوس راٹھور اور مرزبانی جودہپور کی اسکے متعلق ہو اور حکم ہوا کہ امیر خان حارس قلعہ شاہجہان آباد مراد بخش کو جو وہان مقید ہی ہمراہ شیخ میر کے جو داراشکوہ سے بموجب حکم لوٹا آتا ہی لاکر قلعۂ گوالیار مین محبوس کرے اور خود حضور بادشاہ مین رہے چونکہ تنبیہ راجہ جسونت اور داراشکوہ پیشنہاد خاطر عالمگیر تھی داخل اکبرآباد ہوکر عزم اجمیر کا جزم کیا امیرالامرا شایستہ خان اور دیگر امرا اور ارکان وہان کے ظاہر شہر مین دو تین منزل آکے اکثر شرفیاب ملازمت ہوئے اور شیخ میر اور دلیر خان بھی ملحق لشکر ہوئے اب باسطے انتظام اخبار کے احوال داراشکوہ کا لکھنا ضرور ہی مخفی نرہے کہ داراشکوہ نے اپنے تعاقب کی فوج کا لوٹنا غنیمت سمجھکر ولایت گجرات کو جو اغیار سے خالی تھی واسطے اپنی اقامت اور آراستگی فوج اور فوایح کے مناسب سمجھکر بعضے زمینداروں کی رہنمائی بموجب دریاے شور کے کنارے سے جو غیر مشہور اور دشوار گذار تھے رہ سپر ہوکر جب ولایت کچھ مین پہونچا وہان کا مرزبان استقبال کو آیا اور مردمی و مروت اختیار کی اولڑکی داراشکوہ کے لڑکے سپہر شکوہ سے منسوب کی وہان سے مع تین ہزار سوار اور دیگر مردمان ہمراہی کے گجرات کی عزیمت کی شاہنواز خان صفوی جو چندہ داراشکوہ سے بیگانہ اور عالمگیر سے رشتہ رکھتا تھا کیونکہ عالمگیر کی بی بی کا باپ تھا لیکن بسبب اوسی برسلوکی کے جو عالمگیر نے بروقت نہضت برہان پور کے اوسکو مقید کرکے بعد غلبہ پانے ہر سہ برادران مدعی سلطنت کے قید سے رہائی دیگر صوبداری گجرات پر مقرر کیا تھا یہ شخص پادشاہ سے کبیدہ خاطر تھا پس مزاحمت اور ممانعت نکرکے داعیہ اتفاق داراشکوہ کیا اور رحمت خان وہانکے دیوان اور جملہ کمکیون کے ساتھہ اوسکے استقبال کو گیا اور موضع شیہ کنج مین جو شہر سے دو کوس پر ہی اوسکی ملاقات کی اور از روے ہواخواہی اور خیراندیشی کے پیشکش داراشکوہ داخل احمدآباد و گجرات ہوکر اموال و اسباب اور جملہ کارخانہ مراد بخش پر جو وہان رہگیا تھا متصرف ہوا چونکہ اوس سبب سے کسیقدر مکنت بہم پہونچی لشکر و سپاہ کی فراہمی کا دہیان آیا اور اوس صوبہ کے کمکیون کو داد و دہش اور استمالت سے اپنا یار بنالیا اور بایک مہینہ سات روز کے عرصہ مین فوج آراستہ اور لشکر شایستہ جمعیت بیس ہزار سوار

آراستہ کرکے کبھی عزم کرتا تھا کہ وہان کے سلاطین سے استمداد کرکے اپنا کام حاصل کرے اور کبھی اجمیر کا ارادہ کرتا تھا تاآنکہ جنگ الہ آباد کی خبر بطریق غیر واقع اوسکے گوش گذار ہوئی اور بنابر نفاق راجہ جسونت چند سنگھیان جو شرع عالمگیری عاید ہوئین اور فراریون کے زبانی جو کچھ اخبار مشتہر ہوئے برخلاف واقعہ کے داراشکوہ کو معلوم ہوئے بمجرد سننے کے بدون تحقیقات عزم اجمیر کا مصمم کرکے غرہ جمادی الاخرے کو گجرات سے نکلا اور شاہنواز خان کو مع جمیع اجماع اور لواحق پسران و خویشان اوکو مراد بخش کے جاوسی جگہ پر تھا اور اکثر لمگیان اوس صوبہ کے مانند رحمت خان دیوان وغیرہ کو ہمراہ لیا اور سید احمد نامے کو صوبہ دار گجرات کا کرکے کسی کو اپنے نوکرون مین سے وہان چھوڑکر جب گجرات سے تین منزل چلا آیا برخلاف اوسکے جو سنا تھا محقق ہوا اور اسوجہ سے اپنے کام مین تردد ہوا اسی ضمن مین راجہ جسونت کا نوشتہ مشعر اپنے حقیقت حال کے اور نیز اس امر کے کہ اجمیر کی عزیمت فرمائی پہونچا اور اس وجہ سے عزم مزید ہوا اور جمعیت الوس راٹھور اور دیگر راجپوتون کی پشت گرمی سے جنکے مکانات نواحی اجمیر مین تھے دلیر تر ہوا اور ہر منزل مین نوشتجات راجہ جسونت مشعر مزید ترغیب اور تاکید کے پہونچا کرتے تھے تاآنکہ جودہپور کے تین منزل پر آپہونچا باقی احوال اسکا بعد ازین لکھا جاویگا الحال بنابر انتظام اخبار کے احوال عالمگیر کا لکھا جاتا ہے ۔ ۲۷ جمادی الاول کو عالمگیر نے تسکارگاہ باڑی مین مقام فرمایا اس منزل مین شاہزادہ محمد اکبر مع جمیع پردگیان حرم سرائے شاہی کے جو دولت آباد سے ہوئی تھین پہونچکر شرف اندوز ملازمت ہوا اور پردگیان حرم سرا کو اکبرآباد مین چھوڑکر خود عازم پیشتر ہوا ۔ ۱۲ جمادی الاخرے کو تربیت خان صوبہ دار اجمیر نے پہونچکر داراشکوہ کی مفصل خبر پہونچائی ۔ جب معلوم ہوا کہ داراشکوہ اجمیر مین پہونچکر آمادہ رزم و پیکار ہے ۱۶ جمادی الاخرے کو طاہر خان کو عنایت ترکش سے نوازش فرمائی اور مع ایک جماعت کے قراولی پر رخصت کیا تاکہ متواتر اخبار طرف مخالف کی پہونچاتا رہے چوبیسوین کو چہ کوس تالاب رامسیر نزول لشکر ہوا اسی منزل مین عالمگیر نے ترتیب لشکر اور تقسیم افواج فرمائی ہراول کی سرداری راجہ جیسنگھ کو مقرر ہوئی اور صف شکنخان میر آتش مع توپخانہ اور کروہ برن آبداران کے ہراول کے آگے مقرر ہوا ۔ اور شیخ میر کو اوتمش کی سرداری ملی برانغار پر امیر الامرا شایستہ خان مقرر ہوا اور شاہزادہ معظم جرانغار کی سرداری پر سرفراز ہوا اور حکم ہوا کہ بزنکی سپاہ بہادر خان وغیرہ کے ہمراہ رہے اور محمد امین خان میر بخشی مع گروہ بہادران کے لشکر کے دست راست پر بطور طرح کے تعین ہو اور ہشدار خان مع فدویان جان نثار کے دست چپ پر محافظ رہے اور قول خاص مین بندگان مخلص مقرر ہوئے قول خاص کے میمنہ کی محافظت اصالت خان کو ملی اور میسرہ کی نگہبانی تربیت خان نے پائی اور ہر تراک کے ساتھ لشکر بھی کیا گیا اور حکم ہوا کہ بعد ازین اسی ترتیب سے فوج رہ سپر ہو ۔ الحال باقی حال راجہ جسونت اور داراشکوہ کا لکھنا ضرور ہے ۔ مخفی نرہے کہ راجہ جسونت تقصیر ثانی سے کہ علانیہ کوس مخالفت کا بجاتا اور اپنا نفاق نہان آشکارا کرکے گیا تھا یہ یقین جانتا تھا کہ عالمگیر اوسکے استیصال مین تقصیر نکریگا ناچار اپنا چارۂ کار داراشکوہ کی رفاقت مین دیکھکر

ترغیب و تحریص سے اوسنے اپنی طرف مائل کیا اور اپنے لوس اور دیگر راجپوتان کا لشکر فراہم کرکے بعد پہونچنے جودہ پور کے لشکر آراستہ و سپاہ مین کوشش بیشتر کی بانتظار پہونچنے داراشکوہ کے بیٹھا اور عالمگیر نے واسطے انتشار پانے اور شکست کھانے داراشکوہ کے چاہا کہ دونون کے درمیان مین تفرقہ پڑے اور راجہ جیسنگھ جو منظور نظر اور عمدۂ راجہاے دولت مین سے تھا قراست سے اس بات کو پاکر استعفاے جرایم اچھی طور پر پیش کیا جسکے بموجب ایک فرمان متضمن بشارت عفو تقصیر اور ممانعت موافقت داراشکوہ کے اوسکے نام صادر ہوا اور راجہ جیسنگھ نے ایک مفصل تحریر متضمن ترک رفاقت داراشکوہ کے تحریر کی آوسنے یہ حال دیکھکر جرم سابق فراموش کیا جودہ پور سے جو بیس کوس بعزم اجمیر نکل گیا تھا مراجعت کرکے گوشۂ عافیت کو سدھارا داراشکوہ اسکے فریب مین آکر دوسرے ارادون سے معطل ہوگیا میرٹھہ کو جو جودہ پور سے تین منزل ہے گیا وہان بھی اسکا ثبات نہ پایا متردد ہوکر مقیم ہوا مسمی دنیچند اپنے معتمد کو بھیجکر ایفاے عہد کا خط ستمگار ہوا اوسنے حیلہ و فریب کے لیے جوابدیا کہ انتظار فراہمی لشکر مین مقیم ہون فصلاح یہ کہ داراشکوہ اجمیر مین جاکر مقیم ہو تاکہ راجپوت اوسکے حضور مین جماؤ کرین اور بندہ بھی عنقریب فراہمی لشکر کرکے حاضر ہوتا ہے داراشکوہ چارناچار اجمیر آیا اودکر دوبارہ دنیچند کو بھیجا مگر سراسر فریب کی باتین سمجھکر قطع امید کرکے مراجعت کی اور راجہ جودہپور کو روان ہوگیا داراشکوہ نے چارناچار اپنے لڑکے سپہر شکوہ کو مع پانسو سوار کے راجہ کے پاس بھیجا شاہزادہ نے جلد پہونچکر ہر چند لجاجت کی مگر بذیرا نہوئی لاچار یوس ہوکر واپس ہوا

دوبارہ عالمگیر کے داراشکوہ سے لڑائی ہونا اور فتح پانا۔

جب داراشکوہ اوس حیلہ سرشت امرا سے مایوس رہا اور عالمگیری فوج اجمیر کے قریب جا پہونچی ہر چند فوج کم تھی لیکن لڑنے کو آمادہ ہوا مگر بدرجۂ لاچاری یہ مصلحت ٹھہری کہ درۂ کوہستان اجمیر کو کہ دونو جانب سے محدود ہے اوسے مورچال بناوے۔ اور عمدہ کارخانہ لڑائی کا ترتیب دیکر چند روز کے واسطے مامن بناوے آخر ہر ایک کو ایک ایک مورچہ پر معین فرمایا اول مورچہ جو گڈہ پٹھلی کے نزدیک تھا سید ابراہیم مصطفےٰ خان کے سپرد کیا اور اوسکے لڑکے عسکر خان اور جان بیگ کو اوسی طرف تعین کیا اونکے پہلو کے مورچہ فیروز میواتی کو اور اوسکے پہلو مین چند بڑی توپین نصب کین اور اوسی مقام پر اپنا ٹھہرنا مقرر کیا اور اپنے چپ کی طرف دوسرا مورچہ باندہ کر شاہنواز خان کو اور اوسکے بعد کے مورچون پر جو کوہ پہاڑی کے متصل بندہا تھا سپہر شکوہ کے سپرد ہوا اور اوسکے لوگون کو مع مغول خان پسر کمادہ خان کے وہین پر چھوڑا ۲۶ جمادی الاخرے کو عالمگیر موضع ریواری کے نزدیک جہانسے اجمیر تین کوس پر تھا پہونچا آتشبازی شروع ہوئی میر آتش ایک توپ کے فاصلہ پر لشکر بادشاہی سے جاکر ٹھہرا دوسرے روز لشکر عالمگیری آدہ کوس پر جا لگا۔ اور توپخانہ بھی بیشتر کو بڑہاکر ایک توپ سے کم فاصلہ پر جا لگایا جب توپخانہ نہایت نزدیک ہوا عالمگیر نے دوربین سے شیخ میر کو مع لشکر التمش کے جو کہ وہ سردار تھا مع ریحان

وغیرہ کے مستیعد سے اوس توپخانہ کے نزدیک مقرر کیا تاکید مخالفین سے ہوشیار رہین اور حکم ہوا کہ امیر الامرا مع لشکر بنگار اور راجہ جیسنگھ مع فوج مراول کے دست راست لشکر کو کوکلہ پہاڑی کے مقابلہ مین اور لشکر جرنگار دست چپ مین گڈہ ٹیلی کے برابر خیمہ زن ہو اور تمام فوج مع لشکر قول کے حواشی دولتخانہ مین نزول کرے حسب الحکم تعمیل ہوئی۔ اب علی الاتصال گولہ برسنے لگے چونکہ کما ینبغی بندوبست ہوگیا تھا فوج عالمگیری کی جرأت منتہی کہ اونکے مورچون پر جا سکے بلکہ مخالف کبھی کبھی نکلکر دست بردی دکھلاتے تھے اور ہر طرح سے متانت اور ضبوطی مین بدلجمعی تمام راتون گذرتے تھے شیخ میر اور دلیر خان دہاوا کرنے مین بہتری نہ سمجھتے تھے کہ مبادا کوئی اولٹی بلا نازل ہو۔ تین روز تک یہی رنگ رہا کوئی تدبیر مورچال فتح کرنے کی منسوجھی ناگہان راجہ راجروپ زمیندار کوہستان جمو نے جسکے پیادہ کوہ گردی مین چالاک تھے عرض کیا کہ میرے آدمی کوکلہ پہاڑی پر چڑھنے کی راہ عقب سے دیکھے ہوئے ہین عالمگیر نے فرمایا انتظار فرصت رکھو جب قابو ہو اپنے پیادون کو مع بندوقچیان بادشاہی کے بھیجکر مردم دارا شکوہ سے کوہ کو خالی کرائے۔ اور اول روز عالمگیر نے سرداران لشکر کو بلاکر دہاوے کے بارے مین تاکید فرمائی بہادران فوج اول تاب ہوکر جانبازی دکھلائی اور آخر روز کور راجہ نے اپنے پیادے کو کلہ پہاڑی پر چڑھائے اور خود اوس پہاڑ کے روبرو سے مدد کو جا کھڑا ہوا ملازمان توپخانہ شاہی آرام کے لیے تھوڑی دیر لڑائی سے باز رہے مخالفون کو فرصت جو ملی قریب ہزار سوار لشکر دارا شکوہ سے بقصد مدافعت راجہ راجروپ کے مورچال سے نکلکر بڑھ گئے اس حال کے دیکھنے سے ملازمان عالمگیر نے حرکت کی اول دلیر خان نے توپخانہ کے دست راست سے نکلکر دلیری دکھلائی اوسکے بعد شیخ میر نے دست چپ سے اور راجہ جیسنگھ اور امیر الامرا مع لشکر بنگار اور اسد خان اور ہوشدار خان مع جرنگار کے صف آرائی کی لیکن دلیر خان اور شیخ میر کی دلیری سب سے اول درجہ کی ہوئی بعد اتمام جنگ جیو نہین آثار فتح نمودار ہوئے اقدام ثبات اہل مورچال کے متزلزل ہوے تھے کہ راجہ جیسنگھ عقب سے پہونچکر ملگیا بالجملہ شیخ میر اور دلیر خان نے شاہنواز خان کے مورچہ پر جو کوکلہ پہاڑی پر تھا حملہ کیا۔ اور توپخانہ بادشاہی سے بھی آگ برسانی شروع ہوئی وہ دھوان مار کر دیا کہ مخالفون کی آنکھ مین اندھیرا چھاگیا یہان تک کہ جو کوئی دوسرے مورچہ سے چاہتا کہ شاہنواز کے مورچال مین آئے برق اندازی شاہی سے تاب نتھی اسوقت مین فوج عالی قریب مورچہ جا پہونچی آثار نصرت و فیروزی نمودار ہوئے۔ مردم راجہ راجروپ نے دلیر ہوکر کوکلہ پہاڑی پر علم نصب کیا اس نیزہ کے دیکھتے ہی دارا شکوہی فوج مین تزلزل واقع ہوا اسیلیے قریب شیخ میر اور دلیر خان مع اپنی فوج کے شاہنواز کے مورچہ پر جا دوڑے اگرچہ ادہر سے خوب روک ہوئی اور ادہر سے بھی کوئی مددگاری کو نہ پہونچا مگر ان دونون سردارون نے خوب پیر جمائے اچھی مردانگی ظاہر کی اہل مورچال نے بھی خوب سخت آزمائی کی مگر یہ لوگ مورچون مین دھس پڑے دارا شکوہ ہر وقت مدد بھیجتا تھا چنانچہ شاہ نواز خان کو بھی اپنے پاس سے اودہر کو بھیجا خان مذکور نے پہونچکر عین جنگ مین چشم زخم عظیم برپا کیے اسی لڑبھڑ مین دن

تمام ہوا۔ اس رستخیز مین شاہ نواز خان نے تیر کھاکر گوشۂ عدم کی راہ لی اور سیادت خان اسکا بھائی زخمی ہوکر باقی خدمت کو سدھارا اور محمد شریف میر بخشی دلاور خان کے تیر سے نقد روان عدم دیا اور ابا بکر خویش کی بھی مارا گیا۔ اور سرداران عالمگیر مین سے شیخ نیزہ بندوق کی گولی کھاکر فنا سے ہمدوش ہوا اسوقت سید ہاشم بارہہ جو اوسکے برابر ہودج فیل مین بیٹھا تھا تدبیر کی کہ جسطرح سے شیخ بیٹھا تھا ویسا ہی رہیما جب لڑائی فتح ہوئی اور دلیر خان کی کوشش مردانہ مین زخم تیر رسیدہ ہاتھہ مین کھائے اکثر لوگ طرفین سے جان نثار ہوئے اسی وقت مین راجہ جی سنگہ نے پہونچکر مدد کی اور مردم مورچال کو شکست دی چونکہ داراشکوہ اول سے جانتا تھا کہ ادبار نے گھیرا ہی عالمگیر سے عہدہ برائی ممکن نہین اول سے پردگیان حرم سرا کو مع خزانہ وغیرہ ضروری کارخانہ کے طیار کر رکھا تاکہ بروقت نکلجانے مین دقت نہو اور خود مع اپنے بیٹے سپہر شکوہ کے بلندی کوہ پر ملاحظۂ جنگ کر رہا تھا جب یہ زد و خورد ملاحظہ کی اقامت کی تاب نپائی ہرچند ہنوز دوسرے مورچے قائم تھے اور قریب تین چار ہزار سوار کے ہمراہ بھی تھے لیکن ناامید ہوکر بھاگنے کی سوچا جب رات ہوئی اور شیخ میر کی سپاہ بھی اپنے سردار کے مارے جانے سے مطلق العنان ہوکر لوٹ کسوٹ مین مصروف تھے داراشکوہ نے فرصت پاکر مع سپہر شکوہ کے اور فیروز میواتی اور کسیقدر سپاہ کے رہ سپار ہوا۔ اور اموال و عیال اور اطفال مع اکثر عابد ہمراہی کے قلعۂ اجمیر مین رہگئے منجملہ سرداران کے فیروز میواتی نے ساتھہ دیا اوسکا مال و اسباب راجپوتان ہمراہی نے تاراج کیا۔ اور سوائے جواہر پوشیدنی اور کسیقدر اشرفی کے جو حرم سرا کی عماریون مین تھین کچھہ مال و اسباب ہمراہ نہ لیجاسکا نہایت ناکامی اور نے سرانجامی مین عازم گجرات ہوا۔ اور کوہ پیٹھلی کی طرف بعض سپاہ مورچہ کی ابتک نے خبر مشغول مدافعت تھی آخر شب کو بعد اطلاع کے سرداران نامی صف شکنان سے رجوع ہوئے اور محمد شریف میر بخشی جو کہ سخت زخمی تھا اوسی رات کو اوسکی صبح زندگی شام ہوئی دیگر امرا صبح کو مستفیض ملازمت ہوئے عالمگیر شکر خدا بجالایا شیخ میر کے کشتہ ہونے سے نہایت دلگیر ہوا حسب الحکم اسکے شاہنواز خان مرحوم کی لاش باعزار تمام خواجہ معین الدین چشتی کے مزار مین مدفون کی سلخ جمادی الاخرے کو طواف فرما ہوا پانچ ہزار روپیہ مجاوران کو انعام ہوا اور واقعہ تالاب انا ساگر مکانات شاہی مین ورود ہوا راجہ جی سنگہ اور بہادر خان مع فوج مناسب داراشکوہ کے تعاقب مین تعینات کیا گیا راجہ جسونت کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور گجرات کی صوبہ داری ملی خلعت و فرمان سند بہیجکر حکم کیا کہ اپنے صوبہ کو جاکر انتظام کرے اور کنور پرتھی سنگہ اپنے لڑکے کو روانۂ حضور کرے اور اولاد شاہ نواز خان کی جو اوسکے سالے تھے اور امیر خان برادر شیخ میر کو خلاع ماتمی وغیرہ تفضلات بادشاہی سے سرفراز فرمایا۔ ۴ رجب کو شاہجہان آباد کو معاودت ہوئی اثنائے راہ مین معظم خان خانخانان کی عرضی سے واضح ہوا کہ شجاع مونگیر مین اوس دیوار مورچال کے بھروسے جو شیر شاہ کے وقت مین بنائی گئی تھی چاہتا تھا کہ اوسے استحکام دیکر چندے پائے ہمت مضبوط کرے لیکن سلطنت

فوج شاہی سے گھبرا کر ۲۱ جمادی الاولے کو مونگیر سے جہانگیر نگر کی طرف چلا گیا اور اوسی مہینے کی ۲۴ کو خانخانان اور شاہزادہ محمد سلطان داخل قلعۂ دنگیر ہوگئے پنجم شعبان کو فتحپور سیکری مین مقام ہوئے انتظام سلطنت مین مصروف ہوا انھین دنون مین عادل شاہ بیجاپور کا پیشکش از قسم جواہرات وغیرہ کے پہونچا۔ ۶ شعبان کو فتحپور سے کوچ کرکے بعزم شاہجہان آباد نہضت ہوئی موضع چنداولی مین خیمہ گاہ ہوا انھین دنون مین محمد سلطان اور خانخانان کی عرضی سے معلوم ہوا کہ شجاع واقعہ اکبر نگر راج محل مین ارادۂ اقامت رکھتا تھا مگر قرب لشکر سے ڈر کر عبور گنگا کرگیا اور اکبر نگر بھی تصرف اولیاے دولت مین آیا ۱۹ شعبان کو نزدیک شاہجہان آباد کے پہونچکر خضر آباد مخیم ہوا اور سلخ ماہ شعبان کو کمال تزک اور شان سے لاہوری دروازہ ہوتے ہوئے قلعہ مین داخل ہوا اور دیوان خاص و عام اور بعد ازان غسل خانہ مین سریر آراے حشمت و کامرانی ہوا امرانے رسم تصدق پیشکش کیے انھین دنون مین عرض ہوا کہ قلعہ چناڑہ جو بعد داراشکوہ کی برہمی کے شجاع کے تصرف مین آیا تھا اور اوسکا نوکر سید ابو محمد اوسکا حارس تھا۔ اوایل ماہ رمضان کونے جنگ و جدل مسخر ہوا۔ اور سید مذکور نے اطاعت شاہی قبول کی اور عازم درگاہ آسمان جاہ ہوا

ذکر تمہید جلوس ثانی

پہلا جلوس تو فقط بطور اولے رسم کے ہوا تھا جیسا کہ چاہیے تزک و احتشام شاہی بسبب تقاضاے وقت کے نہوسکا تھا خطبہ و سکہ و لقب بھی آیندہ پر موقوف رہا تھا اب کہ فتح و فیروزی سے داخل شہر شاہجہان آباد ہوا۔ حکم دیا کہ منجمان دقیقہ رس اس جشن فرحت اثر کی کوئی ساعت مقرر کرین اور ۲۴ ماہ رمضان مقرر ہوئی بعد ازان ارشاد ہوا کہ منتظم لوگ اس ساعت کے اشاعت تک سرانجام سامان کرین بارگاہ شاہی شان و شوکت سے آراستہ ہو لہذا کارپردازون نے تعمیل ارشاد کی اور سقف و ستون ایوان چہل ستون و دیوان عام کے در و دیوار نقش بوقلمون سے نگارخانۂ حیرت افزا بنائے گئے زردوزی زربفت مخمل طاش کمخواتی وغیرہ کے فرش و فروش سے مکانات نادرات پیراستہ ہوئے وسط دیوان مین تخت مربع بنایا جسکے اطراف مین مجمر طلائی تعبیہ ہوئے اوسپر تخت مرصع طاؤس لقب کا اوسکے روبرو شامیانہ لونونگار اور چتر سورج مکھی آراستہ کیا عقب تخت صندلی طلائی رکھی گئی قزاخاصہ جو کہ مشتمل ہر شمشیر مرصع ساز اور پرتلہ جواہر اگین اور سپر اور برچھی مرصع وغیرہ صندلیون پر رکھی گئین اور شامیانۂ سرخ چار ستون سیمین پر بلند کیا اوسکے دور پر مخمل زربفت اور زردوزی کے شامیانے نقرہ چوبین نصب کیے گئے اسیطرح غسل خانہ کی عمارت بھی انواع آرایش سے مزین ہوئی اسپک مخمل زربفتی اور برجی چوبین نقرہ در پیش ایوان بلند کی گئین اور دامن کے اسپک کی اطراف مین مجمر نقرہ زمین پر نصب ہوئین اوسکے اندر نفیس نفیس قالین اور بادشاہانہ فرش نہایت صنعت اور کاریگری سے بچھائے اور تخت لوچک

مینا کار در پیش ایوان رکھکر زرین تخت کلان کہ بہلو مسقف بنگلہ وار وسط ایوان مین رکھا اور اطراف غسل خانہ سے مکانات کو زر افشانہ سے نفیس سے مزین کرکے اونکے روبرو شامیانے لگائے جب یہ ساری آرایش روضہ رضوان کا نمونہ ہو چکی تو اسکے دن ۴ ہر رمضان ۱۰۰۹ ہجری کو جب کہ عمر عالمگیر کی شمسی حساب سے ۵۱ لیس برس سات مہینے پندرہ روز کی تھی اور قمری کے روسے اکاونویں برس دو مہینے دس روز گذرے تھے بعد گذرنے آٹھ گھڑی سات پل کے جب تین گھڑی اور پندرہ دقیقہ بخیر و خوبی تخت شاہی پر جلوس ہوا تو امراے منصب آداب تہنیت بجالائے منصب و خلعت و انعام سے سرفراز ہوے سایستہ خان کو بعد نواخت نوبت بادشاہی کے حکم ہوا کہ بموجب اپنے باپ کی جگہ عمد جہانگیری مین اس مرتبہ سرفراز رہا اور بجز اوسکے کسی دوسرے کو یہ سعادت نہی تھی نوبت نواز گئے خطیب نے بموجب حکم خطبہ پڑہنا شروع کیا جب حمد و نعت کے بعد آیاے شاہی کے نام لیے ہر ایک کے نام پر خلعت فاخرہ ملتا گیا۔ جب حضرت کا نام زبان پر آیا دعا کرکے مدح ہوا تو سو خلعت گرانبہا عنایت ہوا اسقدر طلا اور چاندی بادشاہ پر نثار ہوا کہ اوسکی لوٹ مین حریصون کے دل بھر گئے۔ عالمگیر لقب مقرر ہوا چونکہ شاہجہان کے وقت مین اشرفی اور روپیہ کے ایکطرف کلمہ اور چار یار کے نام اور دوسری طرف بادشاہ کا نام مسکوک ہوتا تھا عالمگیر نے اس نقش کو خلاف ادب جانا لفظ مہر و بدر کے تفاوت سے یہ بیت مقرر کی ؎ سکہ زد در جہان چو مہر منیر شاہ اورنگ زیب عالمگیر اور روپیہ مین (چو بدر منیر) اور دوسری طرف سال جلوس اور نام دار الضرب اور مہینے کے مین ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی مزین ہوا سات گھڑی تک جاس رہا بعد بخشی دولت مین رونق افروز ہوا بیگمات کو بھی کثرت سے انعام ملا ہوا وہان سے غسلخانہ مین آکر جلوس کیا اور بدستور انجمن آرائی اور کامروائی فرمائی بادشاہزادی وغیرہ وصول انعام شاہی سے شادمان ہوئین صلحا اور مستحقین اور شعرا ارباب طرب وغیرہ کوئی نتہا جسکا دامن آرزو نقد مراد سے مملو نہوا دو مہینے سولہ روز تک یہ جشن رہا۔ محمد علی عادل شاہ کا ایلچی اور محمد ناصر صاحب قطب شاہ سلاطین ہاے تہنیت کو مع پیشکش حاضر آستانہ بہبود دولت ہوئے تھے اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمائے گئے عادل شاہی پیشکش آٹھ لاکھ روپیہ کا اور قطب شاہی دو لاکھ کا قیمتی تھا علما وغیرہ نے بہت سی تاریخین کہین لیکن سب سے عمدہ ملا خیر اللہ خلف ملا محمد تقی مجلسی اصفہانی نے کلام خدا سین حروف ملفوظی سے مادہ تاریخ کہا لاہو ان الملک للہ یوتیہ من یشاء۔ عید نوروز کو جسکی تعریف عدت مین واقع اور مولوی معنوی نے اپنی مثنوی مین فرمایا اور کلام مجید مین سے بھی بزرگی ظاہر اور فی الحقیقت عید عالم کیونکہ پہلے پہلے جمیع نباتات اور معادن اور حیوانات اور ارواح ظاہر و باطن روح نباتی و معدنی و حیوانی کا ہوتا ہے جیساکہ حدیث مین ہے افتتحوا بروالدمع الآخرۃ اس بادشاہ نے نہایت تعصب سے برطرف کیے اپنے روز جلوس کو نوروز مقرر کیا اور عوض غرہ فروردین کے غرہ رمضان کو مبدء جشن نوروزی معین کیا اور اس جشن کو عید فطر سے اتصال کیا

اور اس مقدمہ کے اعمال کو دین پروری کی جگہ دیتے تھے اور یہ نہیں جانتا تھا کہ دشمن بد کردار ماہ رمضان سے کچھ نسبت نہیں رکھتا اور جمع و عطش اور صیام روزہ دار کے ساتھ کچھ علاقہ نہیں رکھتا کے واسطے سزاوار زیب زینت و رقص و سرور کے اگرچہ منع منہیات سابق میں بھی سعادتمند کا شعار تھا لیکن اس زمانہ میں اس کی دوستی

قصد ہوکر مارا جانا دارا شکوہ بہ اسرا اندوہ کا

اس دوسری شکست کے پانے سے دارا شکوہ نے بڑی پریشانی اور خرابی مستاہدہ کی اپنے عیال سے بھاری بے بھروسہ گجرات چلا اس حال میں بخیر فیروز میواتی اور دس بارہ ہزار سوار کے کوئی ہمراہ نہ تھا اگرچہ جس رات کو شکست پائی اوسکے دنمیں اپنے عیال کو قبیل سوار مع خزانہ وغیرہ جواہرات کے کنار تالاب اناساگر میں کھڑا کر آیا تھا اور کسیکو بھی حفاظت کو ساتھ کیا تھا کہ اگر شکست ہو خود پہونچکر اونکے ہمراہ فرار کرے لیکن اوسوقت بارہ اور تاریک میں نہایت خوف سے کسیطرف کو چل نکلا مغول خواجہ سرائے معتمد قدیمی نے جو حرم سرا کا مانا ہوا تھا سنکر جانا کہ اپنے خاوند کی شکست ہوئی بخوف گرفتاری حرم سرا کے مع حرم سرا لیوں کے پہاڑوں کی راہ لی۔ اور پہاڑ اور درہ کے درمیان سے راہ طے کی نہایت مشکل اور بہت تکلیف سے بارہ زنجیر فیل جسمیں اوسکی مواشی اور لڑکیاں سوار تھیں گذرے جو لوگ حراست کو ہمراہ تھے ہمراہی سے متفرق ہو گئے بلکہ اونمیں سے متعدد بے حیائی سے لوٹ شروع کی راجپوتوں نے جو محافظت پر مقرر کیے تھے اونٹوں کی قطار جسپر شاہ فیان بار تھیں نے گلیر کے اپنے مکانات کو جو احمد آباد کے اطراف میں تھے روانہ ہوئے حاصل یہ کہ خزانہ اور اسباب اور چارپایوں میں سے کچھ بھی اوسکو نہ ملا اور اہل حرم آٹھ پہر کے بعد اوسکو ملے اور کسیقدر درراست کرکے پھر روانہ ہوئے اور آٹھ روز کے عرصہ میں گجرات آیا جو کہ وہاں کے امرا اور ممکیون اسکی شکست کا حال سنکر ناامید ہو گئے تھے اور عالمگیر سے متوجہ ہوئے تھے لہذا سردار خان ممکی نے ایک گروہ سے سازش کرکے سید حمد بخاری کو جو دارا شکوہ کی طرف سے گجرات کا صوبہ دار تھا قید کیا اور بندوبست قلعہ کرکے آمادہ مزاحمت ہوا۔ دارا شکوہ اس خبر کے سنتے راہ گجرات سے لوٹکر پرگنہ گہری کو آٹھ کوس پر گیا آور کانہ جی کو لڑی کے روبرو لیگئے کانہ جی نے جوانمردی سے ساتھ دیا صدود ولایت کچھ میں پہونچاکر واپس آیا اسوقت بیکسی میں گل محمد نام جیسے اوسنے بندر سورت کا فوجدار کیا تھا پچاس سوار اور دو سو پیادہ بندوقچی سے ہمراہ ہوا جب کچھ پہونچا وہانکے راجہ نے برخلاف رسوم کے کہ استقبال وغیرہ کے بعد اپنی لڑکی سپہر شکوہ کو بیاہ دی تھی بیگانہ ہو گیا لاچار دو روز مقیم رہکر صدود بہکر کو روانہ ہوا جب دریائے سندھ کنارے پہونچا فیروز میواتی نے بھی کنارہ پکڑا جب دریائے سندھ کے پار جاکر ملک جانیان میں پہونچا اونھوں نے غارتگری کا ارادہ کیا مگر ہمراہیون اور گل محمد کے تردد دلالت حاقنشان سے رہائی پاکر صدود بکھر میں سدہاراسزائے بکسی نے جوانمردی سے استقبال کیا اور وہان سے قندہار تک بارہ منزل گیا اور چاہا کہ کچھ زاد راہ لیکر قندہار تک پہونچاوے چونکہ ہمیانہ عمر تو لبریز

ہو چکا تھا اسکا کہا ننا تبا بر سابقۂ احسان کے جو ملک جیون زمیندار دہا دہر کے حال پر کیا تھا اور اوسکو شاہجہان
کے عہد مین زیر پاے فیل سے رہائی دلوائی تھی دہا دہر کو روانہ ہوا امید تو یہ تھی کہ اوسکی مردمی سے ذرا چیں بجبیں ہوگی
اور اوسکے ہمراہ ہوکر قندہار جاویگا اوسنے ایک کوس پر آکر ملاقی ہوکر دام فریب بچھایا بحسب تقدیر جب اجمیر سے
بھاگا تھا اوسکی بی بی کو عارضۂ سل ہوا تھا اسقدر کوفت بڑھی کہ دہا دہر نہ پہونچنے پایا تھا کہ وہ عفیفہ رضوان اللہ کو
عازم ہوئی داراشکوہ کو ازبسکہ نہایت محبت تھی کہ دورت عظیم حاصل ہوئی حکم کیا لاش لاہور کو بھیجی اور حکم کیا ملا شاہ میر
کے مقبرہ مین جس سے ارادت بھی رکھتی تھی دفن کیجاوے اور خواجہ معقول ناظر اور گل محمد کو اپنی نادانی سے ایسے
وقت بیکسی مین مع ستر نفر سوار کے باوجود عذر آوری کے ہمراہ نمشن رخصت کیا اسکے بعد کوئی ساتھی نہ تھا صرف
چند خدمتگار اور خواجہ سرا تھے کہ دہا دہر مین پہونچا ملک جیون ملعون نے دغا بازی سے عجب حال کیا افسوس و افسانہ
سے رام کرکے ۲۹ ماہ مبارک کو جب کہ داراشکوہ عازم قندہار ہوا جو یا سے رخصت رکھر مع نوکرون کے بر سر راہ آیا
اور اوس فلک زدہ کو مع سپہر شکوہ اوسکے فرزند کے دستگیر کیا اور حقیقت حال راجہ جیسنگھ اور بہادر خان کو
جو مع فوج اوسکے تعاقب مین آمادہ تھے اور نیز باقر خان فوجدار ہنگو کو تحریر کی باقر خان نے فوراً بادشاہ کو عرضداشت
کی اور نوشتہ ملک جیون نے بھی روانہ کیا ۲۱ شوال کو یہ خبر عالمگیر نے سنکر شادیانہ شادمانی بجوا دیا حیدر وزیر کے
بعد سنا کہ داراشکوہ بہادر خان کے ہاتھ قید ہوکر دہا دہر آیا شادیانہ بجوانے کے بعد راجہ رامسر نے زمیندار جسولی
کوہستان سری نگر کی طرف بھیجا کہ داراشکوہ کے بڑے بیٹے سلیمان شکوہ جسطرح ممکن ہو قید کرے ملک جیون کو
اس عمل زشت کے عوض مین جسے کوئی پسند نکریگا عنایت خلعت اور منصب ہزاری دو صد سوار اور خطاب
بختیار خانی سے سرفراز فرمایا انھین دنون مین بہادر خان جو کہ داراشکوہ کو مع سپہر شکوہ کے بختیار خان سے
لیکر آئین ناواجب بموجب حکم لاتا تھا دار الخلافت مین آیا نظر بیگ چیلہ نہایت خوشی سے مقرر ہوا کہ جس
صورت سے خود بدولت کو منظور ہی داراشکوہ کو دیکھ آئے ۶ ذی الحجہ اوس چیلہ نے آکر بوا پسی اظہار حال کیا۔
اور پھر مرخص ہوا سہ شنبہ ہفتدہم کو حکم ہوا کہ داراشکوہ کو مع اوسکے لڑکے کے مسلسل فیل سوار بلا عماری مین حاضر کرین
اور نظر بیگ چیلہ عقب مین بیٹھا ہو اور بہادر خان مع افواج کے ہمراہ درمیان شہر سے کہنہ بازار دہلی ہوتے ہوئے
خضر آباد لاوین اور عمارات خواص پورہ مین محفوظ کرین ۔ بموجب حکم کے تعمیل ہوئی دوسرے روز بختیار خان داخل
شہر ہوا بعض نوکران شاہجہانی نے مع بازاریون کے چاہا کہ شورش کرین بلکہ اکثرون نے امینٹ پتھر برسائے
جس سے کسیقدر اوسکے لوگ زخمی اور شکستہ بھی ہوئے نزدیک تھا کہ فتنۂ عظیم برپا ہو مگر کوتوال شہر نے موقع
پہونچکر انتظام کر لیا اور بختیار مذکور کو مع ہمراہیون کے قلعہ مین پہونچایا بادشاہ حق پرست نے علما سے فتوی دریافت کیا
اونھون نے رضاے عالی سمجھکر فتوی دیا کہ ایسے ملحد کا خون مذہب حنفی مین درست ہے بعد ازان بادشاہ دین پناہ نے

اپنی سلطنت اوسکے صایع کرنے مین دیکھکر اوسکے اور اوسکے ہمراہیون کے قتل کا حکم دیا کہ آخر روز چارشنبہ تاریخ ۱۴ ذی الحجہ کو دارا شکوہ مارا گیا اور بعد تشہیر کے اوسکی لاش مقبرۂ ہمایون مین دفن ہوئی اور سپہر شکوہ کو قلعۂ گوالیار مین محبوس کیا اور بعض امیدیان شاہی کو جنہون نے مختار خان کے ساتھ شورش کی تھی جان سے مروا ڈالا

محمد سلطان کا شاہ شجاع کے پاس جانا

جون کہ اس مدت مین شجاع ارسال خط خطوط اور نیز وعدہ سے کہ اپنی لڑکی بیاہ دونگا سلطان محمد کو اپنی طرف کھینچتا تھا اور نیز بعض احمقون نے درمیان شاہزادہ اور معظم خان سپہ سالار کے بوجہ اقتدار کے جو عالمگیر نے عطا فرمایا تھا اخبار نفاق اوٹھا تھا ہموارۂ رنج افزائی تھی لہذا محمد سلطان اندیشہاے دور از کار مین پڑکر ۲۷ ماہ رمضان کو مع امیر قلی داروغۂ توپخانہ اور قاسم علی میر توزک محرم راز اور دو تین خدمتگارون کے ہمراہ کشتی پر سوار ہو کنارہ دریا سے گذرا شجاع نے اس خبر سے خوش ہوکر بلنداختر اپنے چھوٹے بیٹے کو مع جان بیگ کے استقبال کو بھیجا اور کمال عزت سے جادی اس ساتھ سے لشکر عالمگیر مین فتور پڑا طرفان بادشاہی گھبرا گئے ہر ایک کے چھکے چھوٹ گئے شجاع نے کسیقدر لشکر مع چند نواڑہ کے دوگھڑی بھیجا کہ اموال شاہزادہ سے جو کچھ پاوین اور بھیجا مین اور معظم خان اوس رات کو اس حال سے ماہر ہوکر مستقل ہو بیٹھا ذرا بھی ہراسان نہوا اوسکے صبح کو تدارک فساد کو باندھی اور کمال ہوشیاری سے جریدہ سوتی سے دوگھڑی پہونچا لشکر پریشان کو یکجہی سے تسلی کی اور مخالفین کو جو واسطے اسباب لیجانے کے نوارہ کا آئے تھے دفع کیا بعد اس مقدمہ کے چونکہ ایام طغیانی تھے طرفین کے مورچے اوکھڑے خانخانان معظم خان موضع معصومہ بازار مین جسکی زمین مزارع اور اکبر نگر سے تین کوس تھی ٹھہرا اور کچھ فوج اکبر نگر مین چھوڑی اور عالمگیر شجاع کی تدبیر یہ سوچا کہ دونو طرف گنگا کے فوج بھیجکر تنگ کرے لہذا فرمان والا داؤد خان قریشی صوبہ دار بہار کے نام صادر ہوا کہ اپنے تابینان اور کمکیون کے ساتھ جہان جگہ پاوے اوتر کر تانڈہ جاوے خان مذکور بعد ورود اس حکم کے اپنے بھتیجے شیخ محمد حیات کو ڈیڑھ ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ سے نایب بناکر سند مین چھوڑکر خود غرۂ رمضان کو مع سایر کمکیان کے بلدۂ پٹنہ مین گنگا کے پار ہوا۔ موسم برسات پہونچ گیا تھا۔ طغیانی گنگ مانع عبور تھی۔ اور شجاع کے مردم بسبب کثرت نواڑہ کے ہر جگہ مورچے باندہ کر گرم جنگ ہوتے تھے اور اس وجہ سے موضع بھاگل پور پہونچنے تک طول کھینچا اور اس درمیان مین اکثر لڑائیان ہوئین اور عالمگیری غلبہ رہا جب موضع قاضی کریہ متصل بھاگل پور کے پہونچا بنابر طغیانی آب دریا کے اوتر نے تک وہان مقیم رہا۔ جب شجاع دوبارہ اکبر نگر کو متصرف ہوکر دریا کے اس پار آیا اسکا حال عنقریب لکھا جاویگا۔ داؤد خان بھی جرأت ذاتی سے استصواب کرکے پار اوتر صدود بھاگل پور اور کہل گانون مین پہونچا جب پانی کم ہوا۔ اور خانخانان معظم خان اور شجاع سے لڑائی ہوئی دوبارہ داؤد خان بھی پار اوتر کر شمالی طرف گنگا کے روانہ مقصود ہوا۔

سلطان محمد شاہ کا معظم خان کے لشکر میں پہنچنے کا بیان

القصہ شجاع نے بنظر گذرنے موسم برشکال کے ٹانڈہ مین اقامت کی اور اپنا لشکر وہان جمع کیا جب سنا کہ رشید خان ولد امجد خان جسکو شجاع نے جہانگیر نگر کا حاکم کیا تھا وہان کے زمینداروں سے متفق ہوکر عالمگیر کی دولتخواہی پر ہے اور مجموع زمیندارا ن اوس سے موافق اور شجاع سے ناموافق تھے اور منور خان ولد معصوم خان زمیندار جانیا اوسکے اشارے سے اکثر نوارہ اپنی ضبطی مین لاکر عنقریب معظم خان سے ملا جاتا ہے اس خبر سے زین العابدین بڑے بیٹے کو مع خواجہ خضر و نوکران معتمد کے جہانگیر نگر بھیجا کہ تالیف قلوب رعایا کرین بلکہ اگر قابو ملے رشید خان کو قتل کرین زین العابدین نے جہانگیر نگر پہونچکر رشید خان کو دربار عام مین بلاکر حاضرین سے مروا ڈالا شجاع کے اکبر نگر پر متصرف ہوجانے کا یہ سبب ہے چونکہ اکبر نگر اوسکے کوہستان اور ایک طرف دریاے گنگا ہے اور اوسکے اطراف کی زمین موسم برسات مین غرق آب ہوتی ہے اور شجاع کے پاس نوارہ بکثرت تھے مردم عالمگیر کو جو اکبر نگر مین آئے تھے قلت کشتی کے باعث سے غلہ نہین پہونچتا تھا اور نیز لوگون نے جابجا ٹیلون پر اقامت کی تھی ہر طرح کی بدنظامی صدر رہی اور دقت سے تھی شجاع نے اس ماجرا سے باخبر ہوکر قصد کیا کہ اکبر نگر کو فتح کرے اول اپنے میر بحر کو چار سو سوار اور برق اندازون سے روانہ کیا کہ گنگا کے اودھر اونچے مقام پر مقیم ہوا وہان کے نوامردون نے نوارون پر چڑھ کر تاراج کی بنائی چونکہ اکبر نگر وہان سے آٹھ کوس تھا لوٹ مار کر لوٹ جاتے تھے اور شجاع نے اپنے بیٹی کے نکاح کا سامان سلطان محمد کے ہمراہ مقام ٹانڈہ مین کیا اور سراج الدین اپنے نوکر کو مع فوج مناسب اور میر علاء الدولہ دیوان اور محمد باقر میر سامان کو ٹانڈہ مین اہل حرم اور بنگاہ کی حفاظت کو چھوڑ کر حکم دیا کہ شادی کا انصرام کرکے بعد نکاح شہزادہ کے دلجمعی سے اوسکا دلہنا ہوا اور خود جس جگہ کہ میر بحر ٹھہرا تھا آیا اور شاہزادہ محمد کو ٹانڈہ بھیجا تاکہ کتخدا ہو ۱۳ رمضان کو قصد اکبر نگر کرکے وہان آیا ذوالفقار خان میر آتش عالمگیر اگرلشکر کے ہمراہ اونچی سرزمین پر جو مابین شہر قدیم اور بارہ کے واقع ہے ٹھہرا ہوا تھا اور راجہ اندرمن بندیلہ شجاع کی عمارات مین اور ذوالفقار خان بیماری کی شدت سے سوار نہو سکتا تھا اسلام خان اور فدائی خان مع لشکر شاہی کے سوار ہوکر بقصد مدافعت دامن کوہ ہوکر جہان سے شہر نو کوراہ گئی ہے جانب اعدا روان ہوئے اس گروہ کے قبل راجہ اندرمن نے بہت ساتھ پیر ا تھا مگر بسبب قلت جماعت کے کچھ نکیا ہوا بلکہ ٹھہرنے کی تاب نہوئی اور اسلام خان اور فدائی خان بھی اغراض نفسانی مین پھینسے انکی جرات کہو گئی اور نے کسیقدر لڑے بھڑے اعدا کے پاؤن نہ گڑے لنگر اوکھڑ گیا معرکہ سے مونہہ پھیرا اور مقام قیامگاہ مین بھی بسبب ناموافقت کے مستقل نرہے ذوالفقار خان نے یہ حال دیکھکر مع کل فوج ہمراہی کے آخر شب کو کوچ کرکے براہ کوہ معصومہ بازار کو گام فرسا ہوا اور خانخانان سے ملحق ہوگیا بعض ناحق شناسون نے ترک رفاقت شاہی کرکے شاہ شجاع کی

خدمت اختیار کی اور اکثر محمد سلطان کے نوکروں سے اوسطرف جاکر بعض اسباب و خیمہ و فیلان وغیرہ پر متصرف ہوئے اس قضیۂ اتفاقی سے شاہ شجاع کو دون کی آسمائی اکبر نگر مین مستقل ہوکر ٹھہرا جب برسات گذر گئی معظم خان نے اسلام خان کو میمنہ اور فدائی خان کو مع راجہ سوجان سنگھ وغیرہ بندیلون کے میسرہ پر اور فتح جنگ کو مع لودی خان اور زبردست خان وغیرہ دو ہزار سوار کو ہراولی پر تعینات فرمایا اور اخلاص خان خویشگی کو فوج مین طرح کیا اور اس اعتماد سے کہ اقبال عالمگیر اپنا کام کریگا جو توزک لایق رکھتا تھا آور بادشاہزادہ محمد سلطان اوسیقدر جرات اور دلاوری اور تربیت عالمگیری سے عقب مخالفین پر کہ تین سردار تورہ رکھتے تھے روانہ ہوا دریاے بہاگیرتی کے کنارے پہونچا چنداول شجاع جسکا سردار اسفندیار تھا اوسطرف سے نمود ہوا باشارہ خان سپہ سالار کے توپخانہ شاہی سے آتشبازی ہونے لگی کسیقدر ہراول کے پنہان اور معظم خان مع دیگر ہمراہیان کے دریا سے گذر کر دشمنون سے جا بھڑا پہلے ہی حملہ مین دشمنون کے دم بند ہوئے اکثرون نے عرصۂ فنا سے عدمی کی اسفندیار زخمی ہوکر میدان مین گرا اور نورالحسن عمدہ لشکر شجاع نے چار زخم کھائے جان کی خیر رہی میدان سے مونہہ موڑ گیا گردہر راٹھور جو راجہ جسونت سے خویشی رکھتا تھا صحرانورد فنا ہوا شجاع نے اس خبر سے کسیقدر فوج معبر پر چھوڑکر معظم خان کے مقابلہ کو رخ کیا تین پہر کے بعد معظم خان سے مقابلہ ہوا معظم نے چاہا کہ ہیئت مجموعی سے حملہ کرے امراے ہمراہی نے نفاق کیا خان معظم نے اس ملاحظہ سے اتفاقی سے توپ وتفنگ سے کام لیے مین شام کردی ہمراہیون کی تعجیل وبیدلی کے سبب سے تلوار کی لڑائی مین جلدی نکی جانتا تھا کہ داؤد خان مونگیر سے عبور گنگا کرکے عازم ٹانڈہ ہوا ورنگاہ شجاع اوسجگہ پر ہے۔ جب اوسکے قرب کی خبر قصبہ ٹانڈہ کی طرف شجاع سنے گا اور نیز یہ سنا تھا کہ دلیر خان حضور سے اپنی مدد اوسکے آنیکا انتظار بھی کر رہا تھا اور بمقتضاے عقل مصلحت شیخ ایسے رفقا کے ہمراہ لڑنا صلاح نہ دیکھی۔ مخصوص آباد کو جسکا نام جعفر خان کے وقت سے مرشد آباد ہوا عازم ہوا شجاع نے اس چال سے جانا کہ کسیقدر لطفی اور نامردی کا نمرہ ہے اس خیال سے آپ بھی بھاگیرتی سے دوسری طرف ہوتے ہوئے مرشد آباد کا عازم ہوا نصیر پور کے گذر مین پایاب پایا چاہا کہ عبور کرے اور خانخانان سے صف آرائی کرے اور اس ارادہ سے وہان پر مقیم ہوا خان سپہ سالار سے دس روز تک دہائین دہائین مچی رہی پار اوترنے کی مجال نیائی ماں جسنے زیادہ سیر بڑہائے دریاے حدم کے کنارے لگاتا آنکہ شب دوشنبہ ۲۱ ربیع الثانی مین شجاع کو خبر ملی کہ داؤد خان نے دریاے کوسی کا مورچہ توڑ ڈالا اور پار اگیا اس خبر کے سنتے ہمت کا کمربند شکستہ ہوا آخر کو وہان کا قصد فراموش کیا حفظ مال وعیال کیواسطے معاودت کی اوسی رات کو دریاے بہاگیرتی سے پایاب اوترکر راہ لی چون کہ دو تین دریا اور بھی درمیان مین لشکر شجاع تک حایل اور نیز مال ومتاع

دیرے مین دیری ہوئی اوس روز ڈیڑھ کوس پر منزل کرنا پڑی اور شجاع ایک نالہ پر جسکے تین طرف دلدل تھا
توپخانہ لگاکر خود مع فوج سوار اوسکے پیچھے کھڑا ہوا۔ اور اسی روز معظم خان بھی صبح کو سوار ہوکر توپخانہ کیچڑ سے
نکال کر معقب ہوا اور اسی شب کو دوسری فوج مع توپخانہ کے معظم خان کی مدد کو پہونچی شجاع نے تین پہر رات جانے پر
کوچ کیا اور سلطان محمد کو چند اول پر تعینات کیا اور معظم خان بھی صبح کو سوار ہوا اور توپخانہ کو باحتیاط دلدل سے
نکالکر تعاقب پر سرگرم جولان ہوا تونے سے کسیقدر گذرا تھا کہ دونو لشکر نزدیک آگئے تین روز تک توپ و بندوق
کی لڑائی رہی شام کو بیساختہ بہر گئے کچھ مارے کچھ زخمی جان بچاگئے ۷۰ ربیع الثانی کے آخر شب مین شجاع نے
دنا پور کو کوچ کیا اور معظم خان بھی پیچھے ہولیا اثنائے راہ مین سنا کہ شجاع چلا جاتا ہے اور لشکر کا انتظام بگڑ گیا ہے
فتح جنگ خان فوج ہراول سے اور اسلام خان فوج جرانغار سے گرم عنان ہوکر پیشتر کو چلے یا چندانکہ معظم خان نے
آدمی بھیجکر منع کیا مگر سینے نہ دریاے دوکیھی کے قریب جا پہونچے نالہ کے اوسطرف شجاع کا توپخانہ
معین تھا فتح جنگ خان اور اسلام خان نے آگے جانے کی تاب نپائی وہین پر ٹھہرے معظم خان بھی ناچار انکے
پیچھے پہونچا پیشقدمون کو کہلا بھیجا کہ جیسے وہ پیشروی کرائے ہو اب بہتر ہے کہ جان کا کچھ حساب نکرکے مورچال پر
حملہ بردار ہون اور شجاع کو قید کرین اور اوسکو گنگ کے پار کے جانے کی فرصت نہ دین۔ ہرچند اسیطرح بہت سا
پڑھایا مگر کسی رفیق نے رفاقت نکی شجاع چونکہ یہ جانتا تھا کہ دریاے گنگ سے عبور کرنا کام رکتا ہے لہذا
گرد حصار ایک خندق طیار کرانا ضرور سمجھا جب خندق اور مورچہ دلخواہ تعمیر ہوئے شروع عزم کیا اول سلطان محمد کو
دریا سے عبور کرا کر اوسے سورنگ سے ٹانڈہ بھیجا اور تا عبور لشکر دشمنون سے چھیڑ چھاڑ کرتا رہا جب کل لشکر عبور چکا
آخر شب مین خود بھی عبور کر گیا چونکہ نیلی باگڈھی کی راہ شجاع کے ادھر ہونے سے مسدود تھی دلیر خان جو سپاہ لارکی
مدد پر آیا تھا مونگیر عبور کرکے داؤد خان سے جا ملا معظم خان نے فرہاد خان کو اکبر نگر کیطرف مع فوج توپخانہ کے گنشاد
راہ مذکور کے واسطے روانہ کیا جب نوارہ مصحوب شیخ حمید پسر داؤد خان کے پہونچے حسب الحکم بادشاہی اسلام خان
دس ہزار سوار سے گنگا کے اسطرف کے بندوبست کو چھوڑ کر خود یارا و ترا چونکہ دریاے گنگ تین دھارا ہو گیا تھا
دو دھارے پار اور ترکر تیسرے کے کنارے خیمہ گاہ کیا داؤد خان اور دلیر خان اوس طرف گنگا سے جریدہ معظم خان
کے لگے آکر مصلحت کی اور پہر رات کو اپنے لشکر گئے اور بعد قیل و قال لبیارے کے لودی خان اور فدائی خان مع ذوالفقار خان
کے حفاظت پر چھوڑ کر خود مع مخلص خان اور ایک گروہ جانفشان کے تیسری دھارے سے گذر گیا اور اودھر سے
داؤد خان اور دلیر خان سے اور کل مددگاران سے متفرق ہوکر روانہ مقصد ہوا غرہ جمادی الاولے کو خبر آئی
کہ فوج مخالف کہ جسنے مہانداپر مورچہ باندہا تھا اور مقام مزاحمت مین تھے کسی سبب سے اوٹھکر شجاع کے پاس
چلے گئے داؤد خان اور دلیر خان نے اوس مقام پر جاکر فرودگاہ کیا خبر لگی کہ سلیم عالم ڈیڑھ ہزار سوار سے اور

اور ڈاکائی سوز ستادہ زین الدین ولد شجاع کے جو مع دو سو تورنی کے آئے تھے متفق شجاع ہوا ۸ ماہ مذکور کو معظم خان مہانڈا سے عبور کرکے کنارۂ مالدہ پر جسکا عبور درپیش تھا پہونچا اور بذریعۂ پل عبور کرکے کوس بھر تک سرزمین کی تسخیر کرکے واپس آیا اور فوج بھیجکر مالدہ سے بھی شجاع کو نکال دیا

لوٹنا سلطان محمد شاہ کا معظم خان کے لشکر کو

جب محمد سلطان اپنی نغو حرکت سے آگاہ ہوا کہ شجاع کی رفاقت مین میری خرابی ہوئی ان کی عبادت کے حیلہ سے مانڈہ آیا اسلام خان کو جو مع فوج اکبر نگر مین پڑا تھا پلندہ خطوط بھیجکر آگاہ کیا کہ مقام دوگچھی مین میرے پہونچنے کا منتظر رہے اور ۶ جمادی الاخرے کو شکار کے بہانہ سے سوار ہوکر دریا کنارے پہونچا اور خود کشتی پر سوار ہوکر مع گیارہ زمین دوشاں اور چند خواجہ سرا اور خدمتگار اور ایک گھوڑے کی کشتی پر سوار ہوکر مانڈہ کے گذر سے عبور کیا اور گچھی کو جہان اسلام خان اوسکا منتظر تھا روانہ ہوا اسی وقت مین مردمان شجاع متعینہ مانڈہ نے خبر پاکر تعاقب بسواری کشتی کے نزدیک پہنچے مقابل اسکے اسلام خان نے بھی خبردار ہوکر اپنے تئین مع ہمراہیون کے جھٹ پٹ کنارے پہونچایا اور ہمراہ اسکے شاہزادہ کو لے آیا معظم خان خانخانان نے خبر پاکر شاہزادہ کو اپنے پاس بولایا دسویں ماہ مذکور کو شاہزادہ نے گذر سمدہ سے عبور کرکے خانخانان سپہ سالار کے لشکر کو توجہ کی معظم خان نے مع دیگر امرائے شاہی کے استقبال کیا ذوالفقار خان بیاری سے طاقت سواری اور جنگ کی نہ رکھتا تھا حسب الحکم جدا ہوکر عازم حضور ہوا اور مانڈہ سے پانچ کوس پر بکلہ گھاٹ کے نزدیک پایا گیا تھا کہ لائق عبور لشکر ہو معظم خان نے ایک گروہ کو بھیجا کہ اوسکے کنارے مورچہ باندھکر حفاظت کرین شجاع نے اس معرکہ سے آگاہ ہوکر بلند اختر کو بھیجا کہ جس جگہ پایاب پاوین مورچہ باندھ کر مانع عبور ہون اور خود کسیقدر فوج سے باعتماد نور بلشکر داؤد خان کے برابر ٹھہرا معظم خان نے فوج دشمن کی کثرت جانب مالدہ سنکر دوسری فوج دلیر خان کی سرداری مین روانہ کی اور شاہزادہ محمد سلطان کو حسب الحکم شاہی فدائی خان کے ہمراہ مع فوج اور ارادت خان کے جو کہ سابق خدمت شاہزادہ مین رہا تھا مع چند نوکران قدیمی کے بنابر حفاظت روانہ حضور کیا اور ذوالفقار خان کو بھی جو پیشتر گیا تھا لکھا کہ جس جگہ پہونچ گیا ہو متوقف ہو اور سلطان محمد کی خدمت مین ہوشیار رہو کہ لوازم حفاظت عمل مین لاوے شاہزادہ دوسرے سال جلوس کو کہ غرہ رجب تھا روانہ حضور ہوکر جب شاہجہان آباد کے قریب پہونچا بموجب حکم الہ یار خان داروغہ گرزداران لشکر تورنی ۲۵ شعبان کو جاکر سلطان محمد کو دریا کی راہ سے جو اوسکے رہنے کو تجویز ہوا تھا سلیم گڈھ پہونچایا اور اوسکی حراست معتمد خان خواجہ سرا کے تفویض ہوئی تیسرے سال کے آغاز جلوس مین مجلس جشن مہیا و آمادہ تھی خبر پہونچی کہ شجاع ۶ رمضان کو جہانگیر نگر سے ولایت خنک کورہ سیر ہوا اور ولایت بنگالہ سراسر فتح ہوگئی تو تین ماہ مذکور کو خانخانان سپہ سالار جہانگیر نگر آیا جنگ شجاع کی تفصیل عالمگیر نامہ مین

بہ نسبہ سچ کار مرقوم ہوا اس مقام پر اسیقدر تحریر کیا جب کہ اذریاب جیسا کہ لکھا ہا تھہ آیا معظم خان نے
چند روز تہ یہ کیا ہا لڑائی کو سنکر اسے کہ آسیدہ برسات مین تخلل نہو اور لشکر کو اپنے ارادہ سے آگاہ کیا۔
ہر شعبان کو پہرا تا رہے اسی ارادہ سے مع مخلص خان اور اخلاص خان خوشحالی وغیرہ جنگیون کے ہمراہ سوار ہوا
اور اثنائے راہ مین لایہ خان بھی پہونچا اور مظفر خان وغیرہ سردار جو راستہ مین متعین تھے مع اپنے لشکر جرار کے
رفیق ہوئے اور بہیئت مجموعی اول روز گذر مذکور پر کہ جو دو کوس بنگلہ گھاٹ کے قریب تھا پہونچے اور شجاع
بیشتر سے اپنے لڑکے کو اوسکی محافظت پر بہیجا تھا بمجرد ورود لشکر صف آرائی ہوئی توپ چلنے لگی معظم خان نے
بلا توقف عبور دریا کو تحریص کی اور بہادران جانفشان نے بھی توقف نچاہا اول دایر خان اور مخلص خان اور اخلاص خان
خوشگی نے ہاتھی ڈالے بعدہ سید مظفر خان وغیرہ بہادروں نے چپ وراست سے اوس نالہ مین جا دبسے۔
مخالفون نے بھی بڑی کوشش کی مگر فوج عالمگیر نے خوب پیر جمائے کوئی مجروح کوئی کشتہ ہوا نامداروں نے
جانفشانیان کین چونکہ ہر طرف گذر آب عمیق تھا اس سبب سے پایاب مقامون پر تیزہ قلم کے علم تھے تاکہ علاقہ
مؤوار رہے اسوقت تلاطم فوج سے وہ شور اوٹھا کہ ریگ دریا آسمان پر ستارہ ہونے کو موج مارتی تھی سارے نشان
نقش بر آب ہوئے ہزار سوار و پیادہ کے قریب بحر فنا مین غرقاب ہوا اونمین سے فتح خان دلد دلیر خان دریا سے
نکل کر فوراً اعداسے جا بھڑا اور معظم خان نے پیچھے سے آکر مدد کی اونھون نے پھر خوب پیر جمائے اسی حال مین بلند اختر
اور سید عالم کو کہ آگے بمنزور تھے کہ انکے پیر اوکھڑ گئے اور بلند اختر سید قلی کے ساتھہ سراسیمہ ہوکر بھاگ نکلا
اور سید عالم گرفتار ہوکر کے ہمراہ شجاع برگشتہ بخت سے ملگیا خان معظم نے جو دیکھا کہ کشتیان بہت ہی ہاتھہ لگین
پس پل باندہا اور بقیہ فوج کو فراہم کرکے اوس روز وہین پر مقام کیا شجاع اس خبر سے مانکپور کو کہ جیوڑ کر بھاگا
سے اپنی بنگاہ ماندہ کو بہین خیال چل دیا کہ وہان پہونچکر جہانگیر نگر کو جاوے دوسرے روز معظم خان نے بھی کوچ کیا
تھوڑی مسافت طی کرنے کے بعد خبر پہونچی کہ تمام نواڑہ نزدیک گذر بردی کے جو گذر بہکر سے آٹھہ کوس پر ہے
جمع ہوا اور شجاع بھی ادھی راہ پر آیا تھا مذکور سید اللہ مع کسیقدر جماعت کے لشکر سے جدا ہوکر جلد اوسکے
سدہارا اور باقی لشکر بھی پیچھے اوسطرف سے روان ہوا ایک پہر دن باقی رہے خانخانان بردی پور آیا اور چار سو نواڑ
جنبر مال واسباب شجاع کا بار تھا ہاتھہ لگے معظم خان نے میر عزیز دیوان لشکر کو مع واقعہ نویس اور تین سو پیادہ
بندوقچی وغیرہ وہان اوسکی تعاقب کو بھیجکر بر سم ہراول روانہ ہوا اور مع چار سو سوار کے قریب دو پہر کے ماندہ پہونچا
شجاع پانچہین شعبان کو جسطرح کہ مذکور ہوا چونی میر داد پور سے ماندہ کو راہی ہوا تھا صبح وہان پہونچکر ماندہ کے
باہر [illegible] اور باقیماندہ تمام دو غراب پر مال و اسباب مانند طلا و اشرفی و جواہرات مرصع
اسباب کے لادر کھا تھا اور دیگر مال و اسباب دوسرے دو غراب پر بار کرکے روانہ کردیا بعد فراغ ان امور کے ماندہ سے

چلکر کسی درخت زار مین جا ٹھہرا چند گھڑی گذری تھین کہ کسی قراول نے اوسکو خبر پہنچائی کہ افواج قاہرہ نزدیک آئین
اس خبر سے شجاع دو گھڑی دن رہے نہایت بیتاب ہوکر دریا کنارے سے چلدیا اور اپنے دونو اڑکون یعنی بابنداد
کو ہمراہ مع دیگر امرا کے مانند رجان بیگ اور سید عالم اور سید قلی بیگ اوزبک اور مرزا بیگ وغیرہ کے جو تمام
تین سو آدمی ہونگے کشتی پر سوار ہوکر پانچوین شعبان کو جانب جہانگیر نگر چلا دیگر نوکران عمدہ نے بمقتضاے
وقت کنارہ کشی کی اور اوسکے لشکریون نے اپنے ولی نعمت کے مال و دولت پر دست درازی کرنی شروع کی
معظم خان دوسرے روز ٹانڈہ پہونچا جنسطے مال باقی ماندہ مین مصروف ہوا اور عورات اور پردگیان سرانجات
دولت کو بحرمت تمام زیر حفاظت کیا کوئی دقیقہ خدمت سابق دستور سے معطل نکیا داؤد خان بحر و خبر دار شجاع
کے دریاے مہانداسے جان کہ پل باندہ کر بیٹھا تھا اور اسی روز معظم خان سے جا ملا جب غرا ہلے محمولہ نقود
و نفائس کے بردی پور کے برابر پہونچے بعض بندگان پادشاہی جنہین معظم خان نے وہان پر مقرر کیا تھا اور وہ اپنی
کشتیون پر موجود تھے ان دونو غرابہ کو مع مال اپنے قبضہ مین لاکر کنارے لائے اور مجموعہ اشرفی و طلا جو کچھ اوسمین تھا
تصرف اولیاے دولت مین آیا معظم خان اپنے مخلص خان کو مع کسیقدر فوج کے اکبر نگر و ٹانڈہ وغیرہ مین بہ انتظام چھوڑا
اور خود مع دلیر خان اور داؤد خان قریشی اور عرجان وغیرہ لشکر یکبارہ روز کے بعد شعبان کی شجاع کے تعاقب کو
سے ہارانا کہ وہ جہانگیر نگر مین نہ ٹھہر سکے اشعبان کو شجاع جہانگیر نگر پہونچا اس مدت مین زین الدین جہانگیر نگر مین پہنچا تھا
حکم ہوا اور نیز اپنی خستہ حالی سے راجہ جنگ کی خدمت مین سلسلہ رسل و رسایل کرکے اپنا رفیق بنالیا اور ایکمرتبہ
واسطے دفع شورش موردخان زمیندار جہانگیر نگر کی کومک طلب کی اور اوسنے مدد دیکر موردخان کو باتفاق شکست دی تھی
اور اوسکے جلد و مین خنگیون کو نقد و جنس عنایت کیا تھا اور مقرر ہوا کہ جسوقت اوسکا باپ مدد خواہی ظاہر کرے دوبارہ
وہ لوگ اعانت کرین اور راجہ نے حاکم چاٹگام کو تاکید کی تھی کہ بروقت طلب شجاع کی مدد ہی کرے شجاع نے بمجرد ورود جہانگیر نگر
کے راجہ جنگ کو لکھا کہ رفیق ہو منظور رسولان مرسلہ کی معاودت نہوئی تھی کہ شجاع قلت انصار کے سبب سے اتوار کے روز
۲۷ رمضان کو اغاز سن ثالث عالمگیری مین مضطر بانہ بھاگ نکلا مع تینون لڑکون زین الدین و زین العابدین اور
بلند اختر اور چند دیگر عمایدکے جہانگیر نگر سے نکلکر چار کوس پر جہان تہانہ مقرر تھا منزل کی وہان سے بعض ہلاج اور سپاہی
شہر مین واپس آئے اور بعض نے تیان ملاحون کے نہونے سے وہین پر رہین اوسکے صبح کو روانہ ہوکر سری پور جو تہانہ
عمدہ سے بارہ کوس شہر سے تھا منزل کی اس جگہ جان بیگ وغیرہ عملہ نوارہ نے ترک رفاقت کی دوسرے روز عین سفر
مین زین الدین اور شجاع کے پاس مع اکاون منزل حبشہ رخنگی اور فرنگی کے اور دیگر حالات حرب وغیرہ کے جسے حاکم چاٹگام نے
بھیجا تھا آپہونچے رو سا ے رخنگی جو آئے تھے اونہون نے بیان کیا کہ اگرچہ راجہ نے ہمین دیکھو اسطے بھیجا ہے لیکن خود بھی

جاٹ گام آتا اور متعاقب ایک بڑا لواڑہ بھیجتا ہو اور کسیقدر خشکی کی راہ سے تعیناتی فوج کریگا لیکن یہ حرامزادے
اوسوقت ہون گے کہ تم جہانگیر نگر مین اقامت کرو چونکہ ہمنے اضطرار سے راہ فرار لی لہذا ہمین حکم ہو کہ تمہین راہ جنگ
کے پاس لیجاوین شجاع نے کہا کہ ہم بدین ارادہ جہانگیر نگر سے برآمد ہوے ہین کہ موضع بہلوہ مین جو سرحد ملک بادشاہی
مقیم رہکر اوسکے قلعہ وغیرہ کو استحکام دین اور تمہاری مدد سے خواہش دلی حاصل کرین ان باتون سے اونہین راضی
کرکے موافق کرلیا دوسرے روز مع نوارۂ رخصتی کے اوس مکان کو جہان وہ قلعہ چار کوس تھا مقام ہوا وہان پر
امام قلی و خویش حسین بیگ حارس قلعہ بہلوہ باستقبالہ اپنے سسر حسین بیگ کے حاضر ہوکر ملاقی ہوا شجاع نے اوسکی بڑی آؤ
دوسرے روز حسین بیگ بھی حاضر آیا شجاع نے دونو کو اپنے پاس رکھکر قلعہ دینے کی تکلیف دی اور مرزا بیگ کو بارہ
آدمیون کے ساتھ بہیجا کہ جاکر قلعہ کو تصرف مین لاوین مرزا بیگ نے حسین بیگ کا نوشتہ اوسکے گماشتہ کے
پاس بہیجا اوسنے بھی شجاع کی بدحالی دیکھکر معظم خان کی طرفداری عمدہ سمجھی ظاہر مین پیغام دینے قلعہ کا دیکر
غافل کردیا اور تھوڑی دیر مین مظفر نام دیوان مع اسی سوار اور چار سو بندوقچی اور دو ہاتھی کے دریا کنارے آکر
لڑ پڑے اور ہاتھیون کو پانی مین ڈالکر پاون پر آگرے مرزا بیگ کو دس آدمیون کے ساتھ قید کرلیا دو آدمی بہاگ کر
شجاع کے پاس گئے اور اس سانحہ سے آگہی دی شجاع نے چاہا کہ خنگیون کی مدد سے اونکی سرتابی کرے لہذا اونکو
تکلیف دی۔ اسی روز اور بھی رخصتی تین کشتیون پر چاٹگام سے پہونچکر ملحق ہوئے اونھون نے اپنی مدد سے اسکا کام بنا
دیکھکر کہا کہ ہمارا قاعدہ نہین ہو کہ کشتی سے نکلکر لڑائی کرین اور حسین بیگ قلعہ دار بہلوہ کو اوسکے لشکر مع اہل و
اپنے رو برو رکھا اور شجاع سے کہا کہ اگر بہلوہ بہ تصرف ہوجاتا تمکو وہان ٹہراکر آپ کے کسی صاحبزادہ کو خنگ کے پاس لیجاتے
اور جو امر راجہ نے تجویز کیا ہو اوسکی تعمیل ہوتی اب کرنا کامی رہی خیر ہر کہ روانہ خنگ ہو جیسے شجاع نے قبول کیا
بن آدمیون نے اس عزیمت کی خبر پائی اکثر لوگ متفرق ہوگیے صبح کو جب روانہ ہوا سید قایم دس آدمیون سے اور
سید قلی اور بک بارہ مغلی سے جملہ قریب چالیس نفر اوسکے ہمراہ رہگیے ناچار خنگ کو روانہ ہوا انہین دنون مین
راجہ سری نگر نے اپنے زور سے سلیمان شکوہ کی حمایت سے ہاتھ اوٹھایا اور راجہ جی سنگہ کی وساطت سے حسب الخواہش
بادشاہ نے عفو تقصیر کرکے کنور رام سنگہ ولد جی سنگہ کو سلیمان شکوہ کے لانے کے واسطے مامور کیا ۱۹ ربیع الثانی کو
کنور مذکور روانۂ سری نگر ہوا جب یہ خبر زمیندار سری نگر کو ملی کسی گروہ کو بہیجا کہ جس جگہ سلیمان شکوہ ہو قید کرین
سلیمان شکوہ اونسے لڑنے کو طیار ہوا بعد زد و خورد کے مقید ہوگیا پنجم جمادی الاولے کو ہمراہ میدنی سنگہ ولد جی سنگہ
کے کوہ سے اوترکر کنور رام سنگہ اور تربیت خان اور رعد انداز خان کے ہاتھون مقید ہوا ۲۷ ماہ مذکور کو بادشاہ کے
گوش گزار ہوا شادیانہ اقبال بجایا گیا اور اوسکو شاہجہان آباد پہونچکر قلعۂ سلیم گڈھ مین مع شاہزادہ سلطان محمد
مقید ہوا ۱۴ کو حسب الحکم حضور مین کورنش بجالایا اور تفضلات شاہی سے سرفراز ہوا۔ اور چند روز کے بعد شاہزادہ

سلطان محمد اور سلیمان شکوہ کو مرتضی خان نے حسب الحکم قلعۂ گوالیار مین جہان مراد بخش مع اپنے فرزند کے قید تھا ہر چہار شہزادون کو یکجا قید کیا اور معتمد خان خواجہ سرا کو جو بادشاہی معتمد تھا عبد اللہ خان کی تفسیری پر قلعۂ گوالیار بھیجا اور ۲۴ جمادی الاولے کو روانہ ہوا۔

احوال رلنگر کا ذکر ممالک محروسہ مین

چونکہ شاہجہان کی بیماری مین نشکاری وغیرہ کی ضبط بخوبی نہوئی تھی اور اکثر معاملات کی زراعت پامالی ہوئی عمارت بیقاعدہ اور اس مدت مین بھی شاہزادون کے اختلاف سے وہی رنگ رہا اور نیت بدحکام کے نتیجہ سے بارش بھی نہوئی اکثر جگہ تو اور پانی بروقت کمی رہتا تھا غلہ کی گرانی فقر کی پریشانی نمود ہوئی خصوص شاہجہان آباد مین بربادی ہر قسم کے بندگان خدا پریشان حال اور مضطر تھے لہذا حکم ہوا کہ سوائے لنگرہائے مقررہ کے سرکار خانہ سے دوسرا لنگر اور عطیات مین بارہ لنگر اور لاہور سے واگیر آباد مین ترتیب ہو لہذا جا بجا داروغہ وغیرہ متدین مقرر ہوئے کہ بقدر مراتب اور ہمت کے اپنی طرف سے لنگر وغیرہ جاری کرین اور امرائے نامور اور منصب داران وصوبہ دار وغیرہ کو بھی حکم ہوا کہ حسب لیاقت کسیقدر وظیفہ مقرر کرین چونکہ لشکر کی کثرت سے شاہجہان آباد مین قحط کا زور تھا حکم ہوا کہ شاہزادے وغیرہ اپنے ہمراہ رکھین باقی کو جاگیرات پر رخصت کرین اس تدبیر قحط کی سردبازاری ہوئے امن و امان چہرہ دکھلائے

شاہ عباس ثانی کے سفیر بوداق بیگ کا آنا

سال سوم جلوس کے آخر مین مسمی شاہجہان کو بادشاہ ایران کی طرف سے بوداق بیگ سفیر ایران ملتان ہوتا بخارا بیت خان صوبہ دار ملتان کے حسب مقدور مہمانی کی جب لاہور آیا خلیل اللہ خان بہادر صوبہ لاہور نے بھی مہمانداری عمدہ کی چونکہ ایرانی تھا ہر قسم کے طعام پکائے گئے چار سو قاب طعام اور سات سو خوان اور بیس ہزار روپیہ اور ایک قبضہ خنجر مرصع اور شمشیر ہر دو مینا کار اور مفت کشتی پارچۂ ہندوستانی تواضع کیے بوداق بیگ نے عرضی لاہور سے چلنے کی مع جانوران شکاری مانند باز چرہ و شاہین و چرغ وغیرہ کے اوسی کے آدمیون کی معرفت حضور مین بھیجی حاملان عرضی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئے ۲۸ ماہ رمضان کو بوداق بیگ سرائے بادلی مین پہونچکر اوس خاصہ سے سرفراز ہوا حکم ہوا کہ تیسری شوال کو شرف حضوری حاصل کرے اور حسب الحکم امید خان اور صفی خان اور ملتفت خان میر توزک نے استقبال کرکے ایلچی مذکور کو حضور مین پہونچایا بوداق بیگ نے بموجب رسم دربار عام مین پہونچکر نامہ گذرانا خلعت فاخرہ و جیغہ و خنجر عنایت ہوا اور اراکیہ جشن مع پیالہ اور خوانچہ طلا اور پاندان اور خوان طلا کے مرحمت ہوا بعد برخاست رستم خان کے گھر مین جو لب دریائے جمن فرش و فروش بادشاہی سے آراستہ تھا فرودگاہ ٹھہری میر عزیز بدخشی مہماندار مقرر ہوا دوسرے روز پھر بوداق بیگ مطلوب درگاہ ہوکر عنایت قبضہ شمشیر مرصع سے سرفراز کیا گیا اوسکے ہمراہی مانند نظر قلی میر آخور اسپان سوغات اور محمد حسین تحویلدار اسلحہ متفرقات اور احمد بیگ خویش ایلچی اور میر زین العابدین فاضل عنایت خلعت سے مفتخر ہوئے رات کے وقت روشنی ہوئی بوداق بیگ نے مع ہمراہیون کے تماشا دیکھا ۷ شوال کو دوبارہ

ذکر قید ہونے داراشکوہ کا بموجب تفصیل مسبوق الذکر

داراشکوہ ادبار کے آتے ہی دوسری لڑائی کے بعد جو اجمیر مین ہوئی اور راجہ جسونت سنگھ کی بیوفائی سے شکست کھا کر مع زن و بچہ احمد آباد گجرات کو گیا سید احمد وہان کے صوبہ دار نے ملازمت کرنا چاہا مگر دیگر عملہ سلطانی نے عالمگیر کی نوکری سے قید کرلیا اور داراشکوہ کے داخلا کو شہر مین مانع ہوئے لاچار کاہنہ جی رئیس گولیان کی طرف جو اوس نواح مین قطاع الطریق مشہور تھا متوجہ ہوا - اوسنے خدمتگذاری پر کمر باندھی اور کسیقدر کولی ہمراہ دیکر دلایت کچھ کی سرحد پر پہونچا دیا - اسوقت مین گل محمد نام خیراندیش نے جسے داراشکوہ نے بندر سورت کا حاکم کیا تھا کسیقدر زاد راہ اور پچاس سوار و دسو پیادہ سے رفاقت کی زمیندار کچھ جسنے اول سفر مین تو بعد ملازمت کے اپنی لڑکی سپہر شکوہ شاہزادہ کے نکاح مین دی تھی اس سفر مین نہایت نے لطفی سے پیش آیا داراشکوہ نے وہان سے بہکر کی راہ لی جب دریاے سندھ کے کنارے پہونچا جاندیون کے ملک مین آتے ہی ضحرانشینون نے غارتگری کا عزم کیا مگر گل محمد کی تدبیر سے رہائی پائی - تعلقہ مکسیان کے سرحد پر آیا مرزا مکسی سردار نے بعد استقبال ایران جانے کو التماس کیا اور قندہار تک ہمرکابی کرنا چاہی داراشکوہ بموجب اسکے ؎ چو تیره شود مرد را روزگار ہمہ آن کند کش نیاید بکار خیراندیشون کی صلاح بموجب ملک جیون افغان زمیندار دامانہ کی امید پر اسطرف کو قاصد ہوا توقع یہ تھی کہ چونکہ اوسکی جان شاہجہان کے عہد مین بچائی تھی وہ بھی جانفشانی سے معذور نہوگا اور نیز اوسکے عرایض متضمن خضوع اور بندگی اور استدعاے قدم رنجہ فرمائی مکرر داراشکوہ کے پاس آئے تھے پس ادھر کو قاصد ہوا وہ ملعون بسیر اس فکر مین ہوا کہ اسے قید کرکے عالمگیر کے حضور مین بھیجے اور اوس محسن فراموش نے اپنی سرخروئی کے لیے قید کرنا چاہا ابلیس کی طرح سے تلبیس کرنے پر کمر باندھی استقبال کرکے گھر لیگیا اور دعوت کے بدلے عداوت کی تدبیر کی داراشکوہ کی بی بی اس عرصہ مین بعوارض جسمانی جان بحق ہوئی چونکہ زن و شوہر مین محبت کی شدت تھی داراشکوہ کو نہایت رنج ہوا اور اپنے خیال مین ملک جیون کو اپنا مخلص سمجھا گل محمد کو مع معتمدان ہمراہی کے ہمراہ تابوت روانہ لاہور کیا اس بیکسی مین ایسے رفیق جان نثار کو خدمت سے جدا کیا تاکہ اوسکی لاش کو ملا شاہ میر مدفنی کے مقبرہ مین فون کرے اور خود چند آدمیون کے ساتھ دشمن کے مکان مین ٹھہرا رہا بمجرد کسیقدر بعد ہونے کے جو گل محمد سے ہوا افغان کے داؤ گھات داراشکوہ کو معلوم ہونے لگے اور ساری امید مبدل بہ یاس ہوئی وہان کے آنے سے پشیمان ہوا قندہار کو عزم کیا اور اوس کور نمک کو اپنے ارادہ سے آگاہی دی اوسنے ظاہرا اقبال کرکے ہمراہ ہوا اور منزل پر پہونچکر اسباب ضروری کے بہانہ سے رخصت چند روز کی لیکر بجاے خود واپس ہوا اور کسی اپنے بھائی کو ہمراہی مین دیکر کہدیا کہ اوسے قید کرلاوے وہ ناپاک دو تین کوس پر جاکر دست دراز ہوا داراشکوہ کو مع اوسکے بیٹے اور دیگر خدمہ محل کے قید کرلیا اور میزبان محسن کش کے حضور مین بہونچایا اوس بخت نے مہمان کو مکان محفوظ مین مقید رکھا اور حقیقت حال راجہ جی سنگھ

اور بہادر خان کو تحریر کیا اور دلاور خان فوجدار بیکر کو بھی آگاہی دی اور اوسنے اوسیوقت عالمگیر کو عرضی لکھی اور ملک جیون کا خط بھی بنابر ملاحظہ ارسال کیا اور عرضداشت جی سنگھ اور بہادر خان کی نیز مع عرضی ملک جیون کے پہونچی عالمگیر نے اس عرضی کے پہونچنے سے شادیانے بجوائے بیغرضون نے ملک جیون پر نفرین ولعنت کرنا شروع کی۔ بادشاہ دین پناہ نے فرمان اور خلعت عنایت فرمایا منصب ہزاری دوسو سوار خطاب بخیار خان کا عطا فرمایا اور دوسرا فرمان متضمن لانے داراشکوہ کے حضور مین بنام بہادر خان تحریر ہوا۔ جب بہادر خان داراشکوہ کو لایا اور عالمگیر کو خبر ملی حسب الحکم گردن مین طوق وزنجیر اور ہاتھ پیر مین سلاسل لاہوری دروازہ سے شاہجہانآباد مین لائے اور چاندنی چوک کی راہ سے دونو دروازون قلعہ سے گذر کر اور چوک اور بازار سعد اللہ خان مین لاکر پرانی دہلی سے ہوتے ہوئے خواص پورہ خضرآباد مین مقید کیا بہادر خان ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا۔ دوسرے روز نجت یار خان بدبخت عرف ملک جیون داخل شہر ہوا جب کہ چاندنی چوک کے نزدیک آیا ہوا خواہان داراشکوہ مع اہل حرفہ بازاری کے فراہم ہوکر ملک جیون پر ٹوٹ پڑے اسقدر سنگ وخشت نجاست آلود اوسکے اوپر برسائے کہ اگر پہلوان جان سے سیر ہوئے تماشائی کے زبانون پر نفرین تھی غلغلۂ عظیم ہوا بلوائے عام کی صورت ہوئی نزدیک تھا کہ فساد اوٹھ کھڑا ہو مگر کوتوال نے پہونچکر قصہ مٹایا ملک جیون کو سلامت درگاہ شاہی مین پہونچایا دوسرے روز بموجب حکم تحقیقات ہوئی معلوم ہوا کہ ایک اہری اور چند نفر چیلون نے یہ فساد اوٹھایا تھا بادشاہ دین دار نے [illegible] مفتریون کے حق مین کیا ارشاد ہو چون کہ شر قلیل خیر کثیر کے لیے جائز ہی خصوص اون لوگون کے حق مین جو بر خلاف رائے شاہی ہون لہذا وے لوگ قتل ہوئے چند روز کے بعد علما کو جمع کرنے رسایل مولفۂ داراشکوہ دکھلائے جو کہ متضمن مقالات صوفیہ اور کلمات محققین ہند کے تھے اور یہ شعر سنا کر کہا ؎ کفر و اسلام در ریش پریان ہو وحدہ لاشریک لہ گویان الغرض ثابت کیا کہ اسنی احاطۂ شرع شریف سے پیر باہر نکالا لہذا اسکا قتل ہونا عین فرض ہی جب دین دارون نے اس کاغذ پر مہر کردی داراشکوہ بیچارہ ۱۰۶۹ ہجری مین اول سال جلوس کو آخر ذی الحجہ مین مذبوح ہوا اور سرمایۂ راحت جاہ طلبان ناپدیدار ہوا ہاتھی پر رکھکر دوبارہ تشہیر کی اور مقبرۂ ہمایون مین دفن کیا درویش مسمی سرمد بھی داراشکوہ کی موافقت کے جرم سے محسوب ہوکر علماے جاہ طلب کے فتوے سے مقتول اور مسجد جامع کی نواحی مین مدفون ہوا لیکن عملہ اور حکام دست نشان عالمگیر اور زمینداروں نے باوجود معافی اور ممانعت بعض وجوہ کے تخلل سے جسے مکرر بادشاہ نے تاکیدات سے ظاہر کیا وجوہ مذکور کے لینے سے باز رہکر ایک عالم کو رنجیدہ کرکے دنیا سے محروم کیا اور تمام خلق اللہ کو ایذا رسانی کی مگر بادشاہ دیندار نے اونکے لیے کچھ بھی فتوی نہ طلب کیا چنانچہ ہاشم علیخان بن خواجہ میر محرر تاریخ نے جو سفر و حضر شریک اور غالب اوقات اصالۃ دنیا تہ صاحب بعض خدمات اور جمیع حالات پر ناظر باوجود احتیاط کے یہ معاملات مفصل مسودہ کئے فقیر بقدر ضرورت

منتخب کرتا ہی اور بعض فقرات کو بنا بر گواہی بچینہ لکھتا ہی اوسمین سے ایک یہ عبارت ہی ہر چند انوطرف بادشاہ اکثر ابواب معاف و مرفوع القلم گشت لیکن حکام بدانجام بدستور سابق علانیہ و فاشی تا حال میگیرند سبب عمدہ این جبارت آنکہ بعد ظہور چنین نافرمانیہا مکرر رعایا از تعدی فوجداران و حکام غافل از باز پرس روز جزا جوق جوق بحضور آمدہ فریاد و داد و بلا نمیخواہند سوائے حکم تحقیقات و ابلاغ احکام تہدید آمیز از راہ متابعت شریعت غرا سیاست ظالمان کہ باعث عبرت دیگران گردد بعمل نمی آید اگر بعد ثبوت بعضے کمی کیفیت و عزل خدمت مفوض گشتہ بعد چند روز بوسیلۂ مربیان بازہ بحال میشوند و ظلم را بداری کہ از مینداران بتقلید حکام زیادہ از انچہ باحاطۂ بیان توان آورد با مسافرین و مترددین و تجار مینمایند بجائی میرسد کہ باعث قتل جمعے کثیر از مردم قافلہ و تاراج تمام مال و عرض ناموس آنہا گردیدہ خصوص کسانیکہ از سفر بیت اللہ برگشتہ می آیند زن و مرد در کمال عبرت راہ سپارند و گماشتہائے حکام نزدیک بندر سورت تا دار الخلافت دو روز و سہ روز آن بیچارہ ہا را نگاہ داشتہ ہرگاہ چیزے نیابند بزجر و خواری زحمت بدن آنہا رسانند بیگیرند محرر اوراق مکرر مشاہدہ کردہ کہ بر سر گذرہای راہداری مردم عزیز را کہ طرف مدینہ و حج و بیت اللہ برگشتہ عازم اوطان خود اند مابین راہ بندر سورت و بدربار گشتہ و زمیان راعاری از لباس ساختہ در دارہای سراہی انداختہ و بغیر از حق تعالی کسی بغور و فریاد آن مسافران مظلوم نمیرسید - تمام ہوئی وہ عبارت معلوم ہوا کہ شاہ مظلومان کامران اورنا موس و عزت کاکہ نادا اوسکے مفسدون کی نزدیک مشروع ہوگی جسکے واسطے کچھ بھی شفاعت نہیں کرنیگا بعض حکام کے قصاص مین بھی سزائی نہ ان باپ بھائی عزیزون ہی کا قصاص فرایض دنیا مین تھا کہ اونکے قتل ہونے کچھ دیر ہوئی اونکے نے بھی حفظ ظاہر و اشتہار دین پروری کے واسطے اسقدر مبالغہ کیا کہ سرود کے سننے سے توبہ کی کلانوت اور قوال جو قدیمی ملازم تھے اضافۂ منصب سے سرفراز ہوئے مگر گانے بجانے کی ممانعت رہی اور شعرا اور رنجومیون کو برطرف کردیا - سررشتۂ حساب اور وصول تنخواہ جاگیرداران سے جو تقویم پر منحصر تھے دفتر دیوانی مین در آیا اس نسبت پر چھوڑ دینے تقویم ممانعت کی شعر یہ ہی ؎ لا والالب لا ولا لاشش جہست ✤ لل کط و کط لل شہور کوتہ ہست ✤ سفر کیواسطے دوشنبہ اور پنجشنبہ مقرر ہوئے ترک لباس زردوزی رنگین جواہر ہین ہوا اور امرا کو بھی حکم ہوا کہ رنگ خام اور بادلہ اور زرتاری پہن کر حضور مین نہ آوین - اکبر و زمرد یون نے متفق ہوکر جنازہ کمال زینت سے آراستہ کرکے بادشاہی نشیمن کے نیچے سے نکالا عالمگیر کو دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نغمہ و سرود کا مردہ ہو کلانوت دفن کرنیکو لیجاتے ہین جواب دیا کہ ایسا دفن کرین کہ خلاف عبادت الہی کے مردہ سے کوئی آواز نکلنے نپائے اور جھروکۂ درشن کا بیٹھنا جیسا کہ سلاطین سابق دہلی سے دستور تھا یعنے بہر صورت جسطرح ممکن ہو بلا ناغہ دوسی عرفہ مین بیٹھکر درشنیون کو دیدار دیتے تھے ہزارہا ہندو مسلمان مشاہدۂ جمال سے شاد کام ہوتا تھا اور نیز قوم ہنود ایک گردہ درسنی ملقب ہر جنکا عقیدہ یہ ہو کہ بغیر دیکھے دیدار شہریار کے کھانا نہین کھاتے اور اسے اپنی اطاعت جانتے تھے اس بادشاہ نے موقوف کردیا اور

ناحق کو دل آزردگی کی کو کہ یہ عقیدہ دیدار طلبون کا باطل ہو قضات عصات کو محض خود رائی سے ایسا مستقل کیا تھا کہ موجب بہمی بانتظام صوبہ داران اور عمال دحکام وفوجدار و چکلہ دار کا ہو کل عملہ فعلہ دل آزردہ ہو گئے مہام سلطنت مین تخلل ہوا۔ ہاشم علی حافی اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ عبد الوہاب نام ساکن احمد آباد کو قاضی القضا کیا کل معاملات مالی اور ملکی مین اوسکا تابع ہوا اوسکا اسقدر تسلط ہوا کہ ارکان سلطنت مین اوسکا اعتبار کم ہو گیا ہر ایک اوس حیلہ کی فکر مین ہوا کہ کسیطرح اوسے خفت پہونچاوین اور اوسکا مرتشی ہونا اور رشوت سے روپیہ جمع کرنا ثابت کرین مگر کچھ فائدہ نہوا۔ مختار خان بنی مختار جو کہ بادشاہ ایران وہند سے سررشتہ قرابت اور برہان پور کی صوبداری پر سرفراز تھا اور محمد صالح نام پوربی وہانکا قاضی نہایت مرتشی تھا بنا بر رضائے خاطر بادشاہ کے ایسا استقلال خدمت قضایا مین پایا ایکروز دعوی حویلی مین جہان کہ مدعی کی دروغگوئی اور اوسکے مقدمہ سے صوبہ دار اور تمام عالم آگاہ تھا دو گواہ جعلی کے گذرنے پر صوبدار مع اکثر کبار کے اسطرف ہو گئے اور مدعی کا مقدمہ ثابت کر دیا اور مختار خان نے قاضی سے ملنا نپایا آزردہ دل ہو کر چند روز کے بعد اوسی تمہید سے اون دو گواہون کو قاضی کے پاس لایا قاضی نے اونکی گواہی سے اثبات دعوی کی کیا شاہدین مذکور نے بلا جبر اقرار کیا کہ ہمنے جھوٹی گواہی دی چون کہ یہ کام مختار خان کے اشارہ سے ہوا تھا خان مرقوم نے قاضی کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ دونو جو گواہ ہین کہ دعوی حویلی مین باوجود یکہ اوسکے کذب سے ایک دنیا آگاہ تھی ہمنے اثبات دعوی کر دیا نہین جانتے ہو کہ از روے شرع قابل تعزیر ہونے قاضی نے مقصد مختار خان کا سمجھکر آشفتہ ہو کر درشتی سے کہا کہ تم کو خیال نہین کہ میری اہانت کی اور خبر نہین کہ مباشرت شرع کی اہانت سے قابل سزا ہوتے اگر یہی دونو گواہ تمہاری مختاری کی گواہی دین تمہاری تعزیر کرتا ہون اور جب وہ شہادت سے بری ہون اونکو تشہیر کرون اور اوسیوقت دونو گواہون کو سر و ریش منڈا کر بڑی درشتی سے خر سوار تشہیر کرایا اور قید مین بھیجا ایک آدمی اوس سے زہر کہا کر مر گیا اور قاضی نے استعفا خدمت کر کے گوشۂ قناعت اختیار کیا۔ مختار خان بپاس خاطر بادشاہ اوسکے دلجوئی مین مصروف ہوا اور فی سے اوسکو عہدہ پر سرفراز فرمایا بجز ندامت کے کچھ حاصل نہوا۔ اپنے کلام یہ کہ باوجودیکہ سیوا اور سہا فرمون سے عہدہ برائی نہوئی اور یدون رجوع متصدیان ہندو کے جو اجہاے مقتدر سے دفتر کا کام کچھ نہوتا تھا شدت تعصب سے فرقہ مذکور کے ساتھ جو مطیعون سے تھے جزیہ اور محصول وغیرہ لینے مین اور نیز دیگر احکام جنگ مین کاوش اور کد کرتا تھا۔ مگر آخر کو ندامت ہوتی تھی کیونکہ اسطرح کے احکام کو مضبوطی چاہیے تاکہ اعالی اور ادانی پر جاری ہو نہ یہ کہ عاجز کو رنجور اور قوی سے پیٹھہ دکھلائے حال آنکہ بادشاہ ظل اللہ ہین کسی قوم سے بدنہین ہوتے ہر ایک اشنا بیگانہ کو ایک چشم سے دیکھتے تاکہ خلق خدا یگانہ و بیگانہ پیچ پناہ شاہانہ کے خوشدل اور مطمین رہے ؎ ایکہ بیچے کہ از خزانۂ غیب ۔ گبر و ترسا وظیفہ خور داری و گر ہدایت خلق منظور ہوے اوسکے قاعدے ہین اشفاق و الطاف مین عناد و نفاق کے بنسبت زیادہ مانند نظر آکر

ماشر ہوئے ہین دیکھیے کہ حضرت محمد مصطفے صلعم راہ راست لانے کو کیا کیا طریقہ کرتے تھے - اور یہہ کوئی نہ سمجھے کہ جہاد ہمارا حضرت کے برابر ہوسکے کار پاکان و قیاس از خود مگیر ۔ گرچہ یک شد در نوشتن شیر و شیر -

سلطان محمد اپنے چھوٹے لڑکے کو جسنے جہل نوجوانی سے کسیقدر انحراف کیا تھا اور دامادی کی ہوس مین اپنے چچا سلطان شجاع سے واقع بنگالہ گرم جنگ رہا سالہا مقید رکھا تا آنکہ راہ آخرت کو سدھارا اسیطرح بہادر شاہ دوسرے بیٹے کو اس تہمت سے کہ سلطان ابوالحسن تاناشاہ پادشاہ حیدرآباد سے سازش رکھتا ہے مع اوسکے لڑکے اور اوسکی بی بی عاقلہ فاضلہ مجنونہ نور النسا بیگم اور بعض خواجہ سرایون وغیرہ کے نہایت ذلت مین قید کیا اور خواجہ سرایون پر اس تفتیش و تفحص کے بارہ مین خوب تعذیب و تعذیر کھلائی جب اوس واہمہ کا کچھہ ثبوت نہوا - اونکی ایذا سے کسیقدر باہر آیا چاہتا تھا مگر بنا بر شرم کہ عاید حال ہوئی آشفتہ ہوکر بہادر شاہ کو لکھا کہ اپنی غدر تقصیر کرے تاکہ وسیلۂ رستگاری دین و دنیا ہو بہادر شاہ نے در جواب کہلا بھیجا کہ ہر چند انسان خدا اور بایں سراسر قصور مند ہو مگر ظاہر مجھسے ایسا کوئی قصور سرزد نہین ہوا جسکی شفاعت کا خواستگار رہون اس جواب باصواب کے آتے شعلۂ غضب شرر ریز ہوا لڑکے کو نہایت سختی مین قید کیا اور سر تراشی اور قصر ریش اور اخذ شارب اور ناخن تراشی اور کپڑے بدلنے اور طعام موافق بہونچنے وغیرہ کو مخالفت فرمائی بیچارے مدت تک تکلیف کھینچتے رہے - بسبب اتفاق ناہمواری تربیت اور پرورش شاہجہان پادشاہ کے اور بھی اوسکے تفحص احکام اوسکے کے جو کہ لایق کار زیادہ حد شمار سے تھے ہر ایک ناکام ہوا اور نا قدردانی سے اکثر مہر و طعن و ملامت ہوئے اسی سبب سے اوسکے کام حسب خواہش نہوئے بلکہ بعض وقتون مین ملازمون کے اغماض سے فاش خجالتین کھینچی گئین خلاصہ یہ کہ جو کچھہ ہوا اپنے ہاتھون سے کر بیٹھا تاریخ نوشتۂ ہاشم علیخان حاقی بعض اسکے سفاہت کی مفصل تفصیل اگہی ہے من شارفلیرجع الیہ سلاطین صفویہ انار اللہ برہانہم الجلیہ اگرچہ شیوۂ مروت اور مہمانداری ایسے طاق بلند پر چھوڑا ہو کہ اونکی اولاد کا ہاتھہ وہان تک نہین پہونچ سکتا اور غایت اشتہار سے محتاج اظہار نہین جو امور کہ برابر ہمایون نے فرمائے کتب تواریخ مین مذکور ہین شاہ سلیمان صفوی پدر شاہ سلطان حسین باوجودیکہ مستی شراب اور غفلت و بے باکی اور سفاکی مین شہرت رکھتا ہے اور مردی و مروت کے اخبار مین جو کہ در بارہ اکبر ولد عالمگیر کے تعمیل ہوئی اور شقاوت اور ذمارت جو اوسکے باپ سے ظاہر ہوئی اور ہاشم علیخان حاقی کے بموجب بھی تحریر ہوتے ہین - مہاراجہ جسونت راٹھور کو جو ہمیشہ عالمگیر کا دشمن رہا اور پادشاہ بھی بہ نسبت دیگر ہنود کے اوسکو زیادہ عدو جانتا تھا لیکن بروقت آنے دارا شکوہ کے گجرات سے اجمیر کو مہاراجہ مذکور کے اشعار سے اور دوسری بار لڑنے کے عالمگیر سے بوساطت راجہ جی سنگھ کے عالمگیر نے یہ ترغیب دی کہ دارا شکوہ کی رفاقت چھوڑے اور عفو نامہ تقصیرات اور منصب ہفت ہزاری اور صوبہ داری گجرات کی اسی شرط پر مقرر ہوئی

ف ترجمہ الاولاد سر جو حال سفاہت بین کرنا ہے کہ جانبسے اور جو کچھہ اونکی بدولت کے بیان سے ہے کی طرف ۱۲

اور تکلیف حضوری سے بھی معاف رکھا۔ مہاراجہ جسونت سنگھ بعد تعینات دکن اور دہان کی سرحدوں سے صوبہ کابل پر
مقرر تھا آور دین پر مرگیا سو داران راجپوتہ کہ جہالت کیش جلالت پیشہ تھے اور دونوں لڑکوں کو خانہ زاد پیشکار
بدون اخذ دستک عازم وطن ہوئے دریاے اٹک کے گذر پر پسر خرد راجہ مذکور ہوا حالت سے تلوار چل گئی اپنے زور سے پار اترے
چونکہ دار الخلافت شاہجہان آباد راہ پر ناچار وہان وارد ہوکر مقیم ہوئے عالمگیر انکی کیفیت سے مطلع ہوکر آشفتہ ہوا۔
حکم توقیف صادر فرمایا انکے گرد لشکر کوتوال کی حفاظت ہوئی۔ چند دنوں کے بعد اوسکے روسا لشکر تہانہ رخصت وطن کے
واسطے رخصت چاہی عالمگیر نے جھٹ رخصت دی اس ارادہ سے کہ اگر یہ چلے جاوین عیال اطفال راجہ مرحوم کے قید ہوجاوینگے
وہان پر راجپوتون نے یہ چال کی کہ لڑکوں کو غلامانہ اور عورتونکو مردانہ لباس مین بناکر اونکے جگہ پر لونڈیون کو رانیون کے
شکل پر اردو غلام مجہول الاحوال کو اطفال مہاراج کی جگہ پر بٹھلا کر سفارش کی کہ اگر کشف راز ہوجاے ان اطفال اور
رانیونکی سلامتی کی ہمارے ذمہ ہے اسلئے ہم اجازت چاہتے ہین کہ پانچ چھ گھڑی کا فاصلہ ہماری رخصت کو ہو کچھ عجب نہین کہ
اسمیں ہمارے پیشوا رانیون اور اطفال کی خدمت راجہ کے لڑکون سے لینے کا دعوی کیا ہو اور اسی طور افواہ خلق مین ہو غرض کہ جب
وہ سب راجپوت لوگ نکل گئے بادشاہ کو خبر ہوپہنچی اس دریافت و تفتیہ مین چند گھڑی اور بھی گذرین جب تحقیق ہوا فوج واسطے
قتل کے بعد اطفال و زنان داخل حرم سراے سلطانی ہوئے لڑکے پرستاران حرم کے سپرد ہوئے تاکہ پرورش ہون اور شرف
اسلام سے جبرا مشرف کیے جاوین اور عورتین بھی پرستاری حرم مین مقرر کی گئین مدت تک یہی امر قرین تصور تھا
کہ مہاراجہ جسونت سنگھ کے یہی اولاد ہین پھر آخر کو جب معلوم ہوا کہ راجپوتون نے اطفال مجہول کو واسطے القاے نام مہاراجہ
مغفور کے قرار دیا ہے۔ پادشاہ مجاہد نہایت غیظ و غضب سے ہم جودہپور وطن دیرینہ آبای جسونت کے راہی ہوکر
لاجرم تسخیر کو عازم ہوا رانا راجہ اودیپور نے راجہ مغفور کے نام و ناموس کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور حضرت سے
مقابلہ کرنا چاہا بادشاہ دین پناہ نے خیال ہی نکیا اور حکم بھیجا کہ آجزیہ کر اور ہمارے ملک سے اپنا ہاتھ روانہ حضور کر اول رانا ڈر گیا وکلا بھیجکر بادشاہ کو اطاعت
و فرمان برداری سے خوشنود کیا اور خانجہان بہادر وصول زر معہود اور بندوبست قلعہ اودیپور کو مرخص ہوا بادشاہ
دہلی کو واپس ہوا بعد چندے دوبارہ رانا کی سرکشی گوش زد ہوئی عنان توجہ جانب اجمیر منعطف ہوئی اور شاہزادہ معظم
پادشاہ دکن سے اور اعظم شاہ بنگالہ سے استیذان کرکے حسب الحکم روانہ حضور ہوئے شاہزادہ محمد اکبر حاضر اور عین شباب مین تھا
تادیب رانا کو مقرر ہوا شاہ قلیخان کے اتالیق نے خلعت اور خطاب تہور خان سے سرفرازی پائی اور شاہزادہ کی فوج کا
ہراول اور سپہ سالار مقرر ہوا اور راجپوتون کی لڑائی مین اچھی بہادری کمالائی اور اس گروہ پر عرصۂ کارزار تنگ کیا اور
بہادر شاہ دکن سے اوجین پہونچا اور وہان سے بموجب حکم رانا ساگر تالاب پر اسنی کو مس اجمیر سے متوقف ہوا اور شاہزادہ
اعظم شاہ بھی ایک طرف سے ملک رانا کی تخریب کو مامور ہوا رانا وغیرہ راجپوتون نے تہور خان اور شاہزادہ محمد اکبر سے

لشکر بیتحاشا دی کہ باپ سے بغاوت اختیار کرے تیس ہزار سوار راٹھور شریک اوسکی فوج مین ہوئے محمد اکبر نے باپ کا خروج جو باپ سے سیکھا تھا سہل سمجھا بہادر شاہ نے اس مشورہ سے آگاہ ہوکر محمد اکبر کو بمقتضائے محبت دو کلمہ نصیحت آمیز تحریر کیے اور باپ کو عرضی لکھی کہ راجپوتون کے مکر سے شاہزادہ ناتجربہ کار کے اغوا ہونے کا خیال رکھنا ضرور ہی۔ عالمگیر نے اکبر کی طرف سے مطمین تھا جواب مین لکھا کہ خدا تم لوگون کو اغوائے بداندیشان سے محفوظ رکھے جب خبر پہونچی کہ محمد اکبر نے اپنے نام کا خطبہ و سکہ پڑہایا اور تہور خان ہفت ہزاری منصب پر اور نیز دیگر امرا کے ترقیان ہونے کی شورش سنی آوازہ لشکر مین سوائے اسد خان اور بہرہ مند خان کے آٹھ سو سوار سے زیادہ نہ تھے عجب طرح کی گھبراہٹ پیدا ہوگئی۔ اور بہادر شاہ کو نہایت اضطراب سے ایلغار کرکے بلایا جب وہ بیچارہ اہل و عیال کو حفظ الٰہی مین سپرد کرکے کمال استعجال مین جریدہ مع دس ہزار سوار کے جا پہونچا۔ بادشاہ دین پناہ نے اپنا قیاس کیا کہ جو باپ کی خدمت کی تھی اور اس تصور سے نہایت ڈرا اور توپخانہ کا مُہنہ اوسکے لشکر کو پھیر کر حکم بہیجا کہ اپنے تئین تنہا مع دو نوکر کے حاضر حضور کرے بہادر شاہ حسب الحکم حاضر حضور ہوا عالمگیر اسکی حاضری سے کسیقدر مطمین ہوا اور رفقاے اکبر سے وعدہ وعید کرکے اپنی طرف کھینچا تقدیر کی یاوری سے اکثر لوگ علیحدہ ہوکر آملے اکبر کے استقلال مین تزلزل پیدا ہوا ناچار راہ فرار اختیار کی جب اوسکا حال اس رنگ کو پہونچا حکام اطراف کو فرمان ہوا کہ جہان پائین قید کرین اکبر دشمنون کے خوف سے بھاگتے بھاگتے سنبہا مرہٹہ ولد سیوا کے پاس تک جا پہونچا سنبہا نے ہر چند کسیقدر مدد خرچ مہیا کردیا لیکن نسبت تنگ ظرفی کے اکثر حرکات برخلاف آداب شاہزادون کے عمل مین لایا تھا اکبر کشیدہ خاطر گذرانتا تھا جب عالمگیر نے سنبہا کے پاس ورود اکبر کی خبر سنے اور اوسکے تعدی کی بھی گوش گذار شاہی ہوا کرتی تھین آخر بداعیہ گرفتاری اکبر اور تادیب سنبہا کے پچیسوین برس جلوس کو مطابق ۱۰۹۲ سنہ ہجری کے بنام جہاد قاصد ملک دکھن ہوا اور وہان پہونچکر بعد انتظام کے اعتقاد خان ولد اسد خان کو مع فوج لبسیار اور سامان پیگار کے تنبیہ سنبہا اور گرفتاری اکبر کو روانہ کیا اکبر اس خبر سے شگفتہ رہا اور کمال اخفا سے تاکہ لشکری اوسکی خبر پاکر مزاحم نہون جہاز مین مع دو سو آدمیون کے سوار ہوکر عازم ایران ہوا اور ہزارہا صدمات دریا سہتے سہتے مقام مسقط مین پہونچا امام سقط نے اول تو خاطر داری کی بعد گرفتار کرکے عالمگیر کو لکھا کہ اگر پانچ لاکھ روپیہ نقد اور فرمان سند معافی محصولات جہاز جو ہماری آمد و رفت کرین اور نیز دیگر مواعید کا اقرار ہو تو کوئی معتمد روانہ فرمائی اکبر کو لیجاے بادشاہ دین پناہ نے فرط دینداری یا شدت عداوت سے ہر ایک التماس اوسکا قبول فرمایا بندر سورت کے متصدی کے نام حکم گیا کہ کسی ملازم مزاج دان دریا نورد کو مع فرمان عطوفت عنوان کے جو امام مسقط کے نام صادر ہوا ہی جلد روانہ کرے متصدی نے حسب الامر مرشد معنوی کے حاجی فاضل جو ناخدایان بوروتی بادشاہی اور اکثر لغت سے واقف تھا روانہ کیا ناخدا نے اول منزل مین خبر پائی کہ سلطان سلیمان شاہ سلیمان صفوی نے دربارہ مہمانداری شاہزادہ اکبر کے رعایت کی ہے اس خبر کے پاتے ہی راستہ سے واپس ہوا تفصیل اسکی

یہ ہی کہ جب امام خارجی کی بدافعالی کا حال شاہ سلیمان صفی کو معلوم ہوکہ عالمگیر کا لڑکا محمد اکبر باپ سے خوف کھاکر ہندوستان سے درگاہ والا کی پناہ مین آیا تھا جب جہاز مسقط مین پہنچا امام مسقط نے پانچ لاکھ روپیہ اور معافی محصول جہاز کے لالچ سے اوسے قید کرکے عالمگیر کے حضور مین بھیجنا چاہا ہی بھید اس سننے کے بادشاہ کو نہایت غصہ آیا اور والی مسقط کے نام فرمان صادر ہوا کہ اگر ہمارے مہمان کو باعزت واحترام روانہ حضور نہین کرتا تو غازیان درگاہ امینٹ سے امینٹ بجاوینگے اس حکم سے مسقط نے گھبراکر شاہزادہ محمد اکبر شاہ کو باعزوشان روانۂ دربار بادشاہ کیا اکبر نے بندرگاہ عباسی مین پہنچکر اپنے ملازم معتمد ہوشیار محمد ابراہیم کو واسطے شاگذاری کے روانۂ اصفہان کیا بادشاہ نے محمد ہاشم تبریزی کو مہماندار کے واسطے محمد ابراہیم کے ہمراہ کردیا اور حکم دیا کہ مراسم تواضع اور حاتمداری مین سرمو فرق نہو اور نیز اشعار فرمایا کہ بعض تحایف ہندوستانی مانند نبات اور انبہ اور پان اور اناس وغیرہ جو بندرگاہ عباسی کے قرب وجوار مین ممکن ہو شاہزادہ محمد اکبر کو متواتر پہونچاوے اور بہرصورت خوشنود رکھے اور مصور جادو قلم کو پوشیدہ ہمراہ کردیا کہ قبل ملاقات کے شاہزادہ کے شبیہ حاصل کرکے حضور مین بھیجے تاکہ اوسکی لیاقت قیافہ سے دریافت کیجاوے حسب الحکم اس امر کی تعمیل ہوئی محمد ہاشم نے شاہزادہ کو راستہ مین نہایت خوشنود کیا جب اصفہان سے تین کوس پر جا پہونچے کسی باغ بادشاہی مین فرودگاہ ہوا اور شاہ مسلمان نوازراہ نوازش باغ مذکور تک استقبال کو گیا اور شاہزادہ بھی بادشاہ کے استقبال درباغ تک جاکر باہم ملاقی ہوئے دو تین قطعہ جواہرات کے جنمین ایک الماس اورزمرد اور یاقوت تھے بطور ارمغان کے گذرانے بادشاہ نے براہ آبروبخشی تینون جواہر لیکر اپنے سر پر رکھے اور بڑے تپاک سے معانقہ کیا اور پرسش مزاج فرمائی باغ سے اوس مکان تک جو اکبر کے واسطے آراستہ ہوا تھا باندازمخملی اور دارائی کاشانی اور جنیٹ بندری کے بچھائے ہوئے تھے شاہ ایران اور شاہزادہ محمد اکبر کے گھوڑے اوسپر قدم زن ہوئے بادشاہ کا گھوڑا سید ہاہموار سے گام زن تھا اور شاہزادہ کا گھوڑا چابکی اور تندی سے مضطرب ہوتا تھا جلودار نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا شاہزادہ اوس پھرتی سے کود چڑھا کہ بادشاہ مع حاضرین آفرین فرمانے لگا جب دوراہہ پر پہونچا شاہ سلیمان نے عطف عنان کرکے شاہزادہ کو بجاے مقرر رخصت فرمایا اور مایحتاج شاہزادہ اور نیز ضروریات مکان جو کچھ مناسب تھین مہیا کیا دوسرے روز بادشاہ نے قدم رنجہ فرماکر اکبر کو ہمراہ دولتخانہ لایا اور مسند علحدہ اوسکے واسطے مقرر کی اور باعزاز تمام بٹھالا لوازمۂ مہمانداری اور غریب نوازی کے بدرجۂ غایت بجالایا وظیفۂ لایقہ مقرر کردیا جب چندروز گذرے اکبر نے درخواست امداد کی ہند کی رخصت چاہی بادشاہ نے جواب دیا کہ جب تک تمہارا باپ زندہ ہی تم ہمارے مہمان عزیز ہو اوسکی عین حیات ہم مدد نہین کرسکتے بعد اوسکے انتقال کے جب بہائون سے کام پڑیگا البتہ تقدیم خدمت مین کوتاہی نہوگی ارباب تمیز اس حکایت سے سمجھینگے اور نیز حوالہ لکھے گئے اوسسے بھی احوال عالمگیر اور والی مسقط اور شاہ ایران وغیرہ کی شرافت اور خساست کا سمجھینگے اور ہر ایک کی

نیکی اور بدی کو ذہن نشین کرکے اختیار کرینگے جسوقت کہ مہاراجہ جسونت سنگھ اور رتن مع دونوں لڑکوں راجپوتوں
کی شجاعت سے اپنے ملک میں پہونچیں اور رانا نے اونکی حمایت میں بغاوت اختیار کی عالمگیر اوسکے استیصال پر
متوجہ ہوکر اجمیر کو عازم ہوا جس عداوت سے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ اور راناے اودیپور کی ساتھ تھی حکم دیا کہ ہنود سے
جزیہ لیا جاوے اسی منشا مین ہر ایک صوبہ کو حکم پہونچا اور حضور مین سے جزیہ لینا شروع ہوا چونکہ شاہجہان آباد مین
قوم ہنود لاکھون سے زیادہ شمار مین آئے ہزارون ایسے تھے کہ جنمین اولے جزیہ کی تاب نہتی لہذا چند لالکہ مفلسون نے
جمرکہ کے نیچے آوازا لہان شروع کیں عالمگیر نے کچھ بھی التفات نکیا تا آنکہ روز جمعہ جب بادشاہ نماز کو جاتا تھا قوم ہنود نے
در قلعہ سے مسجد تک ایسا ہجوم کیا کہ راہ بند ہوگئی چار طرف سے ہاے ہوے شروع ہوئی یہان تک کثرت ہوئی کہ تخت دان
شاہی دو دو قدم پر ٹھہر ٹھہر جاتا تھا آخر حکم دیا کہ ہاتھیون کو لاکر مستغیثون کو پامال کرین تعمیل حکم ہوئی اکثر پامال ہوے
باقیماندہ محروم گھرون کو سدھارے چار ناچار جزیہ دینے کو جرا اختیار کیا بسبب تعصب کے اس نوبت کو معاملہ آیا کہ بعد
ورود دکن کے جو کام کہ خانجہان بہادر کوکلتاش اور معظم خان خانان اور سید عبدالرحمان معروف سید میان اور
دلیر خان افغان اور اعزخان اور داؤد خان قریشی وغیرہ امراے دولت نے بلاد دکن اور بنگالہ اور آسام اور جنگ وغیرہ مقامات
سرانجام کیے تھے اسکے عوض مین عالمگیر نے خفت ہاے عظیم اسطرح کی دین کہ لایق تحریر نہین اور اسی کے واسطے دس
برس کے بعد محرران تاریخ کو اپنے وقایع لکھنے سے ممانعت فرمائی ہان بعض فقرات ہاشم علیخان حافی کے خرد پسند ہین
جسکو فقیر گواہی کے واسطے بعینہ نقل کرتا ہے فقیرہ بعد انقضاے دہ سال مورخان از تسطیر احوال آن بادشاہ عدالت گستر
دین پرور ممنوع گشتند مگر بعض مستعدان خصوص مستعد خان بطریق خفیہ برخے از احوال مہمات دکن مجملا بلاذکا
مکروہات فقط فتوحات بلاد و قلاع را بزبان قلم دادہ تا بحیثیکہ احوال چہل سال دران درج باشد دیدہ و یافت نشدہ
کاتب حروف تجسس وسعی تمام در فراہم آوردن باقی احوال کردہ و انچہ براے العین مشاہدہ کردہ مسودہ نمودہ اوراق عکاشتہ
متفرق خود را جمع ساخت امید کہ انشاء اللہ توفیق اتمام آن یابد چون تعداد سال از جلوس ہمایون حضرت عالمگیر غازی
خلد مکان براحوال حکمرانی عثمانی آن خسرو عدیم المثال بضبط ماہ و سال اطلاع نیافتہ سوانح ہر سال بقید تاریخ بگزارش نمودہ
آورد و اما از بعض وقایع حضور و صوبجات انچہ راقم براے العین مشاہدہ کرد و از راویان ثقہ نے غرض مسموع لغایت نوزدہ
از بسیار کمی بزبان خامہ دادہ باز آغاز سال بستم بر ہر سوانحی کہ علم حاصل نمود بقید سال انشاء اللہ بتذکار خواہد آورد۔
خانجہان بہادر بعد چہم حیدرآباد کہ انشاء اللہ تعالی بگزارش می آید مدتے مغضوب و بے جاگیر ماند تا وفات یافت اما
قبل ازان کہ رایات ظفر آیات بادشاہ در ممالک دکن سایہ افگن گردد بندوبستی کہ از خانجہان بہادر در تنبیہ مرہٹہ بظہور
آمدہ بود بعد تشریف آوردن بادشاہ خلد مکان عالمگیر غازی بدکہن با وجود بست و شش سال در استیصال مقہوران
کوشیدن و چندین کرور روپیہ صرف نمودن و قلعجات غنیم بسعی تردد تمام مسخر فرمودن از نفاق امرا و تقاضاے ایام

میسر نشد بلکه روز بروز بشوخی غنیم و درآمدن او بملک قدیم بطریق توطن زیاده گردید و سد باب جنبه امرای رکابی و اطراف رسید که از اندازهٔ تحریر بیرون است و بخانجهان بهادر هرگز صدمه بی آبروئی نرسید سوای جنگ هائی که با امرای سلاطین بیجاپوری وحیدرآباد وی نمود و شجاعت و جانفشانیها که خارج از حد قیاس بظهور آورد با وجود اینهم سازش با غنیم تاخت های رستمانه بر فوج اشقیای مذکور آورد از انجمله دو جنگ و حروب او بر زبان قلم سید هد خانجهان بهادر بقصد تادیب مرهٹه شتافته از خجسته بنیاد مسافت چهل و پنجاه کروه دور تر تاخته بود سه چهار سنبهالی نابکار با سی هزار سوار با رادهٔ غارت خجسته بنیاد بطریق یلغار نزدیک اورنگ آباد رسیده تا ماهی پوره دست اندازی نمودند و تزلزل تمام در خجسته بنیاد رویداد خانجهان بهادر بمجرد استماع این خبر خود را بیلغار رسانیده وقت مقابله زیاده از دو هزار سوار با او نبود در میدان هر سو قتال عظیم و محاربهٔ صعب روی داد تا رسیدن باقی فوج کارزار رستمانه نموده قیامتی برپا ساخت هر طرف میتاخت از کشته پشتهائی افراشت هرچند مرهٹه بسیار هلاک شد اما نظر بقلت فوج خانجهان بهادر نموده چنان حمله ها آورد که منجمله دو هزار سوار زیاده از پنجاه شصت سوار همراه آن شصت سوار عرصهٔ جلادت نماند از انجمله بود اعزخان با دو سه برادر و پسر خود و آن بهادر شیر دل داد مردی داده میجوشید و میخروشید و گرد بیکگان را دلدهی نموده و سخنان عبرت افزا فرموده بسوی خود دعوت مینمود و چندان پایداری ورزید که فوج بمقابل رسید و هر سه خورد گان هم برگشته بار خود را باور سانیدند و آن جنگ الی الآن بجنگ هر سول شهرت دارد و در آنروز آنقدر در میدان هر سول سه کروهی خجسته بنیاد سر مرهٹه ها از بدن جدا کرد که چندین هزار سر زینت افزای کله منار اطراف خجسته بنیاد گردید و چندین ارابه پر از نیزه و چنبری و آفتاب گیر مع مادیان بیشمار روانهٔ قلعهٔ خجسته بنیاد ساخت

مجمل جنگ دوم آنکه بفاصلهٔ سی کروه از خجسته بنیاد با سرداران مرهٹه جنگ و مقابله واشت خبر رسید که فوج بسیار گران بارادهٔ تاراج خجسته بنیاد نزدیک بلدهٔ مذکور رسیده قریب بست هزار سوار بسرداری یکی از ایشان خود مقابل دشمن گذاشته یکی از راجهای کمکی را با خود گرفته سی کروه راه را در هیچ شهر یلغار نموده پاسی از شب مانده بفاصلهٔ دو کروه از فوج مرهٹه رسید چون زیاده از هفت صد سوار با و نرسیده بود راجه را فرمود که اگر صبح دمد و مرهٹه قلت فوج ما را برابر العین بیند دلیر گشته جسارتها خواهد نمود مصلحت آنکه رخت نهاد و نقار خانه مرا نزد خود داشته همین جا باشید از راجه مذکور که همراه شمار سیده توقف نمایند و فوجی را که از عقب برسد توقف نموده آسایش دهند و من همینوقت در آنجا تاخته شبخون میزنم و تا دسترس باشد مخالفان را میکشم و بعد طلوع صبح اگر آنها سر شبخون نموده زور آرند من آنها را بطرف خود کشیده باین طرف می آرم باید که شما در آنوقت اعلام مرا کشاده و نقاره و کرنا بلند آواز ساخته هر طرف که هجوم آنقوم شوم باشد یورش نمایند بعد ازین تهمد خود را بر لشکر مخالف زد تا آنها خبردار گشته جمع آیند مردم فی شمار بقتل آورد و از جائیکه آواز بگیر و بکش بلند گردید چون صبح دمید و کمیت فوج بانشانهای راجه بر مرهٹه ظاهر گردید شانزده هزار سوار که در

نیارگشتہ خود را تا کنار محفوظ داشتہ بود بر خانجہان بہادر یورش آورد و آن بہادر دلیر موافق مشورہ عنان گردانیدہ
و فوج مذکور را بسوی خود کشیدہ بمیدان آورد و تا آنکہ تا آنوقت نزد راجہ مذکور زیادہ از ہزار سوار جمع نشدہ بود اما راجہ
حسب الامرش ہای خانجہان بہادر کشادہ و صدای نقارہ و کرنا بلند ساختہ بیکبارگی حملہ آورد و ہمینکہ علامت لشکر
خانجہان بہادر ظاہر گشت مرہٹہ ہا دست و پا گم کردہ بفرار آمدند کہ خانجہان بہادر رسید و نے اختیار رو بفرار نہادند و قریب
سہ چہار ہزار سوار دیگر از افواج عقب ماندہ خانجہان بہادر مقابل مرہٹہ ہای فراری و یمین و یسار آنہا رسیدہ صدای ہلیر و برن
بلند گردانیدند مسود اوراق دران روز ہا برای تشخیص زر جاگیرداران برگنہ رسیدہ محصور غنیم گردیدہ امید جان مدر دن
نداشت قابو یافتہ خود را بفوج ظفر موج پادشاہی انداخت تا ہر طرف نظر کار میکرد از کشتہ پشتہا نظر می آمد کار بجائی رسید
کہ مرہٹہ ہا خود را از ماویان انداختہ باظہار عجز و زبونی سنجانہای مزارعان و رعایا پناہ می بردند و آنہا بسنگ و چوب سر آنہا
نرم مینمودند و غنیمت بسیار کہ از اطراف غارت نمودہ آوردہ بودند بدست غازیان افتاد و بعد فتح تا دو سہ روز حسب الحکم
حاکر و بہا برافتادگان میدان را بریدہ چیل سنجاہ ارابہ از سر بریدہ آنجماعہ و نیزہ و افتاسیگر با اسباب دیگر برگزیدہ بخجستہ بنیاد
روانہ میساختند بہمین دستور در اکثر محاربات کہ سرشتہ تدبیر از دست نمیداد با اقبال عالمگیر فتح و ظفر نصیب او میگردید

ترجمۂ فقرات ہاشم علیخان حافی

بعد انقضای دس برس کے مورخ لوگ لکھنے حالات اس بادشاہ عدالت ستر دین پرور سے ممنوع ہوئے مگر بعض معتمدان
مخصوص مستعد خان نے بطریق خفیہ بعضے حالات مہم و کن کے مجملاً بلا ذکر کروہات کے فقط فتوحات کو لکھا جس
تاریخ مین کہ احوال باقی چالیس سال کا درج ہو دیکھنے اور سننے مین نہین آئے کاتب حروف نے بہت کچھ تجسس کیا جو کچھ
انکہون سے دیکھا لکھا ہو امید ہو کہ ان شاء اللہ تمام ہو جاے چونکہ بعد دس برس کے جلوس عالمگیری سے احوال عشر ثانی پر
اطلاع نہین ہوئی سوانح سالوار نہین بیان کر سکتا لیکن بعض وقایع حضور اور صوبجات کے جو راقم نے بچشم خود مشاہدہ
کیے گذارش کرتا ہو یا جو راویان معتبر سے سنا اور بغایت ۱۹ سنہ نہایت خلاصہ لکھا آغاز سال بستم سے جو بات معلوم ہوئی
بقید سال لکھونگا خانجہان خان بہادر بعد فتح حیدرآباد کے ان شاء اللہ بسلسلہ بیان کی جاتی ہر ایک مدت تک مخصوب او رنے جاگیر
رہا تا کہ فوت ہو گیا لیکن بیشتر ازین کہ بادشاہ ملک دکن مین تھا جو بندوبست کہ خانجہان بہادر سے تہیہ مرہٹہ مین ظاہر ہوا
بعد تشریف آوری بادشاہ کے دکن مین ۲۶ برس مین اور کئی کرور روپیہ صرف ہوئے اور بسبب نفاق امرا اور تقاضای
ایام کے فتح قلعات غنیم کی میسر نہ آئی اور چند صدمات امراے رکاب اور اطراف کو پہونچے کہ اندازہ تحریر سے بیرون ہین
اور خانجہان بہادر کو ہرگز کوئی صدمہ مرہٹہ اور دی کا نہین پہونچا ۔۔۔ اے مشہور لڑائیون کے جو امراے سلاطین سجاپور
اور حیدرآباد سے واقعہ ہوئین اور شجاعت و جانفشانی کہ خارج حد قیاس ہے ظاہر کین اور باوجود اتہام سازش غنیم
حملہاے رستمانہ سے کا رغنیم تنگ کیا اور مین سے دو لڑائیون کا بیان یون ہو کہ خانجہان بہادر بقصد تادیب مرہٹہ کے

عجستہ بنیاد سے پچیس کوس دور چلا آیا اور تین چار سردار سنبھالے تیس ہزار سوار سے بارادہ غارت عجستہ بنیاد بطریق یلغار اورنگ آباد کے قریب پہونچکر ایک مہینے تک دست اندازی کی اور بنہال تمام عجستہ بنیاد مین ظاہر ہوا خانجہان بہادر یہ سنتے اس خبر کے بہ یلغار تمام پہونچا بروقت مقابلہ اسکے ہمراہ دو ہزار سوار سے زیادہ نتھے میدان ہر طرف سخت معرکہ ہوا باقی فوج کے پہونچنے تک قیامت برپا کردی جدہر رخ کرتا تھا کشتون کا پشتہ ہوتا تھا ہر چند مرہٹہ بکثرت مارے گئے مگر خانجہان بہادر کی قلت فوج پر نظر کرکے ایسے حملے کیے کہ دو ہزار سوار ہمراہی مین سے بجز پانچ سات سوار کے کوئی اس بہادر کے ہمراہ باقی نرہا اونمین سے اعز خان مع دو تین بھائیون اور لڑکون کے اوس بہادری دیدہ ہی کرتا تھا اور مفروریون کی دلدہی کرکے اپنی طرف بلاتا تھا آوا سقدر استقلال کیا کہ فوج پس ماندہ بھی آپہونچی اوسی روز میدان ہر سہ ل مین جو تین کوس عجستہ بنیاد پر تھا ہزارون مرہٹون کے سر جدا ہوئے اور کتنے چھکڑے نیزہ اور بیتری اور قناب گیر وغیرہ مع مادیان شمار کے روانۂ قلعہ عجستہ بنیاد کیا اور جنگ دوم کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ عجستہ بنیاد سے تیس کوس پر سردارون مرہٹہ سے جنگ و مقابلہ کرتا تھا خبر پہونچی کہ ایک فوج عظیم بعزم تاراج عجستہ بنیاد کے نہایت قریب آتی ہے اوسوقت اپنے لڑکے کی سرداری مین قریب بیس ہزار فوج کے چھوڑکر ایک کورا جہاے کمکی مین سے اپنے ساتھ لیکر تیس کوس راہ کو پانچ پہر مین طے کرکے پہر رات باقی رہے مرہٹہ کی فوج سے دو کوس پر آپہونچا چونکہ زیادہ شمار مع سوار سے اسکے ہمراہ نہ پہونچے تھے راجہ کو فرمایا کہ اگر صبح ہوا اور مرہٹہ ہماری فوج کی قلت کو دیکھ لے دلیر ہوکر حملہ کریگا مصلحت یہ ہے کہ میر انشان اور نقار خانہ اسی جگہ اپنے پاس رکھکر مع چند راجپوتون کے جو تمھارے ہمراہ پہونچے ہین متوقف رہو اور جو فوج کہ عقب سے پہونچے اوسکو بھی بنظر آسایش ٹہرا رکھو اور ہم اوسوقت مخالفین پر ٹوٹکر کے شبخون کرتے ہین اور حتے الامکان اونکو مار گراتے ہین بعد طلوع صبح اگر وہ لوگ زور کرین مین اونکو اپنی طرف کھینچکر اسی طرف لاؤنگا لازم ہے کہ تم اوسوقت میرے نیزہ کو کھول کر اور نقارہ اور قرنا کو بلند آواز کرکے جدہر اونکا ہجوم ہو اودہر کو یورش کرو بعد اس تمہید کے اپنے لشکر کو مخالفین پر جا پہونچایا جب تک کہ مخالف خبردار ہوکر جہاد کرین مردم بسیار قتل ہوئے اور چار و طرف سے برن اور گیر کے آواز بن بلند ہوئین جب صبح ظاہر ہوئی اور کی فوج نشدار راجہ کی مرہٹہ پر ظاہر ہوئی سولہ ہزار سوار سے جرار بطیار ہوکر اپنے تئین کنارے مین رکھتا تھا آمادہ ہوکر خانجہان بہادر پر یورش لایا اور اوسوقت اوس بہادر دلیر کے بمجرد مشورت عنان منعطف کی اور فوج مذکور کو اپنی طرف کھینچکر میدان مین لایا باوجودیکہ اوسوقت راجہ کے پاس ہزار سوار سے زیادہ نتھے مگر بموجب ایما کے نشان خانجہان بہادر کو ملکر اور نقارہ پر چوب دیکر یکبارگی حملہ آور ہوا جیسے ہی کہ خانجہان بہادر کے لشکر کی علامت ظاہر ہوئی مرہٹہ ہاتھ پیر گم کرکے فریاد زن ہوئے کہ خانجہان بہادر آپہونچا اور لے اختیار بھاگ چلے اسوقت مین تین چار ہزار اور سوار بھی عقب سے بمقابلہ فراریان مرہٹہ یمین و یسار سے آپہونچے مار دھاڑ کی آواز بلند ہوئی راقم کتاب ان دنون مین واسطے تشخیص زر جاگیر والد کے اوس پرگنہ مین پہونچکر محصور غنیم ہوا امید جان بری کی نتھی مگر فتح باکر

اور احمد نگر وکن کے روز اوخال تک بمرو منصب داروں کی بحال تھی اور جاگیرات اور نقدی سے زندگانی بخوبی تمام بسر ہوتی تھی
اور ہنوز بادشاہ افغان وراجپوت سے احتیاط کرتا۔ اور قوم کشمیری خصوص فرقہ چک کو کمتر ملازم رکھتا تھا بعد ازاں
کہ تالیف قلوب دکھنیون کی خصوص ملازمان سنہا مرہٹہ کی اور نیز سلاطین بیجاپور اور حیدرآباد بعرض استیصال منظور تھی
لہذا جو شخص حاضر ہوتا مشمول نوازش ہوتا حوصلہ سے زیادہ خلعت فاخرہ اور گھوڑا مرحمت فرماتا اسقدر نوبت پہونچی
کہ نے لوگون کی عزت افزائی مین پرانون کی قدر ومنزلت کھو گئی ایسی تنگی ہوئی کہ بعض خانزادان روشناس راہ قدردانی
سے پردرش پاتے تھے لیکن جمع کثیر منصبداران کمر تبہ جوہری اور سرپیچ اور دیہ پنج غیرہم کیواسطے اپنے پاس نرکھتے تھے محض
نے جاگیر ہوگئے دام پاے باقی معدوم الوجود ہوگئے مگر بادشاہ نے ارباب طلب کے طومار پر دستخط کیے کہ ایک انار وصد بیمار
یعنی فوج اور غزل ونصب اور منصب خدمات کے وقت مین نظر برقلت پاے باقی کے جاگیر مردم کم مایہ کی تغیر کرکے تنخواہ
اونکی کرتا تھا اور ایک خلق اللہ کو زیر تیغ کرتا بہ عمدہ نوازی بیچارگان نے بضاعت کی خرابیان کرتے تھے فقط شہاب الدینخان
جو قلعۂ رامسیج کی تسخیر پر مامور تھا اوسکی سرداری اور رہنمائی سے یقین تھا کہ قلعہ مفتوح ہو لیکن قلعدار سنہا کی حفظ
وہوشیاری سے کام دشوار ہوا ہر چند اوس قلعہ مین دو تین توپ شکستہ کہنہ تھین مگر قلعہ دار نے کیا ہوشیاری کی کہ
لکڑی کی توپین جرم سے پیچیدہ کرکے طیار کین اور جب تک ضرورت نہین ہوتی تھی اور مردم شاہی اوسکے پلہ پر نہین آتے
تھے ہرگز توپ سر نکرتا تھا کیونکہ اون توپون سے بجز ایک فیر کے کام نہین ہوتا تھا اور اسطرح پر راست اور ہوشیاری کی
کہ شہاب الدینخان اور فوج بادشاہی نے قلعہ مذکور بتسخیر نکر پایا ایام محاصرہ کو درازی ہوئی بعد ازان قاسم خان قلعہ مذکور کی
تسخیر پر مامور ہوا اسکی بھی شجاعت نے کچھ وال نہ کھائی بعد ازان خانجہان بہادر کو کلتاش کو حکم ہوا انہون نے جو حق شجاعت
تھا ظاہر کیا مگر کچھ سود نہوا آخر کار یہ تدبیر منصوبہ کیا کہ عوام سیاہ اور بازاریون کو ایک طرف مقرر کرکے حکم دیا کہ شور اور
حد سے زیادہ برپا کرین تاکہ مردم قلعہ اوس طرف متوجہ ہون اور مقابل کی طرف سے جمان کمند اور زنہ کارگر تھا تین
چار سو معتمد جرار کو مقرر کیا کہ جب حارسان قلعہ شورش کی طرف حملہ کنان ہون بہادران مذکور نہایت اخفا سے چڑھ جاوین
اتفاقا یہ خبر بعینہ جاسوسون سے قلعہ داروں کو بابہوئی اونسے بھی سیطور سے تدارک کیا عوام قلعہ کو یورش کی طرف
مقرر کرکے مردان تنگ طلب کو کمند افگنون کے سر پر تعینات کیا اور وہ لوگ بیخانے سے آہنی لیکر جو کہ دکھن مین راسیج اور
ہندی زبان مین بگہ لوہ کہتے ہین مستعد مدافعۂ قلعہ کے فصیل پر استادہ ہوئے لیکن اسقدر خاموش کہ کسیکا اوسطرف
جمادہونے کی خبر نہوئی بسوقت غازیان لشکر شاہی نے بوسیلہ کمند معراج شجاعت پر چڑھائی کی حارسان قلعہ نے
گمینگاہ سے نکلکر یکبارگی اوڑھائین بعد ازان پہنچے آہنین سے سر اور چہرہ کو ایسا زخمی کیا کہ منہہ بگڑ گیا اپنے منہہ کی
کھا کر بالاے کوہ سے سرنگون نیچے گرے پیچھے جو چلے آتے تھے گرنے والون کے تصادم سے اونکے بھی ہاتھہ پیر ڈھیلے
ہوئے چند روز کے بعد ایک مکار جو علم تسخیر مین مشہور تھا خانجہان بہادر سے اپنے مزخرفات بیان کرکے سو تولہ طلا کا

سانپ بنایا اور لباس چرم بہوا رملوا پنہ بہناکر ماطلائی کو ہاتھہ مین لے لشکر چوبی مین بالاے دندمہ جا بیٹھے اور ایسا کیا کہ فوج حملہ کرے اور خود بیٹھے بیٹھلائے رنگ رنگ کے حرکات سے افسون پڑھنے لگا خانجہان بہادر نے وعدہ کیا تھا کہ اسطرح قلعہ مفتوح ہو جائیگا ناگہان کسی پتھر یا گولۂ سرد سے اوس بلندی سے زمین پر آگرا سب مکر و فریب فراموش ہاتھہ پر بھی ٹوٹے وہ وعدہ کچھہ بھی ظہور مین نہ آیا آخر الامر سرداران متعین ہانند خانجہان بہادر و قاسم خان وغیرہ عدم حصول مدعا سے حیرت کھاکر مایوس ہوئے جس روز کہ قلعہ کے محاصرہ سے ارادۂ بازگشت تھا فرمایا کہ کنکر وغیرہ آلات چوبی جو تسخیر قلعہ کو بنائے گئے تھے جلا دئے اور وقت مراجعت تغیر لباس کیا تاکہ مخالف سردار کو پہچان نہ سکین حارسان قلعہ فریاد کرتے تھے کہ تا سرد ہونے آتش کشکہ کے توقف کرو تاکہ اوسکی رکابہ بھی چہرہ پر ملوا لو اور سبنہالے اس نوید سے خوشوقت ہوکر قلعہ دار کیواسطے خلعت فاخرہ اور کھڑوۂ طلائی وزنی نیم آثار کے دونوہاتھہ کے واسطے بطیار کر از بھیجے اور یہان سے بدلکر دوسرے قلعہ مستحکم کی حفاظت کے تعینات کیا۔ اوز صوبہ بیجاپور کو لکھا ہے کہ زیادہ تین چار مہینے کی راہ سے طول اور عرض کمتر دو سو کوس سے واقع ہین حاصل صوبہ مذکور سلطان محمد عادل شاہ کے عہد مین جسکے ہاتھہ سے عالمگیر نے انتزاع کیے دو کرور ہون یعنی سات کرور روپے تھا سکندر عادل شاہ کی سستی سے جو اکثر ملک اوسکے قبضہ سے باہر ہو گئے تھے صرف بیس لاکھہ ہون کے حاصلات کا ۱۰۹۶ ٹکٹ دیکھا تھا کہ عالمگیر بادشاہ نے ایک ہزار چھانوے ہجری مین مطابق انیسوین سال جلوس کے احمد آباد سے تسخیر بیجاپور کی نہضت کی اور دکن کی مہم اپنے فرزند محمد اعظم شاہ کے نامزد کرکے روح اللہ خان مع دیگر امراے جانفشان اور بیس ہزار سوار کے اور سید عبد اللہ خان بارہہ کو جو قدیم الخدمت محمد اعظم بہادر شاہ کا ولیعہدی سے تھا مع دو ہزار سوار وغیرہ کے اعظم شاہ کی ہراولی پر مقرر فرماکر پیشتر سے روانہ کیا اور خانجہان بہادر کو مع فوج و سامان کے حدود حیدرآباد کے قلعجات کے فتح کو روانہ کیا اور حیدرآباد کا دارالجہاد نام رکہا۔ سید عبد اللہ خان سے بعد اطراف ایشاے راہ کے ہنگام محاصرہ نانک تالاب تعلقہ بیجاپور کے تا پہونچنے شاہزادہ اعظم شاہ کے تردد ات عمدہ ظہور مین آئے چونکہ فیما بین اعظم اور بہادر شاہ کے نفاق تھا اعظم شاہ نہین چاہتا تھا کہ بہادر شاہ کے رفقا کا تردد واضح ہو اور سید عبد اللہ خان کو یا نیازان کے اسرار سے جانتا تھا لہذا اول بوساطت مصطفے خان کاشی کے جو اوسکا معتمد علیہ تھا اپنے رفاقت کی ترغیب دی اور فرمایا کہ بہادر شاہ کے مہمات کا نام درمیان سے اوٹھانا چاہا چونکہ روح اللہ خان کی دلبری سے سید عبد اللہ خان نے اس سے بہتر رفاقت کی تھی اعظم شاہ نے روح اللہ خان کو بھی امر مذکور کی تکلیف دی سید عبد اللہ خان نے ہرگز اقبال نکیا اعظم شاہ نے افواج بیجاپوری کے ساتھہ یہ حکم کر دیا کہ ہنگام زد و خورد مین مورچون پر دھاوا کرین اور لڑنے کے وقت مین اوسکی کمک اور اعانت سے تغافل کرین لیکن کچھہ سوا نہایش نہ اور کسی کے ساتھہ نہ دیا مگر سید عبد اللہ خان کی پیشقدمی ظاہر ہوئی قلعہ سے اوسکی طرف آتشبازی کی گئی تھی اس حملہ مین ڈہائی سو نفر مع دو زنجیر فیل کے کشتہ اور خستہ ہوئے اور سید عبد اللہ خان نے دشمنہا عت کی کہ قلعجات کے ہوش اوڑے نزدیک تھا کہ محصورین امان خواہ ہون اور قلعہ کے برج و بارہ مین رخنہ نمودار ہوا اعظم شاہ نے ظاہرا

روح اللہ خان کو اس طرف روانہ کیا اور روح اللہ خان نے پہونچکر بہادر شاہ سے بیانجا طور پر ملاقات کی
وقت پاکر بہادر شاہ سے کہلا بھیجا کہ عبد اللہ خان کو بزرگ اور خان خانان کا خطاب عنایت فرما کر اپنے پاس
کنارے کیجئے اور بجائے خود جاکر فرد آیا چونکہ دل شجاعت سید کی گرویدہ ہو چکی تھی بسر و چشم تحسین و آفرین فرماکر
شاہ عالم بہادر شاہ کو مبارکباد دی دوسرے روز جب سید کی معاودت سنی نہایت آزردہ خاطر سید مذکور اور نیز
بہادر شاہ سے ہوا۔ اور اعتراض نے محل فرمایا بعد ازاں جب کہ اصل حال سے مطلع ہوا بمقتضائے مصلحت روح اللہ خان
کے سید عبد اللہ خان کو حضور میں طلب کیا اور ان کو بدرجہ کمال مغضوب نہایت ہوئے کہ اگر روح اللہ خان اوسکے ناروا جرم کا شفیع
[illegible] آپ ہی [illegible] خلاصہ تحریر ہاشمی یہ ہے جو لکھا گیا کیا خوب قدر دانی اور سلیقۂ سلطانی تو کیا
کہنا ہے۔ اعظم شاہ قلعہ مذکور کے محاصرہ میں ملازمان سکندر بیجاپوری سے ایسا محصور ہوا کہ اگر شہاب الدین و لدعامد خان اور
مجاہد خان اوسکا بھائی مع دیگر امرائے متعینہ کے رسد وغیرہ فوج سنبھالتے اور سکندر بیجاپوری سے محفوظ کرکے لشکر کو نہ پہونچاتے
اعظم شاہ اور زیر سپاہ کا از تک باقی نہ رہتا۔ ہاشم علیخان حافی لکھتا ہے کہ لشکر اعظم شاہ کا یہ حال ہوا تھا کہ حیوانات
اور جانور فاقہ پر فاقہ کرتے تھے اور آدم زاد پوست درخت اور تخم ملی کو جانوران مردہ کے استخوان سایدہ میں ملا کر کھاتے
تھے اور یہ بھی میسر ہوتا تھا [illegible] جانی بیگم دارا شکوہ کی بیٹی اعظم شاہ
پور رجولہ لشکر سے دور رہتی تھی جسوقت غلبہ کرکے میان محاصرہ دیکھتی فیل سوار ہوتی اور تفنگ و عماری سے تیر اندازی کرتی
اور امرا اور ملازمین کو لڑنے اور جان دینے کی تحریص و ترغیب کرتی تھی اور اوسوقت کمک لشکر اعظم شاہ سے بھی پہونچ
جاتی تھی جس وقت شہاب الدین خان رسد واسطے اعظم شاہ اور اوسکے لشکر کو لیجاتا تھا راستہ میں افواج بیجاپوری
نے مزاحم ہوکر ایسا تنگ کیا تھا کہ قریب تھا فوج شاہی میں آفت عظیم برپا ہو اوسوقت شہاب الدین خان نے مع اپنے
بھائی اور فوج کے فاتحہ خیبر پڑھ کر تھان سے اوٹھایا اور اوس سپاہ سے لڑ بھڑکر بخیارہ اور غلہ کو صحیح سلامت
لشکر کو پہونچا تا شاہزادہ نے خلعت فاخرہ آفرین گویان شہاب الدین خان کو بغل میں اوٹھالیا اور ملبوس خاص جو پہنے ہوئے
تھا خلعت دیکر مورد تفضلات فرمایا جب یہ خبر عالمگیر کو ملی اوسکی زبان پر نے اختیار صادر ہوا کہ جسطرح شہاب الدین
کے ذریعہ سے آبرو سے چغانہ برقرار رہی حافظ حقیقی اوسکے عیال و اطفال کی عزت بچائی اور اوسکے اصلی منصب ہزاری
منصب ہزار سوار اضافہ فرماکر غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ خطاب عطا کیا اور فرمان بعطوفت مضمون اوسکے نام
[illegible] بہادر شاہ [illegible] ۲۹ سال جلوس
[illegible] عازم ہوا جب لشکر بیجاپور میں پہونچا شاہ عالم بہادر شاہ اور روح اللہ خان اور غازی الدین خان بہادر
فیروز جنگ [illegible] محمد اعظم شاہ کے مدد اور تسخیر بیجاپور روانہ کیا بہ ایلچی اظہار صلح جو کے ارادہ سے
[illegible] جانفشانی نوآمادہ ہوا۔ بہادر شاہ دست راست سے مقابل دروازے تاج پور کے مورچال رکھکر

چاہتا تھا کہ دلجوئی یا جرأت نمائی یا جسطرح سے ممکن ہو قلعہ فتح کرلے۔ محمد اعظم شاہزادہ نے اس راز سے باخبر ہو کر حضور میں خبر دی کہ بہادر شاہ اور سکندر بادشاہ بیجاپور کے باہم سازش ہو گئی اور اسی گفتگو کی صداقت دیگر بدخواہوں نے بھی بخوبی ادا کی روح اللہ خان اور سردار خان کو تو ان نے بھی گواہی دی شاہ قلی نام جو ملازمان بہادر شاہی میں تھا اور قلعہ میں آتا جاتا تھا بموجب حکم عالمگیر قلعہ کے باہر جاسوسوں میں قید ہو کر حضوری میں آیا بادشاہ نے اول ملاقات سے استفسار کیا وہ انکار کرتا گیا جب شکنجہ کا حکم صادر ہوا اور کسیقدر لکڑی سے ہاتھ سہلائے ہوئے پردہ دری کر آیا اصل ماجرا کہہ سنایا اور چند دیگر آدمیوں کو بھی اپنی بدنامی میں شریک بنایا منجملہ انکے مومن خان نجم ثانی اور صادق اور محمد اور بندرابن دیوان بہادر شاہ اور سید عبداللہ بارہہ کا نام لیا عالمگیر نے بہادر شاہ کو ملا کر اس ماجرا کی کاروائی کی اگرچہ بہادر شاہ نے انکار کیا مگر کچھ سود مند نہوا اور سید عبداللہ خان کو باوجود اکلی حاشیہ نشینوں کے قید کیا اور دوسروں کے نسبت حکم اخراج صادر کیا گیا اگرچہ ظاہرا مراتب بہادر شاہی میں سابق و لیعہدی وغیرہ کے فرق نہوا مگر نے التفاتی روز بروز بڑھنے لگی روح اللہ خان نے جب مکرر سید عبداللہ خان کی شفاعت کی بطریق نظر بندی کے حوالہ کیا گیا تیسویں سال کے شروع میں مطابق ۱۰۹۷ ہجری کو بیجاپور پر نہایت تنگی ہوئی نایابی غلہ اور کاہ سے گھوڑے اور آدمی ضعیف ہونا شروع ہوا۔ شرزہ خان جو کہ عمدہ سرداران سکندر شاہ سے تھا سحاب بادش سکندر شاہ اپنی زبان سے امان خواہ ہوا اول ذیقعدہ کو قلعہ کی کنجی عالمگیر کے حضور میں لایا اور سکندر مقید ہوا۔ تاریخ تسخیر بیجاپور رسد سکندر گرفت ہر عالمگیر سے کہا گیا شیخ ہدایت کیش واقعہ نگار کل کو داخل قلعہ کے وقایع میں لکھنے کو یہ فقرہ عنایت ہوا بدستیاری فرزندان حمید رہبر رنگ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مفتوح گردید۔ اور یہی مضمون فرمان امیر الامرا ذوالفقار کمال کے نام بھی صادر ہوا

وقایع حیدرآباد کا بیان اور سلطان ابوالحسن پر لشکر کشی کرنا

بیجاپور کی بعد فتح کے عالمگیر بنفس نفیس حیدرآباد کو عازم ہوا اگرچہ اول سے فوج حیدرآباد کی تسخیر اور خرابی پر مقرر تھی مگر بمقتضائے وقت و رضائے طبیعت خود تغیر مصب الافواج و سرداران سپاہ کا کرتا تھا اور حیدرآباد کا نام دارالجہاد حکم مع مسلمانوں کے پادشاہ دیندار اور ادھر کو سدھارا اے حوال قبل نہضت بطور اجمال یہ ہے جسوقت کہ اعظم شاہ کو تسخیر بیجاپور میں مامور کیا خانجہان بہادر کو مع ایرج خان اور صفدر خان ولد فدائی خان برادرزادۂ خانجہان بہادر اور محکم سنگھ وغیرہ کے قلاع دکھن کی فتح کو روانہ کیا سلطان ابوالحسن نے خانجہان بہادر کے تعین ہونے کی خبر کے سننے سے محمد ابراہیم خان اپنے سپہ سالار کو مع دیگر سرداران کے اوسکے مقابلہ پر بھیجا جب خانجہان بہادر ملکھیڑ کے نزدیک پہونچا جان نثار خان اور پرتو خان کے ساتھ جو سابق میں افواج حیدرآباد سے ستیزہ رکھتے تھے متفق ہوا۔ محمد ابراہیم خان سپہ سالار حیدرآبادی مع چند سردار اور تیس ہزار سوار کے استیصال کو نکلکر گرم جنگ ہوا ہر روز مقابلہ اور مقاتلہ ہونے لگا چونکہ محمد ابراہیم خان کی مدد برابر چلی آتی تھی لہذا فوج بڑھتی چلی گئی تا آنکہ پچاس ہزار سوار کا جماؤ ہو گیا اور اطراف خانجہان کے گھیر لیا ایسی

نوبرش کی کہ خانجہان کی فوج قریب مغلپورہ پہونچی اور خانجہان بہادر نے براہ احتیاط لشکر کے گرد خندق کھود کر مورچہ درست
ایک مہینے تک لڑائی کی گرم و سرد ہوتی رہی ایک مہینے کے بعد محمد ابراہیم خان نے دو در ظفرہ دیگر تیسرے اور جب خانجہان
کی فوج غافل اور سرداران فوج جو سر کیلنے پر مصروف تھے اندیشہ لیکر پدیدار ہوئے جاسوسون نے خانجہان بہادر کو خبر
پہونچائی کہ فوج دکھن نے مورچال کا محاصرہ کرلیا خانجہان بہادر نے ہمت خان اور سید دلاور خان ولد خانجہان اور راجہ
کرہ بھی اوسکے عنوان مین تھا مع جگت سنگھ ہاڑہ کے دست راست سے تعین فرمایا دیگر افاغنہ اور سرداران راجپوتیہ کو
جانب چپ تعینات کیا اور خود نیز آمادہ سواری ہوا جب تک یہ سوار ہو فوج دکھن مورچہ توڑ کر خندق سے نکل
فوج عالمگیر پر آگری جو مقابلہ پر آیا مجروح ہوا یا دشت ہی تو پخانہ کے زنجیر کو توڑ کر قیامت برپا کی شیخ منہاج مقابل سید
دلاور خان بہادر اور جگت سنگھ ہاڑہ اور سترزہ خان لودہی اور رستم خان برابر ہمت خان ولد دوم خانجہان بہادر
اور محمد ابراہیم خان سپہ سالار مع بڑے خان ہاڑہ بھیرو فوج دریوج و سید دلاور خانجہان بہادر اور ریرج خان کے ہمونچکر دولہ عجیب
پیدا کیا راجپوتون کے مقابلہ مین دو سے گرزہ نے ہمونچکر فوج راجپوتون کو بیدست و پا کیا شیخ نظام نے بھیر حملہ کر
گیدوار کا غلغلہ آسمان پر پہونچایا افواج عالمگیری نے یا بیرحمی کی ہمت خان ولد خانجہان بہادر و صفدر خان برادر زادہ
خانجہان بہادر ولد فدائی خان جسونت بوندیلہ سخت زخمی ہوئے ہمت خان وغیرہ سردارون کی عماری کثرت تیر سے
گنبد ترنج ہوا تھا لیکن ہمت خان باوجود زخم شدید کے ہمت نہ ہارا اور باب سے طلب مدد کرتا تھا خانجہان بہادر
جو خود حلقہ اسد امین نکتہ کے مانند اسیر تھا مدد سے تسلی دیتا تھا اسی ضمن مین بڑے ہاتھ خان بہادر مع فوج
جرار خانجہان بہادر مدد پر کمر باندھی اور ایک تیر خانجہان پر چلایا خانجہان بہادر نے بھی تیر کمان ہمدلانہ سا تھا نہ ہوا کہ
سر دست اوسکا ایک نشانہ بنا لیکن عرصہ کارزار فوج عالمگیری پر اسقدر تنگ ہوا کہ کسکو امید زیست باقی نہ رہی
اسی ضمن مین ہاتھی کی لگی راجہ کا ہاتھی جو نہایت مست اور زنجیرون مین جکڑا ہوا تھا عربدہ جو ہوا فیلبان نے بھی اسی
صلاح دیکھی مطلق العنان کر دیا اور تین چار سن کی آہنی زنجیر اوسکے خرطوم مین دی وہ بلائے سیاہ بسبب اتفاق مقابل
بڑے خان کے ہمونچا خان مذکور نے فرط شجاعت سے خودداری نکر کے فیل مذکور پر حملہ کیا ہاتھی نے جو زنجیر اوسکے خرطوم مین
تھی اوسکے سوار دون پیر اسیا مارا کہ گھوڑے چراغ پا ہو گئے سوارون نے زمین دیکھی اور بڑے خان کا کام تمام ہوا اور
چند کس دیگر دلاوران دکھن کو بھی سمار و نابود کیا رفقائے خانجہان بہادر نے فرصت پاکر باقیماندون سے بڑے طور پر پیش آئے
بھگا دیا اور دوسرے لوگ بھی ہاتھی کی پامالی سے مضطربانہ برکنار ہوئے اور افواج عالمگیری نے فاتحانہ کر متواتر حملہ کیے
بحسب تقدیر دکھنیون کی شکست ہوئی خانجہان نے فتح پائی اس فتح اور غلبہ کی کیفیت حضور مین لکھی مدد طلب کی عالمگیر نے
محمد معظم شاہ کو مع فوج شایستہ اور اعتقاد خان ولد جملۃ الملک اسد خان اور مرحمت خان ولد نامدار خان وغیرہ
سرداران مردی آزما کو مدد پر روانہ کیا جب دونو فوج یکجا ہوئین خانجہان بہادر کی صلاح سے دوسرے روز قبل طلوع آفتاب

جب دو تین کوس مورچہ سے باہر ہو پہنچے افواج دکھن نہایت دہدبہ سے نمایاں ہوئی اور بعد فریب کے شاہزادہ معزالدین اور خانجہان بہادر ہراول پر ایسا حملہ کیا کہ مین ہاتھی اور چار پانسو سوار و پیادہ کام آئے کہ تو پخانہ تا آثار بادشاہی سے گذر کر پرا آشوب ہو گیا سید عبداللہ خان بارہہ اور خواجہ ابوالمکارم باتفاق راجہ مانسنگھ کے ہ اول پر ہو پہنچا مبارزت بہادرانہ دکھلائی تین گھڑی تک ماریۂ فساد ملتہب رہی طرفین سے سوار و پیادہ زخمی ہوئے آخر مدافعت فوج عالمگیری سے افواج دکھن کو پا پیادہ کی حال زبوں ہوئی بیگاہ کو عطف عنان ہوئی سید عبداللہ خان وغیرہ شجاعان بہادر شاہی نے دا ئیہ تعاقب کر کے عزم کیا کہ جو کچھ ہونا ہو آج ہو جائے خانجہان نے یہ رائے ناپسند کی اپنے لشکر کو معاودت ہوا اور پہر رات گذرنے پر اپنے لشکر مین پہونچکر آرام گزین ہوا اور احوال اس فتح کا حضور مین لکھ بھیجا شاہزادہ اور خانجہان بہادر متوقع آفرین و احسنت کے تھے اور فی الواقع اونکی امید درست تھی جب یہ معلوم ہوا کہ تعاقب سے انکار کیا خطاب کے عوض فرمان عتاب صادر ہوا اس غضبناکی سے دونوکے دل رنجیدہ ہوئے اگرچہ اون دنون مین افواج ابو المحسن بقصد مقابلہ بسوار ہوئی تھی مگر گاہ گاہ کبھی کبھی رات کو دور کے چند بان بندوق مار کے بجائے خود چلے جاتے تھے خانجہان بہادر اور شاہزادہ دونو اپنے رنج و ملال مین متوجہ جنگ ہوتے تھے اور چار مہینے تک بعزم رزم سوار ہی نکلی پڑے پر اس امر سے اور کبھی مغضوب شاہی ہوئے فرمان شاہی شعر سرشک و سخط خاص سے لکھکر صادر فرمایا اور یہ خط خانجہان بہادر کو لکھا مصرع اے باد صبا اینہمہ آوردۂ تست شاہزادہ نے بعد مطالعہ صبح کو دوسرے روز محفل ترتیب دی اور خانجہان وغیرہ کو فراہم کر کے استشارہ مین تدبیر کی چونکہ خانجہان وغیرہ مع راجپوتون کے کبیدہ خاطر تھے جنگ کی بظاہر کہ رضامند نہ تھے اور سید عبداللہ خان مع دو تین راجاؤن کے ترغیب جنگ دیتا تھا اس اختلاف رائے مین وہ دن تمام ہوا دوسرے روز سید عبداللہ خان نے خلوت مین عرض کیا کہ خانجہان خان بہادر سرداران معظم کارآزمودہ و خیرخواہ بادشاہ سے ہی الاصلاح یہی ہے کہ اس سے زیادہ برخلاف مرضی بادشاہ کے نہ کیجئے گو شمال مخالفین کو سوار ہو جیے اگر خانجہان بہادر ہراولی کرے فبہا ورنہ بندہ ہراولی مین جانفشانی کریگا اور جو کوئی شاہزادہ ہراولی پر تشریف لیجائ

چند دل اور دکھیر امرا دو جانفشار اور برانغار پر مقرر کر کے اور خواجہ ہوا لکارم وغیرہ کو قول مین اپنے ہمراہ لیکر میدان کارزار مین جا کھڑا ہوا سرداران ابوالحسن نے یہ کیفیت دیکھکر دست راست کو بھیجے اور کلان توپون کو دال بڑا لکر بعفر کو مٹی کے نیچے پوشیدہ کیا اور فوج کے تین حصہ کر کے ایک کو ہراول کے مقابل اور دوسرے کو التمش کے روبرو اور تیسرے کو سید عبداللہ خان کی لڑائی پر معین فرمایا دریاے جوشان کی طرح بہادر شاہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے ہنگامۂ دار و گیر بلند ہوا سرداران دکھن نے وہ جرار کی کہ افواج شاہی کے دل تنگ ہو گئے شاہزادہ معز الدین بہمت خان ولد خانجہان بہادر اور اعتقاد خان ولد جملۃ الملک اسد خان نے اچھے تردد ات ظاہر کیے اور سید عبداللہ خان نے بعد جرا تہاے نمایان کے فوج مقابل کو ہٹا کر سرداران یمین و یسار کی مدد کی دوپہر تک جنگ و جدال رہی زوال کے بعد دکنی فوج ہو بہادر شاہ نے بگاہ تک تعاقب کیا اور غلغلۂ عظیم لشکر دکن مین برپا ہوا شیخ منہاج نے دو سوار زیادہ دراز شاہزادہ کے پاس بھیجے پیغام دیا کہ سلاطین گذشتہ کو آپ کے طرفین کا حفظ و پاس رہا ہے لڑنے کو تو مردون سے لڑتے ہین گنبد حفظ ناموس کا پاس رکھتے ہین لہذا بقدر توقف کرنا ضرور ہے کہ یہان تک ناموس کو ازکرین معز الدین نے بعد اجازت والا کے لشکر کو غارتگری سے باز رکھا دکھنیون نے اپنا ناموس جاے محفوظ مین پہونچایا بعد و تجمعی بطور اول گرم بازاری جنگ کی حق یہ ہے کہ دونو طرف سے مردانگی کا ملل ظاہر ہوئی ایک گروہ کثیر مع دو فیل فوج شاہزادہ معظم سے نیست و نابود ہوئے اور فوج ابوالحسن شیخ منہاج اور رستم راؤ سمیت زخمی ہوئے اور چار پانچ سرداران دیگر نے زخم کاری کھائے ادہر مندر ابن دیوان بہادر شاہ نے مجروح ہو کر گلہا تازہ کھائے اور اوسکا ہاتھی لے کر کے روانہ ہوئے سید عبداللہ خان باوجودیکہ اوسی وقت اوسکے منہہ پر دست ہان لگا تھا کسی راجہ کو ہمراہ لیکر فوج دکن کو رکے تعاقب میں روانہ کیا اور مندر ابن کو اوسکے تحصن سے رہا کیا اور غیرت خان میر بخشی کی عورت جو مع ایک حاذمہ کے فیل سوار تھی گشتہ ہوئی باقی نے نام و نشان آدمی اکثر مارے گئے افواج دکن شام تک گرم گیر رہیں جب شاہ کو آہ سپاہی ہوئے آباد کی جھاؤنی شام کو فوج دکن بہادر شاہ کو پیغام دیا کہ اس لڑائی مین خلق عظیم تلف ہوئی پس بہتر ہے کہ سرداران ہر دو لشکر باہمدگر زور آزما ہون جسے بخت یاری کرے فتح پائے شاہزادہ نے قبول نکیا صبح کو جب فوج دکن کے چلے جانے کی خبر ملی شاہزادہ نے شادیانۂ فتح بجوایا اور تعاقب مین حیدرآباد کی راہ لی جب حیدرآباد کے نزدیک پہونچا مادنا برہمن جو وزیر دکن تھا خلیل اللہ خان معروف محمد ابراہیم سپہ سالار کی طرف سے اپنے بادشاہ کو بدگمان کیا کہ محمد ابراہیم شاہزادہ بہادر شاہ سے سازش رکھتا ہے بادشاہ اسکی ترغیب سے درپے قتل ابراہیم ہوا خلیل اللہ خان اس کیفیت کو سنکر بہادر شاہ کے حضور مین سے مورد عنایات ہوا جب یہ خبر ابوالحسن کو ملی نا اختیار ہو کر بدون مصلحت اور صلاح امرا کے اور ہمراہ لیے عیال و اطفال کے بیگانہ مع بعض خدمہ محل اور رضا دلتو جواہر کے پہر رات گذرے قلعہ گلکندہ کی راہ لی جو شہر حیدرآباد کے نزدیک تھا وہان پہونچکر بیٹھا مرہٹے شہر کو لیا یا کیا سپاہی نہایت عاجز ہوئے بہادر شاہ مع فوج پہونچکر ہنگامہ آرا ہے محشر ہوا ہزارہا شرفاے عورات کے بدن مین اور چادر کے سر اسیمہ قلعہ کو فرار ہوئے دیگر کارخانجات ابوالحسن اور مال تجارت سوداگران کا اوسی طور پر ہاتھ لگا یکبو

پر گاہ اوٹھانے کی مجال نرہی۔ صاحب تاریخ لکھتا ہے کہ پانچ چھہ کرور کی مالیت غارت ہوگئی قبل اسکے کہ لشکر شاہزادہ مین خبر پہونچے شہر کے لوگون نے دست درازی کی اربابموس نے تمام شبال و عیال سمیت جسقدر ممکن ہو سکا ہمراہ لیکر قلعہ مین جا پہونچے صبح ہوئی تھی کہ شہر پر دھاوا ہوا لوٹ گھسوٹ کے سوا شرفا کی عزت اور ہنود و اسلام کے ننگ و ناموس مین اسقدر فرق ہوا جسکا بیان نہین ہو سکتا ہے چونکہ ہر محلہ و بازار مین لکھو کہا نقد اور مال سرکار بادشاہی و امرا اور تجار کا پڑا تھا اور فراشخانہ اور چینی خانہ اور اصطبل فیلخانۂ شاہی بجائے خود موجود تھا بروقت غارت قیامت کے آثار ظاہر تھے۔ بعد ازان جبکہ برستاد نے ابوالحسن عجز و نیاز کرکے بہادر شاہ کے حضور مین پہونچے اور بہادر شاہ نے غارت گری کو ممانعت فرمائی کسیقدر فتنہ و فساد رفع ہوا لیکن خلق خدا پر جو کچھ گذرا گذرا عالمگیر بادشاہ اور ماداوذیر ابوالحسن کی گردن و بال باقی رہا اور دفتر اعمال مین ثبت رہا بہادر شاہ نے ابوالحسن پر ترس کھایا ایک کروڑ روپیہ سوائے سالیانہ کے پیشکش مقرر کیا اور نیز اقرار ہوا کہ ماداوذیر اور اوسکا بھائی اکمنا جو سرمایۂ فساد ہین برطرف ہون اور قلعہ سرمد وغیرہ محالات جو قبضۂ عالمگیری مین آئے تھے ممالک محروسۂ عالمگیری کو واپس ہوئے چونکہ ابوالحسن بنابر اقتدار ماداوذیر ہمیشہ کے جو اس وقت سفر مین رکھتا تھا اوسکے قید کرنے مین تامل رکھتا تھا بعض سرداران عمدہ نے نظر برین کہ یہ دونو سرچشمہ فساد ہین راہ جانی صاحبزادہ ابوالحسن کے پاس رجوع کیا اوسکے اتفاق سے بدون اطلاع ابوالحسن کے اون برہمنون کے ذکرون کو اطلاع دی کہ تمہارے جانے کی اجازت ہوی ہے اور اون دونون بھائیون کا سر کاٹ کر شاہزادہ کے پاس معتمدون کے ہاتھ روانہ کیا چونکہ عمدہ حکم عالمگیر کا تعمیل ہوا بہادر شاہ نے قطعہ عرضی متضمن صلح کے مع دونو سر کے حضور عالمگیر مین بھیجی اوس شدید الغرض نے گو ظاہر مین قبول کیا مگر باطن مین صاف نہوا سعادت خان کو جو خانجہان بہادر کی دیوانی پر تھا واسطے وصول زر پیشکش کے مقرر کرکے تاکید کی اور حکم لکھا کہ جلد وصول کرے اور خفیہ بہادر شاہ اور خانجہان کو مطعون و مغضوب فرمایا اسقدر خفا ہوا کہ خانجہان بہادر کو حضور مین طلب فرمایا باوجود اوس اگلی جانفشانیون کے اس ترحم کے عوض مین ہزارون ملامت کین۔ چونکہ اعتقاد خان ولد جملۃ الملک اسد خان وغیرہ دو تین امرزادگان نوجوان جانفشانیان اور مبالغہ کرتے تھے اور عالمگیر اونکی تربیت کرتا تھا کر فرمان عنایتی مین عالمگیر نے خانجہان بہادر کو لکھا کہ خانزادان نوعمر شیرخوارہ بہ نسبت ہم سالخوردون کے زیادہ تر شرط جانفشانی ادا کرتے ہین خانجہان ایسی قدردانیون سے نہایت آزردہ رہتا تھا چاہتا تھا کہ امیرزادگان مزکور کسی لڑائی مین اہانت پاوین اور دشمنون کے مقابلہ مین توقف کرتا تھا۔ اسی درمیان مین امرا نے نمکحرام ابوالحسن سے چھپ کر عالمگیر کے پاس آئے فتح حیدرآباد کی طمع دلائی عالمگیر نے اونکے ہمراہ کسیقدر فوج بہادر شاہ کی اعانت کو روانہ کی۔ ادہر جب تک صلح و جنگ کی تنقیح ہو فوج ابوالحسن عبدالرزاق خان کی سرداری مین تعینات ہوئی کہ فوج تازہ وارد پر اوٹھ دوڑی ادہر تو غفلت تھی اور بعد مسافت کے سبب سے بہادر شاہی فوج بھی مدد کو نہ پہونچ سکی دو تین سردار فوج عالمگیری کے زخمی اور قید ہوئے اور بہادر شاہ نے تا انفصال جنگ و صلح کے گرانی کا اشتہار دیگر کنار حیدرآباد سے کوچ کرکے بکھر مین آقیام کیا وہ ساری کارسازیان اور جانفشانیان جو فوج بیجاپور کے ساتھ مع تسخیر ملکہائے تازہ کے اس لڑائیون مین ظاہر ہوئین اور جانفشانیہائے سابق جو خانجہان اور سید عبداللہ خان سے قبل فتح بیجاپور کے ظاہر ہوئین ہر دو امیر مذکور اور بہادر شاہ بیچارہ باوجود جرأت اور جانفشانی کے محض

اندک ترحم سے جو ابوالحسن اور حیدرآباد یون کے حال پر ہوا اور نیز اونکے شفاعت کی مورد عتاب ہوئے اعاذنا اللہ وجمیع المومنین من الحرص الشدید جب بیجاپور کے محاصرہ کو عرصہ ہوا اور بہادر شاہ اور خانجہان سے ترحم برخلاف مرضی ظاہر ہوا اور سوقت خانجہان بہادر کے عوض مین عابد خان ولد غازی الدین فیروز جنگ کو تحصیل زرپیشکش کے واسطے بہادر شاہ کے پاس روانہ کیا اول خانجہان کو طلب حضور کیا بعد ازان بہادر شاہ کو اپنی رفاقت مین بلایا جب خانجہان حضور مین ایا معظم خان پدر زن شاہزادہ کامبخش کے آدمیون اور خانجہان بہادر کے آدمیون سے جلو خانۂ بادشاہی مین برو قت گذرنے پالکی سواری کے خانہ جنگی عظیم برپا ہوئی بادشاہ نے خانجہان بہادر کو واسطے فہمانیدا وسکے مردم کے اور چیلہاے حضور کو مردم معظم خان کے نہالیش کو بھیجا خانجہان تو بادشاہ کی ناقدردانی سے نہایت آزردہ دربار سے نکلتے ہی چونکہ معظم خان کو اپنی بہادری اور جانفشانی کے روبرو ہیچ سمجھتا تھا حکم کرکے معظم خان کی بازار لوٹ لو بادشاہ اس حرکت سے منغض ہوا خانجہان کو قلعہ سنتی متعلقہ جاٹ کی ضبط کو دکن سے اکبرآباد کیطرف بھیجا جب بعد مہم حضور مین واپس آیا دوبارہ چیلہ کرکے منصب سے معزول اور تغیر جاگیر فرمائی بچارہ اسی قدردانی کی شکرگذاری مین گذر اوقات کرنے لگا اس عبارت سے حضرت کی قدردانی اور سلیقۂ جہانبانی اور دیندارئی اور پاس عہد صاف ظاہر ہے

نہضت کرنا عالمگیر کا تسخیر حیدرآباد پر

فتح بیجاپور کے بعد پیش خانۂ عالمگیری زیارت مزار سید محمد گیسو دراز کی شہرت سے نکالا گیا آخر محرم مین سعادت خان سرداول تحصیل پیشکش کو لکھبھیجا کہ مابدولت فتح حیدرآباد کا ارادہ رکھتے ہین جلد عازم ہونا پس لازم ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو زرپیشکش وصول کرے قبل ہمارے پہونچنے کے روپیہ وصول کرلیوے اگرچہ دو تین مہینے اس سے پیشتر بموجب التماس بہادر شاہ کے حسب مذکورہ بالا فریب کے لیے خلعت وجواہر بھیجا گیا تھا مگر خاص و عام جانتے تھے کہ اس پیشکش سے بادشاہ کی آتش حرص نہ بجھیگی محض ابلہ فریبی ہے جب سعادت خان حسب الحکم اخذ زر مین تاکید کرنے لگا اور سلطان ابوالحسن کو درصورت اطاعت اور استرضاے عالمگیر کے امیدوار حفاظت غضب بادشاہی سے کیا تھا بیچارہ نے کیا کہ بالفعل نقد روپیہ موجود نہین زر کے عوض مین جواہرات حوالہ کرتا ہون اور نو عدد خوان جواہرات کے سربمہر مع فرد تعداد بلا تعین قیمت اور تحریر جیرہ کے بطور امانت بھیجا پیغام دیا کہ دو تین روز مقیم رہے اگر کچھ نقد بھی میسر ہوا مقیم جواہر کو سررشتہ دار جواہرخانہ کے ہاتھ بھیجا جائیگا اور بعد تعین قیمت کے سعادت خان نقد و جنس عالمگیر کے حضور مین مع عرضی مشعر اطاعت ابوالحسن کے روانہ کرے اور سلطان ابوالحسن کو قبض الوصول لکھدے خیر دوسرے روز ابوالحسن نے چند بہنگی میوہ کی عالمگیر کو روانہ کین سعادت خان جو کہ تعلیم یافتۂ حضرت عالمگیر اور نہایت پرمکر و تدبیر تھا جواہرات مرسلہ ابوالحسن کو جو امانت تھے میوہ ابنہ کی بہنگیون مین رکھکر روانۂ حضور کردیا دو تین روز گذرے تھے کہ کوچ شاہی کی خبر ارادۂ تسخیر گولکنڈہ کے ابوالحسن کو ملی اور مشہور ہوئی اوسوقت ابوالحسن نے سعادت خان کو پیغام بھیجا کہ ہمنے جواہرات فقط حفظ ناموس اور امید الطاف مین بھیجے تھے جب حضرت کو ہماری ہیچ کسی منظور ہے تو ہمارے خوان جواہرات واپس دیجئے سعادت خان نے در جواب کہلا بھیجا کہ وہ جواہرات تو سربمہر ہمارے

میوہ اینہ کے روانہ حضور کر دیے اب ہماری جان فدائے ولی نعمی کے واسطے حاضر ہو اس گفتگو مین بڑا طول ہوا بعض آدمی تعینات ہوئے کہ جسطرح ممکن ہو سعادت خان سے جواہرات حاصل کرین دوا کیروز یہ شورش رہی بعد ازین سعادت خان نے پیغام دیا کہ درحقیقت یہ امر حق بجانب تمھارے ہی مگر مینے بموجب حکم اپنے مالک کے یہ فریب کیا ہان میری جان مل سکتی ہی لیکن اوسمین یہ ہی کہ اگر تمنے مجھے مار ڈالا تو عالمگیر کو تمھاری سرزنش کے واسطے میرے خون کی دستاویز ہو جائیگی و زیر جب تک بندہ زندہ ہی بادشاہ کو اس عزم سے باز رکھیگا آپ کی خدمتگذاری مین کوتاہی نکریگا۔ ابوالحسن نے اس لجاجت سے پیچھا چھوڑا بلکہ طلب کر کے اور بھی مشمول عاطفت فرمایا اور خلعت و جمدہر مرصع الماس وغیرہ اشیا لطف کیا انھین دنون مین اکیروز حیدرآباد کے فضلا دربار ابوالحسن مین حاضر تھے عالمگیر کی دین پروری کا تذکرہ ہوتا تھا علماے مجلس نے کہا کہ عالمگیر نے جو گھوڑے بادشاہ ایران نے بھیجے تھے براہ تعصب ذبح کر کے فقرا کو تقسیم کر ڈالے یہ کون شرعی امر تھا۔ ہان خط نفس کا پابند ہی اگر زندہ گھوڑے فقرا کو دے ڈالتا البتہ فیضرسانی خلق خدا تھی سعادت خان متصدی نے اپنے بادشاہ کیطرف سے اسکے جواب مین تاویل کی وہ یہ کہ جب گھوڑے ملاحظہ ہوئے اوسوقت کلام اللہ پڑھتا تھا گھوڑون کے اشتیاق مین چاہا کہ معاد معینہ سے کلام مجید آج کم پڑھے دوسرے روز اوسکا معاوضہ ہو جائیگا ناگاہ آیہ کریمہ جو کہ سلیمان نبی علی نبینا و علیہ السلام کے حق مین درباب تماشاے گھوڑون کے اور مشغول ہونا نماز سنتی ہے اور بروایتے نماز واجبی سے نسبت انہماک اونکے ملاحظہ کے اور بعد تنبیہ امر مذکور کے ذبح فرمایا گھوڑون کا لکھا ہی نظر پڑے لہذا حسب حال اپنے سمجھکر بموجب اوسکے عمل فرمایا باقی مردم دنیوی جو کچھ جانین کہین علماے حاضرین نے کہا کہ اگر ایسا ہوتا امراے ایران کے دروازون پر گھوڑے ذبح کرنا کیا ضرور تھا سعادت خان نے اسے بھی جھوٹ بیان کر کے کہا کہ اصل یہ ہی کہ شاہجہان آباد کی نئی تعمیر ہوئی ہی اور ہر امیر نے ہر محلہ مین اپنے واسطے جدا مکان بنایا ہی دوسرے اگر ایک جگہ سب گھوڑے ذبح ہوتے ہجوم ہو جاتا اگثر ضعیف ناتوان محلات کے جنکو وہان پہونچنا مشکل تھا محروم رہجاتے اور بڑے تردد سے اوس گوشت کو حاصل کر سکتے لہذا حکم ہوا کہ محلہ وار دو ایک ایک گھوڑا ذبح ہوا خبار نویس حیدرآباد کے لکھنے سے جب یہ تقریر سعادت خان کی عالمگیر نے سنی نہایت راضی ہو کر تحسین فرمائی گلبرگہ سے حیدرآباد کو پیش خیمہ روانہ کیا سلطان ابوالحسن نے اس خبر سے وحشت کھائی عرضی شفاعت اور عذر تقصیر اور اظہار فرمان برداری کی روانہ کر کے نہایت درجہ مسکینی اور لجاجت ظاہر کی مگر اس سنگدل نے کچھ نہ سنا لڑائی کو مستعد ہوا اس بد افعال کے نتایج راے کہان تک تحریر ہون جیسا کہ بار بار قید کرنا اور پسران فرمان بردار کا حبس فرمانا بھائیون کا قتل کرنا اور درویش سرمد کو دلریش کرنا غرض کہ اس حرص دنیا کو دینداری ظاہر کرتا تھا اور بموجب آیہ اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم کے بیرون از شمار ہین کسیقدر تحریر ہوتے ہین۔

حضرت نے ایک فرمان اس مضمون کا ابوالحسن کے نام صادر فرمایا کہ تقصیرات تمھاری بیپایان ہین اول یہ کہ کافر کو اقتدار دیا فضلا کو مغلوب بنایا علانیہ بادہ خواری سے بدمستی کفر و اسلام ظلم و عدل سے بیخبری فسق و عبادت سے بیہوشی کرتا ہے

اور کما فرجی کی اعانت پر مصروف ہی باوجود نصایح سلطانی کے ایک لاکھ مون سبہا کو بہیجین باوجود ایسی تقصیرات کے امید وار لطف و کرم ہی بیان کیا بعضے مین ستگارنی کہ مین غرضکہ قصور معدود ثابت کیے ع زہی تقرب باطل زہی خیال محال ÷ — القصہ ابوالحسن نے مایوس ہوکر عزم ستیکار کیا فوج کی درستی کی شیخ منہاج اور شرزہ خان اور مصطفے خان معروف عبد الرزاق لاری وغیرہ سرداران باقی کو رخصت کیا جب عالمگیر حیدرآباد کے دو منزل ادہر پہونچا سرداران حیدرآباد دور سے نمودار ہوئے چونکہ فوج عالمگیری حیدرآباد یون سے دس گونہ زیادہ اور سامان جنگ بھی علی ہذا القیاس تھا اونکی سعی سے کچھہ نہوسکا۔ غازی الدینخان فیروز جنگ نے جو کہ بعد فتح بیجاپور کے قلعۂ ابراہیم گولکنڈہ کی تسخیر پر مامور تھا کلید طلا مع مژدہ فتح قلعہ مذکور کے بہیجی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حسب الطلب خانمذکور روانہ حضور ہوا عالمگیر نے قلعہ گلکنڈہ سے ایک کوس ادہر پہونچکر خیمہ برپا کیا افواج دکن نے جمع ہوکر شورش برپا کی بعض امرائے رکاب اونکی تادیب کو مامور ہوئے اپنی طاقت بھر لڑکر فرار کرکے جس جگہ مناسب تھا منزل کی جب فیروز جنگ آپہونچا مورچون پر ایک امر انامزد ہوا نقب کھودنے اور مورچہ باندہنے اور تقسیم فوج کو حکم ہوا اس روز عابد خان پدر خان فیروز جنگ نے ادبی کے عوض مین جو کسی مسجد حیدرآباد مین نام پاک اسد اللہ غالب کو چاہتا تھا کہ توپ خنجر سے محو کرے گولہ کے ضرب سے اوسکا دست راست اوڑگیا اور دو روز کے بعد عدم کو چل بسا سلطان ابوالحسن چونکہ بہادر شاہ کو اپنے حال پر رحیم جانتا تھا اوسکی طرف رجوع کرکے پیغام محبت مع تحفہ و ہدایا کے بہیجکر عرض کیا کہ میرے قصورات معاف ہوکر جان کی امان ملی بہادر شاہ بھی چاہتا تھا کہ ہر دو صورت فتح و جنگ مین علی العزم اعظم شاہ اور فیروز جنگ کے ابوالحسن کے ساتھہ مصالحہ یا فتح قلعہ انجام کرے لہذا باب گفتگو سلطان ابوالحسن سے مفتوح رکھتا تھا اعظم خان وغیرہ غماز دن نے یا حوال حضور شاہی مین بڑے چرب و اثبات سے ظاہر کیا اور بہادر شاہ اور اوسکی بی بی نورالنسا بیگم وغیرہ رفقا کیطرف سے بادشاہ کو بدگمان کردیا تھا اسی وقت مین داروغہ پالکی خانہ وغیرہ کا زخمجات بہادر شاہ نے عرض کی کہ سواری ہاے حرم کی داخل خانہ سے دور اور مردم قلعہ گاہ مورچون پر دوڑتے ہین مبادا کسی طرح کا چشم زخم ناموس سلطانی مین پہونچے بہادر شاہ نے فرمایا کہ سواری زنانہ کو دولتخانہ کے نزدیک لاوین محمد اعظم شاہ اور فیروز جنگ وغیرہ مخلصان اعظم شاہ نے عالمگیر کو خبر بگاڑی کہ شاہزادہ بہادر شاہ ابوالحسن سے ملا چاہتا ہی عالمگیر کی عقل ماری پڑی نہ سمجھا کہ اگر سازش بھی ہوگی کیا ضرور ہی کہ اپنے تئین محصور کرے بلکہ اوسکی افواج طلب کرکے اوسکے سر پر نہ دوڑے پس غضبناک ہوکر حیات خان داروغہ غسل خانہ بہادر شاہ اور خواجہ ابوالمکارم رفیق شاہزادہ کو بلاکر جنہین اپنا مرید صادق سمجھتا تھا استفسار حال کیا دونون نے یہی عرض کیا کہ بہادر شاہ بجز اوسکی شفاعت تقصیر کے دوسرا ارادہ نہین رکھتا تاکہ قلعہ کی تسخیر ہوجاے باقی اندیشۂ فاسد کوئی نہین پس ہم لوگ کیونکر مرشدزادہ کے حق مین کوئی اتہام کرین ہر چند دلائل موجہ بھی بے جرمی شاہزادہ کے ذہن نشین کیے مگر اس بدباطن کے دلسے شبہہ نہ مٹا اور بہادر شاہ کو جیسا کہ سابق مین مذکور ہوچکا ہر طلب کرکے ناحق قید کیا اور نورالنسا بیگم اور اوسکے فرزندان دلبند اور خواجہ سرا وغیرہ رفقا کو نہایت ذلت و سختت مین مرتون محبوس رکھا اور کل کارخانہ

شاہزادہ مذکور کے ضبط کرکے اپنے سرکار مین داخل کرے اور منصب چہل ہزاری چہل ہزار سوار جسمین ہفت ہزار دو اسپہ سہ اسپہ سوار تھے اور دس کرور روپیہ بانعام تھا بطرف کرکے دوسرے ارباب تنخواہ کو عطا فرمایا گیا اول روز نور النسا بیگم زوجہ بہادر شاہ کو فرمایا کہ بدون ضبطی اموال کے مقید ہو تیسرے روز خواجہ سرا یا قوت نام جسنے آخر کار معرم خان کا خطاب پایا تھا مامور ہوا کہ نور النسا کو جسطرح جو لباس پہنے ہو جس مکان مین کہ خصہ فرش قیدیون کے لایق ہو زندانی کرے اور اوسکا کارخانہ مع زنکان و گردن کے ضبط سرکار کرے خواجہ سرا نے جاتے ہی سخت کلامی کی بیگم نے درشتی سے کہا کہ بادشاہ میرا باپ ہی عزت اوسکی بخشی ہوئی ہو اوسسے کچھہ عذر نہین مگر تجھے کچھہ خوف نہین کہ اسطرح کلام کرتا ہی بادشاہ اس خبر سے نہایت غضبناک ہوکر بہادر شاہ کی بہن نے شفاعت کی کچھہ سود نہوا حکم دیا کہ خورد و نوش سے بھی ایذا پہونچاوین بہادر شاہ پر روز مرہ سختی ہوتی تھی مدت کے بعد پیغام دیا کہ اقرار تقصیر کرکے عذر خواہ ہو بہادر شاہ نے عرض کیا کہ اگر چہ درگاہ الٰہی اور نیز پدر کے حضور مین ہر طرح پر گنہگار ہون لیکن ظاہر کوئی قصور اپنے ذمہ نہین پاتا جسکا اقرار کرکے عذر خواہ ہون اس جواب سے تاسر صوابت سے بادشاہ کے اور بھی نمک مرچ لگ گیا تبدیل پوشاک اور حجامت و آب سرد و نان گرم وغیرہ سے بھی ممانعت کی اور نور النسا کو بھی مقید کیا اور اس نیت سے کہ خواجہ سرا مذکور نور النسا کی تہمت بیان کرے حکم شکنجہ صادر ہوا ہر چند بہت سی تکلیف و اذیت دی گئی مگر اوسنے بجز حرف راست عقیدت شاہزادہ اور نے جرمی نور النسا کے کچھہ نکلا جب اوسکے ہلاکت کا وقت قریب آیا تب ماتھہ اوٹھایا اور میرزا شکر اللہ نور النسا بیگم کے چچا کو بھی تہمت لگا کر قید کیا اور تین چار خواجہ سرایون کو انواع انواع شکنجہ وغیرہ کی سزا ملی لیکن شاہزادہ اور نور النسا بیگم کا جرم کچھہ ثابت نہوا اور وہ رہا ہوئے محمد ابراہیم سپہ سالار سلطان ابو الحسن جسکی طرف سے بدگمان ہوکر ابو الحسن کا قاصد قتل ہوا تھا اور وہ شخص بدرجۂ لاچاری بہادر شاہ سے رجوع ہوکر ملازم عالمگیر ہوا تھا منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور خطاب مہابت خانی سے سرفراز ہوا اور مورچہ خان فیروز جنگ وغیرہ بہادرون کے اہتمام سے آہستہ آہستہ آگے بڑہتا تھا ایکروز غازی الدین خان مورچہ بڑہانے کی فکر مین تھا شیخ نظام اور مصطفے خان معروف عبد الرزاق لاری وغیرہ نے مقابل فوج بادشاہی کے حرکت کی دارو گیر عظیم برپا ہوئی کشور سنگہ ہاڑہ بھی ہوکر گھوڑے سے گرا جب تک راجپوت اوسکو دکہینیون کے ہاتھہ سے بچاوین مقتول ہوگیا چند نفر دکنی بھی مجروح اور مقتول ہوئے دکہینیون کا اسقدر ہجوم تھا کہ باوجود غلبہ بادشاہی کے کچھہ کام نہ بن سکا اونھون نے اپنی لاکشین میدان سے مع چند لاکھ مردم بادشاہی کے حاصل کرلین آخر کار بہادران ایران و توران و افغان کی لجاجت سے راجپوتیہ وغیرہ فوج ابو الحسن کے قلعہ کو واپس ہوگئے اکثر اوقات اس مابین مین محصورون سے عمدہ دلیری اور جرانمردی ظاہر ہوئی لیکن بخت بدی پر تھا کچھہ کام نہ آتا تھا عالمگیر نے یہ چال کی کہ رفقاے ابو الحسن کو تالیف قلوب اور وعدہ ترقی منصب سے اپنی طرف رجوع کرلیا اور ابو الحسن نے بھی طمع دنیوی مین اوس بیچارہ کی رفاقت ترک کی کسیقدر شریک تھے کہ آخر کار رہا کیا اوٹھہ آئے چنانچہ شیخ نظام نے بعد ملازمت عالمگیر مقرب خان کے خطاب اور شش ہزاری ہجہ ہزار سوار سے سرفرازی پائی اور بطریق شیخ نظام وغیرہ نے مستفیض درگاہ شاہی ہوکر مناصب درجہ حاصل کیے منجملہ نوکران ابو الحسن کے عبد اللہ خان افغان اور عبد الرزاق لاری نے آخر وقت تک ساتھہ دیا اگر چہ آخر کو

عبد اللہ خان تھی برگشتہ ہوا لیکن حق تو یہ ہے کہ روز ستیز قلعہ تک یہ شخص رفیق رہا اور نہ وہ بھی وہ شجاعت دکھلائی کہ باید و شاید انشاء اللہ بیان ہو کارنامہائے مردمان ابوالحسن جو کہ باوجود محصوری کے ظاہر ہوئے اور جو سفاہت اور سبکی عالمگیر سے وقوع میں آئی وقائع نعمتخان عالی اور نیز ہاشم علیخان خافی کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہی بالجملہ محاصرہ کو طول ہوا بارش تیر و تفنگ سے مورچال عالمگیری کے آدمیوں کی زندگی دشوار تھی باروت کے دھوئیں سے رات دن میں فرق نہیں ہوتا تھا کوئی دن نہ تھا کہ زخمیان عالمگیری مجروح اور تلف نہوں ایک مہینے چند روز کے بعد بڑی کوشش سے مورچہ خندق کے کنارے پہونچا عالمگیر عجیب الافعال نے خندق پر کرنے کو ارشاد فرمایا اول خود و صوبہ کے اپنے ہاتھ سے کیسہ دوختہ کیا تاکہ اوسمیں خاک بھری جاوے اونہیں تھیلوں کے دمدمے طیار ہوئے اور نیز توپیں لگائی گئیں گرانی غلہ اور کاہ سے وہ نوبت ہوئی کہ مقدوروالوں کے چھکے چھوٹ گئے غریبوں کا کیا حساب بیان میں آوے بنی نوع کی جاں گئی بلائے رہا کی بھی دو چار ہوئی اگر آدمی بھوکھ پیاس سے نہ بس ہو کر ابوالحسن کے پاس گئے اور بعض پوشیدہ منافق ہو کر عرض نفشانی کو محصورین کی اعانت پر متوجہ ہوسوے اور انجام کو رسوائی نصیب ہوئی اور سزا کو پہونچے چونکہ کوئی کام بیش نہ جاتا تھا آخر کار اعظم شاہ کو جسے بسبب نفاق بہادر شاہ عالمگیر نے اوجین اور اکبر آباد کے بندوبست کو رخصت کیا اور شاہزادہ برہان پور تک پہونچا تھا پھر طلب فرمایا اور روح اللہ خان بھی جو عمدہائے کار طلب ہیں سے بیجاپور کے بندوبست کو چھوڑ آگیا تھا مطلوب حضور ہوا تین مہینے کے بعد خان بہادر فیروز جنگ رات کیوقت کمندوں کے وسیلہ سے حد تک فصیل قلعہ پر پہونچا حارسان قلعہ نے خبردار ہو کر سررشتہ حیات اونکا کاٹ دیا جسوقت مردان کارگذار متوجہ عروج قلعہ تھے حاجی محراب نامے جو مقرب عالمگیر تھا خان فیروز جنگ کی جانفشانی دیکھکر بلا تامل انجام کار دوان دوان حضور میں آیا بادشاہ سجدہ میں تھا کہ اسنے مبارکباد عرض کی فیروز جنگ کی طرف سے بھی پیغام فتح قلعہ پہونچا اور بادشاہ سراسر وقار نے بھی بجز استماع شادیانہ بجانے کو حکم دیا اور حکم سواری واسطے تماشا کے صادر ہوا۔ اسی وقت میں باصل خبر پہونچی کہ غازیان دولت کو چشم زخم غلط عاید ہوا خان فیروز جنگ کی ناکامی ہوئی اس لطیفہ سے بادشاہ اور حاجی محراب خجل ہوئے۔ جاسوس خبر لائے کہ چونکہ قلعگیان خفتہ بخت کی بیداری سگ بیدار کے وسیلہ سے ہوئی تھی ابوالحسن نے اوس سگ وفا پرست کو قلادۂ مرصع اور جل زربافت عطا فرمائی اور دیگر نوکران نمک حرام پر تفوق دیا۔ ماہ سیوا کے وسط میں بشدت تمام بارش برسا مورچال والوں کی بلائے جان نازل ہوئی دمدمہ وغیرہ ساختۂ فیروز جنگ نقش برآب ہوئے عین طغیان نہر اور شدت باران میں متحصنان خصوص عبد الرزاق لاری نے باہر آکر خوب آب تیغ زنی کی بارہ دکھلائی سلیم خان حبشی جو جملہ شجاع میں سمجھا جاتا تھا ماتہ پیر ہلا کر کسی گڑھے میں جا چھپا اور صف شکنخان جو بہ نسبت دوسروں کے کسیقدر تسخیر قلعہ میں زیادہ تر تدبیر کرتا تھا قبل ہو پہنچے مصطفے خان عبد الرزاق لاری نے دو زخم کاری کہا کر اپنی جان سے ماتہ دیو مجروحوں کے غنچہ میں کیچڑ سے لت پت پڑا تھا جمشید خان کو چہ سلامت کی راہ جاتا تھا کہ گرفتار ہو گیا جلال چیلہ جو جملہ محرمان قدیم الخدمت عالمگیر سے تھا اور جسکا خطاب سربراہ خان ہوا تھا مع دیگر بارہ منصبداران کے ابوالحسن کے قیدیوں میں

اس خبر سے حکم ہوا کہ حیات خان داروغہ فیلخانہ ستر اسی ہاتھی لیکر براہ نالہ اہل مورچال کے مدد کو جاوے ہر چند موجب حکم
ناہیون کو نالہ کے کنارے لیگئے لیکن طغیانی کے سبب سے کسیکے پیر نہ جمے کہ پار ہو تین پہر رات گذرنے تک حیات خان اسی
گرداب حیرت مین پھنسا رہا آدہی رات کو خیمہ مین لوٹ آیا بہادران قلعہ نے قیدیون کو ابوالحسن کا دربار دکھلایا سلطان نگر
نے تین چار روز سر ایک کی مہمانی دجاگیر غیرت خان اور سربراہ خان کو خلعت مع گھوڑون کے دیکر مرخص کیا مگر اول سربراہ خان
کو قلعہ کی سیر کرادی تھی کہ دیکھے اسقدر غلہ اور جنس اور توپخانہ اور بارود وغیرہ ضروریات جنگ وجدال ہو جو دین آورعرضیہ
مع پیغام زبانی جسکا مضمون ایک ہی تھا حوالہ کیا اور جلال کو بادشاہ کے سر مبارک کا پابند کرکے سوگند کا پابند کرکے کہدیا کہ
ابلاغ پیام مین قصور نکرے جب یہ لوگ واپس آئے غیرت خان کو جو ہزاری منصب دوسو سوار تھا پانصدی منصب بلاتغیر
بحال رکھکر بیگالہ پر تعینات کیا اور سربراہ خان کے رتبہ مین حکم ہوا کہ غلا مونکا کام بھاگ ہی غزل خطاب سے معتوب کرکے فرمایا
کہ منصب ذات اس مدات کا جو چار صدی ہو بحال رہے۔ ابوالحسن کی عرضی نہایت غرور سے خان فیروز جنگ کے پاس
پہونچی تاکہ انتخاب کرکے جو کچھ لایق عرض ہو التماس کرے جلال نے جب ادائے پیام کو عرض کیا حکم دیا کہ پہرات گذرنے پر
بوقت خلوت عرض کرے خلاصہ عرضی اور پیغام کا یہ تھا کہ بندہ اپنے تئین جملہ بندگان درگاہ سے جانثار ہی اگر کوئی خطا ہوئی ہو
امیدوار ہون کہ عفو فرمائی درصورتیکہ قلعہ مفتوح بھی ہوا حضرت شاہجہان آباد کو معاودت فرماکر اس ملک کو کسی بندہ درگاہ
کے تفویض فرماوینگے بس مجکو وہی بندہ خیال فرمایئے دوسرے جسکو یہان پر مقرر فرمائے گا یہان کے حاصلات سے زیادہ
اپنے منصب اور ہمراہیون کے لیے طلب کریگا اور علاوہ اوسکے اور روپیہ سرکار والا سے طلب کریگا تب یہ ملک آباد ہوگا شاید کہ
سات آٹھ برس مین معمور کی نوبت ہو۔ بندہ جو کچھ کہ پیشتر درگاہ مین پہونچایا کرتا تھا اب بھی پہونچاویگا علاوہ اسکے
جب معاودت ہو ہر منزل مین جسقدر کوچ ہو تعداد کردہ سفرقی کو بس لاکھ روپیہ تسلیم سرکار کردون اور نیز قربی پیشکش کہ قدم
مبارک زیر حصار آیا ہی کسیقدر نثار اور تصدق ادا کردون اور یہ کل خدمات بنظر خون ناحق مسلمانون کے ہی اور نیز یہ کہ بادشاہ
ملازم اس سے زیادہ اپنے بال بچون سے جدا نہین لہذا اگر التماس بندہ کا مقبول ہو اور یہ ارادہ ہو کہ اور بھی ملازمان درگاہ
تضیع اوقات کرین نظر برفاہ خلایق پانچ چھ سو ہزار من غلہ جسکو جلال چیلا انبار خانہ مین دیکھ گیا ہی حضور مین ارسال کردون
جب یہی مضمون جلال کی زبانی بھی گوش گذار ہوا درجواب مین چند لغو بات شاہجہانی نمکحرامون مین سے بعض نے کہین کہ اگر ابوالحسن میرے حکم سے برخلاف نہین تو
دست بستہ حاضر ہو بعدہ جو مقتضاے وقت ہوگا تعمیل کی جاویگی اوسکے صبح کو علی الرغم ابوالحسن متصدیان برار کے
نام حکم جاری ہوا کہ پچاس ہزار کیسہ کریاس جسکا طول دو درعہ اور عرض ایک درعہ ہو مع مصالح قلعہ گیری کے روانہ حضور کرین کہ
پھر نئے سر سے خندق بھرا جاوے اس خبر کے سننے سے عاجزون کی زبان پر صادر ہوا کہ یہ کیا عقل و دانائی اور مسلمانی کی
اور رسوائی ہی کہ کیسہ آوین اور خندق بھرا جاوے کیون ابوالحسن کے بموجب التماس غلہ کی درخواست نہین کرتا کہ اوسکے دسلہ
سے ہماری زیست ہو اور غلہ کے شلیلون سے خندق بھرا جاوے ۱۹ شعبان کو عرض ہوا کہ نقب طیار ہی بارود وغیرہ

پہنچہ گئی آگ بتلانے کی دیر ہی حکم ہوا کہ اول بہادران مورچال یورش کریں تاکہ محامرین فصیل قلعہ پر مدافعت کے واسطے جمع ہوں تب آگ لگائی جاوے ادہر عبد الرزاق لاری نے جب ادہر کے سنگون کی خبر پائی ہر سہ نقب کے مقابلہ مین سنگ تراشون سے زمین کھدوا کر ایک سرنگ کی باروت و فتیلہ اندہی اندر نکال لیگیا اور دوسرے نقبون سے کسیقدر باروت نکال کر بقیماندہ کو پانی سے کیچڑ کر دیا کچھ جو بچے اسطرف تھے جب آگ دی اودہر تو زور نہ چلا پانی کی نمی تھی ادہر کے رخ شعلہ اوزنکلا مردم مورچال اوزیز تماشائیان فوج عالمگیری جو کھڑے تھے جل گئے اور بقدر زور زمین سنگلاخ نے اوڑکر اکثر آدمیون کے سر پر خاک ڈالی ادہر کے آدمی مطابق سنہ عدد ہجری کے آوارۂ صحرائے ادبار ہوئے آوسوقت ۱۰۹۷ سنہ ہجری تھے اوسمین سے ایک گروہ نامیون کا مارا گیا جب دہوان بیٹھا کہین رخنہ نظر نہ آیا کہ ارادۂ بالا روی کرین بلکہ بسبب ہلاکت اسقدر فوج کے عجب طرحکی سراسیمگی عاید ہوئی اور دیکھی باروت کا دہوان تو چار طرف سے گھرا ہوا تھا کسیکو سجھائی تو دیتا نتھا محصورین نے فرصت غنیمت جانی قلعہ سے نکل مورچہ پر آیا قیماندون کی جان پر آفت ڈالی جب بادشاہ نے یہ معرکہ سُنا حکم سزا صادر فرمایا بڑی سعی سے لوگون کے پیہم باوجود دیکھ بہت سے نے سر ہوگئے مورچے پر گڑے رہے ہنوز مردم شاہی نے جاگرم نکی تھی شہیدون کے حساب مین مصروف تھے کہ قلعہ والون نے دوسری نقب مین آگ دی ہزار کنکر پتھر فوج غازی کے سر پر آن پڑے زخمیون کی ہائے ہوے چرخ بریں تک پہونچی کردیون کے کان کر ہوئے غوغا کے اعداد کے مطابق مقتولون کا شمار ہوا اور پھر بھی محصورین نے چاہا کہ قلعہ سے نکل کر طرف حصار کے مورچون کو جو چھ مہینے مین طیار ہوئے اور محل اقامت شاہی تھا چین لیوین مگر خان فیروز جنگ جا پہونچا تادیب پر کمر باندھی اس رزم مین بھی تعداد کشتون کی خرگاہ سے برابر ہوئی ہر چند فیروز جنگ نے رستمانہ چستی دکھلائین مگر سنہ غنی اعداد کا مدارک قرار واقعی نہوسکا عالمگیر یہ خبر سنتے ہی خشمناک ہوا سواری خاص طلب کرکے مع فوج ظفر موج تخت روان پر زینت افزائے میدان وغا ہوکر حکم یورش صادر فرمایا باوجودیکہ ایک خواص کا ہاتھ جو قریب تخت کھڑا تھا گولی کی ضرب سے اوڑ گیا کچھ خوف نکہایا حمایہ سے نہ ہٹا مرد آزمائی کو ہاتھ بڑہایا ناگاہ باران رحمت نے حضرت بادشاہ کی زحمت دیکھکر سنا شروع کیا سپاہ دران بحر وغا کی غوطہ خوری نے سود ہوئی ہوا سے پندار حباب وار سرین بھری تھی پانی کے طپانچہ سے نکل گئی کسیکی جرات نہوئی کہ قدم بڑہاکر آبرو حاصل کرے سیلاب کے اٹھاوے سے دمدمون کے دل بیٹھ گئے حتی کہ سواری بادشاہی مع دہان ہمراہی کے لوٹی محصورین نے چیرہ دستی کی مورچون پر پہونچکر جسقدر ہوسکا توپین عمدہ گران قیمت اوٹھا لیگئے جنہین نہ لیجا سکے میخ مار کر خراب کر دیا اور ہزارہا گلیسہ خاک آلود جسمین اکثر دست مبارک بادشاہ کے دوختہ سے اوٹھا لیگئے سارا کارخانہ لڑائی کا باطل کر دیا ہر چند خان فیروز جنگ نے بہت کچھ ہاتھ پیر ہلائے مگر لاحاصل ہوا فیل خاصہ قیمتی چالیس ہزار کا کثرت بارش اور ضرب گولہ سے گر گیا شام کے ہنگام ناکام خیمون مین آئے وہ دن بھی ناکامی مین تمام ہوا دوسرے روز بادشاہ عالیجاہ خود سوار ہوا [illegible] آگ لگانے کو حکم دیا ہر چند آگ فتیلہ مین دی مگر شعلہ خیز نہوئی کوئی سبب معلوم نہوتا تھا تا آنکہ جاسوسون نے خبر لگائی کہ محصورون نے قلعہ سے پسینہ زوری کی فتیلہ باروت کی چوری کی بادشاہ کو نہایت خجالت ہوئی ارادہ حملہ

دوسرے وقت پر موقوف رکھا دولتخانہ کو مراجعت فرمائی اس معرکہ مین خان فیروز جنگ نے دو زخم تیر کے کھائے تھے اور نیز زخم روسانے بھی جراحت پائی تھی فیروز جنگ چند روز سے سرداری سے ممنوع ہوا اخبار جنگ و جدل شاہزادہ محمد اعظم کو ملا۔ سلطان ابوالحسن کا عدم اور وجود یکسان سمجھکر دیوانیان کفایت شعار اور حکام آبادان کار کو ہر جگہ منصوب کیا اور حکم دیا کہ حیدرآباد کو دو فرسخون مین دارالجہاد لکھا کرین عبدالرحیم خان بیوتات کو واسطے احتساب شہر کے مامور کیا اور حکم دیا کہ بعض رسمیات ننگ آور مذہب مہمان ابوالحسن کے شہر سے دور کرے اور بتخانون کو منہدم کراکر مسجدین بنوادے۔ عجب حکایت ہی کہ صفدشکن خان ولد قوام الدینخان برخلاف دیگر امرای ایرانی کے قلعہ گیری مین تردد کثیر کرتا تھا ایکروز کسی ایرانی فاضل نے کہا کہ ایک گروہ علما اور مومنین اور سادات کا اس قلعہ مین محصور ہی یہ تیری سعی اور کوشش اونکے اتلاف اور خرابی کا سبب ہی اوس بدبخت نے جواب دیا کہ اگر امام حسین بھی اس قلعہ مین ہوتے تسخیر کرنے سے باز نہ ہوتا یہ کلمہ یہان تک مشہور ہوا کہ خیمہ خیمہ مین چرچا ہونے لگا۔ اس مقولہ سے یہ اتہام کیا گیا کہ محصورین سے متفق ہی پس نظر عالمگیر سے گر کر ساقط الاعتبار ہوا اور اوسکا مال و اسباب ضبطی مین آیا اور بعد چندے معاف ہوکر پہر آتشی کے عہدے پر اس سبب سے کہ صلابت خان وغیرہ نامردی سے معذرت خواہ تھے مقرر کیا گیا۔ چونکہ عالمگیر ہمیشہ تالیف قلوب کہنیون کی کرتا تھا اور نیز روز بد کا کوئی ساتھی نہین ہوتا اگر نورالسید ابوالحسن کے عالمگیر سے رجوع ہوکر منصب لایق سرفراز ہوئے شیخ منہاج اس خبر سے کہ عالمگیری رفاقت کرنا چاہتا ہی قید ہوا غیر عبدالرزاق لاری اور عبداللہ خان ترین افغان کے کوئی شخص سلطان ابوالحسن کے پاس نرہا آٹھ مہینے محاصرہ مین گذرے یہ دونو ایام محاصرہ مین جیسا کہ چاہیے جانفشانیان کرتے رہے مگر فرمان عالمگیری موعود منصب شش ہزاری شش ہزار سوار مع دیگر عنایات کے عبدالرزاق لاری کے نام صادر ہوئے مگر اوس وفانژاد نے راہ راست نچھوڑی بلکہ فرمان والا کو قلعہ کی برج اور فصیل پر آکر مردمان عالمگیری کو دکھلا دکھلا پہاڑ کے نیچے چھوڑ دیا اور حامل خط کے زبانی کہلا بہیجا کہ یہ جنگ نمونہ کربلا ہی عبدالرزاق امیدوار کہ نفس واپسین تک اون بائیس ہزار نامرد کے زمرہ مین کہ امام حسین سے بعیث کرکے آخر کو تلوار مارے نہ آوے بلکہ منجملہ بہتر شہدا کے دنیا و عقبے کی سرخروئی حاصل کرے عالمگیر نے اس جواب سے آزردہ ہوکر ظاہر کیا کہ زہے بدبخت لاری بازاری اور باطن مین اوسکی وفاداری پر تحسین فرمائی۔ اگرچہ بمقتضاے تقدیر قلعہ گل کنڈہ مسخر ہوا لیکن دونو طرف کے دین و ایمان شجاعت و فاحیا مروت کا امتحان ہوگیا اور تردات بیہودہ عالمگیری اور پادشاہ کی کمیسہ دزدی ہاے وضو وطہارت خرچ کثیر اور جاندہی ہزارہا حیوان اور انسان کی ہوئی تھی قلعہ مذکور فتح ہوا مگر طمع اور ترغیب نکرکے ان ابوالحسن اور اون بے ایمانون کی نمک حرامی سے قبضہ ہوگیا

ذکر فتح قلعہ کل کنڈہ اور بقیہ حال ابوالحسن خدا بندہ کا

آخر ماہ ذیقعدہ ۹۸ سنہ ہجری کو روح اللہ خان کی سعی اور رستم خان افغان یمنی کے وساطت سے اور رسل رسایل سے عبداللہ بن نرسن جو ابوالحسن کا معتمد نوکر اور صاحب اختیار دولتہ معروف کرٹکی کا تھا بطمع جاہ مع نوکرون اور فوج کے عالمگیر کے نوکرون سے ملگیا اور سپہر رات رہنے پر روح اللہ خان اور مختار خان اور رستم خان اور صفدشکن خان نے ایمان اور خواجہ کارم جسنے جان

کا خطاب پایا تھا کہ روبرو دروازہ کھول دیا اور لوگ دروازے اور فصیل سے جو جا بجا شکست و ریخت ہو گئے تھے داخل حصار ہو گئے اور شاہزادہ محمد اعظم مع فوج کے دروازہ پر آکر منتظر کشادگی دروازہ ایستادہ ہوا مردم پادشاہی سیلاب کی طرح سے قلعہ مین داخل ہوئے ہر جگہ پر پہرہ لگ گیا حرم سرا وغیرہ مقام سے غلغلۂ فتح بلند ہوا مصطفےٰ خان عبد الرزاق لاری نے مطلع ہو کر بدون مسلح ہونے کے بمقتضائے شجاعت ڈھال تلوار لیکر اسپ چار جامہ پر سوار ہو کر مع بارہ آدمیون کے مقابلہ کو دروازہ ابو الحسن پر حاضر ہوا اوسوقت دروازہ کھلا اور مردم عالمگیری کا ہجوم گیا تھا اوس شیر آہنگ نے بلا خوف اوس جمع کثیر کا مقابلہ کیا رفقا نے ابھی کنارہ کشی کی مگر یہ تن تنہا آگے کو بڑھتا اور کہتا تھا کہ جب تک جان ہے رفاقت خداوند نعمت کا ارمان ہے اپنے خون سے باری کھیلتا تھا چاروطرف سے تیر برستے تھے سر سے پیر تک تحل شکوفہ ہو گیا وہ شجاعت ظاہر کی کہ جسکے سنتے سے رستم اور سہراب کے کان کھڑے ہون جنگ کنان اپنے آقا کے نزدیک پہنچا وہان پر بارہ زخم تلوار تیر سے ایسا زخم کھایا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا آنکھون کا پردہ آخر دیکھنے سے مجبور ہوا عین اسی حالت مین دوسرا زخم آنکھ پر لگا اور کثرت جراحت سے آنکھ بند ہو گئی گھوڑے ہو کر خود داری کرتا تھا اور گھوڑے کی باگ چھوڑ دی اپنی احتیاط مین رہا اسپ وفادار نے اوسکے مکان پر پہونچایا آدمیون نے گھوڑے سے اوتار بستر پر ڈالا ہاشم علیخان حافی محرر تاریخ جو اوس وقت عالمگیر کے خدمتگارون مین حاضر تھا اس جرے کو دیکھتا تھا لکھتا ہے کہ یہ ایک تنہا ہے اوسکی شجاعت سے مردان کار نامراد اسکو مشق حسن کارگذاری اور اظہار نعمت کی خدمتگاری کا کرکے اپنے کو محبوب قلوب اور مورد الطاف خفی و جلی خالق کارین بالجملہ سلطان ابو الحسن جب اس پایان رنج سے آگاہی پائی اور نالۂ جانکاہ پردگیان حرم سے بلند ہوا ہر ایک کی تسلی کرکے دوا ہوا اور بدل مستعدل سے دیوان خاص مین مسند آرا ہوا اور انتظار مہمانان ناخواندہ کرنے لگا کھانے کا وقت نزدیک تھا ناگہ خوان آرائی کا کرتا تھا جسوقت کہ روح اللہ خان اور مختار خان مع دیگر امرا کے پہونچے سلام علیک مین سبقت کی مگر دست بر سر آیا داب سلطنت سے باہر ہوا اور غایت استقلال اور خود داری سے ہر ایک کو خوشوقت کیا جب بعد روشن ہونے صبیح کے بکاول نے خبر طیاری خوان کی لگائی حاضرین سے اجازت طلب کی اور انہین بھی تکلیف خورش کی بعض نے انکار کیا اور بعض شریک طعام ہوئے روح اللہ نے از روے تعجب کے دریافت کیا کہ یہ کون وقت طعام کا ہے ابو الحسن نے فرمایا کہ میرے کھانے کا وقت ہے روح اللہ خان نے کہا مین جانتا ہون لیکن اس حال مین کیونکر رغبت ہو گی جواب دیا جو تم کہتے ہو کہ یہ بات حسب قاعدہ جمہور ہے مگر میرا اعتقاد یہ ہے کہ کسی وقت مین خداوند تعالیٰ نظر لطف سے دریغ نہین رکھتا ہے اگرچہ سلسلۂ خاندان دادا اور نانا دونو طرف سے باآبرو رہے لیکن چندگاہ خدا کی مصلحت میرے حق مین یہ ہوئی کہ لباس درویشی مین بسر کیا بعدہ کہ نظر تفضلات ہوئی دفعۂ واحد مین سلطنت نصیب ہوئی الحمد للہ کہ کوئی آرزو دلمین نہین رہی کرورون حاصل کیے اور لاکھون عطا کر ڈالے اسوقت مین بھی کہ بعض اعمال ناشایستہ کے عوض مین جو ایام سلطنت مین میرے ہاتھ سے ہوئے بنا بر تنبیہ و تادیب خان بادشاہی میرے ہاتھ سے لے لی اوسپر بھی شکر ہے کہ جسقدر ایام حیات میرے باقی ہین بادشاہ

دیندار کے اختیار مین ہین بعد فراغ طعام سواری طلب فرمائی اور بادشاہی شان و تزک سے مالاے مروارید گردن مین ڈالکر امراے عالمگیر کے ہمراہ روانہ ہوا جونکہ اعظم شاہ نے دروازۂ قلعہ پر چہرۂ مختصر کھڑا کیا تھا اور منتظر تھا اوسکے پاس لیگئے بروقت ملاقات مالاے مروارید اپنے گلے سے اوتار کر شاہزادہ کے نذر کیا آورشاہزادہ نے اوسکی دلجوئی کرکے عالمگیر کا حضور دکھلایا اوس طامع نے بھی عزت کی آور یومیہ بقدر معاش ضروری از قسم پوشاک و خوراک و خوشبو کے مقرر کیا بعد چندروز کے روانۂ دولت آباد کرکے وہان قید رکھا بعدازان روح اللہ خان وغیرہ متصدی اوسکے جستجوے مال مین مصدوع ہوے اور عبدالرزاق لاری کی کیفیت سے مطلع ہوکر اوسے طلب کیا آوسنے حالت نزع مین چارپایہ پر ڈالکر روح اللہ خان کے پاس لائے ۔ صفدشکنخان شمر خونخوار بمجرد نگاہ جلد پاکیہ یہ وہی لاری ناری ہو اسکا سر کاٹکر بادشاہ کے حضور مین لیجانا چاہیے اور دروازہ پر آویزان کرنا چاہیے روح اللہ خان نے جواب دیا کہ نیم جان کا سر کاٹنا بے اجازت مروت سے دور ہو اور احوال اوسکا حضور مین لکھا جب عالمگیر نے اوسکی جانفشانی سنی حکم دیا کہ دو جراح ہندی و فرنگی اوسکے علاج پر مقرر ہون اور ہر روزہ اوسکے حیات کی کیفیت تحریر کرین آور روح اللہ خان کو بلاکر کہا کہ اگر ابوالحسن کا ایک اور بھی ایسا نوکر وفادار ہوتا تو فتح قلعہ ناممکن تھی جراحون نے بعد معاینہ جراحت عرض کی کہ شصت زخم نخبیہ اور علاج طلب شمار مین آئے ہین سوا اسکے بہت سے ایسے زخم ہین کہ جنکا شمار نہین ہوسکتا اور اگرچہ ایک آنکھ چشم زخم سے بچی ہو مگر معلوم نہین کہ دوسرے جراحتون کے تصادم سے اوسمین نور دیدہ باقی رہیگا ہم سیر کرتا کید علاج صادر ہوئی بعد تیرہ روز کے عرض کیا کہ عبدالرزاق نے آنکھ کھولی زبان الکن ہے کسیقدر حرف زن ہوتا ہو امید حیات عنقریب ہو حکم ہوا کہ ہمارا یہ پیغام پہونچاؤ کہ تیری تقصیرات معاف ہوئین اپنے لڑکے عبدالقادر کو مع دیگر فرزندان لائق کے روانۂ حضور کرے تاکہ منصب سے سرفراز ہون اس پیغام سے اوس بہادر کا حال نے کہا کہ اول تو امید حیات نہین بر تقدیر اگر زندگی وفا کرے ان دست و پا باختہ سے کب نوکری کرسکتا ہون بالفرض اگر نوکری کے قابل بھی ہون تو مجھسے کہ نمک پروردۂ ابوالحسن ہون کب نوکری عالمگیر کی ہوسکتی ہو اگرچہ اس جواب سے بادشاہ کو رنج آیا مگر انصاف سے آفرین فرمائی آور حکم دیا کہ بعد صحت اوسکی حقیقت عرض کرین آور اوسکا جو اسباب کہ لوٹ سے باقی رہا تھا اوسے بخش دیا آور اموال ابوالحسن سے ۱۲۶۶ لاکھ روپیہ نقد اور اکاون ہزار ہون اور دو کور ترپن ہزار روپیہ جملہ چھ کرور انتیس لاکھ اور دس ہزار روپیہ سواے جواہر اور ظروف مرصع طلا و نقرہ کے ضبطی مین آکر عرض ہوا ۔ اس تشخیص ہاشم علیخان سے معلوم ہوتا ہو کہ نرخ ہون کی اوسوقت مین سات روپیہ تھا آور وزن اوسکا مضاعف اور سونا اوسکا نو گنا غش بہ نسبت اس زمانہ حال کے ہوگا ورنہ جو نرخ اور وزن ہون کا اوسوقت ہو اسقدر روپیہ کا تخمینہ نہین ہوسکتا اور جمع دامی ایک عرب پندرہ کرور تیرہ لاکھ کسیقدر زیادہ دفتر مین لکھے گئے ملتفت خان جو آخر کو بخطاب اسیر خان نامزد ہوا اوسکا نام اصلی میر حیدر الکرمی ہی مستعدان مین سے تھا اسنے قلعہ کے فتح کی تاریخ (فتح قلعہ گلکنڈہ مبارکباد) کہی ۔ اس قلعہ گلکنڈہ کا استحکام اور شہر حیدرآباد کی خوبی اور اوس سرزمین کی آب و ہوا کی لطافت اور وہان کے حسن سلوک اور سیر حاصلی کی کیفیت اوس سے

زیادہ ہی کہ اس ذخیرہ مین لکھا جاوے۔ قلعہ خام گلکنڈہ اول بنایا ہوا راجہ دیوراے کا ہی سلاطین بہمنیہ نے اہل اسلام کے تصرف مین پہونچایا پر وقت اختتام زمانہ بہمنیہ کے سلطان قلی نام مخاطب بہ قطب الملک کے جو امراے سلطان محمود بہمنی سے تھا حاکم گلکنڈہ تھا جب طوائف الملوکی ہوئی مستقل وہان کا حاکم بن بیٹھا اور اوس قلعۂ خام کو پختہ طیار کیا بعد ازان جب اسکی اولاد نے سالہا سال تسلط پایا اور وہان کے فرمان روا رہے ہر ایک کا خطاب قطب الملک ہوتا آیا۔ اور اوسکے استحکام مین ساعی ہوکر نہایت متانت سے پایدار کیا جب نوبت سلطنت محمد قلی قطب الملک کی پہونچی یہ شخص بہاگ متی نام ایک پاتر پر عاشق ہوا اور تشنق بسیار ہوگیا اور بموجب اوسکی خواہش کے قلعہ سے دو کوس کے فاصلے پر ایک شہر اوسکے نام پر بہاگ نگر نام آباد کرایا چونکہ وہ عورت فاحشہ تھی اوس شہر مین رواج خرابات اور مسکرات کا بکثرت ہوگیا اور وہان کے سلاطین بربلا عیاشی کرنے لگے انواع فسق و فجور مین اوس شہر کے باشندہ بدنام ہوئے کوئی بادشاہون مین سے اس قباحت اشتہار پر جو اوس عورت کے نام سے پہلے طلع ہوا اور اوسکا نام حیدرآباد رکھا چونکہ ابوالحسن زیادہ تر بےنسبت اور لغو کے لہو و لعب اور عیش و طرب مین رغبت رکھتا تھا فسق و فجور کے اسباب کی کثرت نے رواج پایا اور عالمگیر نے جو ظاہر مین اپنے تئین کسوت اہل صلاح سے آراستہ کرتا تھا اور تارک الدنیا کی تشبیہ ڈھونڈتا تھا شہر مذکور دار الجہاد کے نام سے موسوم کرکے وہان کے باشندون کی قتل و غارت اور شہر کی خرابی مین مصروف ہوا اور غرض اصلی یہ تھی کہ تحصیل خزاین نقود و جواہرات سرکار ابوالحسن کے جو مشہور تھے کرے اور اکابر علماے شیعہ اور اتقا اور عموماً مومنین کے جو اوس شہر مین بکثرت تھے اونکا استیصال منظور اور مقصود تھا اور زمانۂ بہادر شاہ مین شہر مذکور فرخندہ آباد نام رکھا گیا لیکن اشتہار اوس شہر کا حیدرآباد ہی کے نام سے جیسا کہ اب بھی ہی بدستور رہا اور اوسکی کوشش نے کچھ نہ سود بخشا بعد فتح قلعہ گلکنڈہ کے عالمگیر بیجاپور کو چلا جب خبر صحت پائی عبدالرزاق لاری کی اس زمانہ دل آزاری کو پہونچے صوبہ دار حیدرآباد کو لکھا کہ عبدالرزاق کو مستمال کرکے روانۂ حضور کرے عبدالرزاق نے معذرت کرکے التماس کیا کہ امید وار ہون مجھے مع اطفال کے روانہ بیت اللہ فرمائے تاکہ بعد حصول مراد حج فیض بغین کے وطن پہونچکر دعاے ازدیاد عمر و دولت بادشاہ مین مشغول رہے بعد عرض اس خبر کے آشفتہ ہوکر زبان کہ مقید کرکے روانہ حضور کرے فیروز جنگ نے شفاعت کرکے اپنے پاس دلاسا کرکے بلایا اور چند دنون نمک رکھکر بڑی دلیری سے منصب چہار ہزاری سہ ہزار سوار قبول کرا کر جرگۂ ملازمان شاہی مین لایا یہ بموقع آشفتہ ہونا محض عنادی ورنہ لازم تھا کہ ادھر عالمگیر ادھر دیکھ کی خوبیون پر نظر کرکے مبلغ خطیر انعام دیتا اور جیسا کہ چاہتا تھا اوسکو وطن مالوفہ کی رخصت دیتا اور اگر نگاہ رکھنا اور اوسکا دل رکھنا واجب تھا تو مقتضاے قدردانی یہ تھا کہ براہ ضعفا پروری خود اوسکے مکان پر آتا یا کسی شاہزادہ کو یا مثل روشن الدولہ خان وغیرہ عمدہاے ملازمین سے کسیکو بھیجکر بہر حال اوسکی دلجوئی اور تالیف کرتا اور زیادہ تر اون مرتون سے جو دیگر نوکران نمک حرام ابوالحسن مانند محمد امین دبیر و شیخ نظام وغیرہ کو دیا تھا اوسکے واسطے مقرر کرکے اوسکی عزت و احترام مین زیادہ ساعی ہوتا تاکہ حق قدردانی کا پہونچتا اور سیر نوکران در وفاداری کی دلالت ہوتی نہ یہ کہ نمک حرامون کو ہفت ہزاری کرنا اور عبدالرزاق کو

حکم قید بھیجا ظاہر ہوا اور بعد ازاں کہ بیچارہ بضرورت نوکری کرے چار ہزاری منصب لے اور اسطرح بمقتضائے دنیا طلبی اور تحصیل کار خود کے ملک جمیع افغانوں کو جو مشمول احسان جان بخشی دارا شکوہ تھا مہربانی کرنا اور منصب بخشنا اگر نا ملایم اور اوسکو لالچ دینا ضرور تھا چاہیئے تھا کہ بعد سپرد آجانے دارا شکوہ کے اوس ولد الحرام کو مقید و ناکام رکھتا بلکہ ہمراہ دارا شکوہ کے اوسکی گردن مارتا تا دیگر لوگوں کی عبرت ہوتی اور اسطرح کے امور سے محترز رہتے نہ یہ کہ مراعات کرکے زیادہ تر دلالت اور ترغیب ایسے امور کی کی گئی اور جملہ عجایب اعمال اوسکے سے ایک یہ ہے کہ سعادت خان کو جو ابوالحسن کا دربان تھا اور جسنے جانبازی کرکے اوس قسم کے سوال و جواب سلطان ابوالحسن سے کیے اور فوخوان جواہرات قیمتی بیالیس لاکھ روپیہ کے حسب الحکم اپنے حسن تدبیر سے جان سے ہاتھ دھوکر حاصل کرکے بھیجے اسقدر قصور پر کہ آتش افروزی اور لطرائی مین توقف کیا اور بعض حالات جسکی خبر شاید اوسے نہو حضور مین نہ لکھا بعد فتح مورد عنایت ہوکر دو صدی منصب ذات اور سو سوار اوسکے کم ہوئے اور خطاب سے برطرف ہوا اور اسّی ہزار روپیہ جو ابوالحسن نے اوسے دیا تھا اور اوسنے التماس کرکے ظاہر کیا تھا باز یافت کرکے اکیسال تک عتاب مین رکھا آوسکا احوال ایسا تھا کہ ہاشم علیخان جانی لکھتا ہے کہ مین سعادت خان کے ہمراہ تھا اور خوانچہ ہائے جواہر مرسلہ ابوالحسن مع عرضی عفو تقصیرات کی اوسکی تحویل مین تھے ہر چند اوسکے دوستون نے کہا کہ فردِ منخطی ابوالحسن ان جواہرات کی چہرہ اور قیمت کی نہین ہے پس شمار کو برابر رکھکر بعضے جواہرات جو بیش قیمت ہین لیکر اونکی جگہ کم قیمت جواہرات رکھدیجیے مگر اوس عزیز نے بپاس امانت داری کے اس عمل پر توجہ نکی اور اصلا تصرف نکیا غرض راقم کی لکھنے سے جو بعض فقرات کتاب ہاشم علیخان جانی سے منتخب ہوئے مین یہ ہے کہ بدارج رضا و تسلیم و ثبات و استقلال ابوالحسن کا تا بقاے روزگار رہے جیسا کہ اوسنے اپنا استقلال ایسے وقت مین کہ درویشون سے بھی دشوار ہے قائم رکھا فی الحقیقت لباس سلطنت مین ایک درویش تھا حقیقت کیش اور مراتب شجاعت و وفا و اخلاص کے جو مصطفےٰ خان عبدالرزاق کو حق تعالےٰ نے دیئے تھے اوسکی خلقت مین محض عنایت اور ودیعت نہادۂ دست قدرت تھی قیاس کرنا چاہیے کہ محض عالم یاس مین کہ مطلقاً امید ظفر اور رستگاری کی نہو اس حد پر پاس ننگ اور وفا اور اخلاص مین کوشش کرنا اور کمال خواہش سے شربت تلخ جراحت اور اجل کا نوش کرنا مقدرات مین سے ہے اور ظاہر ہونا عناد اور لجاجت اور مکاری عالمگیر کا اور شہرت مکر و تذویر اور رسوخ کینہ اور تعصب اور تبعیت نفس اور ہواے تغلب جو اپنے جنس پر ہوئی اور کھوٹا پن اور زیادتی حرص ان حق پرستون پر اور احوال ابوالحسن اور عبدالرزاق کو کہ اخلاق حمیدہ مین جو اکثاکہ کو ہی اپنا سرمشق بناوین اور خصایل رزیلہ سے جو عالمگیر مین جمع تھین اوس سے محترز ہونا واجب سمجھین کیونکہ دنیا ہر طرح پر گذران ہے اور جزا اور پاداش اعمال کی دنیا و عقبی مین باقی اور پایدار ہے ابوالحسن اور عبدالرزاق بھی زندہ ہے اور عالمگیر بھی گذرا مگر دونوکر دار صفحۂ روزگار پر یادگار ہے اور تا قیامت رہینگے چند براہ مکر و حیلہ کے منع کرکے اپنی عیب پوشی کی تاریخ کو چھپایا اور کوشش کی کہ لوگون پر ظاہر نہو مگر کچھ فایدہ نہوا

بلکہ اور زیادہ ظاہر ہوا اور اگر بفرض محال بعض لوگون یا کل مردم سے مخفی رہتا عالم الغیب سے جو اپنے بندون کے ضمائر سے واقف ہی کیونکر مخفی اور محتجب رہتا۔ الحال بر سبیل اختصار احوال عروج ابوالحسن کا کہ حق تعالے نے گوشہ جہول سے نکالکر اوج کامرانی پر پہونچایا اور آخر کو تخت سلطنت حیدرآباد پر متمکن ہوا لکھنا مناسب ہی تاکہ طالبان اخبار کو سرمایۂ حیرت اور انتظار نہ رہے کہ ابوالحسن نے جیسا کہ خود روح اللہ خان سے اظہار کیا کیونکر آن واحد مین فلاکت سے نکلکر ریاست پر پہونچا۔ مخفی نہ رہے کہ عبداللہ قطب شاہ جسنے قریب ساٹھ برس کے فرمانروائی کی چونکہ لاولد تھا منجملہ تین ارکلیون کے جو حق تعالے نے اوسے عطا فرمائین تھین ایک کو سید نظام الدین احمد الحسینی سے جو سادات صحیح النسب مدینۂ طیبہ اور خلف سلسلۂ غوث العلما امیر غیاث الدین منصور شیرازی قدس اللہ روحہ العزیز سے تھا منسوب کیا احوال فضلاے اس سلسلہ کا مانند امیر مذکور کے جو ملقب ہوا اوستاد ابوالبشر و ہومن الشمس اظہر و صدر الحکما امیر صدر الدین محمد دشتکی شیرازی و سید مبارک شاہ و امیر اصل الدین و میر جمال الدین محدث وغیرہ کہ ارباب بصیرت پر مستور اور مخفی نہین انکا موطن اصلی مدینۂ طیبہ ہی و ہان سے دار العلم شیراز مین آکر سکونت اختیار کی اور صاحب ضیاع و عقار ہوئے اور توزک و احتشام سے ایک زمانۂ دراز بسر کیا تا آنکہ سید نظام الدین دوبارہ ساکن حجاز اور سید علیخان اوسکا بیٹا وہین پر متوطن ہوا بعد ازان مع پسر خورد کہ کچھ مدت کی جیسا کہ اوس سے اشعار ہو چکا ہی داماد بادشاہ ہوا اور عبداللہ قطب شاہ نے سید نظام الدین احمد اپنے داماد کو رتبۂ رفیعۂ امارت پر پہونچاکر اختیار اکثر امور ملکی کا اوسے عطا کیا بعد چندے سید سلطان جو کہ نبھی سادات مشہورہ عزت اور منجملہ شاگردان پدر بزرگوار سید احمد تھا وارد ہوا اور خدمت بادشاہ مین تقرب بہم پہونچاکر دوسری لڑکی اپنے نامزد کرائی اور روز بروز اسکا عزت و احترام فزایش پاتا گیا تا آنکہ سید احمد اور سید سلطان کے فیما بین مین حسد آپہونچا اگرچہ قطب شاہ نے سید سلطان سے دریافت کیا کہ تمکو بزرگان سید احمد کے حالات سے آگاہی ہی اوسنے کہا ہان فاضل بن فاضل اور ہمارا اوستادزادہ ہی جب سخن راست بطور اہانت کے کہا سید احمد اسکو سُن کر اوسنے ساتھ بد ہوا اور دراندازون کے ذریعہ سے روز بروز انکے درمیان مین عناد و فساد کا مادہ جمع ہوتا گیا تا آنکہ سید سلطان کے نکاح کی مجلس جو دختر عبداللہ قطب شاہ سے منعقد ہوئے درپیش آئی اور ہنگامۂ عیش و نشاط اور آرایش درو بام بازار حیدرآباد چند روز تک موجب شگفتگی خاطر تماشائیان رہا عین اوس رات کو جب سید سلطان کو داماد ی کے واسطے لیجا تھا ایک دوسری حرکت اوس سے ظہور مین آئی اور اوسنے اس انہا کو کام پہونچایا کہ سید نظام الدین احمد نے قسم سخت کھاکر عبداللہ قطب شاہ سے کہا کہ اگر تم اپنی دختر سید سلطان کو دیتے ہو تو مجھے رخصت کرو اور مانع سکلجانے کی فکر مین ہوا ہر چند قطب شاہ اور نیز دیگر اعیان سلطنت نے چاہا کہ رفع فساد ہو مگر کچھ فائدہ نہوا چونکہ سید احمد کا تسلط مدتون سے اندرون محل اور نیز در بار مین تھا اور نیز سردار مہ جو کہ مدار علیہ محل تھا اور نیز دیگر محرمان سید احمد کے معاون ہوکر بادشاہ کو مانع ہوئے۔ عبداللہ قطب شاہ نے حیران ہوکر محرمان محمد مان سے چارہ جوئی

اور یہ صلاح قرار پائی کہ سلطان ابوالحسن کو جو مان کی طرف سے قرابت قریبہ بادشاہ سے رکھتا ہی بجاے سید سلطان کے
داما د بنا دین لیکن سلطان ابوالحسن شروع ایام شباب سے صحبت فقراے آزاد نامقید خرابا تی وضع مین بسر کرتا اور
اوضاع نیک اختیار کرکے بادشاہ کی نظر سے اسقدر گرا ہوا تھا کہ کسی طرح پر اوسکے حال پر توجہ نہ تھی لہذا ابوالحسن
بدستور سابق بسر کرتا تھا اور اسی زمانہ مین سید راجو کی خانقاہ مین جو اوسکی مرشدی مین اشتہار رکھتا تھا اوقات
گزاری کرتا تھا حسب الامر بادشاہ کے سلطان ابوالحسن کو بہم پہونچا کر لشکر مخلع کیا اور سہرۂ مروارید اوسکے
سر پر باندہا اور عراقی گھوڑے پر جسپر ساز مرصع الماس تھا سوار کرا کر اوسی تجمل اور توزک سے جو سید سلطان کیواسطے
مہیا ہوا تھا مجلس دار السلطنت مین حاضر لائے اور دختر عبداللہ قطب شاہ سے اوسکا عقد باندہا روز بروز زیادتی
جاہ و مراتب ہونے لگی اور سید نظام الدین احمد نظر بعلو نسب اور اسوجہ سے کہ بادشاہ کی بڑی لڑکی کا شوہر تھا
کسی امیر کو ارکین دولت مین سے اپنے دلمین نلا کر سید مرتضی کو بھی جو خاندان سلاطین زادگان نامزدان اور
عمدہ امراے قطب شاہ اور صاحب فوج حیدرآباد کا تھا سب امرا کے برابر جانتا تھا اس سبب سے سب ارکین دولت
کشیدہ خاطر تھے اور کسیقدر خدمۂ محل بھی اوس سے نفرت کرتے تھے اور برخلاف اوسکے ابوالحسن سے جو ہر ایک کے
ساتھہ رفق اور مدارا اور برادرانہ سلوک اور اخلاص کرتا تھا ہر ایک راضی و خوشنود رہا ہے بعد رحلت عبداللہ قطب شاہ
کے تعین سلطنت مین اختلاف واقع ہوا حرم سرا کے باہر سید نظام الدین احمد مع اپنے سپاہ کے مستعد جنگ تھا
اور حرم سرا کے اندر سرداہ صاحبہ کلان زن سید احمد اپنے مع کنیزان حبشیہ اور ترکیہ کے شمشیر برہنہ
ہاتھہ مین لیے ہوئے آمادہ فتنہ سازی ہوئی اور ہر گوشہ سے نائرہ جدال و قتال نے اشتعال پکڑا آخر کار
سید مرتضے کی رعایت اور مادنا اور آگمنا کی حسن سعی سے جو کہ دونو بھائی قوم برہمن اور سید مرتضے کے
مدار المہام تھے نوکران عمدۂ بادشاہی سے رفیق ابوالحسن ہوگئے سید احمد مغلوب اور سلطان ابوالحسن
بادشاہ ہوا لیکن اخیر کو درمیان ابوالحسن اور سید مرتضے کے بسبب عزل و تحکم کے باوجود سررشتۂ نوکری کے بوجہ
اوسی اعانت کے کہ ابوالحسن کے جلوس تخت مین کی تھی نفاق ہوا اور ابوالحسن نے سید مرتضے کی خودسری
اور خلاف ورزی کی برداشت نہ کی ناچار مناز عت کو پہچا اور صورت فتنۂ تازہ کی ظاہر ہوئی اوسوقت مادنا پیشوا
جو پیشکاران مستقل اور معتمد علیہ سید مرتضی کا تھا اپنی تدابیر اور منصوبہ سے بدل جنگ و جدال کی جماعہ داران
عمدہ سید مرتضی کو حلقہ اطاعت ابوالحسن مین لایا اور سید مرتضے کو نے بال و پر کر دیا آخر ضعیفگی
کے جلد و مین ابوالحسن نے وزارت کا قلمدان مادنا کے حوالہ کرکے اوسکی پرانی خدمات اوسکے بھائی
اکمنا کو مقرر کیں اور اقتدار مادنا کی افزایش پی بندگی اور نیکو خدمتی کے عوض مین تھا ✣ ✣